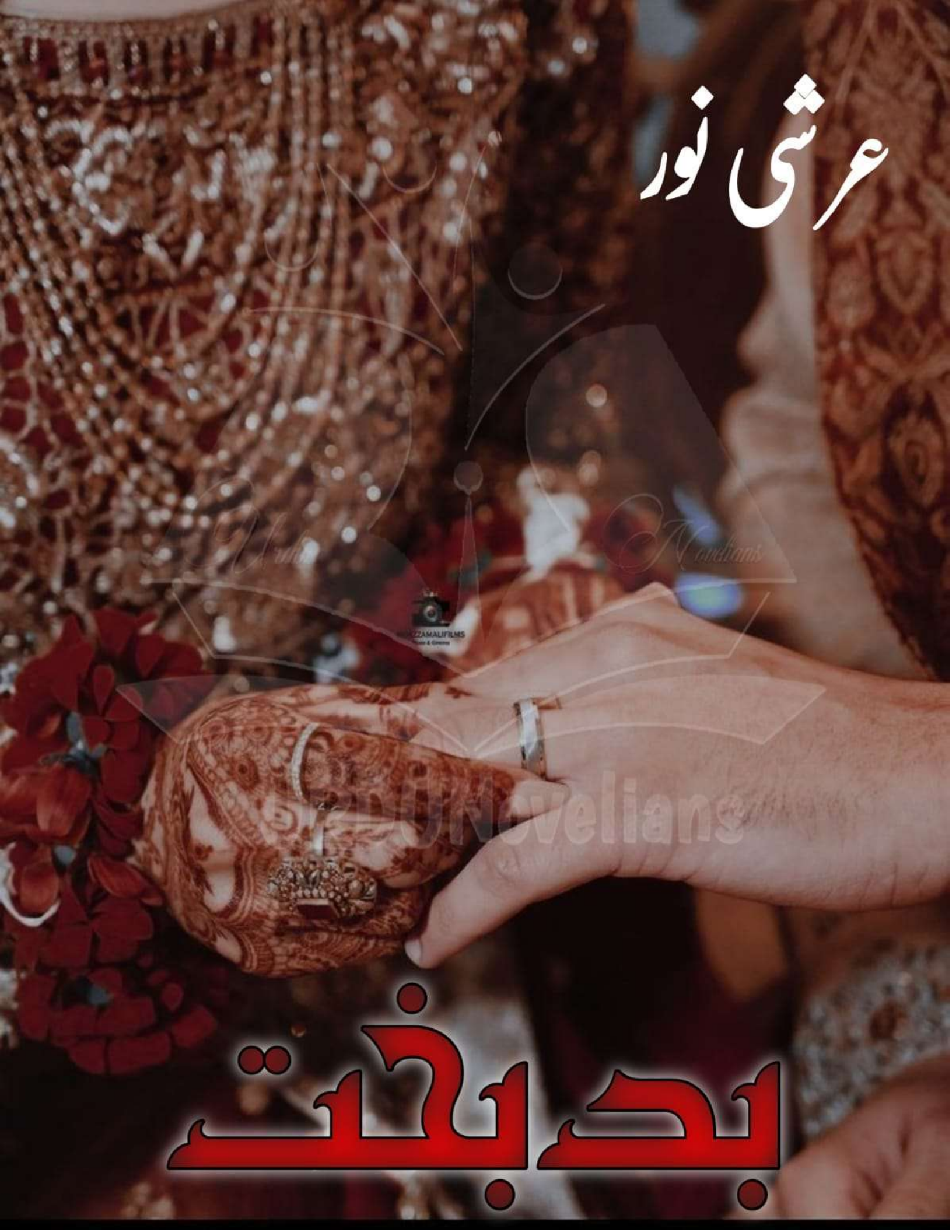
عرشی نور
بدبخت

بدبخت

عرشی نور

گھر میں داخل ھوتے ہی اس نے غصے سے سبزی کے شاپرز ٹیبل پر پٹخے اور چادر اتار کر اپنی پھولتی سانسوں میں بڑبڑائی۔۔۔۔۔

سمجھتے کیا ھیں خود کو یہ بے غیرت جہاں بھر کے۔۔۔منہ اٹھائے بازاروں میں دندناتے پھرتے ھیں اور دوسروں کی بہن بیٹیوں کو اپنی جاگیر سمجھ لیتے ھیں۔۔۔۔

غصے سے اسکا چہرہ لال ھو رھا تھا ابھی وہ پھولتی سانسیں سنبھال ہی نہیں پائی تھی کہ پیچھے سے اسکے کندھوں پر کسی نے ہاتھ رکھے تو وہ ایک دم چونک کے پلٹی۔۔۔

تممممم۔۔۔۔اندر کیسے آئی؟ نمل کے غصیلے لہجے اور بلند آواز سے بختی سہم گ ئی۔۔۔

وہ سہمے ھوئے بولی۔۔۔ددددروازہ کھلا تھا ممم میں اسلی ئے اندر آآآآگ ئی لیکن تجھے کیا ھوااا؟

نمل سر جھٹک کر بولی کچھ نہیں۔۔۔۔

بختی اسکی حالت دیکھ کر سمجھ گ ئی کچھ ھوا ضرور ھے تبھی جھٹ سے ٹھنڈا پانی لا کر اسکے سامنے رکھا اور خود خاموشی سے اسکے سامنے بیٹھ گ ئی۔۔۔۔

نمل یک دم اٹھی اور رگڑ رگڑ کر اپنے ہاتھ دھونے لگی۔۔۔۔

بختی سمجھ گ ئی کہ آج پھر کسی کی شامت آئی ھے۔۔۔

ہاتھ دھو کر غٹاغٹ اس نے دو گلاس پانی کے پی ئے۔۔۔۔

بتاؤ تو سہی ھوا کیا ھے بختی نے سوال کیا۔۔۔

کچھ خاص نہیں وہی ھوا جو میرے باہر نکلنے اور کسی کی میرے ساتھ بد تمیزی کرنے پر ھمیشہ ھوتا ھے۔۔۔

بختی مسکرائی آج کس بے چارے کی شامت آگ ئی تھی۔۔۔

کیا کہا تم نے بیچارہ؟ تیرے لی ئے سب بیچارے ھیں نا اور بد معاش صرف ایک میں۔۔

بختی نے مسکراتے ھوئے ہاں میں سر ہلایا تو پاس پڑے آلو اسے سر پر کھانے پڑ گ ئے۔۔۔

وہ بھاگی اندر کیطرف تو نمل بھی اسکے پیچھے بھاگی وہ بیچارہ تو بچ گیا لیکن تو نہیں بچے گی آج میرے ہاتھوں۔۔۔۔

یار میرے پوچھنے پر تم نے آلوؤ کی برسات کر دی مجھ پر اس بیچارے کے چھونے پر کیا کیا ھو گا اس پر کونسی بارش ھوئی چماٹوں کی یا۔۔۔۔۔۔۔

نمل بھی ھنس پڑی اسکے ساتھ اور دونوں بیڈ پر لیٹ گ ئ یں۔۔۔

نمل اتنی ہمت کہاں سے لاتی ھے؟ تجھے ڈر نہیں لگتا ذرا سا بھی کسی نے تجھے پہچان کر بڑا نقصان پہچانے کی کوشش کی تو ووومت کیا کرو اسطرح کسی دن کچھ برا تیرے ساتھ ھو گیا تووو؟

کیا تووو؟؟ نمل نے گھور کر پوچھا

بختی کسی پرانے زمانے کی فکر مند ھوتی دادی اماں والے اسٹائل میں بولی۔۔۔

دیکھو نمل مرد پر ہاتھ اٹھانا وہ بھی سر بازار اچھا نہیں کوئی اس ذلت کا بدلہ تم سے بہت برے طریقے سے بھی لے سکتا ھے۔۔۔۔

نمل اسکے انداز پر ھنسی پھر بولی میں تیری طرح کمزور یا ڈرپوک نہیں کہ کسی کی زیادتی پر اسے منہ توڑ جواب نا دوں۔۔

اور ایک بات بتا اگر تجھے کوئی غیر مرد چھووے تو کیا کریگی؟ چھونے دو گی اسکو؟ کچھ نہیں کہو گی؟

اسکے سوال پر بختی ڈر کر بولی نہیں۔۔۔ بس اپنی جگہ تبدیل کر لو نگی۔۔۔۔

نمل اٹھ کر بیٹھ گ ئی۔۔۔۔

کیوں اتنی بزدل ھے تو بختی ایسا کیوں کرے گی؟ تجھے تو اس شخص کا منہ توڑ دینا چاھی ئے تیرے جیسی ڈرپوک لڑکیاں ہی ایسے بے شرم مردوں کو شہ دیتی ھیں۔۔۔۔

ایسے مردوں سے ڈرنا نہیں چاھی ئے بلکہ انکو ڈرانا چاھی ئے جو بازاروں میں اپنی گندی ھوس کا نشانہ بناتے ھیں دوسروں کی بہن بیٹیوں کو آج جو ہاتھ تمھیں چھونے کے لی ئے بڑھے اسے کاٹ پھینکو تا کہ کل وہ کسی اور کی عزت کو روندنے کیلی ئے نا بڑھ سکیں۔۔۔۔

بختی اسکی طرف دیکھ کر بے بسی سے بولی تو یہ سب کر سکتی ھے۔۔۔

نمل غصے سے بولی کیوں تو کیوں نہیں کر سکتی تیرے ھاتھ ٹوٹے ھوئے ھیں۔۔۔

وہ سر جھکا کر بولی نہیں میں نہیں کر سکتی نمل۔۔۔ تیرے پیچھے ایک مضبوط سائی بان ھے جو ہر جگہ سائے کیطرح تیرے ساتھ رہتا ھے تیری حفاظت کرتا ھے جسکا دستِ شفقت تیری ہمت بڑھاتا ھے۔۔۔ جبکہ میں۔۔۔۔ یہاں بختی کے الفاظ اسکے لہجے کی طرح ٹوٹنے لگے میں بے سائی بان ھوں میری حفاظت کو نا کوئی آگے ھے میرے نا پیچھے جسکی طرف بڑھتے ھوئے

ہاتھ روکے نہیں جا سکتے البتہ میرے ہاتھ توڑے جا سکتے ھیں وہ اپنی ہتھیلیاں پھیلا کر انہیں تکنے لگی اور ٹپ ٹپ اسکے آنسو اسکی ہتھیلیوں پر ایسے گرنے لگے جیسے قیمتی موتی بے مول ھو کر گرے ھوں۔۔۔۔

نہل سے اسکا درد برداشت نا ھوا اس نے اسے گلے سے لگا لیا۔۔۔

نا کیا کر ایسی باتیں کیا میں تیری کچھ نہیں لگتی؟؟

بختی بے یقین سی ھو کر پورے یقین سے بولی تجھے ہی پا کر تو جینے لگی ھوں ورنہ اس ادھ ننگے وجود کی بھوک پیاس مجھے میرے ہی ہاتھوں کب کی مار چکی ھوتی۔۔۔۔

نمل نے اسکے آنسو صاف کیۓ مایوسی کی باتیں نا کیا کر اللہ پاک کی ذات بہت رحیم ھے اس نے تجھے پیدا کیا ھے نا وہی تیری زندگی کا مالک ھے وہی تیرا محافظ ھے وہ کبھی کسی کا برا نہیں چاہتا یہ تو ھم ھیں مایوس سے کمزور ایمان والے ھیں جو اسکی حکمت کو نہیں سمجھتے اور اسے بھول کر خود کو زمانے کی زد میں چھوڑ دیتے ھیں۔۔۔

پگلی وہ تو بہت پیار کرتا ھے اپنے بندوں سے۔۔۔۔

بختی نے سوالیہ نظروں سے دیکھا کتنا پیار کرتا ھے وہ۔۔۔۔۔

نمل اسکی آنکھوں سے چھلکتی مایوسی بھانپ کر نہایت پیار سے بولی میری جان وہ ستر ماؤں سے بھی زیادہ پیار کرتا ھے اپنے بندوں سے۔۔۔۔

بختی نے حیرت سے آنکھیں پھیلائی یں۔۔۔ میں نے تو ایک ماں بھی نہیں دیکھی ماں کیسی ھوتی ھے ؟ بلکل تیرے رب جیسی جسے میں نہیں دیکھ سکتی کبھی بھی۔۔۔۔

بختی کے اس سوال پر اسکا دل اچھل کر حلق میں آگیا کیونکہ ماں اس نے بھی نہیں دیکھی تھی ۔۔۔۔

بختی بچوں کیطرح اسکی طرف دیکھ کر بکھرے ھوئے لہجے میں بولی۔۔۔۔

نمل اپنے رب سے بول وہ ستر ماؤں سے زیادہ چاھتا ھے نا اپنے بندوں کو تو کیا میں اتنی بری ھوں کہ اس نے مجھے ایک ماں کے پیار کے قابل بھی نہیں سمجھا اور اسے بھی اتنی دوووورا اپنے پاس بلا لیا۔۔۔۔

نمل کے پاس اسے تسلی دینے کیلئے الفاظ ہی جیسے ختم ھو گئے تھے۔۔۔۔

وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر بولی ابھی کچھ دیر پہلے تو نے کہا کہ اللہ بہت رحیم ھے مطلب رحم کرنے والا ھے وہ کبھی اپنے بندوں کے ساتھ غلط نہیں کرتا۔۔۔۔

نمل نے فوراً ہاں میں سر ہلایا۔۔

وہ بلکل ایسے انداز سے بول رہی تھی جیسے پاگل ھوتے ھیں اگر وہ رحیم ھے تو مجھے بے رحم ہاتھوں میں کیوں سونپا؟ اگر وہ سچ میں اپنے بندوں کا برا نہیں چاھتا تو مجھے اتنے برے حال میں کیوں رکھا ھوا ھے اس نے۔۔۔۔۔۔۔۔

بختی کی بے بسی کے بوجھ تلے دبی چیخیں نمل کے کانوں میں کسی دھماکے کی طرح گونجیں جو آس پاس کے سارے ماحول کو کچھ لمحہ بہرہ اور اندھا کر دیتی ھیں۔۔۔۔

بختی نے نمل کو جھنجھوڑا پوچھ اپنے رب سے پوچھ ناں۔۔۔

نمل بمشکل خود کو سنبھال کر بولی۔۔۔

بختی ایسا نہیں کہتے میری جان تو میرے رب کی ھو کر تو دیکھ وہ سب کچھ تیرا کر دے گا یہ جہاں کیا دونوں جہاں تیرے ھونگے تو خود سوال کر اس سے وہ جواب دیگا تجھے وہی تو ھے جو انسان کو درد و غم کے اندھیرے سے راحت کے اجالے میں لاتا ھے بلکل اسطرح جیسے رات کے اندھیرے کو ابھرتے سورج کی روشنی نگل لیتی ھے لیکن پتہ ھے بختی رات جتنی بھی سیاہ کیوں ناھو لیکن سورج اس سیاہ سنسان رات کو اپنی آب و تاب سے روشن کرتا ھے وہ انسانوں کی طرح مایوسی کا لباس اوڑھے نہیں نکلتا اور یہ عمل روزانہ ھوتا ھے کبھی ایسا نہیں ھوا کہ سورج رات سے تھک گیا ھو یا رات سورج سے شکوہ کنا ھو۔۔۔۔۔

بختی خاموشی سے خشک ھوتے آنسوؤں سے اسے تکنے لگی جو اپنے رب کے نظام کو بڑی خوبصورتی اور اعتماد سے بیان کر رہی تھی۔۔۔۔

دیکھ بختی میری باتیں اتنی جلدی نہیں آنی تیری سمجھ میں کیونکہ تو جن کے زیر سایہ ھے وہ مسلمان نہیں لیکن تجھے بھی نہیں معلوم کہ تو کس دین پر ھے ؟ تیرا دل انکے پتھر کے خداؤں کو نہیں مانتا ناں لیکن میں تجھے اپنے دین پر بھی زبردستی نہیں لا سکتی ھمارے مذہب میں جبر نام

کی کوئی چیز نہیں۔۔۔اللہ نے تجھے عقل دی ھے نا تو سمجھ اپنے دل کی طرف دیکھ وہ کیا چاھتا ھے ؟کسے قبول کرتا ھے ؟ان بتوں کو جو بنانے والوں کے محتاج ھیں جن کو یہ بھی نہیں معلوم کو وہ کہاں اور کس مقام پر رکھے جائیں گے حتی کہ وہ اپنے اوپر پڑی دھول بھی صاف نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔

نمل کی باتیں سن کر وہ اپنے درد کی کیفیت سے نکل کر گہری سوچ میں پڑ گئی۔۔۔۔

تو مجھ سے نا کہہ کہ میں اپنے رب سے پوچھوں۔۔۔۔

وہ تو سب کا رب ھے مسلمانوں کا بھی ھندو، عیسائی، یہودی ہزاروں مذاہب ھیں ان سب کا بھی وہی رب ھے جو میرا ھے۔۔۔۔

تیرا دل جسکو قبول کرے اس پر چل لیکن اپنی عقل کو استعمال کرتے ھوئے۔۔۔۔ میرا ڈر نا رکھ میں تیرے رستے کی رکاوٹ کبھی نہیں بنو گی نا تجھے چھوڑو نگی۔۔۔۔

بختی کی آنکھوں میں پھر سے آنسو ستاروں کی طرح چمکنے لگے لیکن ان کے ساتھ روح میں اتر جانے والی مسکراہٹ بھی اسکے لبوں پر پھیلی۔۔۔۔

نمل قدرت کے اس حسین امتزاج کو تکتی رہ گئی جو بیک وقت اس نے بختی کے چہرے پر دیکھے تھے۔۔۔۔۔

وہ گہری سانس لے کر اٹھی میں چلتی ھوں اب انٹی آگئی تو میری خیر نہیں۔۔۔

نمل نے اسے زور سے جپھی ڈالی آئی ندہ میرے سامنے مت رونا۔۔۔

نمل اپنے والد کے ساتھ چند ماہ ھوئے بختی کے برابر والے گھر میں شفٹ ھوئی تھی نمل کے والد حافظ قرآن تھے یہاں آتے ہی وہ حافظ صاحب کے نام سے مشھور ھو گ ئے اور نمل اپنے اخلاق کی بدولت سراہی جانے لگی بن ماں کے پلی بڑی تھی وہ لیکن والد نے بہت سلجھے اور اعلی اخلاق سے اسکی پرورش کی تھی۔۔۔

جبکہ بختی کس کی اولاد تھی کوئی نہیں جانتا تھا وہ تین سال کی تھی جب گوپال کی بہن ساوتری نے اسے گود لیا تھا اور چند ماہ بعد اس لاوارث بچی کو اپنے بھائی گوپال کے حوالے کر کہ اس دنیا سے چل بسی تھی۔۔۔

گوپال کی بیوی سندرتا دیوی ایک بہت ہی بدمزاج اور ظالم عورت تھی اس نے بختی کو اپنے زیر پرستی لینے سے صاف انکار کر دیا گوپال اپنی مری ھوئی بہن سے کیا وعدہ نا توڑ سکا دیوی کے لاکھ دھمکانے اور مخالفت کے باوجود اس نے بختی کو پالنے کا عہد کر لیا۔۔۔

دیوی کو وہ ایک آنکھ نا بھاتی تھی حالانکہ شادی کے دس سالوں میں اسکی ایک ہی بیٹی پیدا ھوئی تھی بندیا جو بختی سے تین سال بڑی تھی۔۔۔

بختی دیوی کو ایک آنکھ نا بھاتی تھی اس تین سالہ معصوم سی بچی پر وہ ظلم کی انتہا کر دیتی تھی گوپال کی غیر موجودگی میں اسے بھوکا پیاسا رکھتی وہ بچی رو رو کر بلک بلک کر سو جاتی اور کبھی بھوک سے پانی پی پی کر پیٹ پھلا لیتی اور روتی کبھی وہ اسکے غصے کا نشانا بنتی اور دیوی کے نفرت بھرے طمانچے اپنے ننھے سے معصوم سے چہرے پر کھاتی۔۔۔اور اکثر پیشاب یا پخانہ کر دینے پر دیوی اسے مار مار کر ادھ مرا کر دیتی یا اسے کڑی دھوپ میں بٹھا دیتی۔۔۔

گوپال اسے سمجھا سمجھا کہ تھک گیا تھا لیکن وہ ٹس سے مس نا ھوتی گوپال دیوی کے ظلم سے تنگ آ کر اسے کام پر ساتھ لے جاتا تھا

بختی کے گھر میں آنے کے کچھ عرصے بعد دیوی کو امید لگ گ ئی دیوی کیلی ئے یہ بہت بڑی خوشخبری تھی دیوی کے زمین پر پاؤں ہی نہیں ٹکتے تھے کیونکہ دس سال بعد اسے امید لگی تھی اور وہ روز بیٹا پیدا ھونے کے خواب دیکھ کر سوتی آخر نو ماہ بعد وہ دن آ بھی گیا اور اسکے خوابوں کا گھڑا چکنا چور ھو گیا اس نے مردہ بیٹے کو جنم دیا جسکا دکھ وہ برداشت نا کر سکی اور خود کو پیٹ پیٹ کر روتی رہتی اور بختی کو کوستی اور مارتی کہ اس جنم جلی نے کھا لیا اسکے بیٹے کو۔۔۔ساتھ میں گوپال بھی اسکی لعن طعن خاموشی سے سنتا تھا دکھ گوپال کو خود بھی بہت تھا بیٹے کے مردہ پیدا ھونے پر لیکن وہ اظہار نا کرتا تھا کہ بھگوان نے دیوی کو سزا دی تھی

بختی پر ظلم ڈھانے کی۔۔۔۔

بختی تین سال سے پانچ سال کی ھوگئی تھی وہ اکیلی تنہا کبھی بھوکی اور کبھی آدھی روٹی کھا کر سوتی کھلے آسمان تلے نا بستر نا تکیہ بس اپنے بازو کو سرہانا بنائے وہ سوتی اگر گوپال اسے اندر لاتا یا اس بچی کے ڈرنے پر اسے اٹھالیتا تو وہ رات اسے بھی کھلے آسمان تلے بختی کے ساتھ گزارنی پڑتی اکثر وہ اپنے حصے کا کھانا بچا کر بختی کو دیتا تو دیوی ہتھے سے اکھڑ جاتی لیکن گوپال پر اسکی کسی بات کا اثر نا ھوتا۔۔۔۔

بندیا اور پائی ل کے ساتھ جب دیوی کا پیار دیکھ کر معصوم سی بختی اسکے قریب جاتی تو وہ اسے دھکا دے کر پیچھے ہٹاتی جس پر اکثر وہ بہت زور کی گرتی اور پھر دیوی کے ڈر سے بے آواز روتی آنسو اسکے چھوٹے چھوٹے گالوں پر جم جاتے ۔۔۔۔۔

پانچ سال کی عمر میں ہی اس نے بھوک سے پیٹ پر پتھر باندھنا سیکھ لیا تھا اور اپنے آنسو چپ چاپ پینا بھی اس چھوٹی سی عمر میں ہی وہ درد سے اتنی آشنا ھو چکی تھی کہ موسم کی سردی گرمی بھی سہہ لیتی یا پھر قدرت نے اس پر اتنا رحم کیا تھا کہ گرمیوں میں اسکے لیئے آسمان ٹھنڈا اور سردیوں میں زمیں گرم ھو جاتی تھی۔۔۔۔

گوپال کو اس سے بے پناہ محبت ھوگئی تھی وہ جب بھی آتا گھر سب سے پہلے بختی کا حصہ اسے دیتا گوپال کا بڑھتا ھوا پیار دیکھ کر دیوی نے اب گوپال کو دھمکانا شروع کر دیا کہ اگر وہ بختی سے دور نا ھوا تو وہ گھر چھوڑ کے چلی جائی یگی گوپال مجبور اور لاچار تھا اب وہ بہت چھپ

چھپ کر بختی سے پیار کرتا تھا کیونکہ وہ دو بیٹیوں کا باپ بن چکا تھا۔۔۔ دیوی ھمیشہ اسے یہی دھمکی دیتی کہ وہ اسکی دونوں بیٹیاں لے کر روح پوش ھو جائے گی۔۔۔

وقت گزرتا رہااور وقت کے ساتھ ساتھ نا صرف دیوی کے بلکہ اسکی دونوں بیٹیوں کے ظلم بھی بھڑتے گ ئے۔۔۔

ان سب مظالم کی بھٹی میں بھنتے بھنتے بختی کندن اور سونے جیسے مورت کے ساتھ جوان ھوئی پل بھر کیلی ئے دیکھنے والے کی آنکھ اس پر ٹھہر سی جاتی تھی ایک عجیب سا سحر تھا اسکی آنکھوں میں جو دیکھنے والے کو گہری سوچ میں ڈال دیتا تھا۔۔۔۔۔

دیوی اسے مختلف ناموں سے بلاتی تھی منحوس، بد بخت، جنم جلی، ڈائن۔۔۔۔ جبکہ بد بخت اسکا نام پک چکا تھا سب کی زبان پر لیکن گوپال ھمیشہ اسے بختی کہہ کر بلاتا تھا۔۔۔۔

نمل کے ساتھ بھی اسکی دوستی کام کاج کرواتے ھوئے ھوئی وہ اسکے گھر کام کیلی ئے آتی تھی وہ بھی صرف دنیا کو دکھانے کیلی ئے اور دیوی جیسی لالچی عورت کا پیٹ بھرنے کیلی ئے۔۔۔ جبکہ حقیقت اسکے برعکس تھی بختی روز آتی نمل اسکے ساتھ بہت پیار اور محبت سے پیش آتی اسکے زخموں پر مرہم لگاتی اسے کھانا کھلاتی اپنے کپڑے دیتی اسے پڑھاتی بھی تھی اور حافظ صاحب بھی بختی سے بہت پیار کرتے تھے بختی اور نمل کی بیچ پیار آہستہ آہستہ شدت اختیار کرتا گیا اور دونوں ایک دوسرے کی جانی دوست بن گ ئی یں۔۔۔

ھفتے کا دن تھا بختی نے جلدی سے گھر کا کام ختم کیا اور دوڑتی ھوئی نمل کے پاس پہنچی کیونکہ نمل کا کل نکاح تھا۔۔۔۔

نمل کے نکاح کا سوٹ اور تمام زیورات سسرال والے دے گ ئے تھے اور بختی بہت بے چین تھی کہ وہ نمل کو اس سوٹ میں سب سے پہلے اور فوری طور پر دیکھے کیونکہ اسے دیوی کا معلوم تھا کہ وہ کل نکاح کی تقریب پر اسے نہیں آنے دیگی۔۔۔۔

بختی کی ضد پر وہ شرارہ پہننے کیل ئے ڈریسنگ روم چلی گ ئی۔۔۔

حافظ صاحب اندر آئے کمرے میں بختی بیٹا نمل کہاں ھے ؟

انکل وہ واش روم میں ھے۔۔۔۔

اچھا میں کسی کام سے بازار جارہا ھوں کچھ منگوانا ھے تم دونوں نے تو بتادو ابھی۔۔۔

بختی نا میں سر ہلاتے ھوئے بولی نہیں۔۔۔اور ساتھ میں نمل کی بھی آواز آئی نہیں بابا جانی فی الحال کچھ نہیں چاھی ئے۔۔۔ وہ بختی کے سر پر ہاتھ رکھ کے بولے بیٹا دروازہ بند کر لینا۔۔۔۔

بختی اسکی چیزیں دیکھنے میں اتنی مگن تھی کے درواہ بند کرنا بھول گ ئی۔۔۔۔

بختی کے ہاتھ میں نمل کے سونے کے کنگن تھے جسے دیکھنے میں وہ اتنی گم تھی کہ اسے کسی کے اندر داخل ھونے کا احساس ہی نا ھوا۔۔۔۔

عین اسی وقت سرخ رنگ کا بے انتہا قیمتی شرارہ پہن کر نمل باہر آئی تو ان ن ئے چہروں کو دیکھ کے گھبرا گ ئی بختی بھی فوراً اپنی جگہ سے کھڑی ھوئی اور ان کے ہاتھ میں پستول دیکھ کر جیسے ہی اس نے چیخ ماری تو گھر میں داخل ھونے والے تین مردوں نے انہیں قابو کر لیا بختی اس قدر ڈرپوک تھی ایک منٹ میں انکے قابو میں آگ ئی جبکہ نمل نے اپنی طرف بڑھنے والے کو روکنے کی کوشش کی جو تمھیں چاھی ئے وہ لے جاؤ لیکن آگے مت آنا وہ کہاں سننے والے تھے اسکی بات۔۔۔۔

وہ مسکرا کر جیسے ہی نمل کیطرف تیزی سے بڑھا نمل نے اسکے ہاتھ میں پستول کی پرواہ کی ئے بغیر اسے تھپڑ دے مارا۔۔۔۔

تھپڑ جسکے گال پر پڑا اسکا نام جازب تھا پل بھر تو سبھی سکتے میں آگ ئے لیکن جازب کی آنکھوں میں خون اتر آیا اس نے نمل کو بالوں سے پکڑ کر پستول اسکے ماتھے پر رکھی اور ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا تمھاری اتنی ہمت کہ تم نے مجھے تھپڑ مارا مجھے۔۔۔۔غصے سے اسکا چہرہ بھی لال ھو رہا تھا۔۔۔۔۔۔

نمل ذرا بھی نہیں ڈری وہ اس سے بھی زیادہ اکڑ کر بولی کیا کر لو گے تم زیادہ سے زیادہ مجھے جان سے مارو گے نا تو مارو نا رک کیوں گ ئے ؟

اسکا نڈر پن دیکھ کر جازب کا غصہ مذید بڑھ گیا اتی اکڑ مت دکھاؤ ایک گولی کی مار ھو۔۔۔۔

تم جو لینے آئے ھو دفعہ ھو جاؤ یہاں سے لے کر اور مجھ سے دور ہٹو وہ نہایت حقارت بھرے لہجے میں بولی۔۔۔

جازب کو اسکی ھٹ دھرمی پسند آگ ئی وہ اسکے چہرے کے قریب ھو کر بولا ویسے تمھارے آگے تو ان زیورات کی کوئی اوقات نہیں مجھے تو ان میں سے زیادہ قیمتی تم لگ رہی ھو۔۔۔

اسکے اتنے قریب آنے پر نمل نے اسے دھکا دے کر پیچھے ہٹایا۔۔۔

مرد کہتے ھو خود کو تم اصلحہ ہاتھ میں لے کر تو ہجڑا بھی مرد بن جاتا ھے تم تو ان ہجڑوں سے بھی بدتر ھو جو اپنا ناچ دکھا کر پیسہ وصول کرتے ھیں اور تم لوگ اتنے بزدل ھو کہ اپنے زورِ بازوؤں پر بھی اعتماد نہیں کہ دو وقت کی روٹی کما کر کھا سکو دوسروں سے چھین کر کھانے والے بھیڑی ئے ھو۔۔۔

تمھارے مرد ھونے پر بھی لعنت ھے۔۔۔۔

غصہ جازب کے ساتھ اسکے دو ساتھیوں کو بھی بہت آیا اس میں سے ایک زیور سمیٹ کر بولا یار دیکھ کیا رہا ھے منہ توڑ اس سالی کا۔۔۔۔

جازب نے پسٹل سائی ڈ پر رکھ کر نمل کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر کھینچا تو وہ اسکے سینے سے جا لگی۔۔۔

بس اتنا سا دم خم تھا تم میں وہ اسے گھبراتا دیکھ کر ھنسا نمل بن پانی کے مچھلی کیطرح پھڑ پھڑائی اسکی بانہوں میں لیکن وہ چٹان جیسے مظبوط جازب کی گرفت تھی جس سے نکلنا نمل جیسی نازک سی ڈالی کے بس سے باہر تھا۔۔۔

جازب کی گرفت اس پر پہلے سے زیادہ ٹائی یٹ ھوئی تو اسکی نیت بھانپ کر نمل نے اسکے مسکراتے ھوئے مکرو چہرے پر تھوک دیا۔۔۔۔۔

اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ راہ چلتا کوئی معمولی مرد نہیں تھا جو اسکے طمانچے سے ڈر جاتا یہ جازب شاہ تھا چھ فٹ کا چوڑے سینے والا حسین کڑیل جوان جسکے نام سے بھی لوگ کانپ جاتے تھے وہ اپنے گروپ کا کمانڈو تھا جسکی ٹرینگ بھی کسی فوجی کمانڈو سے کم نہیں تھی اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کی بھی ہمت نا تھی کسی میں اسکے منہ پر پہلے طمانچہ پھر اب تھوک پھینکنے کی غلطی کی تھی اس نے۔۔۔۔

جازب نے اسے خونخوار نظروں سے ایسے گھورا جیسے ابھی وہ اسے نوچ کھائے گا اس نے ایک جھٹکے سے نمل کو بیڈ پر پھینکا۔۔۔

یہ منظر دیکھ کر بختی بے ھوش ھوگ ئی کہ اب نمل نہیں بچ پائے گی۔۔۔۔۔

نمل فوراً دوسرے سائی ڈ سے بیڈ سے اتر کر ڈریسنگ روم میں بھاگنے لگی لیکن سامنے اسکے جازب شاہ تھا وہ روہانسی ھوگ ئی دیکھو مجھے چھونا مت ورنہ۔۔۔۔۔ وہ جازب کے بڑھتے قدم دیکھ کر پیچھے ہٹی تو دیوار سے جا لگی۔۔۔

جازب اسکے بہت قریب آیا اور دونوں ہاتھ پورے زور سے دیوار پر مارے جو اسکے کندھوں سے قریب تھے نمل بری طرح ڈری اسکا در عمل دیکھ کر۔۔۔

وہ اسکی بڑی بڑی ہرنی جیسی آنکھوں میں جھانک کر بولا یہ جو تھوک پھینکا ھے میرے منہ پر اسے صاف کرو۔۔۔۔

نمل بغیر پلک جھپکے بولی کیوں؟ میں کیوں کروں صاف۔۔۔۔اور صاف کرنے کیلئے نہیں پھینکا گندے ھو گندگی کا ڈھیر سمجھ کے پھینکا ھے۔۔۔۔

جازب نے گہری سانس لی اور اسکا دوپٹہ اتارا اور اپنا منہ صاف کیا پھر دوپٹہ پرے پھینکا نمل نے دونوں ہاتھوں سے خود کو چھپانے کی کوشش کی۔۔۔۔

جازب نے فوراً اسکے ہاتھ پکڑے نانانانانا۔۔۔۔مجھ سے کچھ چھپانے کی ضرورت نہیں تمھیں اب۔۔۔۔

جازب کا انداز ایسا وحشیانہ تھا کہ نمل پسینے سے شرابور ھو گئی۔۔۔۔۔

دددددیکھو مممم میرے ساااتھ کچھ غلط مممم مت کرنا ورنہ اچھا نننن نہیں ھو گا۔۔۔جازب کے سامنے اسکی آواز پہلی بار کپکپائی۔۔۔۔

وہ سر کو دائیں بائیں ہلا کر بولا صحیح کہا تم نے اب چھا تو ھو ہی نہیں سکتا جو بھی ھو گا برا ہی ھو گا لیکن اب۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میری باری ھے۔۔۔۔۔۔

نمل بری طرح ڈری اسکی بات سن کر۔۔۔ کیا چاھتے تم۔۔۔۔۔۔

نمل کے سوال پر وہ نہایت کرخت لہجے میں بولا۔۔۔۔

تمھیں صرف یہ ثابت کرنا چاھتا ھوں کہ ہجڑا اور نامرد نہیں میں۔۔۔۔۔

جازب کی بات سن کر نمل کی روح تک کانپ گ ئی ایسا کچھ نہیں کررررر۔۔۔۔۔ ابھی الفاظ اسکے منہ میں ہی تھے کہ جازب نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھا اور چند سیکنڈ میں ہی وہ ھوش سے بیگانی ھو کر اسکی بانہوں میں جھول گ ئی۔۔۔۔

حافظ صاحب کا رکشہ گھر کے سامنے رکا وہ سامان نکال کر دروازہ بجانے لگے تو وہ اپنے آپ کھل گیا وہ تھوڑا حیرت سے اندر آئے۔۔۔۔

نمل بیٹا دروازہ کیوں کھلا چھوڑ رکھا ھے وہ کرسی پر بیٹھ کر بولے۔۔۔ کوئی جواب انہیں موصول نہیں ھوا انہوں نے پھر آواز لگائی۔۔۔

نمل بیٹا۔۔۔۔ جواب میں مکمل خاموشی تھی وہ گھبرا کر اٹھے اور تیز تیز قدموں سے چلتے ھوئے کمرے میں داخل ھوئے تو اندر کا منظر دیکھ کر وہ وہیں دروازے پر گر گ ئے۔۔۔

کمرے میں زیورات کا باکس خالی زمین پر پھینکے ھوئے تھے بختی رسیوں سے باندھی ایک طرف بے ھوش پڑی تھی اور نمل کا نام و نشان نہیں تھا۔۔۔۔۔

صحن میں دیوی کی آواز گونجی وہ بختی کو کوستی ھوئی اندر داخل ھوئی۔۔۔۔

ارے او منحوس کب سے تجھے بلا رہی ھوں گھر چل ذرا تیری خبر لیتی ھوں میں دوسروں کی ھمدردی میں۔۔۔۔۔

حافظ صاحب کو کمرے کے دروازے میں بے سدھ پڑا دیکھ کر اسکی زبان وہیں بند ھو گ ئی۔۔۔

کیا ھو گیا آپکو ایسے کیوں گرے پڑے ھیں آپ۔۔۔

حافظ صاحب پر دیوی کی بلند آواز اثر نا کی اس نے زور زور سے نمل اور بختی کو آواز لگائی۔۔۔ پر جواب میں کوئی نا بولا تو اندر کمرے میں جھانکنے پر وہ ہکا بکا رہ گ ئی۔۔۔

یہ کیا ھو گیا حافظ صاحب آپکی بیٹی بھاگ گ ئی سارا زیور لے کر۔۔۔۔ اسکے الفاظ تیر کیطرح حافظ صاحب کے دل پر جا لگے۔۔۔

وہ ایک دم دیوی کے سامنے کھڑے ھوئے خدا کا واسطہ ھے میری معصوم سی بچی پر الزام نا لگائی یں انکے آنسو آنکھوں کے بند توڑ کر انکے گالوں پر گرنے لگے۔۔۔

دیوی کا پہلے ہی ان باپ بیٹی سے بختی کیوجہ سے خدا واسطے کا بیر تھا اسے اپنے اندر کی بھڑاس باہر نکالنے کا موقع مل گیا وہ کسی ناگن کیطرح ناک پھلا کر بولی آپکی بیٹی کی ذمہ دار نہیں میں مجھے بتائی یں بختی کہاں ھے؟؟

حافظ صاحب کے تو ھوش ہی گم تھے بختی کا سن کر وہ کمرے میں اسکی طرف لپکے دیوی بھی اندر آئی اور بختی کو بے ھوش دیکھ کر اس نے باہر گلی کے دروازے پر شور مچانا شروع کر دیا۔۔۔

ارے لوگو جلدی آؤ۔۔۔

حافظ صاحب لٹ گ ئے لے اڑی انکی بیٹی سب کچھ ساتھ میں میری بختی کو بھی مار دیا ہائے لٹ گ ئی میں بر باد ھو گ ئی وہ ماتھا پیٹ پیٹ کر چلانے لگی۔۔۔

حافظ صاحب بختی کو ھوش میں لانے لگے۔۔۔ دیوی کے شور شرابے نے پورا محلّہ جمع کر لیا۔۔۔

سبھی محلے والے تیزی سے گھروں سے نکل کر نمل کے گھر پہنچ گ ئے۔۔۔

سب کی زبان پر ہزار سوال تھے لیکن بختی کے ھوش میں آنے کا انتظار کر رھے تھے۔۔۔

بختی جیسے ہی ھوش میں آئی تو اس نے چلا چلا کر رونا شروع کر دیا بابا بہ ننننمل۔۔۔۔ نمل کہاں ھے ؟

حافظ صاحب کی رہی سہی ھمت بھی جواب دے گ ئی بیٹا تم بتاؤ کیا ھوا تھا؟ کون آیا تھا؟ کہاں ھے نمل ؟

بختی خوف سے ہانپتی کانپتی سارا قصہ سنانے لگی پھر بلند آواز سے روتے ھوئے بولی بابا وہ مار دیں گے نمل کو بچالیں۔۔۔۔۔

بختی کے ساتھ ساتھ وہ خود بھی زار و قطار رونے لگے کچھ لوگوں نے حوصلہ دیا کچھ نے پولیس کا مشورہ دیا اور کچھ نے دبے دبے الفاظ میں اسکو عاشقی کا معاملہ قرار دیا تو کسی نے کانوں کو ہاتھ لگا کر فرار کا۔۔۔۔

بیک وقت چند منٹوں میں لوگوں نے انکو آسمان سے زمیں پر لا پٹخا۔۔۔۔

دیوی بختی کو گھسیٹ کر لے جاتے ھوئے بھی اپنا زہر اگلی۔۔

توبہ توبہ اتنی پاک بی بی بنی پھرتی تھی لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ھوئے ذرا شرم نہیں آتی بڑے مُلا بنتے تھے اپنی بیٹی سنبھالی ناگ ئی نام بڑا اور درشن چھوٹے۔۔۔۔۔

بختی روتے ھوئے نمل نمل کرتی رہی۔۔۔۔

ایک ایک کر سب اپنے من گھڑت اور بے بنیاد الزامات اور شکوک کو ھمدردی کے سکوں میں لپیٹ کر حافظ صاحب کی گود میں ڈالتے گ ئے۔۔۔

سب کی باتیں سن کر وہ انکے آگے ہاتھ جوڑ کر روئے خدا کا واسطہ ھے میری بچی پر الزامات نا لگائیں اگر میرا درد سمجھ نہیں سکتے تو اسے بڑھاوا نا دیں میری بیٹی پر الزامات کیلی ئے انگلیاں بہت جلد اٹھالیں آپ سب نے لیکن اسکی خیریت کی دعا کیلی ئے آپ کے ہاتھ نہیں اٹھے خدارا میری عزت کا جنازہ نا نکالیں۔۔

کچھ توانکی بات سن کر شرمندگی سے چلے گئے لیکن کچھ محلے والے رکے اور انکے کندھے پر ہاتھ رکھا اللہ سے اچھی امید رکھیں آپکی بیٹی ان ظالموں کے شر سے محفوظ رھے۔۔۔۔

آپ پولیس میں رپورٹ کر دیں تو بہتر ھے ھو سکتا ھے پولیس ان تک پہنچ جائے اور آپکو بچی مل جائے۔۔۔۔

ھم آپکے ساتھ ھیں آپکی بچی ھماری بھی بچی ھے اور آپکی شرافت سے پورا محلّہ واقف ھے آپ حوصلہ رکھیں ھم آپکے ساتھ ھیں۔۔۔۔

ہر کوئی اپنی رائے اور مشورے دینے لگا وہ سب کی سن کر بس ہاں میں سر ہلاتے رھے کچھ دیر بعد وہ سب بھی چلے گئے۔۔۔۔

سب کے جاتے ہی وہ نمل کے کمرے میں گئے اور ان خالی زیورات کے باکس دیکھے پھر اسکا دوپٹہ سینے سے لگا کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے پل بھر میں ہی قیامت ٹوٹ پڑی تھی ان پر انسان کو آنے والے وقت کا ذرا بھی اندازہ نہیں ھوتا کہ خوشیاں کیسے ماتم میں بدل جاتی ھیں خدا یہ وقت کسی ماں باپ پر نا لائے جب انکے لخت جگر پر کوئی اسطرح وار کرے کہ وہ نا جینے کے قابل رھیں نا مرنے کے۔۔۔۔

ہزاروں واقعات ھم روز سنتے ھیں چھوٹی چھوٹی معصوم سی بچیاں بھی ایسے بھوکے بھیڑیوں کا شکار ھو جاتی ھیں انکو ذرا ترس نہیں آتا کہ وہ کسطرح معصوم زندگیوں کے ساتھ کھلواڑ کر جاتے ھیں۔۔۔۔

ایک وقت تھا جب بیٹی پیدا ھونے پر انہیں زندہ دفنا دیا جاتا تھا اور ایک آج کا دور ھے جہاں بیٹیوں کو دفنانے سے پہلے نوچا اور لوٹا جاتا ھے اپنی وحشت کا سامان معصوم سی بچیوں کو بنا کر انکی آبرو کو معصومیت کو پامال کیا جاتا ھے۔۔۔

پھر مار کر کسی جانور کی طرح یا تو کچرے کے ڈھیر میں پھینک دیا جاتا ھے یا کسی گٹر نالے سے انکی لعش ملتی ھے کیسے جیتے ھونگے وہ ماں باپ جنکے لخت جگر اسطرح نوچ کر لوٹ لی ئے جائی یں؟؟؟

حافظ صاحب کے دل میں بھی یہی خوف تھا کہ انکی بیٹی کس حال میں ھو گی ان وحشی درندوں کے ہاتھوں؟

میری بچی میری نمل۔۔۔۔

کہاں تلاش کروں تجھے کہاں؟ نا تو راستہ بھٹکی ھے نا گم ھوئی ھے کہ میں تجھے تلاش کروں گلی گلی بھاگوں تیرے پیچھے۔۔۔ وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر روتے رھے؟؟؟

گوپال کو علم ھوا تو وہ دوڑتا ھوا آیا اور حافظ صاحب کو بے بسی کی تصویر بنے دیکھ کر وہ خود بھی برداشت نا کر سکا۔۔۔۔

حافظ صاحب کی حالت نا قابل دید تھی وہ جلدی سے پانی لایا انکو پلانے کی کوشش کی لیکن انکے حلق سے ایک گھونٹ نیچے نا اترا۔۔۔۔

گوپال نے انکو سنبھالنے کی ناکام کوشش کی۔۔۔۔

گوپال کچھ دیر انکے پاس خاموشی سے بیٹھا رہا پھر حافظ سے بولا آپ نے انکے سسرال اطلاع کی ؟

کل شام نمل بیٹی کا نکاح ھے

حافظ صاحب رو رو کر نڈھال ھو گ ئے تھے۔۔۔

کیا خبر دوں میں بیٹی کے سسرال میں؟؟؟

یہ کہ آپکے دی ئے ھوئے تمام زیورات کے ساتھ ساتھ میری بیٹی کو بھی ڈاکو اٹھا کر لے گ ئے؟؟ کون یقین کرے گا اس بات پر۔۔۔۔

گوپال بھی اداسی بھرے لہجے میں بولا کہہ تو آپ ٹھیک رھے ھیں لیکن انکو خبر کرنی بھی ضروری ھے ورنہ کل تک مذید بدنامی ھو جائے گی۔۔۔۔

گوپال کی بات پر وہ بولے۔۔۔ مجھے کسی بھی بدنامی کی پرواہ نہیں سوا اپنی بچی کی آبرو اور خیریت کہ۔۔۔۔۔

خدا سلامت رکھے میری بچی کو۔۔۔

انکے آنسو بھی آنے والے وقت سے خوفزدہ ھو کر خشک ھو گ ئے اب وہ سوکھی آنکھوں سے رونے لگے۔۔۔۔

جازب تم اس آفت کو ساتھ تو لے آئے ھو اسے رکھو گے کہاں ؟

جازب کے ایک ساتھی اسد گاڑی چلاتے ھوئے بولا۔۔۔۔

جازب اپنے مخصوص انداز میں سگریٹ کے کش لے کر بولا یار بلوچستان والے اڈے پر لے لو گاڑی۔۔۔۔

کیاااااا۔۔۔۔ اسد نے بریک لگائی تیرا دماغ درست ھے ؟؟ وہاں شاہ جی آگیا تو جانتا ھے نا کیا ھو گا ؟

جازب بے فکری سے انگڑائی لے کر بولا وہ میرا مسئلہ ھے یار میں ھینڈل کر لونگا تو گاڑی چلا۔۔۔

اسد گاڑی چلا کر بولا۔۔

جازب تو اس لڑکی کو ساتھ لایا کیوں ؟؟

پتہ نہیں۔۔۔ جازب لاپروائی سے بولا۔۔۔

دیکھ یار ھمارے گھر بھی بہن بیٹیاں ھیں اچھا نہیں کیا تو نے اسے اٹھا کر۔۔ نا جانے اسکے گھر والوں کا کیا حال ھو گا۔۔۔

جازب اسد کے سر پر چپت لگا کر بولا زیادہ جذباتی نا ھو۔۔۔۔

بات جذبات کی نہیں غلطی کی ھے۔۔ایک تو ھم نے پہلی بار چوری کی کسی کے گھر میں اوپر سے تو نے اس لڑکی والا پنگا لے لیا اس سے پہلے تو ایسا دورہ تجھے کبھی نہیں پڑا کہ تو نے کسی لڑکی کی پرواہ بھی کی ھو۔۔۔۔

دوسرا ساتھی (عامر) بولا چھوڑ یار رررر۔۔۔آج کا دن بہت برا رہا۔۔۔۔

جازب اسکو بغل میں دبا کر بولا دن کو برا نا بول یار وہ نمل کی طرف دیکھنے لگا بھلا ھو لالا کے بندوں کا وہ نا آتے نا یہ آتی۔۔۔۔

عامر اسے پیچھے دھکیل کر بولا بال بال بچے آج ھم ورنہ جیسے لالا کے آدمی پیچھے لگے تھے ھم تینوں ں سے کوئی ایک تو ضرور اوپر جاتا اور لوگوں کی نظر میں بھی آجاتے شکر کر جان بچ گ ئی ۔۔۔۔

اسد پھر بولا ان سے تو جان چھڑا لی لیکن شاہ جی کو علم ھو گیا اگر ھماری چوری کا یا اس لڑکی کے اغوا کا تو نہیں بچیں گے ھم۔۔۔ میری مان لے دیکھ اسے واپس چھوڑ دیتے ھیں۔۔۔۔

نہیں چھوڑ سکتا اسکو میں بحث مت کر مجھ سے جازب سختی سے بولا

اسد بھی اسکی ٹون میں بولا کیوں کرنا کیا ھے تو نے اسکا پسند آگ ئی ھے کیا۔۔

جازب قہقہہ لگا کر بولا تو نہیں سمجھے گا یار۔۔۔

اسد نے غور سے اسکے چہرے کو دیکھا جیسے کچھ تلاش کر رہا ھو۔۔

جازب نے سگریٹ باہر پھینک کر اسکا منہ سامنے کیطرف کیا۔۔۔اوئے روڈ ادھر ھے سامنے دیکھ کہیں ٹھوک مت دینا۔۔۔اور اب منہ بھی بند رکھ ورنہ تجھے بھی لمبی نیند سلا دونگا اس آفت کیطرح وہ نمل کیطرف اشارہ کر کے بولا۔۔۔۔

اسد نے خاموشی سے سگریٹ پیتے ھوئے گاڑی کی اسپیڈ بڑھا دی

حافظ صاحب باجماعت نماز پڑھتے تھے نا وہ عصر کی نماز میں مسجد آئے نا مغرب کی کچھ پڑوسی انکے گھر گ ئے تو حافظ صاحب ھوش سے بیگانے زمین پر پڑے ھوئے تھے وہ انکو ھوسپٹل لے کر پہنچے تو علم ھوا کہ انکو شدید دل کا دورہ پڑا ھے۔۔۔

انکے موبائی ل سے کچھ نمبر تلاش کرنے پر انکی آخری کال پر کال کی گ ئی جو انکے ھونے والے داماد ولی کی تھی۔۔۔۔

کچھ دیر میں ولی اپنی والدہ کے ساتھ ھوسپٹل میں موجود تھااور لوگوں کی زبانی کلامی باتیں سن کر وہ پریشان ھو گیا ولی کی والدہ سے بھی برداشت نا ھواانکی طبیعت بگڑ گ ئی کہ کل نکاح تھا وہ کیامنہ دکھائیں گی خاندان والوں کو کہ کیا ھوا کہاں گ ئی انکی بہو؟ کیوں ھوااچانک اٹیک ولی کے سسر کو؟ایسے بہت سے سوالوں اور نظروں کا سامنا انکو بھی کرنا تھاساتھ میں لاکھوں کے قیمتی زیورات کا دکھ الگ تھا۔۔۔۔

وہ بیٹے کو دیکھ کر بولی کیا ولی یہ سب۔۔۔۔ کیا کہیں گے ھم خاندان والوں کو؟ کتنی بدنامی ھو گی ھماری وہ روپڑی۔۔۔

پہلے تو مجھے یقین نہیں آرہا میں لوگوں کو کیسے یقین دلاؤ نگی؟ نمل نے تو کسی پر بھی رحم نہیں کیا ۔۔۔۔

ولی انکو سنبھال کر بولا امی سب کچھ ٹھیک ھو جائے گا آپ حوصلہ کریں۔۔۔

کیسے حوصلہ کروں بیٹا یہ کوئی معمولی بات نہیں پورا خاندان ھنسے گا ھم پر لوگ طرح طرح کی باتیں کریں گے کس کس کو جواب دو گے تم اور میں۔۔۔۔

امی لوگ گ ئے بھاڑ میں آپ دعا کریں حافظ انکل کو کچھ نا ھو اور نمل بھی خیریت سے واپس آجائے۔۔۔

وہ سر ہاتھوں میں پکڑ کر بولی ولی بیٹا وہ آ بھی گ ئی واپس تو قابل قبول کہاں ھو گی۔۔۔

ولی انکو چپ کروانے لگا بس کر دیں امی یہ وقت ان باتوں کا نہیں۔۔۔۔

وہ فکر مند لہجے میں بولی بیٹا تجھے نہیں معلوم اب آنے والا وقت صرف باتیں سننے کا ہی ھے

۔۔۔۔

سرخ شرارے میں بکھرے بالوں کے ساتھ ھوش کی دنیا سے بے خبر وہ جازب کے ھوش اڑا رہی تھی۔۔۔ لیکن اسے دیکھتے دیکھتے اچانک اسکا تھپڑ اور اسکا منہ پر تھوکنا یاد آیا تو جازب کے جذبات غصے میں بدلنے لگے لیکن اسکے غصے پر دلہن کے لباس میں موجود قیامت ڈھاتی نمل کا سراپا حاوی ھو رہا تھا۔۔۔

وہ اپنے من سے گھبرایا اور اٹھ کر کمرے کی کھڑکی کھولی تو تازہ ھوا کے جھونکے نے اسے چھوا کچھ دیر وہ کھڑکی میں کھڑا رہا پھر نمل کے قریب آیا جیسے ہی نمل پر جھکا تو اسے کچھ ھوش آیا پہلے تو وہ کچھ نا سمجھی اور خود پر جھکے شخص کو دیکھنے لگی پھر پوری آنکھیں کھولنے اور سب کچھ یاد آنے پر اس نے غور سے جازب کو دیکھا تو دھکا دے کر اسے خود سے پیچھے کرنے کی کوشش کی لیکن وہ جازب تھا اس نے فوراً اسے قابو کیا۔۔۔

نمل اسکے اتنے قریب تھی کہ وہ اسکی تیز ھوتی دھڑکنوں کی دھک دھک باآسانی سن رہا تھا

نمل خوفزدہ ھو کر خود کو چھڑانے لگی پر ناکام جسطرح جازب اسے قابو کر کے اس پر جھکا ھوا تھا وہ ہل بھی نہیں پا رہی تھی۔۔۔ وہ اسکے دونوں ہاتھ سختی سے دبوچ کر بولا اسی ہاتھ سے تھپڑ مارا تھا نا۔۔۔ پھر دوسرے ہاتھ سے اسکا منہ جبڑوں سے پکڑ کر بولا اور تھوک اسی منہ سے پھینکا تھا۔۔۔۔

نمل روپڑی اور کپکپاتی آواز میں بولی میں پاؤں پڑ کر معافی مانگتی ھوں تم سے معاف کر دو

اسکی بڑی بڑی گولڈن آنکھوں سے ٹپکتے آنسو ایک ایک کر کے جازب کے دل پر گرنے لگے اور پل بھر وہ گم سا ھو گیا اسکے بھیگے نینوں اور بھیگی پلکوں میں۔۔۔۔

وہ پھر گڑگڑا کر بولی خدا کا واسطہ ھے چھوڑ دو مجھے۔۔۔۔

جازب نے اس پر گرفت ڈھیلی کی تو وہ فوراً خود کو چھڑا کر پیچھے ہٹی۔۔۔

وہ ایک ٹک اسے گھورتے ھوئے بولا بس اتنی سی ھمت تھی تم میں۔۔۔ اگر مرد کا مقابلہ نہیں کر سکتی تو پھولن دیوی بھی مت بنا کرو۔۔۔۔

مرد کو تھپڑ مارنے کا انجام جانتی ھو نا وہ پھر اسکے قریب ھوا۔۔۔خوف کے ساتھ ساتھ نمل کی آنکھوں میں نفرت اور غصہ بھی تھا۔۔۔وہ فوراً چلا کر بولی دیکھو میرے پاس مت آؤ ورنہ۔۔۔۔۔

اسکے دھمکانے پر جازب زور زور سے ھنسا اور دل ہی دل میں بڑبڑایا رسی جل گ ئی پر بل نہیں گیا۔۔

ورنہ کیا۔۔۔۔کیا کرو گی تم پھر سے تھپڑ مارو گی اور تھوکو گی۔۔۔نمل نے گھبرا کر نا کے بجائے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔تو جازب کو غصہ آگیا اب کی بار یہ بات بھی ذھن میں رکھنا کہیں ایسا نا ھو اپنا ہی تھوکا چاٹنا پڑ جائے۔۔۔۔نمل باآواز رو پڑی۔۔۔

اتنے میں دروازے پر عامر دستک دے کر جھٹ سے اندر آیا اوئے مجنوں کی اولاد باہر شاہ جی آیا ھے۔۔۔

کر اسکا کوئی بندوبست اب۔۔۔

جازب جلدی سے اٹھا اور ادھر ادھر کچھ ڈھونڈنے لگا۔۔۔

نمل نے پہلے تو اسے دیکھا پھر آہستہ سے بیڈ سے اتری اور شرارہ سنبھال کر باہر بھاگ گ ئی ۔۔۔۔۔۔

نمل کو باہر بھاگتا دیکھ کر جازب بجلی کی پھرتی سے اسکی طرف لپکا اس سے پہلے کہ وہ چلاتی وہ اسکے منہ پر ہاتھ رکھ اسے گھسیٹتا ھوا اندر لایا اس نے خود کو چھڑانے کیلیئے بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن جازب کی پکڑ اتنی سخت تھی کہ وہ تھک کر رونے لگی۔۔۔

جازب نے اسکا منہ کپڑے سے باندھا اور ہاتھ بیڈ کے ساتھ باندھ کر باہر آ گیا۔۔۔

سلام کر کے وہ شاہ جی کے بغل گیر ھوا۔۔۔

وقاص لالا کے بندوں نے تم پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی؟؟ شاہ جی کی بھاری آواز کوریڈور میں گونجی۔۔۔۔

کوئی نقصان تو نہیں ھوا خیر سے ھے ناسب؟

جی شاہ جی۔۔۔۔

لالا سے تو میں خود جاؤ نگا اب ملنے مجھے ذرا تفصیل سے بتاؤ ھوا کیا تھا؟

جازب سگریٹ سلگا کر اسد کی طرف دیکھ کر بولا۔۔۔

گاڑی خراب ھو گئی تھی بابو کے گیراج میں کھڑی کر کے ھوٹل پر چائے پی رھے تھے ھم جب اسکے بندوں نے ھمیں دیکھا میں سمجھ گیا کہ یہ کچھ کریں گے ضرور وہ بھی تین بندے تھے اور تینوں کے پاس اصلحہ تھا۔۔۔

شاہ جی غصے سے بولا تمھاری گنز کہاں تھیں؟

ھماری گنز گاڑی میں تھیں میرے پاس ایک تھی گن لیکن گولیاں دو تھیں۔۔۔۔۔

وہ حملہ ضرور کرتے یا گن پوائنٹ پر ھمارا مال لے اڑتے لیکن ھم جلدی سے وہاں سے نکلے گیراج سے دوسری گاڑی لے کر آبادی کیطرف چلے گئے۔۔۔۔

چھوڑا کیوں؟ان خبیثوں کا مقابلہ کرتے تمھیں تو ان کھلونوں کی بھی ضرورت نہیں تھی شاہ جی گن کیطرف اشارہ کر کے بولے ؟

میں مقابلہ کر سکتا تھا انکا لیکن اسلیئے نہیں کیا کہ لوگوں کی بھیڑ زیادہ تھی انکی جوابی فائی رنگ سے کسی کو بھی نقصان پہنچ سکتا تھا پھر پولیس بھی آجاتی ایسے میں اپنی گاڑی لے کر نکلنا ھمارے لیئے ممکن نہیں تھا پھنس جاتا ھمارا مال۔۔۔ساری محنت سارا پیسہ ضائع جاتا۔۔۔۔۔

شاہ جی مسکرائے تو جازب بھی ھنس کر بولا شاہ جی کچھ جگہوں پر جوش سے نہیں ھوش سے کام لیا جاتا ھے۔۔۔۔

پھر گاڑی کیسے لائے اپنی واپس۔۔۔۔

وہیں کسی کے گھر میں کود پڑے ھم کچھ دیر میں عامر گاڑی اپنی لے آیا انکو شک بھی نہیں ھوا کہ ھم تھے کس گاڑی میں وہ ھمیں وہیں کار کے آس پاس پارکنگ میں ڈھونڈتے رہے۔۔۔۔

شاہ جی نے فخریہ انداز میں جازب کو سراہا۔۔۔۔

اسد چائے کا سپ لے کر بولا شاہ جی اس دفعہ دوسرا مال بڑا ٹائی یٹ ہاتھ لگا ھے دکھنے میں تو چھوٹی سی لیکن ھے پوری توپ شے آپکو بہت پسند آئے گی بڑی تیز ھے۔۔۔

شاہ جی نے خوشی سے اسکا کندھا تھپتھپایا۔۔۔

کتنے کی ھے وہ توپ شے جازب کیطرف دیکھ شاہ جی نے پوچھا؟؟؟

یہی پچیس کے لگ بھگ ھو گی ابھی پیک ھے پہلے میں دیکھ لوں پھر آپکی طرف کچھ دن میں روانہ کر دونگا۔۔۔۔

نمل سب سن رہی تھی وہ انکی باتیں سن کر اور بھی زیادہ ڈر گ ئی۔۔۔

کون لوگ تھے یہ اور کس مال کی بات کر رھے تھے اور توپ شے کس کو کہہ رھے تھے ؟

پچیس کی تو میں ہی ھوں اپنا سوچ کر وہ بوکھلا کر نم ھوتی آنکھوں سے رب کو یاد کرنے لگی اور اپنی حفاظت کی دعائیں مانگنے لگی۔۔۔۔

بختی نے رو رو کر اپنا برا حال کیا ھوا تھا وہ مسلسل خود کو کوس رہی تھی کہ یہ سب اسکی وجہ ھوا ھے وہ دروازہ اسی وقت بند کر دیتی تو آج یہ سب نا ھوتا وہ اس قدر ذہنی اذیت میں تھی کہ اپنے جسم پر پڑے نیل بھولی ھوئی تھی جو دیوی نے اسے گھر آکر خوب پیٹا تھا۔۔۔اسے ایک ایک

سانس اپنے لیئے نمل کے احساس سے پھانس کیطرح لگ رہی تھی رات کا ایک ایک پل اسکا کانٹوں پر لوٹتے ھوئے گزر رہا تھا وہ دل و جان سے اللہ اللہ کرتی نمل کی خیریت کی دعا کرتی رہی۔۔۔۔

حافظ صاحب کو ھوش آ چکا تھا انکے لبوں پر ایک ہی دعا تھی نمل کو اپنی حفاظت میں رکھنا یا اللہ میری بچی کو انکے شر سے محفوظ رکھنا۔۔۔۔

رات نے چاروں طرف اپنا اندھیرا پھیلا رکھا تھا نمل دعائیں مانگتی مانگتی سو گئی۔۔۔

جازب نشے میں دھت کمرے میں داخل ھوا تو اسکی نظریں نمل کے چہرے پر جم گئیں کھڑکی سے چاند کی روشنی اسکے پھول سے شاداب سے چہرے پر پھیلی ھوئی تھی جازب لڑکھڑاتا ھوا اسکے قریب آیا تو سنبھل نا سکا سیدھا نمل کے اوپر جا گرا نمل ایک دم آنکھیں کھول کر بوکھلاہٹ میں چلائی پر منہ پر باندھے کپڑے کیوجہ سے اسکی چیخیں حلق میں ہی رہ گئیں

جازب نے اسکی آنکھوں میں جھانکا جہاں بہتے آنسوؤں میں رحم کی بھیک تھی۔۔۔ جازب نے نمل کے منہ سے کپڑا کھولا تو خوف سے اسکی آواز حلق سے نکل ہی نہیں رہی تھی وہ بمشکل

آنسوؤں سے رندھے ھوئے لہجے میں بولی۔۔خدا کا واسطہ ھے کچھ مت کرنا میرے ساتھ ہٹو میرے اوپر سے ورنہ میں تمھیں بھی جان سے مار دونگی اور خود کو بھی۔۔۔

جازب کو ھنسی آگ ئی وہ اسکے ھونٹوں پر انگلی پھیرنے لگا۔۔۔افففف تمھارا یہ بھرم یہ انداز۔۔۔۔۔

وہ حقارت سے چیختے ھوئے بولی مت چھوو مجھے اپنے ان گندے ہاتھوں سے۔۔۔۔

جازب ھوش میں کہاں تھا نا وہ ھوش میں آنا چاھتا تھا۔۔۔۔

وہ اسکے لبوں پر اپنے لب رکھنے کیلی ئے قریب ھوا تو وہ پھر چلائی تم ھوش میں نہیں ھو نشے کی حالت میں میری عزت کو پامال مت کرو تم تھوک لو مجھ پر ہزار بار میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دو میں اف تک نہیں کرونگی لیکن خدارا میری عزت سے مت کھیلو۔۔۔

جازب کو اسکی التجا اسکا سسکنا سنائی ہی نہیں دیا وہ اسکے اتنا قریب تھا کہ دونوں کی سانسیں ٹکرا رہی تھیں آپس میں۔۔۔

جازب کی نظر اسکے ھونٹوں سے ھوتی ھوئی اسکی گوری گردن کے کالے سیاہ تل پر آ ٹکی جیسے ہی جازب کے ھونٹوں نے اسکی گردن کو چھوا تو

نمل نے روتے روتے قرآن کی آیات پڑھنا شروع کر دیں جازب نے ایک پل سر اٹھا کر اسے آیت الکرسی پڑھتے ھوئے دیکھا پھر وہیں اسکا سر اسکے کندھے پر جھول گیا اور وہ ھوش سے بیگانا ھو گیا۔۔۔

وہ بابا کو یاد کر کے بلک بلک کے روئی کہ انکا کیا حال ھو گا وہ ٹھیک ھونگے بھی یا نہیں۔۔

نمل کے آنسو جازب کے چہرے پر گرتے رھے وہ پوری رات اپنے بابا کو یاد کرتی رہی اور آیت الکرسی کا ورد کرتی رہی اپنی حفاظت کی اور بابا کی خیریت کی دعائیں مانگتے مانگتے کب اس پر نیند کی دیوی مہربان ھوئی اسے پتہ ہی نہیں چلا اور سو گئی۔۔۔

امی امی عضد کچن میں داخل ھوتے ہی صبح سویرے نرگس کو آوازیں لگانے لگا۔۔۔

وہ اسکی آواز سن کر جلدی سے کچن میں آئی۔۔۔ کیا ھو گیا خیریت تو ھے صبح صبح کیا ماں کے نام کی اذانیں دے رھے ھو۔۔۔۔

وہ چائے کا پین ماں کے آگے رکھ کر بولا یہ حال دیکھیں اسکا اور ذرا گلاس کو سونگھے کتنی گندی بدبو آرہی ھے۔۔۔ کونسی کام والی رکھی ھے آپ نے فارغ کریں اسکو اتنا گندا کام کرتی ھیں سب۔۔۔۔

نرگس سر پکڑ کر بیٹھ گ ئی لوگ ھفتے میں اتنے کپڑے نہیں بدلتے جتنی مجھے تمھاری وجہ سے ماصیاں بدلنی پڑتی ھیں۔۔۔۔

وہ اپنے مخصوص نخریلے انداز میں بولا پیسے لیتی ھیں وہ امی مفت کا کام نہیں کرتیں کہ ان سے یہ بھی نا کہا جائے کہ کام صفائی سے کرو۔۔۔

بیٹا جتنے تمھارے نخرے ھیں نا خود کر لیا کرو آ کر آفس سے جھاڑو برتن۔۔۔۔

وہ گلاس دھوتے ھوئے بولا واہ اماں واہ اب یہی کام رہ گیا تھا میرے کرنے کو۔۔

وہ بیزاری سے بولی کام والی تو تجھے ماں جیسی ملنی نہیں گھر والی ڈھونڈ لے کوئی۔۔۔۔

امی اگر وہ بھی میری طرح صفائی پسند نا ھوئی تو۔۔۔۔۔

نرگس اسکے لیئے چائے بناتے ھوئے بولی۔۔۔ تو وو کوئی بات نہیں وہ بھی بدل لیں گے۔۔۔۔

عضد ھنس پڑا اب ایسا تو نا کہیں نا۔۔۔۔

ایسا کیوں نا کہوں میں؟ تم تو ٹھہرے نفسیاتی مریض۔۔۔ بدلو اپنی عادت کو کوئی نہیں رہے گی اسطرح میرے بچے تمھارے ساتھ۔۔۔ مجھے تو یہ پریشانی کھائے جاتی ھے کہ کیا ھو گا تمھارا؟ تم تو کسی کا جوٹھا پانی تک نہیں پیتے۔۔۔ بیوی کیسے رکھو گے؟؟؟

وہ ماں کو پیار سے گلے لگا کر بولا ارے آپ ہلکان کیوں ھوتی ھیں بس رہنے دیں ان باتوں کو میں نے نہیں کرنی شادی۔۔۔۔

وہ پیار سے اسکا ماتھا چومنے لگی۔۔ کیوں نہیں کرنی شادی اللہ پاک تمھارے نصیب اچھے کرے۔۔۔ سدا تو تمھارے ساتھ نہیں میں۔۔۔۔

امی۔۔۔۔۔۔ایسی باتیں نا کیا کریں مجھ سے۔۔۔۔

بیٹا ماں ھوں نا فکر ھوتی ھے۔۔۔۔

میری مان بدل خود کو اپنی عادتوں کو میرے بچے کوئی پارسا پاک دامن لڑکی نہیں ملے گی تجھے۔۔۔ حالات سے لوگوں سے سمجھوتا کرنا سیکھ۔۔۔ ورنہ کل کو بلکل تنہا رہ جائے گا۔۔۔۔

کھڑکی سے چھڑھتے سورج کی روشنی سیدھا نمل کے چہرے پر پڑی تو اسکی آنکھ کھلی جازب رات کی طرح ہی اسکے کندھے پر سر رکھے سویا ھوا تھا۔۔۔

بھوک اور پیاس کی شدت سے وہ نڈھال ھو رہی تھی اوپر سے رات سے بندھے ہاتھوں سے وہ اکڑ کر رہ گئی اوپر سے جازب کا بوجھ۔۔۔۔

درد کی شدت سے اسکے آنسو نکل کر جازب کے چہرے پر گرے تو وہ آنکھیں مسلتا اٹھا خود کو آدھا نمل کے اوپر گرا دیکھ کر سیدھا ھوا۔۔۔

مجھے کھول دو پلیز مجھ سے اب درد برداشت نہیں ھو رہا۔۔۔

جازب نے جلدی سے اسکے ہاتھ کھولے جو ہلکے سے نیلے ھو رھے تھے۔۔۔ وہ اسکے ہاتھ دبانے لگا تو نمل نے پیچھے کھینچ لی ئے۔۔۔

ہاتھ نہیں گلا دبا دو اس اذیت اور ذلت سے چھٹکارا تو ملے گا مجھے اور تمھارے بدلے گی آگ بھی ٹھنڈی ھو جائے گی۔۔۔

وہ اسکی نڈھال ھوتی حالت دیکھ کر کھڑا ھوا۔۔۔

اگر چھٹکارا ہی کرنا ھوتا تم سے یا بدلے کی خواہش ھوتی تو تمھیں یہاں اپنے ساتھ نا لاتا۔۔۔

وہیں تمھارے گھر میں تمھارا کام تمام کرتا جب تم نے مجھ پر تھوکا تھا۔۔۔

وہ بوجھل آنکھوں سے بولی کیا چاہتے ھو تم۔۔۔۔۔

جازب خاموشی سے اسے دیکھنے لگا اور چپ چاپ کمرے سے باہر چلا گیا۔۔۔

کچھ دیر بعد اسد اسکے کمرے میں ناشتہ لے کر داخل ھوا۔۔۔

نہیں کھانا مجھے۔۔۔۔ لے جاؤ یہاں سے۔۔۔

اگر نہیں کھاؤ گی تو مر جاؤ گی۔۔۔۔۔

وہ گھٹنوں پر سر رکھ کہ بولی یہی چاہتی ھوں میں۔۔۔۔

اسد نے جازب کو آواز لگائی وہ تولیے سے منہ رگڑتا اندر آیا۔۔۔

خود ہی نبٹ اس سے اب۔۔۔۔ تو ہی اٹھا کر لایا تھا نا اب میڈم کے نخرے بھی اٹھا۔۔۔۔

تولیہ کرسی پر پھینک کر وہ اسکے سامنے بیٹھا کیوں نہیں کھا رہی تم۔۔۔۔

تمھاری حرام کی کمائی کا زہر بھی نا کھاؤں میں یہ تو پھر روٹی ھے۔۔۔۔

اچھاااا جازب کو غصہ آ گیا تو کیا اب میں جا کر تمھارے لیئے محنت مزدوری کر کے کھانا لاؤں ؟؟؟

وہ منہ پھیر کر خاموش رہی۔۔۔۔

دیکھو کھالو کھانا تھوڑی جان آئے گی اس نازک سے وجود میں ورنہ یہاں سے بھاگو گی کیسے ؟؟؟

جازب کی بات سن کر وہ ناک پھلا کر بولی بے فکر رھو تمھاری جان لیئے بنا نہیں بھاگو نگی یہاں سے۔۔۔

جازب زور زور سے ھنسا میری جان لینے کیلیئے بھی تو جان میں جان ھونی چاھیئے نا۔۔۔۔

کھالو وہ اسکی طرف ڈش بڑھانے لگا تو نمل اپنی جگہ سے کھڑی ھوئی اور ڈش اٹھا کر فرش پر دے ماری۔۔۔۔ نہیں کھانا مجھے کچھ بھی۔۔۔۔۔

نمل کی اس حرکت پر جازب کا پارہ اچھا خاصا ھائی ھوا وہ اسکا منہ پکڑ کر بولا سمجھتی کیا ھو خود کو تم۔۔۔۔

وہ خود کو چھڑانے لگی۔۔۔

شرافت سے پیش آرہا ھوں تو سر مت چڑھ میرے۔۔۔۔

شرافت۔۔۔۔اور تم۔۔۔۔۔دوسروں کی عزت پر ہاتھ ڈالنے والے شریف نہیں بے غیرت ھوتے ھیں تمھاری طرح۔۔۔۔

بات تھی یاد ھما کہ جازب نے تھپڑ دے مارا اسے۔۔۔وہ سیدھا بیڈ پر جا گری جازب کے تھپڑ سے اسکی ناک سے خون بہنے لگ گیا وہ غصے سے لڑاکا بلی کی طرح جازب پر لپکی اسکے ناخن سے جازب کا منہ چھل گیا۔۔۔۔جازب نے دونوں ہاتھ اسکی پیٹھ پر لے جا کر اسے قابو کیا ۔۔۔۔

وہ غصے سے روتے ھوئے بلند آواز میں چلائی۔۔۔۔ تمھاری ھمت کیسے ھوئی مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی۔۔۔۔۔

وہ بھی اسی کی ٹون میں دانت پیس کر بولا بلکل ایسے ہی ہمت ھوئی جیسے تم نے کی تھی۔۔۔۔

وہ پھر چلائی جازب کو شور شرابا چیخنا بلکل پسند نہیں تھا۔۔۔ وہ بلند آواز میں بولا چلاؤ مت

۔۔۔۔

نمل پہلے سے بھی زیادہ اونچی آواز میں بولی چلاؤ نگی میں اس سے بھی زیادہ چلاؤ نگی تم میرے جسم کو قابو کر سکتے ھو میری زبان کو نہیں ۔۔۔۔ وہ رو رو کر چیخنے لگی۔۔۔

جازب کا دماغ گھوم گیا اسکی چیخوں سے وہ خاموش بھی نہیں ھو رہی تھی جازب کو غصے سے کچھ سمجھ نا آیا تو اس نے چلاتی ھوئی نمل کے ھونٹوں چوم لی ئے۔۔۔۔۔

یہ سب اتنا اچانک ھوا کہ نا جازب کو سمجھ آئی نا اسے۔۔۔۔

پل بھر دونوں ایک دوسرے کو حیرانی سے گھورتے رھے نمل بلکل سُن ھو گ ئی تھی جازب نے حیرت سے منہ کھولے اپنے سینے سے لپٹی نمل کو خود سے الگ کیا۔۔۔ وہ ریت کیطرح اسکے ہاتھوں سے پھسل کر فرش پر بیٹھ گ ئی۔۔۔

جازب کو غصے سے کمرے سے نکلتے دیکھ کر اسد نے روکا۔۔۔

یہ تیرے ھونٹوں پر خون اور یہ منہ پر ناخن کے نشان۔۔۔۔

جازب نے اپنے ھونٹوں پر لگا نمل کا خون صاف کیا اور چپ چاپ وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

ایک گھنٹے بعد وہ کھانا لے کر نمل کے سر پر کھڑا تھا۔۔۔ کھاؤ یہ کھانا ورنہ مجھے زبردستی اپنے ہاتھوں سے کھلانا پڑے گا۔۔۔۔

نہیں کھانا مجھے۔۔۔۔۔

جازب نے پھر زبردستی کی اور اپنے ہاتھوں سے اسے کھلایا کھانا کچھ نوالے اس نے منہ سے گرائے اور کچھ حلق سے اتارے کیونکہ جازب کی زبردستی کے آگے اسکی ضد بیکار تھی۔۔۔۔

دوپہر کا کھانا اب خود کھالینا ذرہ سی بھی چوں چاں کی تم نے یا زیادہ ہاتھ پیر مارے تو یاد رکھنا جہاں ھونٹ چھو کر تمھارا منہ بند کر سکتا ھوں وہاں سر سے پاؤں تک۔۔۔۔۔۔

جازب نے اسکے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھ کر جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔۔۔

پھر وہ اسکے بے حد قریب ھو کر بولا آگے تم خود سمجھدار ھو کیا کہنا چاہ رہا ھوں میں۔۔۔۔اور مجھ سے کسی رعایت کی امید مت رکھنا کیونکہ جو میں نے کرنا ھو وہ کر گزرتا ھوں بنا کسی کے ڈر اور خوف کے۔۔۔۔

بختی صحن میں بیٹھی دیوی کے سر پر تیل لگا رہی تھی جب دروازے پر بیل بجی تو دیوی کے کہنے پر اس نے دروازہ کھولا۔۔۔۔

دروازہ بجانے والے کی بھانچیں کھل گ ئی یں بختی کو دیکھ کر۔۔۔ میں صدقے میں قربان ھماری قسمت کا دروازہ کب کھولو گی ان خوبصورت ہاتھوں سے اس نے جیسے ہی بختی کی طرف ہاتھ بڑھائے وہ فوراً پیچھے ہٹی۔۔۔۔

انٹی جی بابو بھائی آئے ھیں۔۔۔۔

اسکے منہ سے بھائی کا لفظ سن کر بابو کا منہ ایسا بنا جیسے اسے کسی نے نیم کا شربت پلا دیا ھو۔۔۔

دیوی جلدی سے اسکی بلائیں لیتی آگے بڑھی میری دیوالی کا چاند میرا پتر آیا آ جا بیٹا آ۔۔۔۔

دیوی اسے پیار سے اندر لائی اور بندیا کو آواز لگائی

بندیا اری او بندیا دیکھ تو کون آیا ھے۔۔۔۔

بندیا اپنے لمبے سیاہ بال لپیٹتی باہر آئی تو بابو کو دیکھ کر کھل کھلا اٹھی۔۔۔۔

بابو دیوی کا دور پرے کا بھانجا تھا جو اچھے خاصے کھاتے پیتے گھرانے سے تھا اور بچپن سے بندیا کا محبوب بھی تھا۔۔۔

ہر ہفتے وہ انکے گھر آتا ڈھیر سارے تحائف کے ساتھ۔۔۔۔

بندیا اور دیوی خوب اسکی آؤ بھگت کرتیں تھیں دیوی کی یہی خواہش تھی کہ جلد از جلد وہ بندیا کو بیاہ کر لے جائے۔۔۔ جبکہ حقیقت کچھ اور تھی وہ انکے گھر بختی کی خاطر آتا تھا۔۔۔۔

اسکی ھمیشہ یہی کوشش ھوتی تھی کہ بختی اس سے بات کرے۔۔۔ وہ موقع پاتے ہی ایک ہی بات ضرور بولتا دیکھ بختی ایک بار میری بات مان لے بھاگ جا یہاں سے میرے ساتھ میں تجھے اس نرگ میں نہیں دیکھ سکتا۔۔۔۔

اسوقت بھی وہ ان ماں بیٹیوں سے نظریں بچائے بختی کے پاس پہنچا اور اسکے نہایت قریب ھو کر بولا۔۔۔ بختی۔۔۔۔

وہ بری طرح سے ڈر کر پیچھے ہٹی۔۔۔۔

ارے میری جان ڈرتی کیوں ھے اپنے عاشق سے وہ اسکے گال چھو کر بولا۔۔۔۔

عین اسی وقت بندیا کچن میں داخل ھوئی۔۔۔ دونوں کو اتنا قریب دیکھ کر وہ بمشکل مسکرا کر بابو سے بولی۔۔۔ یہاں کیا کر رھے ھو تم۔۔۔۔

بابو اس سے دو قدم پیچھے ہٹا کچھ نہیں پانی پینے آیا تھا۔۔۔

مجھے آواز دے دیتے تم نے زحمت کیوں کی کچن تک آنے کی۔۔۔۔

بابو للچاتی ھوئی نظروں سے بختی کی طرف دیکھ کر بولا۔۔۔۔ کبھی کبھی زحمت کرنا اچھا لگتا ھے

۔۔۔۔

بابو تو کچھ دیر بعد چلا گیا لیکن جو حالت دیوی اور بندیا نے بختی کی کی وہ نا قابل برداشت تھی

۔۔۔

نمل کو گھر سے غائب ہوئے تین دن گزر گئے تھے حافظ صاحب ابھی تک ھسپتال میں ہی تھے بیٹی کا غم ایسا لگا انکو کہ وہ بستر سے اٹھے ہی نہیں۔۔۔۔

وہاں نمل کا حال برا تھا جاذب دو دن سے غائب تھا وہ اسد اور عامر کی منت سماجت کر کر کے بھی تھک چکی تھی کہ کسی طرح وہ اگر اسے اپنی قید سے رہا نہیں کرتے تو کم از کم صرف اسکے والد کی خیر خبر لینے دیں کہ وہ کس حال میں ھیں۔۔۔۔

یہاں بختی کی حالت بھی خراب تھی اسے ایک ہی غم ستائے جا رہا تھا کہ یہ سب اسکی وجہ سے ھوا تھا۔۔۔۔

بختی او بختی۔۔۔۔۔ گوپال کی آواز پر وہ اسکے پاس آئی

جی ماما جی۔۔۔

میں حافظ صاحب کو دیکھنے جا رہا ھوں کوئی بھی نہیں ھے گھر کا بہت خیال رکھنا دروازہ ٹھیک سے بند رکھنا کوئی بھی آئے مت کھولنا وہ پیار سے اسے سمجھانے لگے۔۔۔۔

بختی نے پریشانی سے ہاں میں سر ہلایا۔۔

تو پریشان نا ھو میں پیچھے سے تالا لگا جاتا ھوں آ کر کھول لو نگا فکر نا کر میں جلدی آ جاؤ نگا وہ اسے تسلی دے کر نکل گ ئے۔۔۔۔

بختی گھر کے سارے دروازے کھڑکیاں بند کر کے بیٹھ گ ئی جو دروازہ گوپال لاک کر کے گیا تھا اسے بند نہیں کیا کہ وہ آ کر باہر سے خود کھول لیں گے۔۔۔۔۔

گوپال کے جانے کے کچھ ہی دیر بعد ڈور بیل بجی بختی نے گیٹ کے پاس جا کر پوچھا کون؟؟

باہر بندیا کی آواز تھی کھول دروازہ میں ھوں بندیا۔۔۔

بختی نے جیسے ہی جلدی سے مین گیٹ کھولا تو کوئی یک دم اسے دھکا دے کر اندر آیا۔۔۔

بختی بو کھلا کر دھکا دینے والے کو دیکھنے لگی وہ بندیا نہیں کوئی اور تھا۔۔۔۔۔

بختی کے ھوش اڑ گ ئے۔۔۔۔ وہ بے یقینی سے بولی باہر تو بندیا کی آواز تھی اور۔۔۔۔۔

بختی نے بو کھلا کر دھکا دینے والے کو دیکھا وہ بندیا نہیں بابو تھا۔۔۔

اس نے حیرت سے بابو کو دیکھا جسکی آنکھوں اور چہرے سے اسکی بدنیتی چھلک رہی تھی۔۔۔

ابھی وہ خود کو سنبھال ہی نہیں پائی تھی کہ بابو اس پر بھوکے شکار کیطرح لپکا اس نے خور کو بچا کر اندر بھاگنا چاہا پر بابو نے اسے بری طرح زدو کوب کیا وہ دکھیاری خوف کے مارے چلا بھی نا سکی۔۔۔

کیا کر رہے ھیں آپ چھوڑیں مجھے۔۔۔

ارے میری رانی دو سال میں تڑپتا رہا میرے ارمان مچلتے رہے آج یہ موقع ہاتھ لگا کیسے چھوڑ دوں تجھے۔۔۔۔

خود کو چھڑانے میں اسک قمیض آگے سے پھٹ گ ئی اس نے بھاگنا چاہا اندر لیکن بابو نے دوبارہ اسے اپنے شکنجے میں لیا۔۔۔ بھاگتی کیوں ھے مجھ سے پیار کرتا ھوں تجھ سے میری جان ایسے نا تڑپا وہ اپنے ھوش کھوتے ھوئے بولا۔۔۔

بختی چاھتے ھوئے بھی خود کو اسکے شکنجے سے بچا نا سکی وہ اسکی عزت کی دھجیاں اڑا دیتا۔۔۔ لیکن قدرت کو کچھ اوہی منظور تھا گوپال اپنا وائی لٹ گھر بھول گیا تھا وہ گھر کیطرف واپس آیا عین اسی وقت گوپال لاک کھول کر اندر آیا تو بختی کی سسکیوں بھری آواز سنی چھوڑ دو مجھے کیا کر رہے ھو۔۔۔۔

گوپال بھاگتا ھوا لاؤنج میں آیا جہاں بختی کو بابو کے شکنجے میں دیکھ کر تلملا اٹھا۔۔۔

اور اسے پیچھے سے گریبان سے پکڑ کر کھینچا تو بابو سٹپٹا گیا گوپال نے چماٹوں کی برسات کر دی اس پر بے غیرت بے شرم انسان تیری اتنی ھمت کہ تو نے میری بختی پر ہاتھ ڈالا۔۔۔۔

بختی نے جلدی سے خود کو تخت پر بچھی چادر سے لپیٹا۔۔۔۔

وہ گوپال کو دھکا دے کر بولا بس کر چاچا۔۔۔ مجھے کیوں مارتا ھے پہلے اپنے گریبان میں جھانک۔۔۔۔

تیرا کیا رشتہ ھے بختی سے میں اچھی طرح جانتا ھوں۔۔۔۔

گوپال نے اسکا گریبان پکڑا کیا رشتہ ھے بتا ذرا کیا خناس بھرا ھوا ھے تیرے دماغ میں۔۔۔۔

بابو نے گوپال کو دھکا دے کر صوفے پر پٹخا۔۔۔۔

خناس میرے دماغ میں نہیں تیرے دل میں بھی ھے تیری بیٹی نہیں ھے یہ بس دکھاوا ھے دنیا کے سامنے کا۔۔۔۔

اندر کا معاملہ میں جانتا ھوں کچھ اور ہی ھے۔۔۔۔

گوپال چلا کر اٹھا بکواس بند کر اپنی اور دفع ھو جا یہاں سے ورنہ میں تجھے جان سے مار دونگا۔۔۔۔

بابو کی بات سن کر بختی کا دل چاھا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے شرم کے مارے اسکی سانسیں رک گ ئی یں۔۔۔۔

بس بس زیادہ چلاؤ مت ورنہ ابھی ایک منٹ میں پورا محلّہ جمع کر کے تیری اصلیت کھول دونگا۔۔۔

گوپال نے حیرت سے پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔۔

وہ اپنی شرٹ کے بٹن بند کر کے بولا جا رہا ھوں ابھی لیکن کل تک بختی میرے حوالے نا کی تو یاد رکھنا تجھے تیری بیٹیوں کے قابل بھی نہیں چھوڑونگا۔۔۔۔

بابو کی دھمکی سن کر گوپال کے ھوش اڑ گئے۔۔۔

لاؤنج کے گیٹ سے وہ پھر پلٹا۔۔۔

بس بہت کر لی ئے عیش تو نے اب بختی میری ھے۔۔۔

صرف چوبیس گھنٹے کا وقت ھے تیرے پاس۔۔۔

لے آنا اسے کل میرے پاس۔۔۔ورنہ مجھے جانتا ھے پھر بختی تو میں لے جاؤنگا لیکن تو خودکشی کرنے پر مجبور ھو جائے گا۔۔۔اور تیری بیوی اور بیٹیوں کو بختی بننے میں ذرا دیر نہیں لگنی

۔۔۔۔۔۔

جی جی شاہ جی ابھی ابھی پہنچا ھوں۔۔۔۔

آپکی امانت میری تحویل میں ہی ھے۔۔۔

ھاھاھاھاھا۔۔۔آپ بے فکر رھیں آج آپ تک پہنچ جائے گی۔۔۔۔

پسند تو آپکو بہت آئے گی کیونکہ وہ چیز ہی ایسی ھے۔۔۔۔

ھاھاھا جی آپکے لی ئے ہی اسپیشل لایا ھوں۔۔۔پسند آگ ئی تو منہ مانگی قیمت لونگا

پھررررر۔۔۔۔

آج تین دن بعد جازب کی آواز سب کر وہ دروازے پر آکر اسکی باتیں سننے لگی جو فون پر شاہ جی سے مخاطب تھا۔۔۔

آپ بس شام تک انتظار کر لیں۔۔۔۔

فون کاٹ کر وہ نمل کے کمرے کیطرف بڑھا جیسے ہی دروازہ کھولا تو دروازے سے لگی نمل اسکے پیروں میں آ گری۔۔۔۔

اسے اپنے قدموں میں پڑا دیکھ کر مسکرایا نکل گ ئی ساری اکڑ آ گیا دماغ ٹھکانے۔۔۔۔

وہ دروازہ پکڑ کر کھڑی ھوئی کیونکہ اتنے بھاری شرارے میں خود کو سنبھال سنبھال کر تھک گ ئی تھی۔۔۔۔

شکر کرو دماغ ابھی تک ٹھکانے ہی ھے ورنہ قدموں میں میرے تم ھوتے۔۔۔۔

جازب کا قہقہہ پورے کمرے میں گونجا۔۔۔۔

قدموں میں کون پڑا کس کے یہ منظر تو دیکھ لیا میں نے۔۔۔

خیر اپنا حلیہ درست کرو منہ ہاتھ دھولو جانا ھے تم نے میرے ساتھ۔۔۔۔۔

وہ اسکی باتیں سن چکی تھی اپنے اندر کا خوف چھپا کر بولی۔۔۔ کیوں کہاں لے کر جاؤ گے مجھے

۔۔۔

وہ اسکے قریب ھوا جہاں میرا دل چاھے گا۔۔۔۔۔

نہیں جانا مجھے کہیں بھی۔۔۔۔

جازب غصے اور ھنسی کے ملے جلے احساس سے بولا۔۔۔

میں نے کیا کہا ھے تم سے۔۔۔

اپنی چھوڑو میری سنو۔۔۔ وہ پوری ھمت جمع کر کے اسے دھمکانے کے انداز میں بولی اگر تم نے مجھے کچھ دیر میں میرے گھر روانہ نا کیا تو میں یہاں سے بھاگ جاؤ نگی یا اپنی جان دے دونگی

۔۔۔۔

جازب ابرو اچکا کر بولا اچھاااااا۔۔۔۔ چلو دیکھتے ھیں کتنی ھمت ھے تم میں۔۔۔

پہلے اپنا منہ تو دھو لو ایسے لگ رہا جیسے بلیوں نے چاٹا ھے۔۔

گوپال بختی کو لے کر کسی احمد کے گھر پہنچا۔۔۔۔

بختی نے گھر کو چاروں طرف دیکھا کافی پرانا اور خستہ حال گھر تھا جہاں ایک ادھیڑ عمر عورت وھیل چی ئی رپر بیٹھی اسے گھور رہی تھی۔۔۔

احمد بھائی میری امانت ھے یہ میری بچی اسے تم کام پر کسی کے گھر لگوا دو۔۔۔۔اور یہ کچھ رقم بھی رکھ لو۔۔۔۔۔

گوپال کی بات سن کر بختی نے روتے ھوئے اسے دیکھا۔۔

گوپال نے اسکے آنسو پونچھ کر اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

میری بچی مجھے معاف کر دے میں نے اب تک تیری حفاظت بڑی مشکل سے کی اور تو نے بھی میرے گھر کسی سے نا گزرنے والی زندگی گزاری۔۔۔

اب میں تیری حفاظت نہیں کر سکتا تجھے اس ناپاک انسان سے بچانے کیلئے یہاں لایا ھوں۔۔۔

بختی ہچکیوں سے رو پڑی۔۔۔۔

نارو میری بچی میں آتا رھونگا تجھ سے ملنے۔۔۔۔

بختی انکے سینے سے لپٹ گ ئی۔۔۔۔

گوپال نے آنسو روک کر خود سے الگ کیا تو بختی نے اسکو واسکٹ سے پکڑ لیا۔۔۔۔

ماما جی ایسے نا چھوڑیں مجھے آپکے سائے تلے جیتی رھی ھوں اب تک آپ سے جدا نہیں ھو سکتی ۔۔۔۔ میری ماں میرا باپ میری دھوپ میری چھاؤں میرا درد سب کچھ آپ ہی تو ھیں ۔۔۔۔

وہ بچوں کیطرح روتے ھوئے بولی۔۔۔

ماما جی آپ اتنی جلدی ڈر گ ئے بابو سے۔۔۔۔

گوپال اس سے منہ چھپا کر بولا نہیں میں اُس سے نہیں ڈرتا تیری عزت سے ڈر رہا ھوں۔۔۔۔ میری بچی سمجھ میں مجبور ھوں بہت۔۔۔۔۔

نہیں ماما جی مجبور نہیں ھیں بلکہ بہت کمزور ھیں میرے نام سے اپنا دامن بچا رھے ھیں آپ بھی۔۔۔ بن گ ئے آپ بھی دنیا والے۔۔۔۔۔

بختی کے گلے میں آنسو پھنس کر رہ گ ئے وہ اپنا معصوم سا چہرہ ایک طرف جھکا کر بولی۔۔۔ماما جی میں آپکی اپنی بیٹی ھوتی تب بھی آپ ایسا کرتے مجھے چھوڑ دیتے لوگوں کے آسرے

۔۔۔۔۔۔

اسکا سوال سن کر گوپال کے سارے ضبط ٹوٹ گ ئے

بختی تو مجھے دنیا میں سب سے پیاری ھے۔۔۔۔

لیکن میری اپنی بیٹی نہیں یہ دنیا جانتی ھے بس اسی خوف نے مجھے کمزور اور بزدل بنایا ھے۔۔۔ تو نہیں جانتی تجھے سنگسار کر دیں گے لوگ میرے ساتھ ۔۔۔۔

وہ معصومیت سے بولی ماما جی سنگسار کرنا کیا ھوتا ھے مجھے نہیں معلوم۔۔۔۔

وہ اس سے نظریں نہیں ملا پا رھے تھے۔۔۔

تجھے وقت سمجھا دیگا۔۔۔۔

نہیں ماما جی وقت کو تو شاید بہت وقت لگتا سمجھانے میں لیکن آپ نے خود پر وقت آتے ہی سمجھا دیا کہ بختی آپکو بس اتنی سی عزیز ھے کہ آپ نہیں چاہتے کہ کوئی اور بختی جیسی بد بخت بنے۔۔۔۔۔

ہاں ٹھیک کہا تو نے بلکل۔۔۔۔

بس اپنا خیال رکھنا میں جا رہا ھوں جلد آؤ نگا تجھ سے ملنے۔۔۔

ماما جی۔۔۔ بختی کی دل چیرنے والی درد بھری آواز پر وہ پلٹا۔۔

مجھے پتہ ھے اب آپ کبھی نہیں آئیں گے مجھ سے ملنے۔۔۔

یہ ھماری الوداعی ملاقات ھے۔۔۔۔۔

گوپال کو اپنا سانس رکتا ھوا محسوس ھوا۔۔اس سے پہلے کہ بختی کے سوال اسکی جان لے لیتے وہ وہاں سے تیز قدموں سے چل پڑا۔۔۔

بختی اس بچے کیطرح بھاگی گوپال کے پیچھے جیسے کوئی بچہ بلکتا ھوا ماں کے پیچھے بھاگتا ھے ۔۔۔۔وہ گوپال کی ٹانگوں سے چپک گئی۔۔۔۔

گوپال نے اسے نظرانداز کیا اور خود کو چھڑا کر چلا گیا۔۔۔۔

نمل بہت پریشان تھی کہ جازب اسے کہاں لے جانا چاہ رہا تھا؟ کیا واقعی وہ اسے شاہ جی کیلئے اٹھا کر لایا تھا۔۔۔اور اب اسے بیچ کر منہ مانگے پیسے وصول کریگا۔۔۔۔

نہیں نمل نہیں۔۔۔ تیری غیرت یہ گوارا کیسے کریگی کہ تیری قیمت لگائے کوئی۔۔۔۔

نمل نے ھمت کر کے اپنی کمر کسی اور بکھرے ھوئے بالوں کا کس کر جوڑا بنا کر اٹھی کمرے کا دروازہ لاک نہیں تھا وہ دبے قدموں باہر نکلی آس پاس جھانکا اسے کوئی بھی نظر نا آیا اس نے مین گیٹ کیطرف اپنے قدم بڑھائے۔۔۔۔

ایک دم کسی نے اسکا ہاتھ پکڑا تو اچھل کر وہ پیچھے مڑی۔۔۔۔

اسد تھا۔۔۔ کہاں بھاگ رہی ھو۔۔۔۔

ہاتھ چھوڑو میرا۔۔۔۔

یہاں سے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں۔۔۔۔

راستہ میں نکال لونگی تم۔ چھوڑو مجھے۔۔۔

یہاں سے سارے راستے موت کیطرف جاتے ھیں آئی سمجھ ٹک کر بیٹھو۔۔۔۔

وہ اسے ہاتھ سے گھسیٹ کر اندر لے جانے لگا۔۔۔

نمل بھاگنے کا یہ موقعہ گنوانا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔اسکی نظر ٹیبل پر پڑے کانچ کے جگ پر پڑی۔۔۔اسد کے ہاتھ پر چاک کاٹ کر اس نے ہاتھ چھڑایا اور دوسرے ہی پل کانچ کا جگ اسکے سر پر دے مارا۔۔۔۔

اسد کے سر سے پانی کیطرح خون بہنے لگا۔۔۔

اسد کو پیچھے مڑ کر دیکھا اور آگے سے بے خبر تیزی سے بھاگتے ھوئے وہ کسی سے اتنی بری طرح ٹکرائی کہ اسکا سر چکرا کر رہ گیا وہ پیچھے کو بہت برے طریقے سے گرتی۔۔۔۔ لیکن جازب کی بانہوں نے اسے تھام لیا۔۔۔۔

عامر کا غصہ قابو سے باہر تھا

یار سمجھتی کیا ھے یہ خود کو خون دیکھ اسکا۔۔۔ میرا بس نہیں چل رہا جی چاھ رہا ھے خون پی جاؤں اسکا میں۔۔۔۔

جازب نے بڑی مشکل سے اسے روکا چھوڑ دے یار۔۔۔۔ جا رہی ھے وہ یہاں سے آج۔۔۔۔ لے جا اسکو جتنی جلدی ھو سکے ورنہ میں قسم سے جان سے مار دونگا اسکو اب۔۔۔۔۔

نمل ڈری سہمی انکی باتیں سن رہی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب انکے ہاتھوں اسکی خیر نہیں وہ اپنی خیر کی دعائیں مانگنے لگی

یا اللہ اب تک تو نے مجھے ان سے محفوظ رکھا آگے بھی میری لاج رکھنا اے میرے رب میں خود کو تیرے سپرد کرتی ھوں میری حفاظت کرنا۔۔۔۔۔

جازب شام ڈھلتے ہی اسکے کمرے میں آیا۔۔۔

اٹھو۔۔۔۔

کیوں ؟؟ وہ ڈھیٹوں کیطرح اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولی۔۔۔۔

جازب دانت پیستے ھوئے بولا۔۔۔زیادہ آنکھیں مت دکھاؤ مجھے۔۔۔۔

کیوں نا دکھاؤں ؟ نکال دو گے تم۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔ نکالوں گا نہیں۔۔۔ چووووم لونگا۔۔۔

نمل کی پلکیں شرم سے جھک گ ئی یں۔۔۔۔

وہ آنکھوں میں شرارت لی ئے اسکی طرف جھک کر بڑی سریلی آواز میں گنگنایا۔۔۔

جھکی جھکی نظر تیری کمال کر گ ئی۔۔۔۔

نمل نے پلکیں اٹھا کر دیکھا۔۔۔

اٹھی جو ایک بار تو بے حال کر گ ئی۔۔۔۔۔

نمل اسکے شاعرانہ انداز پر تلملا اٹھی۔۔۔۔

بکواس بند کرواپنی۔۔۔اور کان کھول کے سن لو میں یہاں سے اپنے گھر کے علاوہ کہیں نہیں جاؤ نگی۔۔۔۔

نا نا میری جان غصہ نہیں۔۔۔۔

جان نہیں میں تم جیسے گھٹیا انسان کی۔۔۔۔

وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر بولا منہ بند کرو اور چلو میرے ساتھ۔۔۔۔

وہ نیچے فرش پر بیٹھ گئی نہیں جانا مجھے تم جیسے وحشی آوارہ کے ساتھ۔۔۔۔

جازب گہری سانس لے کر اپنا غصہ دبا کر بولا۔۔۔

مجھے نا سننے کی عادت نہیں یہ تم ھو جسکو بخشا ھوا میں نے تمھاری جگہ کوئی اور ھوتا تو زمین میں گاڑ دیتا اسے میں۔۔۔۔

تو گاڑ دو مجھے بھی وہ بلند آواز میں بولی۔۔۔۔

دیکھو آخری بار کہہ رہا ھوں۔۔۔۔

تم آخری بار بولو یا پہلی بار لیکن میں بار بار کہو نگی نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔۔

جازب کے ضبط کا امتحان لے رہی تھی وہ۔۔۔ جازب نے غصے سے اسے گود میں اٹھایا اور گاڑی کی سیٹ پر جا پٹخا۔۔۔

اب جتنی بک بک کرنی ھے کرتی رہنا۔۔۔

جازب نے سیٹ بیلٹ کے ساتھ اسے باندھ دیا ساتھ میں اسکے ہاتھ بھی۔۔۔۔۔

اور اونچی آواز میں گانے چلا کر خود گاڑی ڈرائی یو کرنے لگا۔۔۔۔

نمل کے شور سے اسکے کان پر جوں تک نا رینگی اسکی فریاد اور التجا میوزک کی نذر ھوتا رہا۔۔۔

جازب کی گاڑی رات کے پہر بلکل کسی سنسان پہاڑی علاقے میں رکی۔۔۔

وہ نمل کے منہ پر ٹیپ لگا کر گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔آتا ھوں میں کچھ دیر میں۔۔۔۔

نمل اسے ایک بیگ اٹھائے دور تک جاتا دیکھتی رہی۔۔۔جازب اسکی نظروں سے او جھل ھوا تو اس نے جلدی سے خود کو کھولا اور گاڑی سے اتری۔۔۔۔۔

وہ سمندر کا کنارہ تھا دور دور تک کسی کا نام و نشان تک نا تھا سواریت اور سمندر کے شور کے

۔۔۔۔

نمل پہاڑوں کیطرف بھاگی گرتے سنبھلتے وہ کافی دور جا چکی تھی پہاڑوں پر چڑھتے چڑھتے اسکے ہاتھ پاؤں زخمی ھو گئے۔۔۔۔

وہاں موجود سب سے اونچے پہاڑ پر چڑھتے ھوئے اسے بائیں طرف کچی پکی آبادی نظر آئی ۔۔۔وہ خوشی سے پھولی نہیں سمائی اور جلدی سے پہاڑ کے بائیں طرف جانے لگی۔۔۔

وہ تھک کر ہانپتی کانپتی سانسوں کے ساتھ پل بھر بیٹھی ہی تھی کہ کسی کے مظبوط آہنی ہاتھوں نے اسے گھیر لیا۔۔۔

اسے اس بات کا علم نہیں تھا کہ کوئی دوسرا شکاری بھی اسکی تاک لگائے اس سے کچھ فاصلے پر چھپا بیٹھا ھے۔۔۔۔

ارے او منحوس کہاں مر گ ئی ھے تو۔۔۔۔

دیوی نے گھر میں داخل ھوتے اسے پکارا۔۔۔

بندیا جادیکھ سو رہی ھو گی منحوس کو جگا۔۔۔ میرا سر دبا کر دے۔۔۔۔

بندیا نے اسے پورے گھر میں ڈھونڈا وہ موجود نہیں تھی۔۔۔

اماں اماں بندیا بھاگتی ھوئی آئی۔۔۔۔

وہ نہیں ھے اماں گھر میں۔۔۔۔

ارے رات کافی ھو رہی ڈر کے کہیں کسی کونے میں گھسی ھو گی جادیکھ۔۔۔۔

اماں میں پورا گھر دیکھ آئی ھوں وہ نہیں ھے۔۔ مجھے لگتا ھے نمل کیطرح بھاگ گ ئی ھے کسی کے ساتھ۔۔۔۔

دیوی بیٹی کو پیچھے دھکا دے کر اٹھی۔۔۔ بکواس نا کر فالتو نہیں جا سکتی وہ کہیں بھی۔۔۔۔

بختی۔۔۔ او بد بخت۔۔۔۔ وہ آوازیں لگاتی اسے ڈھونڈنے لگی۔۔۔

پر بختی کا نام و نشان نہیں تھا۔۔۔۔

فون ملا اپنے باپ کو جلدی سے بتا اسے دھول جھونک گ ئی ھماری آنکھوں میں کم نسل نے دکھا دی اپنی اصلیت بھاگ گ ئی اپنے یار کے ساتھ۔۔۔۔۔

بند یا حیرت سے بولی اماں مجھے تو لگتا ھے یہ نمل اور بد بخت دونوں کا پلان تھا پہلے وہ بھاگی سارے زیور لے کر اب تین دن بعد یہ۔۔۔۔

دیوی نے جلدی سے سینے پر ہاتھ رکھا ہائے بھگوان۔۔۔۔

چیک کر ساری الماریاں کہیں وہ بھی ناسب ساتھ لے گ ئی ھو۔۔

جازب چابیاں انگلی میں گھماتا گاڑی کے پاس آیا تو اندر نمل کو نا پا کر اسکے ھوش اڑ گ ئے ۔۔۔۔

اس نے جلدی سے چاروں طرف دیکھا۔۔۔ کہاں چلی گ ئی یہ۔۔۔ جازب نے اپنی گن نکالی اور اسے ڈھونڈنے لگا۔۔۔۔

اسکا نام بھی نہیں آتا تھا کس طرح اسے آواز دیتا۔۔۔۔

اللہ کا نام لے کر وہ پہاڑوں کیطرف ھو لیا۔۔۔۔

نمل کو دو آدمیوں نے بڑی مشکل سے قابو کیا ایک نے اسے ٹانگوں سے پکڑا اور دوسرے نے بازوؤں سے وہ چلائی بہت لیکن اسکی آواز پہاڑوں سے ٹکرا کر سمندر کی لہروں میں گم ھو گ ئی۔۔۔۔

نمل نے بہت ہاتھ پاؤں مارے۔۔۔

یار لڑکی ھے یا آفت سنبھالے نہیں سنبھل رہی۔۔۔

اسکی پاؤں باندھ نکالتے ھیں ابھی اسکی اکڑ ساری۔۔۔۔

ان میں سے ایک بڑی بڑی مونچھوں والے نے اسکے پاؤں باندھے تو نمل کی لات اسکے منہ پر لگی۔۔۔۔

اس نے غصے سے دو چار چماٹیں نمل کے منہ پر ماریں۔۔۔ چماٹیں اتنی زوردار تھیں کہ نمل کی کان کی لوئیں بجنے لگیں۔۔۔۔

ان دونوں نے اسے گھسیٹ کر بڑے سے پتھر پر لٹایا۔۔۔۔

نمل کی روح بھی کانپ اٹھی کہ آج وہ نہیں بچنے والی۔۔۔

اللہ کو یاد کر کے اس نے پورے زور سے جازب کو آوازیں لگائیں۔۔۔۔

جازب۔۔۔ جازب۔۔۔۔ جازب۔۔۔۔۔

اوچپ کر کس کو بلا رہی ھے اپنے یار کو۔۔۔۔ آ جانے دے اسے بھی دیکھ لیں گے پہلے اس رات کو یادگار تو بنانے دے۔۔۔۔

وہ پھر چلائی جازب۔۔۔

جازب جو پہاڑوں پر اسے ہی ڈھونڈ رہا تھا کہ اسکے کان میں نمل کی آواز آئی۔۔۔

جازب۔۔۔۔۔

وہ اسکی آواز کیطرف لپکا۔۔۔اور چند لمحوں میں وہ ان کے سر پر موجود تھا گن لی ئے۔۔۔

چھوڑو اسے۔۔۔۔

جازب کو سامنے دیکھ کر اسکی جان میں جان آئی۔۔۔

وہ کھڑی ھوئی تو جازب نے اسے دیکھا۔۔۔۔

ہرنی جیسی آنکھوں میں خوف ناچ رہا تھا۔۔۔اسکے منہ اور ناک سے بھی خون بہہ رہا تھا۔۔۔

وہ جیسے ہی جازب کیطرف لپکی۔۔۔ایک نے اسکے ماتھے پر گن رکھ کے اسے پکڑا۔۔۔۔

جازب کی آنکھیں سرخ ھو رہی تھیں غصے سے اس لڑکی کو چھوڑ دو۔۔۔۔۔

ایک مونچھوں کو تاؤ دے کر بولا۔۔۔واہ سائیں واہ۔۔۔

اتنی آسانی سے ہاتھ لگی جل پری تجھے دے دیں۔۔۔۔

چل ایک کام کر صبح تک ھماری اسکے بعد تیری لے جانا اسے پھر۔۔۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی ورنہ جان سے مار دونگا میں۔۔۔چھوڑ دو اسے امانت ھے یہ کسی کی۔۔۔۔

ارے پیارے جازب وہ امانت ہی کیا جس میں خیانت نا ھو۔۔۔۔

چل اب گن نیچے رکھ دے ورنہ تیری دلہنیا کو جان سے میں نے مار دینا ھے۔۔۔

رکھ نیچے گن اپنی۔۔۔۔

نمل کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اپنی جان خود لے لیتی۔۔۔۔زندگی میں پہلی بار اس نے خود کو اتنا بے بس محسوس کیا تھا۔۔۔۔

جازب نے دوبارہ اسکی آنکھوں میں جھانکا۔۔۔

جہاں اپنے استحصال کا خوف بے بسی کا درد لاچارگی اور امداد کے لیئے آنسو اڈ اڈ کر آرھے تھے ۔۔۔۔

اس نے جھک کر زمین پر گن رکھتے ہی ایک ہاتھ سے نمل کو اپنی طرف کھینچا اور دوسرے ہاتھ سے گولی ایک ہی پل میں اس بندے کے حلق سے پار کر دی جس نے نمل کو گن پوائنٹ پہ رکھا ھوا تھا۔۔۔

دوسرے نے جلدی سے گن اٹھائی اسے بھی جازب نے بڑی پھرتی سے اسی وقت دوسرے جہاں بھیج دیا۔۔۔۔

فائی رنگ کی آواز سے نمل جازب کے سینے سے جا لپٹی۔۔۔

وہ اس قدر بدحواس تھی کہ اسکا دل چڑیا کے پر کیطرح پھڑ پھڑا رہا تھا۔۔۔۔۔

اس آدھے گھنٹے میں کیا کچھ اس نے دیکھ لیا تھا۔۔۔

اپنی عزت داؤ پہ لگتی پھر موت کا منظر۔۔۔۔۔۔۔

اسکے آنسو جازب کے سینے میں جذب ھونے لگے۔۔۔۔

جازب نے آھستہ سے اسے خود سے الگ کیا۔۔

وہ کانپتے وجود کیساتھ اسکے قدموں میں گری۔۔۔۔ مجھے معاف کردو۔۔۔

مجھے میرے گھر میرے بابا کے پاس چھوڑ دو۔۔۔

اسکے پیروں میں نمل سر رکھ پھوٹ پھوٹ کر روئی۔۔۔۔۔

جازب نے اسے اٹھایا۔۔۔۔

فی الحال چلو یہاں سے وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے پہاڑ سے اترنے لگا۔۔۔۔۔

نمل اسکے ساتھ تیز قدم نہیں اٹھا پا رہی تھی۔۔۔

تھک کر وہ گر پڑی۔۔۔

جازب نے گاڑی کیطرف دیکھا کافی دور تھی۔۔۔

اٹھو ھمت کرو۔۔۔

نکلنا ھے ھمیں فوراً یہاں سے خطرہ ھے یہاں اب۔۔۔۔

نمل کی ھمت بلکل جواب دے گ ئی۔۔۔۔

گاڑی سے بھاگتے ھوئے.بڑی ھمت تھی تم میں۔۔۔دل تو چاہ رہا ھے یہی چھوڑ جاؤں۔۔۔۔
تاکہ تمھیں اپنی غلطی کا احساس ھو۔۔۔۔

نمل پر ابھی تک خوف طاری تھا وہ چپ رہی۔۔۔

جازب نے اسے گود میں اٹھایا اور گاڑی تک لایا۔۔۔۔۔

وہ جلدی سے گاڑی میں بیٹھا گاڑی نے ابھی کچھ فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ انکو چاروں طرف سے تین گاڑیوں نے گھیر لیا۔۔۔

بختی ایک بوسیدہ سے کمرے میں چپ چاپ بیٹھی اپنے گرد اپنی ہی بانہوں کا گھیرا ڈالے سسکتی رہی۔۔۔۔

اسے نمل کی یاد ستانے لگی۔۔۔۔

کہاں ھو تم نمل آجاؤ نا اپنی بختی کے پاس۔۔۔۔دیکھو میں کتنی اکیلی ھوگئی ھوں۔۔۔۔
کوئی نہیں رہا میرا۔۔۔۔ماما جی بھی پرائے ھوگئے۔۔تو بھی کھوگئی مجھ سے۔۔۔۔کون ھے میرا؟؟کہاں جاؤنگی اب میں؟؟

دیکھ نمل مجھے تیرا رب بھی نہیں بلاتا اپنے پاس۔۔۔اس نے بھی زمانے کی ٹھوکروں میں بلکل لاوارث اور تنہا پھینک دیا مجھے۔۔۔۔

نمل آ جانا کہاں ھے تو وو۔۔۔۔

یا اپنے رب کو بھیج دے اسے بول دیکھے مجھے آئے میرے پاس میری ماں کے روپ میں۔۔۔ایک بار ہی آ جائے لے جائے اپنے ساتھ مجھے۔۔۔۔ نمل بولنا اللہ سے۔۔۔۔

کہاں ھے وہ۔۔۔۔

اور کہاں ھے تو نمل کہاں ؟؟؟

گنٹھوں وہ بے آواز دبی دبی سسکیوں میں روتی رہی۔۔۔

اسکے آس پاس سوا اسکی قسمت کیطرح سیاہ اندھیرے کے اور کچھ نہیں تھا۔۔۔۔۔

نمل اور جازب کو بابر بلوچ کے آدمی پکڑ کر حویلی میں لے گئے۔۔۔

دونوں ایک ہی کمرے میں موجود تھے۔۔۔

تم میری گاڑی سے بھاگی کیوں تھی ؟؟؟

نمل اب تک اس شاک سے باہر نہیں آئی تھی کہ اسکے ساتھ کیا ھوااور کیا ھونے والا تھا۔۔۔

تم سے کچھ پوچھ رہا ھوں۔۔۔۔

کیوں بھاگی تھی مجھ سے۔۔۔۔

وہ ھونکوں کیطرح منہ کھولے جازب کو تکنے لگی۔۔۔

تم نے مجھے بیچ دیا۔۔۔۔

کتنی رقم ملے گی اب تمھیں میری۔۔۔۔۔

جازب کھڑا ھوا کیا بکواس کر رہی ھو۔۔۔۔

نمل نے اسکا گریبان پکڑا۔۔۔

بتاؤ مجھے کتنے نوٹوں میں تولی ھے میری آبرو۔۔۔۔

جازب اسے حیرانی سے دیکھنے لگا۔۔۔

کس کی امانت ھوں میں۔۔۔ تمھارے شاہ جی کی۔۔۔۔

اگر وہ مجھ سے بھی خوش نا ھوا تو پھر کل کو اپنی بہن یا بیٹی بھی اسکی خدمت میں پیش کرو گے تم۔۔۔۔۔

جازب نے اپنے گریبان سے اسکے ہاتھ ہٹا کر زور سے جھٹکا دیا۔۔۔

بہت دنوں سے تمھاری بکواس برداشت کر رہا ھوں میں۔۔۔

اب ایک بھی لفظ نکالا تو منہ توڑ دونگا تمھارا۔۔۔۔

کیوں منہ توڑو گے میرا جب بات اپنی عزت پر آئی تو وو۔۔۔۔

بسسسسسس چپ۔۔۔۔ جازب خونخوار نظروں سے اسے گھور کر چلایا۔۔۔۔

پہلے ہی تمھاری وجہ سے آج پہلی بار میں یرغمال بنا ھوں۔۔۔۔

واہ واہ۔۔۔ جازب صاحب واہ۔۔۔۔

اتنی فکر ھے اپنی۔۔۔۔۔

اور میں کہاں گئی جو تم سب کی ھوس کا لقمہ بن رہی ھوں۔۔۔

پہلے تمھاری پھر ان دو کی جن کو تم نے قتل کیا۔۔۔ اور اسکے بعد شاہ جی کی۔۔۔ پھر پتہ نہیں کس کس کے ہاتھوں میرا استحصال ھوگا۔۔۔ صرف ایک تمھاری وجہ سے۔۔۔

میں نے تمھاری عزت پامال نہیں ھونے دی بلکہ بچایا ھے تمھیں ان بھوکے کتوں سے جنکی بدولت تم پہلے لقمہ ھوس پھر لقمہ اجل بنتی۔۔۔۔

بچایا بھی اپنی خاطر ھے تم نے کیونکہ تمھیں پتہ تھا استعمال شدہ مال سے تمھیں گھاٹے کا سودا ھوگا۔۔۔۔

مطلب کیا ھے تمھارا؟ وہ اسکے روبرو ھوا۔۔۔

وہ بے خوفی سے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔۔۔۔

اتنے نادان تو نہیں تم کہ بنا کسی مطلب کے کیا یہ سب کچھ۔۔۔۔

تم یہ سمجھ رہی ھو کہ میں تمھیں بیچنے کی نیت سے لایا ھوں یہاں۔۔۔۔۔

اسکے علاوہ کیا مقصد ھو سکتا ھے؟؟۔۔۔۔

وہ اس سے پیچھے ہٹا۔۔۔ پاگل ھو گئی ھو تم میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔۔

پھر بدلے کے جس ارادے سے لائے ھو پورا کر لو اور مجھے بخش دو۔۔۔

اس نے اپنا دوپٹہ اتار کر جاذب کے قدموں میں پھینکا لو کر دیا میں نے خود کو تمھارے حوالے

۔۔۔۔

URDUNovelians

حافظ صاحب گھر آ چکے تھے انکی حالت کے پیش سبب لوگوں کے منہ وقتی طور پر بند تھے۔۔۔

حافظ صاحب سارا سارا دن دیوانوں کیطرح روتے رھتے۔۔۔۔ کیا جواب دونگا میں تیری ماں کو کہ میں اپنی بیٹی کی حفاظت تک نہیں کر سکا کیا منہ دکھاؤ نگا میں اسے روزِ محشر۔۔۔۔

ایک محلے دار نے انکو تسلی دی۔۔۔حافظ صاحب گھر کو لاک تو کر دیا کریں ایسے دروازے کھلے نا چھوڑا کریں کسی نے چوری کر لی پھر سے تو۔۔۔

میرا سب سے قیمتی سرمایہ تو چوری ھو گیا اب اور کیا چوری ھونا ھے وہ بے جان بے قیمت ساز وسامان ؟؟

نہیں چاھیئے مجھے کچھ بھی بس کسی طرح میری زندگی میری جنت میری بچی لوٹ آئے ۔۔۔۔

حافظ صاحب اللہ کے گھر میں ھیں آپ اسکے یہاں دیر ھے اندھیر نہیں۔۔۔۔

ھماری بھی یہی دعا ھے اللہ ان ظالموں کے دل پر رحم کرے اور آپکی بچی صحیح سلامت گھر آجائے۔۔۔۔

مسجد پوری خالی ھو چکی تھی اور وہ سجدے میں گڑگڑا کر نمل کی حفاظت کی دعائیں منگتے رھے رب سے۔۔۔۔

صبح ھوتے ہی وہاں بابر بلوچ اور شاہ جی دونوں موجود تھے۔۔۔

شاہ جی کو جازب کے ساتھ لڑکی دیکھ کر حیرت کا جھٹکا لگا لیکن اس نے خاموشی سے ایک کروڑ کی رقم دے کر ان دونوں کو بابر کے چنگل سے چھڑوایا اور اپنی حویلی لے گیا۔۔۔۔

گوپال ساری رات باہر گزار کر گھر آیا۔۔۔

گھر میں داخل ھوتے ہی دیوی اس پر برس پڑی۔۔۔۔

کہاں اس بدبخت کے پیچھے مارے مارے پھرتے رہے تم۔۔۔۔ہاتھ نہیں آنے والی اب وہ کلموہی تمھارے۔۔۔۔بڑا سینے سے لگا کے رکھتے تھے نا اسے تھوک گ ئی ھے تم پر۔۔۔۔۔

گوپال نے اسکے آگے ہاتھ جوڑے بس کر دو بھگوان کا واسطہ ھے۔۔۔۔

ابھی تو مجھے چپ کروالو گے لیکن کان کھول کر سن لو اگر وہ منہ کالا کر کے اس گھر میں واپس آئی اور تم نے اسے آنے دیا تو یاد رکھنا وہ تمھارا بھی آخری دن ھوگا اس گھر میں۔۔۔

گوپال نے بلند آواز میں روتے ھوئے کہا نہیں آئے گی اب وہ واپس کبھی بھی۔۔۔

تم تو ایسے دیوانوں کیطرح رو رھے جیسے وہ مر گ ئی ھے اور تم اسکی چتا کو آگ دے کر آ رھے ھو۔۔۔۔۔

گوپال سر جھکا دل ہی دل میں بولا ہاں مار ہی تو ڈالا ھے میں نے اسے کاش اسکی چتا بھی جلا دیتا

۔۔۔۔۔

باہر دروازے پر بیل بجی۔۔۔۔۔

گوپال آنسو صاف کرتا باہر گیا تو بابو کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔۔

کہاں ھے بختی۔۔۔۔

گوپال سختی سے بولا بھاگ گ ئی ھے وہ۔۔۔۔۔

کیاااااا؟؟ بابو حیرت سے چلایا بھاگ گ ئی یہ یا تو نے اسے کہیں اور ٹھکانا دے دیا ھے۔۔۔۔

میں سچ کہہ رہا ھوں جا کر دیوی سے پوچھ لے بھاگ گ ئی ھے وہ کل رات ہی۔۔۔۔

دیکھ چاچا میرے ساتھ غلط بیانی سے کام نا لے تو جانتا ھے مجھے۔۔۔۔اور میں تجھے۔۔۔ تیری آنکھوں میں چوری صاف نظر آ رہی ھے۔۔۔۔

یاد رکھ چاچا ڈھونڈ تو لونگا میں اسے لیکن اسکے مل جانے پر تیرا حال بہت برا ھو گا ایک ایک پل کا ایک ایک دن کا بدلہ لونگا میں تجھ سے۔۔۔۔

اب دیکھنا اپنا تماشا۔۔۔۔۔

بابو گوپال کو دھمکا کر چلا گیا۔۔۔۔

یہ کون ھے تمھارے ساتھ۔۔۔۔

شاہ جی کے سوال پر جازب نے سر جھکالیا۔۔۔

نمل نے شاہ جی کو بغور دیکھا گولڈن بال ہری کنچے جیسی آنکھیں گورے رنگ پر کاٹن کا بلیک سوٹ پہنے وہ کوئی رئیس ذادہ لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

میں پوچھ رہا ہوں کون ھے یہ تمھارے ساتھ شاہ جی نے اسے بازوؤں سے جھنجھوڑا۔۔۔

نمل کے زخمی لب کھلے۔۔۔۔

آپکا مال۔۔۔۔

شاہ جی نے اسکی طرف دیکھا جو زخموں سے چور چور تھی۔۔۔۔

میں نے تم سے نہیں پوچھا۔۔۔

آپکو جواب چاھیئے تھا نا میں نے دے دیا۔۔۔۔

اب یہ بتادیں کیا قیمت دیں گے اسکو آپ میری۔۔۔ قیمت تھوڑی کم ھو گی نا اب کیونکہ مال کافی خراب حالت میں ھے۔۔۔۔

شاہ جی نے جازب کیطرف دیکھا کیا کہہ رہی یہ ؟ کونسی قیمت کونسا مال؟؟

وہ اسے گھور کر بولا بکواس کر رہی ھے۔۔۔۔

تم اسے بھگا کر لائے ھو کیا؟؟

جازب نے نا میں سر ہلا کر کہاں۔۔۔ نہیں۔۔۔ اٹھا کر لایا ھوں۔۔۔۔

کیوں ؟ شاہ جی نے سوال پوچھا۔۔۔

جواب میں خاموشی تھی۔۔۔۔

اب لوگوں کی بہن بیٹیاں بھی اٹھا کر لاؤ گے تم۔۔۔۔ یہ گھٹیا اصول کب سے شامل کیا تم نے اپنے دھندے میں؟؟

وہ سگریٹ کو ہاتھوں میں مسل کر بولا۔۔۔ غلطی ھو گ ئی۔۔۔۔

غلطی۔۔۔۔۔۔ شاہ جی نے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

مجھے تو نہیں لگتا یہ غلطی تھی جس کے پیچھے تم نے دو قتل کر دی ئے وہ بھی بابر کے علاقے میں رہ کر اسی کے بندوں کا۔۔۔۔

جازب کی آنکھوں میں اب بھی غصہ جھلک رہا تھا۔۔۔ قتل کر دینے کے ہی قابل تھے وہ۔۔۔۔ تمھاری جان بھی جا سکتی تھی ناں۔۔۔۔

نہیں مار سکتے تھے وہ مجھے پہچان گ ئے تھے۔۔۔۔

ہاں بھ ئی بڑا نام ھے نا تمھارا کمانڈو جاززززززب۔۔۔۔۔۔

شاہ جی اپنا غصہ کنڑول کر کے بولا۔۔۔۔

جانتے ھواب یہ خبر اپنے پورے سر کل میں پھیلے گی کہ شاہ جی جازب سے ملکر عورتوں کا بزنز بھی کرنے لگا ھے۔۔۔۔

جازب غصے سے کھڑا ھوا۔مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔۔۔

شاہ جی نے نمل کی طرف اشارہ کیا۔۔۔اسکی بھی پرواہ نہیں۔۔۔۔

جازب نے کن اکھیوں سے نمل کو دیکھا۔۔۔۔اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

شاہ جی نمل کے پاس آیا تو وہ تھوڑا پیچھے ہٹی۔۔

دیکھو لڑکی آج سے پہلے اس نے کبھی ایسی حرکت نہیں کی۔۔۔اسے کوئی پسند آجائے تو یہ نہیں چھوڑتا یا اسے جس چیز پر غصہ ھو اسے تو بلکل نہیں چھوڑتا۔۔۔اب تم پر اسے غصہ ھے یا ۔۔۔۔۔آگے وہ خاموش ھو گیا۔۔۔۔۔

خیر شاہ جی نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا۔۔۔

تمھاری شادی ھو رہی تھی یا کسی کی شادی میں جا رہی تھی یا پھر شادی شدہ ھو؟؟

نمل غصے سے بولی۔۔۔

آپکو کیوں بتاؤں؟شادی شدہ تھی یا ھورہی تھی یا شادی کے قابل چھوڑا نہیں۔۔۔۔۔

آپ نے کرنی ھے کیا؟؟

شاہ جی کو ھنسی آگ ئی۔۔۔۔

اب سمجھ آیا وہ تمھیں کیوں اٹھا کر لایا ھے۔۔۔۔

کب سے ھو اسکے پاس۔۔۔

نمل کی آنکھوں میں آنسو آگ ئے چار دن سے۔۔۔۔

ھممم۔۔۔واپس جانا چاہتی ھو؟؟

نمل نے بچوں کیطرح ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

کون کون ھے گھر میں تمھارے؟؟ وہ قبول کر لیں گے تمھیں؟؟

گھر میں صرف میرے بابا جانی ھیں اور باپ کیلی ئے بیٹی کا وجود ناسور بھی بن جائے تو وہ اسے خود سے جدا نہیں کر سکتا۔۔۔۔

تمھارے بابا اسوقت کہاں تھے جب جازب نے تمھیں اٹھایا۔۔۔۔

وہ اسوقت نہیں تھے ورنہ کسی کی جرت نہیں تھی کہ مجھے کوئی ہاتھ بھی لگاتا۔۔۔۔

شاہ جی دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔

سامنا کر لو گی معاشرے کا۔۔۔۔

آپکے ان سب سوالات کا کوئی مطلب نہیں اب یہ سب پہلے سوچنا تھا اور معاشرے کا سامنا تو کر ہی لو نگی لیکن آپ جیسے درندوں کا نہیں کرنا چاہتی۔۔۔۔

شاہ جی اٹھا۔۔۔

تمھیں تمھارے گھر پہنچا دونگا جلد۔۔۔۔

زندہ یا مردہ۔۔؟؟؟

شاہ جی اسکے سوال پر ھنسا۔۔۔

زندہ سلامت اور باعزت پہنچو گی۔۔۔۔۔

باعزت۔۔۔۔۔ نمل نے شاہ جی کیطرف دیکھا۔۔۔ باعزت چھوڑا ھے مجھے ؟؟

کیوں جازب نے کوئی غلط حرکت کی ھے یا تمھای عزت پہ ہاتھ ڈالا ھے ؟؟۔۔۔۔

نمل ایک ایک لفظ چبا کر بولی۔۔۔

آپکے نزدیک کپڑے اتارنا ہی عزت پر ہاتھ ڈالنا ھوتا ھے ؟؟ کسی کی بیٹی کو بیاہتے لباس میں دیکھ کر اسے اپنی وحشت اور ھوس کا نشانا بنانے کیلی ئے اسکی چار دیواری سے اٹھالانا پھر اسے واپس چھوڑ دینا عزت افزائی کا کام ھے ؟؟

دیکھو لڑکی نا جازب ایسا ھے نا ھم۔۔۔ غلطی ھو گ ئی اس سے میں معافی مانگتا ھوں تم سے اور وعدہ کرتا ھوں اسی طرح گھر پہنچو گی جیسے یہاں آئی تھی۔۔۔۔

معافی مانگ کر خود کو شرمندہ مت کریں کیونکہ اب مجھے پلٹ کر کسی نے معاف نہیں کرنا۔ لہٰذا مجھ سے بھی اپنی معافی کی امید نا رکھیں۔۔۔۔۔

جہاں تک بات ھے غلطی کی تو اسکی غلطی کی سزا اب تاحیات مجھے بھگتنی ھے۔۔۔۔

اسکی باتیں سن کر شاہ جی اسکا گرویدہ ھو گیا۔۔۔۔

پھر ایک طریقہ ھے جس سے تم سزا اور معاشرے کے اٹھتے سوال دونوں ں سے نجات پالو گی۔۔۔

نمل نے سوالیہ نظروں سے شاہ جی کو دیکھا۔۔۔۔

میں تمھیں شادی کی آفر کرتا ھوں۔۔۔ تم نکاح کرو گی ؟؟؟

شاہ جی کی بات سن کر نمل بمشکل بولی۔۔۔۔ ککککیا۔۔۔۔ نکاح۔۔۔۔ شادی۔۔۔؟؟ مجھ سے پہلے کتنی لڑکیوں کی زندگی تباہ کر کے نکاح کر چکے ھیں آپ ؟؟

یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔۔۔۔

آپکو کیا لگتا ھے میں آپکی یہ بمپر آفر قبول کر لونگی؟آپ جیسے غنڈے اور سڑک چھاپ ڈکیت رہ گ ئے میرے ھمسفر بننے کیلی ئے۔۔۔۔

جن کو نا کسی کی عزت کی پرواہ ھے نا خدا کا ڈر۔۔۔۔۔

ھم سڑک چھاپ ڈکیت نہیں شاہ جی غصے سے بولا۔۔۔۔

تو پھر کیا ھیں آپ؟؟لوگوں کے رھبر یا خیر خواہ یا لچپال۔۔۔

شاہ جی کو اس نے لاجواب کر دیا۔۔۔۔وہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔اور دل ہی دل میں جازب کو کوسنے لگ گیا جسکی وجہ سے آج ایک لڑکی کے ہاتھوں وہ ذلیل ھو رہا تھا۔۔۔

جازب سے غلطی ہوئی ہے میں مانتا ہوں لیکن اس غلطی کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں اس لئے میں نے تم سے نکاح کا کہا ورنہ۔۔۔۔۔

ورنہ کیا؟؟وہ ڈھٹائی سے بولی۔۔۔۔

ورنہ یہ کہ۔۔۔۔

گھروں سے بھاگنے والی یا اغوا ھونے والی لڑکیوں کو نہ گھر والے قبول کرتے ہیں اور نہ ہی یہ معاشرہ۔۔۔۔۔

ایسی لڑکیوں کو برباد بھی آپ جیسے مرد ہی کرتے ہیں۔۔۔۔

نہیں چاہیے مجھے آپ کی غلطیوں کے ازالے اور آپ کا ترس وہ شاہ جی کے آگے ہاتھ جوڑ کر بولی۔۔۔۔

اندر داخل ھوتے عامر نے اسکی بات سن کر جواب دیا۔۔۔۔

شاہ جی اسکی اسی بک بک کی وجہ سے آج یہ ھم نامحرم مردوں کے بیچ ھے۔۔۔۔ نا یہ جازب کو چماٹ مارتی نا یہ آج یہاں ھوتی۔۔۔۔۔

شاہ جی کو حیرت کا جھٹکا لگا کیا کہا تم نے۔۔۔اس نے جازب کو تیھڑ مارا۔۔۔۔

جی نا صرف تیھڑ مارا بلکہ تھوکا بھی جازب پر۔۔۔۔

شاہ جی نے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر نمل کیطرف دیکھا۔۔۔۔

اتنی ہمت تھی اس میں۔۔۔۔

ھمت صرف اپنے گھر میں نہیں یہاں آکر بھی دکھائی اسد پر بھی اس نے حملہ کیا تھا اسکا سر پھاڑ کر۔۔۔۔

شاہ جی نے حیرت سے گہری سانس لی۔۔۔۔

تمھیں ذرا ڈر نہیں لگا کہ یہ تمھیں جان سے بھی مار سکتے تھے یا غصے میں تمھاری عزت کی دھجیاں بھی اِڑا سکتے تھے۔۔۔۔۔

شاہ جی نے اسکا حال دیکھا بکھرے ھوئے بال، گالوں پر انگلیوں کے نشان، سوجھے ھوئے ھونٹوں پر ناک سے بہتا ھوا خون جم گیا تھا۔۔اور کئی راتوں سے جاگتی اور روئی روئی آنکھیں۔۔۔اور اس پر اسکے غصے سے ابلتے جذبات۔۔۔۔

شاہ جی کو اس پر ترس آ گیا۔۔۔۔

بے وقوف لڑکی کسی مرد پر ہاتھ اٹھانے کا مطلب سمجھتی ھو۔۔۔۔۔

نمل نے سر جھکا لیا۔۔۔۔

مرد پر ہاتھ اٹھانے کا مطلب اسکے اندر کے سوئے ھوئے شیطان کو جگانا ھے۔۔۔

اور جب مرد کا شیطان جاگ جائے تو پھر بدلے کی آگ میں وہ اندھا ھو جاتا ھے اسے کچھ سجھائی یا سنائی نہیں دیتا۔۔۔

لڑکی تم نے بہت بڑی غلطی کی جانتی ھو اس اکڑ اور گھمنڈ میں تم نے صرف اپنا نقصان کیا ھے ۔۔۔۔

وہ نمل کے سامنے بیٹھ کر بولا عورت جتنی بھی باھمت اور پر اعتماد ھو وہ مرد کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔۔۔

وہ بہت نازک ھوتی ھے بلکل اس تتلی کی طرح جسے اگر ہاتھوں میں پکڑ لیا جائے تو نا صرف وہ بے رنگ ھو جاتی ھے بلکہ اڑنے کے قابل بھی نہیں رہتی۔۔۔۔۔

وہ سر جھکائے بولی میں نے پہل نہیں کی تھی بد تمیزی میں۔۔۔اس نے مجھے چھونے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔ تبھی میں نے اس پر ہاتھ اٹھایا۔۔۔۔

یہاں بھی تمھاری غلطی ھے اگر اس نے چھونے کی کوشش کی تھی تو تم اسے زبان سے بھی روک سکتی تھی نا کہ ہاتھ اٹھا کر۔۔۔اب نتیجہ دیکھو اپنے ہاتھ اٹھانے کا وہ تمھیں اٹھا کر لے آیا ھے۔۔۔

وہ شاہ جی آنکھوں میں جھانک کر بولی۔۔۔

تو کیا جازب کی غلطی نہیں یہ۔۔۔ کیا میں اسے چھونے دیتی خود کو خاموشی سے اسکے آگے تھالی میں پڑے کھانے کیطرح سجا کر پیش کرتی کہ جتنی بھوک لگی ھے اتنا کھالو باقی جو بچ گیا وہ جوٹھا کسی اور کیلیئے سہی۔۔۔

غلطی ھے جازب کی بلکہ بہت بڑی غلطی کہ وہ خود کو سنبھال نہیں سکا۔۔۔۔۔

اس نے میرے گھر میں ہی نہیں یہاں لا کر بھی میرے ساتھ نشے کی حالت میں غیر اخلاقی حرکت کرنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔

شاہ جی نے بے یقینی سے عامر کی طرف دیکھا۔۔۔

جازب اور نشے کی حالت میں۔۔۔۔۔۔

شاہ جی وہ اسکی بد تمیزی کو بھلا نہیں پا رہا تھا اور پھر اسکی ھٹ دھرمی نے کئی بار جازب کے صبر کو للکارا اسلیئے اس نے تھوڑی شراب پی لی تھی۔۔۔۔

شاہ جی نے ابرو اچکائے۔۔۔۔

افففففف لڑکی اک تمھارے پیچھے وہ شرابی بھی ھو گیا اور قاتل بھی۔۔۔۔۔۔

اتنا جنون میں نے اسمیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔۔۔

شکر کرو کہ تمھاری عزت محفوظ رہی۔۔۔۔

کیونکہ جازب کسی کام کو کرنے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ ارادہ کر لے تو پورا کر کے دکھاتا ہے ۔۔۔۔

لیکن پتہ ھے تم اس کی ایک عادت کی وجہ سے بچ گئی کہ وہ اپنی طاقت یا مردانگی خود سے کمزور انسان پر نہیں آزماتا۔۔۔۔۔

خیر جو بھی ھوا بہت غلط ہوا۔۔۔۔

لیکن اب جازب کو کوئی بد دعا مت دینا۔۔۔

کیوں ؟؟؟ نمل نے شاہ جی کو دیکھا۔۔۔۔

یہ مت بھولو کہ بابر بلوچ کے آدمیوں سے بچا کر وہ تمھارا محافظ بھی بنا۔۔۔

وہ نا ھوتا تو آج تمھاری لاش سمندر کے کنارے یا بوری بند لاش کی صورت کسی کچرے کے ڈھیر میں پڑی ملتی۔۔۔

نمل یہ سن کر خوف سے کانپ اٹھی اور با آواز رو پڑی۔۔۔۔

تم نے ھمیں غلط سمجھا۔۔۔۔

مرد مرد میں فرق ھوتا ھے۔۔۔

ھم گلیوں کے نکڑ پر بیٹھنے والے یا بازاروں میں گھومنے والے چور چکے مرد نہیں جو راہ چلتی عورتوں کو چھیڑ کر ان سے تھپڑ کھاتے یا گالیاں لیتے پھریں۔۔۔۔

شاہ جی نمل کی فطرت کو سمجھ چکا تھا۔۔۔۔

اور ایسے زانی مرد بھی ہر گز نہیں جو عورتوں کے ٹھاکر ھوں اور انکو صرف اپنے لی ئے وقتی لطف کا سامان سمجھیں۔۔۔۔۔

شاہ جی کی باتیں نمل کے دل میں اترتی گ ئی یں۔۔۔۔

اچھی لڑکی ھو تم اور باھمت بھی لیکن۔۔۔

نمل کے خاموش لب کھلے۔۔۔ لیکن کیا؟؟؟

تم زبان بہت چلاتی ھو اسے تھوڑا کنٹرول کر لو۔۔۔۔

کیونکہ انسانی جسم میں زبان واحد ایسی چیز ھے جسکا وزن تو بہت ہلکا ھوتا ھے لیکن بہت کم لوگ اسے سنبھال پاتے ھیں۔۔۔۔

اور جب یہی زبان بلاوجہ کھُلے تو بہت سی مشکلات کی وجہ بن جاتی ھے۔۔۔۔۔

نمل کے چہرے پر ندامت کے آثار دیکھ کر وہ نرمی سے بولا۔۔۔۔

میرا کام تھا تمھیں سمجھانا کہ غلط جازب ہی نہیں تم بھی ھو۔۔۔۔

خیر اللہ تمھیں اور سب کی بہن بیٹیوں کو اپنی امان میں رکھے۔۔۔۔آمین

پھر وہ عامر کیطرف پلٹا۔۔۔

لے جا یار اسے جازب کے پاس۔۔۔۔

نمل فوراً بولی۔۔۔ جازب کے پاس کیوں؟ ابھی کچھ دیر پہلے آپ نے مجھے گھر بھیجنے کا وعدہ کیا تھا۔۔۔۔

ہاں وعدہ میں نے کیا تھا اور پورا بھی کر دونگا۔۔۔ لیکن فی الحال جازب کی ناراضگی مول نہیں لے سکتا۔۔

میں تمھیں اسی کے حوالے کرتا ھوں وہ مجھ سے بہتر جانتا ھے کہ کیا کرنا ھے۔۔۔۔۔

بختی نے پوری رات اسی طرح آنکھوں میں گزار دی تھی۔۔۔۔

کون لوگ تھے یہ؟

ان کے ساتھ کب تک رہنا تھا بختی کو؟اور وہ یہاں محفوظ بھی ھو گی یا نہیں؟؟

یہ سوال وہ خود سے کر کر کے تھک گ ئی تھی۔۔۔۔۔

صبح کب کی ھو چکی تھی لیکن صبح کے اجالے کا بختی پر کوئی فرق نہیں پڑا کیونکہ اسکی قسمت میں اندھیرا ہی لکھا تھا۔۔۔روشنی کی کرنیں اسکے نصیب کی پہنچ سے کوسوں دور تھیں۔۔۔۔۔

وھیل چئیر والی عورت نے اسے پکارا۔۔۔۔

نام کیا ھے تمھارا؟؟

وہ سر اٹھا کر بولی بد بخت۔۔۔۔۔

یہ کیسا نام ھے کس نے رکھا ھے یہ نام تمھارا۔۔۔۔

میرے بخت نے۔۔۔۔۔

اچھا اٹھو منہ ہاتھ دھو کر ناشتہ کر لو تم نے رات کو بھی کچھ نہیں کھایا۔۔۔۔

بختی اپنے حلق سے ناشتہ بڑی مشکل سے اتار رہی تھی۔۔۔۔

نوری بیٹا۔۔۔۔

احمد اس معذور عورت کی طرف بڑھا اور اسکا ماتھا چوم لیا۔۔۔۔

بہت خوش لگ رہے آپ خیریت تو ہے نا۔۔۔۔

احمد نے ہاتھ میں پکڑا پرچہ اسکے سامنے رکھا اور رونے لگے۔۔۔۔

نوری تیرے آپریشن کی تاریخ مل گ ئی آج۔۔۔۔۔۔

نوری نے باپ کے ہاتھ پرچہ لے کر حیرت سے دیکھا تو چھم چھم اسکے نین برس پڑے وہ باپ سے لپٹ گ ئی۔۔۔۔

ابو ھماری دعا قبول ھو گ ئی۔۔۔۔۔اللہ نے سن لی میری التجا۔۔۔

ہاں میری بچی وہ رب چاھے تو کیا نہیں ممکن۔۔۔۔۔

دونوں باپ بیٹی کا پیار دیکھ کر بختی کے دل میں درد کی ٹیسیں اٹھیں۔۔۔۔۔کاااااش میرا بھی کوئی اپنا ھوتا میں بھی کسی کو اپنا کہہ سکتی میں بھی کسی سے لپٹ سکتی۔۔۔۔

ابو اب میں چلنے لگو نگی نا اپنے پیروں پر۔۔۔۔وہ خوشی خوشی اپنی ساکت ٹانگوں کو دیکھ کر بولی

۔۔۔۔۔

احمد نے بختی کیطرف دیکھا۔۔۔ تمھارے قدم بہت مبارک ھیں بیٹا ھمارے یہاں آتے ہی خوشیوں کی بہار لائی ھو اپنے ساتھ ۔۔۔۔۔

احمد کی بات سن کر بختی کے ہاتھ سے چائے کا پیالہ چھوٹ گیا۔۔۔۔

وہ گھبرا کر جلدی سے کانچ اٹھانے لگی۔۔۔۔

کوئی بات نہیں بیٹا گھبراؤ مت۔۔۔۔

میں کئی مہینوں سے ھسپتال کے چکر کاٹ کاٹ کہ تھک گیا۔۔۔ اسکا ایکسیڈینٹ ھوا تھا جس سے اسکی کمر کے مہرے خراب ھو گۓ ڈاکٹر نے آپریشن کا کہا جلد از جلد اور آپریشن پانچ لاکھ کا تھا میں غریب آدمی کہاں سے لاتا آپریشن نا ھونے کی وجہ سے میری بچی معذوروں کیطرح زندگی گزار رہی ھے روز گورنمنٹ کے ھسپتال جاتا ہر بار ڈاکٹر اگلے مہینے کا کہہ دیتے تھے۔۔۔ اور آج ڈاکٹر نے آپریشن کی تاریخ دے دی وہ بھی ایک ھفتے بعد۔۔۔۔

احمد نے بختی کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔

اللہ تمھارے نصیب اچھے کرے بیٹا بہت بختوں والی ھو تم۔۔۔۔۔

احمد کی بات سن کر بختی کے آنسو گالوں پر بہنے لگے اور اسکے دل سے نکلتی آوازیں صرف وہی سن سکی۔۔۔

خدا میرے جیسے بخت کسی کے نا کرے جسکے بختوں میں در در کی ٹھوکریں لکھی ھوں۔۔۔۔

پیدا ھونے سے بائی یس سال کی عمر تک یہ چوتھی چوکھٹ تھی جہاں اسے مجبوری کے نام پر لا کر پھینکا گیا تھا۔۔۔۔

نوری نے اسکا ہاتھ تھاما۔۔۔

تم بد بخت نہیں خوش بخت ھو۔۔۔

گوپال کے والد کا انتقال ھو گیا وہ اچانک اسی دن فیملی کے ساتھ سندھ روانہ ھو گیا۔۔۔۔

یہاں نوری کے آپریشن کی خبر سن کر اسکی چھوٹی بہن انعم گھر آگ ئی اور اپنی جگہ بختی کو مسز جمال کے بنگلے پر کام کیلی ئے چھوڑ آئی۔۔۔۔اور اسکے بدلے کچھ پیسے بھی وصول کر لی ئے

۔۔۔۔۔

اتنا بڑا بنگلہ بختی نے کبھی اپنے خوابوں میں بھی نہیں دیکھا تھا وہ چاروں طرف ٹکر ٹکر نگاھوں سے گھر کو تکنے لگی۔۔۔۔اتنا خوبصورت گھر دیکھ کر اسے لگا کہ جیسے وہ کسی جنت میں آ گئی ھے۔۔۔

مسز جمال نے بختی کو غور سے دیکھا کھِلتی ھوئی سنہری گندمی رنگت اس پر کالی سیاہ آنکھیں اور ان پر دراز پلکوں کی جھالر۔۔۔۔ مسز جمال کو وہ بہت پسند آئی۔۔۔۔

نام کیا ھے تمھارا؟؟؟

بختی خاموش ھو گ ئی۔۔۔ کیا کہتی اپنا پیدائی شی نام بد بخت بتاتی یا صبح کو ملنے والا نیا نام خوش بخت۔۔۔۔۔۔

نام پوچھا ھے تمھارا۔۔۔۔

وہ سہم کر بولی خنخ۔۔۔۔۔خوش بخت۔۔۔۔۔

مسز جمال مسکرائی اور کہا نام تھوڑا پرانا ہے لیکن اچھا ہے۔۔۔۔

وہ اسے بنگلے کے اندر لے گئی اور سارا کام سمجھانے لگی۔۔۔۔۔

شام ھو رہی تھی۔۔۔۔

نمل اپنے گھٹنوں پر سر رکھے گہری سوچوں میں گم تھی۔۔۔۔

بختی کی ضد سے لے کر شاہ جی کی باتوں تک سارا منظر فلم کیطرح اس کی آنکھوں کے سامنے چل رہا تھا۔۔۔اسے بختی بہت یاد آئی کہ نمل کے علاوہ اسکا پرسانِ حال کوئی نہیں تھا۔۔۔۔۔

وہ کھڑکی سے ڈھلتے سورج کو تکتی رہی۔۔۔۔

عین اسی وقت جازب نے کمرے میں داخل ہو کر اسے پکارا۔۔۔۔۔

سنو۔۔۔اپنے گھر جانا ھے تم نے؟؟؟

نمل نے سر اٹھا کر جازب کی طرف دیکھا۔۔۔

جازب کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا وہ اس کے منہ سے انکار سننے کا منتظر تھا۔۔۔۔۔

سنو۔۔۔اپنے گھر جانا ھے تم نے؟؟؟

نمل نے سر اٹھا کر جازب کی طرف دیکھا۔۔۔

جازب کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا وہ اس کے منہ سے انکار سننے کا منتظر تھا۔۔

جازب کی بات سن کر پہلے تو وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی پھر ایک دم وہ خوشی سے اچھل پڑی ۔۔۔۔

جازب اسکے چہرے پر پھیلی خوشی دیکھ کر افسردہ سا ھو گیا۔۔۔۔

لیکن اسکے اداس چہرے پر آتی بہار دیکھ کر بولا۔۔۔

چلو پھر لیکن منہ دھو کر بال سمیٹ لو۔۔۔

نمل بجلی کی سی تیزی سے اٹھی منہ دھو کر بال سلیقے سے سمیٹے جازب کے سامنے تھی۔۔۔

اب جلدی کرو پلیز۔۔۔

جازب نے ایک نظر غور سے دیکھا اسے اسکے چہرے کی چمک مانند پڑ چکی تھی جسے دیکھ کر وہ اندھا ھوا تھا یہ وہ نمل لگ ہی نہیں رہی تھی پانچ دنوں میں وہ مرجھا کر رہ گ ئی تھی اسکی تحویل میں۔۔۔۔

نمل بچوں کیطرح بے چین تھی کیا دیکھ رھے ھو جانا نہیں ھے کیا؟؟

جازب نے چپ چاپ چابیاں اٹھائی یں وہ اسکے پیچھے پیچھے چل پڑی۔۔۔۔۔

باہر لان میں شاہ جی عامر اور اسد تینوں موجود تھے۔۔۔

اری او باگڑ بلی۔۔۔۔شاہ جی کی آواز پر وہ پلٹی۔۔۔۔

معاف کر دینا ھمیں۔۔۔۔

اور سنو اگر وہاں محلے میں زیاہ پریشانی ھوئی تو کسی سے الجھنامت کیونکہ لوگ گرے ھوئے لوگوں کو اٹھاتے نہیں اکثر دفنا دیتے ھیں۔۔۔۔

دو جملوں میں شاہ جی بہت گہری بات کر گیا تھا۔۔۔۔

تم گھر تبدیل کر لینا۔۔۔

تمھارے ماتھے سے یہ بد نامی کا داغ ہٹے گا تو نہیں لیکن مانند ضرور پڑ جائے گا۔۔۔۔

اور ہاں میری بمپر رر آفر پر بھی غور کر لینا قابل قبول سمجھا تو یاد کر لینا بندہ حاضر ملے گا۔۔۔۔

شاہ جی نے مسکرا کے نمل کی آنکھوں میں جھانکا جہاں واپسی کی ذلت خاموش طوفان کی صورت تھی۔۔۔۔

میں جانتا ھوں تم بہت کچھ کہنا چاہتی ھو لیکن کہہ نہیں پا رہی۔۔۔۔

کہہ دو جو کہنا ھے نکال لو اپنی بھڑاس۔۔۔۔

وہ اپنے گالوں سے آنسو صاف کرتی بولی۔۔۔

اب کچھ نہیں کہنا مجھے۔۔۔ بلکہ سننا بہت کچھ ھے۔۔۔۔۔

اگر واپسی کے راستے تم پر بہت تنگ یا بند ھو گ ئے تو آ جانا یہاں واپس۔۔۔۔

جازب کی بات سنکر وہ طنزیہ مسکرائی۔۔۔۔۔

اس در پر کیسے واپس آؤ نگی جسکی وجہ سے مجھ پر ہر دروازہ بند ھوا۔۔۔۔۔

وہاں موجود سب کی نظریں جھک گ ئی یں۔۔۔۔۔

شاہ جی آنیوالے وقت پر نمل کو پڑنے والے طمانچوں کی گونج سن کر بولا۔۔۔۔

معافی مانگ سکتے ھیں تم سے۔۔۔۔۔ کہو تو پاؤں پڑ کر معافی مانگتے ھیں۔۔۔۔

اپنے اندر کے درد کو وہ لفظوں میں سمو کر بولی۔۔۔

آپکو میرے پیروں میں پڑنے کی ضرورت نہیں جو رسوائی کی بیڑیاں ڈال دیں میرے پیروں میں انکا بوجھ تاحیات کافی ھے میرے لی ئے۔۔۔۔

حافظ صاحب فجر کی نماز کیلیے مسجد دروازہ کھلا چھوڑ کر گ ئے اس امید پر کہ شاید وہ گھر واپس جائی یں تو نمل موجود ھو۔۔۔

ابھی بھی اپنے رب سے وہ گڑگڑا کر اپنی بیٹی کی سلامتی اور واپسی کی دعائیں مانگ رھے تھے۔۔۔

اے میرے رب اتنا نا آزما کہ میرے دعا کیلی ئے اٹھتے ہاتھ تھک جائی یں اور میں مایوسی کی چادر میں لپٹا تیرے در سے خالی ہاتھ لوٹوں۔۔۔۔۔اے رب تیری شان کے خلاف ھے یہ کہ کوئی تیرے در سے خالی لوٹے۔۔۔۔

میں نے ھمیشہ تجھ سے اپنی لو لگائی ھے تیری ہی طرف دیکھا ھے مجھے میرے گناہ کی کوئی اور سزا دے دے لیکن یہ سزا نا قابل برداشت ھے تیرے اس کمزور سے بندے کیلی ئے۔۔۔۔

حافظ صاحب کے آنسو سجدے میں گرنے سے پہلے گر پڑے۔۔۔۔۔

جازب کی گاڑی نمل کے دروازے پر آکر رکی۔۔۔۔ نمل نے بے یقینی سے اپنے گھر کو دیکھا پھر جازب کیطرف دیکھا۔۔۔۔

جو بڑی حسرت سے اسے تکے جا رہا تھا۔۔۔

اسکا دل چاہا وہ اسکا گریبان پکڑ کر دھاڑیں مار مار کر روئے کہ کیسے کریگی اب وہ سب کا سامنا کیسے یقین دلائے گی اپنی پارسائی کا۔۔۔ کیا حالت ھو گی اسکے بابا کی۔۔۔

اپنے ساتھ ہزاروں سوالوں کا بوجھ لیئے وہ گاڑی سے اتری تو ایک بیگ جازب نے اسے تھمایا

۔۔۔۔

تمھارے زیورات ھیں اسمیں۔۔۔۔

نمل بولی اسکی ضرورت نہیں مجھے۔۔۔۔

ضرورت مجھے بھی نہیں تھی لیکن اس لیئے اٹھائے تھے کہ یہ چوری کا کیس لگے۔۔۔۔۔

نمل خاموشی سے بیگ تھام کر دروازے پر دستک دینے لگی تو دروازہ کھل گیا۔۔۔

نمل نے اپنے گھر کی دہلیز پر پاؤں رکھا اور پلٹ کر جازب کیطرف دیکھا تو وہ جا چکا تھا۔۔

URDUNovelians

بختی کو مسز جمال کے گھر میں کام کرتے ہوئے آج دوسرا دن تھا بختی کے کام سے مسز جمال بہت خوش تھی۔۔۔۔۔

وہ سارا دن خاموشی سے اپنا کام کرتی اور رات کو سرونٹ کوارٹر میں جا کر سو جاتی اماں ہاجرہ کے ساتھ۔۔۔۔

اماں ہاجرہ ان کے گھر میں صفائی کا کام کرنے والی ماصی تھی۔۔۔۔۔

مسز جمال کے شوہر اور اس کے بھائی بزنز ٹور سے ملک سے باہر گئے ہوئے تھے آج انہوں نے واپس آنا تھا اور مسز جمال نے بختی سے کھانے کا اچھا خاصا انتظام کروایا۔۔۔۔۔۔

بختی اپنے کام میں مصروف جیسے ھی کچن سے باہر آئی تو اندر آتے مسز جمال کے بھائی شہیر سے ٹکرا گئی اس کے ٹکرانے پر وہ غصے سے بولا اندھی ہو تم تمہیں نظر نہیں آتا۔۔۔۔۔

بختی نے شہیر کی طرف پلکیں اٹھا کر دیکھا اور معذرت کی۔۔۔۔

شہیر نے جب اسے دیکھا تو وہ اس کی معصومیت میں گم سا ہو گیا بلا کی کشش تھی اس کے عام سے نین نقش میں۔۔۔۔۔

بختی نے اس کے گھورنے پر جلدی سے اپنا دوپٹہ درست کیا اور واپس کچن کی طرف پلٹی۔۔۔۔

وہ پیچھے سے اس کی چٹیاں دیکھتا رہا جو اس کے گھٹنوں سے نیچے تک آ رہی تھی۔۔۔۔۔

شہیر اسے ھی دیکھ رہا تھا کہ جمال کی آواز پر چونکا۔۔۔۔

صاحبزادے راستے میں کیوں کھڑے ہو۔۔۔۔

وہ سر جھٹک کر بولا کچھ نہیں بس ایسے ہی۔۔۔۔

وہ دونوں تھکے ہارے صوفے پر بیٹھے۔۔۔۔۔

جمال نے انعم کو آواز لگائی۔۔۔۔

جمال کی دوسری آواز لگانے پر بختی پانی ہاتھ میں لیئے کچن سے باہر آئی۔۔۔۔۔

جمال کی نظریں بھی پل بھر اس پر ٹک گ ئی یں۔۔۔۔

صاحب جی انعم نہیں ھے۔۔۔۔

بختی کی نازک سی آواز نے شہیر کی کانوں میں رس گھولا۔۔۔۔

تمھارا نام کیا ھے۔۔۔۔۔

بختی سوچ میں پڑ گئی کہ ہر کوئی اسی کا نام کیوں پوچھتا ھے ؟؟

شہیر کے پھر سے پوچھنے پر وہ بمشکل بولی۔۔۔۔

خوش بخت۔۔۔۔

بختی کو جمال کی مسلسل گھورتی ھوئی نظریں چھبتی ھوئی محسوس ھوئی یں کیونکہ اس کے دیکھنے کا انداز بہت عجیب تھا۔۔۔۔

مسز جمال کے آتے ہی وہ کچن میں غائب ھو گ ئی۔۔۔

حافظ صاحب مسجد سے گھر پہنچے تو دروازے پر انہیں ایک عجیب سے احساس نے گھیر لیا۔۔۔

دروازے کو چھوتے ہی انھیں نمل کا لمس اپنے ہاتھوں پر محسوس ھوا۔۔۔

انھیں یوں محسوس ھوا جیسے نمل موجود ھے۔۔۔۔

دل ہی دل میں دعا کرتے وہ آگے بڑھے تو نمل بھاگ کر انکے سینے سے لپٹ گ ئی۔۔۔۔

حافظ صاحب نے بے یقینی سے نمل کو چھوا کہ کہیں یہ انکا خیال تو نہیں۔۔۔۔۔۔

لیکن بیٹی کو خود سے لپٹتا پا کر وہ رو دی ئے۔۔۔۔

میری بچی میری جان انہوں نے اسے اپنے سینے میں چھپا لیا۔۔۔۔

باپ بیٹی کے ملن کا یہ منظر دیکھ کر آسمان بھی چھم چھم برس پڑا۔۔۔۔۔

وہ سو بار باپ کے سینے سے لگی تھی۔۔۔۔

وہ بار بار اسکا ماتھا چومتے۔۔۔۔

باپ بیٹی ایک دوسرے کو دیکھ کر تھکے نہیں تھے۔۔۔

حافظ صاحب کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنے رب کا کیسے شکر ادا کرتے۔۔۔۔

نمل کا اترا اترا چہرہ آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے پھیکی پڑتی چہرے کی رنگت دیکھ کر انکے آنسو تھم ہی نہیں رہے تھے۔۔۔۔

بھوک لگی ھے نا تمھیں۔۔۔۔۔

اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

میں لاتا ھوں ناشتہ۔۔۔

تم بدل لو یہ لباس تم پر نہیں اچھا لگ رہا۔۔۔۔

نمل سمجھ گ ئی کہ وہ ایسا کیوں کہہ رہے ھیں۔۔۔ کیونکہ اب وہ اس لباس کے قابل نہیں رہی تھی۔۔۔۔۔

حافظ صاحب ناشتہ لینے باہر گ ئے تو ھمیشہ کیطرح سب نے ہی نمل کا پوچھا۔۔۔۔

وہ خاموشی سے سبکو نظر انداز کرتے ھوئے گھر آ ئے۔۔۔۔

بابا جانی آپ مجھ سے کوئی سوال نہیں پوچھیں گے کہ میں کہاں تھی اور کیسے واپس آ ئی۔۔۔۔ کون مجھے لے گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ نمل کا ماتھا چوم کر بولے۔۔۔۔ میری بچی میں تمھارا باپ ھوں زمانہ نہیں کہ تم سے تمھاری بے گناہی کا ثبوت طلب کروں۔۔۔۔

تم سہی سلامت میرے سامنے ھو میرے لی ئے اس بڑی کوئی خوشی نہیں۔۔۔۔

دونوں نے شکرانے کے نوافل ادا کی ئے۔۔۔

جائے نماز پر بیٹھے حافظ صاحب کے شدت سے بہتے آنسو دیکھ کر بولی۔۔۔

بابا جانی۔۔۔آپکے آنسو اس خوف سے نہیں رک رھے نا کہ آپکی بیٹی اپنی عزت اپنا مان آپکا غرور اور آپکا نام سب کچھ لٹا کر واپس آئی ھے۔۔۔۔

وہ خاموش رھے۔۔۔

وہ انکے چہرے کا رخ اپنی طرف کر کے بولی۔۔۔۔

بابا جانی یہاں دیکھیں میری طرف۔۔۔۔کچھ تو پوچھیں مجھ سے میں کیسے آئی واپس کیا ھوا تھا میرے ساتھ۔۔۔۔

نہیں ھے میری سماعتوں میں اتنی ھمت کہ میں اپنی ہی بیٹی کی رسوا ھونے کی بے آبرو ھونے کی داستان سنوں۔۔۔۔۔

مر جاؤ نگا میں۔۔۔۔

ایسے تو نا کہیں بابا جانی۔۔۔۔

بے بس باپ کو دیکھ کر نمل انکے گلے سے لگ گ ئی۔۔۔۔

آپ سے کس نے کہا کہ آپکو میں بے آبرو ھونے کی داستان سناؤ نگی۔۔۔۔

بابا آپکی گڑیا محفوظ رہی آپکی دعاؤ وں سے بابا میرے لٹیرے ہی میرے محافظ نکلے۔۔۔

حافظ صاحب نے بے یقینی سے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔۔۔ کیا کہا تم نے۔۔۔۔۔

وہ انکے ہاتھ چوم کر بولی جی بابا جانی آپکی نمل بے آبرو نہیں لوٹی۔۔۔۔

وہ مجھے جسطرح باآبرو لے کر گ ئے تھے اسی طرح میرے مان سمان کے ساتھ باآبرو واپس لائے ھیں۔۔۔۔

بابا وہ لوگ برے تھے لیکن اوباش یا بدنیت نہیں تھے۔۔۔۔۔۔

حافظ صاحب اسی وقت سجدے میں گر گ ئے اور رب کے آگے ماتھا ٹیک کر اسکا شکر ادا کیا ۔۔۔۔

اے میرے رب میں نے تجھ سے جو بھی دعا مانگی جیسے مانگی تو نے قبول کی کیسے ادا کروں تیرا شکر کیسے۔۔۔۔۔۔

بختی کی ذمہ داری میں کچن تھا وہ ہر وقت کچن میں مصروف رہتی۔۔۔۔

خوش بخت۔۔۔۔

وہ جمال کے بلانے پر پلٹی تو اسکو خود سے اتنا قریب دیکھ کر بری طرح ڈری۔۔۔۔

میرے لی ئے ایک کپ چائے بنادو۔۔۔۔

جی آپ جائی یں میں بنالاتی ھوں۔۔۔۔۔

مجھے اب تم میرے ہی گھر میں حکم دو گی کچن سے باہر جانے کا۔۔۔۔۔

بختی سہم گ ئی۔۔۔۔

میری کیا اوقات کہ میں آپکو حکم دوں۔۔۔۔۔

وہ اسکے نہایت قریب ھو کر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔۔۔۔۔

یاد رکھنا اس بات کو آئی ندہ تمھارے منہ سے یہ نا

سنوں۔۔۔۔۔۔

جججج جی صاحب جی وہ رو دینے کو تھی۔۔۔۔۔

جلدی سے لاؤ چائے۔۔۔۔۔

وہ روتے روتے چائے بنانے

لگی۔۔۔۔

ماما جی آپ نے خود سے الگ کر کے مجھے کیسے لوگوں کو سونپ دیا ھے۔۔۔۔

جہاں کسی کی گندی نظروں سے بھی میں خود کو بچا نہیں سکتی۔۔۔

ماما جی ایک بابو سے تو آپ نے مجھے بچا لیا لیکن یہاں دوسرا بابو بھی ھے اس سے کون بچائے گا مجھے۔۔۔۔۔

اسکے آنسو ٹپ ٹپ ٹپکنے لگے۔۔۔ کیوں الگ کیا آپ نے مجھے خود سے۔۔۔

ماما جی میں ظلم برداشت کر لیتی تھی۔۔۔ درد زخم بھوک پیاس سب سہہ لیتی تھی لیکن یہ ھوس کی بھوک نہیں سہہ سکتی۔۔۔

وہ دل ہی دل میں گوپال کو مخاطب کر کے پھوٹ پھوٹ کر روئی۔۔۔۔

بابا جانی بختی کہاں ھے کیسی ھے وہ۔۔۔۔ اسے بلا لائیں نا۔۔۔

بیٹا وہ یہاں نہیں ھے چلی گ ئی یہاں سے۔۔۔

نمل کی جان نکل گ ئی کیا مطلب آپکا کہاں چلی گ ئی۔۔۔۔؟؟؟

گوپال کے والد کا انتقال ھو گیا تھا وہ سندھ گ ئے ھیں کب آئیں گے کچھ پتہ نہیں۔۔۔۔

بختی انکے ساتھ گ ئی ھے ؟؟؟۔ہاں شاید۔۔۔۔

لیکن بختی مجھے کافی دنوں سے نظر نہیں آئی۔۔۔ نا میرا پوچھا نا تمھارا۔۔۔۔

نمل سن کر بہت بے چین اور پریشان ھو گ ئی۔۔۔۔

نمل کی واپسی کی خبر پورے محلے میں پھیل گ ئی لوگوں نے انکے گھر آنا شروع کر دیا۔۔۔۔

حافظ صاحب سب کے سوالات سن سن کر عاجز آ چکے تھے۔۔۔

کیا ھوا آپکی بیٹی کیسے واپس آگ ئی ؟؟

بھاگ کر آئی ھے ان سے ؟؟

کیا ھوا آپکی بیٹی کے ساتھ ؟؟

اسکا تو برا حال ھو گا بیچاری اپنی عزت لٹا کر آئی ھے۔۔۔ خیر جان بچ گ ئی شکر ھے۔۔۔

لیکن عزت سے بڑھ کر تو کچھ نہیں۔۔۔

اجتماعی زیادتی کا نشانا تو نہیں بنی۔۔۔

پولیس میں رپورٹ کریں۔۔۔

پکڑوائی یں ان ظالموں کو۔۔۔

جنھوں نے نمل کا استحصال کیا۔۔۔

ایسے کتنے سوالات تھے جنکا کوئی جواب نا تھا انکے پاس۔۔۔۔۔۔

نمل کو اب یہ سب سہنا تھا۔۔۔۔

وہ جانتی تھی منہ چھپا کر نہیں بیٹھ سکتی ان سب کو جواب دینا ھوگا اسے۔۔۔

اور ان سب کی جھوٹی تسلیوں کے سکوں سے اپنی گود بھرنی ھوگی۔۔۔۔۔

السلام و علیکم حافظ صاحب۔۔۔۔

مبارک ھو آپکی بچی آگ ئی۔۔۔ محلے سے شمع اور رقیہ خالا آئی یں۔۔۔

کہاں ھے وہ بلائی یں تو ھم بھی دیکھیں کیسی ھے اب وہ۔۔۔۔

کیوں بہن دیکھنے سے کیا مطلب ھے آپکا۔۔۔۔

میری بچی کوئی نمائی ش کی چیز تو نہیں کہ سب کو دکھاتا پھروں۔۔۔۔

ارے آپ تو خوا مخواہ غصے میں آگ ئے ھم تو بچی کے سر پر ہاتھ رکھنے آئے تھے کہ کیسے وہ بے چاری زیاتی کا شکار ھوئی ھے؟؟ کیا حال کیا ھوگا ان ظالموں نے اسکا۔۔۔۔۔

حافظ صاحب کی طبیعت خراب ھو رہی تھی پہلے ہی۔۔۔

خدا کا واسطہ ھے بہن ھمارے زخموں پر نمک نا چھڑکیں۔۔۔۔

جائی یں یہاں سے۔۔۔۔

شمع بڑے اسٹائی ل سے اٹھلا کر بولی۔۔۔

واہ حافظ صاحب واہ آپ تو ایسے پیش آ رھے ھیں جیسے آپکی بیٹی کوئی ماہان کام کر کے آسکر ایوارڈ جیت کے آئی ھے۔۔۔

ھم تو آپکی ھمدردی کیلی ئے۔۔۔۔۔

وہ شمع کی بات کاٹ کر بلند آواز میں بولے چلیں جائی یں یہاں سے نہیں چاھی ئے ھمیں آپکی ھمدردی۔۔۔۔۔۔

رقیہ کیوں پیچھے رہتی لپک کر بولی۔۔۔اپنی عزت تو مٹی میں مل کر پلید ھو گ ئی ھے ھماری تو نا کریں۔۔۔۔

انکی باتیں سن کر نمل نماز ادھوری چھوڑ کر باہر آئی۔۔۔۔

نمل کو دیکھ کر وہ مسکرائی کیسی ھو نمل بیٹا ھائے رنگ دیکھو بچی کا مرجھا کر رہ گ ئی ھے ۔۔۔۔

دوسری بولی۔۔۔ظاہر ھے عورت کے پاس عزت کے سوا ہوتا ہی کیا ہے جب عزت ہی نہ رہی تو پھر جینے کے قابل ہی نہیں رہتی عورت۔۔۔۔۔

چچچچچ۔۔۔۔ شمع ترس کھا کر بولی کیا کیا ہوا تھا بیٹی تیرے ساتھ کیا کیا انہوں نے کتنے لوگ تھے کہاں لے گ ئے اور پھر واپس کیسے چھوڑ

گئے۔۔۔۔۔۔

نمل نے کرسی پر گرتے باپ کیطرف حاموشی سے دیکھا

نسیمہ خالا بھی آگ ئی۔۔۔۔

کیا بتائے اپنی بربادی کا قصہ وہ بچی اپنی منہ سے۔۔۔

کیسے کیسے انہوں نے استعمال کیا اور پھر چھوڑ دیا نا جانے کتنے مردوں کے ہاتھوں۔۔۔۔۔

نمل کی برداشت جواب دے گ ئی۔۔۔۔

نمل چلا کر بولی بس کر دیں خدا کا واسطہ ہے اپنے لفظوں کے تیر چلانا بند کر دیں شرم نہیں آتی آپ لوگوں کو کوئی برباد ہوا یا آباد آپ کو اس سے فرق نہیں پڑتا بس آپکو چسکے لگانے کیلی ئے لوگوں کی رام کہانیاں سننی ھوتی ھیں آپ کی اپنی بھی بیٹیاں ہیں کل کو آگے پیچھے ہوئیں تو ان سے پوچھنا کہ کیا کیا ہوا ان کے ساتھ کس نے ان کا آنچل چھینا کتنے ہاتھوں نے ان کے بدن کو چھوا اور کس کس نے انکو نوچا۔۔۔۔ مجھے تو اللہ نے اپنی امان میں رکھا اللہ نا کرے کل کو آپ کی بہن بیٹیوں پر یہ وقت آیا تو ان سے ضرور پوچھنا یہ سب شاید وہ اپنی عزت کے چیتھڑے اڑانے والوں کو گنتی کر سکیں۔۔۔۔۔۔

شمع بلند آواز میں محلے کو سنا کر بولی خبر دار جو ھماری بہن بیٹیوں کو اپنی بد ختی میں شامل کیا یا انکا نام بھی لیا۔۔۔۔۔

ہم تو آئے تھے تم پر ترس کھا کر۔۔۔۔۔

کیوں آئے ھو آپ لوگ میرے ساتھ ہمدردی جتانے مجھ پر ترس کھانے میں نے آپ کو دعوت نامے بھیجے تھے اپنے گھر آنے کے لئے لیے۔۔۔۔۔

اپنے ھمدردیاں اور چاپلوسیاں اپنے آنیوالے وقت کیلئے سنبھال کر رکھیں۔۔۔۔۔۔

تم تو اپنی عزت لٹا کر بھی آسمان سے باتیں کر رہی ھو لگتا ھے کسی عاشق کے ہاتھوں اپنی من مرضی پوری کر کے آئی ھو۔۔۔۔۔

نمل زخمی شیرنی کیطرح دھاڑی بکواس بند کریں اپنی اور نکلیں میرے گھر سے اس سے پہلے کہ میں سارے لحاظ بھول جاؤں۔۔۔۔

اور خبردار جو دوبارہ میرے گھر کیطرف دیکھا بھی۔۔۔۔۔

وہ کانوں کو ہاتھ لگا کر جانے لگیں۔۔۔۔

توبہ توبہ اتنی بدلحاظ ھے یہ لڑکی اسی لئے اسکے ساتھ ایسا ھوا۔۔۔۔

گز بھر لمبی زبان ھے۔۔۔۔

جاتے جاتے بھی وہ اس پر جملے کس کر گئیں۔۔۔۔۔

نمل دروازہ بند کر کے بولی شکر ھے گز بھر لمبی زبان ھے لیکن آپکی طرح زہریلی زبان نہیں جو دوسروں کی زندگی میں زہر گھولے۔۔۔۔

حافظ صاحب نمل کا یہ روپ اور پاگل پن دیکھ کر مذید پریشان ھوگئے۔۔۔۔۔

جازب صوفے پر سر ٹکائے سگریٹ پر سگریٹ پیتا رہا۔۔۔۔

اسد نے اندر آکر اسکے ہاتھ سے سگریٹ کا پاکٹ چھینا۔۔۔۔

بس کر یار دیوداس نا بن تیری پارو نہیں تھی وہ۔۔۔۔۔

جازب افسردگی سے بولا

یار میں نے اسکے ساتھ اچھا نہیں کیا۔۔۔۔

نا جانے وہ کن حالات سے گزر رہی ھوگی۔۔۔۔کیسے کیسے لوگ اس پر انگلیاں اٹھا رہے ھونگے۔۔۔

یہ سب پہلے سوچتا اب کوئی فائدہ نہیں جو ھونا تھا سو ھو گیا۔۔۔

اور ویسے بھی یار وہ کوئی ڈرپوک سی لڑکی نہیں اپنی دفاع کرنا اچھے سے جانتی ھے۔۔۔۔۔

مضبوط ارادوں کی بہادر لڑکی ھے ڈٹ کر مقابلہ کرلے گی لوگوں کا۔۔۔۔

جازب ناک سے سگریٹ کا دھواں نکال کر بولا۔۔۔

یار جتنی بھی بہادر ھو لیکن ھے تو عورت ذات جس کی عزت کانچ کی طرح نازک ھوتی ھے ہلکی سی ٹھیس سے ٹوٹ کر بکھر جاتی ھے۔۔۔۔

وقت ہر زخم کو بھر دیتا ھے تو زیادہ غمگیں نا ھو یار چل اٹھ شاہ جی کیطرف چلتے ھیں۔۔۔۔

یار مجھے اسکا آخری بار کا دیکھنا نہیں بھولتا۔۔۔

اسکی آنکھوں میں جو درد تھا وہ مجھے میرے دل میں محسوس ھوتا ھے اب۔۔۔۔۔۔

کہیں مجھے اس بے گناہ کی بددعا نا لگ جائے۔۔۔۔

اسد نے اسے بہلایا

چھوڑ نا یار تجھے اپنی غلطی کا احساس ھو گیا اس سے بڑی کیا بات ھو گی۔۔۔۔

چل اٹھ وہ اسے زبردستی لے گیا۔۔۔۔

شاہ جی جازب کو دیکھ کر بگل گیر ھوا۔۔۔

شکر ھے تو بھی اپنے کھڈے سے باہر آیا ورنہ مجھے لگا کہ تو بیوہ ھونے کی عدت پوری کر کے نکلے گا۔۔۔

سب ساتھی موجود تھے وہاں ھنس پڑے سب۔۔۔۔

شاہ جی اسے اداس دیکھ کر گنگنایا۔۔۔۔

یارو سب دعا کرو۔۔۔۔

مل کے فریاد کرو۔۔۔۔

دل جو چرا گیا ھے۔۔۔

اسے آباد کرو۔۔۔

تجھے دیکھا سانسیں مجھے آتی اب کم۔۔۔

درپنِ روپ سے نکلے نادم۔۔۔

دل گیا میں بھی گیا۔۔۔

لے گیا صنم۔۔۔۔۔

ہر اک لمحہ خیال اسکا۔۔۔۔

دل نے اٹھایا ھے سوال اسکا۔۔۔۔۔

آگے شاہ جی نے بول بدلے

دل گیا یہ۔۔۔۔۔ بھی گیا۔۔۔۔۔

شاہ جی کا انداز ایسا تھا کہ

جازب کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گ ئی۔۔۔۔

ھفتہ پورا گزر گیا تھا ابھی تک گھر گھر میں نمل کی باتیں ھو رہی تھیں۔۔۔

لیکن کوئی نمل کے گھر نا گیا سب ملکر انھیں یہاں سے نکالنے کے پلان بنا رھے تھے کہ اسکی وجہ سے پورا محلّہ بد نام ھو رھا ھے۔۔۔ محلے میں سب کے گھر بچیاں ھیں۔۔۔ نمل کا برا اثر انکی بچیوں پر بھی پڑ سکتا تھا۔۔۔۔

نمل صحن میں کھلے آسمان تلے لیٹی جازب کو یاد کرنے لگی۔۔

دیکھو آکر تمھارے ہاتھوں کیا حال ھو رہا ھے میرا۔۔۔

تم نے واقعی مجھے جینے کے قابل نہیں چھوڑا۔۔۔

ابھی تو یہ محلے والے تھے۔۔۔

ولی آیا تو نا جانے مجھے کیا کچھ مذید برداشت کرنا

ھو گا۔۔۔۔

کیونکہ میں اسکی ھونے والی منکوحہ تھی۔۔۔

تم نے تو مجھے کسی قابل نہیں چھوڑا۔۔۔

اسکے آنسو کن پٹیوں سے بہتے ھوئے تکیے میں جذب ھونے لگے۔۔۔۔

ولی ماں کے ساتھ اسلام آباد گیا ھوا تھا اسے خبر مل چکی تھی کہ نمل آچکی ھے۔۔۔۔

اس نے کراچی آکر ملاقات کا کہہ دیا تھا۔۔۔۔۔۔

اور کل اس نے کراچی آنا تھا۔۔۔

نمل سوچ سوچ کر ہلکان ھو رہی تھی کہ اب وہ کن الفاظ میں اپنی بھڑاس نکالے گا۔۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ وہ اسے اب قبول نہیں کریگا۔۔۔۔

لیکن دو سال وہ اسکے نام پر بیٹھی تھی۔۔۔

نمل ولی کو بہت پسند تھی۔۔۔۔۔وہ دونوں آپس میں اتنے کلوز نہیں تھے نا روز مرہ کے رابطے تھے بس کبھی کبھار وہ گھر آتا تو ملاقات اور بات چیت ھو جاتی تھی۔۔۔۔

بختی جمال کی حرکتوں سے بہت پریشان تھی اسے جب موقعہ ملتا وہ اسکے قریب آنے کی کوشش کرتا۔۔۔۔۔

دوسری طرف شہیر تھا جسے وہ پسند آگ ئی تھی وہ بھی بہانے بہانے سے اسکے آس پاس منڈلاتا رہتا۔۔۔۔

مسز جمال نے نوٹ کر لی یہ بات اور بنا اسے کچھ کہے اپنی دوست زارا کے پاس لاھور بھجوا دیا۔۔۔۔

بختی نے جانے سے پہلے ایک بار گوپال سے ملنے کا کہا۔۔۔۔

مسز جمال نے اسے بتایا کہ وہ یہاں سے جا چکے ھیں۔۔۔۔۔

بختی لاھور میں اب زارا کے گھر موجود تھی۔۔۔۔

بختی سہمی سہمی ڈری ایک ہی کمرے میں بیٹھی رہی۔۔۔۔

ماما جی کیا کیا آپ نے میرے ساتھ۔۔۔۔۔

اگر خود سے جدا کر کے اسطرح راستے میں پھینک دینا تھا تو مجھے پالا کیوں تھا۔۔۔۔

اب میں کیسے بتاؤں آپکو ماما جی یہاں تو ہر بندہ بابو ھے۔۔۔۔

میں آپکے ہاتھوں میں محفوظ تھی نا آپ نے تو مجھے راستے کا پتھر بنا دیا۔۔۔۔

وہ بہت روئی رو رو کر ہلکان ھو گ ئی۔۔۔۔۔

وہ اپنی قسمت سے گلہ کرنے کے بھی لائی ق نا رہی اب۔۔۔

کسی بے زبان جانور کیطرح اِدھر سے اُدھر اسکے کھونٹے اسکے نام کیطرح بدلتے رھے۔۔۔۔

دوپہر کا وقت تھا نمل سو رہی تھی۔۔۔

کسی عورت کی آواز سے اسکی آنکھ کھلی۔۔۔۔

باہر آکر دیکھا تو ولی کی ماں تھی۔۔۔

انکو سلام کر کے وہ بیٹھی۔۔۔

کیسی ھو اب۔۔

ٹھیک ھوں آپ کیسی ھیں۔۔۔۔

ٹھیک نہیں ھوں بس پریشان ھوں بہت۔۔۔۔

خیریت کیا ھوا؟؟

ھونا کیا ھے بیٹا۔۔۔جو

تمھارے ساتھ ھوا بہت افسوس ھوا ھمیں۔۔۔۔

لیکن ھمارے ساتھ بھی بہت برا ھوا ھم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رھے لوگ طرح طرح کی باتیں بنا رھے ھیں۔۔۔ ھوسپٹل سے ولی کو جاب بھی چھوڑنی پڑ گ ئی وہاں تک بات پھیل گ ئی ساری تمھارے گڈنیپ ھونے کی۔۔۔

اللہ گواہ ھے ھم نے کسی سے ذکر تک نہیں کیا۔۔۔۔۔

نمل خاموشی سے سنتی رہی۔۔۔

میں یہاں یہ نہیں پوچھنے آئی کہ تمھارے ساتھ کیا ھوا اور کیوں ھوا۔۔۔۔

پھر کس کام سے آئی ھیں آپ نمل نے انکے شرمندہ ھوتے چہرے کیطرف دیکھا۔۔۔۔

میرا بیٹا تمھارے پیچھے پاگل ھے لیکن میں پاگل نہیں۔۔۔۔

پہلے تو میں اسکی ضد مان کر یہاں آگ ئی تھی تم سے رشتہ جوڑنے۔۔۔۔

لیکن اب۔۔۔۔۔۔

اسکا جملہ آگے نمل نے پورا

کیا۔۔۔

لیکن اب آپ رشتہ توڑنے آئی ھیں۔۔۔۔

وہ سر جھکا کر بولی۔۔۔

تم سمجھ دار ھو نمل میں بہو کے نام پر اتنی بڑی بدنامی اپنے اکلوتے بیٹے کے سر نہیں لے سکتی

۔۔۔۔

ھمارا اک نام اک مقام ھے سرکل میں۔۔۔۔۔

نمل ان سے کچھ نا بولی۔۔۔

چپ چاپ اٹھی اور سارا زیور اور نکاح کا جوڑا لا کر انکی گود میں رکھ دیا۔۔۔۔۔

میں سمجھ گ ئی آپکی بات۔۔۔

آپ بے فکر رھیں آپکا نام نہیں ھوگا بدنام۔۔۔۔

وہ زیور اٹھا کر سائی ڈ پر رکھ کر اٹھیں۔۔۔ یہ رکھ لو تم ھمیں انکی ضرورت نہیں۔۔۔۔

میں نہیں رکھ سکتی انٹی یہ اب۔۔۔۔ بہت بوجھ ھے انکا میں نہیں اٹھا سکتی اور نا میں انکے قابل

ھوں۔۔۔

بہت قیمتی ھیں یہ زیورات آپکی عزت کیطرح۔۔۔ مجھ جیسی بے عزت اور بدنام لڑکی کے کسی

کام کے نہیں یہ۔۔۔

نمل نے آنسو حلق میں اتارے۔۔۔

وہ اسے دیکھ کر بولی مجبور ھوں میں بہت معاف کر دینا مجھے۔۔۔۔

آپ معافی کیوں مانگ رہی ھیں آپ گنہگار تو نہیں میری طرح۔۔۔۔۔۔

وہ بمشکل بولیں۔۔۔اللہ تمھارے نصیب اچھے کرے۔۔۔

دعا میں یاد رکھنا۔۔۔۔

جی ضرور میری یہی دعا ھے کہ آپ کو دوبارہ کبھی مجبور نا ھونا پڑے۔۔۔۔

حافظ صاحب خاموشی سے بیٹی کا صبر اور حوصلہ دیکھتے رھے۔۔۔۔

ولی کی ماں کو گئے ابھی دو دن ہی گزرے تھے کہ ولی آگیا۔۔۔۔

ولی کو دیکھ کر حافظ صاحب خوشی سے نمل کے پاس آئے بیٹا ولی آیا ھے تم سے ملنے۔۔۔۔

آپ جائیں بابا میں آتی ھوں۔۔۔۔

وہ دوپٹہ سر پر اوڑھے اٹھی۔۔۔چل نمل ایک اور عدالت لگنے والی ھے۔۔۔۔

ڈرائنگ روم میں آکر اس نے ولی کو سلام کیا

حافظ صاحب ولی کے کہنے پر ان دونوں کو اکیلا چھوڑ کر باہر چلے گئے۔۔۔

ولی نے سلام کا جواب دیا۔

سرمئی کلر کے لباس میں وہ بے انتہا خوبصورت لگ رہی

تھی۔۔۔۔

کیسی ھو۔۔۔

وہ اسے دیکھ کر بولی کیسی ھو سکتی ھوں۔۔۔۔

امی آئی تھیں یہاں مجھے انکل نے بتایا۔۔۔۔

نمل خاموش رہی۔۔۔ ولی بھی چپ تھا۔۔۔

آپکا آنا کیسے ھوا؟اس نے ولی اور اپنے بیچ کی خاموشی توڑی۔۔۔۔۔

امی نے یقیناً رشتہ ختم کرنے کی بات کی ھو گی۔۔۔

لیکن میں نہیں توڑنا چاھتا تم سے رشتہ۔۔۔۔۔

میں تم سے نکاح کرنے کو تیار ھوں۔۔۔۔

نمل نی حیرت سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

لیکن تمھیں مجھے سچ سچ بتانا ھو گا سب۔۔۔۔

کونسا سچ؟؟؟

یہی کہ تم۔۔۔۔آگے وہ خاموش ھو گیا۔۔۔

بات پوری کریں اپنی کونسی سچائی جاننا چاھتے ھیں آپ۔۔۔۔

دیکھو میری بات کا برامت منانا بس اتنا سچ بتادو کہ تمھارے ساتھ وہ کس حد تک بڑھے اور کتنے دن تمھیں اپنے ساتھ رکھا۔۔۔۔۔

نمل سپاٹ لہجے میں بولی یہ سوال نہیں پوچھیں گے کہ کتنے مردوں نے چھوااور کہاں کہاں اور کیسے کیسے چھوا۔۔۔

ولی نے حیرانگی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

سچ سننے کا حوصلہ ھے آپ میں۔۔۔

ہاں ھے اسلیئے جاننا چاھتا ھوں سب۔۔۔۔

تو سنو ولی صاحب پھر۔۔۔ مجھے جو اٹھا کر لے گیا تھا اس نے میرا انگ انگ چھوا ھے سر سے پاؤں تک۔۔۔۔

لیکن کسی اور کو دیکھنے تک نہیں دیا۔۔ بلکہ میری طرف ہاتھ بڑھانے والوں کو قتل بھی کر دیا میری آنکھوں کے سامنے۔۔۔۔۔

اور اپنے ساتھ مجھے پانچ دن رکھا ایک پل بھی مجھے نظروں سے اوجھل نہیں ھونے دیا۔۔۔

ولی صاحب اس نے مجھے آپ جیسے عزت دار شخص کے قابل نہیں چھوڑا۔۔۔۔

ولی کا سر جھک گیا۔۔۔

میرا سچ آپ سن سکتے ھیں لیکن قبول نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔

اسکا مطلب ھے اس نے تمھارا استحصال ایک بار نہیں بار بار کیا۔۔۔

نمل کھڑی ھوئی ہاں شاید۔۔۔۔۔

اب بولیں قبول ھوں میں آپکو۔۔۔۔

ولی خاموشی سے تکنے لگا اسے۔۔۔

بولیں اب سچ سن کر چپ کیوں ھو گئے۔۔۔۔۔

نمل اتنا سچ تو نا بتاتی کہ میں۔۔۔۔۔

ابھی بھی پورا سچ نہیں بتایا میں نے آپکو۔۔۔۔

وہ کرخت لہجے میں بولی یہ تو بس ٹریلر تھا جس سے آپ شرما گئے پکچر ابھی باقی ھے۔۔۔

نمل کی بات سن کر اسکے ماتھے پر پسینہ آ گیا۔۔۔۔

اتنا شرمندہ نا کرو بس میری تسلی کی خاطر ایک بار میڈیکل چیک اپ کروالو۔۔۔۔

نمل اسکے قریب آ کر کھڑی ھوئی۔۔۔۔

کس بات کی تسلی کس بات کا چیک اپ۔۔۔

تم سمجھدار ھو سمجھ سکتی ھو کیا کہنا چاہ رہا ھوں میں۔۔۔۔۔

نمل کا چہرہ غصے سے لال ھو گیا۔۔۔۔

یعنی آپ اس بات کی تسلی کرنا چاھتے ھیں کہ کہیں میری کوکھ میں کسی کا گناہ تو نہیں پل رھا ۔۔۔۔۔

رپورٹ نگیٹو ھوئی تو نکاح کرنے کا سوچیں گے۔۔۔اور اگر پوزیٹیو ھوئی تو معذرت کر لیں گے۔۔۔۔۔۔

نمل کی اتنی سٹریٹ فارورڈ بات کرنے سے وہ پسینے پسینے ھو گیا۔۔۔۔۔

معذرت تو میں چاہتی ھوں آپ سے کہ آپ میرے قابل نہیں ھیں۔۔۔۔۔۔

نکاح اس لڑکی سے کرنا جو آپکے ہاتھ میں اپنے باحیا ھونے کا سرٹیفکیٹ دے سکے۔۔۔ میں تو آپکی تسلی کیلئے آپکو اپنی بے حیائی کا بھی ثبوت نہیں دے سکتی۔۔۔۔۔۔

تم مجھے غلط سمجھ رہی ھو۔۔۔۔

مسٹر ولی غلط انسان دوسروں کو بھی غلط ہی سمجھ سکتا ھے نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ھے پھر ھم اس رشتے کو ختم ہی سمجھیں۔۔۔

جی بلکل ویسے بھی میں اس رشتے کو اب رشتہ سمجھتی ہی نہیں حتی کے انسانیت کا بھی نہیں۔۔۔۔۔۔

ولی نے اسکی باتیں سن کر وہاں سے جانے میں ہی عافیت سمجھی۔۔۔۔۔

صحن سے گزرتے ھوئے حافظ صاحب نے اسے روکا۔۔۔

کہاں جارھے ھو بیٹا۔۔۔

ولی رکا۔۔

جانے دیں انکو بابا جانی کچھ لوگ زندگی میں آتے ہی جانے کیلئے ھیں۔۔۔

حافظ صاحب فکر مندی سے بولے کیا ھوا کیا کہا ھے تم نے ولی سے۔۔۔۔۔

کچھ نہیں کہا بابا میں نے بس انکو کچھ سرٹیفیکیٹ درکار تھے مجھ سے جو میرے پاس نہیں ملے اس لئے جارھے ھیں۔۔۔۔۔

ایسے کیسے جاسکتے ھو تم ولی رکو تو۔۔۔حافظ صاحب اسکی طرف بڑھے۔۔۔۔۔

بابا جانی مت روکیں انکو۔۔۔ ھم انکے قابل نہیں۔۔۔۔

یہ اس دیس کے مکیں تھیں جہاں لوگ صداقت کے امین ہو کر بھی صداقت کے اظہار سے ڈرتے تھیں۔۔۔انکے یہاں رسم و رواج کے مطابق شادی سے پہلے بے گناہ کو اپنے گناہ کا اور گنہگار کو اپنی بے گناہی کا ثبوت دینا پڑتا تھے۔۔۔۔

ولی نے پلٹ کر اسے دیکھا۔۔۔۔

وہ آنکھوں میں آنسوؤں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر روکے کھڑی تھی۔۔۔۔۔

ولی سے دیکھا نا گیا۔۔۔۔

اور وہ بھی چلا گیا۔۔۔۔۔

زارا کا اپنا پارلر تھا وہ اپنی چھ سالہ بیٹی کے ساتھ اکیلی رہتی تھی اب بختی بھی انکے ساتھ رہنے لگی۔۔۔۔۔

یہاں کسی مرد کو نا پا کر بختی کچھ حد تک پر سکون تھی۔۔۔۔

زارا اسے پارلر بھی ساتھ لے جانے لگی۔۔۔

زارا کا پارلر بہت بڑی سوسائٹی میں تھا۔۔۔۔

زارا کے پارلر آ کر اسے دنیا ہی اور لگی۔۔۔۔

زارا کا گھر مسز جمال کیطرح بہت بڑا نہیں تھا لیکن خوبصورت بہت تھا۔۔۔۔

بختی اسکا گھر بھی سنبھالتی اور زارا کی بیٹی بھی۔۔۔۔

بختی۔۔۔۔۔زارا نے بختی کو پکارا

جی آپی۔۔۔۔

میرے ساتھ شادی پر جانا ھے تم نے جلدی سے یہ ڈریس پہنو اور تیار ھو جاؤ۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں سرخ ہلکے سے کام والی فراق میں وہ زارا کے سامنے تھی۔۔۔۔

پل بھر زارا اسکے کندنی حسن کو دیکھتی رہ گ ئی۔۔۔

پھر ہلکا پلکا اسے میک اپ کر کے ساتھ لے گ ئی۔۔۔۔۔

شادی سے جلدی واپس لوٹی وہ کیونکہ اسے پارلر میں کچھ کام تھا وہ بختی کو گھر کے پاس اتار کر خود چلی گ ئی۔۔۔۔

موسم کافی خراب تھا۔۔۔۔

شام سے مسلسل بارش ھو رہی تھی۔۔۔۔

نرگس بہت فکر مند تھی عضد کیلی ئے جواب تک گھر نہیں پہنچا تھا۔۔۔۔

فون بھی اسکا بند جا رہا تھا۔۔۔۔

بارش کچھ تھمی تو نرگس لان میں آکر عضد کے انتظار میں ٹہلنے لگی۔۔۔۔رات کے بارہ بج رھے تھے۔۔۔۔

باہر جیسے ہی ہارن بجا نرگس نے بھاگتے ھوئے دروازہ کھولا۔۔۔

عضد گاڑی اندر لا کر باہر نکلا تو نرگس اسے دیکھ کر مذید پریشان ھو گ ئی۔۔۔۔۔

شرٹ پھٹی ھوئی بال بکھرے ھوئے اور پینٹ پر خون دیکھ کر وہ حیرانی سے بولی۔۔۔۔

عضد میرے بچے کیا ھوا۔۔۔یہ کیا حالت بنا رکھی ھے۔۔۔

اور یہ خون کیسا تمھاری پینٹ پر۔۔۔۔۔

امی سانس تو لے لیں ایک ہی سانس میں اتنے سوال پوچھ لی ئے۔۔۔۔

وہ فکر مند ھوتے بولی۔۔۔

مجھے بتاؤ تو سہی ھوا کیا ھے۔۔۔۔

وہ اندر جاتے ھوئے بولا۔۔۔

کچھ نہیں لڑائی ھوگ ئی کسی سے۔۔۔۔

کس سے لڑے ھو تم اور کہاں کہاں لگی چوٹ وہ اسے دیکھنے لگیں۔۔۔

ہاتھ پر ناخن اور چاک کے نشان بھی تھے۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ پوچھتیں۔۔۔

باہر کتے کے بھوکنے کی آواز کے ساتھ ساتھ کسی لڑکی کے چیخنے کی آواز بھی آئی۔۔۔۔

وہ دونوں جلدی سے باہر گ ئے تو کتا گاڑی پر لپکا بھونک رہا تھا عضد نے اسے پیچھے ہٹایا اور جیسے ہی گاڑی کا دروازہ کھولا تو چادر میں لپٹی ایک لڑکی اسکے قدموں میں آ گری۔۔۔۔۔۔

عضد نے کتے کو پیچھے ہٹایا اور جیسے ہی گاڑی کا دروازہ کھولا تو چادر میں لپٹی ہوئی لڑکی اس کے قدموں میں آ گری *عضد*اور نرگس دونوں لڑکی کو دیکھ کر حیرت میں پڑ گ ئے۔۔۔۔

کتے کے مسلسل بھونکنے پر لڑکی بری طرح سے ڈری اور نرگس کے پیچھے جا چھپی۔۔۔۔

عضد نے کتے کو چپ کروایا۔۔۔۔

نرگس نے بازو سے پکڑ کر اسے اپنے سامنے کیا اور پوچھا کون ہو تم؟؟؟

عضد نے بھی حیرانی سے اسے دیکھا اور کہا کون ہو تم؟؟

اور کیا کر رہی ہو میری گاڑی میں؟؟

آئی کیسے تم میری گاڑی میں۔۔۔اتنے میں بارش ایک دم سے دوبارہ تیز شروع ھو گ ئی۔۔۔۔

نرگس نے لڑکی کی طرف دیکھا اس کی حالت بہت ہی ناساز تھی اور وہ خوف کے مارے کانپ رہی تھی۔۔۔۔

نرگس اسے اندر لے گئی اور بٹھایا۔۔۔۔

وہ اس قدر ڈری اور سہمی ہوئی تھی کہ اس نے نرگس کے ہاتھ پوری مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔

اور مسلسل رو رہی تھی۔۔۔۔

عضد بھی اسے دیکھ کر حیران تھا بہت لیکن خاموش تھا۔۔۔۔

نرگس نے جیسے ہی اس کی چادر اتاری اور اسے دیکھا تو وہ پھٹے ہوئے کپڑوں میں بہت بری حالت میں تھی چہرے پر بھی زخموں کے نشان تھے اور دانتوں کے نشان گردن پر دیکھ کر نرگس کے ہوش اڑ گئے۔۔۔۔

نرگس نے بے یقینی سے عضد کیطرف دیکھا۔۔۔۔۔

نرگس کے اسطرح دیکھنے پر وہ اپنی جگہ پر شدر رہ گیا۔۔۔۔

وہ نرگس سے پہلے ہی فوراً بول پڑا مجھے کیوں آپ ایسے دیکھ رہی ہیں میں نہیں جانتا اس لڑکی کو کون ہے یہ۔۔۔۔۔۔

پوچھیں اس سے۔۔۔۔

نرگس تو اس لڑکی کی حالت اور پھر عضد کی حالت دیکھ کر شک میں پڑ گئی کہ کیا ہوا ہے؟؟

عضد بھی زخمی ہے اور اس لڑکی کی بھی حالت ٹھیک نہیں۔۔۔۔

نرگس کی نظروں میں مسلسل شک دیکھ کر وہ لڑکی کی طرف بڑھا اور بازوؤں سے اسے جھنجھوڑ کر کھڑا کیا بتاؤ کون ہو تم؟؟

وہ اتنی ڈری ہوئی تھی کہ اس نے عضد کو پیچھے دھکا دیا خدا کا واسطہ ھے مت چھوو مجھے۔۔۔۔۔

مجھ سے دور رہو۔۔۔

نرگس بہت بری طرح سے پریشان ہو گئی اس لڑکی کا رد عمل دیکھ کر۔۔۔۔۔

عضد ماں کو دیکھ کر گھبرا کر بولا امی مجھے نہیں پتا کون ہے یہ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔

نرگس غصے سے بولی اگر تم نے کچھ نہیں کیا تو تم تھوڑی دیر خاموش نہیں رہ سکتے۔۔۔۔۔

نرگس نے پہلے اس لڑکی کو پانی پلایا لیکن وہ پانی نہیں پی رہی تھی اور مسلسل ہچکیوں سے روئے جارہی تھی۔۔۔۔۔

نرگس نے پریشانی سے پوچھا بیٹا کون ہو تم کیا نام ہے تمہارا کہاں سے آئی ہو اور کس نے کی ہے یہ تمہاری حالت کیا ہوا ہے تمہارے ساتھ کچھ بتاؤں گی۔۔۔۔

وہ کیا بتاتی اتنی تکلیف میں رونے کے علاوہ اس کے پاس اور کوئی جواب نہیں تھا۔۔۔۔

اس نے بمشکل صرف اتنا کہا آنٹی اس وقت میں بہت تکلیف میں ہوں خدا کا واسطہ ہے مجھے بچالیں میری مدد کر دیں۔۔۔۔وہ ہاتھ جوڑ کر سسکیاں لے رہی تھی۔۔۔۔

عضد پریشانی سے ہڑبڑا کر بولا امی اس کی باتوں میں نہیں آنا پتہ نہیں کون ہے؟

کہاں سے اٹھ کر آئی ہے؟

ایسا ناھو ہمارے گھر کا صفایا کر دے۔۔۔۔

کہیں اس نے پولیس بلوالی تو کیا کریں گے ہم۔۔۔

اسے گھر سے نکالیں اسی وقت۔۔۔۔

عضد کی بات سن کر وہ نرگس کے پاؤں پڑ گئی۔۔۔

خدا کا واسطہ ہے آپ کی بھی تو بیٹی ہو گی۔۔۔

مجھے گھر سے اسوقت نا نکالیں۔۔۔۔

میں کسی چوری کے ارادے سے نہیں آئی۔۔۔۔

نرگس کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہتی اور کیا کرتی اس کے تو ہاتھ پاؤں پھول گئے۔۔۔۔۔

امی اسکی بات کیوں سن رہی ھیں آپ۔۔۔۔

تم چپ رہو پوچھ لوں گی میں کون ہے یا تم جاؤ اپنے کمرے میں۔۔۔۔

عضد کے ڈھیٹ بنے کھڑے رہنے پر نرگس پھر بولی چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔۔

امی یہ جھوٹ بولے گی۔۔۔

تمھیں کیسے پتہ یہ جھوٹ بولے گی یا سچ۔۔۔۔۔۔

نرگس نے آرام سے اس لڑکی سے پوچھا تمہاری اس حالت کا ذمہ دار یہ ھے کیا۔۔۔

نرگس نے عضد کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔۔۔

اس لڑکی نے آنکھوں میں خوف و ہراس لیئے ایک نظر عضد کو دیکھا۔۔۔۔

وہ اسے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔۔۔۔

پھر وہ خوف سے لرزتی نرگس سے لپٹ گ ئی۔۔۔۔

نرگس کو اپنے سارے سوالوں کا جواب مل گیا۔۔۔

امی میری بات۔۔۔۔۔

نرگس بلند آواز میں چلائی دفعہ ھو جاؤ یہاں سے۔۔۔۔

عضد ماں کو حیرانی سے دیکھ کر بولا امی یہ جھوٹ بول رہی ہے اس کو چھوڑوں گا نہیں میں جان سے مار دونگا۔۔۔۔

وہ غصے سے اس لڑکی کی طرف بڑھا۔۔۔۔

خبردار اس کو ہاتھ بھی لگایا تو جاؤ یہاں سے۔۔۔۔۔

عضد غم و غصے کی حالت میں پاؤں پٹختا وہاں سے گیا۔۔۔۔

نرگس اسے کمرے میں لے گئی۔۔۔۔

ڈرو مت بیٹا تم محفوظ ہو یہاں۔۔۔۔۔

نام کیا ھے تمھارا۔۔۔۔

رُتابہ۔۔۔۔۔

کہاں سے آئی ھو۔۔۔۔۔۔۔

وہ خاموش ہو گئی۔۔۔۔۔

کیا بتاتی کہاں سے آئے ھے۔۔۔ کوئی ایک ٹھکانہ ہوتا اس کا تو بتاتی۔۔۔۔۔۔

نرگس نے اسکی طرف دیکھا اور بہت پیار سے بولی بولو بیٹا کہاں سے آئی ھو؟؟

وہ سر جھکائے بولی۔۔۔

نہیں معلوم۔۔۔۔۔اسکے آنسو اسکی گود میں گر رھے تھے۔۔۔

کپڑوں پر اسکے خون دیکھ کر نرگس کا دل دہل کر رہ گیا۔۔۔

کیونکہ خون عضد کی پینٹ پر بھی موجود تھا۔۔۔۔

نرگس نے اسے اپنے کپڑے دی ئے۔۔۔

وہ ٹھیک سے چل بھی نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔

اس کی حالت دیکھ کر نرگس نے اس سے کہا تم سو جاؤ بیٹا صبح اٹھ کے بات کرتے ہیں۔۔۔۔

وہ درد سے کراہتی ھوئی لیٹی اسکے پاؤں بھی زخمی تھے۔۔۔

روتے روتے اسے الٹیاں لگ گ ئی یں۔۔۔

نرگس نے اسے نیند کی گولی دی وہ نرگس کا ہاتھ پکڑ کر نیند میں بڑبڑاتی کچھ دیر میں روتے روتے سو گ ئی۔۔۔۔

البتہ نرگس اور عضد دونوں کی نیند حرام ھو گ ئی۔۔۔

ہزاروں وسوسوں اور خیالوں کے درد نے ان دونوں کو سونے نہ دیا۔۔۔۔۔

ایسی کونسی لڑائی تھی جس پر عضد کے ہاتھوں پر چاک اور ناخن کے نشان تھے۔۔۔۔

اور اس لڑکی کے چہرے پر بھی ھوس کے بربریت کے نشانات چیخ چیخ کر بتا رھے تھے کہ وہ مرد کی حیوانیت کا شکار ھوئی ھے۔۔۔۔

سوچ سوچ کر نرگس کا دماغ پھٹ رہا تھا کہ عضد کسی لڑکی کے ساتھ اس طرح کیسے کر سکتا ہے؟؟؟

نرگس کا دل نہیں مان رہا تھا اسی کشمکش میں پوری رات گزر گئی۔۔۔۔

دوسری طرف عضد کی حالت غیر ھو رہی تھی کہ اسکی ماں کیا سوچ رہی تھی۔۔۔۔

کیوں اسکی ماں نے اسے شک کی نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔

ایک ایک لمحہ ناقابل برداشت ھوتا جا رہا تھا اس کیلئے بھی۔۔

URDUNovelians

نمل رات کو سوتے ہوئے نیند میں بے چینی سے ادھر ادھر کروٹیں بدل رہی تھی کہ اچانک چلا کر اٹھی۔۔۔۔۔

حافظ صاحب اس کے برابر والے بیڈ پر سو رہے تھے نمل کے چلانے پر وہ بھی اٹھ گئے۔۔۔۔

کیا ھوا نمل بیٹا وہ اسکے پاس آئے۔۔۔۔

نمل گھبرائی ھوئی تھی۔۔۔

بابا بخت۔۔۔۔۔۔۔

مجھے لگتا ھے وہ کسی مشکل میں ھے بابا۔۔۔۔

نمل رونے لگی۔۔۔

حافظ نے نمل کو تسلی دی اور کہا بیٹا ہم کیا کہہ سکتے ہیں وہ بچی تو ھے ہی بد بخت اللہ اسے اپنی امان میں رکھے۔۔۔۔

اٹھو فجر کی اذان ہو چکی ہے نماز پڑھتے ہیں اور اس کے لئے دعا کرو اللہ سب کو سلامت رکھے۔۔۔۔

صبح کا سورج کب کا چڑھ چکا تھا نمل بہت اداس اور بے چین تھی۔۔۔۔

دروازے کی بیل بجی حافظ صاحب کو گلی کے کچھ مردوں نے باہر بلایا۔۔۔۔

نمل بھی پردے کی پیچھے دروازے کے پاس کھڑی ھوئی۔۔۔۔

حافظ صاحب سے سلام کر کے عظمت نامی شخص بولا۔۔۔حافظ صاحب آپ ہمیں معاف کیجیے گا لیکن یہ بات کرنا ضروری ہے۔۔۔۔

آپ کی بیٹی کیسے غواھوئی کون لے کر گیا یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔۔۔۔

جو بھی ہوا ہمیں اس کا افسوس ہے لیکن۔۔۔۔

حافظ صاحب یہ شریفوں کا محلّہ ہے اور اس سے پہلے ایسا واقعہ کسی کے ساتھ یہاں نہیں ہوا آپ کی وجہ سے یہ کہانی گھر گھر ہر محلے میں دہرائی جا رہی ھے اور ہمارے گھر بھی بچیوں پر اثر پڑ رہا ہے آپ سے گزارش ہے کہ آپ یہ گھر یہ محلّہ چھوڑ جائیں۔۔۔۔

وہ خاموشی سے عظمت کو دیکھتے رہے جس کی اپنی چار بیٹیاں تھیں۔۔۔۔

حافظ صاحب پھر بولے عظمت صاحب آپ کے منہ سے یہ الفاظ سن کر بڑا افسوس ہوا مجھے کیونکہ آپ خود بھی چار بیٹیوں کے باپ ہیں میری بیٹی کے ساتھ کیا ہوا کیا نہیں یہ سب میرا مسئلہ ہے آپ سب کو اس بات سے کوئی غرض نہیں ہونی چاہیے۔۔۔۔

اور رہی بات آپ کی گزارش کی تو جلد پوری ہو جائیگی۔۔۔۔

نمل انکی ساری باتیں سن کر زہر کے گھونٹ پی کر رہ گ ئی ی۔۔۔۔۔

صبح ھو چکی تھی۔۔۔۔

نرگس رتابہ کے اٹھنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

لیکن کافی ٹائم گزرنے پر بھی وہ نا اٹھی۔۔۔۔

نرگس اس کے قریب آئی تو دیکھا وہ تیز بخار سے بے سدھ پڑی تھی۔۔۔۔۔۔

نرگس اس کی حالت دیکھ کر مزید پریشان ہو گ ئی ی کہ وہ اس حالت میں اسے ہسپتال نہیں لے کر جاسکتی تھی ورنہ اس پر ریپ کا کیس بن جاتا۔۔۔۔۔

وہ عضد کے کمرے میں گ ئی وہ موجود نہیں تھا وہاں۔۔۔۔

کام والی ماصی بھی آگ ئی نرگس نے اسے تین چار دن کی چھٹی دے دی کہ اگر اس نے رتابہ کو اس حال میں دیکھ لیا تو بہت بڑا مسئلہ کھڑا ہو جاتا۔۔۔۔

کیونکہ ابھی تک وہ خود اسے نہیں جانتی تھی۔۔۔۔۔

نرگس نے اسکے زخموں پر مرہم لگایا اور اس کے ماتھے پر ٹھنڈی پٹیاں رکھیں۔۔۔۔

بخار اترنے پر وہ کچھ ھوش میں آئی۔۔۔۔۔

تو نرگس کو سامنے دیکھ کر ایک دم سے اٹھی۔۔۔۔

ککککوون ھیں آپ۔۔۔۔۔

کہاں ھوں میں۔۔۔

وہ اتنی شاکڈ تھی کہ رات کا واقعہ بھولی ھوئی تھی۔۔۔۔

کیا ھوا رتابہ۔۔۔۔نرگس نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

میں۔۔۔۔رتابہ نہیں۔۔۔۔

پھر کون ھو تم۔۔۔۔۔۔

میں۔۔۔۔۔۔

سب کچھ یاد آنے پر وہ پاگلوں کیطرح سر پر ہاتھ رکھ کر رونے لگی۔۔۔۔میں بد بخت ھوں بد بخت۔۔۔۔۔۔۔

اسکے لہجے میں اسوقت اتنا درد تھا کہ نرگس کو اپنا دل ڈوبتا ھوا محسوس ھوا۔۔۔۔

نرگس نے اسکے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لی ئے۔۔۔

کیا کر رہی ھو تم۔۔۔

مجھے مر جانا چاھی ئے تھا کیوں زندہ ھوں میں کیوں۔۔۔۔۔۔

وہ اس قدر درد سے چلا کر روئی کہ نرگس بھی خود کو روک نا سکی۔۔۔۔

اس بلکتی ھوئی بچتی کو جب اس نے گلے سے لگایا تو وہ وہ معصوم سے بچے کیطرح لپٹ گ ئی۔۔۔۔۔

نرگس اسے پیار سے سہلانے لگی۔۔۔۔

بس بیٹا بس۔۔۔۔

ماما جی ماما جی کہاں ھیں آپ ماما جی۔۔۔۔۔ وہ چلاتی رہی۔۔۔۔

لٹ گ ئی آپکی بختی لٹ گ ئی ماما جی۔۔۔۔

کیا کیا آپ نے مجھے مار دیتے نا ایسا نا کرتے تنہا نا چھوڑتے مجھے۔۔۔۔۔۔

نرگس خود بھی روتے ھوئے اسکا رونا سنتی رہی۔۔۔۔۔

جب وہ کچھ سنبھل گ ئی تو نرگس اس کیلئے ناشتہ لائی۔۔۔۔

کچھ کھالو رتابہ بیٹا۔۔۔۔

رتابہ نام نہیں ھے میرا

نام کیا ھے پھر تمھارا۔۔۔۔

نام بھی بدبخت ھے میرا۔۔۔۔۔

اسکے رونے پر نرگس کو اس پر بہت ترس آیا نرگس نے اسے ڈھارس دی۔۔۔۔

اچھا چھوڑو ان باتوں کو کچھ کھالو۔۔۔۔

وہ کچھ بھی کھانے کو تیار نا تھی۔۔۔

نرگس نے اپنے ہاتھوں سے نوالہ اسکے منہ میں ڈالا تو وہ اور بھی زیادہ رونے لگ گ ئی۔۔۔۔۔

مجھے دوسروں کے ہاتھوں سے مار کھانے کی عادت ھے کھانا کھانے کی نہیں۔۔۔۔

اس کی بات سن کر نرگس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔۔۔۔

نرگس نے اسے اسوقت اکیلا چھوڑ دینا مناسب سمجھا۔۔۔۔۔

حافظ صاحب نے پڑوسیوں کی وجہ سے وہ محلّہ ہی کیا بلکہ وہ شہر ہی چھوڑ دیا جہاں انہوں نے ساری زندگی گزاری تھی۔۔۔۔

یہاں کا مکان بیچ کر فی الحال انہوں نے حیدرآباد میں کرائے کا مکان دیکھ لیا اور نمل کو لے کر وہاں شفٹ ہو گئے۔۔۔۔۔

نمل یہاں آکر بہت بے چین اور بے قرار تھی اسے بختی کی یاد پل پل ستاتی تھی لیکن وہ اسے ملنے سے قاصر تھی اسے نہیں معلوم تھا بختی کہاں ہے اور کس حال میں ھے۔۔۔۔

دوسری طرف بختی نمل کو اور اپنی حالت کو لے کر بہت پریشان تھی اسے بھی نہیں پتہ تھا کہ نمل کہاں ہے اور کس حال میں ہے زندہ بھی ھے یا نہیں۔۔۔۔۔۔

میرا حال یہ ھوا ایک گھنٹے میں تو نمل کا اتنے دنوں میں کیا حال ھوا ھوگا۔۔۔۔۔

عضد پورا دن گھر سے باہر تھا وہ موبائل بھی اپنا گھر چھوڑ گیا تھا شام ہونے کو تھی۔۔۔۔۔

نرگس بولائی بولائی پورے گھر میں پھرتی رہی کہ اسکا بیٹا کہاں چلا گیا۔۔۔۔

دوسری طرف بختی نے خود کو اپنے آپ تک محدود کیا ہوا تھا وہ بالکل چپ چاپ گم صم بیٹھی رہی کیا ھو گیا تھا اسکے ساتھ گوپال کے گھر سے نکل کر وہ راستے کا پتھر بن گ ئی تھی۔۔۔۔۔

مغرب کی اذان ھونے لگی اسکے ہاتھ اپنے آپ دعا کیلی ئے اٹھے۔۔۔۔

اسکے منہ سے صرف اللہ اللہ نکلتا رہا اور آنسو ہتھیلی پر گرتے گ ئے۔۔۔۔۔

ان آنسوؤں میں نا کوئی شکوہ تھا نا کوئی شکایت بس اپنے اندر بے پناہ درد لی ئے خاموش آنسو تھے۔۔۔۔۔

جو رب کی بارگاہ میں قبولیت کے منتظر تھے۔۔۔۔

نرگس اندر آئی اور زبردستی اسے جوس پلایا۔۔۔۔

کچھ پوچھ سکتی ھوں تم سے تمھارے بارے میں۔۔۔۔

کیا پوچھیں گی آپ۔۔۔

میرا نام۔۔۔۔

میرا گھر بار۔۔۔۔

میرے ماں باپ۔۔۔

میرے رشتے درا۔۔۔

کہاں سے آئی ھوں میں۔۔۔۔

یا میری اس حالت کے ذمہ دار کا نام۔۔۔۔۔۔

نرگس چپ ھو گ ئی۔۔۔۔

نام میرا بد بخت ھے۔۔۔۔

گھر بار میرا کوئی نہیں۔۔۔

ماں باپ کون ھیں کہاں ھیں۔۔۔زندہ ھیں یا مر گ ئے میں نہیں جانتی۔۔۔۔

رشتے دار میرا کوئی نہیں سوا اک ماما جی کے جس نے مجھے پالا اسکا بھی مجھ سے کوئی رشتہ نہیں

۔۔۔۔

یہاں اک زارا نامی عورت کے پاس مجھے کراچی سے بھیجا گیا جس کے پاس میں صرف سات

دن رہی۔۔۔

اور اب اس حالت میں آپ کے پاس ھوں۔۔۔۔

اور میری اس حالت کا ذمہ دار کون ھے میں نہیں جانتی۔۔۔۔۔۔۔

تم نے پھر اپنا نام رتابہ کیوں بتایا تھا۔۔۔۔۔

میرا اماما مجھے بختی کہتے تھے۔۔۔۔

لیکن اس نام سے میں جہاں جہاں متعارف ھوئی وہاں وہاں میری بد بختی میرے ساتھ آئی۔۔۔

اسلیئے آپکو اس وقت یہ نام بتایا۔۔۔۔

نرگس بولی اب کہاں جانا ھے تم نے بتادو میں لے جاؤ نگی تمھیں۔۔۔۔۔۔

نا میری زمیں واقف بنتی ھے نا فلک سایہ دیتا ھے۔۔۔

بالائے زمیں پر تو میرا کوئی ٹھکانا نظر نہیں آتا اب۔۔۔۔

آپکے یہاں سے جانے پر زیرِ زمیں ہی میرا گھر میرا منتظر ھوگا اب۔۔۔۔۔

نرگس سوچ میں پڑ گئی۔۔۔۔۔

کہ کیا جائے اسکا اگر میں نے اسے گھر سے نکالا تو بے آسرا بچی ھے خودکشی نا کرلے یا پھر کسی درندے کے ہاتھ نا لگ جائے۔۔۔۔

نرگس نے اسے بغور دیکھا تیکھے تیکھے گندمی نین نقوش میں انتہا کی معصومیت اور بے بسی تھی۔۔۔۔۔۔

نرگس نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ وہ اسے اپنے پاس اپنی بیٹی بنا کر رکھ لے گی۔۔۔۔۔

عضد رات گ ئے گھر آیا وہ بناماں سے ملے اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔

نرگس اسکے پیچھے آئی۔۔۔۔

کہاں تھے تم۔۔۔۔۔

میں کتنی پریشان تھی جانتے ھو۔۔۔۔

وہ خاموش رہا۔۔۔۔

یہاں دیکھو میری طرف نرگس نے سختی سے اسکا رخ اپنی طرف موڑا۔۔۔۔۔

مجھے آپ نے میرے خود کیطرف دیکھنے کے بھی قابل نہیں چھوڑا۔۔۔۔۔

معاف کر دو مجھے بیٹا میں نے تم پر شک کیا۔۔۔۔

عضد کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔

امی آپ نے سوچ بھی کیسے لیا کہ آپکا بیٹا اتنی گھناؤنی حرکت کریگا۔۔۔۔

بیٹا قصور میرا نہیں حالات سب تمھارے خلاف تھے۔۔۔

وہ انگارہ ھوتی آنکھوں سے پلٹا۔۔۔

امی میرے ہاتھ پر زخم کے چند نشانات نے میرے زانی ھونے کا ثبوت دے دیا۔۔۔۔

نرگس روپڑی نا میرے بچے نا ایسی بات نہیں۔۔۔۔

میری جگہ کوئی اور ھوتا تو وہ بھی یہی سوچتا اسوقت۔۔۔

وہ روپڑا۔۔۔

امی آپکی جگہ کوئی بھی ھوتا مجھے پراہ نہیں تھی۔۔۔ لیکن اورں کی جگہ آپ نے لے لی اس بات کا دکھ ھے مجھے۔۔۔۔۔

وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔۔۔

میری طرف نہیں دیکھو گے۔۔۔

دیکھنے کے قابل نہیں چھوڑا آپ نے مجھے۔۔۔۔۔

گوپال سندھ میں اپنے لی ئے گھر ڈھونڈ رہا تھا کہ وہ بابو سے چھٹکارا حاصل کر سکے۔۔۔۔

لیکن اسکی بیٹی بندیا بابو سے رابطے میں تھی۔۔۔

یہاں کی ہر خبر وہ اسے دیتی۔۔۔۔

گوپال کو جب علم ھوا تو اس نے بہت سمجھایا اپنی بیٹی کو پر وہ نا سمجھی۔۔۔۔

اور باپ کے بار بار ٹوکنے پر ماں سے شکایت کر دی۔۔۔۔

دیوی نے خون لتاڑہ گوپال کو۔۔۔

وہ ھمیشہ کیطرح خاموش تماشائی بن گیا۔۔۔۔۔

عضد کو انتہا کی نفرت تھی رتابہ (بختی) سے۔۔۔۔۔

اسکا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ اسے زندہ زمین میں گاڑ دیتا۔۔۔

نرگس کے اسے اپنے گھر میں رکھنے پر وہ اب تک ناراض تھا ماں سے۔۔۔۔

نرگس اگنور کرتی رہی کہ کچھ دن میں ٹھیک ھو جائے گا۔۔۔۔۔

رتابہ دن بدن نرگس کے دل میں اترتی گ ئی۔۔۔

وہ معصوم سی بے ضرر سی لڑکی عزیز ھونے لگی اسے۔۔۔۔

رتابہ (بختی) نے بھی خور کو بہلا لیا تھا کچھ کچھ۔۔۔۔

عضد کسی کام سے کچن میں آیا تو باہر آتی رتابہ اس سے بری طرح ٹکرائی۔۔۔۔۔

رتابہ کو خود سے ٹکراتا دیکھ کر اسکا خون کھول اٹھا۔۔۔

وہ اسے کندھوں سے دبوچ کر بولا۔۔۔

اگر دوبارہ میرے سامنے بھی آئی نا تو جان سے مار دونگا تمھیں۔۔۔۔۔۔

وہ ڈری سہمی پیچھے کو ہٹی۔۔۔۔

وہ دو قدم اسکی طرف بڑھا۔۔۔۔

دفع ھو جاؤ یہاں سے اور جتنی جلدی ھو سکے کوئی اور ٹھکانا ڈھونڈ لو اپنا زیادہ دن میں تمھیں اس گھر میں برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔۔

وہ عضد اور اسکے غصے سے بہت خوفزدہ ھو گئی تھی۔۔۔۔۔

وہ جیسے ہی گھر آتا رتابہ خود کو کمرے میں قید کر لیتی۔۔۔۔

چار دن گزر گ ئے تھے عضد ماں سے صرف ضروری بات کرتا لیکن آج شام کو گھر وہ بہت خوشی سے لوٹا اور آتے ساتھ ماں کو گلے سے لگا لیا۔۔۔

نرگس تڑپ اٹھی اسے اپنے سینے سے لگا کر۔۔۔۔

امی میں بہت خوش ھوں آج۔۔۔۔ماں صدقے جائے میرے بچے تجھ پر۔۔۔۔

وجہ نہیں پوچھیں گی وہ نرگس کی گود میں سر رکھ کر بولا۔۔۔۔

امی جو انٹرویو میں نے ھمدانی انٹرپرائزز کمپنی میں دیا تھا نا وہاں سے مجھے کال آئی آج صبح

۔۔۔۔۔

نرگس نے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرا انہوں نے تو منع کر دیا تھا تجھے۔۔۔۔۔

جی امی لیکن دوبارہ بلایا ھے انہوں نے کل۔۔۔آپ دعا کیجی ئے گا اس دفعہ کامیاب ھو جاؤں۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکا ماتھا چوم کر بولیں تو اس بار کامیاب ھو گا میری جان۔۔۔۔

ماں بیٹے کا یہ پیار دیکھ رتابہ کی آنکھیں اشک بار ھو گ ئی یں۔۔۔۔

اسکا دل چاہا کاش میری بھی ماں ھوتی میں بھی کسی کی گود میں سر رکھتی۔۔۔۔۔

ماں کا وجود ماں کا پیار ماں کی گود کیسی ھوتی ھے اسے کچھ نہیں معلوم تھا۔۔۔۔

جازب کی بڑھتی بے چینی دیکھ کر شاہ جی سے رہا نا گیا وہ اسد کے ساتھ نمل کے گھر جا پہنچا۔۔۔

گیٹ پر تالا تھا۔۔۔

گلی میں کسی کو روک کر اس نے پوچھا۔۔۔۔

یہ گھر والے کہاں ھیں۔۔۔

رکنے والا عظمت تھا۔۔

اتنی بڑی گاڑی میں اتنے خوبرو جوان کو دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔۔۔

گھر چھوڑ کر چلے گ ئے ھیں حافظ صاحب یہاں سے۔۔۔

کہاں چلے گ ئے ھیں کچھ پتہ ھے آپکو۔۔۔

نہیں جی کہاں گ ئے ھیں یہ تو نہیں معلوم لیکن کیوں گ ئے ھیں یہ معلوم ھے۔۔۔۔

شاہ جی نے گلاسز اتارے۔۔۔ کیوں گ ئے ھیں۔۔۔

بس جی کیا بتائیں انکی بیٹی کا چال چلن اچھا نہیں تھا عین شادی سے دو دن پہلے غائب ہوئی تھی۔۔۔۔

شاہ جی بولا۔۔۔ لیکن میں نے تو سنا تھا وہ اغوا ہوئی تھی۔۔۔۔

عظمت بولا۔۔۔

رہنے دیں صاحب جی۔۔۔۔

اغوا کرنے والے کو دوسری بچی نظر نہیں آئی تھی صرف اسی کو اٹھانا تھا۔۔۔۔۔

کونسی دوسری بچی شاہ جی نے سوال کیا۔۔۔۔

بختی بھی تھی اسکے ساتھ یہ برابر والے گھر کی بچی۔۔۔۔

شاہ جی نے برابر والا گھر دیکھا وہاں بھی تالا لگا ہوا تھا۔۔۔

یہ بختی والے کہاں ہیں۔۔۔۔

یہ بھی لگتا ہے گھر چھوڑ گئے ہیں مہینہ ہو گیا گھر بند پڑا ہے۔۔۔۔

شاہ جی نے اسکا شکریہ ادا کیا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے چلا گیا۔۔۔۔۔

عضد آج شام کو جلدی گھر آ گیا تھا۔۔۔

نرگس نہیں تھی گھر میں۔۔۔

دروازہ رتابہ نے کھولا۔۔۔

اسے گیٹ پر دیکھ وہ آگ بگولہ ھو گیا۔۔۔

امی کہاں ھیں۔۔۔

اسکی بلند آواز سے وہ کانپ گ ئی۔۔۔

گھر نہیں ھیں وہ بازار گ ئی یں ھیں۔۔۔

بختی جلدی سے اپنے کمرے میں چلی گ ئی۔۔۔۔

عضد کچھ دیر میں اسکے پیچھے اسکے کمرے میں داخل ھوا۔۔۔

رتابہ کپڑے طے کر رہی تھی جب اس نے پیچھے سے اسے اپنی بانہوں میں گھیرا۔۔۔

خوف سے وہ پلٹی۔۔۔

یہ کیا کر رھے ھیں آپ۔۔۔

وہی کر رہا ھوں جو کچھ دن پہلے کیا تھا۔۔۔

ککککک کیا مطلب ھے آپکا۔۔۔ چھوڑیں مجھے اس نے خود کو چھڑانا چاہا۔۔۔۔

کیوں چھوڑوں تم نے مجھے چھوڑا تھا اس رات۔۔۔۔۔

خدا کا واسطہ ھے عضد رحم کھائی یں مجھ پر۔۔۔۔

نہیں آسکتا مجھے تم پر رحم۔۔۔۔

میری ماں کے سامنے تم نے مجھے رسوا کیا۔۔۔۔

رتابہ نے خود کو بچانے کی کوششش کی۔۔۔۔

لیکن وہ عضد تھا جسکے ہاتھ میں لوہا بھی موم بن سکتا تھا۔۔۔

یہ تو نازک سی کلی تھی۔۔۔۔

وہ رونے لگی پلیز مت کریں میرے ساتھ اسطرح چھوڑ دیں مجھے۔۔۔۔

وہ عضد کی بانہوں میں بن پانی کے مچھلی کی طرح تڑپی۔۔۔۔

عضد نے اسکا دوپٹہ اتار کر پرے پھینکا۔۔۔۔

ایک بار تو ھو گیا نا ھمارے بیچ یہ سب۔۔۔۔

اب دوبارہ ھونے میں کیسا ہرج کیسی شرم۔۔۔۔۔۔

بلکہ اب تو مجھے جب جب موقع ملا میں یہی سب کرونگا تمھارے ساتھ ۔۔۔۔

عضد نے اسکا دوپٹہ اتار کر پرے پھینکا۔۔۔۔

ایک بار تو ھو گیا نا ھمارے بیچ یہ سب۔۔۔۔

اب دوبارہ ھونے میں کیسا ہرج کیسی شرم۔۔۔۔۔۔

بلکہ اب تو مجھے جب جب موقع ملا میں یہی سب کرونگا تمھارے ساتھ ۔۔۔۔

عین اسی وقت نرگس اپسی ئی رچابی سے گیٹ کھول کر اندر داخل ھوئی تو رتابہ کی آواز سن کر اسکے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔

آخری جملے عضد کے وہ سن چکی تھی۔۔۔۔۔

جلدی سے وہ کمرے میں داخل ہوئی اور رتابہ پر جھکے عضد کو کالر سے پکڑ کر پیچھے کھینچا۔۔۔۔۔۔

ماں کو دیکھ کر عضد سٹپٹا گیا۔۔۔۔

پہلے تو مجھے صرف شک تھا لیکن اب تم نے میرا شک یقین میں بدل دیا ھے کہ اسکے مجرم تم ہی ھو۔۔۔۔

ایسا نہیں ھے امی میں تو صرف اسے ڈرا رہا تھا کہ یہاں سے چلی جائے۔۔۔۔۔

اگر میں نا آتی تو ڈرانے میں تم اسکا کام تمام کر دیتے۔۔۔۔۔

نرگس نے بدحواس ھوتی رتابہ کو دیکھ کر عضد کے منہ پر چماٹ دے ماری۔۔۔۔۔

عضد سکتے میں آ گیا ماں کی چماٹ پر۔۔۔۔۔

آپ نے اس۔۔۔۔۔۔دو ٹکے کی لڑکی کی وجہ سے مجھ پر ہاتھ اٹھایا۔۔۔

اسکی بات سن کر نرگس نے دوسری چماٹ اسے دے

ماری۔۔۔۔

اسکا غصہ دیکھ کر رتابہ نے نرگس کے پیچھے پناہ لی۔۔۔۔

نکلو اس کمرے سے باہر اس سے پہلے کہ میں تمھارا حشر بگاڑ دوں۔۔۔۔

عضد نے غصے سے پاس بڑا گلدان ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے پر دے مارا۔۔۔۔۔

شیشہ ٹوٹنے کی آواز سے دونوں ڈر گ ئی یں۔۔۔۔

عضد انگلی اٹھا کر اسے دھمکا کر بولا تمھیں تو میں دیکھوں لوں گا۔۔۔۔۔

آج بھی وہ پورا دن گھر نہیں آیا۔۔۔۔۔

نرگس کو پریشان دیکھ کر رتابہ بولی آنٹی آپ میری وجہ سے پریشان نہ ہوں اپنے بیٹے پر غصہ بھی نا کریں۔۔۔۔

وہ مجھے نہیں کریگا برداشت کبھی بھی اس گھر میں۔۔۔۔

کل کا وہ میرا مجرم نہیں تھا لیکن آج اس نے مجرم بننے کی پوری کوشش کی۔۔۔۔

جوان بیٹا ھے آپکا کہیں جذبات میں آکر کچھ اور نا کر

بیٹھے۔۔۔۔۔

اسکی نفرت مجھے بھی لے ڈوبے گی۔۔۔ کل کے پچھتاوے سے بہتر ھے آپ مجھے یہاں سے کسی یتیم خانے میں یا کسی ٹرسٹ میں بھجوادیں۔۔۔۔۔۔

ایسا نہیں کر سکتی میں۔۔۔۔

یتیم خانوں کے حال سے ابھی تم واقف نہیں ھو۔۔۔۔

وہاں تمھاری عزت روز داؤ پر لگے گی۔۔۔۔۔۔

مجھے معلوم ھے میرے یہاں سے جا کر تم زندہ نہیں رہ سکو گی۔۔۔۔

اور تمھاری خودکشی کی وجہ میں نہیں بن سکتی۔۔۔۔

تم یہیں رھو گی میرے پاس میرے ساتھ۔۔۔۔

وہ روپڑی آپ کب تک رکھوالی کریں گی میری۔۔۔۔۔

عضد کسی صورت نہیں چھوڑے گا مجھے۔۔۔۔۔

کیوں آپ میری وجہ سے اپنے گھر کا اور اپنے بیٹے کا سکون برباد کرتی ہیں۔۔۔۔۔

یہ تمہاری سوچ ہے کہ تمہاری وجہ سے میرا یا میرے بیٹے کا سکون برباد ہوا ہے بلکہ میں کتنی پر سکون ہوئی ہوں تمہارے آنے سے۔۔۔۔کہ میں بتا نہیں سکتی۔۔۔۔

میری بیٹی نہیں ھے۔۔۔۔

تمہاری شکل میں اللہ نے مجھے بیٹی دی ہے اور بیٹیوں کو اس طرح گھر سے نہیں نکالا جاتا۔۔۔۔۔۔

میرا بیٹا ہے وہ اسے اچھے سے جانتی ہوں اتنا سخت دل نہیں ھے۔۔۔

وہ ضد میں آیا ھوا ھے میری وجہ سے۔۔۔۔۔

اسے منالو نگی میں۔۔۔۔۔۔

URDUNovelians

رات کو وہ لوٹ کر آیا نرگس نے اس کے آگے کھانا رکھا اس نے کھانے سے انکار کر دیا اور چپ چاپ اپنے آپ کو کمرے میں لاک کر لیا۔۔۔۔۔۔۔

اسلام علیکم کیسی ہیں آپ خیریت سے ہیں۔۔۔۔

ارجع کی آواز سن کر نرگس خوشی سے باہر آئی۔۔۔۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔۔۔

کیسی ہو میری بیٹی میری جان نرگس نے اسے پیار سے گلے سے لگایا تم کب آئی لندن سے واپس اور بتایا بھی نہیں مجھے۔۔۔۔۔۔

ارے انٹی جی سب سے پہلے آپ کے پاس آئی ھوں۔۔۔۔

نرگس کے بلانے پر رتابہ کمرے سے باہر آئی ارجع اسے دیکھ کر کافی حیران ہوئی یہ کون ہے آنٹی۔۔۔۔۔۔

نرگس اسے پیار سے اپنے ساتھ بٹھا کر بولی میری ہونے والی بہو۔۔۔۔۔۔

نرگس کی یہ بات سن کر ارجع خوشی سے اچھل پڑی جب کہ رتابہ کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔۔۔۔۔۔۔

نرگس نے ان دونوں کو متعارف کروایا۔۔۔

رتابہ یہ بھی میری بیٹی سمجھو ھمارے سامنے والے گھر میں رہتے ھیں۔۔۔۔۔

ارجع بے چینی سے بولی۔۔۔

کب کر رہی ھیں آپ اس سڑیل کی شادی۔۔۔۔

جلدی سے کر دینا پلیز میں صرف تین دن کیلی ئے آئی ھوں۔۔۔۔۔

میں اس نخرو کے سر پر سہرا خود باندھو نگی۔۔۔۔۔۔

نرگس کو ہنسی آ گئی اس کی بے چینی دیکھ کر۔۔۔۔

نرگس نے ھنستے ھوئے کہا چلو کل شاپنگ کر لیتے ہیں اس کی تھوڑی بہت پرسوں نکاح۔۔۔۔

کیا خیال ہے تمہارا۔۔۔۔۔

رتابہ انکی بات سن کر وہاں سے چلی گ ئی۔۔۔۔۔۔

ارجع نے نرگس کو گلے لگا کر چوم لیا۔۔۔۔۔

میرے دل کی بات کہہ دی آپ نے۔۔۔۔

چلیں آج ہی چلتے ھیں ناشاپنگ پر۔۔۔۔۔

نرگس کی ناکہ باوجود وہ زبردستی لے گ ئی۔۔۔۔

رتابہ پورے راستے بلکل خاموش رہی۔۔۔۔۔

شام کو گھر آتے ہی رتابہ بولی۔۔۔۔۔

انٹی یہ کیا کر رہی ھیں آپ۔۔۔۔۔

کیوں بیٹا میں کوئی گناہ کا کام تو نہیں کر رہی۔۔۔۔۔

کیسے ھو سکتی ھے میری شادی عضد سے۔۔۔۔۔

بلکل ایسے جیسے سب کی ھوتی ھے۔۔۔۔

نہیں انٹی عضد نہیں مانے گا وہ بہت نفرت کرتا ھے مجھ سے۔۔۔۔

تم مان جاؤ عضد کو چھوڑو۔۔۔۔

اور رہی بات اسکی نفرت کی تو نکاح کے بعد جلد ہی محبت میں بدل جائے گی۔۔۔۔۔

انٹی آپ زبردستی نہیں کر سکتیں عضد کے ساتھ۔۔۔

وہ گھر چھوڑ کر چلا گیا تو۔۔۔۔۔

وہ دنیا چھوڑ سکتا ھے مجھے نہیں۔۔۔۔۔۔

اک یقین سا تھا نرگس کو اپنے بیٹے پر۔۔۔۔۔جو اسکی آنکھوں سے چھلکتا ھوا رتابہ کو بھی محسوس ھوا۔۔۔۔۔

صبح ہوتے ہی ارجع عضد کے سر پر سوار تھی۔۔۔

وہ گاڑی دھونے میں مصروف تھا۔۔۔۔

ھیلو۔۔۔۔۔ دلہے میاں۔۔۔۔۔

عضد نے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

آپ کب آئی یں بجو۔۔۔۔۔

بجو کے بچے۔۔۔۔ تم تو چھپے رستم نکلے۔۔۔

سب کچھ طے کر لیااور مجھے خبر تک نہیں کی۔۔۔۔۔

عضد حیرانی سے بولا

کیا طے کر لیا میں نے۔۔۔

کیا کہہ رہی ہیں آپ

ارجع بولی بس بس رہنے دو زیادہ بنومت۔۔۔۔

آنٹی نے مجھے سب بتادیا ہے۔۔۔

وہ پانی کی بالٹی سائی یڈ پر رکھ کر بولا کیا بتادیا ہے آنٹی نے آپ کو۔۔۔۔۔

ارے تم تو ایسے اوور ایکٹنگ کر ہو جیسے تمہیں کچھ معلوم ہی نہیں۔۔۔۔۔۔

وہ ارجع کی ناک دبا کر بولا۔۔۔ نہیں معلوم اسی لئے تو پوچھ رہا ہوں مجھے بھی تو پتہ چلے۔۔۔۔۔۔

تمھاری شادی کی بات کر رہی ھوں آج شام نکاح ھے نا تمھارا۔۔۔۔۔

کیاااااا میری شادی عضد نے حیرانی سے دیکھا۔۔۔

حیران تو مجھے ھونا چاھیئے۔۔۔ اتنے اچانک دلہے میاں جو بن رھے ھو تم۔۔۔۔۔۔

نرگس سے اسکی بات چیت بند تھی۔۔۔۔۔۔

ارجع کا فون آیا وہ گھر چلی گ ئی۔۔۔۔۔

وہ غصے سے ہانپتا ہوا نرگس کے سر پر کھڑا ہوا یہ کیا سن رہا ہوں میں کیا کہا ہے آپ نے بجو سے۔۔۔۔

نرگس نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا یہ کیا طریقہ ہے ماں سے بات کرنے کا تم تو تمیز بھی بھول گئے ہو بات کرنے کی۔۔۔۔۔

وہ دانت پیس کر بولا۔۔۔

وہ دلہا بنا رہی ھے مجھے اور آپ بے وقوف۔۔۔۔

نرگس اسکے سامنے کھڑی ہوئی ہاں بنا رہی ہو میں تمہیں دلہا۔۔۔۔

نکاح ھے آج تمہارا۔۔۔

عضد آنکھیں پھاڑے بے یقینی سے بولا میرا نکاح کس کے ساتھ ۔۔۔۔

رتابہ کے ساتھ ۔۔۔۔

رتابہ کا نام سن کر وہ ہتھے سے اکھڑ گیا۔۔۔۔

کیا کہا آپ نے رتابہ سے۔۔۔

جسے میں دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا اسکے ساتھ نکاح۔۔۔

وہ بھی عضد شاہ کا۔۔۔

آپ ھوش میں تو ھیں۔۔۔

ہاں میں ہوش میں ہوں اب تم بھی ہوش کے ناخن لے لو۔۔۔

میرے لیئے وہ لاوارث گھر سے بھاگی ھوئی لڑکی ہی رہ گ ئی تھی۔۔۔

بکواس مت کرو۔۔۔

میں مر جاؤ نگا لیکن اس کم ذات سے شادی نہیں کرونگا۔۔۔۔

پتہ نہیں کس کے ھاتھوں خود کو لٹوا کر آئی ھے۔۔۔

نرگس اونچی آواز میں بولی۔۔۔

معصوم اور بے گناہ ھے وہ۔۔۔۔

ہاں بد معاش اور گنہگار میں ہی ھوں۔۔۔۔

کسی اور کا تھوکا میں نہیں چاٹ سکتا۔۔۔۔

نرگس نے اسے چماٹ مارنے کو ہاتھ اٹھایا لیکن رک گ ئی۔۔۔۔

کیوں رک گ ئی ھیں آپ۔۔۔

ماریں مجھے بلکہ ایسا کریں جان ہی سے مار دیں تو بہتر ہے۔۔۔۔۔

میرا حکم ھے یہ کرنا ھوگا تمھیں نکاح۔۔۔۔۔

آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔۔۔

میں سولی پر لٹکنے کو تیار ھوں لیکن رتابہ کے ساتھ نکاح کو ہر گز نہیں۔۔۔۔۔۔۔

کوئی تماشامت کرنا اب۔۔۔

میں نے سب کو دعوت دے دی ہے ابھی کچھ ہی دیر میں گھر میں مہمان آ جائیں گے۔۔۔۔

عضد کچھ دیر نرگس کو دیکھتا رہا۔۔۔

پھر کاٹ دینے والے لہجے میں بولا۔۔۔۔

اگررررر میں آپکا اپنا بیٹا ھوتا آپ تب بھی ایسا کرتیں۔۔۔۔۔۔

عضد کی بات نرگس کے دل پر جا لگی۔۔۔۔

اگر کوئی میرا بیٹا ھوتا تو میں اسکے حق میں یہ فیصلہ ہر گز نا کرتی۔۔۔۔۔۔۔

میں آپکا اپنا بیٹا ھوتا آپ تب بھی ایسا کرتیں۔۔۔۔۔۔

عضد کی بات نرگس کے دل پر جا لگی۔۔۔۔

اگر کوئی میرا بیٹا ھوتا تو میں اسکے حق میں یہ فیصلہ ہر گز نا کرتی۔۔۔۔۔۔۔

عضد کی دھواں دھار ہوتی آنکھوں سے آنسو باہر ٹپک آئے اور اس نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔۔۔۔

نرگس نے اسے پیچھے سے آواز لگائی اگر تم نے رتابہ سے نکاح نہ کیا تو تم میرا مرا ہوا منہ دیکھو گے۔۔۔۔۔۔

وہ فورا پلٹ کر دیکھنے لگا ماں کو۔۔۔۔

آپ چاہتی ھیں میں اسکے ساتھ نکاح کر کے حق مہر میں اپنی جان لکھ دوں۔۔۔۔۔

نرگس بولی ہاں یہی چاہتی ھوں میں۔۔۔۔۔

اس نے سر جھکا لیا ٹھیک ھے آپکی مرضی ھے۔۔۔۔

نرگس کی خوشی کا ٹھکانہ ہی نا رہا وہ جیسے ہی اسے گلے لگانے آگ بڑھی وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔۔

نمل بہت اداس تھی وہ حافظ صاحب کو لے کر بخشتی کا پوچھنے اپنے پرانے محلے گئی۔۔۔۔

حافظ صاحب اپنے دوست کی شاپ پر اتر گ ئے۔۔۔۔

جیسے ہی نمل کی ٹیکسی اپنی گلی کے کونے پر رکی اسے جنت اماں نے دیکھ لیا جوان کی گلی میں رہتی تھی۔۔۔۔۔

وہ زبردستی نمل کو اپنے گھر لے گ ئی ی کیونکہ اسے نمل بہت اچھی لگتی تھی۔۔۔۔

بڑا شکوہ کیا جنت اماں نے کہ گھر چھوڑ کر چلے گ ئے اور بتایا بھی نہیں۔۔۔۔۔

اماں جی آپ یہاں نہیں تھیں میں کیسے مل کر جاتی آپ کو۔۔۔۔۔

اماں بولی ہاں مجھے پتہ چلا بعد میں کہ تمھیں یہاں سے جانے پر مجبور کیا گیا۔۔۔۔

اور جن لوگوں نے کیا آج انکا حال بھی نا قابل دید ھے۔۔۔۔۔

نمل پریشانی سے بولی خیریت اماں کیا ھوا۔۔۔۔۔

عظمت کی چھوٹی بیٹی حمیرا کے ساتھ بہت برا ہوا گھر آ کے بیٹھ گ ئی ھے وہ۔۔۔۔

وہ بیمار تھی اس کا بچہ ہونے والا تھا اس کی چھوٹی بہن سویرا تھی اسکے پاس۔۔۔۔

سننے میں آیا ہے اس کے بہنوئی نے سویرا کی عزت پر ہاتھ ڈالا ہے۔۔۔

تو نہیں جانتی بیٹا قیامت کا منظر تھا جب حمیرا چند دن کا بچہ گود میں لی ئے طلاق لے کر آئی۔۔۔۔

اور دسری طرف سویرا کے پیٹ میں بہنوئی کا بچہ تھا کل ہی آئی ھے ھسپتال سے۔۔۔۔۔

جنت اماں کی بات سن کر نمل کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔۔۔

اور عظمت چاچا کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔۔۔

جو دروازے کے باہر گلی میں اس نے نمل کے خلاف بولے تھے۔۔۔۔۔

حافظ صاحب یہ شریفوں کا محلّہ ہے یہاں اس طرح کا واقعہ پہلے کبھی نہیں ہوا ہماری بچیوں پر اس کا برا اثر پڑ رہا ہے ہے۔۔۔۔

نمل کی آنکھوں سے آنسو جاری ھو گ ئے۔۔۔۔

اس نے اپنا چہرہ صاف کر کے جنت اماں سے بختی کے بارے میں پوچھا۔۔۔۔

انکا تو کچھ پتہ نہیں بیٹا جب سے سندھ گ ئے ھیں واپس نہیں آئے۔۔۔۔۔

نمل مایوس ھو گ ئی۔۔۔

پھر جنت اماں کو اللہ حافظ کہہ کر عظمت چاچا کے گھر گ ئی۔۔۔۔۔

نمل دستک دے کر اندر داخل ھوئی تو عظمت چاچا اور اس کی بیوی دونوں صحن میں چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔

نمل نے انکو سلام کیا وہ دونوں حیرت سے کھڑے ھو گ ئے۔۔۔۔

معاف کرنا چاچا میں شریفوں کے محلے میں کچھ دیر کے لئے لیے واپس آئی ہوں۔۔۔

اس کے بات سن کر عظمت کا سر جھک گیا

نمل انکے جھکے سر کو دیکھ کر بولی۔۔۔۔

چاچا میں آپ کو یہاں شرمندہ کرنے نہیں آئی بلکہ احساس دلانے آئی ھوں۔۔۔۔

مجھے پتا چلا ہے حمیرا اور سویرا کا بہت افسوس ہوا۔۔۔۔

کیا ہوا ان کے ساتھ۔۔۔

انٹی آپ نے پوچھا نہیں اپنی بیٹی سے۔۔۔۔

زبردستی ھوا یہ سب یا اس میں آپکی بیٹی کی مرضی شامل تھی۔۔۔۔

خیر یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔۔۔۔

انٹی مجھے تو انجان لٹیرا بندہ اٹھا لے گیا تھا جو بعد میں میرا ہی محافظ بھی بنا۔۔۔

لیکن آپ کے ساتھ کیا ہوا؟

میں تو زبردستی لے جائی گ ئی۔۔۔

لیکن آپ نے تو اپنی بیٹی کو خود اپنی مرضی سے بھیجا تھا نا۔۔۔۔

نتیجہ کیا نکلا ایک کے بجائے دونوں گھر آگ ئی یں واپس۔۔۔

ایک گھر بار لٹا کر اور دوسری عزت۔۔۔۔۔

انٹی آپ نے جو سوال مجھ سے پوچھے تھے اب اپنی بیٹی سے نہیں پوچھے کیا کیا کیسے کیسے ھوا اسکے ساتھ ؟؟

شمع روپڑی معاف کر دو بیٹا ھمیں۔۔۔۔۔

انٹی میں تو صرف بدنام ھوئی آپ تو برباد بھی ھو گ ئی یں۔۔۔۔۔

سویرا کا شاید کوئی قصور نا ھو اس میں لیکن بے قصور حمیرا بھی تھی جسکا گھر اجڑ گیا۔۔۔ جسکا بچہ باپ کے پیار سے محروم ھو گیا۔۔۔

بس کر دو بس۔۔۔۔۔ شمع نے اسکے آگے ہاتھ جوڑے۔۔۔۔

انٹی آج یہ ہاتھ میرے آگے جڑنے سے پہلے مجھ پر انگلی کی صورت اٹھ بھی چکے ھیں۔۔۔۔۔۔

کسی کا برا حال دیکھ کر آپ لوگ اسوقت سوچتے کیوں نہیں کہ یہ وقت کل آپ پر بھی آ سکتا ھے۔۔۔۔۔

عظمت رو کر بولا۔۔۔۔

اب اور نہیں سن سکتا میں۔۔۔۔۔

نمل بھی رو پڑی۔۔۔۔

چاچا کل میرے بابا بھی ایسے ہی بے بس اور مجبور تھے۔۔۔۔۔

لیکن آپ سب کو ذرا بھی رحم نہیں آیا۔۔۔۔۔

چاچا کل ھم اس محلے سے نکالے گ ئے تھے اب شاید یہ دستک آپ کے دروازے پر ھو جو کل آپ نے ھمارے دروازے پر دی تھی۔۔۔۔۔

نمل پھر رکی نہیں اپنے آنسو پونچھتی نکل آئی۔۔۔۔

اسکے جاتے ہی شمع بولی۔۔۔

ٹھیک ہی کہہ کر گ ئی ھے وہ۔۔۔

کل کو میں نے ہی مجبور کیا تھا آپکو کہ چار بندے جمع کرو اور ان سے محلّہ چھوڑنے کی بات کرو۔۔۔۔

آج میری ہی طرح کوئی دوسری عورت سوچ رہی ہو گی۔۔۔ لیکن دستک کیلئے اب ھمارا دروازہ ہو گا۔۔۔۔۔

نمل کی آواز انکے پورے گھر میں گونجی۔۔۔

چاچا میں تو صرف بدنام ہوئی آپ تو برباد ہو گئے۔۔۔۔

میرے لٹیرے ہی میرے محافظ نکلے۔۔۔

اور آپ کی عزت کے رکھوالے ہی لٹیرے بن گئے۔۔۔۔۔۔

عصر کی اذان ہو رہی تھی۔۔۔

گوپال نے گانے سنتی بندیا کو ٹوکا۔۔۔

بیٹی اذان ہو رہی ھے کچھ احترام سیکھ لو کسی مذہب کا۔۔۔۔۔

دیوی اسکی بات سنکر باہر آئی۔۔۔۔۔

تمھیں کب سے اذان کی فکر ھونے لگی۔۔۔۔

مجھے لگتا ھے بد بخت اپنا بھوت تیرے سر چڑھا گ ئی ھے۔۔۔۔۔۔۔۔

بات بخشی کے بھوت چڑھانے کی نہیں مسلمان ھیں آس پاس محلے داری کا لحاظ بھی کچھ چیز ھوتی ھے۔۔۔۔

دیوی ہاتھ جھاڑ کر بولی۔۔۔

میں تو پیدائی شی بد لحاظ ھوں۔۔۔ تمھارے اندر جو لحاظ ھے نا وہ کافی ھے ھمارے لی ئے۔۔۔۔

گوپال غصے سے گھر سے چلا گیا۔۔۔۔

اسے بخشی یاد آئی بہت رویا وہ اسکو یاد کر کے۔۔۔۔

میں پلٹ کر تیری خبر بھی نا لے سکا میری بخشی۔۔۔۔۔

تجھ سے ہی میرے بخت تھے سارے۔۔۔۔۔

دیکھ تجھے خود سے جدا کر کے خود بھی در بہ در ھو گیا ھوں۔۔۔۔

معاف کر دینا مجھے میری بخشی معاف کر دینا۔۔۔۔

نرگس رتابہ کو دلہن کا جوڑا دینے آئی تو رتابہ نے اسے روک لیا۔۔۔

انٹی میں پریشان ھوں بہت کچھ کہنا ھے آپ سے۔۔۔۔

بعد میں بولنا ابھی میرے پاس وقت نہیں۔۔۔۔

انٹی بات ضروری ھے۔۔

اچھا بولو کیا ھوا۔۔۔۔

انٹی نہیں ھو سکتا میرا نکاح آپکے بیٹے سے۔۔۔۔

نرگس نے حیرانی سے اسے دیکھا۔۔۔۔

کیا مطلب ھے تمھارا کیوں نہیں ھو سکتا۔۔۔۔۔

وہ انگلیاں چٹخانے لگی۔۔۔۔۔

انٹی میں۔۔۔۔۔

ہاں بولو کیا میں؟ نرگس اسکے پاس آئی۔۔۔۔۔

میں مسلمان نہیں۔۔۔۔۔

لیکن میں غیر مسلم بھی نہیں۔۔۔۔

نرگس پریشانی سے بیڈ پر بیٹھی۔۔۔

رتابہ اسکے قدموں میں بیٹھی۔۔۔۔

میری پرورش ھندو گھرانے میں ھوئی تھی لیکن میں ھندو بھی نہیں۔۔۔۔

پھر کون ھو تم۔۔۔۔۔۔۔

انٹی یہ تو میں بھی نہیں جانتی۔۔۔

لیکن اتنا ضرور جانتی ھوں کہ ۔۔۔۔۔۔

جب بھی اذان ھوتی ھے تو اذان کے الفاظ میری روح تک پر سکون کر دیتے ھیں۔۔۔۔

کہتے ھیں تکلیف میں انسان کے منہ سے وہی نام نکلتا ھے جس سے وہ بہت قریب ھوتا ھے۔۔۔

میں نے جب بھی کسی کو تکلیف میں دیکھا اسکے منہ سے ماں کا نام ہی سنا۔۔۔۔

لیکن مجھے جب بھی کوئی درد ھوا کوئی تکلیف پہنچی میرے منہ سے ھمیشہ *اللہ* کا نام نکلتا ھے۔۔۔۔۔

اور میرے ماما جی کہتے تھے تیری رگوں میں کسی مسلمان کا خون ھے۔۔۔۔

نرگس نے نم ھوتی آنکھوں سے اسکا چہرہ ہاتھوں میں لیا۔۔۔۔

تم مسلمان ھونا چاہتی ھو؟؟

رتابہ نے فوراہاں میں سر ہلایا۔۔۔

تمھیں کلمہ آتا ھے ؟

نہیں آتا انٹی۔۔۔ لیکن اتنا معلوم ھے کلمہ پڑھنے سے انسان مسلمان ھوتا ھے۔۔۔۔

نرگس نے اسکا ماتھا چوما۔۔۔

دیکھو بیٹا انسان جب پیدا ھوتا ھے نا تو اسکا کوئی دین کوئی مذہب نہیں ھوتا۔۔۔۔

مسلمان گھرانے میں پیدا ھو گا تو بڑا ھو کر مسلمان ہی بنے گا۔۔۔

ھندو گھرانے میں ھو گا تو ھندو۔۔۔۔

بچے کو یہ اختیار نہیں ھوتا کہ وہ کہاں پیدا ھو گا۔۔۔ یا کہا پیدا ھونا چاہتا ھے۔۔۔

یہ تو میرے رب کے کام ھے کہ وہ بے دین کو بھی ہدایت دے کر اپنے دین پر لائے۔۔۔

اور جسے چاھے اپنے دین پر رکھ کر بھی گمراہ رکھے۔۔۔۔

جانتی ھو۔۔۔

جسے لوگ اپنا مذہب چھوڑ کر اپناتے ھیں اسلام دنیا میں واحد ایسا مذہب ھے۔۔۔۔

لیکن صرف کلمہ پڑھ لینے سے مسلمان نہیں بنتا انسان۔۔۔

جب وہ کلمے کے مطلب کو سمجھے اور پورے دل سے قبول کرے کہ اللہ ایک ھے اور مُحمّدؐ ﷺ اللہ کے نبی اور رسول ھیں۔۔۔۔۔

کے آخری نبی ھیں جن پر قرآن نازل جی انٹی جانتی ھوں میں مُحمّدؐ ﷺ۔۔۔۔ اللہُ ھوا۔۔۔۔۔۔

تو کیا تم ان سب باتوں پر ایمان لاتی ھو کہ اللہ ایک ھے اسکا کوئی شریک نہیں۔۔۔اور مُحمّدؐ ﷺ اللہ کے آخری نبی ھیں۔۔۔

اور آخرت پر بھی ایمان لاتی ھو کہ یہ جہاں فانی ھے اور ایک دن ھم سب دوبارہ زندہ کی ئے جائیں گے۔۔۔اور روز قیامت اللہ کے سامنے جواب دے ھونگے۔۔۔۔

وہ نرگس کی باتوں میں گم ھو گ ئی۔۔۔۔

جی میں ایمان لاتی ھوں دل و جان سے اللہ پر اللہ کے آخری نبی پر اور آخرت پر جب ھم دوبارہ زندہ کی ئے جائیں گے اور اپنے ہر ایک عمل کا حساب دیں گے۔۔۔۔۔

اور یہ بھی جانتی ھوں اسلام مکمل ضابطہِ حیات ھے۔۔۔۔

نرگس نے اسکا ہاتھ پکڑا اور سوال پوچھا

بتاؤ تو "حیات" کِس کو کہتے ہیں۔۔؟

رتابہ بولی زندگی کو۔۔؟

نرگس پیار سے اسے دیکھ کر بولی۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔

پگلی "حیات" تو وہ ہوتی ہے جِسے کبھی موت نہیں آتی۔۔ دیکھو نہ اللّٰہ تعالی کا ایک ایک لفظ ہیرے یا قوت و مرجان سے زیادہ پیارا اور قیمتی اور نصیحتوں سے بھرپور ہے ...

اللّٰہ نے یہ نہیں کہا کہ اِسلام مکمل ضابطہ زندگی ہے بلکہ یوں کہا کہ مکمل ضابطہ "حیات" ہے اور حیاتی تو مرنے کے بعد شروع ہو گی جِسے کبھی موت نہیں آئے گی ...

بیٹی اللّٰہ نے زندگی دی ہے "حیات" کو سنوارنے کے لیئے نہ کہ بگاڑنے کے لیئے تو یہ زندگی بھی بھلا کوئی "حیات" ہے جِسکو موت آ جائے گی... اصل تو وہ "حیات" ہے جِسکو کبھی زوال نہیں کبھی موت نہیں ....

تو زندگی ایسے گزارو کہ "حیات" سنور جائے ...

اور رتابہ زندگی میں تب پہلی بار سمجھی کہ اسلام مکمل ضابطہ "حیات" ہے کا اصل مطلب کیا ہے...!!

اور یہ مشکلات چند سانسوں کی مہلت تک ھیں۔۔۔۔۔

نرگس نے اسے کلمہ پڑھوایا اور پھر دل سے لگا لیا۔۔۔۔۔

کلمہ پڑھ کر رتابہ کی بے قرار اور گھائل روح کو اک عجیب سا سکون ملا۔۔۔۔۔

ساتھ میں وہ نمل کو بھی یاد کرنے لگی۔۔۔۔۔ جسکی دلی خواہش تھی کہ اگر وہ کوئی دین اپناتی ھے تو پھر دین اسلام ہی اپنائے جو مکمل ضابطہ حیات ھے۔۔۔۔۔

ارجع نے سمپل سا رتابہ کو تیار کیا۔۔۔۔

ماشاءاللہ کیا روپ آیا ھے۔۔۔۔

ہائے گیا کام سے آج عضد شاہ۔۔۔۔

ارجع نے اسے دیکھ کر ہاتھ ملے۔۔۔۔

تمھیں پتہ ھے آج تک اس سڑیل کو کوئی بندی نہیں بھاتی تھی۔۔۔

ہزاروں لڑکیاں اسکے پیچھے پڑی ھیں۔۔۔۔۔ لیکن یہ کسی کو گھاس نہیں ڈالتا۔۔۔۔

اتنا مزاج کا اکڑو اور سخت ھے کہ اپنی ناک پر مکھی بیٹھنا بھی گوارا نہیں اس سڑیل کو۔۔۔۔

لیکن تمھیں دیکھ کر دل ہار بیٹھا وہ۔۔۔۔۔

تمھارے طلسماتی حسن نے تو مجھے بھی دیوانہ کر دیا ھے۔۔۔۔۔

رتابہ اسکی بات سن کر مسکرائی۔۔۔۔

وہ دل پر ہاتھ رکھ کر بولی۔۔۔۔

افففففف اللہ یہ جان لیوا مسکراہٹ۔۔۔۔

ارجع کی بات پر اسے نمل یاد آگ ئی۔۔۔۔

میرا دل چاھتا ھے میں تجھے اپنی دیورانی بنالوں۔۔۔۔

ویسے بھی ولی کا چھوٹا بھائی ھے۔۔۔۔

کیا خیال ھے تیرا۔۔۔۔ نمل نے اسے کہنی ماری۔۔۔

تیرے خیال سمیت دیوی انٹی نے تیرا قتل کر دینا ھے۔۔۔۔

تیرے پیار میں یہ بھی منظور ھے میری جان نمل کی ھنسی اسکے کانوں میں گونجی۔۔۔۔۔

اسکے آنسو نکل آئے۔۔۔۔

اررررے یہ کیا تم رو رہی ھو سارا میک اپ خراب ھو جائے گا پلیز ابھی مت رونا۔۔۔۔۔

رتابہ کے آنسو کہاں تھمنے والے تھے۔۔۔۔

پھر اسے وہ منظر بھی یاد آگیا جب نمل اسکی ضد پر شرارہ پہنے باہر آئی۔۔۔۔۔

وہ مذید رو پڑی۔۔۔۔۔

ارجع نے گھبرا کر نرگس کو بلایا لیکن وہ مہمانوں میں مصروف تھیں۔۔۔۔

پلیز یار چپ ھو جاؤ میری ساری محنت کا بیڑہ غرق کر دو گی تم۔۔۔۔۔

عضد مجھے کچا چبا جائے گا کہ میں نے اسکی دلہن کو چڑیل بنا دیا ھے۔۔۔۔

ارجع کے انداز پر وہ روتے روتے مسکرائی۔۔۔

ارجع کو ایسے لگا جیسے دھوپ میں برسات ھو رہی ھو۔۔۔۔۔

ان کی تجلّیوں کا اثر کچھ نہ پوچھیے

وہ میرے سامنے تھے مگر کچھ نہ پوچھیے

از شامِ ہجر تا بہ سحر کچھ نہ پوچھیے

کٹتے ہیں کیسے چار پہر کچھ نہ پوچھیے

ہو ایک راستہ تو کوئی ڈھونڈے انھیں

کتنی ہے ان کی راہگزر کچھ نہ پوچھیے

تنکے وہ نرم نرم سے پھولوں کی چھاؤں میں

کیسا بنا تھا باغ میں گھر کچھ نہ پوچھیے

بس آپ دیکھ جایئے صورت مریض کی

نبضوں کا حال دردِ جگر کچھ نہ پوچھیے

جب چاندنی میں آ کے ہوئے تو وہ مہماں

.....تاروں بھری وہ رات قمر کچھ نہ پوچھیے

جازب کا خوبصورت شاعرانہ انداز اوپر سے تاروں بھری رات۔۔۔۔

سب واہ واہ کر اٹھے۔۔۔۔۔

شاہ جی مسکراتے ھوئے بولے۔۔۔۔

کیا کیا نا کیا تیرے پیار میں ھم نے صنم۔۔۔۔

کبھی دیوانے۔۔۔ کبھی قاتل تو کبھی شاعر بنے ھم۔۔۔۔۔

اسد کا قہقہہ بلند ھوا۔۔۔۔ واہ شاہ جی واہ۔۔۔۔۔

شاہ جی جازب کو افسردہ دیکھ کر بولے۔۔۔۔

میں گیا تھا یار تیری دلربا کے پیچھے۔۔۔۔۔

لیکن وہ لوگ کہیں اور چلے گئے ھیں۔۔۔۔

جازب نیم دراز لیٹا ھوا تھا شاہ جی کی بات سن کر اٹھ بیٹھا۔۔۔

کہاں گئے وہ۔۔۔۔۔

شاہ جی نے کندھے اچکائے مجھے نہیں معلوم۔۔۔

لیکن تو فکر نا کر ڈھونڈنے سے تو خدا بھی مل جاتا ھے۔۔۔۔

اسد بولا۔۔۔

بات اسکو ڈھونڈنے کی نہیں پہلے یہ تو یہ بات دماغ میں بٹھا کہ وہ تجھے قبول نہیں کرے گی۔۔۔

بڑی خوددار اور نڈر لڑکی ھے۔۔۔۔

شاہ جی بولا۔۔۔ کیوں نہیں کریگی قبول کیا کمی ھے میرے شہزادے میں۔۔۔۔۔۔

یار کمی نہیں کوئی اسی بات کا مسئلہ ھے۔۔۔۔۔

شاہ جی اسکا پوائنٹ سمجھ کر ہاں میں سر ہلانے لگا۔۔۔

عامر روتا منہ بنا کر بولا۔۔۔

میرے خواب ریزہ ریزہ۔۔۔۔

جازب نے پاس پڑا گلاس اسے ھنستے ھوئے مارا اس نے فورا کینچ کیا اور گنگنایا۔۔۔

مت رو میرے دل۔۔۔۔

چپ ھو جا ھوا سو ھوا۔۔۔۔

وہ جو پیار میں ھوتا ھے۔۔۔۔۔

اسکی بدھی آواز سنکر شاہ جی نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔

بس کر یار۔۔۔۔

تو جب گنگناتا ھے نا تو ایسے لگتا ھے گدھا ھن ھنا رہا ھے۔۔۔۔

سب کی ھنسی پر عامر نے شاہ جی پر مکوں کی برسات کر دی۔۔۔۔

وہ ھنستا ھوا خود کو بچاتے ھوئے بولا۔۔۔

بس کر یار کھوتے مکے نہیں لاتے مارتے ھیں۔۔۔۔۔۔

عامر بھی ھنس پڑا۔۔۔۔۔۔۔

اِرجع کا ہاتھ تھامے سیڑھیاں اترتی رتابہ پر جب نرگس کی نظر پڑی تو وہ اسے ہکا بکا دیکھتی رہ گئ سرخ لباس میں ہلکے سے میک اپ اور جیولری کے ساتھ دلہن بنی وہ غضب ڈھا رہی تھی نرگس اسکی بلائیں لیتی ھوئ بولی جاؤارجع اسے ڈرائنگ روم لے جاؤمیں آتی ھوں

رتابہ نے مڑکر بھرائ ھوئ آنکھوں سے دیکھا نرگس کی طرف انٹی ایک بار پھر سوچ لیں .....آپ

نرگس نے اسے پیار سے تسلی دیتے ھوئے کہا تم گھبراؤ نہیں میرا فیصلہ کبھی غلط نہیں ھوتا مجھے اپنے بیٹے پر یقین ھے وہ کبھی مجھے مایوس نہیں کرے گا نرگس کی بات سن کر رتابہ نے سر جھکا لیا

ارجع نے ڈرائنگ روم میں لے جا کر اسے عضد شاہ کے ساتھ بٹھایا کمرے میں بلکل خاموشی تھی جو کچھ لمحوں بعد نرگس کی آواز سے ٹوٹی مولوی صاحب نکاح شروع کیجیے .....

مولوی صاحب نے جب نکاح نامے پر رتابہ کا نام لکھنے کے بعد اسکے والد کا نام پوچھا تو اسکا کا دل اچھل کر حلق میں آگیا اسے تو یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ اسکا باپ اس دنیا میں ھے بھی یا نہیں اگر ھے تو کہاں ھے ؟؟؟ حتیٰ کہ وہ اپنے باپ کے نام تک سے ناواقف تھی ...

رتابہ کے کانپتے ہاتھ اور عضد کی سوالیہ نظروں سے نظر چراتے ھوئے نرگس بولی ایاز احمد

.....

ایاز احمد کا نام سن کر عضد کو دھچکا لگا کیونکہ وہ اس شخص کا نام تک لینا گوارا نہیں کرتا تھا اب وہ یہ کیسے گوارا کرتا کہ اسکی زوجیت میں آنے والی لڑکی ایاز احمد کی بیٹی ھے حالانکہ اسے علم تھا کہ ..... وہ ایاز احمد کی بیٹی نہیں پھر بھی اسکا نام سن کر بمشکل اس نے اپنے غصے پر قابو پایا

نکاح میں جب نام پکارا گیا رتابہ کا عضد شاہ کے ساتھ تو نہایت ناگواری اور بے بسی سے اس نے نرگس کی طرف دیکھا مولوی صاحب کے تیسری بار پوچھنے پر بھی اسکی خاموشی نا ٹوٹی تو نرگس کے جڑے ہاتھ دیکھ کر وہ اپنے آنسو حلق میں اتار کر بولا

" قبول.....ھے "

اسکی" قبول ھے "میں اسکا چیختا ھوا انکار گھونگھٹ میں بیٹھی رتابہ کو صاف سنائی دیا اسے یوں لگا ... جیسے بازار میں پڑی وہ کوئی معمولی سی چیز تھی جسے زبردستی خریدار پر سستے داموں بیچا گیا ھو

آج پہلی بار اپنے نام کے ساتھ دو نام ایک ساتھ جڑے سن کر اسکا دل دماغ بلکل کام کرنا چھوڑ گیا اسے اتنا بھی ھوش نا رہا کہ کب اس نے نکاح کے لیئے ہاں کہا کب دستخط کیئے اور کب وہ عضد شاہ کے کمرے میں لائی گئی اور پھولوں کی سیج میں بیٹھے ھوئے اسے آدھی رات گزر چکی تھی ھوش کی دنیا میں وہ تب آئی جب عضد کمرے میں داخل ھو کر اسکے سر پہ کھڑا ھو کر چلایا

..." اٹھو میرے بستر سے"

رتابہ اسکی آواز پر سٹپٹا کر اسے دیکھنے لگی اسکی بڑی بڑی سیاہ آنکھوں میں وہ جھانک کر بولا تم سے کہہ رہا ھوں اٹھو میرے بستر سے اسکے دوسری بار کہنے پر رتابہ اپنی بھاری فراق سنبھال کر اٹھ کھڑی ھوئ

وہ اسے گیٹ کی طرف اشارہ کر کے بولا نکلو میرے کمرے سے باہر.... عضد کی بات سن کر اسکی آنکھیں مذید حیرت سے پھیل گئیں اور وہ سہم کر بولی ککککک کیا مطلب ؟؟؟؟

وہ نہایت نفرت سے دانت چبا کر بولا کیوں تمھیں اردو نہیں آتی کہ اب میں تمھیں کمرے سے باہر جانے کا مطلب بھی سمجھاؤں.... رتابہ اس سے ڈر کر دو قدم پیچھے ہٹی ممم میں باہر کیسے جاسکتی ھوں مہمان ھیں کسی نے.... ابھی اس نے بات پوری ہی نہیں کی تھی کہ وہ اسکی بات کاٹتے ھوئے بولا۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ تمھیں اس کمرے سے دھکے دے کر باہر نکالوں خود نکل جاؤ تو اچھا ھے .... تمھارے لیۓ

شادی کی پہلی رات تھی اور مہمانوں سے گھر بھرا ھوا تھا اسے کچھ سمجھ نا آئ تو کچھ لمحوں بعد وہ .... نہایت بے چارگی سے بولی میں خود نہیں آئ آپکے کمرے میں امی نے یہاں لایا مجھے

..... وہ حقارت بھرے لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر بولا میری ماں ھے وہ تمھاری نہیں

عضد کے غصے سے سہمے ھوئے لہجے میں بولی مجھے معلوم ھے وہ ماں ھے آپکی لیکن میں بھی غیر نہیں آپکی بیوی.....ابھی بیوی کا لفظ اسکے منہ میں ہی تھا کہ عضد نے اسے زوردار تھپڑ دے مارا.....

اچانک چھ فٹ لمبے چوڑے عضد کا تھپڑ پڑتے ہی وہ چکرا کر رہ گ ئی۔۔۔۔۔

نکلو میرے کمرے سے باہر۔۔۔۔۔

وہ چپ چاپ اپنی فراق سنبھالے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔

نرگس نیچے سامان سمیٹ رہی تھی۔۔۔۔

اسے کمرے سے نکلتا دیکھ کر فورا اسکے پاس آئی۔۔۔۔

عضد دروازہ لاک کر چکا تھا۔۔۔

کھولو دروازہ عضد۔۔۔۔

ماں کی آواز سن کر عضد نے گیٹ کھولا۔۔۔۔۔

وہ رتابہ کا ہاتھ پکڑ کر اندر آئی۔۔۔۔۔

یہ کیا بیہودگی ھے۔۔۔۔

باہر کیوں نکالا اسے تم نے۔۔۔۔۔

آپ نے مجھے اسکے ساتھ نکاح کا کہا تھا میں نے کر لیا اب اس سے آگے کی مجھ سے کوئی امید مت رکھی ئے گا۔۔۔۔۔

نکاح کیا ھے نا تو اب نباہ بھی کرنا ھو گا تمھیں۔۔۔ بیوی ھے تمھاری۔۔۔

نہیں مان سکتا میں اسے بیوی۔۔۔۔۔

کیوں نہیں مانو گے تم اسے نرگس غصے سے بولی۔۔۔۔۔۔

آپ اچھی طرح جانتی ھیں مجھے جوٹھا یا کسی اور کا چھوڑا ھوا کھانے کی عادت نہیں۔۔۔۔۔

نرگس اسے روکتی رہی لیکن وہ گھر سے ہی چلا گیا۔۔۔۔۔

رتابہ جب سے اسکے گھر آئی تھی اسے اکیلے سوتے ھوئے ڈر لگتا تھا اب بہت۔۔۔۔۔

وہ ھمیشہ نرگس کے ساتھ سوتی تھی۔۔۔۔۔

آج اسکا کمرہ بلکل خالی تھا۔۔۔۔

اسے اپنے آپ سے بھی خوف آرہا تھا۔۔۔۔۔

ایک طرف پھولوں سے سجا سیج دوسری طرف اسکی خاردار جھاڑیوں جیسی قسمت۔۔۔۔۔

وہ آئینے میں کھڑی خود کو دیکھتی رہی۔۔۔۔۔

پھر اس نے روتے ھوئے

اللہ کو پکارا۔۔۔

اے میرے رب۔۔۔۔

مجھے اک آہ بھرنی ھے۔۔۔

ایک سسکی بس زیادہ نہیں۔۔۔

بس ایک سسکی۔۔۔۔۔

جس میں میرے اندر کے درد کا سارا سرطان نچڑ آئے۔۔۔۔

بس ایک بار مجھے پوری قوت سے کراہنا ھے۔۔۔

ہر اس درد پہ جسے میں چپ چاپ پی گ ئی۔۔۔۔

اور ہر اس در پر جہاں سے میں ٹھکرائی گ ئی۔۔۔۔۔

مجھے اک آخری بار رونا ھے۔۔۔

پھر کبھی نا رونے کیلئے۔۔۔۔

اس زندگی کے اجڑے باغیچے کی زبوں حالی پہ۔۔۔۔

اپنی ذلت کے بدلتے رنگوں پہ۔۔۔۔

ان خشک آنکھوں کی حسرت پہ۔۔۔۔

ان پھٹی ایڑیوں سے رستے خون پہ۔۔۔

اور تیری اس عطا کردہ زندگی پہ۔۔۔۔

اور ہاں اس قسمت پہ۔۔۔۔

بس ایک آہ بھرنی ھے۔۔۔

درد اور رسوائی کے اس تماشے پہ۔۔۔۔۔۔۔

اے میرے رب۔۔۔۔

بس ایک بار کرا ہنا ھے۔۔۔۔

اپنے اندر کے کربناک درد سے اسکی آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری تھے۔۔۔۔

کون تھا اسکا کوئی بھی نہیں سوا اس پاک ذات کے جس نے اسے پیدا کیا۔۔۔۔

عضد صبح فجر کی نماز کے بعد گھر واپس آیا۔۔۔۔۔

بکھرے ھوئے بال روئی روئی آنکھیں۔۔۔۔

تھکا ہارا وجود۔۔۔۔۔

نرگس اسے اپنے کمرے میں لے گ ئی۔۔۔۔

ناراض ھے مجھ سے۔۔۔۔

وہ خاموش رہا۔۔۔۔

کہنا چاھتے ھو کچھ بولو کیا کہنا ھے۔۔۔۔

وہ ماں کو دیکھنے لگا بڑی بڑی سیاہ آنکھوں میں درد کی سرخی صاف دکھائی دے رہی تھی۔۔۔

نرگس سمجھ گ ئی وہ کیا کہنا چاہ رہا تھا۔۔۔

میں جانتی ھوں تم دکھی ھو میرے اس فیصلے سے لیکن دل تم نے میرا بھی توڑا ھے۔۔۔۔۔

نرگس اپنے بے اولاد ھونے کا درد اپنے لہجے میں سمو کر بولی۔۔۔۔

تم نے مجھے آج پہلی بار طعنہ دیا ھے کہ تم میرے اپنے بیٹے نہیں۔۔۔۔

مانا میں نے تمھیں اپنی کوکھ سے جنم نہیں دیا لیکن خون تم میرا ہی ھو۔۔۔۔۔

بھائی اور بھابھی کے انتقال کے بعد میں نے تمھیں ماں اور باپ بنکر پالا ھے۔۔۔۔

عضد تھکن بھرے لہجے میں بولا۔۔۔۔

آج آپ نے مجھ سے پالنے کا حق وصول کر لیا ھے۔۔۔۔

نرگس کو اپنے سینے میں چبھن سی محسوس ھوئی۔۔۔۔

بچپن سے آج تک ھزاروں جائز نا جائز خواہشات پوری کیں میں نے تیری۔۔۔اگر آج تجھ سے اپنی اک خواہش منوالی تو تم نے مجھے پل بھر میں غیر بنا دیا۔۔۔۔

میں نے کب کہا کہ آپ غیر ھیں امی۔۔۔۔ لیکن آپ نے جو مجھے بے اعتمادی کی سولی پر لٹکایا ھے نا وہ مجھ سے برداشت نہیں ھو رہا۔۔۔۔۔

مجھے تجھ پہ خود سے زیادہ اعتبار ھے۔۔۔۔

نہیں امی نہیں ھے اعتبار آپکو مجھ پر نا اپنی پرورش پر۔۔۔

ایسے نا بول میرے بچے مجھے ناز ھے اپنی پرورش پر۔۔۔۔۔

تو پھر آپ نے محض اک شک کی بنیاد پر کیوں میری زندگی داؤ پر لگا دی۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا مجھے اتنا بھی حق نہیں کہ تیری زندگی کا فیصلہ کرتی۔۔۔۔

حق ھے آپکو۔۔۔آپ نے مجھے زندگی دی ھے آپ جان بھی مانگیں مجھے انکار نہیں۔۔۔۔۔۔

لیکن۔۔۔۔۔

لیکن کیا۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔۔آپ نہیں سمجھ سکتیں۔۔۔۔۔۔۔

میں سمجھ نہیں سکتی یا یہ کہنا چاھتے ھو کہ میں نے غلط سمجھا اور غلط کیا تمھارے ساتھ۔۔۔۔۔۔

وہ چپ چاپ نرگس کو بس شکوہ کناں نگاھوں سے تکتا رہا۔۔۔۔۔

اسکی بے چینی اور اداسی نرگس کو بھی اداس کر گ ئی۔۔۔۔

عضد بیٹا کسی کو اتنا بدتر سمجھ کر کبھی مت چھوڑنا۔۔۔

ایسا نا ھو کل کسی بدترین کا ساتھ ملنے پر تمھیں بدتر بھی بہترین لگنے لگے۔۔۔۔۔

نرگس عضد کے کمرے میں آئی۔۔۔۔

رتابہ فرش پر پڑی اسطرح سو رہی تھی جیسے کوئی شیشہ ٹوٹ کر چکنا چور ھو جاتا ھے۔۔۔

نرگس اسکے پاس بیٹھی تو وہ اٹھ گ ئی۔۔۔۔

نرگس نے بغور اسکا چہرہ دیکھا آنسو اور تھپڑ کے نشان جمے ھوئے تھے اسکے گالوں پر۔۔۔۔

عضد کی جگہ میں تم سے معافی مانگتی ھوں اس نے پر ہاتھ اٹھایا۔۔۔۔

انٹی میرے نصیبوں میں دھتکار اور مار ہی لکھی ھے۔۔۔یہ کوئی ن ئی بات نہیں۔۔۔۔

ابھی کچھ مہمان ھیں گھر میں تم تھوڑا تیار ھو کر باہر آنا۔۔۔۔

اور میک اپ ذرا ڈارک کر لینا تاکہ یہ تپھڑ کا نشان چھپ جائے۔۔۔۔

انٹی مجھے میک اپ کرنا نہیں آتا۔۔۔۔

انٹی نہیں امی بولا کرو مجھے۔۔۔۔

رتابہ نے حسرت سے دیکھا نرگس کی طرف۔۔۔

جس ذات کو جس رشتے کو اس نے کبھی محسوس ہی نہیں کیا تھا وہ نام زبان پر کیسے لاتی۔۔۔۔

تم کپڑے بدل لو میں کچھ دیر میں آتی ھوں خود تیار کر لو نگی میں تمھیں۔۔۔۔

جازب کو پریشان کھڑا دیکھ کر اسد اسکے پاس آیا۔۔۔

تم بھول کیوں نہیں جاتے اس حادثے کو۔۔۔۔

یار حادثہ نہیں میری غلطی تھی وہ بہت بڑی غلطی۔۔۔

چلو غلطی ہی سہی پر جینے کیلئے سب کچھ بھولنا تو ھوگا نا۔۔۔۔

اسطرح خود کو روگ لگانے سے تو کچھ حاصل نہیں ھوگا۔۔۔۔

انسان خطا کا پتلہ ھے خطائیں ھوتی ھیں لیکن ہر خطا پر انسان خود کو سزا دینا شروع کر دے تو اسکا یہی مطلب نکلتا ھے کہ وہ رب کے غفور و رحیم ھونے سے مایوس ھے۔۔۔۔

یار کچھ غلطیوں کی نا معافی ھوتی ھے تلافی۔۔۔

بس آنے والے وقت میں اسکا خمیازہ بھگتنا پڑتا ھے۔۔۔۔۔

اسد بہت گھمبیر لہجے میں بولا۔۔۔۔

ایسی کوئی خطا نہیں جسکی تلافی یا معافی ممکن نا ھو سوا شرک کے۔۔۔۔

اگر تجھے غلطی کرنے کا موقعہ ملا تو یاد رکھ پھر زندگی تجھے اسکی تلافی کا موقع بھی ضرور دے گی۔۔۔

بس وہ موقع ہاتھ سے جانے مت دینا۔۔۔۔

جازب نے سگریٹ کا کش لے کر گہری سانس لی۔۔۔

یار نا قابل معافی گناہ ھی تو ھو گیا مجھ سے اسکی محبت میں۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ سبز رنگ کے لباس سے تیز میک اپ کے ساتھ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔

جازب کسی کام سے اندر آیا تو پل بھر اسکے سراپے پر اسکی نگاہ بھی ٹھہر سی گ ئی۔۔۔۔۔

رتابہ اسے دیکھ کر فورا کمرے سے باہر چلی گ ئی کہ کہیں وہ پھر سے اس پر غصہ نا ھو۔۔۔۔۔

مہمان سارے شام ھوتے ہی چلے گ ئے۔۔۔۔۔

نرگس نے عضد کو پاس بلایا۔۔۔۔

تم نے اس پر ہاتھ کیوں اٹھایا۔۔۔۔

وہ سر جھکائے بیٹھا۔۔۔۔۔

عضد اپنے زعم کے بتوں سے باہر نکل کر خدا کی مخلوق پر رحم کرنا سیکھو۔۔۔۔ کسی پر اختیار پا کر اسے ذلیل اور رسوا مت کرو۔۔۔۔

رب کی ذات بہت بے نیاز ھے میرے بچے۔۔۔۔۔وہ ھمارے ہر عمل کا حساب رکھتا ھے۔۔۔

اسکی خلقت کو خلوص اور شفقت سے نوازو۔۔۔تاکہ اسکی رحمتوں سے نوازے جاؤ۔۔۔۔۔

امی آپکے لی ئے یہ سب بہت آسان ھے میرے لی ئے نہیں۔۔۔۔۔۔

وہ اٹھ کر جانے لگا۔۔۔۔

بیٹا وہ بے قصور ھے۔۔۔۔

امی قصور وار میں بھی نہیں تھا جو گناہ کی پوٹلی آپ نے میرے سر لاد دی۔۔۔۔

اسے ایک بار میری نظر سے دیکھ تو سہی بیٹا وہ ہیرا ھے وقتی سیاہی سے سیاہ ھے اسے پیار محبت سے تراش کر تو دیکھو۔۔۔

وہ تمھارا جیون بھی انمول کر دیگی۔۔۔۔

امی کوئی مول نہیں ھوتا ایسے ہیرے کا جس ھیرے میں دراڑ ھو وہ ستائی شی نظروں کا نہیں بلکہ طنز اور مزاح کا شکار بن جاتا ھے تراشنے والے کیلی ئے۔۔۔۔

انٹی انٹی کہاں ھیں آپ۔۔۔

ارجع کسی کام سے انکے گھر آئی۔۔۔

رتابہ کو دیکھ کر نرگس سے بولی انٹی مجھے بوتیک جانا ھے۔۔۔

رات 12 بجے کی میری فلائی یٹ ھے۔۔۔

پاپا اکیلے اس ٹائم نہیں جانے دے رہے آپ چلیں نا میرے ساتھ پلیززززززز۔۔۔۔

میں تھک گ ئی ھوں بیٹا بہت تم رتابہ کو لے جاؤ۔۔۔۔

ھیں۔۔۔۔۔۔ن ئی نویلی دلہن کو لے جاؤں وہ بھی اسکے دلہا سے پوچھے بغیر۔۔۔۔۔

اسکی اجازت کی ضرورت نہیں تم لے جاؤ۔۔۔۔

وہ نرگس کے گلے سے لگی۔۔۔

شکریہ انٹی۔۔۔

لیکن اس سڑیل نے مجھے کچھ کہا تو۔۔۔۔

نرگس ھنس پڑی۔۔۔

کچھ نہیں کہتا میں ھوں نا۔۔۔۔

ارجع خوشی خوشی اسے ساتھ لے گ ئی۔۔۔۔

راستے میں اس نے کافی باتیں کیں رتابہ اسکے سوالوں پر صرف ہاں اور مسکرانے میں اکتفا کر سکی۔۔۔۔

بوتیک پہنچ کر ارجع اپنی شاپنگ میں مصروف ھو گ ئی۔۔۔۔

ارجع نے ایک دو بار اسے بلایا لیکن اس نے منع کر دیا اور صوفے پر بیٹھ گ ئی۔۔۔۔

اتنی چمک دمک والی باہر کی دنیا بھی اسکی اداسی نا کم کر سکی۔۔۔۔

وہ گہری سوچوں میں گم تھی۔۔۔۔

جب کسی جانی پہچانی آواز نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔۔۔

بختی۔۔۔۔ تم یہاں۔۔۔۔۔۔۔

زارا کو سامنے دیکھ کر وہ بوکھلا کر کھڑی ھوئی۔۔۔۔۔

کہاں چلی گ ئی تم۔۔۔۔ سب کچھ اسطرح چھوڑ کر۔۔۔

جانتی ھو کتنا پریشان رہی میں کتنا ڈھونڈا تمھیں۔۔۔۔۔

آس پاس کے لوگ بھی زارا کا غصہ دیکھ کر انکی طرف متوجہ ھوئے۔۔۔۔۔

بختی نے پاس آتی ارجع کی طرف دیکھ کر ہاتھ جوڑے زارا کے آگے پلیز آپی۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ۔۔۔۔ یار تمھارے لی ئے کچھ لوں۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔

ہاں بھ ئی اب تمھیں ھماری کہاں ضرورت اب تو عضد صاحب کا جیب ھلکا کرو گی تم۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ بمشکل مسکرائی۔۔۔۔۔۔

چلو ٹھیک ھے پھر آدھا گھنٹہ لگے گا پھر گھر چلتے ھیں۔۔۔۔

ارجع پھر سے شاپنگ میں مصروف ھو گ ئی۔۔۔۔

زارا اسے سیکنڈ فلور پر لے گ ئی۔۔۔۔

بتاؤ مجھے اب یہ لڑکی کون تھی اور عضد کون ھے؟؟

اور یہ بختی سے رتابہ کا کیا چکر ھے۔۔۔۔۔۔

بختی بیتے ھوئے چند دنوں کے واقعے سے لرز گ ئی۔۔۔۔۔

پلیز بتاؤ مجھے کیا ھوا تھا کیوں بھاگی تم میرے گھر سے۔۔۔

اور خون سے بھرے کپڑے کس کے تھے۔۔۔۔۔۔ جلدی بتاؤ ورنہ میں تمھیں پولیس کے حوالے کر دونگی۔۔۔۔۔

زارا کی دھمکی سن کر بختی رو پڑی۔۔۔

بختی رونا بعد میں پہلے مجھے سچ سچ بتاؤ کیا ھوا تھا اس رات۔۔۔۔۔

کون تھا میرے گھر میں تمھارے ساتھ۔۔۔۔

بد بخت کے ساتھ اسکی بد بختی کے علاوہ کون ھو سکتا ھے۔۔۔۔۔

آپ نے جب مجھے گیٹ پر اتارا تو میں لاک کھول کر اندر گ ئی۔۔۔

لائی ٹ نہیں تھی۔۔۔۔

وہ اپنی بے بسی کی کہانی سنانے لگی۔۔۔۔

افففف اللہ لائی ٹ نہیں اتنا اندھیرا دیکھ کر بختی نے کینڈل اسٹینڈ ڈھونڈ کر روشنی کی۔۔۔۔۔

پھر کمرے میں جا کر اپنا بھاری فراق اتارا اور کپڑے بدل کر جیسے ہی بیڈ پر لیٹی اسے اپنے ساتھ کسی کی موجوگی کا احساس ھوا۔۔۔۔

وہ یک دم اٹھی۔۔۔۔۔

کسی نے اسے کھینچا۔۔۔۔۔

شششششش۔۔۔۔۔

اندھیرے میں وہ دیکھ نا پائی کون ھے؟؟

اپنا بازو چھڑا کر وہ باہر کیطرف بھاگی تو کینڈل اسٹینڈ فرش پر جا گرا۔۔۔۔۔

اندھیرے میں وہ صوفے سے ٹکرائی تو منہ کے بل جا گری۔۔۔۔۔

گھٹنے میں چوٹ لگنے سے وہ اٹھ نا سکی۔۔۔۔۔

اور بہت آرم سے شکار کرنے والے کے ہاتھ لگ گ ئی۔۔۔۔۔

وہ کون تھا اور کیا کرنا چاہتا تھا بختی کو نہیں معلوم تھا۔۔۔۔

ککککووون ھو تم۔۔۔۔۔۔۔

اس شخص نے بجھتی ھوئی ایک موم بتی کی روشنی میں اک جھلک اسے دیکھا تو ھوش میں نا رہا۔۔۔۔۔

وہ اسکی ساگر جیسی گہری آنکھوں میں ڈوب گیا۔۔۔۔۔

بختی اسے نا دیکھ سکی۔۔۔۔

وہ اپنے طاقت کے نشے میں کمزور سی بختی پر ٹوٹ پڑا۔۔۔۔۔

بختی بہت چلائی بہت واسطے دی ئے لیکن بادلوں کی دل دہلا دینے والی گرج چمک نے اسکی ساری گزارشیں اسکی التجائیں نگل لیں اس ظالم شخص کیطرح جو اپنی گندی نیت کی آگ میں اسے جھلسا رہا تھا۔۔۔۔

بختی ہاتھ پاؤں مار مار کر بھی تھک گ ئی۔۔

لیکن اس پر نا تقدیر کو رحم آیا نا اپنی ھوس کا نشانا بنانے والے کو۔۔۔

بختی ایسے تڑپ رہی تھی جیسے کوئی زندہ جانور کی کھال اتارتا ھے۔۔۔۔۔

چند لمحوں میں ہی وہ اسکی حیا کے سارے پردے گرا کر اسکی معصومیت سے کھیل چکا تھا۔۔۔

باہر اور مردوں کی آواز سن کر وہ مذید دہشت زدہ ھوئی اس نے جان چھڑانی چاہی پر اس انجان شخص کا دباؤ مذید بڑھا اس پر۔۔۔۔۔

اس نے ایک ہاتھ بختی کے منہ پر رکھا۔۔۔

بختی نے اپنی ھمت جمع کی اور اسے دھکا دے کر پیچھے ہٹایا۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اس پر دوبارہ غلبہ پاتا بختی نے کینڈل اسٹینڈ اسکے سر پر دے مارا۔۔۔۔۔

بادلوں کی چمک سے اسکے چہرے کے نقوش ہلکے سے واضح ھوئے۔۔۔۔

اسکے سر سے بہتا خون دیکھ کر بختی اپنے گرد چادر لپیٹ کر وہاں سے بھاگی۔۔۔۔

اپنی عزت پامال ھوتی دیکھ کر وہ اپنے درد بھول گ ئی۔۔۔۔

اسے یاد رہا تو بس اتنا کہ اس نے دوسروں اندر آنے والوں سے اپنی عزت بچانی ھے۔۔۔۔

لیکن مین گیٹ سے بھاگتے ھوئے اسے دیکھ لیا انہوں نے وہ بھی بھاگے اسکے پیچھے۔۔۔۔۔۔۔

وہ تیز طوفانی بارش میں سرپٹ بھاگی۔۔۔

زارا کو سارا قصہ سناتے ھوئے اسکے آنسو اس وقت بھی اذیت سے بہہ رھے تھے۔۔۔

زارا بھی نا روک سکی اپنے آنسو۔۔۔۔

اس نے بختی کو گلے سے لگا کر چپ کروایا۔۔۔۔۔

کاش میں تمھیں اسوقت ساتھ لے جاتی۔۔۔

تو یہ سب نا ھوتا تمھارے ساتھ۔۔۔۔

تم پہچانتی ھو کون تھے وہ لوگ۔۔۔۔

نہیں بس اتنا جانتی ھوں انسان کے روپ میں حیوان تھے۔۔۔۔

پھر تم کہاں گ ئی بھاگ کر۔۔۔۔۔۔۔

روڈ پر ہی کچھ مرد آپس میں لڑ رھے تھے۔۔۔۔

میں نے جلدی سے بھاگ کر اسوقت ایک گاڑی میں پناہ لی۔۔۔۔۔

کس کے پاس ھو اب تم۔۔۔۔۔

جسکی گاڑی میں پناہ لی تھی اسکی پناہ میں ھوں اب۔۔۔۔

کون ھے وہ؟؟

میرا شوہر عضد شاہ۔۔۔۔

کیا۔۔۔۔۔۔۔زارا کو حیرت کا دھچکا لگا۔۔۔

تم نے شادی کر لی۔۔۔۔۔

کب کیسے؟؟

اللہ کو رحم آگیا مجھ پر اس نے مجھے ایسے گھرانے میں بھیجا جہاں مجھے ماں جیسی نرگس انٹی ملی۔۔۔۔۔

عضد انہی کا بیٹا ھے۔۔۔

زارا بہت خوش ھوئی۔۔

کیا میں مل سکتی ھوں ان سے اور تمھارے شوہر سے ؟؟

نہیں زارا آپی ابھی نہیں۔۔۔۔

چلو ٹھیک ھے تمھیں جب بھی میری ضرورت پڑے آجانا میرے پاس۔۔۔

اسی بوتیک کے پیچھے میرا پارلر ھے۔۔۔۔۔

عضد کے ساتھ نکاح ھوئے اسے دو ماہ گزر گئے تھے۔۔۔۔

عضد سے مکمل طور پر اسکی علیحدگی تھی وہ نرگس کے ساتھ سوتی تھی۔۔۔

اور عضد کو وہ ایک آنکھ نا بھاتی۔۔۔۔

غلطی سے بھی وہ اسکے سامنے آجاتی تو عضد کے غیظ و غضب کا شکار ھوتی۔۔۔۔۔

ھمدانی انٹر پرائی ز میں عضد کی جاب لگ چکی تھی۔۔۔۔

وہ اس ن ئی جاب کیوجہ سے بہت مصروف رہتا تھا۔۔۔

نرگس اسے سمجھا سمجھا کر تھک چکی تھی پر وہ ٹس سے مس نہیں ھوتا تھا۔۔۔۔

ایک دن باس کیساتھ آفس سے کسی کام سے جاتے ھوئے گاڑی خراب ھوگ ئی راستے میں۔۔۔۔

وہاں سے عضد کا گھر قریب تھا۔۔۔۔

گرمی بہت شدید تھی۔۔۔۔

وہ باس کے کہنے پر ان کو اپنے گھر لے گیا۔۔۔۔۔

نرگس سے ملکر ھمدانی صاحب بہت خوش ھوئے۔۔۔۔

اور عضد کی بہت تعریف کی۔۔۔۔

عضد انکی گاڑی مکینک کے پاس لے کر گیا ھوا تھا۔۔۔۔

ھمدانی صاحب باتوں میں مصروف تھے جب رتابہ چائے کی ٹرالی مختلف لوازمات سے بھر کر لائی۔۔۔

اندر آتے ہی اس نے پہلے سلام کیا۔۔۔۔۔

ھمدانی نے سلام کا جواب دیا۔۔۔

یہ بیٹی ھیں آپکی۔۔۔۔

نرگس نے بہت پیار سے کہا۔۔۔

جی میری بیٹی جیسی بہو ھے۔۔۔۔

ھمدانی کو سن کر تھوڑا تعجب ھوا۔۔۔

عضد میر ڈھے۔۔۔اس نے کبھی بتایا نہیں مجھے۔۔۔۔۔

رتابہ نے انکو چائے پکڑائی۔۔۔۔

ایک عجیب سی کشش نے ھمدانی کو رتابہ کی طرف کھینچا۔۔۔۔

وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دینے لگے۔۔۔۔

اور ساتھ ہی اپنے وائی لٹ سے ہزار ہزار کے نوٹ اسکے سامنے رکھے۔۔۔۔

بیٹا یہ میری طرف سے شادی کا کوئی تحفہ لے لینا۔۔۔۔۔

نرگس اور رتابہ کے انکار پر بھی انہوں نے زردستی پیسے دی ئے۔۔۔۔

یہ تو بہت کم ھیں آپکی اس پیاری سی بچی کیلی ئے۔۔۔۔

بارہ ہزار کی رقم تھی وہ۔۔۔۔

کچھ دیر میں عضد اپنی کار لے آیا۔۔۔

ھمدانی اسکی پیٹھ تھپتھپا کر بولے۔۔۔ماشاللہ بہت مہذب فیملی سے ھو۔۔۔

بہت خوشی ھوئی مجھے تمھاری امی اور بیوی سے ملکر۔۔۔ جاتے جاتے انہوں نے ایک بار پھر پلٹ کر رتابہ کو دیکھا۔۔۔

اور اللہ حافظ کہہ کر عضد کیساتھ چلے گئے۔۔۔۔

عضد۔۔۔

جی سر۔۔۔۔

یار تمھارا گھر بہت دور ھے آفس سے۔۔۔

کہیں قریب کسی سوسائٹی میں لو گھر۔۔۔

سر قریب کی سوسائٹیز میں گھر افورڈ نہیں کر سکتا میں۔۔۔

اور فلیٹس میں رہنا امی کو پسند نہیں۔۔۔

عضد کی پروموشن ھوگئی تھی وہ بہت خوش تھا۔۔۔

پروموشن کیساتھ اسے آفس کیطرف سے نیا گھر بھی ملا جو اچھا خاصا خوبصورت اور بڑا تھا۔۔۔

ھمدانی سر نے اپنے گھر میں ایک پارٹی رکھی۔۔۔۔۔

جس میں عضد کو اسکی فیملی کیساتھ آنے کا حکم ملا تھا۔۔۔

نرگس کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔۔۔اس نے جانے سے انکار کر دیا۔۔۔۔

اب مجبوراً رتابہ کو ہی ساتھ لے جانا پڑا اسے۔۔۔

نرگس نے بڑی خوشی سے اسے اپنے ہاتھوں سے تیار کیا۔۔۔۔

ہلکے سے میک اپ اور ڈارک پنک لپ اسٹک کے ساتھ آسمانی کلر کا جوڑا اس پر بہت جچ رہا تھا۔۔۔

عضد گاڑی میں بیٹھا اسکا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

وہ چلتی ھوئی گاڑی کے قریب آئی۔۔۔

تو عضد نے پیچھے والا گیٹ کھولا۔۔۔

وہ اسے اپنے ساتھ بٹھانے پر تیار نہیں تھا۔۔۔

رتابہ چپ چاپ بیٹھ گئی۔۔۔

عضد کی نظر ویومر میں نظر آتی رتابہ پر پڑی تو بار بار رتابہ کو دیکھنے سے وہ خود کو روک نا سکا۔۔۔۔۔

پارٹی میں پہنچ کر بھی اسکی نظر جب جب پڑتی رتابہ پر اسکا دل دھڑک سا جاتا۔۔۔۔

ابھی بھی وہ رتابہ کو غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ اتنے لوگوں میں اسے بہت پر اعتماد لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

بہت طریقے اور سلیقے سے وہ سب سے بات کر رہی تھی۔۔۔۔۔

عضد اسے دیکھ کر حیران تھا کہ یہ وہی رتابہ ھے جو ہر وقت اس سے ڈری سہمی رہتی ھے۔۔۔۔۔

عضد۔۔۔۔ایک مانوس سی آواز پر وہ پلٹا تو سامنے اسکا دوست اسود تھا۔۔۔

اررررے یار تو۔۔۔۔۔۔

what a pleasant surprize.....

دنوں زور سے گلے لگے۔۔۔۔

تو یہاں کیسے یار۔۔۔۔۔

اسود بولا بس یار پاپا کے دوست ھیں ھمدانی انکل۔۔۔

پاپا لے آئے ساتھ۔۔۔

تو سنا کہاں غائب تھا۔۔۔۔

عضد سوفٹ ڈرنک کا سپ لے کر بولا۔۔۔۔

میں نہیں۔۔۔

تو غائب تھا۔۔۔۔۔

میں تھا دو دن ہوئے پاکستان آیا UK چل رہے تھے۔۔۔۔ Final exams ہاں یار ہوں۔۔۔۔

انٹی کیسی ہیں۔۔۔۔

ٹھیک ہیں یار۔۔۔۔

چل میں آتا ہوں کل گھر شام کو۔۔۔۔

وہ کچھ دیر اِدھر اُدھر کی باتوں میں لگے رہے۔۔۔۔

ہمدانی اور اسود کے پاپا ان کے پاس آئے۔۔۔

عضد بڑے پرتپاک سے ان سے ملا۔۔۔۔

ہمدانی عضد کی تعریف کرنے لگا۔۔۔۔۔

اسود عضد کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔۔۔

ھیں جو آپ نہیں جانتے۔۔۔۔۔ qualities انکل اس میں اور بھی بہت سی

ھمدانی سر ھنسے اچھاااا کچھ سے تو میں واقف ھوں۔۔۔۔ کچھ تم بتا دو۔۔۔۔

انکل آپ نے پارٹی میں کوئی میوزک وغیرہ کا انتظام نہیں کیا۔۔۔۔۔

نہیں بیٹا میں یہاں کسی میوزیشن یا سنگر کو نہیں جانتا۔۔۔۔

ارے انکل سنگر تو آپکے سامنے ھے۔۔۔اسود عضد کو دیکھ کر بولا۔۔۔

عضد نے زور سے اسکے شوز پر شوز مارا۔۔۔۔

وہ کراہ کر رہ گیا پر مسکرایا۔۔۔

تم گا لیتے ھو اچھا ھمدانی اسود کو دیکھ کر بولا۔۔۔۔

اررررے نہیں انکل میں نے گانا گایا تو سارے مہمان آپکے بھاگ جائیں گے۔۔۔

میں تو اس موصوف کی بات کر رہا ھوں جسکے گن آپ گا رھے ھیں۔۔۔۔

عضد کے انکار کے باوجود ھمدانی نے تالی بجا کر سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔۔

اور عضد سے گانے کو کہا۔۔۔۔

رتابہ لیڈیز کے ساتھ عضد سے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی۔۔۔۔۔

اس نے حیرانی سے عضد کو دیکھا جو چاند کی روشنی میں اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

عضد کی آواز پوری محفل میں گونجی۔۔۔۔۔

رات کی ہتھیلی پر چاند جگمگاتا ھے۔۔۔۔۔۔

سب نے تالیاں بجا کر ویلکم کیا۔۔۔

تالیاں تھمنے پر اسکی آواز پھر گونجی۔۔۔۔

رات کی ہتھیلی پر چاند جگمگاتا ھے۔۔۔

اسکی نرم کرنوں میں تم کو دیکھتا ھوں تو دل دھڑک سا جاتا ھے۔۔۔۔

تم کہاں سے آئی ھو

کس نگر کو جاؤ گی

سوچتا ھوں میں حیراں۔۔۔

چاند جیسا یہ چہرہ

رات جیسی یہ زلفیں

ہیں جگا ہیں سو ارماں

ایک نشہ سا آنکھوں میں

دھیرے دھیرے چھاتا ھے

رات کی ہتھیلی پر چاند جگمگاتا ہے

اس کی نرم کرنوں میں تم کو دیکھتا ہوں تو

دل دھڑک سا جاتا ہے۔۔۔۔

رتابہ ایک ٹک اسے مبہوت ھو کر دیکھتی رہی۔۔۔۔۔

جیسے ہی گانا ختم ھوا تالیوں کی زوردار گونج چاروں طرف گونجی۔۔

اس نے سر جھکا کر سب کا شکریہ ادا کیا۔۔۔

اسود کو ماما کی کال آئی تو وہ انکی طبیعت کی خرابی سن کر عضد سے معذرت کرتا وہاں سے چل دیا۔۔۔

سب کھانا کھا کر جا چکے تھے۔۔۔

بس عضد اور کچھ سینئر آفیسرز رہ گئے تھے۔۔۔

عضد اپنے سینئر آفیسرز کی فیملی کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا جب اچانک رتابہ چکرا کر گر گئی۔۔۔

اسکے ساتھ کھڑی مسز عزیز نے اسے سنبھالا۔۔۔

وہ جلدی سے اسکے پاس آیا۔۔۔

اسکے منہ پر پانی پھینکا۔۔۔۔

وہ ھوش میں آئی کچھ کچھ ۔۔۔

عضد اسے سہارا دینے کیلی ئے آگے بڑھا۔۔۔۔۔

تو اسکے چھوتے ہی رتابہ کے جسم میں بجلی سی کوندی۔۔۔۔

عضد نے اسے کرسی پر بٹھایا۔۔۔

وہاں مسز عزیز مسکرا کر بولی بیٹا اسے ھوسپٹل لے جاؤ۔۔۔

عضد انکے مسکرانے پر حیران ھوا۔۔۔

پریشان مت ھو ایسی حالت میں اکثر ھو جاتا ھے۔۔۔۔

عضد اور رتابہ دونوں کو سمجھ نا آئی وہ کیا کہنا چاہ رہی تھیں۔۔۔

وہ جانے کیلی ئے اٹھی تو اسکی ھمت نہیں ھو رہی تھی اٹھنے کی۔۔۔۔

عضد نے مروتاً اسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔۔

رتابہ نے اپنے کانپتا ھوا سر دہاتھ عضد کے ہاتھ میں دیا۔۔۔

عضد نے مضبوطی سے اسکا ہاتھ تھاما۔۔۔

وہ لڑکھڑا کر چند قدم چلی۔۔۔۔

مسز ھمدانی اور مسز عزیز دونوں ایک ساتھ بولیں بیٹا اٹھالو اسے نہیں چل پا رہی وہ گر جائے گی۔۔۔۔۔

عضد نے گھور کر کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔

پھر اسے اپنی بانہوں میں اٹھا کر گاڑی میں اسے آگے بٹھایا۔۔۔

اور سیدھا ھوسپٹل آیا۔۔۔۔

وہاں بھی اسے رتابہ کو اٹھانا پڑا۔۔۔۔

وہ دانت کچکچا کر بولا۔۔۔

کیا عذاب گلے پڑا ھے میرے۔۔۔۔

ایمرجنسی میں اسے ڈرپ لگی بی پی اور شوگر بہت کم تھا اسوقت۔۔۔

ڈاکٹرز نے کچھ فوری ٹیسٹ لی ئے۔۔۔۔

اور رپورٹس لے کر عضد کے پاس آئی ایک لیڈی ڈاکٹر۔۔۔۔۔

مسٹر عضد مبارک ھو آپکو۔۔۔

آپ باپ بننے والے ھیں۔۔۔۔

ھے۔۔۔۔۔ wife pregnant آپکی

ڈاکٹر کی بات سن کر رتابہ اور عضد دونوں ایسے حیرانی سے دیکھنے لگے جیسے ان دونوں کے سر پر بم پھٹا ہو۔۔۔۔۔۔

رتابہ کی تو سانسیں رکنے لگیں۔۔۔۔۔

عضد کا دل چاہا کہ وہ اسے جان سے مار دے۔۔۔

ان دونوں کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر ڈاکٹر نے پوچھا۔۔۔۔

کیا ہوا ہے خیریت تو ہے نا۔۔۔

آپ تو ایسا ری ایکٹ کر رہے ہیں جیسے کوئی بڑی عجیب بات کر دی ہے میں نے۔۔۔۔۔۔

عضد لمبے لمبے قدموں کے ڈگ بھرتا وہاں سے باہر چلا گیا۔۔۔۔

رتابہ کی تو آواز ہی نہیں نکل رہی تھی۔۔۔۔

وہ کیا کہتی۔۔۔۔

ڈاکٹر اس کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

رتابہ سر جھکا کر بولی۔۔۔۔

میڈم دراصل ان کو بچے بالکل پسند نہیں اس لیے یہ ایسا کر رھے ھیں۔۔۔۔

تو کیا اب تم ابارشن کرواؤ گی۔۔۔

قتل کرو گی اس معصوم سی جان کا۔۔۔۔

وہ خاموش رہی اور دل میں سوچنے لگی کہ اس نے ابھی تک مجھے قبول نہیں کیا تو بچے کو کیسے قبول کریگا۔۔۔۔۔

ڈاکٹر کی آواز پر وہ چونکی۔۔۔۔۔ کیا سوچ رہی ہیں آپ؟

سمجھائیں اپنے شوہر کو بہت بڑا گناہ ھے یہ۔۔۔۔

رتابہ سر ہاں میں ہلا کر چپ چاپ اٹھی۔۔۔۔

اور بہت مشکل سے خود کو سنبھالتے ہوئے عضد کی گاڑی کے پاس آئی۔۔۔۔۔

وہ وہاں موجود نہیں تھا گاڑی بھی لاک تھی اور زیادہ گھبرا گئی اور ادھر ادھر نظریں دوڑا کر اسے ڈھونڈنے لگی۔۔۔۔۔

وہ کہیں نظر نا آیا۔۔۔۔۔

وہ گاڑی کے پاس ہی کھڑی ھو گئی۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ اچانک آ کر اس پر دھاڑا۔۔۔۔

گھر چلو۔۔۔۔۔۔

اسکی آواز پر رتابہ کی چیخ نکل گئی۔۔۔۔۔۔

وہ جلدی سے گاڑی میں بیٹھی۔۔۔۔

عضد کے خوف سے اسکے آنسو بھی خشک ھو گ ئے۔۔۔۔۔

گھر پہنچ کر عضد نے اسے گاڑی سے کھینچ کر باہر نکالا اور گھسیٹتا ھوا اسے اندر لے گیا۔۔۔۔

نرگس نماز پڑھ کر دعا میں مصروف تھی۔۔۔۔

عضد نے اسے نرگس کے قدموں میں لا کر پھینکا۔۔۔۔۔

نرگس بھی بری طرح سے ڈری۔۔۔۔۔

غصے اور حقارت سے اسکا منہ لال سرخ ھو رہا تھا۔۔۔۔۔

یہ کیا بد تمیزی ھے۔۔۔۔

نرگس نے آنکھیں دکھائی یں عضد کو۔۔۔۔۔۔

مجھے چھوڑیں پہلے پوچھیں اپنی اس بے چاری رتابہ سے کیا ھوا ھے اسے ؟؟

نرگس نے رتابہ کیطرف دیکھا جسکے چہرے پر خوف سے ھوائی یاں اڑ رہی تھیں۔۔۔

بولو کیا ھوا ھے ؟ کیوں ھے یہ اتنے غصے میں۔۔۔۔

رتابہ کی آواز سانسوں کیطرح اسکے حلق میں اٹکی۔۔۔۔۔۔

انٹی۔۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔ ممم۔۔۔میں۔۔۔۔۔

عضد اسے جھنجھوڑ کر چیختا ھوا بولا۔۔۔۔

اب بولو بھی کیا گل ُ کھلایا ھے تم نے۔۔۔۔۔۔

نرگس نے اسے چھڑایا عضد سے۔۔۔۔۔

پیچھے ہٹو اور خبر دار جو دوبارہ اس بچی کیساتھ اسطرح پیش آئے۔۔۔۔۔

عضد شدید غم و غصے سے چلا کر بولا۔۔۔۔

آپکی یہ بچی بچے کی ماں بننے والی ھے۔۔۔۔۔

نرگس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کیا کہہ رہے ہو تم۔۔۔۔۔۔

وہی کہہ رہا ھوں جو آپ سن چکی ھیں۔۔۔۔۔۔

نرگس نے رتابہ کی طرف دیکھا تم پریگنینٹ ہو؟؟

رتابہ جو اپنے اندر آنسوؤں کا طوفان روکے ھوئے تھی نرگس کے پوچھتے ہی وہ باآواز رو پڑی۔۔۔۔۔۔

امی اس سے پوچھیں کس کا گناہ یہ اپنی کوکھ میں لیئے پھر رہی ھے میں ایک پل بھی برداشت نہیں کرونگا اب اسے بھی اس گھر میں۔۔۔۔۔۔

نرگس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے اور کیا کہے۔۔۔

عضد بچوں کیطرح روپڑا۔۔۔۔۔

امی یہ پسند تھی آپکو میرے لی ئے۔۔۔۔۔

جو کسی اور کا گناہ۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے عضد کی بات کاٹی۔۔۔۔۔

بس کردیں عضد بس۔۔۔۔۔

آپکی مجھ سے نفرت اپنی جگہ لیکن اتنا بڑا الزام تو نا لگائی یں۔۔۔۔

عضد ابلتے ھوئے لاوے کیطرح اسکی طرف بڑھا۔۔۔

میں الزام لگا رہا ھوں تم پر۔۔۔۔۔

جی الزام لگا رھے ھیں آپ مجھ پر میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔۔۔ہر عورت شادی کے بعد ماں بنتی میں بھی بن گ ئی۔۔۔

تو اس میں اتنا آگ بگولہ ھونے والی کونسی بات ھے۔۔۔۔

تمھارا مطلب یہ بچہ میرا ھے۔۔۔۔

رتابہ نے بچوں کیطرح ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

ظاہر سی بات ھے آپ سے شادی ھوئی تو بچہ بھی آپکا ھی ھے نا۔۔۔۔

اسکی بات سن کر نرگس کے پیروں تلے زمین نکل گ ئی۔۔۔۔

عضد نے اسے گلے سے پکڑا۔۔۔۔

بکواس کرتی ھو۔۔۔

اپنا آپ گنوا کر بھی دل نہیں بھرا کہ اپنے اندر پنپنے والی غلاظت میرے متھے مار رہی ھو۔۔۔۔

عضد نے زور سے اسکا گلا دبایا۔۔۔

اسکی سانسیں رکنے لگیں۔۔۔

نرگس نے بڑی مشکل سے چھڑایا عضد سے اسکو۔۔۔۔۔

وہ زور زور سے کھانستے ھوئے سانس لینے لگی۔۔۔۔

نرگس کی کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا وہ کیا کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ پھر اسکی طرف بڑھا۔۔۔ تمھیں اپنے بچے کی ماں بنانا تو بہت دور کی بات ھے میں تم پر تھوکنا بھی پسند نہیں کرتا۔۔۔۔

نرگس نے عضد کو زبردستی کمرے سے دھکیل کر باہر نکالا۔۔۔۔

وہ غصے میں بلکل اندھا ھو گیا تھا۔۔۔۔

نرگس جانتی تھی کہ عضد سب کچھ برداشت کر سکتا تھا لیکن جھوٹ اور گندگی بلکل برداشت نہیں ھوتی چاھے وہ گھر کی ھو کردار کی یا زبان کی۔۔۔۔

بابا جانی۔۔۔۔

نمل نے مسجد سے آتے ھوئے حافظ صاحب کو بلایا۔۔۔

جی بولو بیٹا۔۔۔

بابا میں اپنا ماسٹرز مکمل کرنا چاھتی ھوں۔۔۔۔

لیکن بیٹا یہاں کی یونیورسٹیز اور بورڈ کا کچھ نہیں معلوم ھمیں۔۔۔

تو کیا ھوا بابا پتہ کرنا کونسا مشکل ھے۔۔۔۔

ٹھیک ھے جیسے تمھاری مرضی۔۔۔

بابا ایک اور بات کہوں۔۔۔

ہاں کہو۔۔۔

بابا کسی طرح بختی کا پتہ کروادیں وہ واپس آئی یا نہیں۔۔۔۔

اسکے لیئے تو کراچی جانا ھوگا بیٹا۔۔۔

تو بابا چلتے ھیں نا۔۔۔۔

بیٹا بار بار وہاں جانا اتنا آسان نہیں۔۔۔۔۔

کیوں بابا اس میں مشکل کیا ھے۔۔۔۔

بیٹا ھم اُس محلے سے نکالے گئے ھیں۔۔۔۔۔۔

وہاں ھمارا کوئی خیر خواہ نہیں۔۔۔۔۔

نمل کا منہ لٹک گیا۔۔۔۔

اچھا اداس مت ھو میں کچھ دنوں میں معلوم کروالونگا۔۔۔۔

نمل خوشی سے مسکرائی۔۔۔۔

اسے مسکراتا دیکھ کر حافظ صاحب کے دل کو سکون ملا۔۔۔۔

نرگس بختی کو اسپتال سے واپس لائی۔۔۔۔۔

تمھیں یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ تم تین مہینے سے امید میں ھو۔۔۔۔۔

اس نے نا میں سر ہلایا۔۔۔۔

نرگس کو اسوقت اس پر بہت ترس آیا۔۔۔

اسے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ عورت ماں کب بنتی ھے۔۔۔

اسکے معصوم سے ذہن میں بس یہ بات تھی کہ عورت شادی کے بعد ماں بنتی ھے۔۔۔۔۔۔

نرگس کیسے بتاتی اسے کہ وہ جس کے ہاتھوں تباہ ھوئی اسی کا بوجھ پیٹ میں لی ئے وہ انجان تھی۔۔۔۔۔

لیکن اسے سمجھانا بھی ضروری تھا۔۔۔۔

فی الحال نرگس نے اسکے معصوم سے ذہن پر بوجھ نہیں ڈالا کیونکہ وہ پہلے ہی اپنے نا کردہ گناہ کا بوجھ اٹھائے ھوئے تھی۔۔

عضد آفس کے کام سے کچھ ماہ کیلی ئے لندن جا رہا تھا۔۔۔۔۔

اپنا سامان ٹیچی میں رکھتے ھوئے اس نے اندر آتی نرگس کو دیکھا۔۔۔۔

اب بھی ناراض ھو مجھ سے۔۔۔۔

میں کسی سے ناراض نہیں۔۔۔۔

تم جارھے ھو مجھے چھوڑ کر۔۔۔۔

امی اگر آپکو چھوڑ کر جانا ھوتا تو اسی دن چلا جاتا جس دن آپ نے مجھے نکاح کیلئے مجبور کیا تھا۔۔۔۔۔

نرگس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔۔

کب واپس آؤ گے۔۔۔۔

وہ نرگس کے بھرائے ھوئے لہجے پر پلٹا۔۔۔۔۔

آجاؤ نگا دو تین ماہ بعد۔۔۔۔۔

بیٹا مجھ سے اسطرح ناراض ھو کر مت جاؤ۔۔۔۔

میں مر گئی۔۔۔۔۔

اس نے ماں کے منہ پر ہاتھ رکھا ایسا تو نا کہیں۔۔۔۔۔

نرگس اسکے ہاتھ چومنے لگی۔۔۔۔

مجھے معاف کر دو۔۔۔۔۔

امی کیا کر رہی ھیں آپ۔۔۔۔۔

عضد نے ماں کو گلے سے لگایا۔۔۔۔

بیٹا رتابہ پر کڑھنا یا غصہ کرنا چھوڑ دو۔۔۔

وہ اتنی معصوم ھے کہ اسے یہ بھی نہیں پتہ کہ عورت ماں کیسے بنتی ھے۔۔۔۔۔۔

امی بس رہنے دیں۔۔۔۔

میرے سامنے اسکی وکیل بن کر مت آیا کریں۔۔۔۔۔

امی انسان کے جسم پر ایک معمولی سا دانہ بھی نکل آئے نا تو وہ معمولی سا دانہ بھی اپنا احساس دلاتا ھے۔۔۔۔۔

اور اسکے وجود میں ایک اور وجود تین ماہ سے پلتا رہا سانس لیتا رہا اور وہ اس بات سے بے خبر رہی۔۔۔۔۔۔

بیٹا عورت جب پہلی بار ماں بنتی ھے تو اسے کچھ بھی ٹھیک سے معلوم نہیں ھوتا۔۔۔۔

امی آپ مجھے بے وقوف بنا رہی ھیں یا خود کو یا آپ اسے بے وقوف سمجھ رہی ھیں جو جھوٹ کی گٹھلیاں اٹھائے ھمارے گھر ڈیرہ ڈال کر ھمیں ھی بے وقوف بنا رہی ھے۔۔۔۔۔

وہ آپکو معصوم بن کر اپنے سانچے میں ڈھال سکتی ھے۔۔۔

عضد شاہ کو نہیں۔۔۔۔۔

نرگس چپ ھو گ ئی۔۔۔۔۔

ماں سے ملکر وہ ٹیچی کیس اٹھا کر جانے لگا۔۔۔۔۔

ایک دم کمرے سے نکلتے ھوئے رتابہ اسکے سامنے آگ ئی۔۔۔۔

اسے دیکھ کر عضد کا خون کھول اٹھا۔۔۔۔۔

وہ اسے ہاتھ سے پرے دھکیل کر چلتا بنا۔۔۔۔۔۔۔

وقت تیزی سے پر لگا کر اڑتا رہا۔۔۔۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے چھ ماہ گزر گ ئے۔۔۔۔

رتابہ کی ڈلیوری کا وقت بھی قریب تھا۔۔۔۔۔

عضد کو بھی واپس آئے ھوئے مہینہ ھو گیا تھا۔۔۔۔۔

رتابہ نرگس کے روم میں لیٹی ھوئی تھی کہ اچانک اسے لیبر پین اسٹارٹ ھوا وہ دیوار کا سہارا لے کر باہر آئی۔۔۔۔۔

نرگس باہر لان میں فون پر مصروف تھی۔۔۔۔۔

وہ نرگس کو پکارتی سیڑھیاں اترنے لگی تو خود کو سنبھال نا سکی اور گیند کیطرح لڑھکتی ھوئی خون سے لت پت فرش پر آ گری۔۔۔

اسکی فلک شگاف چیخیں سن کر نرگس بھاگتی ھوئی اندر آئی۔۔۔۔

عضد بھی اپنے روم سے باہر نکلا۔۔۔۔۔

رتابہ درد سے تڑپ رہی تھی۔۔۔۔

نرگس کے ہاتھ پیر پھول گ ئے۔۔۔۔

اس نے عضد جلدی کرو اٹھاؤ اسے ھسپتال لے کر جائیں۔۔۔

عضد بولا۔۔۔

آئی ایم سوری امی۔۔۔۔

میری ذمہ داری نہیں یہ۔۔۔۔۔

نرگس اسکی سفاکی پر اسے دیکھتی رہ گ ئی۔۔۔۔

پھر جلدی سے ایمبولینس منگوا کر اسے ھسپتال پہنچایا۔۔۔۔۔

اسکی حالت کافی سیریئس تھی۔۔۔۔

نرگس رو رو کر اسکے لی ئے دعا گو تھی۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر آپریشن تھیٹر سے باہر آئی۔۔۔۔

ھم بچے یا ماں میں سے کسی ایک کی جان بچانے کی کوشش کر سکتے ھیں۔۔۔۔

نرگس نے کہاں۔۔۔

ماں کی بچالیں۔۔۔۔۔

ڈاکٹر پھر بولی۔۔۔

مشکل بہت ھے کہ ھم اسے بھی بچا سکیں۔۔۔۔

نرگس اکیلی تھی اپنا درد کسی سے بانٹ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔۔

وہ رب کے آگے جھکی رہی گڑگڑاتی رہی۔۔۔۔۔

لیکن اللہ کے فیصلوں کے آگے کون ڈٹ سکتا ھے۔۔۔۔

کسے جان دینی ھے یا کس کی جان لینی ھے یہ سب رب کے فیصلے ھیں۔۔۔۔۔

انسان یہاں آکر بہت بے بس ھو جاتا ھے۔۔۔۔۔

ڈاکٹر کچھ دیر میں باہر آئی۔۔۔

بچے کے رونے کی آواز سن کر نرگس نے سجدے سے سر اٹھایا۔۔۔۔۔

مبارک ھو بیٹا ھوا ھے۔۔۔۔۔۔

نرگس نے اس ننھے سے فرشتے کو گود میں لیا۔۔۔۔۔

میری بہو کیسی ھے۔۔۔۔۔

انکا ھم ابھی کچھ نہیں کہہ سکتے بلڈ بہت ضائع ھوا ھے اگر 24 گھنٹوں میں ھوش میں آگ ئی تو ٹھیک ورنہ۔۔۔۔۔۔

نرگس کا دل دہل کر رہ گیا۔۔۔۔۔

وہ بچہ بھی بلک بلک کر رونے لگا جیسے اس نے بھی ماں سے بچھڑنے کی خبر سن لی ھو۔۔۔۔۔

نرگس اسے چپ کروانے لگی۔۔۔۔

کہاں آگ ئے ھو تم اس ظالم دنیا میں۔۔۔۔۔

جہاں کوئی تمھیں قبول نہیں کریگا۔۔۔۔۔

URDUNovelians

نرگس کے آنسو ضائع ناگ ئے رب نے اسکی سن لی۔۔۔۔

رتابہ کو ھوش آگیا تھا۔۔۔۔۔

اس نے سب سے پہلے اپنے بچے کو پکارا۔۔۔

میرا بچہ کہاں ھے۔۔۔۔

نرگس اندر آئی اسے خوب پیار کیا۔۔۔

امی جان میرا بچہ ؟؟

نرس بچہ اٹھا کر لائی۔۔۔

نرگس نے نرس سے لے کر بچہ اسکی گود میں دیا۔۔۔

رتابہ کے لی ئے ماں بننے کا احساس سب سے الگ تھا۔۔۔

اس نے بچے کو غور سے دیکھا۔۔

پھر چھم چھم برستے نینوں سے نرگس کو دیکھا۔۔

امی یہ میرا بچہ ھے میرا۔۔۔

وہ بے یقینی سے بولی پھر بچے کو اپنے سینے سے لگا کر دیوانوں کیطرح چومنے لگی۔۔۔۔

میں ماں بن گ ئی۔۔۔

میں ماں۔۔۔

ماں۔۔۔

ماں۔۔۔۔۔

وہ پاگلوں کیطرح کبھی ھنستی کبھی روتی۔۔۔۔

نرگس نے اسکا ماتھا چوما۔۔۔۔

ہاں میری جان تمھارا بچہ ھے یہ۔۔۔۔

ماں ھو تم اسکی۔۔۔۔۔

امی میں ماں ھوں ماں ۔۔۔۔۔۔۔

بن ماں کے پلی تھی وہ۔۔۔۔

ماں کیا ھوتی ھے کیسی ھوتی اسے نہیں معلوم تھا۔۔۔۔۔۔

لیکن آج وہ خود ماں بن گ ئی تھی۔۔۔۔۔۔

لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ وہ ماں بھی اس بد بخت بچے کی بنی ھے جو آنیوالے وقت میں اس کے لی ئے صرف ذلت ورسوائی کا سبب تھا۔۔۔۔۔

وہ خود بھی بد بخت تھی۔۔۔

اب اسی بد بختی سے ایک اور بد بخت نے جنم لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

جازب اپنی دھن میں مگن گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔

جب اچانک کسی دشمن نے اس پر حملہ کیا۔۔۔

فائی رنگ سے گاڑی کے فرنٹ کا شیشہ چور چور ھو گیا۔۔

جازب اچھا خاصا زخمی ھوا۔۔

وہ جلدی سے اپنی گن لوڈ کر کے باہر نکلا۔۔۔

ھائی لیکس میں پورے چار آدمی تھے۔۔۔

جازب خود کو بچاتا ھوا ان پر فائی ر کرنے لگا۔۔۔

جازب کی فائی رنگ سے انکے دو آدمی دنیا سے کوچ کر گ ئے۔۔۔

لیکن ان میں سے ایک نے جازب کی پیٹھ پر وار کیا گولی جازب کی ریڑھ کی ہڈی کو چیرتی ھوئی پیٹ سے باہر نکلی۔۔۔

اس نے پلٹ کر اس پر فائی ر کرنا چاہا پر گولیاں ختم تھیں۔۔۔

وہ جازب کے قریب آئے۔۔۔

جازب گاڑی کا سہارا لے کر کھڑا ھوا۔۔۔

اور پیچھے سے وار کرنے والے کو گردن سے دبوچ لیا۔۔۔

اسکے دوسرے ساتھی نے جازب کی پسلیوں پر گن رکھ کر گولیاں آر پار کر دیں۔۔۔۔

لیکن جازب نے تب تک اسے نا چھوڑا جب تک اسکا سانس نا نکلا۔۔۔۔

آخری ہچکیوں تک وہ زمین پر ایڑیاں رگڑتا رہا۔۔۔۔۔۔

جب اسکا جسم بے جن ھوا تو جازب خود بھی زمین پر گر پڑا۔۔۔۔۔

اسکے سانس اکھڑنے لگے۔۔۔۔۔

اپنی ماں کا منتظر چہرہ اسکے سامنے تھا۔۔۔۔۔

پھر نمل کا دلہن بنا سراپا اسکی آنکھوں میں لہرایا۔۔۔۔۔

نمل اسے اپنے سامنے مسکراتی نظر آئی۔۔۔۔۔۔

اسکی آواز اسکے کانوں میں گونجی۔۔۔۔۔

تم یہ جان لیوا کھلونے ہاتھوں میں لے کر خود کو مرد سمجھتے ھو۔۔۔۔۔

تم تو وہ کیڑے ھو جو بھوکے انسان سے بھی اسکا خون چوس کر پلتے ھیں۔۔۔

بڑا مان ھے نا ان کھلونوں پر جس کے بل بوتے تم لوگوں کی زندگیوں کا سودا کرتے ھو۔۔۔۔

یاد رکھنا کل یہی کھلونے تمھاری تقدیر سے بھی کھیلیں گے۔۔۔۔

اور تمھارا وجود بھی خون سے لت پت کسی روڈ کے کنارے پڑا ملے گا۔۔۔۔۔

کسی کی خاموش آھیں اور التجائیں اسکے کانوں میں چلا رہی تھیں۔۔۔۔

جازب کی آنکھوں سے آنسو کن پٹیوں پر بہنے لگے۔۔۔۔۔

پھر اسکی آنکھیں بند ھونے لگیں۔۔۔۔۔۔

نرگس بہت پریشان تھی کہ اب کیا ھوگا رتابہ کا۔۔۔۔۔

گھر جا کر عضد کیا سلوک کریگا بچے کو دیکھ کر۔۔۔۔۔

اب تو ساری رشتے داری بھی مبارک بات دینے آئے گی۔۔۔۔۔

عضد نے سب کے سامنے اس بچے سے انکار کر دیا تو وہ کیا کریگی۔۔۔۔۔

کیا کہے گی لوگوں سے۔۔۔۔۔

اسکی پریشانی رتابہ بھی دیکھ چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔

آپکی پریشانی کی وجہ میں جانتی ھوں۔۔

آپ بھی ڈر رہی ھیں نا عضد کے غصے سے۔۔۔۔۔۔

وہ مجھ سے نفرت کر سکتا ھے لیکن اپنی اولاد سے زیادہ دن دور نہیں رہ سکے گا۔۔۔۔

نرگس اسے اسکی معصومیت کی انتہا پر دیکھتی رہ گ ئی۔۔۔۔۔

اس بھولی بھالی بیس سالہ رتابہ کو کیا معلوم تھا کہ شادی شوہر اور اولاد کیا ھوتی ھے۔۔۔۔

ساری دنیاداری سے سارے رسم ورواج سے سارے رشتوں سے دور اسکی پرورش ھوئی تھی۔۔۔۔۔

یہ تو اسکے نصیب کی ستم ظریفی تھی کہ وہ جب رشتوں میں بندھنا شروع ھوئی تو بیوی بنی جازب جیسے کٹھور اور پتھر دل شخص کی۔۔۔۔

اور ماں بنی تو ایک ناجائز بچے کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنے بیٹے کے ہاتھ چوم کر بولی۔۔۔

امی ایک بات پوچھوں آپ سے۔۔۔۔۔

ہاں پوچھو۔۔۔۔

امی آپ بھی عضد کیطرح یہی سمجھتی ھیں کہ میں آپ سب کو دھوکہ دے رہی ھوں۔۔۔۔۔

نرگس نے ناک چڑھائی یہ کیسا سوال ھے اور تمھارے ذہن میں آیا کیوں؟

عضد کو لگتا میں جھوٹی ھوں دھوکے باز ھوں اور آپکو بے وقوف بناتی رہتی ھوں۔۔۔۔۔

نرگس نے حیرانی سے اسے دیکھا۔۔۔۔

نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں تمھارا وھم ھے یہ۔۔۔۔۔۔

وھم نہیں حقیقت ھے امی۔۔۔۔

جس دن عضد لندن جارہا تھا اس دن اسکی ساری باتیں میں نے سن لی تھیں۔۔۔۔

اسکی بات سن کر میرا دل چاہا کہ میں آپ سے کہوں۔۔۔۔

اگر میری نفرت میں عضد اپنے بچے کو بھی قبول نہیں کریگا تو۔۔۔۔۔

میں اسے اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی ختم کر دوں۔۔۔

قاتل بن جاؤں ماں ھو کر اس ڈائن کیطرح جو بھوک لگنے پر اپنا بچہ خود نگل لیتی ھے۔۔۔۔۔

لیکن پھر اسکی دھڑکنیں اسکا سانس لیتا ننھا سا وجود مجھے اپنے اندر دھائیاں اور سسکیاں لیتا سنائی دیا۔۔۔۔

مجھے ایسے لگا اس معصوم نے میرا ہاتھ تھام کر مجھے روکا ھو کہ ماں یہ ظلم نا کرنا میرے ساتھ۔۔۔۔۔۔

تجھے زمانے نے دھتکارا اپنی ٹھوکر پر رکھا۔۔۔۔

لیکن تو مجھے نا ٹھکرا۔۔۔۔۔

رتابہ کے آنسو بچے کے گالوں پر گرے۔۔۔۔

وہ آنکھیں کھولے ٹکر ٹکر ماں کیطرف دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

امی مجھے یہ جب بھی دیکھتا ھے نا تو اسکی نظر میں سوال نہیں ھوتا کوئی بھی۔۔۔۔۔۔

یہ مجھ سے نہیں پوچھتا میں کون ھوں؟؟۔۔۔

یہ مجھ سے یہ بھی نہیں پوچھتا کہ میں گنہگار ھوں یا گناھوں کی گٹھڑی ھوں۔۔۔۔۔

اسکی آنکھوں میں بس اک خوف دکھائی دیتا ھے مجھے کہ میں اسے چھوڑ تو نہیں دونگی۔۔۔۔۔

نرگس چپ چاپ ساکت بنی اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔۔۔

گزرے ھوئے وقت میں جازب کو آپ نے مجبور کر کے مجھ سے نکاح کروایا تھا۔۔۔۔۔

آنے والے وقت میں وہ آپکو مجبور کر کے مجھے چھوڑ بھی سکتا ھے۔۔۔۔۔

تو میرا یہ بچہ میرا سہارا ھوگا۔۔۔۔

میں بھی سب سے کہہ سکوں گی کہ میں لاوارث نہیں۔۔۔۔۔

میرا وارث میرا بیٹا ھے۔۔۔۔۔

پھر وہ اس بچے کو گلے سے لگائے چومنے لگی۔۔۔۔۔۔

نرگس نے اس سے کچھ نا کہا بس اسے سنتی رہی۔۔۔۔۔۔

جازب خون سے لت پت جہاں پڑا تھا وہاں قریب ہی ایک ھوٹل تھا۔۔۔

ھوٹل کے مالک نے ھوٹل کھولا تو ایک بچہ بھاگتا ھوا اسکے پاس آیا۔۔۔

چاچا جلدی آؤ روڈ پر کچھ لاشیں پڑی ھوئی ھیں۔۔۔۔

وہ بچے کے ساتھ بھاگتا ھوا روڈ پر آیا۔۔۔۔

اور دیکھتے ساتھ ہی جازب کو پہچان گیا۔۔۔

اس نے جلدی سے شاہ جی کو کال کی۔۔۔۔۔۔

شاہ جی۔۔۔۔اور ماڑہ اسکول کے پچھلے کچے روڈ سے ھوٹل والا دینو بول رہا ھوں۔۔۔۔

جلدی آئیں شاہ جی یہاں جازب کو کسی نے مار دیا ھے۔۔۔۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں سب وہاں موجود تھے۔۔۔۔

شاہ جی جازب کو دیکھ کر گر پڑا۔۔۔۔۔

اسد چلایا یہ زندہ ھے جلدی چلو ھوسپٹل۔۔۔۔۔

وہ اسے اپنی شال میں لپیٹ کر ھوسپٹل بھاگے۔۔۔۔۔

جازب کو چار گولیاں لگی تھیں جس سے اسکی پسلیاں بھی ٹوٹی اور ایک گردہ مکمل طور پر ناکارہ ھو گیا تھا۔۔۔۔۔

جو گولی ریڑھ کی ہڈی میں لگی اس سے جازب کی جان بچنا ناممکن نظر آ رہی تھی۔۔۔۔

ھوسپٹل سے رتابہ تین دن بعد گھر لوٹی تھی۔۔۔۔۔

عضد نے آ کر اسکا حال پوچھنا تک گوارہ نا کیا۔۔۔۔

نرگس کو وہ بچہ بہت پسند تھا وہ اسکی طرف ایسے کھنچی آتی جیسے وہ اسکا اپنا خون ھو۔۔۔۔۔

اسکا نام بھی نرگس نے ہی رکھا۔۔۔

محمد زیان شاہ۔۔۔۔۔۔

رتابہ۔۔۔۔

جی امی۔۔۔۔

مجھے تم سے ضروری بات کرنی ھے کچھ سمجھانا تھا تمھیں۔۔۔۔

جی بولیں رتابہ زیان کو سلا چکی تھی۔۔۔۔

بیٹا میں کہنا تو نہیں چاہتی تھی لیکن بات بھی ضروری ھے۔۔۔۔

نرگس کے ماتھے پر پسینہ دیکھ کر رتابہ پیار سے بولی۔۔۔۔

امی بولیں آپ جو بھی کہنا ھے بلا جھجھک کہیں۔۔۔

تم وعدہ کرو ناراض تو نہیں ھو گی مجھ سے تم۔۔۔۔۔۔

امی خیر تو ھے نا ایسی کونسی بات ھے جو آپ وعدہ لے رہی ھیں مجھ سے۔۔۔۔

نرگس نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔

زیان عضد کا بیٹا نہیں ھے۔۔۔۔۔

رتابہ نے آنکھیں پھیلا کر پوچھا۔۔۔۔

لیکن آپ کیسے کہہ سکتی ھیں یہ۔۔۔۔

آپکو بھی مجھ پر شک ھے۔۔۔۔

نہیں میری جان مجھے کیوں ھو گا تم پر شک۔۔۔۔۔

تو پھر آپ نے یہ کیوں کہا کہ زیان عضد کا بیٹا نہیں۔۔۔

تو پھر کس کا ھے۔۔۔۔۔۔

اس حیوان کا جس نے تمھاری۔۔۔۔۔۔

آ گے نرگس بول ہی نا پائی۔۔۔۔۔۔

رتابہ کی آنکھوں میں حیرت کے بجائے خوف و حراس پھیل گیا۔۔۔۔۔

دیکھ میری بچی بہت بھولی ھو تم۔۔۔

تمھیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ عورت ماں کیسے بنتی ھے۔۔۔۔

ماں بننے کیلی ئے شادی کرنا ضروری نہیں ھوتا۔۔۔۔

شادی سے پہلے بھی بچہ ھو سکتا ھے لڑکی کو۔۔۔۔۔

نرگس نے ڈھکے چھپے الفاظ میں ساری حقیقت سے آگاہ کیا رتابہ کو۔۔۔۔۔

جب بیٹی بن بیاہی ماں بن جائے نا تو وہ جینے کے قابل نہیں رہتی۔۔۔۔

یہ معاشرہ کیا اسکے اپنے سگے خونی رشتے بھی اس سے تعلق توڑ لیتے ھیں۔۔۔۔

وہ بچہ ماں کیلی ئے زندگی بھر کی رسوائی اور اپنے لی ئے گالی بن کر رہ جاتا ھے۔۔۔۔۔۔

معاشرہ اسے ناجائز اولاد کا لقب دیتا ھے۔۔۔۔۔۔

نرگس کی بات سن کر رتابہ کا دل دماغ بلکل بند ھو گیا۔۔۔۔۔

وہ بلکل ساکت پتھر کی طرح بیٹھی رہی۔۔۔۔۔

رتابہ کچھ بولو بیٹا مجھے تمھاری ایسی خاموشی سے ڈر لگ رہا ھے۔۔۔۔۔

وہ پاگلوں کیطرح اٹھی اور زیان کو گود میں لیا۔۔۔۔

اسے کوئی قبول نہیں کریگا۔۔۔۔

میرے لی ئے بھی یہ نا قابل قبول ھوگا۔۔۔اپنی ماں کیلی ئے رسوائی کا سبب بنے گا۔۔۔۔

ناجائز بچہ ھے یہ۔۔۔۔

دوسرے الفاظ میں کہیں تو حرام کا جنا۔۔۔۔۔۔

اسی نام سے پکارا جائے گا یہ۔۔۔۔

نہیں بیٹا دنیا میں آنیوالا کوئی بچہ بھی حرام کا جنا نہیں ھو سکتا۔۔۔۔۔

کیونکہ ھم سب آدم کی اولاد ھیں۔۔۔

تو جسکے ساتھ آدم کا نام لگے وہ حرام کیسے ھو سکتا ھے۔۔۔۔۔

معصوم سے بچے کو حرام کا جنا کہنا بھی بہت سخت گناہ ھے۔۔۔۔۔

گناہ تو یہ خود بھی بہت بڑا ھے میرے لی ئے بھی اپنے لی ئے بھی۔۔۔۔۔

اسے مار دینا چاھی ئے تھا نا مجھے۔۔۔۔۔

وہ اسطرح بچے کو دیکھنے لگی جیسے ابھی مار ڈالے گی اسکو۔۔۔۔

نرگس نے اس سے ڈر کر بچہ لے لیا۔۔۔۔۔۔

کیوں مار دینا چاھی ئے تھا۔۔۔

اس میں اس معصوم سے فرشتے کا کیا قصور۔۔۔۔۔۔۔

یہ۔۔۔۔۔یہ۔۔۔۔۔۔

اس بھیڑی ئے کا بچہ ھے جس نے مجھے۔۔۔۔۔۔۔

وہ سارا واقع یاد آتے ہی رتابہ کا دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔۔۔۔

شدید ذہنی اذیت سے وہ اپنے بال نوچ کر دیوار سے سر ٹکرانے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔

نرگس نے روتے ھوئے زیان کو بیڈ پر ڈالا اور رتابہ کو سنبھالا۔۔۔۔

وہ اپنا سر پھاڑ چکی تھی۔۔۔۔

امی میں گندی ھو گ ئی بہت گندی۔۔۔۔۔۔ ناپاک ھو گ ئی میں۔۔۔۔۔۔

کس بے غیرت انسان کے بچے کو جنم دے دیا میں نے۔۔۔۔۔۔

وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگی۔۔۔۔۔

زیان بھی بلک بلک کر رونے میں ماں کا ساتھ دے رہا تھا۔۔۔۔۔۔

رتابہ سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھی نرگس سے۔۔۔۔۔

عضد جو ابھی ابھی آفس سے آیا تھا رتابہ کی چیخ و پکار سن کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔

یہ کیا ھو گیا مجھ سے وہ پھوٹ پھوٹ کر ایسے روئی کہ اسکے منہ سے رال ٹپکنے لگی۔۔۔۔

امی اس گندے انسان کا گند اخون میں اپنی کوکھ میں نو ماہ تک سنبھالتی رہی۔۔۔۔

نرگس اسے چھوڑتی تو وہ دوبارہ فرش پر سر مار مار کر خود کو مذید لہولہان کر دیتی۔۔۔۔

اسکی حالت دیکھ کر نرگس پر بھی قیامت ٹوٹ پڑی تھی جیسے۔۔۔۔۔

کچھ دیر میں رتابہ چیختی چلاتی ہچکورے لیتی بے ھوش ھو گئی۔۔۔۔۔

نرگس نے اسے کھینچ کر بیڈ پر ڈالا۔۔۔

دوسری طرف زیان بھی رو رو کر نڈھال ھو چکا تھا۔۔۔

نرگس نے بچے کو اٹھایا۔۔۔

وہ کسی طرح چپ نہیں ھو رہا تھا۔۔۔

عضد کافی ڈسٹرب ھوا۔۔۔

نیچے اتر کر اس نے غصے سے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔۔۔

جہاں نرگس خود بھی سسکیوں سے روتے ھوئے بچے کو بہلا رہی تھی۔۔۔

دوسری طرف خون سے بھرے چہرے کیساتھ رتابہ ھوش کی دنیا سے بے خبر پڑی تھی۔۔۔۔۔

امی کیا ھو رہا ھے یہ سب۔۔۔۔۔

تماشا ھو رہا ھے سچائی کا۔۔۔۔۔

کون سا تماشا کونسی سچائی۔۔۔۔۔۔

تم نہیں سمجھ سکتے۔۔۔۔۔

ٹھیک ھے میں نہیں سمجھ سکتا۔۔۔

لیکن آپ سمجھ لیں امی میں یہ شور شرابہ اپنے گھر میں برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔

برداشت سے باہر تو اب میں بھی تمھارے لیئے ھوتی جا رہی ھوں۔۔۔۔

کہو تو میں بھی چلتی بنوں اس گھر سے۔۔۔۔۔

نرگس کا رد عمل دیکھ کر وہ چلا گیا وہاں سے۔۔۔۔

زیان روتے روتے تھک کر سو گیا۔۔۔۔۔

نرگس نے جلدی سے رتابہ کا خون روکا اور بینڈیج کی۔۔۔۔

پھر وضو بنا کر اللہ کے آگے بیٹھ گئی۔۔۔۔

رتابہ کی سلامتی کی دعائیں مانگنے لگی۔۔۔۔

اور اپنے لیئے معافی بھی کہ وہ مجبور نا ھوتی عضد کے ہاتھوں تو کبھی رتابہ کو سچ نا بتاتی۔۔۔۔

لیکن وہ چھپاتی بھی کب تلک۔۔۔۔۔

ایک نا ایک دن رتابہ پر یہ تلخ حقیقت آشکار ھونی تھی۔۔۔۔۔

جازب کی حالت مسلسل خطرے میں تھی۔۔۔۔

میں گیا۔۔۔۔۔ Icu شاہ جی بڑی مشکل سے اجازت لے کر

آنکھیں کھول میرے یار بس ایک بار اٹھ کر مجھے گلے سے لگا لے بس ایک بار۔۔۔۔۔۔۔۔

میں سب کچھ تجھ پر قربان کر دونگا۔۔۔۔

بس ایک بار ایک بار تو آنکھیں کھول دے۔۔۔۔۔

بہت دردناک انداز سے شاہ جی رو رہا تھا۔۔۔۔۔

دیکھ جس شاہ جی کے ھونٹوں سے مسکراہٹ کبھی جدا نہیں ھوتی تھی۔۔۔

آج اس شاہ جی کے نا تھمتے ھوئے آنسو دیکھ۔۔۔۔۔

تجھے ھماری یاری کی قسم اٹھ جاآنکھیں کھول دے میرے یار۔۔۔

آنکھیں کھول دے۔۔۔۔۔

رتابہ بلکل خاموش ھوگئی تھی۔۔۔۔۔

نا بال سنوارے نا کپڑے بدلے نا کھانا کھایا۔۔۔

بھوکا گزار دیا اس نے پورا دن۔۔۔

بلکل بکھر کر رہ گئی تھی وہ۔۔۔۔

زیان کیطرف تو دیکھنا بھی گوارا نا کیا رتابہ نے۔۔۔۔

نرگس نے ہی سنبھالا زیان کو۔۔۔۔

بہت زیادہ ذہنی کرب میں مبتلا تھی وہ بچے کی حقیقت جان کر۔۔۔۔۔

نرگس کسی کام سے کچن میں مصروف تھی۔۔۔

جب زیان اچانک ڈر کر اٹھا اور رونے لگا۔۔۔۔۔

کمرے میں موجود رتابہ پہلے اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔

پھر اچانک اٹھی اور اس چار دن کے بچے کو طمانچے مارنے شروع کر دی ئے۔۔۔۔۔

نرگس زیان کی آواز سن کر اندر آئی۔۔۔۔

رتابہ کو اسے پیٹتا دیکھ کر وہ بھاگی۔۔۔۔

اور دھکا دے کر رتابہ کو پیچھے ہٹایا۔۔۔۔

زیان کا منہ اتنا سرخ ھو رہا تھا جیسے خون رس رہا ھو۔۔۔۔

وہ سانس بھی ٹھیک سے نہیں لے پا رہا تھا۔۔۔۔

زیان کے رونے سے نرگس کو اپنا دل چیرتا ھوا محسوس ھوا۔۔۔۔

نرگس نے غصے سے رتابہ کو تیھڑ دے مارا۔۔۔۔

شرم نہیں آتی تمھیں۔۔۔۔۔۔

ماں ھو تم یا ڈائن۔۔۔۔۔۔

ایسا کرتے ھیں بچے کیسا تھ۔۔۔۔

کیوں اپنا بچپن اس پر دوہرا رہی ھو۔۔۔۔۔کیوں اسے بھی بختی بنانا چاہتی ھو۔۔۔۔

تمھاری تو ماں نہیں تھی۔۔۔۔۔

لیکن تم تو ھو نا اسکی ماں۔۔۔۔۔

وہ روتے ھوئے چلائی۔۔۔

میں اسے جب بھی دیکھتی ھوں نا تو اس وحشی انسان کی وحشت یاد آ جاتی ھے مجھے۔۔۔۔

جسکی یہ نشانی ھے۔۔۔۔۔

نہیں بن سکتی میں اسکی ماں۔۔۔۔

آپ دے دیں کسی یتیم خانے میں اسکو۔۔۔۔۔

یا پھینک دیں کسی کچرے کے ڈھیر میں اٹھالے گا اسے بھی کوئی۔۔۔۔۔

بس کرو رتابہ پاگل تو نہیں ھو گ ئی تم۔۔۔۔

نرگس بچے کو باہر لے گ ئی۔۔۔۔۔

نرگس کی طبیعت رات بھر بچے کیساتھ جاگنے کی وجہ سے خراب ھو گ ئی۔۔۔۔۔

زیان کو سلا کر وہ قریبی کلینک گ ئی۔۔۔۔۔

زیان جاگ کر بھوک سے رونے لگا۔۔۔۔

رتابہ اندر آئی چادر پہن کر زیان کو اٹھایا اور گھر سے باہر چلی گ ئی۔۔۔۔۔

وہ روتے روتے رتابہ کی چادر منہ میں لے کر چوسنے لگا۔۔۔۔

رتابہ تیز تیز قدم چلتی سوسائٹی سے باہر آئی۔۔۔۔۔

جہاں ایک ویران سی جگہ پر بہت بڑی کچرا کنڈی تھی۔۔۔۔۔

اس نے زیان کو وہاں کچرا کنڈی کہ ڈھیر پر ڈال دیا۔۔۔۔۔

زیان نے اسکی چادر اپنی مٹھی میں کس لی۔۔۔۔

وہ چادر چھڑانے لگی۔۔۔۔۔۔

غلیظ انسان کی اولاد ھے تو۔۔۔

یہی غلاظت کا ڈھیر تیرا ٹھکانا ھے۔۔۔۔

زیان ہاتھ پاؤں مار مار کر روتا رہا۔۔۔۔۔

وہ آس پاس سے جھانکتی وہاں سے پلٹ گئی۔۔۔۔

اچانک وہاں کچرا کنڈی کے دوسری طرف لگی ہلکی ہلکی آگ بھڑک اٹھی۔۔۔۔

اور ھوا میں اسکا دھواں پھیلنے لگا۔۔۔۔۔

رتابہ تیز تیز قدموں سے چل رہی تھی اسے جلنے کی بو آئی اس نے جیسے ہی پلٹ کر دیکھا کچرا کنڈی میں آگ لگی ھوئی تھی۔۔۔۔

وہ بھاگتے ھوئے پلٹی تو زمین پر منہ کے بل جا گری۔۔۔

آپریشن ھوا تھا اسکا تکلیف سے وہ اٹھ نا سکی بغیر سہارے کے۔۔۔۔

اسکی نظر کچرا کنڈی میں ایک کتی پر پڑی جو آگ میں پھلانگ کر اپنے بچے منہ میں ڈالے انکے بچا رہی تھی اور آگ سے باہر لا کر انکو پیار سے چاٹ رہی تھی۔۔۔۔

رتابہ نے اللہ کا نام لیا ھمت کی اور کچرا کنڈی تک پہنچی۔۔۔

آگ کے شعلے اسکے بچے تک پہنچنے سے پہلے ہی اس نے زیان کو اٹھا کر دل سے لگا لیا۔۔۔۔

ماں کے سینے سے لگتے ہی زیان بالکل خاموش ہو گیا۔۔۔

وہ بچے کو چادر میں لپیٹ کر بہت مشکل سے گھر تک پہنچی۔۔۔۔۔

آگے نرگس بہت بے چینی سے اسکی منتظر تھی۔۔۔۔

اسکے کپڑے مٹی سے بھرے ھوئے تھے گرنے کی وجہ سے۔۔۔

کہاں گ ئی ی تھی تم زیان کو لے کر۔۔۔

اور یہ کیا حالت بنا رکھی ھے تم نے کیا ھوا ھے؟؟؟

وہ کرسی پر بیٹھ کر زیان کو دیکھنے لگی زیان نے دونوں ہاتھوں میں اسکی شرٹ پکڑی ھوئی تھی۔۔۔۔۔

جیسے اس بچے کو بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ماں مجھے دوبارہ چھوڑ نا دے۔۔۔۔۔

رتابہ نے برستی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔۔

وہ اپنی بھوک بھی ماں کی جدائی میں بھول گیا تھا۔۔۔۔

کچھ پوچھ رہی ہوں تم سے میں۔۔۔

نرگس سختی سے بولی۔۔۔۔

اسے ٹانکوں میں بھی بہت درد ہو رہا تھا گرنے کیوجہ سے۔۔۔۔

وہ سر جھکائے بولی۔۔۔

میں زیان کو چھوڑنے گ ئی تھی۔۔۔۔۔

کہاں ؟؟؟

کچرے کے ڈھیر میں۔۔۔۔۔

نرگس کو اسکی بات سن کر یقین نا آیا۔۔۔۔۔۔

کیا کہا کچرا کنڈی میں پھینکنے گ ئی تھی۔۔۔۔۔۔

جی وہ رو پڑی۔۔۔

پھینک بھی آئی تھی۔۔۔۔

لیکن۔۔۔۔۔۔

نرگس سر پکڑ کر بیٹھ گ ئی۔۔۔۔

یا خدایا۔۔۔۔

رتابہ تمھارے دل میں ذرا خوف خدا نہیں رہا۔۔۔۔

تم اتنی پتھر دل کیسے ھو سکتی ھو؟؟ مجھے یقین نہیں آ رہا۔۔۔

اپنا بچپن بھول گ ئی ھو؟ اپنے ساتھ ھونے والی ساری زیادتیوں کا ساری محرومیوں کا بدلہ اس ننھی سی جان سے لینے چلی ھو۔۔۔

اسکا کیا قصور ھے بتاؤ مجھے۔۔۔

ھوسپٹل میں تو تم اسے اپنا سہارا اپنا وارث کہہ رہی تھی۔۔۔

اور اب اسی بچے سے اپنی ممتا کا حق بھی چھین رہی ھو۔۔۔

ارے ایسا ظلم اپنی ہی اولاد کیساتھ۔۔۔۔

کیا تم بھی انکی طرح ظالم بننا چاہتی ھو جنھوں نے ھمیشہ تم پر ظلم کیا۔۔۔۔۔

جانور بھی اپنے بچے کو نہیں چھوڑتا۔۔

اور تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ رو رو کر بولی مجھ سے غلطی ھو گ ئی میں جذبات میں آگ ئی تھی۔۔۔۔

تم اس وحشی انسان کا بچہ سمجھ کر اس سے دستبردار ھونا چاھتی ھو۔۔۔

یعنی تم بھی اک وحشیا ماں بننا چاہتی ھو۔۔۔

بلکل اسکیطرح جو اپنے گناہ کا بیج تمھارے اندر بو کر خود روپوش ھو گیا۔۔۔۔

اور تم ننھی سی کلی کو کچل کر فرار ھونا چاھتی ھو۔۔۔

اس نے نا میں سر ہلایا۔۔۔۔

نرگس افسوس بھرے لہجے میں بولی۔۔۔۔

میں چاھتی تو اسکو پیدا ھونے سے پہلے ہی تمھارا ابارشن کروا سکتی تھی۔۔۔۔

لیکن میں کیسے قاتل بنتی اس معصوم سی جان کی۔۔۔

میرے ضمیر نے گوارا نہیں کیا اور تم ماں ھو کر بے ضمیر ھو گ ئی۔۔۔۔

نو ماہ اسے اپنی کوکھ میں رکھا تم نے اپنی سانسوں سے اپنی دھڑکنوں سے بھی زیادہ قریب محسوس ھوا یہ تمھیں اپنے خون سے سینچ کر اپنی جان پر کھیل کر پیدا کیا ھے تم نے اسے۔۔۔۔۔

اب اتنی جلدی ہار مان لی وقت کے آگے۔۔۔۔۔

رتابہ تم اتنی بزدل نہیں ھو۔۔۔

ناہی ظالم۔۔۔۔

اللہ کی آزمائی شیں اسکے محبوب بندوں پر ہی آتی ھیں۔۔۔۔

حضرت مریم بی بی بھی بہت کڑے امتحان سے گزری تھیں جب عیسی کو بغیر باپ کے انہوں نے جنم دیا۔۔۔۔

اللہ کے حکم سر خم کیا انہوں نے۔۔۔۔

بدنامی کا یا زمانے کی پرواہ نہیں کی تھی انہوں نے بس اللہ کے حکم کو بجالایا تھا۔۔۔

ھم توانکی دھول کے برابر بھی نہیں۔۔۔۔۔۔

ہر کام میں اللہ کی مصلحت ھوتی ھے تمھارے ماں بننے میں کیا راز پوشیدہ ھے اللہ بہتر جانتا ھے ۔۔۔۔

اللہ نے کوئی بھی چیز رائیگاں یا بیکار نہیں بنائی۔۔۔۔

آج زندگی اتنی مشکل ھے تو کل کو آسان بھی ھو گی۔۔۔

اللہ پاک بعض لوگوں سے سب کچھ چھین کر انکو آزماتا ھے۔۔۔

اور بعض اوقات سب کچھ عطا کر کے بھی آزماتا ھے۔۔۔

اب یہ ھمارے اوپر ھیکہ ھم چھن جانے پر مایوس ھوتے ھیں یا صبر کرتے ھیں۔۔۔۔

اور مل جانے پر اسے بھول جاتے ھیں یا شکر ادا کرتے ھیں۔۔۔۔

میرے رب کا انصاف دیکھو وہ چھیننے پر بھی صبر والوں کے ساتھ ھے

اور عطا کرنیوالوں پر بھی شکر کرنیوالوں کیساتھ ھے۔۔۔۔

اور جس کے ساتھ رب ھو تو اسے کیا پرواہ اس فانی دنیا کی جہاں ھم چند دنوں کے مسافر ھیں۔۔۔۔

زندگی کیا ھے بیٹا؟؟

پیدا ھوتے وقت اذان اور مرتے وقت نماز جنازہ کے درمیان کا وقفہ ہی تو ھے۔۔۔۔۔

وہ سر جھکائے قدرت کے قانون پر خاموش رہی۔۔۔۔

اللہ کی نعمت کو ٹھکرانے والوں کے ہاتھ کچھ نہیں لگتا پھر رررر۔۔۔۔۔

نرگس کا ہر لفظ رتابہ کی روح میں تحلیل ھو رہا تھا۔۔۔۔

تم کل کہاں تھی۔۔۔۔

اور آج کہاں ھو۔۔۔۔۔۔

اپنی زندگی پر غور کرو۔۔۔

کتنی رب کی اطاعت کی؟ کتنا صبر کیا؟ کتنے شکوے کی ئے؟ کتنا اس پر یقین کیا؟؟

سب کچھ اپنے حوالے سے مانگتے ھیں ھم۔۔۔۔۔

کبھی خود کو رب کے حوالے کیا ھے؟؟

نہیں ھم نے ھمیشہ خود کو اپنی خواہشات اور اپنے نفس کی قید میں رکھا ھے۔۔۔

اسلی ئے تو ھمیں غموں سے رہائی نہیں ملتی۔۔۔۔۔

اپنی ذات کو رہا کرو نفس کے پنجرے سے۔۔۔۔

یہ غم یہ درد ہزار بار ملنے پر بھی بے اثر ھو جائی یں گے جب ھماری ذات رب کے آگے با اثر ھو گی۔۔۔

اور ایسا تب ھو گا جب ھم خود کو اللہ کے سپرد کر کے اسکی رضا میں راضی رہنا سیکھ لیں۔۔۔۔

رتابہ نے نرگس کیطرف دیکھا۔۔۔

امی مجھے اللہ معاف کریگا جو مجھ سے غلطی ھوئی۔۔۔۔۔

غلطی کرتے کرتے رک جانا۔۔۔اللہ کی رضا کی نشانیوں میں سے ھے۔۔۔۔۔

اللہ تو ھم سے راضی رہتا ھے۔۔۔

بس ھم ھی اس سے راضی نہیں رہتے۔۔۔۔۔

وہ ھماری چھوٹی سی نیکی پر بھی خوش ھو جاتا ھے۔۔۔۔

اور ھم اسکی ہزار نعمتوں پر بھی ناخوش ہی رہتے ھیں۔۔۔۔

زیان بھوک سے رونے لگا۔۔۔۔

رتابہ جلدی سے اسے دودھ پلانے لگی۔۔۔۔۔۔

تمھیں پتہ ھے بچے میں بھی ایک ھنر ھوتا ھے۔۔۔۔۔

بچے میں ھنر؟ رتابہ حیران ھوئی۔۔۔۔

بچے کو ایک ہی ھنر آتا ھے رونے کا۔۔۔۔

اور وہ رو کر نا صرف اپنی طرف متوجہ کرتا ھے بلکہ اپنی بات بھی منوالیتا ھے۔۔۔

بچے کو اپنے رونے پر بڑا کامل یقین ھوتا ھے کہ اسکا رونا رائی یگاں نہیں جائے گا۔۔۔۔۔

اس بچے کیطرح اپنا یقین کامل کرو اور رو کر منوالو اپنی بات اپنے رب سے۔۔۔۔۔۔

وہ تو اپنے بندوں سے ستر ماؤں سے بڑھ کر پیار کرتا ھے۔۔۔۔۔

رتابہ نرگس میں باتوں میں کھو کر اپنا درد بھول گ ئی۔۔۔۔۔۔۔۔

جازب کی جان بچ گ ئی تھی۔۔۔۔

لیکن وہ ابھی تک ھوش میں نہیں آیا تھا۔۔۔

شاہ جی نے اس پر صدقے کے بکرے وار کر غریب بستیوں میں بانٹے۔۔۔۔

جازب 72 گھنٹوں بعد ھوش میں آیا تھا۔۔۔۔

اسکے ھوچ میں آتے ہی اسکے سب دوستوں نے شکرانے کے نوافل ادا کی ئے۔۔۔۔۔

جازب 20 دن داخل رہا ھسپتال میں۔۔۔

ریڑھ کی ہڈی میں گولی لگنے کیوجہ سے وہ چل نہیں پا رہا تھا۔۔۔

ڈاکٹرز نے چھ ماہ کا وقت دیا تھا۔۔

شاہ جی اسے اپنے ساتھ اپنی حویلی لے گیا۔۔

اور اسطرح اسکا خیال رکھا جیسے ماں بچے کا رکھتی ھے۔۔۔۔۔

نرگس زیادہ تر وقت زیان کیساتھ گزارتی۔۔۔

عضد سے وہ بلکل بے فکر ھو گ ئی تھی۔۔۔۔

نرگس کی لاپرواہی عضد کی برداشت سے باہر ھوتی جارہی تھی۔۔۔۔۔

ابھی بھی وہ آفس سے تھک کر واپس آیا تو نرگس اسے زیان کو گود میں لیئے ملی۔۔۔۔

امی اس کے علاوہ بھی اس گھر میں کوئی انسان موجود ھے۔۔۔۔

ہر وقت اسکی آؤ بھگت میں نا لگی رہا کریں اسکی ماں کو دیں جسکی یہ ذمہ داری ھے۔۔۔۔۔

نرگس اسے رتابہ کے حوالے کر کے آئی۔۔۔۔

امی آپ تو بلکل مجھے بھول ہی گ ئی ھیں۔۔۔

جیسے میں اس گھر کا فرد ہی نہیں ھوں۔۔۔۔

نرگس نے اسے پاس بلایا اور اسکا سر اپنی گود میں رکھا۔۔۔۔

تم نے بھی تو نظر انداز کر رکھا ھے مجھے۔۔۔

نا بات کرتے ھو نا پاس آتے ھو۔۔۔

بس آتے ساتھ خود کو کمرے میں بند کر لیتے ھو۔۔۔۔

آپ مجھے میری پہلے والی ماں جیسی ملیں تو میں پاس آؤں۔۔۔آپ کو ان دونوں کے علاوہ فرصت ہی نہیں۔۔۔۔۔

اور ان ماں بیٹے کا وجود آپکے قریب مجھ سے برداشت نہیں ھوتا۔۔۔۔۔

کیوں برداشت نہیں ھوتا تم سے۔۔۔۔

بچہ نا کرو قبول لیکن رتابہ تو تمھاری بیوی ھے نا۔۔۔۔

نہیں مانتا میں اسے اپنی بیوی۔۔۔۔۔

بیٹا سچائی اور حقیقتیں نا ماننے والوں کی محتاج نہیں ھوا کرتیں۔۔۔۔

وہ تو بس اپنی ذات میں لازوال ھوتی ھیں۔۔۔

اور ایک نا ایک دن اپنا آپ منوا کر رہتی ھیں۔۔۔

خود کو تکلیف دینے سے بہتر ھے قسمت کا لکھا قبول کر لو۔۔۔۔

یہ قسمت کا لکھا نہیں امی۔۔۔

آپکی زبردستی کا سودا ھے۔۔۔

میرے بچے یہ یاد رکھنا ہر جذبہ شدت پا کر پلٹ جاتا ھے چاھے وہ محبت کا یا نفرت کا ہی کیوں نا ھو۔۔۔

ہر چیز اپنی انتہا پر پہنچ کر معدوم ھو جاتی ھے اپنی وقعت کھو بیٹھتی ھے۔۔

اس لیئے شدت نا نفرت میں اچھی نا محبت میں۔۔۔

خود کو میانہ روی کے راستے پر ڈالو۔۔۔۔

تاکہ آنیوالے وقت اور حالات میں خود کو اپنے قابو میں رکھ سکو۔۔۔

عضد ماں کی بات سن کر اٹھ بیٹھا۔۔۔

آپکا مطلب ھے میری شدید نفرت محبت میں بدل سکتی ھے؟؟

ہاں۔۔۔

کیونکہ نفرتوں کی اپنی کوئی زمین نہیں ھوتی یہ ھمیشہ محبت کی زمین پر وقتی قبضہ کرتی ھیں۔۔۔۔

وہ ابرو اچکا کر بولا۔۔۔

یہ وقتی قبضہ نہیں ھے امی۔۔۔

یہ موت کے اس شکنجے کیطرح ھے۔۔۔جس پر پڑتا ھے تو روح کھینچ کر ہی دم لیتا ھے۔۔۔۔

نرگس مسکرائی۔۔۔۔

میرے بچے۔۔۔۔

روح نکل کر ہی جسم سے ابدیت کا سفر طے کرتی ھے۔۔۔

یہ عارضی موت تو محض دنیا کا دکھاوا ھے۔۔۔۔۔

قدرت کا قانون ھے یہ کہ ہر جان ور۔۔۔۔سدا جان ور نہیں رہتا۔۔۔۔۔

تغیرات آتے رہتے ھیں تبدیلی کائی نات کا حصہ ھے۔۔۔

اپنے اندر تبدیلی کی لچک پیدا کرو ورنہ ٹوٹ کر رہ جاؤ گے۔۔۔

وہ ماں کو دیکھنے لگا۔۔۔

امی ٹوٹا نہیں ھوں۔۔۔

ایسے لگتا ھے توڑ دیا گیا ھوں۔۔۔

نرگس سمجھ گ ئی کہ وہ اسی پر چوٹ کر رہا ھے۔۔۔۔

یہ سب کچھ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا۔۔ کہ زندگی مجھ سے میرے صبر کا ایسا کڑا امتحان بھی لے گی کہ میں ضبط بھی نہیں کر پاؤ نگا۔۔۔

میرے بچے۔۔ زندگی میں ضبط کبھی بھی صبر کے معیار تک نہیں پہنچ سکتا۔۔۔۔

وہ کیسے ؟؟؟ عضد نے سوال کیا۔۔۔

ضبط اور صبر میں بہت فرق ھے۔۔۔

ضبط بہت تکلیف دہ ھوتا ھے اور ضبط ھمیشہ خود پر جبر کر کے کیا جاتا ھے۔۔۔۔

اور صبر پر سکون ھوتا ھے۔۔۔ صبر میں خود پر جبر نہیں کرنا پڑتا۔۔۔

صبر اللہ کی ذات پر توکل کر کے کیا جاتا ھے۔۔۔۔

وہ نا سمجھتے ھوئے نرگس کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

آسان الفاظ میں سمجھاتی ھوں۔۔۔۔

تم جب پیدا بھی نہیں ھوئے تھے تو بھیا کا انتقال ھو گیا تھا اور بھابھی تین سال بعد ھم سب کو چھوڑ کر چلی گ ئی یں تھیں۔۔۔۔

manage بہت مشکل ھو گیا تھا میرے لی ئے سب کچھ کرنا۔۔۔

میرا اپنا بھی گھر بار تھا اوپر سے تم دونوں بھائی یوں کی ذمہ داری بھی مجھ پر تھی۔۔۔۔

تمھاری طرف میرا رجحان اتنا بڑھ گیا تھا کہ میں ایاز پر توجہ نا دے سکی اور وہ کب مجھ سے اتنی دور ھو گیا مجھے پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔

اور اس نے نا صرف دوسری شادی کر لی بلکہ میری گود بھی خالی کر گیا۔۔۔۔

میں صبر اور برداشت کے علاوہ کیا کر سکتی تھی۔۔۔۔

تم دونوں سے نفرت کرتی کہ تمھاری ذمے داریوں میں میرا گھر خراب ھو گیا۔۔۔

میں اولاد کے ھوتے ھوئے بھی بے اولاد ھو گ ئی۔۔۔۔

تم دونوں تو بلکل معصوم سے تھے چھوڑ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔۔

تم دونوں کو پالنے کی مجھے بہت بڑی قیمت ادا کرنی پڑی۔۔۔۔

تو کیا میں تم جیسی ننھی سی معصوم سی جانوں سے دشمنی کرتی یا بدلے لیتی۔۔۔۔

بیٹا اپنی اولاد سے جیتے جی دستبردار ھونا کتنا تکلیف دے دہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔۔۔۔

میں رب کی رضا پر یہاں بھی صبر کیا اور اپنی ممتا کو تم پر قربان کر دیا۔۔۔۔۔

سوچو اگر میں اپنا گھر بچاتی اور تم دونوں کو تمھارے حال پر چھوڑ دیتی تو تم آج کہاں ھوتے۔۔۔۔

کیونکہ تم بن ماں باپ کے بچے تھے۔۔۔۔

زمانہ اپنی بربریت کے اتنے داغ لگاتا تم پر کہ تم جینے کے قابل نا رھتے۔۔۔۔۔۔

عضد کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔۔۔۔۔

لیکن امی آپ نے ھمیں پالا ھماری پرورش کی۔۔۔۔

ایک عزت دار مقام ھے ھمارا معاشرے میں خاندان میں۔۔۔۔

ھمیں اپنے والدین کا معلوم ھے ھم کس کی اولاد ھیں۔۔۔۔

لیکن جسے آپ نے میرے لیئے منتخب کیا۔۔۔

بقول آپکے وہ تو اپنے ماں باپ تک کو نہیں جانتی۔۔۔۔

آج کے دور میں کون اپناتا ھے کسی کا چھوڑا ھوا گناہ۔۔۔۔۔

نرگس بولی۔۔۔۔

تمھیں معلوم ھے کہ وہ کسی کا چھوڑا ھوا گناہ ھی ھے؟؟

جی معلوم نہیں یقین ھے۔۔۔

کر کے آئی ھے۔۔۔۔ survive نا جانے کہاں کہاں کیسے کیسے

مجھے تو لگتا ھے یہ گھر سے بھاگی ھوئی لڑکی ھے۔۔۔

واپسی کے تمام راستے خود پر بند دیکھ کر یہ جھوٹی کہانی بنا کر یہاں آ پہنچی۔۔۔۔

اور آپ نے بھی بلا کسی تصدیق کے کسی سچائی کہ مجھے قربانی کا بکرا سمجھ کر قربان کر دیا۔۔۔

محض اپنی رحم دلی کی خاطر۔۔۔۔۔۔

آپ اسے کسی ٹرسٹ بھی بھجوا سکتی تھیں نا۔۔۔

لیکن آپ نے میرے ساتھ بہت ظلم کیا بہت زیادتی کی۔۔۔۔

نرگس اسکی آنکھوں سے آنسو صاف کرتی بولی۔۔۔۔۔

میں نے زیادتی نہیں کی تم سے بلکہ تمھیں بچایا ھے بیٹا۔۔۔۔

امی اسے بچانا نہیں اجاڑنا کہتے ھیں۔۔۔۔۔

آپ اسے میڈ بنا کر رکھ لیتیں۔۔۔۔

چلو مان لی تمھاری بات میں اسے میڈ بنا کر یا بیٹی بنا کر ہی رکھ لیتی۔۔۔۔

لیکن اسکے ماں بننے کے بعد تم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نا رہتے۔۔۔۔۔۔

سب کی انگلیاں چپکے چپکے تمھی پر اٹھتیں۔۔۔۔۔۔

اور اگر کل کو تمھاری شادی ھوتی تو اسے تمھاری بیوی کبھی برداشت نا کرتی۔۔۔۔۔۔۔

اور میں اسے خود سے جدا نا کر پاتی۔۔۔۔۔۔

تو بتاؤ پھر اپنا گھر بچانے کی خاطر تم مجھے چھوڑ دیتے۔۔۔۔۔۔

وہ نرگس کے گلے لگ گیا۔۔۔۔

نہیں امی میں مر سکتا ھوں آپکو چھوڑ نہیں سکتا۔۔۔۔۔۔

وہ بھی اس پر اپنی ممتا نچھاور کر کے بولی۔۔۔۔

بیٹا رتابہ کو چھوڑ کر میں مر جاتی۔۔۔۔

وہ میرے دل میں ہی نہیں میری روح میں سما چکی ھے۔۔۔۔۔

جسے چاہا جائے تو پھر اسکے عیب نہیں دیکھے جاتے۔۔۔۔

اسلیۓ تمھیں اپنی جان کا واسطہ دے کر راضی کیا تھا۔۔۔۔۔

بیٹا تم بھی بدگمان ھونا چھوڑ دو۔۔۔ بدگمانی اللہ کو بلکل پسند نہیں۔۔۔۔۔

امی میں اسے اس گھر میں برداشت کر رہا ھوں میری ذات کی انتہا ھے یہ۔۔۔۔۔۔

بیٹا۔۔۔ یہ بھی ھو سکتا ھے تم غلطی پر ھو۔۔۔۔۔

میں غلطی پر رر۔۔۔۔ وہ اپنی طرف اشارہ کر کے بولا۔۔۔ وہ کیسے؟؟؟

دیکھو بیٹا۔۔۔۔ ہم چلتے جائیں تو سفر ختم نہیں ہوتا رک جائیں تو سانس نہیں رکتی۔۔ ہم ہنسنے لگیں تو قہقہے جنم لیتے ہیں۔۔۔۔ اور ہم رونے لگیں تو آنسو ختم نہیں ہوتے۔۔۔ جسے چاہنے لگیں تو چاہت ختم نہیں ہوتی اور ٹوٹنے لگیں تو ذرے ختم نہیں ہوتے۔۔۔۔۔ ہر شے کے ساتھ ایک ربط منسلک ہوتا ہے۔۔۔۔۔ ہر انسان کے سہنے کا انداز مختلف ہوتا ہے۔۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی سہہ رہا ہو۔۔۔۔ اور ھم صرف کہہ رہے ہوں۔۔۔۔ دوسروں کی جگہ خود کو رکھ کر کسی کے دکھ درد کا اندازہ لگانا بہت کٹھن ہے۔۔۔۔۔۔

نرگس کی بات سن کر وہ خاموش ہو گیا کیونکہ وہ نرگس کو مزید دکھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔۔۔

جازب وھیل چیئر پر بیٹھا اپنی بے بسی کو خاموشی سے سہہ رہا تھا۔۔۔۔۔

شاہ جی نے آکر اسکا کندھا تھپتھپایا۔۔۔

کیوں اداس ھے میرے یار۔۔۔۔

کچھ نہیں یار۔۔۔

بس خود کو دیکھ کر پشیمان ھوں کہ کیا ھوا میرے ساتھ اور کیوں؟؟ کیا یہ بد دعا تھی یا کسی کے بہتے ھوئے آنسوؤ کا ازالہ جو میں کاٹ رہا ھوں۔۔۔۔۔

یا میرے گناھوں کا بوجھ تھا جو آج میں اپنے قدموں پر کھڑے ھونے کے قابل ہی نہیں رہا۔۔۔۔۔

دیکھ یار اداس مت ھو۔۔۔ اداسی ھمیشہ انسان کو مایوس بنا دیتی ھے اور مایوس انسان حاصل کو بھی گنوا بیٹھتا ھے۔۔۔۔

حادثات انسانی زندگی کا حصہ ھیں۔۔۔ کچھ حادثے ھمیشہ کیلئے دل و دماغ پر اپنا اثر چھوڑ جاتے ھیں۔۔۔

کچھ سبق سکھا کر ہدایت کی راہ پر ڈال جاتے ھیں اور کچھ گمراہی کیطرف لے جاتے ھیں۔۔۔

لیکن اپنے بیتے لمحوں یا کوتاہیوں پر خود کو کوستے رہنا ٹھیک نہیں۔۔۔

بہت باھمت ھوتے ھیں وہ لوگ جو اپنے اندر کئی طوفانوں کا سامنا کرتے ھیں۔۔۔

اور اس سے بھی زیادہ باہمت ہوتا ہے وہ انسان جو اپنی غلطی کو تسلیم کر کے اس پر سر خم کر لیتا ہے۔۔۔ اور اسے سدھارنے کیلئے کوشاں رہتا ھے۔۔۔۔

پھر وہ جاذب کے قدموں میں بیٹھا۔۔۔۔

سمجھ آئی میں کہنا چاہ رہا ھوں۔۔۔۔

جازب نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

آئی ندہ تیرے منہ سے میں ایسی کوئی بات نا سنوں۔۔۔۔

شاہ جی انگلی سے اسکے چہرے کا احاطہ کر کے بولا۔۔۔۔۔

اور نا اس تھوبڑے پر آئی ندہ اداسی نظر آئے مجھے۔۔۔۔۔

شاہ جی کیسا تھ جازب بھی ھنس پڑا۔۔۔۔

گزر جائی یگا یہ وقت بھی ھم ھیں نا تیرے سا تھ۔۔۔۔۔

دن مہینوں میں اور مہینے سال میں بدل گ ئے۔۔۔۔

زیان ایک سال کا ھو چکا تھا۔۔۔۔

عضد کے دل پر رتی برابر اثر نہیں ھوا تھا وہ جیسا ضدی کل تھا ویسا ہی آج بھی تھا۔۔۔۔۔

اب تک اس نے رتابہ کو قبول نہیں کیا تھا۔۔۔۔

بات کرنا یا حال احوال پوچھنا تو دور کی بات ان کے بیچ سلام دعا تک نا تھی۔۔۔

نرگس بھی سمجھا سمجھا کر تھک کر خاموش ھو گ ئی تھی۔۔۔۔

نرگس کا بھائی اسلام آباد سے آیا ھوا تھا۔۔۔۔

نرگس کے بھانجے کی شادی تھی وہ دعوت دینے آئے تھے۔۔۔۔

نرگس کے اسرار پر دو دن ٹھہر گ ئے۔۔۔۔

عضد آفس ورک سے سات ماہ سے لندن میں تھا ھفتے بعد اسکی واپسی تھی۔۔۔۔۔

اسکی واپسی پر نرگس نے اسے بھانجے کی شادی کا بتایا۔۔۔

اور ساتھ ہی ساتھ یہ حکم بھی دیا کہ وہ رتابہ کو ساتھ لے کر جائے گا۔۔۔۔۔اور زیان نرگس کے پاس ہی ھو گا۔۔۔۔

عضد کسی صورت تیار نا تھا اسے ساتھ لے جانے کیلی ئے۔۔۔۔

پر نرگس بھی اسی کا خون تھا اس نے اپنی بات منوا کر چھوڑی۔۔۔۔۔

رتابہ بہت ڈری ھوئی تھی کہ وہ کیسے جائے گی عضد کیساتھ۔۔۔۔

نرگس نے اسے تسلی دی۔۔۔۔

عضد کو بائے روڈ جانے کا بہت شوق تھا۔۔۔۔

اس نے بائے روڈ جانے کا ہی فیصلہ کیا۔۔۔

نرگس اور رتابہ نے سارے سفر کی تیاری کی۔۔۔

اور نرگس کی دعاؤں کے سائے میں وہ رخصت ھوئے۔۔۔۔

عضد بلکل خاموشی سے ڈرائی یونگ کرتا رہا۔۔۔

رتابہ باہر کی دنیا کے مناظر دیکھتی رہی ابھی وہ فیصل آباد کے ایک گاؤں کے قریب پہنچے تو عضد کی گاڑی خراب ھوگئی۔۔۔۔

شام کا وقت تھا موسم کے آثار بھی کافی خراب تھے بادل تھے کہ ایسے لگ رہا تھا برسے تو تھمنے کا نام نہیں لیں گے۔۔۔

کوئی ھوٹل بھی قریب نہیں تھا نا کوئی آبادی تھی۔۔۔

چاروں طرف کھیت کھلیان تھے۔۔۔۔

عضد گاڑی کا بونٹ کھول کر چیک کرنے لگا۔۔۔۔

رتابہ کار سے باہر نکلی اور اپنے چاروں طرف ھوا سے لہراتے سبز کھیتوں کا نظارہ تکتے تکتے کھیتوں کیطرف بڑھنے لگی۔۔۔۔

عضد گاڑی میں جھکا اتنا محو تھا کہ اسے پتہ ہی نہیں چلا رتابہ کب گاڑی سے دور کھیتوں کیطرف نکل گئی۔۔۔۔۔

اتنا خوبصورت نظارہ دیکھ کر رتابہ کو لگا وہ جنت میں آ گ ئی ھے۔۔۔

وہ اونچے اونچے کھیتوں میں داخل ھو کر کھو سی گ ئی۔۔۔

سبزے کو اپنے ہاتھوں سے چھو کر دیکھتی اور مسکراتی۔۔۔۔۔

ٹھنڈی ھوا کے جھونکے اور سبزے کی خوشبو اسے دیوانہ کر رہی تھی۔۔۔۔۔

عضد گاڑی سے کچھ سامان نکالنے آیا تو دیکھا رتابہ نہیں تھی۔۔۔

اس نے اپنے ہاتھ کپڑے سے صاف کرتے آس پاس اسے دیکھا وہ نہیں تھی۔۔۔۔

عضد کا دل خوف سے دھڑکا کہاں گ ئی یہ۔۔۔۔۔

ابھی وہ اسے دیکھ ہی رہا تھا کہ اسکی چیخیں اسے اپنے دائیں طرف کھیتوں سے آتی سنائی دیں۔۔۔۔

عضد دد۔۔۔۔ عضد دد۔۔۔۔۔

وہ بھاگتا ھوا اسکی آواز کیطرف لپکا۔۔۔۔

اور کھیتوں کے قریب پہنچا تو اسے سامنے آتا دیکھ کر رتابہ بھاگتی ھوئی اسکے سینے سے آ لگی۔۔۔۔۔۔

رتابہ کے سینے سے لگتے ہی عضد کو اپنی دھڑکن رکتی ھوئی محسوس ھوئی۔۔۔۔۔۔

رتابہ کی رقابت کا ایک عجیب سا احساس اسکی رگوں میں دوڑا۔۔۔۔

عضد کھیتوں کے قریب پہنچا تو اسے سامنے آتا دیکھ کر رتابہ بھاگتی ھوئی اسکے سینے سے آ لگی۔۔۔۔۔

رتابہ کے سینے سے لگتے ہی عضد کو اپنی دھڑکن رکتی ھوئی محسوس ھوئی۔۔۔۔۔

رتابہ کی قربت کا ایک عجیب سا احساس اسکی رگوں میں دوڑا۔۔۔۔۔

کیا ھوا ھے۔۔۔۔۔

وہ گھبرائی ھوئی تھی بہت۔۔۔۔

عضد نے اسے الگ کرنا چاہا۔۔

کتے کے بھونکنے کی آواز سن کر وہ مذید زور سے چپک گئی۔۔۔

تم اس کتے سے ڈر کر بھاگی ھو۔۔۔۔

عضد نے رتابہ کو خود سے پیچھے ہٹا کر کتے کو بھگایا۔۔۔۔

اس نے عضد کا بازو زور سے پکڑا۔۔۔

جججج جی۔۔۔۔۔

عضد کو ھنسی بھی آئی اور غصہ بھی۔۔۔۔۔

رتابہ کا ہاتھ پکڑ کر وہ گاڑی کیطرف بڑھا۔۔۔

وہ اسکے بڑے بڑے قدموں سے قدم ملا کر نا چل سکی تو بھاگتی ھوئی اسکے پیچھے آئی۔۔۔۔

اسے گاڑی میں پچھلی سیٹ پر بٹھا کر وہ خود غصے سے اسکے ساتھ بیٹھا۔۔۔

ایک تو وہ اپنی اندر کی کیفیت کو کنٹرول نہیں کر پا رہا تھا دوسری طرف اسکے گاڑی سے نکلنے کا اور گاڑی خراب ھونے کا غصہ۔۔۔۔

وہ اس پر برس پڑا۔۔

کس نے کہا تھا گاڑی سے نکل کر اتنی دور جانے کو۔۔۔

وہ بھی شام کے وقت۔۔۔

ابھی تو کتا پیچھے لگا تھا اگر کوئی چڑیل۔۔۔

ابھی چڑیل کا لفظ عضد کے منہ میں تھا۔۔۔

کہ پاس سے گزرتے ٹرک کے بے ھنگم ہارن سے وہ ڈر کر چلا اٹھی۔۔۔

اسکی چیخ ٹرک کے ہارن سے زیادہ عضد کے کانوں میں لگی کیونکہ وہ بلکل اسکے ساتھ بیٹھا تھا۔۔۔ عضد کو لگا اسکے کان کے پردوں کا کام آج تمام ھو جائے گا۔۔۔

عضد نے چیختی ھوئی رتابہ کے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔

بسسسسسس چپ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ دانت پیس کر بولا۔۔۔چڑیل نہیں ٹرک کا ہارن تھا

وہ۔۔۔۔

اسکے منہ پر ہاتھ رکھتے ھوئے رتابہ بہت قریب تھی اسکے۔۔۔

ایک بار پھر عضد کی سانسیں اتھل پتھل ھونے لگیں۔۔۔۔

وہ فورا اسے چھوڑ کر گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔۔

اور خود کو گاڑی ٹھیک کرنے میں مصرف کیا۔۔۔

وہ خود پر سوا غصے کے کسی بھی چیز کو حاوی نہیں ھونے دیتا تھا۔۔۔اپنے جذبات کو کنڑول کرنے میں اسے بڑی مہارت حاصل تھی۔۔۔۔۔۔

گاڑی ٹھیک ھونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔۔

عضد نے لفٹ کیلئے دو تین گاڑیوں کو ہاتھ دیا پر کوئی نا رکی۔۔۔۔۔

غصے گاڑی میں سارا سامان واپس پھینکنے لگا۔۔۔

کیا ھوا گاڑی ٹھیک نہیں ھوئی۔۔۔۔

رتابہ کی آواز پر وہ بولا۔۔۔

ہزار بار بائے روڈ گیا ھوں۔۔۔۔کبھی میرے ساتھ ایسا نہیں ھوا۔۔۔

اس دفعہ تم مصیبت جو ساتھ ھو۔۔۔پتہ نہیں اور کیا کیا دیکھنا پڑے گا۔۔۔

اسکا انداز اتنا حقارت بھرا تھا کہ رتابہ کو رونا آ گیا۔۔۔

وہ اسے روتا دیکھ کر بولا۔۔۔

خبردار۔۔۔۔جو میرے سامنے ٹسوے بہائے تو۔۔۔۔

رونا تو مجھے چاھیئے اپنی قسمت پر۔۔۔۔

وہ گاڑی پر مکا مار کر باہر کھڑا ھوا۔۔۔

وہاں سے کئی گاڑیاں گزر گئیں۔۔۔

عشاہ کا وقت ھو چکا تھا۔۔۔

عضد بہت پریشان تھا کیونکہ وہ اکیلا نہیں تھا اسکے ساتھ رتابہ بھی تھی۔۔۔۔۔

ایک ٹرک ڈرائیور نے اپنی گاڑی عضد کو ہاتھ ہلاتا دیکھ کر روکی۔۔۔۔

عضد نے اسے سلام کیا۔۔۔۔

میری گاڑی خراب ھو گئی ھے۔۔۔

کچھ مدد کر دیں گے۔۔۔۔

ٹرک ڈرائیور پٹھان تھا۔۔۔

مڑا ھم تمکو لے جا سکتا اے۔۔۔

پر تمھارا گاڑی کا واسطے ھمارے پاس رسی نہیں ھے۔۔۔۔

اوہ۔۔۔۔ عضد نے سر کھجایا۔۔۔

کوئی بات نہیں لالا گاڑی میں پولیس کے حوالے کروادونگا۔۔۔

آپ مجھے کسی ھوٹل پر چھوڑ دیں۔۔۔

آؤ مڑا آؤ سامان اٹھالو اپنا۔۔۔۔

لالا میرے ساتھ لیڈیز بھی ھے۔۔۔۔

اوہ اچھا کوئی بات نہیں اسکو بھی اٹھالو۔۔۔

میں اپنا بندہ آگے بٹھالیتا ھوں تم اپنا بندی کیساتھ پیچھے بیٹھ جاوے گا۔۔۔۔

عضد مسکرا کر بولا جی لالا کوئی مس ئی لہ نہیں۔۔۔۔

مس ئی لہ تو ھے مڑا ھمارا گاڑی چاول کا بوری سے پورا کچا کچ بھرا ھوا ھے۔۔۔

تمکو بوری کے اوپر بیٹھنا ھوگا پھر۔۔۔۔

جی لالا بیٹھ جائیں گے ھم۔۔۔۔

ٹھیک ھے اپنا سامان مجھے دو میں اٹھاتا ھوں اور اپنا بندی خود اٹھاؤ اور ٹرک پر چڑھاؤ۔۔۔۔

عضد نے اسے باہر آنے کو کہا وہ چادر لپیٹ کر باہر آئی۔۔۔۔

اور اتنے اونچے ٹرک کو دیکھ کر عضد سے بولی میں کیسے چڑھو نگی اس پر۔۔۔۔

کیا ھم آگے نہیں بیٹھ سکتے۔۔۔۔

ٹرک ڈرائیور بولا۔۔۔

دیکھو باجی تم عورت ذات ھے ھمارے ساتھ تین بندہ اے ھم کو ملا کر چار ھو گیا ھم آگے بیٹھ جاوے گا۔۔۔

تمھارے ساتھ ھمارا ایک بھی بندہ پیچھے یا آگے نہیں بیٹھے گا۔۔۔۔

مجبوراً اسے اوپر چڑھنا پڑا۔۔۔

چھوٹی سی لوہے کی سیڑھی تھی۔۔۔

عضد نے اسے آگے کیا۔۔۔

چڑھو۔۔۔

وہ سیڑھیاں دیکھ کر بولی۔۔۔

میں گر گ ئی تو۔۔۔۔۔

باجی نہیں گرتا تم کوئی بوڑھا عورت نہیں اے۔۔

ڈرومت بسم اللہ کرو۔۔۔۔

عضد اسے تسلی دے کر بولا میں ھوں تمھارے ساتھ ۔۔۔۔۔

رتابہ ڈرتے ڈرتے چڑھ گ ئی۔۔۔

عضد اسکے پیچھے ہی تھا۔۔۔

دونوں ایک طرف ٹیک لگا کر بیٹھ گ ئے۔۔۔

ابھی کچھ ہی سفر طے ھوا تھا کہ بوندہ باندی شروع ھوگ ئی۔۔۔۔

ٹرک ڈرائیور نے ایک چھوٹے سے اڈے پر گاڑی روکی۔۔۔

یاراتم بھی نیچے اترو بارش تیز ھونیوالا ھے جب رکے گا بارش ھم تب جاوے گا۔۔۔۔

رتابہ نیچے اترتے ھوئے چڑھنے سے زیادہ ڈر رہی تھی۔۔۔

عضد پہلے اترنے لگا وہ تین چار سیڑھیاں ہی اتری تھی کہ پاؤں پھسلنے پر نیچے اترتے عضد پر جا گری۔۔۔

عضد اچانک اسکے گرنے پر خود کو سنبھال نا سکا۔۔۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے دونوں نیچے آ گرے۔۔۔۔۔

نیچے نرم مٹی تھی چوٹ تو نہیں لگی۔۔پر گرنے سے عضد کا پارہ کافی ہائی ھوا لیکن اسے برداشت کرنا پڑا۔۔۔۔۔

ٹرک ڈرائیور جلدی سے آگے آیا۔۔۔

چھوڑو مڑا تم بھی کوئی مرد ھے۔۔۔

چھوٹا سا پانچ فٹی عورت نہیں سنبھال سکا۔۔۔جان باڈی دیکھو اپنا اچھا خاصا چوڑا ھے تمھارا۔۔۔۔پر لگتا ھے پلاسٹک کا ھے۔۔۔۔

ڈرائیور کی بات سن کر رتابہ کو ھنسی آگ ئی۔۔عضد کے گھورنے پر اس نے منہ چادر میں چھپا لیا۔۔۔

یہ ایک کمرہ ھے چھت کچا ھے پر اسکا نیچے تم محفوظ رھے گا۔۔۔

عضد نے دیکھا۔۔

لڑکی کی ٹالوں کا چھاپڑا سا تھا۔۔۔۔

بارش بہت تیز شروع ھو گ ئی۔۔۔

وہ دونوں جلدی سے اندر گ ئے۔۔۔

کچا فرش تھا اور ایک ہی چارپائی اور چھت سے لٹکی لالٹین۔۔۔۔

جگہ جگہ سے پانی ٹپکنے لگا بارش کا۔۔۔۔۔

عضد نے چارپائی درمیان میں کھسکائی جہاں لالٹین لٹکی ھوئی تھی۔۔۔۔وہاں سے پانی نہیں ٹپک رہا تھا۔۔۔۔

عضد چارپائی پر لیٹ گیا۔۔۔

وہ ڈرتے ڈرتے عضد سے کچھ فاصلے پر بیٹھی۔۔۔۔۔

وہ بہت ڈری اور سہمی ھوئی تھی۔۔۔

عضد سمجھا شاید وہ تھک گ ئی ھے۔۔۔۔

لیٹ جاؤ۔۔۔

اس نے فورا نا میں سر ہلایا۔۔۔

کھا نہیں جاؤ ونگا تمھیں لیٹ جاؤ۔۔۔۔

وہ بس اتنا بولی۔۔۔۔میں یہیں ٹھیک ھوں

بارش کیساتھ ساتھ بادلوں کی گرج چمک بڑھنے لگی۔۔۔۔

آج سے دوسال پہلے ھوا حادثہ اس بارش سے اسکے سوچ کے دریچوں پر آ کھلا۔۔۔۔۔۔

وہ جلدی سے عضد کے پہلو میں ایسے چھپی جیسے بچہ ڈر کر ماں کی گود میں چھپتا ھے۔۔۔۔۔

عضد جو بازو پھیلائے آنکھیں موندیں لیٹا تھا۔۔۔

اسکے پہلو میں آنے سے بے چین ھو گیا۔۔۔۔

ایسے کیوں چپک رہی ھو میرے ساتھ سیدھے طریقے سے لیٹو۔۔۔

وہ اس سے دور ھوا۔۔۔۔

رتابہ نے آنکھیں میچے زور سے اسکی شرٹ پکڑ لی۔۔۔۔۔

عضد نے گہری سانس لے کر چھت کیطرف دیکھا۔۔۔۔

جو انکے اوپر گرنے ہی والا تھا۔۔۔۔

عضد نے رتابہ کو تھام کر جلدی سے کروٹ بدلی اور چارپائی سے نیچے اتر کر اسے ساتھ لی ئے چارپائی کے نیچے ھو گیا۔۔۔

چھت گیلی ھونے کیوجہ سے پوری نیچے آ گری۔۔۔

لالٹین چارپائی کیساتھ لٹک کر جھولنے لگی۔۔۔۔۔

رتابہ نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ عضد کے اوپر تھی۔۔۔۔

اس نے اٹھنا چاہا تو سر چارپائی کیساتھ جا لگا۔۔۔۔

لالٹین کی مدھم مدھم روشنی میں عضد نے اسے غور سے دیکھا۔۔۔۔

اسکا کھلتا ھوا گندمی رنگ لالٹین کی روشنی میں انگارے کی طرح دھک رہا تھا۔۔۔

عضد کو اپنا آپ اسکی کالی سیاہ آنسو سے بھری چمکدار آنکھوں میں ڈوبتا دکھائی دیا۔۔۔

اگلے ہی پل اس نے فورا اپنے حواسوں پر قابو پایا۔۔۔۔

اور وہاں سے نکلنے کی کوشش کی۔۔۔۔

وہاں موجود سبھی لوگ جمع ھو گ ئے۔۔۔

اور ان دونوں کے نکلنے میں مدد کی۔۔۔۔۔

کیچڑ سے عضد کے کپڑے بھر چکے تھے۔۔۔۔

معاف کرنا مڑا ھم کو نہیں معلوم تھا کہ چھت بہت کچا ھے گر جاوے گا۔۔۔

تمکو کہیں زخم وخم تو نہیں آیا نا۔۔۔ تمھارا عورت بھی ٹھیک ھے نا۔۔۔

جی لالا ٹھیک ھیں ھم۔۔۔

عضد تیز بارش میں اپنی پینٹ سے کیچڑ صاف کرنے لگا۔۔۔۔

رات ساری انکو تیز بارش میں گزارنی پڑی۔۔۔۔

صبح فجر ھو چکی تھی بارش کچھ تھم گ ئی تھی۔۔۔۔

ٹرک ڈرائیور بولا۔۔۔

ھم تمھاری وجہ سے ادھر آیا۔۔۔

ورنہ اپنا سفر جاری ھوتا۔۔۔۔

بارش اب دو تین دن نہیں رکے گا۔۔۔

ادھر ایک گاؤں ھے ھمارا دوست کا گھر ھے بہت بڑا۔۔۔

تمکو ادھر بھیجتا ھے ابھی ھم۔۔۔

جب بارش رک گیا تم کو اسلام آباد بھی چھوڑ آوے گا وہ۔۔۔۔

پریشان مت ھونا تم۔۔۔

لالا تمھارا بندوبست کر کے جاوے گا۔۔۔۔۔

ٹرک ڈرائیور نے فون پر انکو پہلے ہی بلا لیا تھا۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں ایک ادھیڑ عمر ساجد نامی آدمی اور ایک پندرہ سالہ لڑکا جیپ لیئے حاضر تھے۔۔۔۔

عضد سے وہ بڑی گرمجوشی سے ملے۔۔۔۔

عضد نے ٹرک ڈرائیور کا بہت شکریہ ادا کیا اور ساجد کیساتھ وہ دونوں جیپ میں بیٹھ کر چل دیئے۔۔۔۔۔۔

جازب اب مکمل طور پر ٹھیک ھو چکا تھا۔۔۔

اس نے بہت کوشش کی نمل کو ڈھونڈھنے کی پر نمل کا اسے کچھ پتہ نا چلا۔۔۔۔

وہ اور شاہ جی لاھور آ گ ئے۔۔۔۔

اریج بھی آج ہی آئی تھی پاکستان۔۔۔۔

نرگس اریج سے ملنے پرانے محلے آئی۔۔۔۔

اریج کو گول مٹول سا گڈے جیسا زیان بہت پیارا لگا۔۔۔

نرگس کو کسی کام سے مارکیٹ جانا تھا۔۔۔

وہ زیان کو اریج کے پاس چھوڑ کر مارکیٹ آ گ ئی۔۔۔۔

واپسی پر اسکا ٹکراؤ شاہ جی سے ھوا۔۔۔

السلام و علیکم ماں جی۔۔۔۔

شاہ جی نے سر جھکایا۔۔۔

نرگس اسے دیکھ کر پھولی نہیں سمائی۔۔۔۔۔

اور اسکا ماتھا چوما۔۔۔۔

کیسے ھو تم۔۔۔

اتنے عرصے بعد یہاں۔۔۔۔

ماں جی بس کچھ مصروفیت بہت تھی۔۔۔۔

اتنی مصروفیت تھی کہ ماں بھی بھول گ ئی۔۔۔۔

ارے نہیں نہیں آپکو کیسے بھول سکتے ھیں آپ تو ماں ھیں ھماری۔۔۔۔

دوسرا نالائی ک کہاں ھے۔۔۔۔نرگس نے جازب کا پوچھا۔۔۔۔

سب کچھ یہیں پوچھیں گی۔۔

گھر چل کے بات کرتے ھیں نا۔۔۔

نرگس شاہ جی کیساتھ گھر پہنچی تو جازب انکے پیچھے پیچھے دوسری گاڑی میں تھا۔۔

نرگس گھر میں داخل ھوئی شاہ جی کو اندر بلایا تو اسکے پیچھے جازب کو دیکھ کر حیران ھوئی۔۔۔۔

وہ اندر داخل ھوتے ہی نرگس سے لپٹ گیا۔۔۔۔۔

نرگس نے روتے ھوئے اس سے گلا کیا۔۔۔

آگ ئی تجھے ماں کی یاد۔۔۔۔۔

وہ بھی برسوں کا تھکا ھوا تھا کئی مہینوں سے رکے ھوئے آنسو ماں کے آنچل میں بہائے اس نے۔۔۔۔

نرگس اس پر واری قربان ھوتی رہی۔۔۔۔۔

عضد کیسا ھے امی۔۔۔۔۔

ٹھیک ھے بیٹا وہ۔۔۔

گھر کافی بڑا اور خوبصورت ھے امی۔۔۔۔۔

ہاں گھر تو بڑا بھی ھے خوبصورت بھی ھے لیکن تیری کمی ھے تو آ جا بس۔۔۔۔۔

شاہ جی بولا۔۔۔

ماں جی میں نے تو اسے کافی بار کہا ھے چھوڑ دے میرا کام چلا جا واپس لیکن یہ تیار ہی نہیں ۔۔۔۔

جب میں مر گئی تب لوٹے گا واپس۔۔۔۔

اللہ نا کرے ایسا ھو۔۔۔۔

آؤ نگا میں واپس بس ایک بہت بڑا قرض ھے مجھ پر اور جسے چکانا ھے وہ مل نہیں رہا بس اپنے اس قرض کی ادائی یگی کر لوں آ جاؤ نگا واپس ھمیشہ کیلئے۔۔۔۔

کون ھے وہ مجھے بھی بتاؤ۔۔۔نرگس کی بات سن کر نمل کا آنسوؤں بھرا چہرہ اسکی آنکھوں میں لہرایا۔۔۔

کوئی ھے بس آپ دعا کریں وہ جلد مل جائے۔۔۔

اور میں بھی اپنے بوجھ سے آزاد ھو جاؤں۔۔۔۔۔۔۔۔

ارتیج آئی ھوئی ھے بلاؤں اسکو کچھ ہی دیر میں آ جائے گی۔۔۔۔

نہیں امی ابھی نہیں۔۔۔

پھر کبھی سہی۔۔۔۔

نرگس ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگی۔۔۔

اور جازب کو رہ رہ کر نمل کی یاد ستانے لگی۔۔۔۔

پوری رات کے جاگے ھوئے تھے وہ دونوں ناشتے کے بعد عضد نیند سے جھولنے لگا۔۔۔

اسے ساجد کمرے میں لے گیا۔۔۔

صفائی اور نیند میں وہ کسی صورت کمپرومائز نہیں کرتا تھا۔۔۔۔

وہ تھکا ہارا سارے گھوڑے بیچ کر سو گیا۔۔۔

رتابہ کیسا تھ ایک ہی دن میں اسکی گھر کی بڑی بیٹی نازو اور دادی اماں گھل مل گ ئی یں۔۔۔

سفید سفید بالوں اور سفید رو ہی جیسے گالوں والی دادی رتابہ کے دل میں اتر گ ئی۔۔۔۔

انکے گھر کی ایک ایک اینٹ پیار اور محبت کے گارے سے لیپی ھوئی تھی۔۔۔۔

بہت پیار محبت اور ملنسار تھے وہ لوگ۔۔۔۔

بارش وقفے وقفے سے پورا دن جاری رہی۔۔۔۔۔

شام کو نازو نے رتابہ سے کہا جاؤ عضد بھائی کو جگاؤ۔۔۔

رات کو نہیں سونا کیا انہوں نے۔۔۔اور کھانا بھی نہیں کھایا دوپہر کا۔۔۔۔

رتابہ اسکے غصے سے ڈر کر بولی۔۔۔

نہیں میں نہیں جگا سکتی۔۔۔

وہ خود اٹھ جائی یں گے۔۔۔۔

لو بھلا یہ کیا بات ھوئی جاؤ جگا کر انکو باہر لاؤ۔۔۔

نازو نے زبردستی اسے کمرے میں بھیجا۔۔۔

رتابہ آھستہ آھستہ چل کر اسکے پاس آئی۔۔۔۔۔

وہ اوندھے منہ سو رہا تھا۔۔۔

رتابہ نے اسے آھستہ سے آواز لگائی۔۔۔

عضد۔۔۔اٹھ جائیں۔۔۔۔

عضد پر اسکی آوازوں کا کوئی اثر نا ھوا۔۔۔۔

اس نے کندھے سے ہلایا۔۔۔

عضد پلٹا تو اسے سامنے دیکھ کر تقریبا چلایا۔۔۔
تممم۔۔۔۔۔

رتابہ نے جلدی سے اپنا نازک سا ہاتھ اسکے ھونٹوں پر رکھا۔۔۔

اتنا اونچا نا بولیں پلیز ھم اپنے گھر میں نہیں۔۔۔۔۔

عضد نے اسکا ہاتھ جھٹکا۔۔۔۔

کیوں اٹھایا مجھے۔۔۔۔

سب باہر بلا رھے ھیں آپکو۔۔۔۔

عضد نے باہر آکر منہ ہاتھ دھویا۔۔۔۔

ھینڈ پمپ کے ڈھنڈے پانی سے اسے سکون سا ملا۔۔۔۔۔

پھر اس نے سب کیساتھ بیٹھ کر چائے پی۔۔۔

عضد اور رتابہ کو پوری فیملی نے گھیرا ھوا تھا۔۔۔۔

عضد انکے بیچ باتیں کرتا ھوا ھنستا ھوا۔۔۔ رتابہ کی روح میں سرائیت کرتا رہا۔۔۔۔۔

عضد کی موجودگی میں رتابہ نے خود کو بہت محفوظ پایا۔۔۔۔

کتنا خوبصورت ھوتا ھے محرم رشتہ۔۔۔

اتنا پرسکون اتنا دلکش اور اتنا مضبوط کہ دل و دماغ میں کسی ڈر کسی خوف کسی وسوسے کو آنے ہی نہیں دیتا۔۔۔۔

رتابہ کو ایسے لگا جیسے دنیا کی کڑی دھوپ سے اسے کسی نے چھپا لیا ھو۔۔۔

رتابہ کے چہرے پر یہ اطمینان اور سکون عضد کو صاف دکھائی دیا۔۔۔۔

رات عضد دیر تک ان سب سے خوش گپیوں میں مگن رہا۔۔۔

رتابہ البتہ سو چکی تھی۔۔۔

عضد رات کے ایک بجے کمرے میں آیا وہ بے انتہا خوبصورت پلنگ نما دو چارپائیوں میں سے ایک پر سو رہی تھی۔۔

وہ چارپائیاں آپس میں جڑی ھوئی تھیں ڈبل بیڈ کیطرح۔۔۔۔۔

عضد نے آہستہ سے ایک چارپائی تھوڑی دور کی اور لیٹ گیا۔۔۔

نیند اس سے کوسوں دور تھی۔۔۔

یہ اسکی زندگی کی پہلی رات تھی جس میں رتابہ اور وہ ایک کمرے کی چھت تلے موجود تھے۔۔۔۔۔

کمبل ایک ہی تھا۔۔۔۔جو رتابہ اوڑھے سو رہی تھی۔۔۔

بارش سے اچھی خاصی ٹھنڈ ھو رہی تھی۔۔۔۔

عضد اب رتابہ سے کمبل اتار نہیں سکتا تھا وہ اسی طرح سردی سے جاگتے جاگتے سو گیا۔۔۔۔

نمل جس محلے میں رہتی تھی وہاں کسی کا انتقال ھو گیا تھا۔۔۔۔

کوئی محلے سے آیا اور حافظ صاحب سے نماز جنازہ کا کہا۔۔۔

وہ فورا چل دیئے۔۔۔۔

نماز جنازہ سے فارغ ھو کر وہ سب کیساتھ قبرستان جانے لگے تو کسی نے انکو روکا۔۔۔۔

حافظ صاحب۔۔۔۔

انہوں نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔

ان کے آفس کے جونیئر ڈائریکٹر عارف تھے جو انکے دوست بھی تھے۔۔

آپ یہاں حیدرآباد میں۔۔۔۔

بس یار قسمت ھے جہاں لے جائے۔۔۔۔

آپ جیسا بندہ کراچی کیسے چھوڑ سکتا ھے یار۔۔۔جس نے کراچی کی مٹی دھول سے بھی محبت کی ھو۔۔۔۔

بس یار کچھ پرابلمز تھیں۔۔۔

خیر آپ یہاں۔۔۔

جسکا انتقال ھوا وہ میرے چچازات بھائی تھے۔۔۔

اوہ اچھا چلو پھر مل کر بیٹھتے ھیں قبرستان سے ھو آئیں۔۔۔

قبرستان سے واپسی پر عارف حافظ صاحب کے گھر چلے گئے۔۔۔۔

عارف نے انکو اپنے گھر لاہور لے جانے کی پیشکش کی۔۔

اور ساتھ اپنے سعودیہ عرب میں اپنے کنسٹرکشن کے کام میں حافظ صاحب کو شامل کرنا چاہا۔۔۔۔

دیکھو بھ ئی انکار میں نہیں سن سکتا۔۔۔

میری بیوی میری ایک بیٹی میری امی بھی اسی گھر میں موجود ھیں۔۔۔

وہاں نمل بیٹی بھی رہ لے گی۔۔۔

اسکی بھی تنہائی دور ھو جائی یگی۔۔۔

اور مجھے بھی تسلی ھو گی کہ اتنی سمجھدار بچی میرے گھر میں موجود ھے۔۔۔

تم اسے اپنا ہی گھر سمجھو۔۔۔۔

حافظ صاحب نے بہت انکار کیا پر عارف نا مانے اور انکو راضی کر کے ہی چھوڑا۔۔۔۔

حافظ صاحب نے ان سے چند دن کا وقت مانگا کہ وہ اپنا مکان بیچ لیں۔۔۔

عارف بھی انکے ویزے کے انتظام میں لگ گ ئے۔۔۔۔

عضد آفس سے دس دن کی چھٹیاں لے کر آیا تھا دو دن اسکو یہیں لگ گ ئے۔۔۔۔

وہ اسلام آباد بھی نہیں پہنچ سکا۔۔۔۔۔

نازو کی منگنی تھی ساجد چاچا کے بے حد اسرار پر عضد کو دو دن مذید رکنا پڑ گیا۔۔۔۔

رتابہ نازو کیساتھ کھیتوں کی طرف نکل گ ئی بارش آج کچھ تھمی ھوئی تھی۔۔۔۔

انکا گھر چاروں طرف پہاڑوں کے بیچ اونچائی پر تھا۔۔۔

چاروں طرف کھیت اتنے اونچے تھے کہ گھر سے نکلتے ہی بندہ کھیتوں میں گم ھو جاتا۔۔۔

رتابہ کھیتوں کی پگڈنڈیوں پر چلتی رہی۔۔۔

نازو ایک بات تو بتاؤ۔۔۔

یہاں چڑیلیں ھوتی ھیں کیا۔۔۔

نازو بولی۔۔۔

ہاااااں ھوتی ھیں۔۔۔

شام کو اکثر لوگ گھروں سے کم ہی نکلتے ھیں۔۔۔

ھمارے یہاں تو گھروں تک آتی ھیں۔۔۔

رتابہ اچھی خاصی ڈر گ ئی۔۔۔۔

نازو چلو جلدی سے یہاں سے چلتے ھیں۔۔۔۔

نازو زور زور سے ھنسی۔۔۔

تم اتنا ڈرتی ھو۔۔۔

ہاہاہاہا نہیں دن میں یہاں کچھ نہیں ھوتا۔۔۔

رتابہ اسکا ہاتھ دبوچ کر بولی چلو یہاں سے۔۔۔

نازو اسے گھر لے گ ئی۔۔۔

راستے بہت اونچے نیچے تھے۔۔۔

گرتے سنبھلتے وہ نازو کیسا تھ گھر پہنچ گ ئی۔۔۔۔

نازو نے اسکے کمرے میں جھانکا۔۔۔

اور ایک چارپائی سائی یڈ پر دیکھ کر حیران ھوئی پر کہا کچھ نہیں۔۔۔۔۔

اور چپ چاپ دوسری چارپائی اٹھا کر اپنے کمرے میں لے گ ئی۔۔۔۔۔

رات کو رتابہ کمرے میں گ ئی تو ایک چارپائی دیکھ کر نازو کے پاس آئی۔۔۔

یہ کیا حرکت کی تم نے۔۔۔۔۔۔

نازو انجان بنی۔۔۔

کونسی حرکت۔۔۔۔

دوسری چارپائی کیوں اٹھائی تم نے۔۔۔

مجھے ضرورت تھی اس لی ئے۔۔۔

رتابہ بولی واپس لاؤ اندر۔۔

ایک چارپائی پر کیسے لیٹیں گے ھم۔۔۔۔

جیسے اپنے گھر میں بیڈ پر سوتے ھو۔۔۔۔۔

وہ بیڈ بڑا ھوتا ھے پگلی۔۔۔

ہاں تو یہ بھی کونسا چھوٹی ھے آرام سے دو بندے سو سکتے ھیں۔۔۔۔

رتابہ اسکی حرکت پر اسے دیکھتی رہ گ ئی۔۔۔

اچھا چلو کمبل دوسرا دے دو رات بھی کمبل میرے پاس تھا۔۔۔۔

عضد سردی میں ایسے ہی سو گ ئے۔۔۔۔

نازو شرارت سے اسکے گال پکڑ کر بولی۔۔۔

جب چارپائی ایک ھے تو بستر بھی ایک ہی ملے گا۔۔۔۔

رتابہ اسکی شرارت پر مسکرا کر بولی۔۔۔۔یار سمجھا کرو نا تنگ مت کرو۔۔۔

سمجھنے کی ہی کوشش کر رہی ھوں کہیں تم دونوں لیلیٰ مجنوں تو نہیں۔۔۔۔

رتابہ اسکے سوال پر سٹپٹا گ ئی۔۔۔

جی نہیں شوہر ھیں وہ میرے۔۔۔

اور اور میرا بیٹا بھی ھے ایک۔۔۔

اتنا فضول مت سوچا کرو۔۔۔۔

نازو نے ھنستے ھوئے اسکی ناک پکڑی۔۔۔

تم بھی اتنا فضول مت بولا کرو چلو جاؤ شرافت سے اپنے شوہر کیساتھ اپنے کمرے میں۔۔۔۔

رتابہ دانت پیستی وہاں سے چلی گ ئی۔۔۔

کمرے میں عضد پہلے سے موجود تھا۔۔۔۔۔

وہ اسے دیکھ کر کاٹ کھانے والی نظروں سے گھور کر بولا۔۔۔۔

دوسری چارپائی کیوں اٹھوائی تم نے۔۔۔۔

ممم میں نے۔۔۔ نہیں میں نے نہیں اٹھائی۔۔ نازو نے اٹھائی۔۔۔

وہ اسکے سر پر آ کھڑا ھوا۔۔۔

تم کیا سمجھتی ھو ایسی اوچھی حرکتیں کر کے تم میرے قریب آ سکو گی۔۔۔

سات جنم بھی لے لو تب بھی قبول نہیں کرنا میں نے تمھیں۔۔۔۔

تکیہ اٹھا کر اس نے فرش پر پھینکا۔۔۔

مرو اب یہاں زمین پر۔۔۔۔۔

رتابہ تو عادی تھی کانٹوں پر بھی سونے کی یہ تو پھر ٹھنڈا فرش تھا۔۔۔

وہ تکیہ لیئے عضد کے پیروں کیطرف فرش پر سو گئی۔۔۔۔

عضد کو نیند نہیں آ رہی تھی اس نے چارپائی سے جھانک کر اسے دیکھا۔۔۔

پھر اس پر اپنی موٹی شال ڈالی۔۔۔۔۔

اپنے آپ میں سمٹی وہ فرش پر بھی سو رہی تھی۔۔۔۔اور عضد کی نیند مخمل جیسے بستر پر بھی اڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

رتابہ کی آنکھ کھلی رات کو پیاس سے۔۔۔

وہ دروازہ کھول کر آرام سے باہر آئی۔۔۔

اور پانی کے مٹکے سے پانی نکال کر پینے ہی لگی تھی کہ اسے اپنے پیچھے ایک سایہ سا محسوس ہوا۔۔۔

پانی وہیں اسکے حلق میں اٹک گیا۔۔۔۔۔

وہ ڈرتے ڈرتے کپکپاتی ہوئی پیچھے پلٹی۔۔۔۔

تو خوف کے مارے اسکی چیخ بھی نا نکلی اور وہ وہیں بیہوش ہو کر گر گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ کی آنکھ کھلی رات کو پیاس سے۔۔۔

وہ دروازہ کھول کر آرام سے باہر آئی۔۔۔

اور پانی کے مٹکے سے پانی نکال کر پینے ہی لگی تھی کہ اسے اپنے پیچھے ایک سایہ سا محسوس ھوا۔۔۔

پانی وہیں اسکے حلق میں اٹک گیا۔۔۔۔۔

وہ ڈرتے ڈرتے کپکپاتی ھوئی پیچھے پلٹی۔۔۔۔

تو خوف کے مارے اسکی چیخ بھی نا نکلی اور وہ وہیں بیہوش ھو کر گر گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صبح کا اجالا ہلکا سا پھیلا نازو نیند سے اٹھی اور آنکھیں مسلتی باہر صحن میں آئی منہ دھویا تو اسکی آنکھیں کھلیں۔۔۔

اس نے مٹکے کے پاس فرش پر پڑی رتابہ کو دیکھا۔۔۔

ہائے اسے کیا ھو گیا۔۔۔

رتابہ رتابہ۔۔۔۔۔

وہ بیہوش تھی۔۔۔۔

نازو نے جلدی سے عضد کا دروازہ بجایا زور زور سے۔۔۔۔

عضد گہری نیند سے اٹھا۔۔۔

کون ھے۔۔۔

میں ھوں عضد بھائی۔۔۔۔

نازو کمرے میں آئی۔۔۔

بھائی وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ رتابہ۔۔۔

کیا ھوا اسے۔۔۔

وہ باہر پتہ نہیں کب سے بیہوش پڑی ھے جلدی آئی یں دیکھیں اسے۔۔۔۔

عضد ناگواری سے اٹھا اور اسکے ساتھ باہر گیا۔۔۔

رتابہ کو اٹھا کر اندر لایا۔۔

سب ہی گھر والے تھوڑی دیر میں رتابہ کے سر پر کھڑے تھے۔۔۔۔

دادی اماں سب کو ہٹاتیں خود آگے آئی یں۔۔۔۔

وہ پیار سے اس پر جھکیں۔۔۔

کیا ھوا میری دھی (بیٹی) کو۔۔۔۔۔۔

نازو نے اس پر پانی کی چھینٹیں ماریں تو اس نے ھوش میں آکر جیسے ہی آنکھیں کھولیں تو کھلے بالوں میں خود پر جھکی دادی کو دیکھ کر ایک دم چلائی۔۔۔۔۔۔

آآآآآ۔۔۔۔۔۔چڑیل۔۔۔۔۔

اسکی چیخ سن کر سبھی کا دل دہل گیا۔۔۔۔۔

لیکن نازو سمجھ گ ئی تھی۔۔۔

وہ زور زور سے ھنسی تو سبھی ھنس پڑے۔۔۔۔

دادی سب کی ھنسی دیکھ منہ بسور کے بیٹھ گ ئی یں۔۔

نازو ھنستے ھنستے بولی۔۔۔

مجھے لگتا ھے دادی جان یہ آپکو ہی دیکھ کر بیہوش ھوئی گی۔۔۔۔

کیونکہ رات کو نیند میں صحن کے چکر آپ ہی کاٹتی ھیں۔۔۔۔

دادی اماں نے جوتا اتار کر نازو کیطرف پھینکا۔۔۔

وہ مسلسل ھنستی ہی چلی گ ئی۔۔۔۔

ساجد کی ھنسی دیکھ کر دادی اماں تھوڑا تپ گ ئی یں۔۔۔

بے غیرتا تو بھی ھنس لے ماں کے چڑیل بننے پر۔۔۔۔

ساجد کی ھنسی کو فورا بریک لگے۔۔۔۔

نازو سے چھوٹی سادیہ رتابہ سے بولی۔۔

کیا ھوا تھا باجی آپکو۔۔۔

رتابہ کچھ نا سمجھتے ھوئے بولی۔۔۔

وہ میں پانی کیلئے اٹھی پانی پی ہی رہی تھی کہ اچانک مجھے اپنے پیچھے ایک سایہ سا محسوس ھوا۔۔۔ میرا سانس اوپر کا اوپر نیچے کا نیچے رہ گیا۔۔۔۔

میں نے پلٹ کر دیکھا تو سفید بالوں میں کوئی چڑیل میری طرف آرہی تھی۔۔۔

اسکے پھر چڑیل کہنے پر نازو پھر زور سے ھنسی۔۔۔

ھاھاھاھاھاوہ چڑیل نہیں میری دادای تھیں انکی عادت ھے رات کو نیند میں چلنے کی۔۔۔۔۔

رتابہ نے دادی کیطرف دیکھا۔۔۔

جو بچوں کیطرح منہ پھلائے اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھی تھیں۔۔۔۔۔

رتابہ نے جھٹ سے دونوں کان پکڑے دادی جان معاف کر دیں مجھے۔۔۔۔

نازو نے ہی کہا تھا مجھے کے رات کو ھمارے گھروں میں بھی چڑیلیں آتی ھیں میں اسلیئے ڈر گ ئی تھی۔۔۔۔

معاف کر دیں دادی جان۔۔۔۔۔۔

دادی نے اسے پیار سے دیکھا تو وہ دادی جان کے گلے لگ گ ئی۔۔۔

موقع سے فائیدہ اٹھا کر نازو بھی دادای کے گلے سے لٹکی۔۔۔۔

ساجد اور عضد باہر چلے گ ئے۔۔۔۔

نازو کی امی نسرین خالا ناشتہ بنانے میں مصروف ھوگ ئی یں۔۔۔۔

نازو کی شام کو منگنی تھی۔۔

عضد ساجد چاچا کیساتھ سارے انتظامات میں آگے آگے رہا۔۔۔۔

کیونکہ نازو نے اسے بھائی بنایا تھا بھائی ھونے کا فرض اس نے خوب نبھایا۔۔۔۔

سب مہمان آنا شروع ھوگ ئے تھے۔۔۔

نازو کو اسکی دوستیں تیار کرنے میں مصروف تھیں۔۔۔۔

رتابہ نے گرین کام والی فراق پہنی اور لپ اسٹک لگا کر تیار ھوگ ئی۔۔۔۔

اسکے گال گورے گلابی نا تھے نا وہ گوری چٹی تھی نا بھورے بال نا بھوری آنکھیں۔۔۔۔

لیکن اسکے نازک نازک نین نقش میں بلا کی کشش تھی۔۔۔

اس پر اسکی کالی سیاہ آنکھیں گھنیری پلکیں اور گُھٹنوں سے نیچے آتے ریشمی بال۔۔۔۔

وہ اپنے ہی کمرے میں اپنے لمبے بال چھڑا رہی تھی۔۔۔

جب عضد اندر کپڑے لینے آیا تو اسکے اتنے لمبے بال دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔

وہ کھلے بالوں میں کبھی اسکے سامنے آئی نا تھی۔۔۔

ھمیشہ سر پر دوپٹہ اوڑھے بالوں کا جوڑا بنائے سادہ سے لباس میں ڈری سہمی سی رہتی۔۔۔۔

آجکا روپ اسکا بہت ہی دلفریب تھا۔۔۔۔

عضد نے گلا کھنکھارا۔۔۔

تو وہ پیچھے مڑی۔۔۔اور اسے دیکھ کر جلدی سے دوپٹہ اوڑھا۔۔۔۔

میرے کاٹن کا ڈریس کہاں ھے۔۔۔

رتابہ نے دروازے کے پیچھے سے فورا ھینگر اتار کر اسکے ہاتھ میں تھمایا۔۔۔۔

وہ اس پر گہری نگاہ ڈال کر چلا گیا۔۔۔۔

منگنی کی رسم رات تک ختم ھوئی کھانا کھا کر سب مہمان چلے گ ئے۔۔۔

سارا کام سنبھال کر تھکے ہارے سب اپنے بستر میں جا لیٹے۔۔۔

رتابہ سسرال کیطرف سے ملنے والے تحفے نازو کیساتھ دیکھ رہی تھی۔۔۔

اس میں کشمیری تلے کے کام سے بھری ھوئی کالی فراق رتابہ کو بہت پسند آئی۔۔۔۔

نازو نے اسے پہننے کا حکم دے دیا۔۔۔

اگر وہ نا پہنتی تو نازو نے اسے خود پہنانا تھا۔۔۔۔

کشمیری پشواس میں اسے دیکھ کر نازو ایک دم فرش پر لیٹ گ ئی۔۔۔

رتابہ ڈر گ ئی۔۔۔

نازو کیا ھوا تمھیں نازو۔۔۔

نازو نے دل پر ہاتھ رکھ کر اسے آنکھ ماری۔۔۔۔

کیا ھوا تمھیں۔۔۔

ارے میری بھولی بھالی بہنا تمھیں اس پشواس میں دیکھ کر غش آگیا تھا۔۔۔

رتابہ نے مسکرااسے تپھڑ رسید کیا۔۔

چل جھوٹی اتنی بھی خوبصورت نہیں میں اب۔۔۔۔

وہ کمرے سے بھاگتے ھوئے نکلی۔۔۔

رکو تو نازو کہاں جارہی ھو۔۔۔

نازو تھوڑی دیر میں عضد کا ہاتھ پکڑے اپنے روم تک آئی۔۔۔

کیا کر رہی ھو بتاؤ تو سہی۔۔۔

سرپرائی زھے آپ کیلی ئے اندر جائی یں ذرا۔۔۔

عضد دیوار پر ہاتھ رکھے بڑے اسٹائی ل سے بولا۔۔

ایسے تو میں اندر نہیں جانے والا پہلے بتاؤ۔۔۔

آپ اگر ایک منٹ میں اندر ناگ ئے تو میں زبردستی بھی کر سکتی ھوں۔۔۔۔

اوہ۔۔۔۔اچھاااا جی۔۔۔کیسے کرو گی زبردستی۔۔۔

اسے نازو کو چھیڑنا اچھا لگا۔۔۔

وہ ناک سکیڑ کر بولی نازو کو چیلنج کر رھے ھیں آپ۔۔۔

ھممم عضد نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

ایک دم سے نازو نے اسے اندر دھکا دیا۔۔۔

وہ گاؤں کی جٹی تھی۔۔۔

عضد اسکے دھکے سے سیدھا اندر دروازے کے پاس کھڑی رتابہ سے ٹکرایا۔۔۔اور وہ دونوں پیچھے پڑی چارپائی پر جا گرے۔۔۔

چارپائی صدیوں پرانی تھی انکا بوجھ نا سہہ سکی چوں چاں کرتی وہ انکے سمیت پر ڈھیر ھو گ ئی۔۔۔۔

نازو جلدی سے اندر آئی۔۔۔

اور ان دونوں کو ٹوٹی ھوئی چارپائی میں گرا دیکھ کر کھلکھلا کر ھنسی۔۔۔۔۔

عضد خجل سا ھو کر فورا رتابہ کے اوپر سے اٹھا۔۔۔اور منہ پر ہاتھ پھیر کر بولا۔۔۔

نازو کی بچی۔۔۔

یہ بدلہ تم پر ادھار رہا میرا۔۔۔۔

دیکھ لیں گے جی دیکھ لیں گے وہ ھنس رہی تھی۔۔۔۔

وہ کمرے سے جانے لگا تو نازو نے اسے روکا۔۔۔۔

اررررے ے ے ے۔۔۔

کہاں چلے بھیا جی اپنا سر پرائی زتو لیتے جائیں۔۔۔

اس نے رتابہ کو آگے دھکیلا۔۔۔

ترچھی نظروں سے وہ رتابہ کو دیکھنے لگا۔۔۔

چلو کمرے میں۔۔۔

رتابہ جلدی جلدی عضد سے آگے چلنے لگی۔۔کیونکہ اسے معلوم تھا کمرے میں جا کر اب اسکی خیر نہیں۔۔۔۔

عضد نے دروازہ لاک کیا اور اسکی طرف مڑا جو تکیہ زمین پر رکھے لیٹنے لگی تھی۔۔۔۔

سنو۔۔۔ عضد نے اسے پکارا۔۔۔

وہ پلکیں جھپکتی عضد کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

اتنا خوبصورت سراپا دیکھ کر عضد کا غصہ ھوا ھو گیا۔۔۔

پہلے تو وہ اسے گھورتا رہا۔۔۔

وہ اپنی انگلیاں چٹخاتی کسی سزاوار مجرم کیطرح اسکے سامنے کھڑی رہی۔۔۔ پھر بولی۔۔۔

وہ اسکی شرارت تھی میں نے کچھ نہیں کہا تھا اس سے۔۔۔۔

عضد ستائی شی نظروں سے اسے دیکھ کر بولا۔۔۔

کہا تو میں نے بھی کچھ نہیں تم سے۔۔۔ اور نا کچھ پوچھا ھے۔۔۔۔

رتابہ نے اپنی گھنی پلکیں اٹھا کر اپنے مخصوص اسٹائل میں سر ایک طرف جھکا کر بولی۔۔۔

تو۔۔۔ میں سو جاؤں۔۔۔

اسکے اتنے معصوم سے انداز پر عضد کے صبر کا پیمانہ لبریز ھونے لگا۔۔۔

ہاں جاؤ سو جاؤ۔۔۔۔۔

پھر لیٹ کر وہ خود سے مخاطب ھوا۔۔۔کیا ھے اسمیں ایسا جو میں بہکنے لگتا ھوں۔۔۔ایسا کونسا جادو ھے اس کی شخصیت میں جو مجھے ہر بار خود کو کنٹرول کرنا پڑتا ھے۔۔۔

کیا نکاح کا بندھن اتنا اٹوٹ ھوتا ھے کہ بے انتہا نفرت میں بھی محبت کا گماں ھونے لگتا ھے۔۔۔۔

پھر اسے نرگس کی بات یاد آئی۔۔۔۔

ہر جذبہ شدت پا کر الٹ جاتا ھے۔۔۔۔چاھے محبت کا ھو یا نفرت کا۔۔۔

نہیں نہیں۔۔۔ میرے جذبات رتابہ جیسی لڑکی پر نچھاور نہیں ھو سکتے۔۔۔

پل بھر میں ہی اسکے دل پر پھر سے رتابہ کی نفرت نے اپنے پنجے گاڑ لیئے۔۔۔۔۔۔

ھمدانی صاحب اور انکی مسز نرگس کے گھر آئے۔۔۔۔

ھمدانی نے نرگس کو میم کہہ کر پکارا۔۔

تو وہ بولی۔۔۔

آپ میم کے بجائے مجھے بہن کہہ کر پکاریں تو زیادہ اچھا لگے گا۔۔۔

جی بہن میں آپ سے ایک گزارش کرنے آیا تھا اگر آپ قبول کر لیں تو۔۔۔

جی بولیں۔۔۔

عضد کو مجھے پھر لندن بھیجنا ھو گا لیکن اس بار میں چاھتا ھوں وہ اکیلا نا جائے۔۔۔

کیونکہ پچھلی بار بھی وہاں وہ مستقل دو ماہ بیمار رہا۔۔

کوئی خیال رکھنے والا نہیں تھا اور میڈ رکھنے کو وہ تیار نہیں تھا۔۔۔ میں بھی یہاں تھا۔۔۔

بہت ٹینس رہا وہ وہاں تنہائی میں۔۔۔۔

نرگس بولی۔۔۔ مجھے تو اس نے ایسا کچھ نہیں کہا البتہ تھوڑا کمزور سا لگا مجھے پہلے سے لیکن فوری طور پر اسے اسلام آباد بھیجنا پڑا اسلیئے اس سے کچھ پوچھ نہیں سکی۔۔۔۔۔

آپ اور آپکی بہو کو اسکے ساتھ جا سکتی ھیں؟؟؟

جی کیوں نہیں بہو میری جا سکتی ھے۔۔۔

لیکن میں نہیں جا سکتی۔۔۔

پھر آپ یہاں اکیلے کیسے رھیں گی۔۔۔

نرگس زیان کو پیار کرتے ھوئے بولی۔۔۔

میرا پوتا ھے نا اور میرا ایک بیٹا جاذب بھی ھے میں اسے بلوا لونگی۔۔۔۔

ھمدانی صاحب بولے دیکھ لیں جیسے آپکو بہتر لگے۔۔۔۔

اور شناختی کارڈ دے دیں میں اسکا ویزا اور documents پھر آپ مجھے اپنی بہو کے پاسپورٹ ارینج کر لوں۔۔۔۔

شناختی کارڈ اسکا نہیں عضد کے نام پر وہ جیسے ہی آتے ھیں میں بنوا کر آپکو بھجوا دونگی۔۔۔۔

ھمدانی نے نرگس کا بہت شکریہ ادا کیا۔۔۔۔

کب آ رھا ھے عضد واپس۔۔۔

یہی ھفتے ایک میں آ جائے گا۔۔۔۔۔

نمل لاھور جانے سے پہلے ایک بار پھر حافظ صاحب کو لیکر بختی کے گھر پہنچی پر وہاں اب بھی تالا پڑا ھوا تھا۔۔۔۔

وہ واپسی میں جنت اماں اور رحیم چاچا کا نمبر لے گ ئی کہ بختی کا پتہ کر سکے وہ لوٹی یا نہیں

۔۔۔۔

واپسی پر وہ بہت اداس تھی۔۔۔۔

کہ اسے دوسال ھونے کو تھے بختی کو دیکھا تک نہیں تھا اس نے۔۔۔

اور ان دوسالوں میں وہ بیس بار آ چکی تھی بختی کا پوچھنے۔۔۔۔۔۔

حافظ صاحب کا ویزا اور پاسپورٹ بن چکا تھا ایک ھفتے میں انکی روانگی تھی کراچی سے سیدھا سعودیہ عرب۔۔۔۔

اور نمل کی حیدرآباد سے لاھور۔۔۔۔۔

عضد اور رتابہ نازو کے یہاں پورے پانچ دن رکے تھے۔۔۔۔۔

صبح انکی روانگی تھی۔۔۔۔

صبح صبح نازو نے انکا دروازہ بجایا۔۔۔

عضد پہلے سے ہی جاگا ھوا تھا۔۔۔

دروازے پر نازو کی آواز سن کر اس نے نیچے فرش پر سوئی رتابہ کیطرف دیکھا۔۔۔

نازو کے سوالوں سے گھبرا کر جلدی سے اس نے رتابہ کو گود میں لیا اس نے نیند سے آنکھیں کھولیں تو عضد اسے چارپائی پر لٹا رھا تھا۔۔۔۔

وہ اٹھ کر بیٹھی کیا ھوا۔۔۔۔

کچھ نہیں عضد نے اسکا تکیہ بھی اٹھایا۔۔۔

پھر دروازہ کھولا۔۔۔۔

ابھی تک آپکی صبح نہیں ھوئی۔۔۔۔

تم نے کروادی ھے نا۔۔۔۔ بولو کیا ھوا۔۔۔۔

موسم کا حال دکھانا اور سنانا تھا۔۔۔

وہ اندر آئی کمرے میں۔۔۔۔

عضد نے باہر جھانکا۔۔۔

بادلوں نے گھپ اندھیرا کیا ھوا تھا اور تیز آندھی کے آثار لگ رھے تھے۔۔۔۔

رتابہ کے پاس بیٹھ کر ناز و گنگنائی۔۔۔۔

اے ابر کرم آج اتنا برس۔۔۔

اتنا برس کے وہ جانا سکیں۔۔۔

گھر آیا ھے اک مہمان حسیں۔۔۔۔

عضد اندر پلٹا۔۔۔

اسکا مطلب تم نے دعائیں کیں کہ ھم جا نا سکیں۔۔۔۔

اس نے فورا تیزی سے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

عضد مسکرایا۔۔۔

تمھیں جب میں نے لاھور بلایا نا تو جانے نہیں دونگا پھر سال سے پہلے۔۔۔

وہ اچھلی۔۔۔۔ کیوں جی سال بھر کیوں ھمارے یہاں تو آپ ایک ھفتہ بھی نہیں رکے۔۔۔۔

کیوں میڈم جی آج چھٹا روز ھے اور موسم کی بانسبت آج بھی جانا کینسل ھوا۔۔۔

کل ھفتہ ھو جانا۔۔۔۔

وہ مزے سے ہاتھ اٹھا کر بولی اللہ کرے کل بھی نا جا سکیں۔۔۔۔ رتابہ نے اسے ٹوکا۔۔۔ایسا نہیں کہتے۔۔۔۔۔

ناشتہ کر کے عضد باہر نکل گیا ساجد چاچا کے چھوٹے بیٹے عابد کیساتھ۔۔۔

اسے آندھی اور طوفان کے ڈر سے سب نے روکا پر وہ بولا۔۔

بچہ نہیں ھوں دادی جان میں۔۔۔اور کونسا ابھی آندھی آگ ئی ھے۔۔۔۔ ھم زیادہ دور نہیں جا رھے ھیں۔۔۔۔

وہ عابد کیساتھ باہر نکل گیا۔۔۔۔

عضد کے باہر جاتے ہی چند منٹوں بعد تیز آندھی کیساتھ طوفانی بارش شروع ھوگئی۔۔۔

عضد اور عابد سائی یڈ پر درخت کے نیچے پناہ لینے کیلئے آگے بڑھے تو عضد کا شوز کیچڑ سے پھسلا ڈھلان تھی وہ خود کو چاہ کر بھی نا سنبھال سکا۔۔۔

اور گیند کیطرح لڑھکتا ھوا سیدھا پہاڑ کی اونچائی سے کھائی میں جا گرا۔۔۔

عابد نے شور مچا کر آپاس لوگوں کو جمع کیا اور رسی پھینک کر عضد کو کھائی سے نکلنے میں مدد کی۔۔۔

سبھی لوگ جمع ھوگئے۔۔۔

عضد اچھا خاصا زخمی تھا لیکن رسی کی مدد سے اس نے اوپر چڑھنے کی ہمت کی۔۔۔

وہاں بھاگتا ہوا ایک بچہ ساجد چاچا کے گھر پہنچا اور بولا ساجد چاچا شھری بابو کھائی میں گر گیا ہے۔۔

جلدی آؤ۔۔۔

یہ خبر سن کر سبھی گھر والوں کو شاک سا لگا۔۔۔

رتابہ نے گھبرا کر رونا شروع کر دیا اور ساجد چاچا کی منت سماجت کرنے لگی کہ وہ بھی ان کے ساتھ جائے گی۔۔۔

سب نے اسے سمجھایا کہ پہلے ہی وہ عضد کے گرنے سے پریشان ھیں۔۔۔

اتنی طوفانی بارش ہے تم بھی گر سکتی ہو۔۔۔۔

گھر میں ہی رہو بیٹا ساجد چاچا نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی فکر نہیں کرو۔۔۔

میں ابھی اسے اپنے ساتھ لاتا ہوں۔۔۔۔

رتابہ بہت برے طریقے سے رو رہی تھی دادی نے اسے اپنے سینے سے لگا کر کہا۔۔۔

اللہ سے دعا کرو کچھ نہیں ہو گا اس کو۔۔۔۔۔۔

ساجد چاچا کے کھائی پر پہنچنے تک عضد باہر آ چکا تھا لیکن زخمی وہ بہت زیادہ ہو چکا تھا ساجد چاچا جلدی سے اسے قریبی کلینک میں لے گئے اور اس کی مرہم پٹی کروائی۔۔۔

بارش رکنے تک وہ وہیں رھے۔۔۔۔

عضد کے دونوں ہاتھ رسی کیساتھ اوپر چھڑنے سے چھلنی ھو گ ئے تھے۔۔۔۔

عابد نے اپنے گھر پہنچ کر عضد کی خیریت کی خبر سب کو دی۔۔۔

رتابہ کو کسی صورت سکون نہیں آ رہا تھا وہ بہت بے چین اور بے قرار تھی۔۔۔۔

آنسو برستی بارش کیطرح تھمنے کا نام ہی نہیں لے رھے تھے۔۔۔۔۔۔

کچھ گھنٹوں بعد بارش رکی تو ساجد چاچا کیساتھ عضد گھر آیا۔۔۔۔

سب بھاگتے ھوئے اس کے پاس آئے۔۔۔

ساجد چاچا نے کہا اندر تو آنے دو پھر خیریت پوچھ لینا۔۔۔۔

عضد کو ساجد چاچا سہارا دے کر اسکے کمرے میں لائے۔۔۔

رتابہ نماز پڑھ رہی تھی۔۔۔۔

جلدی سے اس نے سلام پھیرا۔۔۔

اور تیزی سے عضد کے پاس آئی۔۔۔۔

اسے اتنا زخمی دیکھ کر وہ سسکیوں سے رونے لگی۔۔۔

نازو بھی رو رہی تھی۔۔۔۔

دادی جان کی بھی آنکھیں نم تھیں۔۔۔

سبھی کو روتا دیکھ کر عضد بولا۔۔۔

آپ سب تو ایسے رو رہے ہیں جیسے میں مر گیا ہوں۔۔۔۔

اللہ نا کرے پتر۔۔۔

منہ سے ایسے بد فعال باتیں نا نکالو۔۔۔۔۔

نسرین کھانا لے کر آئی دونج رہے تھے۔۔۔۔۔

عضد کے دونوں ہاتھوں پر پٹیاں تھیں وہ کھانا اپنے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا تھا۔۔۔

دادی اماں نے رتابہ کو آگے کیا۔۔۔

آ میری دھی اسکو کھانا کھلا۔۔۔۔

رتابہ نے روتے ھوئے کانپتوں ہاتھوں سے نوالا بنا کر عضد کی طرف بڑھایا۔۔۔۔

دادی اماں سب کو کمرے سے باہر بھیجا۔۔اور عضد پر قرآن کی سورتیں پڑھ کر پھونکنے لگیں۔۔۔

میرے پتر تجھے نظر کھا گ ئی کل سب کی ھے بھی تو شہزادوں جیسا۔۔۔۔

وہ عضد جو گھر میں اس کے ہاتھ سے پانی پینا بھی پسند نہیں کرتا تھا آج اسے انہی ہاتھوں سے کھانا بھی کھانا پڑ گیا۔۔۔۔

وہ اسکے نوالا اسکے منہ میں ڈالتی اور روتی رہی۔۔۔۔۔

دادی اماں عضد کے سر سے صدقہ وار کر باہر چلی گ ئی یں۔۔۔دادی کے جاتے ہی عضد اسکے آنسو دیکھ کر بولا۔۔۔۔

اسلی ئے رو رہی ھو کہ میں زندہ کیوں بچ گیا۔۔۔۔۔

رتابہ عضد کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

نہیں اس لی ئے رو رہی ھوں کہ آپکو اتنی تکلیف میں دیکھ کر میں کیوں زندہ ھوں۔۔۔۔

عضد کو ھنسی آگ ئی۔۔۔۔

اچھاااا کونسی فلم کا ڈائی یلاگ ھے یہ۔۔۔۔۔۔

وہ بچوں کیطرح سر جھٹک کر بولی۔۔۔

میں فلمیں نہیں دیکھتی۔۔۔۔۔

نازو تھوڑی دیر بعد اندر آئی اور رتابہ سے بولی بھائی کے کپڑے بدلوادو سارے کیچڑ اور خون سے بھرے ہوئے ہیں۔۔۔

رتابہ نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر نازو کو اور پھر عضد کی طرف دیکھا میں کپڑے بدلواؤ نگی۔۔۔۔

مگر کیسے ؟؟؟

نازو اس کی حیرت سے پھٹی آنکھیں دیکھ کر حیرت سے بولی کیوں بہن شوہر ہے تمہارا کوئی غیر تو نہیں تم نہیں کرو گی تو کون مدد کرے گا بھائی کی۔۔۔

وہ چارپائی سے کھڑی ہوئی کیوں چاچا اور عابد ہے نہ ان کو بولو۔۔۔

نازو کمر پر ہاتھ رکھ کر بولی کیوں تمھارا پردہ ھے کیا بھائی سے۔۔۔۔

عضد ان دونوں کی بحث سن کر بولا۔۔۔

میرے ہاتھ ٹوٹے نہیں ھیں صرف زخمی ھوئے ھیں۔۔۔ میں خود بدل لونگا تم باہر جاؤ۔۔۔۔

وہ دونوں باہر جانے لگیں۔۔۔

اوھیلو تم کہاں جارہی ھو واپس آؤ۔۔۔

عضد نے رتابہ کو روکا۔۔۔

میرے کپڑے نکال دو ٹیچی سے پھر جانا باہر۔۔۔

اس نے عضد کے کہنے پر اسکی بلیک پینٹ شرٹ نکالنے لگی۔۔۔

کی وجہ بٹن نہیں کھول پارہا تھا۔۔۔ bandage عضد ہاتھوں پر

رتابہ کپڑے نکال کر باہر جانے لگی۔۔۔۔

رکو۔۔۔ میرے بٹن کھول دو شرٹ کے۔۔۔

جب سے اسکی شادی ھوئی تھی ان دوسالوں میں پہلی بار اس نے خود اسے اپنے کسی کام کا کہا تھا۔۔۔۔

وہ لیٹا ھوا تھا اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔۔

رتابہ بڑے آرام سے جھک کر اسکی شرٹ کے بٹن کھولنے لگی۔۔۔

وہ اسکے سینے سے اتنا قریب تھی کہ اسکے بدن سے اٹھتی مہک نے ایک بار پھر عضد کو اپنی لپیٹ میں لیا۔۔۔

بٹن کھلنے پر عضد نے اسے باہر بھیج دیا۔۔۔۔

پھر کچھ دیر بعد اسے آواز لگائی۔۔۔

رتابہ۔۔۔۔

عضد کے منہ سے پہلی بار اپنا نام سن کر وہ خوشی سے پاگل سی ہو گئی۔۔۔

جلدی سے دروازہ کھول کر اندر گئی۔۔۔

وہ کپڑے بدل چکا تھا۔۔۔

عابد ھے باہر۔۔۔۔۔

اس نے نا میں سر ہلایا۔۔۔

ھمم اوکے۔۔۔

میری شرٹ کے بٹن بند کر دو اب۔۔۔۔

رتابہ کی خوشی اسکی آنکھوں سے چھلک رہی تھی۔۔۔۔

جو عضد کی برداشت سے تقریبا باہر تھی لیکن مجبوری کے ہاتھوں چپ تھا۔۔۔۔

آج کی رات بہت خوفناک تھی۔۔۔۔

سردی بھی کچھ زیادہ تھی مسلسل بارش سے۔۔۔

عضد اپنے بستر پر تھا۔۔۔

رتابہ تکیہ لیئے زمین پر لیٹنے لگی تو بادل ھولناک طریقے سے گرجے۔۔۔

رتابہ کی چیخ نکل گئی۔۔۔

وہ وہیں عضد کے قدموں سے لپٹی۔۔۔

وہ منہ سے کمبل اتار کر بولا۔۔۔

کیا ھوا ھے۔۔۔

ممم مجھے ڈر لگ رہا ھے۔۔۔

کس سے ڈر لگ رہا ھے تمھیں۔۔۔

بادلوں سے۔۔۔۔

اب میں آسمان پر جا کر بادلوں کی گرج چمک تو روکنے سے رہا۔۔۔

سو جاؤ آرم سے اور سونے دو مجھے بھی۔۔۔

رتابہ تکیہ دبوچے باہر جانے لگی۔۔۔

کہاں جا رہی ھو۔۔۔

نازو کے پاس۔۔۔

واپس آؤ ادھر عضد سختی سے بولا۔۔۔

میں نے اکیلے نہیں سونا۔۔۔

کیوں اکیلی تو نہیں ھو تم۔۔۔

میرا مطلب ھے نیچے اکیلے نہیں سونا۔۔۔ڈر لگتا ھے مجھے۔۔۔

وہ دانت پیس کر رہ گیا۔۔۔ڈر تو مجھے بھی لگتا ھے تم سے۔۔۔

رتابہ نا سمجھی۔۔۔

باہر جا کر تماشا مت بناؤ۔۔۔

لیٹ جاؤ آرام سے آئی سمجھ۔۔۔

اس نے خوف سے روتے ھوئے نا میں سر ہلایا۔۔۔

عضد نے اچھی خاصی اسکی کلاس لی۔۔۔اور چارپائی پر لیٹنے دیا۔۔۔رتابہ نے تکیے میں منہ چھپا لیا۔۔۔

بادلوں کی گرج اتنی ھولناک تھی اور اس سے زیادہ ھولناک خود سے کچھ فاصلے پر لیٹی رتابہ کی چیخ۔۔۔

وہ غصے سے اسکی طرف پلٹا۔۔۔اور جیسے ہی اس سے تکیہ کھینچا تو خوف کے مارے رتابہ نے اسکے سینے میں منہ چھپا لیا۔۔۔

عضد کو زخموں میں کافی درد ھوا رتابہ کے اپنے ساتھ لپٹنے پر۔۔۔ لیکن وہ برداشت کر گیا۔۔۔ اگر نا سہتا تو رتابہ نے بھاگ جانا تھا نا زوک پاس۔۔۔

اور صبح سب کی شک بھری نگاھوں کا سامنا وہ کیسے کرتا کہ رتابہ اسکی بیوی ھے بھی یا نہیں

۔۔۔۔۔

عضد مجھے بہت ڈر لگ رہا ھے۔۔۔۔ پلیز مجھ سے دور مت جانا۔۔۔

ڈر عضد کو اس سے زیادہ لگ رہا تھا رتابہ کو خود سے قریب کر کے۔۔۔۔

رتابہ تو سو گئی لیکن عضد اپنے پہلو میں سوئی رتابہ کیوجہ سے پوری رات نا سو سکا اور نا اسے خود سے دور کر سکا۔۔۔

صبح ھوتے ہی وہ فورا اس سے الگ ھوا۔۔۔

رتابہ کی آنکھ کھل گ ئی۔۔۔

عضد چارپائی پر ہی بیٹھا ھوا تھا۔۔۔۔

کیا ھوا آپ ٹھیک ھیں ناں۔۔۔

تمھارے ھوتے ھوئے کیسے ٹھیک ھو سکتا ھوں میں۔۔۔

عضد کی سرخ آنکھیں دیکھ کر وہ بولی آپ سوئے نہیں رات کو۔۔۔۔

تم جو ساتھ تھی اوپر سے میرے زخموں میں بھی درد تھا کیسے سوتا میں۔۔۔۔

رتابہ نے آنکھیں رگڑیں۔۔۔

میں آپکے ساتھ سوئی تھی۔۔۔۔۔

جی ہاں بلکل اور ایسے چپک کر سوئی تھی جیسے چھپکلی دیوار سے چپکی ھوتی ھے۔۔۔۔۔

رتابہ نے یقین نا کرتے ھوئے نا میں سر ہلایا۔۔۔

ایسے کیسے ھو سکتا ھے۔۔۔۔

عضد نے غصے سے اسکی طرف دیکھا۔۔ تو کیا میں جھوٹ بول رہا ھوں۔۔۔۔۔

رتابہ چارپائی سے اتری۔۔۔

ھو بھی سکتا ھے۔۔۔

اس نے سختی سے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔۔

تمھیں میں جھوٹا نظر آتا ھوں ہر اک کو اپنی طرح سمجھتی ھو۔۔۔

اس نے ہاتھ چھڑا کر نا میں سر ہلایا۔۔۔

میری طرح کوئی بھی نہیں ھو سکتا نا میں کسی کو اپنی طرح بد بخت سمجھ سکتی ھوں۔۔۔

اتنا کہہ کر وہ رکی نہیں چلی گ ئی وہاں سے۔۔۔۔۔

دو دن بعد جب اسکے زخم کچھ تھوڑے بہتر ھوئے تو ساجد چاچا نے اپنے دوست سے کار لی اور انھیں اسلام آباد کیلی ئے خود لے جانے لگا۔۔۔

عضد نے کہا کہ وہ انکو بس یا ٹرین میں بھیج دیں۔۔۔

لیکن عضد کے زخم دیکھ کر وہ بلکل راضی نا ھوئے۔۔۔۔

رتابہ ان سب سے ملکر جاتے ھوئے خوب روئی۔۔۔

وہ سب بھی رونے لگے۔۔۔

نازو بار بار لپٹ جاتی رتابہ سے۔۔۔۔

نازو کو دیکھ کر اسے شدت سے نمل یاد آئی۔۔۔۔۔۔

وہ اسے یاد کر کے اور روئی۔۔۔۔

جہاں تک انکی کار چڑھائی سے اترتی رہی وہ سب گھر والے باہر کھڑے انکو دیکھتے رھے۔۔۔

کچھ ہی پل میں انکی کار اوجھل ھوگئی سب کی نظروں سے۔۔۔۔۔۔

آٹھ دن وہ اسلام آباد میں ماموں کے یہاں شادی اٹینڈ کر کے لاھور واپس آئے۔۔۔۔

آتے ساتھ نرگس نے انکا صدقہ دیا۔۔۔

وہ پریشان اور فکر مند تھی بھائی کے منہ سے عضد کا سن کر۔۔۔۔۔

وہ عضد کی بلائیں لیتی ھوئی تھک نہیں رہی تھیں۔۔۔۔

امی جان میں ٹھیک ھوں بلکل اب۔۔۔۔۔

آپ پریشان کیوں ھوتی ھیں امی۔۔۔

تم نے میری بچی کو تنگ تو نہیں کیا تھا وہاں کوئی ایسی حرکت تو نہیں کی اسکے ساتھ جو کل کو کوئی مجھ پر باتیں کرے۔۔۔

امی جاااااان میں اب اتنا احمق نہیں ھوں۔۔۔۔

ابھی تھک گیا ھوں سونے دیں پھر باتیں کرتے ھیں وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔

رتانہ زیان کو مجھے دو اور جاؤ تم بھی آرام کر لو۔۔۔

امی آپ عضد سے کچھ مت کہیں انہوں نے میرا بہت خیال رکھا ھے۔۔۔

نرگس نے اسکا چہرہ ٹٹولا۔۔۔

سچ کہہ رہی ھو تم۔۔۔

جی امی رتابہ نے نظریں جھکائی یں۔۔۔

مجھے تو لگ رہا ھے اس نے تمھیں بڑی مشکل سے برداشت کیا ھو گا۔۔۔

جو بھی ھے امی لیکن میرے ساتھ وہ 16 دن رھے میرے لی ئے یہ دن زندگی کے سب سے خوبصورت دن تھے۔۔۔۔

امی انکی قربت میں مجھ پر بہت سی ایسی حقیقتیں آشکار ھوئی یں جن کا سامنا میں نے کبھی پہلے نہیں کیا تھا۔۔۔

گوپال ماما نے مجھے بیٹیوں سے بڑھ کر پیار کیا تحفظ دیا چھت دی۔۔۔

لیکن امی آخر میں وہ بھی زمانے کے اٹھتے سوالوں سے گھبرا کر مجھے زمانے کے حوالے ہی چھوڑ گ ئے۔۔۔

وہ کسی کو اپنی صفائی کا اپنی سچائی کا ثبوت نہیں دے سکتے تھے۔۔۔ کیونکہ بیٹی جیسی تھی میں

لیکن تھی نا محرم۔۔۔ محرم نہیں۔۔۔

امی میں جو جگہ جگہ مرد ذات سے خود کو بچاتی رہی۔۔ عضد کیسا تھ رہ کر مجھے احساس ھوا کہ میری زندگی میں ایسا بھی مرد ھے جو مجھے سارے جہاں سے بچائے بیٹھا ھے۔۔

امی میں نے بہت سے لوگوں کے درمیان ھمیشہ خود کو بہت کمزور سمجھا لیکن عضد کے ساتھ جو سکون اور تحفظ ملا میرے لی ئے نا قابل بیان ھے۔۔۔

مجھے ھمیشہ سب نے ھوس کی نظروں سے دیکھا۔۔۔

لیکن عضد کی محرم ھو کر بھی امی میری قربت میں بھی انہوں نے خود کو اپنی نظروں کو اپنے جذبات کو قابو میں رکھا۔۔۔۔

مجھے ان سے کوئی شکایت نہیں۔۔۔

وہ نفرت کرتے ھیں ہزار بار کریں مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔

بس میرے لی ئے یہ کافی ھے کہ میں زمانے کی ٹھوکروں سے بچ کر عضد کی مضبوط اور محفوظ پناھوں میں ھوں۔۔۔۔

نرگس اسکے چہرے پر اطمینان دیکھ کر خود بھی بہت پر سکون ھوئی۔۔۔

امی اتنا خوبصورت ھوتا ھے نا ایک عورت کیلی ئے کسی مرد کا محرم ھونے کا احساس جہاں کسی بھی بدنامی کا کوئی ڈر کوئی خوف نہیں ھوتا۔۔۔

کتنی عزت کتنا مان کتنا بھروسہ کتنا تحفظ ھے نا اس شوہر نامی ایک لفظ میں۔۔۔

ایسے لگتا ھے جیسے کائی نات کا سارا حسن اس ایک لفظ میں سمٹ آیا ھو۔۔۔۔

نرگس نے اپنے پاس بیٹھی رتابہ کا ماتھا چوما۔۔۔۔

میری جان مجھے خوشی ھوئی کہ ان چند دنوں میں تم نے عضد کو کچھ کچھ سمجھا۔۔۔۔۔

نہیں امی کچھ کچھ نہیں سب کچھ سمجھ لیا۔۔۔۔

جب انکو چوٹ لگی تھی نا تو مجھے ایسا لگا دھڑکن نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ھے۔۔۔۔

مجھے لگا میرے جسم سے کوئی میری روح آھستہ آھستہ کھینچ رہا ھے۔۔۔

مجھے اسوقت اسکے علاوہ کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔

جب میں نے انکو سلامت اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا تو میرے بے جان ھوتے جسم میں جان واپس آئی۔۔۔

یہ کیسا رشتہ ھے امی۔۔۔انسان کو لگتا ھے کہ سانسوں کی ڈور اسی شخص کے ہاتھ میں ھے

۔۔۔۔۔

میری جان تمھیں پتہ ھے دنیا میں سب سے پہلا رشتہ ہی میاں بیوی کا تھا۔۔۔

نا بہن بھائی نا ماں باپ نا کوئی اور۔۔۔

اس لی ئے کائی نات کا سب سے پہلا اور مظبوط ترین رشتہ ھے یہ۔۔۔

جو حوا بی بی اور آدم کا تھا۔۔۔۔

اسی لی ئے تو ھم سب انکی اولاد ھیں۔۔۔۔

اور ایک اور بات کہوں اس رشتے میں اگر محبت اور احساس نا ھو تو یہ رشتہ بھی بے معنی ھوتا ھے۔۔۔

عضد آج تمھارے ساتھ برا ھے نا تو کل کو اچھا بھی ھوگا۔۔۔۔

وہ جتنی شدید نفرت کر سکتا ھے نا تو کل کو اس سے بھی زیادہ شدت سے تم سے محبت بھی کریگا۔۔۔۔۔

امی محبت کیا ھوتی ھے؟؟

وہ پلکیں جھپکا کر معصومیت سے نرگس کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

میری جان محبت بذاتِ خود ایک خوبصورت اور دل نشیں احساس ہے اگر دنیا میں محبت نہ ہوتی تو یہ زندگی اور اس کے جینے والے لوگ کتنے برے لگتے ہمیں۔۔۔

محبت بحر بیکراں ہے یہ کسی کے ہو جانے پر مختصر نہیں ہوتی۔۔۔۔ محبت کا جذبہ بڑا سرکش اور تند و تیز ہوتا ہے جو اگر اپنی ذات کے آسمان کو پالے تو وہ کبھی بھی اس جذبے کو غلط ترجیحات میں تول کر خود کو پستیوں کا مکین نہیں کرتا محبت تو ذات کی تکمیل ہے۔۔۔

لیکن امی یہ محبت کیسے ھوتی ھے ؟؟

بیٹا محبت اگر سیکھنی ھے نا تو رب تعالی کی ذات سے سیکھو جو ھماری تمام اچھائیوں ،
برائیوں اور کوتائیوں سمیت ھمیں چاھتا ھے۔۔۔

اور بدلے میں چاھے جانے کی گزارش یا امید نہیں رکھتا۔۔۔

وہ تو بس نوازتا ھی رہتا ھے ھمیں۔۔۔۔۔

کیونکہ محبت نوازنے کا نام ھے اگر اس سے بدلے کی امید رکھی جائے تو پھر یہ محبت نہیں رہتی
پھر یہ دکان داری بن جاتی ھے جہاں سارے معاملات ناپ تول کر سودے کی لین دین کیطرح
چلتے ھیں۔۔۔۔

اور ہاں تم نے ایک بار مجھ سے کہا تھا کہ عضد نے اگر تمھیں چھوڑ دیا تو۔۔۔۔

مجھے عضد پر خود سے زیادہ یقین ھے۔۔۔۔

تمھیں پتہ ھے میرا ایک اور بیٹا بھی ھے۔۔۔۔

عضد کا بھائی۔۔۔ جازب۔۔۔۔

رتابہ نے حیرت سے نرگس کیطرف دیکھا۔۔۔۔

وہ ھمارے ساتھ نہیں رہتا وہ عضد سے دو سال بڑا ھے۔۔۔

میں اسکے ساتھ بھی تمھارا نکاح کر سکتی تھی۔۔۔

لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔۔۔

اگر میرے اپنے دس بیٹے بھی ھوتے میں تب بھی تمھارا نکاح عضد سے ہی کرتی۔۔۔

کیونکہ میں جانتی ھوں ایک بار جو چیز اسکے نام سے جڑ جائے وہ پھر اسکی دشمنِ جان ھو یا۔۔۔ جان سے عزیز۔۔۔ وہ دونوں صورتحال میں اپنی آخری سانسوں تک اسے خود سے جدا نہیں کر سکتا۔۔۔۔

امی جازب بھائی آپ دونوں کیساتھ کیوں نہیں رہتے۔۔۔۔۔

بیٹا وہ الگ ہی دنیا کا مکیں ھے۔۔۔ جہاں وہ رہتا ھے وہ مقام معاشرے میں عزت کا نہیں۔۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔۔ رتابہ نے حیرت سے پوچھا۔۔۔

بیٹا عضد اور جازب دونوں میں زمیں آسمان کا فرق ھے۔۔

جازب شروع سے ہی کسی کے انڈر رہنا یا کام کرنا پسند نہیں کرتا۔۔۔ اسکا دماغ اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ کسی کے ہاتھ تلے رہ کر ہاں سر جی نا سر کرتا رھے۔۔۔۔۔

وہ آزاد پنچھی ھے اونچی اڑان اڑنا ہی اسکا خواب ھے۔۔۔

وہ اپنے خوابوں کی تعبیر کیلئے کسی غلط کام کو بھی غلط نہیں سمجھتا۔۔۔۔

امی آپ جیسی ماں کے زیرِ سایہ رہ کر بھی وہ حق اور نا حق میں فرق نہیں کر سکے۔۔۔۔

نرگس کا سر جھک گیا۔۔۔

یونیورسٹی میں جب یہ دونوں تھے تبھی وہ ایسے لوگوں کے ہاتھ لگ گیا جن کے خواب جازب سے بھی اونچے تھے۔۔۔

انہوں نے اپنے گروپ میں جازب کو شامل کر لیا۔۔۔

اپنے نام کی دھاک بٹھانے کیلئے وہ اچھے برے کی تمیز بھول گیا۔۔۔

اسکی وجہ سے عضد کو یونیورسٹی چھوڑنی پڑی کیونکہ اسکے ہر غلط کام کیلئے عضد کو آگے پیش ہونا پڑتا کہ وہ سمجھائے اپنے بھائی کو۔۔۔۔

عضد اور ان دونوں کے بیچ بھائی کا رشتہ معدوم ہونے لگا۔۔۔

آئے دن عضد اسکی کسی نا کسی غلط حرکت پر اس سے لڑتا۔۔۔

جازب دن بدن عضد کی بڑھتی ضد دیکھ کر گھر چھوڑ کر چلا گیا۔۔۔

کیونکہ جازب کا اٹھنا بیٹھنا جن لوگوں کیساتھ تھا وہ معاشرے کیلئے کسی ناسور سے کم نہیں تھے۔۔۔۔

جازب کے مقابلے میں عضد بہت خوددار اور کھرا انسان ھے کھوٹ یا دھوکہ یا غلط کام وہ کسی صورت برداشت نہیں کرتا۔۔۔

جازب کیوجہ سے اسے اکثر مقامات پر شرمندہ ھونا پڑتا تھا۔۔۔

ایک بار تو وہ جازب کے یونیورسٹی کے دوستوں کیساتھ ہتھے پکے آگیا۔۔

وہ ایسے لوگ تھے جو خود پر انگلی اٹھانے والے کا سر کاٹ دیتے تھے۔۔

لیکن جازب کا بھائی سمجھ کر انہوں نے اسکی جان بخشی۔۔۔

میرے واسطے دینے پر بڑی مشکل سے جازب ان سے الگ ھوا۔۔

رتابہ یہ سب سن کر بہت حیران ھوئی۔۔۔

اب کہاں ھیں وہ۔۔۔

وہ کبھی ایران ھوتا ھے کبھی بلوچستان۔۔۔۔

لیکن اب وہ جسکے ساتھ ھے اسکے ساتھ مجھے تسلی ھے کہ وہ مذید دلدل میں نہیں پھنس سکتا اور مجھے وہاں سے اسکے لوٹ آنے کی امید بھی ھے۔۔۔۔

امی وہ کبھی آپ سے ملنے نہیں آئے۔۔۔۔

آتا ھے سالوں میں کہیں لیکن عضد کی غیر موجودگی میں۔۔۔۔

عضد اپنے بھائی سے بھی نفرت کرتے ھیں کیا؟؟

نہیں عضد اپنے بھائی سے نہیں اسکے کاموں سے نفرت کرتا ھے۔۔۔۔

امی آپ انھیں سمجھاتی نہیں۔۔۔

بیٹا جن کے سر پر باپ کا سایہ نا ھو ایسے بچوں کو اکیلی تنہا عورت پال تو سکتی ھے لیکن زمانے کی دھوپ چھاؤں سے مکمل طور پر بچا نہیں سکتی۔۔۔۔۔

نرگس نے رتابہ کے شناختی کارڈ میں ماں باپ کی جگہ اپنا اور ایاز کا نام لکھوایا۔۔۔۔

پھر اسی شناختی کارڈ میں ایاز کے نام کو عضد کی زوجیت میں بدلوایا۔۔۔

اور ھمدانی کے حوالے کیا۔۔۔۔

ھمدانی صاحب نے پندرہ دنوں میں اسکا ویزا پاسپورٹ اور ٹکٹس ارینج کر کے عضد کو آفس بلوا کر اسکے ہاتھ میں دی ئے۔۔۔۔

عضد اپنے ساتھ رتابہ کے ٹکٹس دیکھ کر حیران ھو کر رہ گیا۔۔۔

اور گھر آتے ہی نرگس پر سوار ھو گیا۔۔۔

امی امی امی۔۔۔۔۔۔

کیا ھو گیا خیریت تو ھے ایسے کیوں چلا رھے ھو۔۔۔۔

اس نے نرگس کے ہاتھ میں رتابہ کا ویزا اور ٹکٹس دی ئے۔۔۔۔

یہ کیا ھے امی۔۔۔۔

کیوں تمھیں نہیں معلوم کیا ھے۔۔۔۔۔

آپ نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میں اسے اپنے ساتھ لندن لے کر جاؤ نگا۔۔۔۔

تم نے بھی یہ کیسے سوچ لیا کہ میں تمھیں اس بار اکیلے جانے دو نگی۔۔۔۔۔

ایک بار اگر میں نے آپکی بات مان لی تھی تو آپ کیا سمجھیں میں نے ہار مان لی قبول کر لیا اسکو

۔۔۔۔

ایسے خواب نا پالیں امی کل کو جنکی کوئی تعبیر نا ھو۔۔۔۔۔

نرگس اسی کی ماں تھی۔۔۔

میری جان میں حقیقت پسند عورت ھوں خود سے جڑے رشتوں کو پالا ھے میں نے ھمیشہ

۔۔۔۔

خوابوں کی زمین پر دھوئیں کے محل بنانے والی عورت نہیں میں۔۔۔۔۔

امی میں نہیں لے کر جاؤ نگا اسے وہ غصے سے چلایا۔۔۔

بس۔۔۔ بہت سن چکی میں تمھاری۔۔۔

تم جاؤ گے تو اسی کیساتھ ورنہ نہیں۔۔۔۔۔

نہیں جانا مجھے اس مصیبت کیساتھ۔۔۔۔۔

عضد غصے سے پاؤں پٹختا اپنے روم میں چلا گیا۔۔۔

نرگس تیزی سے رتابہ کی تیاریوں میں مصروف تھی۔۔۔۔

رتابہ زیان اور نرگس کو اکیلا چھوڑ کر اتنی دور جانے پر بلکل خوش نہیں تھی۔۔۔۔

نرگس اسے لے کر اسی بوتیک گئی جہاں اسے ارجع لے کر گئی تھی۔۔۔۔

رتابہ وہی بوتیک دیکھ کر ذرا گھبرا گئی۔۔۔۔

کیونکہ زارا کا سامنا اسکا اسی بوتیک میں ھوا تھا۔۔۔

اور اسکے سارے ماضی کے زخم پھر سے تازہ ھوئے تھے۔۔۔۔۔

اتفاق سے آج بھی زارا کا ٹکراؤ اس سے ھوا۔۔۔

ارے بختی تم یہاں زارا اسے دیکھ کر بہت خوش ھوئی۔۔۔

لیکن زارا کو دیکھ کر رتابہ کے چہرے کی ھوائی یاں اڑ گ ئی یں۔۔۔

ایک بار پھر زارا کا سامنا کر کے وہ اپنے ماضی کیطرف پلٹی۔۔۔

جسکا کرب اسکے چہرے سے عیاں ھو رہا تھا۔۔۔۔۔

نرگس نے زارا اور رتابہ کو دیکھ کر کہا۔۔۔

یہ کون ھیں؟؟؟

رتابہ کیا بتاتی میری رسوائی کا تباہی کا مقام۔۔۔۔۔

زارا نے اسکی خاموشی دیکھ کر خود ہی کہا۔۔۔

میں زارا ھوں۔۔۔۔

اور آپ۔۔۔

نرگس نے ان سے ہاتھ ملایا میں رتابہ کی ساس ھوں۔۔۔۔۔

اوہ۔۔۔۔ یہ بہت اچھا ھوا آج آپ سے ملاقات ھو گ ئی۔۔۔

آئی یں میرے ساتھ یہیں میرا گھر ھے۔۔۔

رتابہ نہیں جانا چاہتی تھی اس گھر میں دوبارہ جسکی در و دیوار میں اسکی لاچارگی کی چیخیں دفن تھیں۔۔۔۔

جہاں اسکی معصومیت اور عزت ھوس کی بھینٹ چڑھی تھیں۔۔۔

ڈرومت بختی میں نے وہ گھر چینج کر لیا ھے۔۔۔۔

زار ازبردستی لے گئی انکو۔۔۔

گراؤنڈ فلور پر اسکا پارلر تھا۔۔۔

اور فرسٹ فلور پر گھر۔۔۔۔

زار نے انکو ڈرائی ینگ روم میں بٹھایا۔۔۔۔

یہ آپکا پوتا ھے۔۔۔۔

وہ زیان کو دیکھ کر بولی۔۔۔

جی میرا پوتا ھے یہ۔۔۔۔

پھر نرگس سے باتیں کرنے لگی۔۔۔۔

ماشاءاللہ بہت پیاری بچی ھے یہ۔۔۔۔

میں بہت پر سکون تھی اسکے ساتھ۔۔۔

لیکن میں بہت شرمندہ ھوں کہ اسے اپنی چار دیواری میں بھی تحفظ نا دے سکی جسکا افسوس مجھے ساری زندگی رھے گا۔۔۔۔

نرگس بھی افسوس سے بولی قسمت کا لکھا کون ٹال سکتا ھے بہن۔۔۔

اسکی بد قسمتی میں غلطی میری بھی تھی جس پر میں اس سے ہزار بار معافی بھی مانگوں تو اسکی تلافی نہیں کر سکتی۔۔۔

لیکن ایک بات ضرور کہونگی یہ اپنے لیئے تو بد بخت رہی لیکن جہاں جہاں اسکے قدم پڑے انکے بخت اسکے قدموں سے کھلے۔۔

مسز جمال کے پاس تھی تب وہ بے اولاد تھیں اسکے جاتے ہی پچاس سال کی عمر میں انکی گود ہری ھوئی۔۔

معجزہ تھا انکا اس عمر میں ماں بننا۔۔۔۔

جب میرے یہاں آئی تو میری بیٹی کی کسٹڈی کے کیس کا فیصلہ پانچ سال بعد میرے حق میں ھوا۔۔۔۔

نرگس اسے پیار سے دیکھ کر بولی۔۔۔

واقعی آپ نے ٹھیک کہا بہت بخت آور ھے یہ۔۔۔ ھمارے حالات بھی ایسے بدلے جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھمائی اور سب بدل گیا۔۔۔اور بہت سی خواہشات پوری ھوئی ہیں۔۔

آپ سے ملکر میں کتنی خوش ھوئی آپکو بیان نہیں کر سکتی کہ آپ جیسے لوگ بھی ھیں اس دنیا میں جو بختی جیسی بچی کو اپنے بچوں کا بخت بنا لیتے ھیں۔۔۔

ورنہ یہ سب تو فلم ڈراموں میں ہی دیکھا تھا۔۔۔آپکے چہرے میں حقیقت پائی۔۔۔۔

آپ یقین کریں جب یہ پچھلی بار مجھ سے ملی تھی میں اس پر بہت غصہ تھی کہ یہ میرے گھر سے بھاگی ھے کسی کیساتھ۔۔۔

اور مجھے وہاں سے گھر بھی بدلنا پڑا کیونکہ کچھ نئے چہرے اپنے گھر کے آس پاس دیکھ کر میں خوفزدہ ھوگئی تھی۔۔۔۔

لیکن جب سچائی کا سامنا ھوا تو خود کا سامنا کرنا بھی مشکل تھا میرے لئے۔۔۔

کیونکہ میں بھی ایک عورت ھوں اور ایک بیٹی کی ماں بھی۔۔۔۔

جنہوں نے اسکا استحصال کیا وہ بعد میں میری تاک میں بھی تھے لیکن میں نے گھر فوری بدل لیا۔۔۔۔۔

بختی یہ سب کچھ خاموشی سے سنتی رہی۔۔۔۔۔

اسکے آنسو اسکی گود میں گرے۔۔۔۔میں دوسروں کیلئے بخت آور۔۔۔۔اور کسی کے بخت میرے قدموں میں۔۔۔۔

اور میں خود اتنی بدبخت کہ خود زمانے کے قدموں میں۔۔۔۔۔

وہ اپنے دل کی آوازیں سنتی رہی۔۔۔۔۔

نرگس زارا کے منہ سے بھی سچائی سن کر مذید مطمئن ھوئی کہ اسکا یقین جھوٹا نہیں ثابت ھوا۔۔۔

بختی نے اسے اپنے بارے میں سچ بتایا تھا۔۔ جھوٹ یا فریب سے کام نہیں لیا تھا۔۔۔

نرگس کی محبت رتابہ کی سچائی پر مذید اس سے مضبوط ھو گ ئی۔۔۔۔۔

زارا آخر میں بولی۔۔۔

اگر یہ میرے ساتھ اسوقت ھوتی تو شاید ان لوگوں کو پہچان لیتی تو میں انکو انکے انجام تک ضرور پہنچاتی۔۔۔۔

عضد کی دو دن بعد فلائی یٹ تھی وہ اینڈ تک ضد لگائے بیٹھا رہا کہ وہ رتابہ کو ساتھ نہیں لے جائے گا۔۔۔۔

اور نرگس بھی بضد تھی کہ وہ رتابہ کے بغیر اسے جانے نہیں دیگی۔۔۔۔

نرگس کچن میں مصروف تھی وہ سیدھا رتابہ کے کمرے میں گیا۔۔۔۔

سنو۔۔۔

وہ اسے اپنے کمرے میں دیکھ کر حیران ھوئی۔۔۔

امی کو تم خود منع کرو کہ تم نے میرے ساتھ نہیں جانا۔۔۔

اگر امی نے تمھیں میرے ساتھ وہاں بھیجا تو یاد رکھنا بہت برا سلوک کرونگا تمھارے ساتھ۔۔۔

کیونکہ وہاں نا تو نازو ھوگی نا ساجد چاچا کا گھر اور نا ہی تمھاری سب سے بڑی ڈھال میری ماں۔۔۔

رتابہ سہم کر بولی میں نے انکو بہت منع کیا وہ نہیں سن رہیں میری بھی۔۔۔

ہاں مجھے پتہ ھے تمھی نے انکو فورس کیا ھے ورنہ۔۔۔۔

آپ ہر الزام مجھ پر کیوں لگاتے ھیں۔۔۔ وہ اسکی بات کاٹ کر بولی۔۔۔۔

کیونکہ تم زمانے بھر کی جھوٹی ھو شرافت اور معصومیت کا نقاب لگائے پھرتی ھو۔۔۔

وہ اسی کی ٹون میں بولی۔۔۔

اچھی بات ھے آپکو میں نقاب میں ہی نظر آتی ھوں۔۔۔

میرے اصلی چہرے کی دید آپکے لیئے ناقابلِ دید بھی ھو سکتی ھے۔۔۔

اس نے ایک تھپڑ رسید کر دیا اسکے منہ پر۔۔۔

جواب طلبی آئی ندہ کی میرے ساتھ تو زبان کھینچ لونگا حلق سے۔۔۔۔

رتابہ اسکے کٹھور پن پر اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔

ایک بار پھر کہہ رہا ھوں میرے ساتھ جانے کی غلطی مت کرنا۔۔۔

میری برداشت جہاں جہاں جواب دیگی ایسے کئی طمانچے تمھارے منہ پر پڑیں گے۔۔۔۔

گوپال تھکا ہارا کام سے واپس آیا گھر تو آگے بابو کو اپنے گھر دیکھ کر ششدر رہ گیا۔۔۔

نمستے چاچا۔۔۔۔

گوپال کا غصہ اسکے چہرے پر چھلکنے لگا۔۔۔۔تم یہاں کیا کر رہے ھو۔۔۔

دیوی فورا بولی۔۔۔یہ کیا طریقہ ھے گھر آئے مہمان سے بات کرنے کا۔۔۔۔۔

رھنے دیں چاچی۔۔

چاچا تھکا ہارا آیا ھے اسلئے لہجے میں تھکاوٹ سے ذرا تیزی آگئی چاچا کے۔۔۔۔۔

ذرا سنبھل کر بات کیا کرو اس سے تمھارا ھونے والا جمائی ھے یہ۔۔۔۔

کیاااا۔۔۔۔۔۔گوپال کو حیرت کا جھٹکا لگا۔۔۔

کیوں اس میں اتنی حیرانی کی کیا بات ھے بندیا اور یہ پسند کرتے ھیں ایک دوسرے کو۔۔۔اسلیئے اپنی بندیا کا ہاتھ مانگنے آیا ھے۔۔۔۔۔

میں اپنی بیٹی کا بیاہ اسکے ساتھ نہیں رچا سکتا۔۔۔

دیوی اکڑ کر بولی۔۔۔کیوں کیا خرابی ھے اسمیں۔۔۔بتاؤ ذرا۔۔۔

مجھے نہیں پسند یہ اپنی بیٹی کیلیئے۔۔۔گوپال منہ پھیر کر بولا۔۔۔

بابو ھنستے ھوئے مونچھوں کو تاؤ دے کر بولا۔۔۔

چاچا تجھے کیا پسند ھے یہ میں جانتا ھوں۔۔۔

گوپال نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔۔

دیکھو گوپال۔۔۔مجھے پسند ھے یہ اور تمھاری بیٹی کو بھی اب تمھیں پسند ھو یا نا ھو میں نے بیاہ بندیا کا اسی سے کرنا ھے۔۔۔

گوپال غصے سے باہر چلا گیا۔۔۔

کچھ دیر بعد بابو اسکے پیچھے آیا۔۔۔

او چاچا۔۔۔

مان جا شرافت سے ورنہ تیری چڑیا اڑا کر لے جاؤ نگا میں۔۔۔

آخر کو بختی کے ملنے تک میرے لطف کا کوئی سامان تو ھونا چاھیے۔۔۔۔

کمینے تجھے میری بیٹی ہی نظر آئی تھی پھسانے کیلئے۔۔۔۔۔

ظاہر سی بات ھے چاچا تو نے بھی تو میری بختی دو سال سے چھپا رکھی ھے نا۔۔۔

آج بتا دے اسکا پتہ میں چھوڑ دونگا تیری بیٹی کا پیچھا۔۔۔۔

مجھے نہیں پتہ بختی کہاں ھے۔۔۔۔

چاچا ابھی تک میں تیرا لحاظ کر رہا ھوں۔۔۔۔

وہ اپنی کھیڑیوں سے زمیں کی مٹی اکھاڑ کر بولا۔۔۔۔

نیچے دیکھ اگر بندیا کو تو نے میرے ساتھ رخصت نا کیا تو تیری عزت پوری برادری کے سامنے خاک میں ملا دونگا۔۔۔

میرا منہ بند ھے تو۔۔تو بھی اپنا منہ بند رکھ۔۔۔۔

ورنہ اپنا اور اپنے گھر والوں کا کفن تیار رکھ۔۔۔۔۔

گوپال اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔۔۔

کیونکہ بابو بہت اثر رسوخ والا بندہ تھا۔۔۔

گوپال کو اپنی اور سب کی عزت بچانے کی خاطر اپنی بیٹی بندیا بابو کیساتھ رخصت کرنی پڑی۔۔۔۔

بابو اسے بیاہ کر کراچی لے آیا۔۔۔۔

بندیا بہت خوش تھی بابو کیساتھ شادی کے ابتدائی دنوں میں۔۔۔۔۔

لیکن اسکی عادتوں اور جرم بھری دنیا سے وہ زیادہ دن بے خبر نا رہ سکی۔۔۔۔۔

بابو کے جوے کے اڈے تھے۔۔۔

وہ شراب بھی پیتا تھا اور کوٹھوں پر طوائفوں کیساتھ بھی اسکے تعلقات تھے۔۔۔۔

بندیا نے شروع شروع میں برداشت کیا اور اسے سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن بیکار۔۔۔۔

اس نے اپنے باپ کے پاس واپس جانے کا فیصلہ کر لیا۔۔۔

لیکن بابو کے علم میں آتے ہی بابو نے اسے قید کر لیا۔۔۔

وہ ماں بننے والی تھی۔۔۔

اسکے باوجود ہر طرح کا ظلم وہ بندیا کیساتھ کرتا۔۔۔۔

اور اسے بار بار یاد دلاتا کہ جب تک تیرا باپ بختی کو میرے حوالے نہیں کرتا میں تجھے اسی حال میں قید رکھونگا۔۔۔۔

گوپال اپنی بیٹی کے پیچھے دو بار کراچی آیا پر بابو کا بھی اسے پتہ نا چلا کہ وہ کہاں ھے؟؟

گوپال کو بختی رہ رہ کر یاد آئی۔۔۔

او میری بختی دیکھ تجھے خود سے جدا کیا نا تیری بد دعا لگ گ ئی مجھے۔۔۔۔

وہ روتا روتا احمد کے گھر گیا جہاں اس نے بختی کو چھوڑا تھا۔۔۔

وہاں جا کر معلوم ھوا کہ احمد صاحب انتقال کر چکے ھیں۔۔۔

اور انکی بیٹیاں بیاہ کر اپنے گھروں کی ھو گ ئی یں۔۔۔۔

گوپال پاگلوں کیطرح سر پیٹ پیٹ کر رویا۔۔۔

میں تجھے دیکھنے تجھ سے ملنے آیا تھا۔۔۔ تجھ سے معافی مانگنے آیا تھا۔۔۔۔

کہاں چلی گ ئی تو میری بچی۔۔۔۔

کہاں تلاش کروں تجھے بھی۔۔۔

میری دونوں بچیاں بابو کے خوف سے در بہ در ھو گ ئی یں۔۔۔

بابو تیرا بیڑہ غرق ھو مل تو اب کی بار مجھے میں تجھے زندہ نہیں چھوڑونگا۔۔۔

گوپال پاگلوں کیطرح گلی گلی اسے ڈھونڈتا رہا۔۔۔۔

عضد کے لندن جانے میں چند گھنٹے باقی تھے۔۔۔

رتابہ کے بار بار انکار کرنے پر نرگس کو غصہ آگیا۔۔۔

یہ کیا تم نے نانا کی رٹ لگا رکھی ھے۔۔۔

میں جو فیصلہ کر لوں ایک بار اس سے پلٹتی نہیں۔۔۔

میری فکر اتنی مت کرو تم میں اپنے بڑے بیٹے کو بلا لونگی۔۔۔۔

رتابہ دونوں ماں بیٹے کی ضد کی نذر ھو گئی۔۔۔۔۔

اور عضد کو اسے ساتھ لے جانا پڑا۔۔۔۔

عضد کا دل چاہا وہ ائیر پورٹ پر ہی اسے چھوڑ کر چلا جائے لیکن ماں کی ناراضگی کے ڈر سے ایسا نا کر سکا۔۔۔۔۔

جہاز میں وہ بیٹھ چکے تھے۔۔۔۔

رتابہ نے ھمیشہ جہاز آسمان پر اڑتے دیکھے تھے۔۔۔اس نے کبھی سوچا بھی نا تھا کہ ایک دن آسمان پر اڑتے جہازوں میں وہ بھی شامل ھو گی۔۔۔۔۔

وہ بہت ڈر رہی تھی کیونکہ جہاز میں ھوتے حادثات وہ گھر میں سنتی رہتی تھی۔۔۔۔

جہاز جب ٹیک آف کرنے لگا تو اس نے زور سے مٹھیاں بھینچ کر آنکھیں میچ لیں۔۔۔

جہاز ابھی رن وے پر ہی تھا۔۔۔

اس نے آھستہ آھستہ کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔۔۔

عضد نے اسکی طرف دیکھا وہ بہت ڈر رہی تھی۔۔۔۔

عضد کو نہیں معلوم تھا کہ اب آگے وہ کیا کرنے والی ھے۔۔۔۔۔

جہاز رن وے سے جیسے ہی اوپر کیطرف اڑا۔۔۔

رتابہ نے روتے ھوئے کملہ باآواز پڑھنا شروع کر دیا۔۔۔۔

سبھی مسافر اسکی طرف متوجہ ھو گ ئے۔۔۔

عضد نے چپ کرایا۔۔۔

کیا جاہلیت ھے یہ۔۔۔

کیوں سب کو پریشان کر رہی ھو بند رکھو اپنا منہ۔۔۔وہ اسکے کان میں بڑبڑایا۔۔۔

پر رتابہ کی رونے کی آواز بلند ھو گ ئی۔۔۔۔۔

ائیر ھوسٹس انکے پاس آئی۔۔۔

پلیز میم آپ ڈریں مت کچھ نہیں ھوگا۔۔۔آپکے ساتھ اور بھی لوگ ھیں وہ دیکھیں سب کتنے سکون سے بیٹھے ھیں۔۔۔۔

عضد کو بہت شرمندگی ھوئی سب کے سامنے۔۔۔۔

آآآ۔۔۔اسکا رونا چیخوں میں بدل گیا۔۔۔

ائیر ھوسٹس پھر پاس آئی۔۔۔

اپنی مسز کو خاموش کروائیں سبھی کو ڈسٹرب کر رہی ھیں یہ۔۔۔۔

ورنہ ھم اسلام آباد ائیر پورٹ پر لینڈ کر کے آپکو اتار دیں گے۔۔۔

اسطرح چلا کر یہ باقی مسافروں کو بھی بدحواس کر رہی ھیں۔۔۔۔۔

عضد نے اسکا ہاتھ سختی سے پکڑا۔۔۔۔

رتاااابہ میرا تماشا مت بناؤ۔۔۔

اس نے دونوں ہاتھوں سے عضد کے ہاتھ تھام لیئے۔۔۔۔

مجھے ڈر لگ رہا ھے عضد پلیز مجھے نیچے اتار دیں مجھے واپس جانا ھے آپ بائی روڈ لے جائیں مجھے۔۔۔

اس جہاز میں نہیں بیٹھنا مجھے۔۔۔۔

رتابہ کیساتھ بیٹھی لڑکی ھنس پڑی رتابہ کی لندن بائی روڈ جانے والی بات پر۔۔۔۔

وہ اچھے خاصے ھینڈسم عضد کیطرف دیکھ کر بولی۔۔۔

سر انکا پہلا سفر ھے پلین میں۔۔۔

عضد نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

ھو جائیگی relax کر لیں تھوڑی دیر میں Hug او کے یہ اتنا ہی ڈر رہی ھیں تو آپ انکو آپکی مسز۔۔۔۔۔

عضد کو ایسا ہی کرنا پڑا۔۔۔

رتابہ کو کندھوں سے اس نے بانہوں کے گھیرے میں لیا۔۔۔تو اس نے دونوں ہاتھوں سے عضد کے کوٹ کو پکڑ کر اسکے کوٹ میں بلیوں کیطرح منہ چھپا لیا۔۔۔

سبھی لوگ ان دونوں کو دیکھ رھے تھے۔۔۔

سفر بھی 12 گھنٹوں کا تھا۔۔۔

لیکن 1.2 گھنٹے بعد رتابہ کچھ ریلیکس ھو گئی تھی۔۔۔

پر عضد کی ناگواری اسے نظر آ رہی تھی کہ لندن پہنچ کر اسکی خیر نہیں۔۔۔۔۔

گھنٹے کے بعد وہ عضد سے پوچھنے لگی۔۔۔ 3.4

یہ کب آئے گا لندن۔۔۔۔

عضد بولا 8 گھنٹوں بعد۔۔۔۔۔

رتابہ کی آنکھیں کھلیں۔۔۔۔۔

ھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آٹھ گھنٹوں بعد۔۔

ان سے کہو نا تیز چلائی یں مجھے بہت ڈر لگ رہا ھے۔۔۔۔۔

انکے ساتھ بیٹھی لڑکی پھر ھنسی۔۔۔

عضد خجل سا ھو کر جواب میں مسکرایا۔۔۔

اور رتابہ کو آنکھیں نکال کر خاموشی رھنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔

اسکا دل بہت تیز دھڑک رہا تھا۔۔۔

درود شریف کا ورد ورد کرتے کرتے وہ کچھ دیر بعد پھر بولی۔۔۔۔

اگر یہ جہاز پھٹ گیا تو۔۔۔۔۔۔

عضد دانت چبا کر بولا۔۔۔

جہاز تو نہیں پھٹے گا لیکن اگر اسکے بعد تم نے ایک لفظ بھی اور بولا تو میں تمھارا سر پھاڑ دونگا۔۔۔۔۔

وہ عضد سے ڈر کر چپ ھو گ ئی۔۔۔۔

عضد نے لیٹنے لگا اور اسکی سیٹ بھی لیٹنے کیلی ئے پیچھے کی تو وہ زور سے عضد کا ہاتھ پکڑ کر لیٹی تو کچھ پل سو گ ئی۔۔۔۔

ساتھ بیٹھی لڑکی کو معصوم سی رتابہ اچھی لگی۔۔۔۔۔

وہ بار بار اسکو دیکھتی۔۔۔اور مسکراتی۔۔۔۔

لندن پہنچ چکے تھے وہ۔۔

جہاز جب لینڈ کرنے لگا تو رتابہ نے تب بھی اچھا خاصا شور مچایا۔۔۔۔

عضد کا دل چاہا وہ اسے اٹھا کر جہاز سے نیچے پھینک دے۔۔۔۔

اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر بچوں کیطرح اسے چپ کروانا پڑا۔۔۔

اس لڑکی نے رتابہ کو اپنی طرف متوجہ کیا اور باتوں میں لگا لیا۔۔۔

جہاز لینڈ کر کے رک چکا تھا اپنی منزل پر۔۔۔۔

عضد نے شکر کا سانس لیا۔۔۔

ھے۔۔۔ innocent اور cute بہت ہی wife مسٹر آپکی

کیا کریں۔۔۔ treat اسکو پیار سے

لے کر جائی ی ئے گا۔۔۔ by road اور اگلی بار اسے پاکستان

عضد اور وہ دونوں ھنس پڑے۔۔۔

سبھی مسافر نیچے اترنے لگے۔۔۔۔

رتابہ ھی جلدی سے اتری اس خوف سے کہ جہاز کہیں اسے دوبارہ نا لے اڑے۔۔۔۔

تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتے ھوئے اسکا پاؤں مڑا اور وہ گرتے گرتے بچی۔۔۔

لیکن پاؤں میں موچ آگ ئی۔۔۔

عضد اسے اٹھا کر پلیٹ فارم کیطرف آیا اور سامان اٹھا کر اسے وھیل چئیر پر باہر لایا۔۔۔

عضد کی اتنی خاموشی کسی خطرے کے طوفان سے کم نا تھی۔۔۔

راستے میں بھی وہ بلکل خاموش رہا۔۔۔۔

رتابہ دل ہی دل میں عضد کے تیور دیکھ کر اپنی خیر کی دعائیں مانگنے لگی۔۔۔۔

گاڑی ایک بہت ہی خوبصورت سے گھر کے پاس آکر رکی۔۔۔

سامان اندر ڈرائیور لے کر گیا۔۔۔

پھر عضد کے حوالے چابی کر کے خود چلا گیا۔۔۔۔

وہ لڑکھڑاتی ھوئی گاڑی سے ڈرتے ڈرتے باہر نکلی۔۔۔۔

عضد نے سرخ ھوتی آنکھوں سے ایک جھٹکے سے اسے گود میں اٹھایا اور سیدھا گھر میں داخل ھو کر اسے صوفے پر اس زور سے پٹخا کہ وہ کراہ کر رہ گ ئی۔۔۔

بات سنیں۔۔۔۔۔

شیٹ اپ۔۔۔۔

وہ اس پر دھاڑا۔۔

خبر دار جو کچھ کہا تو۔۔۔منہ توڑ دونگا میں تمھارا۔۔۔۔۔

رتابہ پہلے ہی ڈری ھوئی تھی اسکے دھاڑنے پر مذید ڈر گ ئی۔۔۔۔

عضد بیڈ پر جا کر اوندھے منہ جوتے سمیت ہی لیٹ گیا۔۔۔۔

رتابہ کو بھوک لگ رہی تھی اس نے گھڑی میں ٹائم دیکھا تو کافی حیران ھوئی۔۔۔

یہ کیا یہاں بھی شام ھو رہی ھے اور جب ھم گھر سے نکلے تھے تب بھی شام تھی۔۔۔۔

کتنا لمبا سفر تھا اور ٹائم گزرا ہی نہیں۔۔۔۔۔

اسے بھوک لگ رہی تھی۔۔۔

وہ کچھ کھانے کیلیے کچن میں آئی۔۔۔کچھ بھی نہیں فرج کھولا وہ بھی خالی تھا۔۔۔

عضد کو کیسے جگاتی وہ اسکی ھمت ہی نہیں ھوئی۔۔۔۔

چپ چاپ واپس صوفے پر آکر لیٹی تو بیل کی آواز پر اٹھ گ ئی۔۔۔

لیکن دروازہ نہیں کھولا۔۔۔۔

بیل مسلسل بج رہی تھی۔۔

عضد کمرے سے باہر آیا اور گیٹ کھولا۔۔۔۔

اور کچھ پیکٹس لے کر کچن میں آیا۔۔۔۔

رتابہ کو وہ ایسے نظرانداز کر رہا تھا جیسے وہ تھی ہی نہیں۔۔۔۔

وہ باکس سے جوس نکال کر فرج میں رکھنے لگا۔۔۔

رتابہ اسے دیکھ کر کچن میں آئی۔۔۔

میں رکھ لیتی ھوں یہ سب آپ جائی یں آرام کریں۔۔۔۔

جہاں بیٹھی تھی وہیں بیٹھی رھو۔۔۔ میرے سر پر سوار ھونے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

وہ جیسے آئی تھی ویسے ہی پلٹ گ ئی۔۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ ڈائی ینگ ٹیبل پر بیٹھا پیزا کھانے لگا۔۔۔۔۔

رتابہ کے پیٹ میں چوھے دوڑ رھے تھے وہ خاموشی سے دیکھتی رہی۔۔۔

ایسے کیا دیکھ رہی ھو ندیدوں کیطرح۔۔۔

تمھارے لی ئے بھی منگوایا ھے کھالینا۔۔۔

وہ کھاپی کر آرام سے اٹھا۔۔۔

میرے کمرے میں آنے کی یا مجھے ڈسٹرب کرنے کی کوشش مت کرنا آئی سمجھ۔۔۔۔

یہ برابر میں دوسرا روم ھے یہاں سو جانا۔۔۔

وہ اسے ہدایت کرتا چلا گیا۔۔۔

اسکے جانے کے بعد رتابہ میز پر آئی۔۔۔

اور پیزے کو غور سے دیکھنے لگی۔۔۔

یہ ھے کیا۔۔۔

اس نے جیسے ہی چکھا اسے پسند نا آیا اس نے اٹھا کر فرج میں رکھا اور جوس پی کر کمرے میں گ ئی۔۔۔۔

اسے اب اکیلے سونے کی عادت نہیں تھی۔۔۔

وہ بیڈ پر لیٹی تو گھبرا رہی تھی۔۔۔

نماز کیلئے اٹھی نماز پڑھ کر قرآن پڑھنے لگی۔۔۔۔

نرگس نے اسے نماز قرآن ہر چیز سکھادی تھی۔۔۔

اور ٹیوٹر گھر بلوا کر لینگویج کورس بھی کروادیا تھا۔۔۔

وہ ذھین بھی کافی تھی۔۔۔

سال بھر میں وہ سب کچھ سیکھ چکی تھی۔۔۔۔

قرآن پاک کی تلاوت کرتے کرتے وہ سوگئی۔۔۔۔۔۔

عضد صبح جاگا اور فریش ھو کر آفس چلا گیا۔۔۔

رتابہ کی آنکھ ذرا دیر سے کھلی۔۔۔

اسے خالی پیٹ چکر آرھے تھے۔۔۔۔

کچن میں آئی۔۔۔

فرج میں سوا جوس کے اور کچھ نا تھا۔۔۔

رتابہ نے کچن کھنگالا اسے کچھ بھی کھانے کو نہیں ملا۔۔۔

اس نے پھر سے جوس پر گزارا کیا۔۔۔

عضد آفس میں اتنا مصروف تھا کہ اسے یاد ہی نہیں رہا کہ رتابہ کے پاس لنچ کیلئے کچھ نہیں

وہ مسلسل 36 گھنٹوں سے بھوکی تھی۔۔۔۔

اس سے زیادہ بھوک نہیں کاٹ سکتی تھی۔۔۔۔ نڈھال ھو کر صوفے پر گر گئی۔۔۔

نا اسکے پاس موبائل تھا نا عضد کا نمبر۔۔۔۔۔

رات کو عضد گھر آیا تو اسے صوفے پر پڑی رتابہ کو دیکھ کر یاد آیا۔۔۔۔

اوہ شٹ میں بھول ہی گیا تھا۔۔۔۔

وہ اسکے پاس آیا۔۔۔

تم نے کچھ کھایا۔۔۔

رتابہ نے سر اٹھایا اور نا میں ہلایا۔۔۔۔

اسکی نڈھال آنکھوں سے لگ رہا تھا کہ اس نے کچھ نہیں کھایا۔۔۔۔

وہ جلدی سے باہر گیا اور برگر لے کر آیا۔۔۔۔

یہ لو کھالو۔۔۔۔

اس نے باکس اسکے سامنے رکھا اور کمرے میں جانے لگا۔۔

وہ پلیٹ لینے کیلئے اٹھی تو چکرا کر گری۔۔۔۔

وہ اسکے پاس آیا۔۔۔

کیا ھوا تمھیں۔۔۔

وہ بند ھوتی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

تم نے کل سے کچھ نہیں کھایا کیا۔؟؟۔۔۔

جب پلین میں بیٹھے تھے تب سے کچھ نہیں کھایا۔۔۔

عضد کو بہت شرمندگی ھوئی۔۔۔

کہ ساری زیادتی اپنی جگہ تھی وہ کم از کم اسے بھوک سے تو نا مارتا۔۔۔۔

اسے تھام کر صوفے پر بٹھایا۔۔۔

اور برگر کھول کر اسکے ہاتھ میں دیا تم یہ کھاؤ میں آتا ھوں کچھ دیر میں۔۔۔۔

وہ باہر چلا گیا۔۔۔

اور اسے راستے میں بھی بہت افسوس ھوا کہ وہ 36 گھنٹوں سے بھوکی تھی۔۔۔۔

صرف اسکی لاپرواہی کیوجہ سے۔۔۔۔

آپکو منع بھی کیا تھا امی مت بھیجیں اسے میرے ساتھ۔۔

اب کون دیکھے گا اسے۔۔۔

اکیلے رھنے کی عادت ھے مجھے۔۔۔۔

اب سب کچھ گھر میں بھی پورا کرنے کی ذمہ داری الگ گھر جلدی آنے کی الگ اسکا خیال رکھنے کی الگ آفس ورک کی الگ۔۔۔

وہ کافی غصے میں تھا۔۔۔۔

یوٹیلیٹی اسٹور سے وہ پھل سبزیاں کوکنگ آئل۔۔۔دودھ بریڈ آٹا۔۔۔ تقریبا ہر چیز لینے لگا۔۔۔۔جو جو اسے ضروری لگا اور یاد رہا۔۔۔۔۔

نمل لاھور آ چکی تھی۔۔۔۔اور حافظ صاحب سعودیہ روانہ ھو چکے تھے۔۔۔۔

مسز عارف اور انکی ساس نے اسے اپنے بیٹیوں کیطرح ویلکم کیا۔۔

یہاں آنے سے پہلے نمل بہت کنفیوز تھی لیکن عارف کی فیملی سے مل کر کافی ریلیکس ھوئی۔۔۔۔۔

وہ کبھی اپنے بابا سے دور نہیں ھوئی تھی۔۔۔

اسے بابا کی یاد بار بار رلاتی۔۔۔

لیکن صبر کرنا تھا اسے۔۔۔

اور صبر آتے آتے۔۔۔آ ہی گیا۔۔۔

کافی دن گزر گئے تھے وہ گھر سے باہر بلکل نہیں گئی تھی۔۔۔۔

البتہ عارف کے یہاں آنے والے پڑوسیوں اور رشتے داروں سے وہ ملتی۔۔۔۔

کچن میں وہ چائے بنانے میں مصروف تھی۔۔۔

جب عارف کی بیٹی مومل ایک چھوٹا سا بچہ اٹھا کر لائی۔۔۔۔

باجی یہ دیکھیں کتنا پیارا بچہ ھے۔۔۔۔

نمل نے اس بچے کو دیکھا وہ واقعی بہت خوصورت تھا۔۔۔

نمل نے اسے گود میں لینا چاہا پر وہ نا آیا۔۔۔

کس کا بچہ ھے یہ۔۔۔۔

سامنے والی انٹی ھیں انکا پوتا ھے۔۔۔۔

کیا نام ھے اسکا۔۔۔۔

زیان۔۔۔

نمل نے اسے زبردستی لیا گود میں تو وہ رونے لگ گیا۔۔۔

نمل باہر آئی لان میں بیٹھی نرگس کو سلام کیا۔۔۔۔

نرگس مسز عارف کی طرف دیکھ کر بولی یہ کون ھے؟؟

میری بھتیجی ھے یہ۔۔۔۔

نرگس اسے دیکھ کر مسکرائی۔۔۔

زیان روتا ھوا نرگس کے پاس گیا۔۔۔۔

یہ نئے چہرے دیکھ کر ڈر جاتا ھے ذرا۔۔۔۔۔

ایک دو بار دیکھ لے تو گھل مل جاتا ھے پھر۔۔۔۔

وہ سب باتیں کرتے رھے۔۔۔

نمل بار بار بچے کو پیار سے دیکھتی۔۔۔۔۔

وہ شرما کر دادو کے آنچل میں چھپ جاتا۔۔۔

نرگس نے سودا سلف لینے بازار جانا تھا وہ زیان کو عارف کے گھر چھوڑ کر گ ئی۔۔۔۔

نمل نے اسے کچھ ہی دیر میں اپنے ساتھ بہلا لیا۔۔۔

نرگس واپس آئی۔۔۔

زیان سو رہا تھا۔۔۔

وہ واپس گھر آگ ئی۔۔۔۔

اور جازب کو فون کر کے اپنے پاس آنے کو کہا۔۔۔۔

جازب نے دن نا بتایا اور آنے کی حامی بھر لی۔۔۔۔۔

زیان نمل کیساتھ بہت اٹیچ ھو گیا تھا۔۔۔۔

وہ زیان کیلئے اکثر نرگس کے گھر چلی جاتی۔۔۔۔

آج اتفاق سے نرگس کی طبیعت اچانک خراب ھو گ ئی۔۔۔

نمل اسی کے گھر میں تھی۔۔۔۔

تم زیان کا خیال رکھنا میں ابھی آتی ھوں کلینک سے ھو کر۔۔۔

انٹی آپ اکیلی کیسے جائیں گی۔۔۔

میں ساتھ چلتی ھوں آپکے۔۔۔

نرگس مسکرائی۔۔۔

ارے بیٹا ساری زندگی اکیلے گزار دی ھے میں نے تم فکر نا کرو میں جلدی آؤ نگی۔۔۔۔

نمل دروازہ بند کر کے زیان کے پاس آئی وہ سو رہا تھا۔۔۔

کچھ دیر میں باہر ڈور بیل بجی۔۔۔

وہ دروازے پر آئی۔۔۔

کون ھے؟؟؟

باہر عارف کی بیٹی مومل تھی۔۔۔

وہ اندر آئی۔۔۔

زیان کے رونے کی آواز آئی۔۔۔۔

وہ دونوں جلدی سے اندر گ ئی یں۔۔۔

زیان جاگ گیا تھا۔۔۔

آپکو دادو بلا رہی ھیں۔۔۔۔

میں آتی ھوں کچھ دیر میں انٹی کلینک گ ئی ھیں وہ آ جائی یں۔۔۔۔

نمل زیان کے ساتھ کھیلنے میں اتنی مصروف تھی کہ اسے مومل کے جانے پر دروازہ بند کرنا یاد ہی نہیں رہا۔۔۔۔

زیان کو بھوک لگ رہی تھی۔۔۔۔

وہ اسے کھلونے دے کر کچن میں آئی اور اسکے لیئے نوڈلز ڈھونڈنے لگی۔۔۔۔۔

تو ایک دم اسے بھینی بھینی پرفیوم کی خوشبو آئی۔۔۔اور اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ھوا۔۔۔۔

وہ جیسے ہی پلٹی تو سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اسکے ھوش اڑ گیئے۔۔۔۔۔

اچانک نمل کو بھینی بھینی پرفیوم کی خوشبو آئی۔۔۔اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ھوا۔۔۔۔

وہ جیسے ہی پلٹی تو سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اسکے ھوش اڑ گیئے۔۔۔۔

سامنے کھڑا شخص بھی نمل کو دیکھ کر اپنے حواسوں میں نا رہا۔۔۔۔۔۔

تممممم۔۔۔۔۔یہاں تک آگ ئے میرا پیچھا کرتے کرتے۔۔۔۔

ایک بار مجھے پورے جگ میں رسوا کر کے سکون نہیں ملا جو دوسری بار میری زندگی برباد کرنے چلے آئے ھو۔۔۔۔

سامنے کھڑے حیرت کے سمندر میں غوطہ زن جازب کے لب کھلے۔۔۔۔۔

میں تمھارے پیچھے نہیں آیا۔۔۔

نا تمھیں برباد کرنے آیا ھوں میں تو اپنے۔۔۔۔۔

نمل نے اسکی بات نا سنی۔۔۔

اور ہاتھ جوڑ کر بولی۔۔۔

خدا رسول کا واسطہ ھے تمھیں چلے جائے یہاں سے جینے دو مجھے۔۔

پہلے ہی تمھاری وجہ سے مجھے اپنا گھر اپنا محلّہ اپنا شہر تک چھوڑنا پڑا۔۔۔

اب تم کیا چاھتے ھو دنیا چھوڑ دوں میں۔۔۔۔۔

میں نے ایسا کب۔۔۔۔۔۔

اس نے پھر جازب کی بات نا سنی۔۔۔

چلے جاؤ یہاں سے اب میں مذید بدنامی کے لیبل اپنے ماتھے پر نہیں چپکا سکتی۔۔۔۔

زیان کی رونے کی آواز پر وہ پھر بولی۔۔۔۔

میرا بچہ رو رہا ھے۔۔۔

یہ دیکھو میرے جڑے ہاتھ۔۔۔۔

چلے جاؤ میرے گھر سے۔۔۔

وہ رو دینے کو تھی۔۔۔۔

جازب اسکے منہ سے بچے کا نام سن کر الٹے قدموں پلٹا۔۔۔

نمل بھاگتے ھوئے جلدی سے دروازہ بند گیا۔۔۔

پھر روتے ھوئے زیان کو گود میں لے کر خود بھی رو پڑی۔۔۔۔

اے میرے رب یہ کیسا امتحان ھے۔۔۔

یہ یہاں کیسے پہنچا۔۔۔ میرا جینا محال کر دیا ھے اس ایک شخص نے۔۔۔۔۔

اگر ابھی نرگس انٹی آجاتی تو کیا ھوتا۔۔۔

اس نے بدنامی کے خوف سے جھرجھری لی۔۔۔۔

گاڑی واپسی کے راستے پر ڈرائیو کرتے ھوئے یہ سوچ سوچ کر جازب کا دماغ پھٹ رہا تھا کہ وہ اسکے گھر میں کیا کر رہی تھی۔۔۔

کیا وہ عضد کی بیوی تھی۔۔۔۔

اگر عضد کی شادی ھوئی ھے تو امی نے مجھ سے ذکر کیوں نہیں کیا۔۔۔ یا مجھے بتانا بھی مناسب نا سمجھا۔۔۔

اگر یہ واقعی میں عضد کی بیوی ھے تو۔۔۔

میں تو ساری زندگی عضد کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رھونگا۔۔۔وہ مجھ سے مذید نفرت کریگا۔۔۔

اللہ نا کرے ایسا ھو۔۔۔

وہ بہت بے چین اور بے قرار تھا۔۔۔۔

کہ یہ کیا ھو گیا۔۔۔

کیا اسی کا نام قسمت ھے جو منہ کے بل بھی انسان کو گرا سکتی ھے؟؟

چاروں طرف سے ایک بار پھر مایوسی کی اتھاہ گہرائیوں میں وہ جا گرا۔۔۔۔

عضد کا رویہ دن بہ دن رتابہ سے سخت ھوتا چلا گیا۔۔۔

اسکی نظر میں رتی بھر بھی رتابہ کی کوئی وقعت کوئی حیثیت نا تھی۔۔۔

رتابہ سارا دن گھر میں بند رہتی۔۔۔

اور در و دیوار سے باتیں کرتی رہتی۔۔۔

یا کھڑکی سے باہر کا منظر دیکھتی جہاں اسکے گھر سے کچھ فاصلے پر چھوٹی سی جھیل تھی جسکے کنارے اکثر لوگ آتے جاتے رہتے۔۔۔

وہ وہاں کی عورتوں کو ادھ ننگے لباس اور پینٹ شرٹ میں دیکھ کر بہت حیران ھوتی۔۔۔۔

اسکا گھر چھوٹے سے کوٹیج کیطرح تھا۔۔۔

جسکے چاروں اطراف ہریالی تھی۔۔۔اور باقی کے گھر کچھ کچھ فاصلے پر تھے۔۔۔

آس پاس کا سبزہ اور جھیل کا منظر بے انتہا خوبصورت تھا۔۔۔

لیکن وہ یہ سب بس دور سے ہی دیکھ سکتی تھی۔۔۔۔

کبھی کبھی اسکا دل مچل جاتا کہ وہ بھی اس پر سکون سی جھیل کے کنارے جا کر بیٹھے۔۔۔

لیکن وہ صرف ایسا سوچ ہی سکتی تھی۔۔۔۔۔

یہاں نا کوئی پڑوس تھا نا کوئی بات کرنے یا سننے والا۔۔۔۔

عضد صبح بغیر ناشتے کے آفس جاتا اور رات کا کھانا کھا کر گھر آتا۔۔۔جاتے ھوئے وہ گھر لاک کر کے جاتا اور واپس آ کر اپنے ہاتھوں سے کھولتا۔۔۔۔

رتابہ کے ہاتھ کی بنی کوئی چیز وہ اپنے حلق سے اتارنی گوارا نہیں کرتا تھا اور نا ہی اسکے ساتھ کوئی بات کرتا تھا۔۔۔

رتابہ اسکے لی ئے گھر میں پڑی کوئی فضول سی بے جان شے تھی۔۔۔۔

عضد آج گھر شام کو جلدی آیا تو اسکے ساتھ اسکا دوست اسود تھا۔۔۔

اسلام و علیکم بھابھی۔۔۔ کیسی ھیں آپ۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔ اللہ کا احسان ھے آپ کیسے ھیں۔۔۔

آپ حیران ھو رہی ھیں مجھے یہاں دیکھ کر۔۔۔

جی نہیں حیران نہیں ھوئی۔۔۔

اسود مسکرایا۔۔۔

ویسے میں آپکو دیکھ کر یہاں بہت حیران ھوں۔۔۔

کیوں میری موجودگی آپکے لی ئے حیران کن کیوں ھے؟؟۔۔۔

وہ عضد کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا کیونکہ میرا دوست پریشان بہت ھے۔۔۔۔

عضد نے اسے آنکھیں دکھائی یں بکواس نا کر۔۔۔

مذاق کر رہا ھوں بھابھی۔۔۔ معاف کیجی ئے گا۔۔۔

جواب میں رتابہ خاموش رہی اور اپنے کمرے میں جانے لگی۔۔۔

بھابھی چائے تو بنا دیں اچھی سی۔۔۔

جی۔۔۔وہ کچن میں آئی۔۔۔۔

عضد اس پر سوار ھوا۔۔۔

یہ کیا تو اسکو بھابھی بھابھی کہہ رہا ھے۔۔۔تو اچھی طرح سے جانتا ھے ساری حقیقت۔۔۔

میں اسے بیوی سمجھوں نا سمجھوں تو نے اس سے فورا رشتہ جوڑ لیا۔۔۔۔

یار بھابھی ہی کہہ سکتا ھوں اب اسے نام سے پکارنا مناسب نہیں لگتا۔۔۔

تجھے ضرورت کیا ھے اسے پکارنے کی۔۔۔۔

بس کر یار بس۔۔۔

یہ میری اس سے پہلی ملاقات نہیں تین بار پاکستان میں تیرے گھر گیا تھا۔۔۔اچھی طرح جانتی ھے وہ مجھے۔۔۔۔

مروت بھی کوئی چیز ھوتی ھے یار۔۔۔

رتابہ سب کچھ سن رہی تھی۔۔۔

وہ آپس میں اسی طرح سوال جواب کرتے رھے ایک دوسرے سے۔۔۔

انکی باتوں سے رتابہ کو اندازہ ھو گیا کہ اسود اسکے بارے میں ساری حقیقت جانتا ھے۔۔۔

چاہئے کیسا تھ اسے اسود کے سامنے آتے ھوئے پہلی بار شرمندگی ھوئی۔۔۔کہ وہ مجھے دیکھ کر کیا سوچتا ھوگا۔۔۔

چاہئے انکو دے کر وہ کمرے چلی گ ئی۔۔۔۔۔

عضد کچھ دیر بعد اندر آیا۔۔۔

وہ حسب معمول قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی۔۔۔۔

اسود یہیں کھانا کھائے گا۔۔۔۔

جو کچھ منگوانا ھے بتادو۔۔۔

میں لسٹ بنالیتا ھوں۔۔۔۔

آپ جائیں میں کچھ دیر میں بتا دیتی ھوں۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد ایک پیپر اس نے عضد کے سامنے رکھا۔۔۔

جس میں ہر ضرورت کی چیز انگلش میں لکھی دیکھ کر وہ کافی حیران ھوا۔۔۔کہ رتابہ پڑھی لکھی بھی ھے۔۔۔۔

دونوں دوست مارکیٹ سے سامان لائے۔۔۔

رتابہ نے دو گھنٹوں میں بریانی کباب، مٹن کڑاہی کھیر سلاد وغیرہ سب تیار کر کے ڈائی ینگ ٹیبل پر لگا کر عضد کو آواز دی۔۔۔

بھابھی آپ نے تو کمال wow اسود اور عضد دونوں اسکی پھرتی پر حیران ھوئے۔۔۔ کر دیا۔۔۔

اتنی جلدی اتنا کچھ اکیلے بنالیا۔۔۔۔

عضد نے آج پہلی بار اسکے ہاتھ کا کھانا کھایا۔۔۔

بہت لذیذ کھانا تھا۔۔۔

اسود کے منہ سے تو تعریف کے جملے ختم ھونے کا نام نہیں لے رھے تھے۔۔۔

عضد نے بھی آج کافی دنوں بعد پیٹ بھر کر کھانا کھایا تھا۔۔۔۔

URDUNovelians

بابو کے دو جوے کے اڈوں پر چھاپا پڑا پولیس نا صرف اسکے بندے اٹھا کر لے گ ئی بلکہ اسکے دو اڈے مستقل بند کر دی ئے۔۔۔ لاکھوں کا اسے نقصان ھوا۔۔۔۔

اس نے ساری کسر بندیا پر نکالی۔۔۔

جب سے تو آئی ھے نامنھوس میری زندگی میں۔۔۔ تباھیوں نے مجھے تاڑ لیا ھے۔۔۔۔۔

ہر روز کوئی نا کوئی نئی پنچائت کھڑی ھوتی ھے میرے سامنے۔۔۔۔

وہ اسکی مار کھا کر روتے ھوئے بولی۔۔۔

ہاں تو چھوڑ دو نا مجھے۔۔۔

کیوں باندی بنا کر رکھا ھوا ھے۔۔۔

وہ اپنے جوتے سے اسکا ہاتھ کچل کر بولا۔۔۔۔

اسوقت تک نہیں چھوڑونگا جب تک تیرا باپ بختی میرے حوالے نہیں کرتا۔۔۔۔۔

وہ اسکے جوتے سے اپنا ہاتھ کھینچ کر بولی۔۔۔

تمھیں ہزار بار بتا چکی ھوں ھمیں نہیں پتہ بختی کہاں ھے؟ بھاگ گئی ھے وہ اپنے کسی یار کے ساتھ۔۔۔۔۔

نا۔۔نا۔۔۔نا۔۔۔ بختی بھاگی نہیں تیرے باپ نے چھپائی ھوئی ھے۔۔۔

اپنے لئے۔۔۔

کیا مطلب ھے تمھارا وہ بابو کی بات پر حیرانی سے بولی۔۔۔۔

بختی کا کوئی یار نہیں۔۔۔

ہاں البتہ تیرا باپ اسکا دیوانہ ضرور ھے۔۔۔

بندیا اپنا رونا بھول گ ئی۔۔۔۔

کیا کہنا چاھتے ھو صاف صاف کہو۔۔۔

دل تو نہیں چاہ رہا کہ تجھے بتاؤں۔۔۔اور تیرے باپ سے تیرا دل میلا ھو۔۔۔ لیکن تو اسرار کرتی ھے تو پھر سن۔۔۔۔

بختی کا عاشق ھے تیرا باپ۔۔۔

ناجائز تعلق ھے تیرے باپ کا اسکے ساتھ۔۔۔۔

میں چشم دید گواہ ھوں تیرے باپ کی عاشقی کا۔۔۔۔۔۔

بندیا کو ایسے لگا اسے کسی نے آگ میں ڈال دیا ھو۔۔۔

بکواس کر رھے ھو تم جھوٹ بول رھے ھو میرے پتا ایسے نہیں۔۔۔۔

بابو کانوں ک ہاتھ لگا کر بولا۔۔۔

جھوٹ بولوں تو بھگوان مجھے کبھی معاف نا کرے۔۔۔

تیرا باپ اسلی ئے مجھ سے اتنی نفرت کرتا ھے کہ میں نے بختی کیساتھ اسے رنگے ہاتھوں پکڑا تھا۔۔۔۔

بختی مجھے پسند ھے تیرے باپ کو میں نے سمجھایا تو اس نے بختی کو ہی غائب کر دیا۔۔۔

اب بختی کو واپس حاصل کرنے کیلئے مجھے تیرے ساتھ پیار کا بیاہ کا گیم کھیلنا پڑا۔۔۔۔

اب یہ کھیل تب ختم ھوگا جب تیرا باپ بختی مجھے دیگا۔۔۔

باپ کی یہ حقیقت جان کر بندیا کو خود سے بھی گھن آنے لگی۔۔۔

تیرے باپ کو وہ اتنی عزیز ھے سب کچھ جان کر بھی اس نے تجھے میرے حوالے کر دیا۔۔

لیکن بختی نہیں کی۔۔۔۔

بندیا کا دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اسمیں سما جائے۔۔۔۔

بابو تو چلا گیا۔۔۔

لیکن بندیا جھولیاں بھر بھر کر بختی کو بد دعائیں دینے لگی۔۔۔

کم ذات۔۔کم نسل۔۔۔کسی ذلیل انسان کی ذلالت کا ہی بیج ھے تو۔۔۔

ھماری آنکھوں میں دھول جھونکتی رہی۔۔۔

اور میرے باپ کو بھی ہتھیا لیا۔۔۔

جس تھالی میں کھایا اسی میں چھید کیا۔۔۔

اور میری زندگی بھی تباہ کر دی۔۔۔

ایک بار بس ایک بار میں نکل جاؤں یہاں سے پھر دیکھ میں تجھے پاتال سے بھی نکال کر لے آؤ نگی۔۔۔اور سنگسار کروں گی تجھے۔۔۔۔

تیری وجہ سے میں اس قید میں ھوں۔۔۔ایک ایک ظلم کا ایک ایک آنسو کا حساب لو نگی میں تجھ سے۔۔۔

اور پتا جی آپکو بھی نہیں بخشوں گی میں۔۔۔

اس کمینی بد بخت کیلی ئے آپ نے مجھے۔۔اپنی اولاد کو اس نرگ میں دھکیل دیا۔۔۔

کسی کو نہیں چھوڑو نگی میں۔۔۔

نا بابو تجھے۔۔۔نا بد بخت تجھے۔۔۔نا اپنے باپ کو۔۔۔۔

جازب بہت پریشان تھا کہ وہ کیسے جائے نرگس کے پاس۔۔۔

وہ پھر سے سامنے آگ ئی اور مجھے دیکھ کر اس نے اپنے ساتھ کچھ کر لیا تو۔۔۔۔۔۔۔

اس نے نرگس کو کال ملائی۔۔۔

حال احوال کے بعد وہ بولا۔۔

امی گھر میں اسوقت کوئی ھے؟؟

نہیں بیٹا کیوں؟

او کے مجھے آنا تھا اسلیئے پوچھا۔۔۔

نرگس اسکے آنے کا سن کر خوش ھوگئی۔۔۔

اس نے فوراً گاڑی نکالی اور نرگس کے پاس پہنچا۔۔۔

نمل عارف کے گھر میں ٹیرس پر کھڑی تھی۔۔۔

جازب کو گاڑی سے اترتا دیکھ کر وہ بری طرح چونکی۔۔۔

وہ گاڑی سے نکل کر اندر گیا۔۔۔

نرگس نے اسے گلے سے لگایا۔۔

وہ اندر نہیں گیا۔۔۔

کسی کے فون آنے پر وہیں سے پلٹ گیا۔۔۔

نمل نرگس کیساتھ جازب کو دیکھ کر سوچ میں پڑ گئی کہ اسکا کیا رشتہ تھا نرگس انٹی کیساتھ

۔۔۔۔۔

جازب کے یہاں آنے پر وہ خود بھی بہت پریشان تھی کافی دن ھوگ ئے اس نے نرگس کے گھر چکر نا لگایا اس خوف سے کہ کہیں جازب سے اسکا ٹکراؤ نا ھو جائے۔۔۔۔

وہ جس بات سے کترا رہی تھی وہی ھوا۔۔۔

نرگس نے اسے گھر بلوایا۔۔

نمل کے ک ئی بہانے بنانے پر بھی نرگس نا مانی۔۔۔

اسے جانا پڑا۔۔۔

وہ لاؤ نج میں زیان کے کپڑے بدل رہی تھی۔۔۔جب اسے باہر لان سے مردانہ آواز آئی۔۔۔

اس نے جیسے ہی باہر جھانکا تو باہر جازب تھا۔۔۔

اسکا دل زور زور سے دھڑکا۔۔۔۔

تم نے وعدہ کیا تھا مجھ سے میرے پاس آنے کا۔۔۔

دونوں کی آواز اسے صاف سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔۔۔

ناراض تو ناھوں یار آؤ نگا ضرور۔۔۔

تم جھوٹے ھو بہت۔۔۔اب تو عضد بھی نہیں یہاں۔۔ لیکن تمھیں میری فکر کہاں؟؟؟

کیسی باتیں کرتی ھیں یار۔۔۔فکر ھے اپنی جان سے بھی زیادہ۔۔۔

نمل نے باہر ہلکے سے جھانکا۔۔۔

جازب نے نرگس کو گلے سے لگایا ھوا تھا۔۔۔۔

ایک اور جھوٹ۔۔۔۔اب میں نا تم سے اسطرح ملنا ھے نا کوئی بات کرنی ھے۔۔۔۔ بس بہت ھو گیا۔۔

اب تمھیں آنا ھو گا اب میں اور نہیں سہہ سکتی۔۔۔۔

اب عضد کا بہانا بھی نہیں تمھارے پاس۔۔۔

سنا ھے میں نے عضد کی شادی ھو گ ئی ھے۔۔۔۔

نرگس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

اور مجھے بلانا تو دور کی بات آپ نے بتایا بھی نہیں۔۔۔

کیسے بتاتی بہت مشکل حالات میں اسکی شادی ھوئی تھی۔۔۔اور اگر تمھیں بلا لیتی تو اک نیا تماشا کھڑا کر دیتا وہ تمھیں یہاں دیکھ کر۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کے جازب کچھ اور پوچھتا اندر سے جھانکتی نمل پر اسکی نظر پڑی۔۔۔۔

تو وہ فورا بولا۔۔۔

مجھے اب اجازت دیں پھر آؤ نگا۔۔۔۔

نرگس نے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔۔

اب آئے تو جانے نہیں دونگی۔۔۔۔

عضد کی شادی کا سن کر جازب کو لگا اسکا دل بند ھو جائے گا۔۔۔

وہ صرف سر ہلا کر پلٹ گیا۔۔۔

اور دل ہی دل میں خود سے وعدہ کیا کہ واپس نہیں لوٹے گا اب کبھی بھی۔۔۔۔۔

نمل یہ منظر دیکھ کر اور بھی پریشان تھی کہ یہ کون تھا۔کیا رشتہ تھا نرگس کا اسکے ساتھ۔۔۔

اور نرگس انٹی کا بیٹا کیوں جازب کو یہاں دیکھ کر تماشا بناتا۔۔۔اور جازب کیوں عضد کی غیر موجودگی میں یہاں آتا ھے۔۔۔۔

ایسے ہزاروں سوال اسکے دماغ میں چل رھے تھے۔۔۔

انٹی نے تو اسے بتایا تھا کہ انکے شوہر نے انکو چھوڑ دیا تھا۔۔۔

پھر یہ جازب کون تھا؟ جس سے نرگس اسطرح بیٹے سے چھپ چھپ کر ملتی ھے۔۔۔۔

بہت عجیب عجیب خیالات اسکے دل و دماغ میں جازب اور نرگس کو دیکھ کر پنپنے لگے۔۔۔

لیکن وہ کچھ بھی جازب کے متعلق پوچھنے سے قاصر تھی۔۔۔

کیونکہ جازب کیساتھ اسکا اپنا بہت بھیانک ماضی اٹیچ تھا۔۔۔۔

عضد کو لندن میں کسی کام سے دوسرے شہر جانا پڑا وہاں اسے دو دن رکنا تھا۔۔۔

وہ رتابہ کو ساتھ لے گیا۔۔۔۔

واپسی پر وہ ٹرین پر چڑھا رتابہ کیساتھ تو اپنا سوٹ کیس باہر بھول گیا۔۔۔

جلدی سے وہ اترا لیکن اسکے واپس آنے تک ٹرین چل پڑی۔۔۔۔

وہ باہر ہی رہ گیا۔۔۔

رتابہ کیلئے وہ لوگ وہ شہر وہ ملک بلکل نیا تھا اسے تو اپنا ایڈریس بھی نہیں معلوم تھا۔۔

وہ رو پڑی۔۔۔

آس پاس لوگوں نے پوچھا۔۔۔

تو وہ اپنا ایڈریس تک نا بتا سکی۔۔۔۔

کسی نے اسے اگلے اسٹیشن پر اترنے کا مشورہ دیا کہ وہاں اتر کر انتظار کر لے۔۔۔

یا پولیس سے رابطہ کرے۔۔۔۔

دوسرے اسٹیشن پر جیسے ہی ٹرین رکی۔۔۔

وہ اتر گ ئی۔۔۔

وہاں پچھلے اسٹیشن کیطرح زیادہ رش نا تھا۔۔۔۔

رتابہ بو کھلائی بو کھلائی ادھر ادھر عضد کو ڈھونڈنے لگی۔۔۔

کس سے پوچھتی اور کیسے پوچھتی۔۔۔۔

ایک طرف کھڑی ھو کر وہ رونے لگ گ ئی۔۔۔۔

یاخدایا اب کیا کروں؟؟ میری مدد کر میرے رب۔۔۔۔

کافی دیر ھو چکی تھی اسے آتے جاتے لوگ دیکھ کر رھے تھے۔۔۔

کہہ کر چپ ھو جاتی۔۔۔ nothing کوئی پوچھتا تو وہ

وہاں کھڑے دو چھچھورے سے لڑکے کب سے اسے دیکھ رھے تھے۔۔۔اسے مسلسل اکیلا دیکھ کر وہ رتابہ کے پیچھے پڑ گ ئے۔۔۔

رتابہ انکو اپنی طرف آتا دیکھ کر جلدی سے سیڑھیاں چڑھنے لگی۔۔۔

وہ آھستہ آھستہ اسکے پیچھے آنے لگے۔۔۔

وہ بہت بری طرح سے ڈر گ ئی۔۔۔

رات کا وقت تھا لوگ بھی وہاں گنے چنے تھے۔۔۔۔

اسکی ٹانگیں کپکپانے لگیں۔۔۔

عضد کہاں ھیں آپ۔۔۔

آجائیں جلدی پلیز۔۔

یااللہ میری مدد فرماوہ آیت کریمہ پڑھنے لگی۔۔۔۔

وہ لڑکے مسلسل اسکے پیچھے تھے۔۔

اب وہ دو سے تین ھوگئے۔۔۔

رتابہ جہاں سے چڑھی تھی وہیں دوبارہ بھاگی۔۔۔وہ لڑکے بھی اسے گھیرنے کیلئے اسکے پیچھے ھولئے۔۔۔۔

بلو کلر کی فراق پر اس نے شال لپیٹی ھوئی تھی۔۔۔

اپنی فراق اٹھائے وہ بھاگتی ھوئی سیڑھیوں کے پاس آئی۔۔۔۔

تو نیچے عضد کو دیکھ کر چلائی عضد۔۔۔۔۔۔

عضد کی پیٹھ تھی اسکی طرف۔۔۔

پھر بھی اس نے پہچان لیا۔۔۔

عضد پیچھے پلٹا تو وہ وہ فراق اٹھائے بھاگتی ھوئی سیڑھیاں اتر رہی تھی۔۔۔

عضد سیڑھیوں کے قریب گیا۔۔۔تو وہ بھاگ کر دیوانہ وار اسکے گلے سے جا لگی۔۔۔۔

عضد کی نظر اسکے پیچھے آتے لڑکوں پر پڑی تو اس نے پوری قوت سے رتابہ کو اپنی بانہوں کے گھیرے میں لیا۔۔۔

وہ جتنی تیزی سے رتابہ کیطرف لپکے تھے عضد کی بانہوں میں اسے دیکھ کر وہ وہیں رک گ ئے۔۔۔۔

رتابہ دھڑکتے دل اور پھولتی سانسوں کیساتھ کافی دیر عضد سے لپٹی رہی۔۔۔

عضد اسکی قربت کی خوشبو سے پگھلنے لگا۔۔۔

بڑی مشکل سے اس نے رتابہ کو خود سے دور کیا۔۔۔

کہاں چلے گ ئے تھے آپ مجھے چھوڑ کر۔۔۔

وہ اسکی خوفزدہ آنکھوں میں جھانک کر بولا۔۔۔

کاش۔۔۔۔ چھوڑ سکتا میں تمھیں۔۔۔۔

پلیز عضد جو بھی سزا دینی ھے دے دیں زندہ زمین میں گاڑ دیں لیکن۔۔۔ مجھے اسطرح سر راہ چھوڑنے کی سزا نا دیں پلیز۔۔۔

وہ عضد کے آگے ہاتھ جوڑ کر روئی۔۔۔

عضد نے اسکا ہاتھ تھاما۔۔

رونا بند کرو سب دیکھ رہے ھیں۔۔۔

وہ اسے اپنے ساتھ لے کر اگلی ٹرین کے انتظار میں بیٹھا۔۔۔۔

رتابہ اسکا پورا بازو زور سے پکڑ کر اسکے ساتھ بیٹھی۔۔

عضد کو ھنسی آگ ئی اسکی اس بچکانا حرکت پر۔۔۔

تمھارے ساتھ ہی ھوں۔۔۔

بھاگ نہیں سکتا میں اپنی بد قسمتی سے۔۔۔

بابو کے آخری جوے کا دھندا بھی چوپٹ ھو گیا۔۔۔آھستہ آھستہ وہ قرضدار ھوتا گیا۔۔۔

بندیا نے ایک بیٹی کو جنم دیا۔۔۔

بابو بیٹی کے جنم پر ہتھے سے اکھڑ گیا۔۔۔

یہ کیا پیدا کیا ھے تو نے میرے لی ئے۔۔۔۔

مجھے بیٹا چاھی ئے تھا بیٹی نہیں۔۔یہ بھی تیری طرح منحوس ھے پیدا ھوتے ہی باپ کو قرض کی دلدل میں پھنسا دیا۔۔۔

وہ قرض کی وجہ سے گھر چھپ کر بیٹھا ھوا تھا۔۔۔فاقوں کی نوبت آچکی تھی ان پر۔۔۔۔

صبح شام بندیا اسکی گالیاں سنتی۔۔۔

دل چاھتا ھے مار ڈالوں تم دونوں کو جس دن سے آئی ھو میری زندگی میں میرا تخت الٹ کر رکھ دیا۔۔۔

ابھی وہ اسی کو کوس رہا تھا کہ باہر دروازہ زور زور سے کسی نے پیٹا۔۔۔

شششششش کچھ مت بولنا چپ۔۔۔

اس نے بندیا کو چپ رھنے کو کہا۔۔۔۔

بابو ھم جانتے ھیں تو اندر ہی ھے باہر نکل ورنہ ھم دروازہ توڑ کر اندر آجائیں گے۔۔۔

رامو کی آواز پر بابو نے گھبرا کر جلدی سے گیٹ کھولا۔۔۔

وہ اسے دھکا دے کر اندر آئے۔۔۔

کیا چوھے کیطرح بل میں چھپا بیٹھا ھے۔۔۔

میرے دس لاکھ روپے لے کر اڑن چھو ھو گیا۔۔۔

چل میری رقم واپس کرا بھی کے ابھی۔۔۔ورنہ۔۔۔

وہ بابو کی کن پٹی پر گن رکھ کر بولا۔۔۔۔

تو کمرے سے بچی کے رونے کی آواز آئی۔۔۔۔

یہ بچی کی آواز کہاں سے آرہی ھے کون ھے اندر۔۔۔۔

راموا پنے دو بندوں کے ساتھ اندر گیا۔۔۔

بندیا اپنی بچی کو دودھ پلا رہی تھی۔۔۔

راموکو اندر آتا دیکھ کر اپنے آپ کو ڈھانپا۔۔۔

واہ بابو واہ۔۔۔

کیا مال چھپا کر رکھا ھوا ھے تو نے یار۔۔۔۔

وہ سر جھکا کر بولا۔۔

راموسرکار پتنی ھے میری۔۔۔۔

راموگن سے اپن داڑھی کھجا کر بولا۔۔۔

اوہ اچھا تیری پتنی ھے یہ۔۔۔۔

ویسے ہے بڑی خوبصورت۔۔۔۔

وہ کم سِن براؤن آنکھوں والی بے حد گوری بندیا پر نظر ٹکائے بولا۔۔۔

تیرا قرض معاف کر سکتا ھوں میں اک شرط پر۔۔۔۔

بابو کی خوشی سے باچھیں کھلیں۔۔۔۔

جی سرکار شرط نہیں آپ حکم کریں بندے کی جان بھی حاضر ھے۔۔۔۔

تیری جان لے کر میں نے کیا کرنا ھے۔۔۔۔۔

تیری لگائی چاھی ئے۔۔۔

ایک رات کا ایک لاکھ ۔۔۔۔

راموکی بات سن کر بندیا چکرا کر رہ گ ئی۔۔۔

اور بابو تو اسکے حکم کا غلام تھا۔۔۔

سرکار میں بھی آپکا یہ بھی آپکی۔۔۔

راموا اپنے بندوں سے بولا۔۔۔

اٹھا کر لے آؤ اسے۔۔۔

اور سن اپنی بچی کو اپنے پاس رکھ ۔۔۔ صبح کا سورج ڈھلنے سے پہلے تیری پتنی تیرے پاس ھو گی۔۔۔۔

بندیا نے بچی سینے سے لگالی۔۔۔

جو بابو نے کھینچ کر اس سے الگ کی۔۔۔

رامو کے بندے اسے چیختا چلاتا اٹھا کر لے گ ئے۔۔۔

بچی کا مسلسل رونا بابو سے برداشت نا ھو رہا تھا۔۔۔

اس نے پہلے تو خوب ڈٹ کر خود شراب پی۔۔۔

پھر شراب کے نشے سے دھت روتی ھوئی بچی کو فیڈر میں شراب ڈال کر زبردستی پلا دی۔۔

کچھ دیر بعد بچی کے رونے کی آواز بلکل بند ھو گ ئی۔۔۔۔

شکر ھے بھگوان تو نے اس مصیبت کو سلا دیا ورنہ تو یہ میرا بھیجا کھا جاتی۔۔۔

وہ خود بھی ھوش سے بیگانا ھو گیا۔۔۔۔۔

بندیا کو رامو کے آدمی صبح ھوتے ہی بابو کے پاس چھوڑ گ ئے۔۔۔۔

وہ زندہ لاش کیطرح مرتے ھوئے قدموں کیساتھ اندر آئی۔۔۔

تو چارپائی پر اپنی بچی کو دیکھا جو بلکل نیلی پڑ چکی تھی اور منہ سے جھاگ نکل رہی تھی اسکے

۔۔۔۔

اس نے مردہ بچی گود میں لے کر جھنجھوڑی۔۔۔

بابو بھی اٹھ گیا اسکی آواز پر۔۔۔

مار ڈالا میری بچی کو تو نے۔۔۔

وہ بابو پر زخمی شیرنی کی طرح جھپٹی اور اسے مارنے لگی۔۔۔

بابو کا منہ اسکے لمبے لمبے ناخنوں سے زخمی ھو گیا۔۔۔

اس نے بڑی مشکل سے بندیا کو قابو میں کر کے چارپائی کیساتھ باندھ دیا۔۔۔۔

وہ چارپائی سے سر ٹکرا ٹکرا کر روئی۔۔۔ایک اپنی عزت نیلام ھونے پر دوسرا اپنی کوکھ اجڑنے پر۔۔۔۔

رامو کے آدمی روز آتے اور اسے لے جاتے۔۔۔

رامو نے اپنے بستر کی زینت اسے صرف تین ہی رات بنایا۔۔۔

اگلی سات راتوں میں وہ بندیا کی آبرو کا سودا کسی اور کیساتھ کرتا۔۔۔۔۔

ایک پل تو چاہا بندیا کا کہ وہ خودکشی کر لے۔۔۔

لیکن پھر بخشی اور بابو سے انتقام لینے کی آگ اسکے اندر اتنی بھڑک اٹھی کہ اس آگ میں روز اپنا آپ جلاتے جلاتے وہ جمنا بائی کے کوٹھے تک جا پہنچی۔۔۔۔۔

اور اسکے ساتھ جسم فروشی کے دھندے میں شامل ھو گئی۔۔۔

اب پیسہ اسکے قدموں کی دھول بن چکا تھا۔۔۔

جمنا بائی کے کوٹھے پر بختی اور بندیا جیسی کئی لڑکیاں تھیں۔۔۔

جو اپنے پیٹ کو بھرنے کے لئے دوسروں کی ھوس کی بھوک کو اپنا جسم پیش کر کے بھرتی تھیں۔۔۔۔

جمنا بائی کے کوٹھے سے اس نے اپنے گھر کے پتے پر ماں کو پیغام بھیجا۔۔۔

جسمیں بختی اور گوپال کیساتھ ساتھ اپنی بھی ساری حقیقت سے آگاہ کیا۔۔۔۔

اور یہ بھی کہا میں ان سب سے انتقام لے کر واپس آؤ نگی جنکی وجہ سے وہ کوٹھے کی زینت بنی۔۔۔۔ جسمیں اسکا باپ بھی شامل تھا۔۔۔

بندیا کا یہ پیغام سن کر دیوی نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔۔۔

اور جو حال اس نے گوپال کا کیا وہ ناقابل بیان تھا۔۔۔

گوپال اسکے پاؤں پڑ پڑ کر کہتا رہا کہ یہ سب بابو کی چال ھے بختی میری بیٹی تھی۔۔۔۔

لیکن دیوی نے ایک نا سنی اور گوپال سے ایک ہی گھر میں رہ کر خود کو علیحدہ کر لیا۔۔۔۔

دیوی کیساتھ ساتھ پائل بھی باپ سے شدید نفرت کرنے لگی۔۔۔۔

گوپال کا رونا کسی نے نا سنا۔۔۔۔

دیوی کراچی والے گھر میں واپس آگ ئی۔۔۔۔۔

گوپال نے بہت کوشش کی پھر سے بندیا اور بابو کو ڈھونڈنے کی۔۔۔۔

پر دنوں ایسے لگتا تھا روح پوش ھو چکے ھیں۔۔۔۔

گوپال ہر وقت روتا رہتا۔۔۔

لگ گ ئی بد دعا ھمیں اس بختی کی۔۔۔دیوی کے ہر ظلم کا حساب اسکی بیٹی بندیا کو چکانا پڑا۔۔۔

پر دیوی یہ بات ماننے کو تیار ہی نا تھی۔۔۔کہ اسکے آگے اسکا کیا مکافات کی صورت آیا ھے۔۔۔

وہ بھی دن رات بختی کو بد دعائیں دیتی۔۔۔

گوپال بندیا کا سن کر بلکل ٹوٹ گیا تھا۔۔۔

اور بستر سے جالگا۔۔۔

لیکن اسکا پرسان حال کوئی نا تھا۔۔اپنا آپ اسے خود سنبھالنا پڑا۔۔۔۔۔۔

جازب واپس بلوچستان آ چکا تھا۔۔۔

شاہ جی اسے اتنا ڈسٹرب دیکھ کر خود بھی پریشان ھو گیا۔۔۔

نرگس بار بار اسے فون کر کے بلاتی وہ بہانوں سے ٹالتا رہتا۔۔۔

شاہ جی نرگس سے بات کر کے اسکے پاس آیا۔۔۔

جازب یہ کیا طریقہ ھے۔۔۔

تم ماں جی کو کیوں ترسا رھے ھو۔۔۔

ان سب حالات میں انکا کیا دوش۔۔۔ تم نے اپنی سزا میں انکو بھی شامل کر رکھا ھے۔۔۔۔

یار میں نہیں کر سکتا سامنا۔۔۔

اسکا کیسے کروں۔۔۔ کیسے دیکھوں اسے اپنی بھابھی کے روپ میں۔۔۔

اگر زرا سی بھی بھنک عضد کو لگ گئی کہ وہ اسکے نکاح میں آنے سے پہلے میرے ساتھ تھی تو عضد اسے طلاق دے دیگا۔۔۔

ایک بار اسے اجاڑ چکا ھوں بار بار نہیں اجاڑ سکتا۔۔۔

یار ان سب باتوں میں تیرا کوئی قصور نہیں۔۔۔ لیکن یہ بات بھی ٹھیک نہیں کہ تو ایک ہی لڑکی پر اپنے مستقبل کو وار دے۔۔۔

کہیں اور بھی دیکھ ہزاروں لڑکیاں ھیں۔۔۔

یار جو بات اس میں ھے وہ ہزاروں میں کہاں؟؟

اچھا چل ایک بار ماں جی سے مل لے۔۔۔

نہیں یار اب کی بار گیا تو وہ مجھے واپس نہیں آنے دیں گی۔۔۔۔

اور وہاں رہ کر میں اسکے لی ئے یا اپنے لی ئے عذابِ جاں نہیں بننا چاہتا۔۔۔۔۔۔

نمل کھنچی کھنچی سی رہنے لگی تھی نرگس اور زیان دونوں سے۔۔۔۔

لیکن زیان نمل کیلی ئے روتا تھا۔۔۔

نرگس کچھ سمجھ نا پائی کہ وہ کیوں ایسا کر رہی ھے۔۔۔

نرگس کے پوچھنے پر وہ بات کو ٹال جاتی۔۔۔۔

نمل مارکیٹ سے واپس آئی۔۔۔

تو دیکھا شاہ جی کی گاڑی نرگس کے گھر کے باہر کھڑی تھی۔۔۔

وہ جلدی سے اندر گ ئی اور ٹیرس کیطرف بھاگی۔۔۔۔

وہ تینوں لان میں بیٹھے ھوئے تھے۔۔۔۔

جازب نے زیان کو پہلی بار دیکھا۔۔۔

امی یہ عضد کا بیٹا ھے۔۔۔۔

نرگس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

جازب اسے گود میں لے کر چومنے لگا۔۔۔۔

نرگس شاہ جی کا شکریہ ادا کرنے لگی۔۔۔۔کہ وہ جازب کو زبردستی یہاں لایا تھا۔۔۔۔

باتوں باتوں میں شاہ جی بولا۔۔۔

ماں جی بھابھی کہاں ھیں ان سے تو ملوادیں۔۔۔۔

وہ یہاں نہیں بیٹا۔۔۔

کیوں کہیں گئی ھیں۔۔۔۔

ہاں عضد کیساتھ ہی ھے لندن میں۔۔۔۔

جازب ایک دم سیدھا ھو کر بیٹھا۔۔۔

دونوں ایک ساتھ گئے تھے۔۔۔۔

نرگس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

جازب اور شاہ جی ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔۔۔۔

امی ابھی لاسٹ ٹائم گھر میں آیا تھا تو زیان کسی کی گود میں تھا۔۔۔

وہ لڑکی کون تھی؟؟ عضد کی بیوی نہیں تھی کیا وہ؟؟

ارے نہیں بیٹا۔۔۔ وہ کہاں سے آگ ئی عضد کی بیوی۔۔۔ وہ تو نمل تھی سامنے والے گھر میں رہتی ھے۔۔۔۔

نرگس کی بات سن کر جازب کے چہرے کے بدلتے تاثرات نرگس سے نا چھپ سکے۔۔۔۔۔

تمھیں کیا ھوا؟؟

اتنی معنی خیز مسکراہٹ چہرے پر پھیل گ ئی تمھارے خیر تو ھے۔۔۔

جازب کو ایسے لگا جیسے مرنے والے کو زندگی مل گ ئی ھو۔۔۔

اسکے چہرے پر خوشی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔۔۔۔

نرگس شاہ جی کو بھی خوش دیکھ کر تھوڑی پریشان ھو گ ئی۔۔۔۔۔۔

جازب اس سے وعدہ کر کے گیا کہ اب ھمیشہ کے لی ئے لوٹ آئی یگا کچھ دن بعد۔۔۔

اور وہ اپنے وعدے کے مطابق شاہ جی کے کچھ معاملات نمٹا کر لوٹ آیا۔۔۔

اب اسکی واپسی کا کوئی جواز ہی نہیں تھا کہ وہ نرگس سے الگ رہتا۔۔

اسے اپنی منزل مل چکی تھی۔۔۔۔

نرگس زیان کی خریداری کیلی ئے مارکیٹ گ ئی ھوئی تھی۔۔۔

اسکے ساتھ عارف کی بیٹی مومل بھی تھی۔۔۔۔ نمل نے جانے سے انکار کر دیا تھا کہ اسکی طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔۔

نرگس آٹو روکنے کیلی ئے روڈ کراس کرنے لگی۔۔۔تو وہاں سے اسپیڈ میں گزرتی کار نے نرگس کو اٹھا کر روڈ کے بیچ و بیچ پھینکا۔۔۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کا ہجوم وہاں جمع ھو گیا۔۔۔

مومل یہ دیکھ کر گھبرا گ ئی۔۔۔۔

نرگس کا فون مسلسل بج رہا تھا۔۔۔

مومل نے انکے بیگ سے روتے ھوئے فون اٹھایا۔۔۔

دوسری طرف جازب تھا۔۔۔

میں کب سے فون کر رہا ھوں اٹھا کیوں نہیں رہیں۔۔۔۔

مومل روتے روتے بولی۔۔۔

نرگس انٹی کا ایکسیڈینٹ ھو گیا ھے۔۔۔۔

خبر تھی یا دھماکہ۔۔۔۔

کہاں ھیں وہ؟؟

کہاں ھوا ایکسیڈینٹ جگہ بتاؤ مجھے۔۔۔۔۔ جازب پاگل ھو رہا تھا۔۔۔

مومل کیساتھ زیان بھی رو رہا تھا۔۔۔

مومل نے روڈ اور شاپنگ مال کا نام بتایا۔۔۔

لیکن جازب کے وہاں پہنچنے تک ایمبولینس میں نرگس کو ھوسپٹل لے جا چکے تھے۔۔۔۔

مومل اور زیان کو مسز عارف گھر لے گ ئی یں۔۔۔

نمل نرگس کیساتھ ھوسپٹل میں تھی۔۔۔۔

جازب وہاں کسی سے پوچھ کر ھوسپٹل پہنچا۔۔۔۔

تھرڈ فلور پر تھی نرگس۔۔۔

وہ بھاگتا ھوا اوپر آیا۔۔ تو سامنے کھڑی نمل سے جا ٹکرایا۔۔۔۔۔

نمل سنبھل نا سکی اور گر گ ئی۔۔۔

جازب اپنے قدموں پر کھڑا رہا۔۔۔

اس نے جلدی سے نمل کو سوری کہا۔۔۔

ماں کی خبر سن کر اسے اتنا بھی دکھائی نا دیا کہ ٹکرانے والی اس سے نمل تھی۔۔۔

نرگس کو سر کی چوٹ لگی تھی۔۔۔وہ بیہوش تھی۔۔۔۔

نرگس کا اندر CT Scan چل رہا تھا۔۔۔۔

یہاں کیوں آئے ھو تم۔۔۔

نمل کی آواز پر وہ پلٹا۔۔۔۔

تمھارے پیچھے نہیں آیا یہاں؟

نرگس انٹی کیلئے آئے ھو؟؟ تو چلے جاؤ یہاں سے تمھاری ضرورت نہیں یہاں۔۔۔۔۔

وہ پہلے ہی بہت پریشان تھا۔۔۔

کیا مطلب ھے تمھارا؟ میں انکو اکیلا چھوڑ کر چلا جاؤں۔۔۔۔ صرف اس لیئے کہ تم یہاں موجود ھو۔۔۔۔

جی ہاں کیونکہ تمھارا وجود مجھ سے برداشت نہیں ھوتا۔۔۔۔

تو نا کرو برداشت چلی جاؤ یہاں سے۔۔۔

وہ طنز بھرے لہجے میں بولی۔۔۔

واہ کیا خوب کہا۔۔۔ایک عورت کو تمھارے آسرے چھوڑ جاؤں۔۔۔

کیا رشتہ ھے تمھارا ان سے؟؟

جازب اسکی نظروں میں شکوک دیکھ کر سمجھ گیا تھا۔۔۔

مجھے چھوڑو اپنا بتاؤ تمھارا کیا رشتہ ھے ان سے۔۔۔۔

وہ پھر سے گھبرا کر جھوٹ بولی۔۔۔

ممم میں۔۔۔ بہو ھوں انکی۔۔۔

اچھاااا وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر بولا۔۔۔ کون سے بیٹے کی۔۔۔۔

نمل کو نام ہی نہیں معلوم تھا۔۔۔

کیسے بتاتی۔۔۔

لیکن جازب کے سامنے ڈٹ کر بولی۔۔۔ تمھیں اس سے کیا؟؟

چلے جاؤ یہاں سے تو اچھا ھو گا ورنہ۔۔۔

ورنہ کیا؟ وہ اسکے قریب ھوا۔۔۔۔

کر دونگی۔۔۔۔ complain وہ پیچھے ہٹی۔۔۔۔ میں یہاں سیکیورٹی سے تمھاری

جاؤ شوق سے کرو۔۔۔

نمل اسکی ڈھٹائی پر اسے گھورنے لگی۔۔۔

جاؤ نا۔۔۔۔۔ complain مجھے کیوں آنکھیں دکھا رہی ھو جاؤ کرو میری

کرنے لگی۔۔۔ warn وہ انگلی اٹھا کر اسے

تمھاری بدمعاشی یہاں نہیں چلے گی۔۔۔۔

ڈاکٹر باہر آئے تو وہ دونوں اسکی طرف بڑھے اور ایک ساتھ بولے۔۔۔

اب کیسی ھیں وہ؟؟

خطرے کی بات نہیں۔۔

سکین کلیئر رھے انکا۔۔۔انٹرنلی بلیڈنگ نہیں ھوئی۔۔۔۔

نمل فورا بولی۔۔۔ سر میں مل سکتی ھوں ان سے؟؟

جی نہیں ابھی تو وہ بیہوش ھیں۔۔انکے ٹانکے لگ رھے ھیں۔۔۔

جب وارڈ میں شفٹ ھوئیں تو ان سے مل لینا آپ۔۔۔فی الحال یہ انجیکشن لا دیں۔۔۔

ڈاکٹر کے ہاتھ سے پرچی لیتے کیلئے دونوں نے ہاتھ آگے بڑھائے۔۔۔۔

نمل فورا بولی۔۔۔ سر مجھے دیں میں لے آتی ھوں۔۔۔

جازب بھی بولا۔۔۔ سر میں لاتا ھوں آپ مجھے دیں۔۔۔

ڈاکٹر دونوں کو دیکھنے لگا۔۔۔

اور نمل سے پوچھا۔۔آپ انکی بیٹی ھیں۔۔۔۔ نمل نے ہاں میں سر ہلایا جی بہوھوں میں انکی۔۔۔

وہ پھر جازب کیطرف پلٹا اور آپ؟؟

وہ نمل کے سفید جھوٹ پر اسے گھور کر بولا۔۔۔

ماں ھے وہ میری۔۔۔

جازب کے منہ سے نرگس کیلئے ماں کا لفظ سن کر نمل کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔۔۔۔

ڈاکٹر پرچی جازب کے ہاتھ میں تھما کر چلا گیا۔۔۔

جازب حیرانی سے منہ کھولے نمل کو دیکھ کر بولا۔۔۔۔

بونٹ بند کر لو۔۔۔۔

اسے کچھ سمجھ نا آیا۔۔۔

جازب میڈیسن لینے چلا گیا۔۔۔

اور نمل خود کو دل ہی دل میں لعنت ملامت کرتی رہی کہ جازب اور نرگس کو لے کر وہ کیا کیا سوچتی رہی۔۔۔

نمل کا دل چاہا وہ اپنا منہ نوچ لے۔۔۔۔

شرمندگی کے باعث وہ وہاں رکی نہیں۔۔۔

عارف انکل کے ڈرائیور کو فون کر کے وہاں سے نو دو گیارہ ھو گئی۔۔۔۔۔۔

عضد کے آفس میں پارٹی تھی۔۔۔

وہ رتابہ کو صرف اتنا بتا گیا تھا کہ وہ آج لیٹ آئے گا۔۔۔

پارٹی میں شرارت سے کسی نے عضد کو شراب پلا دی۔۔۔

عضد کی حالت کافی خراب ھو گئی شراب سے۔۔۔۔

عضد کے آفس کے دو کولیگ اسے گھر ڈراپ کرنے آئے۔۔۔

رات کے دو بج رھے تھے۔۔۔

رتابہ تنہائی اور رات کے خوف سے گھٹنوں پر سر رکھے جاگی ھوئی تھی۔۔۔۔

بیل بجنے وہ ڈر سے اچھل پڑی۔۔۔

جلدی سے جا کر دروازہ کھولا۔۔۔ تو باہر عضد کو کندھوں کا سہارا دیئے دو آدمی اور تھے۔۔۔

ایک تو وہ پہلے ہی ڈری ھوئی تھی۔۔۔ اوپر سے عضد کو اسطرح دیکھ کر مذید ڈر گئی۔۔۔

کیا ھوا ھے انکو۔۔۔

میم کسی نے انکو شراب پلا دی تھی۔۔۔۔

ھم بڑی مشکل سے گھر لائی یں ھیں انکو۔۔۔

وہ وہیں دروازے پر ہی کھڑے تھے۔۔۔

بیڈ روم کہاں ھے آپ بتا دیں ھم انھیں لٹا دیتے ھیں۔۔۔

ننن نہیں آپ یہیں صوفے پر لٹا دیں انکو اور جائی یں۔۔۔۔

وہ صوفے پر عضد کو ڈال کر رکے نہیں چلے گ ئے۔۔۔۔

رتابہ نے جلدی سے گیٹ لاک کیا اور عضد کے پاس آئی۔۔۔۔

عضد بلکل ھوش میں نہیں تھا۔۔۔

عجیب طرح سے وہ مسلسل بڑبڑا رہا تھا۔۔۔

رتابہ اسکے شوز اتارنے لگی۔۔۔تو اس نے رتابہ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا۔۔۔۔

کیا کر رہی ھو۔۔۔ادھر میرے پاس آؤ۔۔۔

اس نے رتابہ کو کھینچا اپنی طرف۔۔۔۔

عضد ھوش میں نہیں تھا۔۔۔

پلیز ہاتھ چھوڑیں میرا وہ گھبرائی۔۔۔

پر اسکے چھڑانے پر عضد کی گرفت اس پر مظبوط ھوتی گ ئی۔۔۔

عضد اسطرح مت چھوئی یں مجھے۔۔آپ اپنے ھوش میں نہیں چھوڑیں مجھے۔۔۔۔

پر عضد اسے چھوڑنے کو تیار نا تھا۔۔۔

بہت مشکل سے رتابہ نے خود کو چھڑایا عضد سے۔۔۔

اور بھاگ کر بیڈ روم میں خود کو لاک کر لیا۔۔۔

وہ دوسری بار اپنی عزت پامال ھوتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔

عضد اسکا شوہر تھا لیکن عضد کے نشے کی نذر وہ خود کو نہیں کر سکتی تھی۔۔۔اسکی دانست میں بیوی سے زبردستی کرنا بھی ریپ ہی تھا۔۔۔۔

عضد کچھ دیر بعد الٹیاں کرنے لگا۔۔۔

رتابہ نے ڈرتے ڈرتے دروازہ کھولا۔۔۔

پھر آہستہ سے اسکی جیب سے فون نکال کر اسود کا نمبر ڈائل کر کے اسے بلوایا۔۔۔

اسود آدھے گھنٹے میں پہنچ گیا۔۔۔

عضد کی حالت کافی خراب تھی۔۔۔

اسود سر جیکل سر جن تھا۔۔۔

وہ انجیکشن اپنے ساتھ لایا اور عضد کو لگائے۔۔۔

پھر اسے بیڈ پر لٹایا۔۔۔

بھابھی آپ پریشان نا ھوں۔۔۔

صبح اٹھ کر یہ بلکل ٹھیک ھو گا۔۔۔

رتابہ منہ چھپائے رو رہی تھی۔۔۔

اگر کوئی پریشانی ھوئی تو آپ مجھے پھر کال کر لینا میں آ جاؤ نگا۔۔۔

اول تو اسکی ضرورت نہیں پیش آئے گی کیونکہ اب یہ سکون سے سویا رھے گا۔۔۔ پھر بھی آپ کو پریشانی ھوئی تو میں حاضر ھوں۔۔۔

اسود چلا گیا۔۔

رتابہ اپنے کمرے میں جا کر لیٹی۔۔۔۔

آج سے دو سال پہلے کا حادثہ اور ابھی عضد کی زبردستی پر وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی۔۔۔ حالانکہ عضد سے وہ خود کو بچا چکی تھی۔۔۔۔۔

عضد صبح اٹھا تو اسکا سر چکرا رہا تھا۔۔۔

اسے کچھ یاد نا تھا کہ رات کو کیا ھوا تھا۔۔۔

نہا کر وہ باہر آیا تو رتابہ چائے بنا رہی تھی۔۔۔

وہ اسکے پیچھے آیا مجھے کافی بنا دو ایک کپ۔۔۔

رتابہ پانچ منٹ میں کافی بنا کر اسکے کمرے میں گ ئی۔۔۔

ٹیبل پر مگ رکھے وہ جانے لگی تو عضد نے اسکے ھونٹوں پر زخم دیکھ کر اسے روکا۔۔۔

رکو۔۔۔

وہ اسکے قریب آیا۔۔۔

یہ تمھارے ھونٹوں پر۔۔۔رتابہ نے جلدی سے دوپٹہ درست کیا۔۔۔

اس نے رتابہ کے ہاتھ پکڑے۔۔۔

ایک۔۔۔ایک منٹ پھر اسکا دوپٹہ اسکے چہرے سے ہٹایا۔۔۔

اسکے گالوں پر دانتوں کے نشان دیکھ کر اسکا خون ابلنے لگا۔۔۔

عضد کی آنکھیں دیکھ کر رتابہ مذید سہم گ ئی۔۔۔۔

کون آیا تھا یہاں؟؟؟

عضد کی گرفت اسکے ہاتھوں پر اتنی ٹائی یٹ تھی کہ رتابہ کو لگا اسکے ہاتھ ٹوٹ جائی یں گے۔۔۔

وہ خوف کے مارے کچھ بول ہی نا سکی۔۔۔۔

کون آیا تھا یہاں؟؟

عضد کی آواز پورے گھر میں گونجی۔۔۔۔

عضد کی آنکھیں غصے اور شک کے لاوے سے ابل رہی تھیں۔۔۔ کون آیا تھا یہاں میری غیر موجودگی میں۔۔۔

رتابہ کی سانسیں اسکے حلق میں جا اٹکیں۔۔۔

عضد کے ایک ہاتھ میں رتابہ کے

ہاتھ اور دوسرے ہاتھ میں اپنی پینٹ کا بیلٹ تھا۔۔۔۔۔۔۔

عضد کے ایک ہاتھ میں رتابہ کے ہاتھ اور دوسرے ہاتھ میں اپنی پینٹ کا بیلٹ تھا۔۔۔۔۔۔۔

غصے میں عضد بلکل پاگل ھو جاتا تھا خود پر کنڑول کرنا نا ممکن تھا اسکے لی ئے۔۔۔

محض اک شک کی بنا پر وہ رتابہ کی بات سنے بغیر وہ اس پر برس پڑا۔۔۔۔۔

پہلے اسکے منہ پر طمانچے مارے پھر اسے بیلٹ سے مار کر اسکی کھال ادھیڑ کر رکھ دی۔۔۔۔

وہ کچھ بولنے کے قابل ہی نا رہی۔۔۔۔نا اپنی صفائی میں نا اپنی تکلیف پر۔۔۔۔

آفس جاتے ہی سب اسکی خیریت پوچھنے لگے۔۔۔۔

تو وہ چڑ کر بولا۔۔۔

کیا ھوا ھے مجھے جو تم سب ایک ایک کر کے میرا حال پوچھ رھے ھو۔۔۔۔

ریاض صاحب جو آفس میں سب سے سینئر تھے۔۔۔وہ بولے۔۔۔

عضد بیٹا کل پارٹی میں کسی نے آپکو drink پلا دی تھی۔۔۔

آپ کی طبیعت کافی خراب ھو گئی تھی۔۔۔

میں اور اکبر آپکو گھر چھوڑنے گئے تھے۔۔۔۔۔

ریاض کی بات سن کر عضد کے ھوش اڑے۔۔۔کیاااا مجھے ڈرنک دی تھی کسی نے؟؟۔۔۔

ریاض بولے۔۔۔جی بیٹا آپکو ھماری بہو بیٹی نے نہیں بتایا۔۔۔

عضد کے ہاتھ سے فائل چھوٹ کر زمین پر گری۔۔۔۔

وہ بہت اپ سیٹ ھو گیا۔۔۔۔۔

اور جلدی سے آفس سے گھر کیطرف نکلا۔۔۔

راستے میں اسود کا فون آیا۔۔۔

کیسا ھے یار تو اب کچھ بہتر ھے طبیعت تیری۔۔۔۔

عضد نے اس سے پوچھا کہ تجھے کیسے پتا میری طبیعت خراب تھی۔۔۔

جواب میں اسود بولا۔۔۔

یار رات کو بھابھی کی کال آئی تھی۔۔۔

کافی طبیعت خراب تھی تیری ڈرنک کیوجہ سے۔۔انجیکشن لگا کر بھابھی کو تسلی دے کر گھر آیا تھا۔۔۔کیونکہ وہ بہت پریشان تھی تیری حالت دیکھ کر۔۔۔۔۔

عضد بولا۔۔۔

ٹھیک ھے پھر بات کرتے ھیں۔۔۔۔

فون کاٹ کر وہ جلدی سے گھر پہنچا۔۔۔۔۔

رتابہ وہیں فرش پر نڈھال پڑی ھوئی تھی۔۔۔

جہاں وہ اسے چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔

اس نے رتابہ کو بیڈ پر لٹایا۔۔۔

تو اسکی حالت عضد سے خود بھی نا دیکھی گ ئی۔۔۔۔

اس نے اسود کو گھر بلایا۔۔۔۔

اسود بھی اسکی حالت دیکھ ک حیرت زدہ ھوا۔۔۔

اور پھر جو عضد پر وہ برسا۔۔۔

شرم نہیں آتی تجھے۔۔۔۔

کیا سمجھ کر مارا تو نے اسے۔۔۔

لاوارث ھے یہ گونگی بہری بنی رہتی ھے تیرے آگے اسلی ئے اسکے ساتھ تو جانوروں جیسا سلوک کرتا ھے۔۔۔۔

حالت دیکھ اسکی۔۔۔

سیدھا جیل جانے کی تیاری کر اب۔۔۔ وہیں تیرا جنون ٹھکانے لگے گا۔۔۔

عضد نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔۔۔

تو نے مارا کیوں اسکو وجہ تو بتا مجھے۔۔۔

اسود اس پر بری طرح سوار تھا۔۔۔

کیا کہتا سر جھکائے چپ رہا۔۔۔

اسود نے ایک نظر پھر ڈالی اس پر۔۔

پھر عضد کا منہ جبڑوں سے پکڑ کر رتابہ کیطرف موڑا۔۔۔

اسکے چہرے پہ اپنے نشے کے نشان خود ہی چھوڑ کر پھر تو نے اس پر شک بھی کیا۔۔۔

اسود بہت غصے میں تھا۔۔۔۔

لعنت ھے تیرے مرد ھونے پر۔۔۔۔

اتنا بھی اعتماد نہیں تجھے اس پر۔۔۔

اول درجے کا جاہل انسان ھے تو۔۔۔۔

عضد شرمندگی سے بولا۔۔۔

بس کر یار غلطی ھوگئی مجھ سے۔۔۔

اس نے کچھ بتایا بھی تو نہیں۔۔۔۔۔

تو نے اسے بتانے دیا ھوتا تب وہ بیچاری بولتی۔۔۔۔۔

بس کر یار اب دیکھ اسکو کیسے ٹریٹ کریں۔۔۔۔

اسود نے رتابہ کو چیک کیا۔۔۔

اور ھوسپٹل جا کر سارا سامان لے کر آیا۔۔۔۔

اسے اب نیند کا انجیکشن دیا ھے وہ بھی اس کنڈیشن میں جب اسکا ھوش میں آنا ضروری تھا۔۔۔

لیکن یہ ان زخموں کی تکلیف نہیں سہہ سکے گی۔۔۔

اب لے یہ سارا سامان اور کر اسکی مرھم پٹی۔۔۔۔

اور یاد رکھنا اگر اگلی بار کچھ ایسا جنگلی پن کیا تو نے اس معصوم کیساتھ تو میں نے اسے پاکستان بھیج دینا ھے اور تجھے سیدھا جیل۔۔۔۔

عضد اسکا غصہ دیکھ کر بولا۔۔۔

یار ایسی باتیں تو نا کر۔۔۔تو میرا دوست ھے یا دشمن۔۔۔۔۔

دوست ھوں اسلیئے سمجھا رہا ھوں۔۔۔۔

تو بھی اسکا دشمن نا بن اگر اسے اپنا ہی لیا ھے نا تو پھر دل و جان سے قبول کر تیرے نکاح میں تیرے رحم و کرم پر ھے یہ۔۔۔انسان بن حیوان نا بن۔۔۔۔

اسود باہر جا کر بیٹھ گیا۔۔۔۔

عضد نے جب اسکی شرٹ اوپر کی تو اسکے جسم پڑے نیل کے نشان وہ دیکھ نا سکا۔۔۔۔

اسکا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔۔۔

اس نے فوراً اس پر کمبل واپس ڈالا۔۔۔

اور خود کو نہایت پشیمانی سے کوسنے لگا۔۔۔ کیا ھوا اب کیوں برداشت نہیں ھو رھے اب مجھ سے اسکے زخم۔۔ میری ہی عنایت ھے نا۔۔۔ تو اب پچھتانے کا کیا فائدہ۔۔۔

جو حالت میں نے کی ھے اسکی۔۔۔ وہ دیکھ کر میری برداشت سے باہر ھے تو اس نے کیسے سہا ھو گا۔۔۔

وہ کمرے سے باہر آ گیا۔۔۔

کیا ھوا اسود اسے باہر آتا دیکھ کر بولا۔۔۔

یار مجھ سے نہیں ھو گا میں نہیں دیکھ سکتا اسکے وہ زخم۔۔۔۔۔

زخم دینے کی بڑی سکت تھی تیرے اندر اس وقت مردانگی کا بھوت سوار تھا نا اب انسانیت کا روپ دھار اور کر اسکی کی ئی راب۔۔۔۔۔

عضد واپس اندر گیا۔۔۔

اسکے آنکھوں میں آنسو آ گ ئے رتابہ کے نشان دیکھ کر۔۔۔ کیا کیا ھے میں نے اسکے ساتھ۔۔۔ اتنا غصہ۔۔۔۔ اتنی حیوانیت کیوں آئی میرے اندر۔۔۔

وہ بہت زیادہ پریشان تھا رتابہ کی یہ حالت دیکھ کر۔۔۔۔

رتابہ اٹھی تو جازب کے بستر پر تھی۔۔۔

اٹھ کر بیٹھی تو درد کی ٹیسیں اٹھیں۔۔۔۔

عضد کچن میں تھا۔۔۔

وہ آھستہ آھستہ چل کر باہر آئی۔۔۔

تم کیوں اٹھی بستر سے۔۔۔۔۔

وہ عضد کو دیکھنے لگی۔۔۔

بیٹھوں یہاں آرام سے۔۔۔۔

کل کیلی ئے میں بہت شرمندہ ھوں مجھے تم پر اسطرح ہاتھ نہیں اٹھانا چاھی ئے تھا۔۔۔

تم نے بھی نہیں بتایا۔۔۔

وہ درد کی شدت کو برداشت کرتے ھوئے بولی۔۔۔

میرے بتائے پر آپ یقین کر لیتے۔۔۔

عضد کی نگاھیں جھک گ ئی یں۔۔۔

جاؤ آرام کرو۔۔اور یہ دوا بھی لے لو عضد نے اسکو ٹیبل پر پڑی میڈیسن دی۔۔۔

میں کچھ کھانے کو لاتا ھوں۔۔۔

اس نے عضد کے ہاتھ سے میڈیسن لے کر واپس رکھیں۔۔

مجھے انکی ضرورت نہیں۔۔۔

کیسے ضرورت نہیں درد ھو رہا ھو گا تمھیں۔۔۔۔

رتابہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکے۔۔۔اگر یہ لیں تو ان سے میرا درد اور بڑھ جائے گا۔۔۔۔

عضد نے حیرانی سے اسے دیکھا۔۔۔کیوں؟؟

کیونکہ مجھے اپنے زخموں پر درد سہنے کی عادت ھے۔۔مرھم یا دوا کی نہیں۔۔۔

وہ عضد کو حیران چھوڑ کر کچن میں آئی۔۔۔۔

تم جاؤ کمرے میں اپنے میں باہر سے لے آؤ نگا کھانا۔۔۔۔

رتابہ اپنا درد آپ سمیٹے چلدی۔۔۔

عضد اسکا دروازہ ناک کر کے اندر آیا۔۔۔

اور کھانے کی ڈش بیڈ پر اسکے پاس رکھی۔۔۔۔

کھانا کھا لینا۔۔۔اور یہ دوا بھی۔۔۔

رتابہ کا دل نہیں چاہ رہا تھا کچھ بھی کھانے کو۔۔۔

وہ یونہی اپنے رب سے باتیں کرتے کرتے سو گئی۔۔۔

عضد اسے دیکھنے کیلئے آیا کھانا ویسا کا ویسا ہی پڑا تھا۔۔۔

اس نے رتابہ کو جگایا۔۔۔

رتابہ اٹھو۔۔۔۔

کھانا کیوں نہیں کھایا تم نے۔۔۔۔

بھوک نہیں لگتی تمھیں۔۔۔

وہ اپنے لئے فکر مند ہوتے عضد کو دیکھنے لگی۔۔۔

کھانا کھاؤ جلدی سے میں دوبارہ گرم کر لاتا ہوں۔۔۔

نہیں رہنے دیں۔۔۔

مجھے بھوک نہیں ابھی۔۔۔

اتنا بھوکا کیسے رکھ لیتی ہو خود کو۔۔۔۔۔

وہ مسکرائی۔۔ میرے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں۔۔۔

ہر ظلم زیادتی بھوک پیاس برداشت کر لیتی ہوں میں۔۔۔۔ بچپن سے یہ سب سہنے کی عادت ہے مجھے۔۔۔ حالات بدل بھی جائیں لیکن پرانی عادتیں کہاں بدلتی ہیں۔۔۔

عضد نے اسکی آنکھوں میں جھانکا۔۔۔

جہاں صدیوں کا درد اسکی آنکھوں کے تیرتے ھوئے پانی میں تھا۔۔۔۔

عضد کو لگا اسکا دل کسی نے مٹھیوں میں بھینچ لیا ھو۔۔۔

ایک پل اسکا دل چاہا وہ اسے اپنی بانہوں میں لے لے اور چرا لے اسکی آنکھوں سے یہ شکوے یہ درد یہ کربناک آنسو۔۔

لیکن وہ صرف سوچ سکا۔۔۔

جازب نرگس کے پاس تھا۔۔

نرگس کچھ بہتر تھی پہلے سے۔۔۔

ہلکا سا بازو فریکچر ھوا تھا اور سر پھٹنے سے چار ٹانکے آئے تھے۔۔۔۔

زیان عارف کے گھر نمل کے ہی پاس تھا۔۔۔

جازب نرگس کو ڈسچارج کر کے گھر لایا۔۔۔

مسز عارف مومل سبھی آس پاس سے پوچھنے آئے پر نمل نا آئی۔۔۔

نرگس نے اسکا پوچھا۔۔وہ تب بھی نا آئی۔۔۔

لیکن زیان کو مسلسل اسی نے سنبھال رکھا تھا۔۔۔

وہ سامنا نہیں کر سکتی تھی نرگس کا کہ اس نے بہت غلط سوچا تھا انکے بارے میں۔۔۔

دسرا وہ جازب کا سامنا بھی نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ اسے دیکھ کر اسے وہ ساری ذلت وہ ساریر سوائی یاں وہ اپنی بے بسی یاد آجاتی تھی۔۔۔

جازب کی آنکھیں مسلسل اسکی منتظر تھیں لیکن وہ انتظار ہی کرتا رہ گیا۔۔

اسود نے اگلی شام چکر لگایا عضد کے گھر۔۔۔

اس نے بازؤوں سے رتابہ کے زخم چیک کیئے۔۔۔

یہ تو ابھی بھی ویسے ہی ھیں۔۔۔

یار دی میں نے میڈیسن یہ نہیں لے رہی۔۔۔۔خود سمجھاؤ اسے۔۔۔

بھابھی یہ کیا بات ھوئی۔۔۔

یہ زخم اسطرح نہیں جائیں گے انکا درد کیسے برداشت کر رہی ھیں آپ۔۔۔۔۔

اس نے نظریں جھکا لیں۔۔۔

درد اکثر مجھے اپنی برداشت کے اس پار لے جاتا ھے جہاں کسی اور کیلئے برداشت کرنے کے مقام پر مر جانا آسان ھوگا۔۔۔۔میں درد کی اس حد سے بھی گزر چکی ھوں۔۔۔۔

اسود نے عضد کیطرف دیکھا۔۔۔

اور اٹھ کھڑا ھوا۔۔۔

چل میرے ساتھ باہر۔۔۔۔

وہ دونوں باہر چلے گئے۔۔۔۔

یار کبھی تو اسکے مقام پر خود کو کھڑا رکھ سکتا ھے؟؟

جہاں وہ لفظوں کی۔۔۔ لہجوں کی۔۔۔رویوں کی برچھیاں کھا کر بھی ایک سل۔۔ایک دیوار کی مانند کھڑی ھے صرف ایک آس ایک امید پر کہ اسکی زندگی بھی کبھی اس پر آسان ھو گی۔۔۔

عضد اسے دیکھنے لگا۔۔۔

یار اتنا بدگماں نا ھو کہ کل کو تیری بدگمانی اسکے لیئے کفن اور تیرے لیئے نا قابل معافی سزا بن جائے۔۔۔۔

عضد ابرو اچکا کر بولا۔۔۔

بس یار اسوقت مجھ سے برداشت نہیں ھوا کہ۔۔۔

یار تو اتنا نیرو مائی نڈ ڈکب سے ھو گیا ھے؟؟ یہ شک یہ جاھلیت یہ مار پیٹ یہ نفرت یہ ظلم۔۔۔ یہ سب کیسے آ گیا تیرے اندر۔۔۔۔۔

عضد اپنے ھونٹ دانتوں تلے چبا کر بولا۔۔۔

نہیں معلوم یار۔۔۔ بس اسے دیکھتا ھوں تو امی کی وہ شک بھری نگاھیں۔۔۔ اپنے گال پر پڑنے والے طمانچے نہیں بھولتے۔۔۔

اسود اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے کر بولا۔۔۔

تو کیا میرے یار تو اسکا بدلہ اس سے ساری عمر لیگا؟؟

عضد کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔

یار بات صرف ماں کی نہیں۔۔۔

میرا دل میرا دماغ اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ یہ مجھ سے پہلے کسی اور کے ہاتھوں استعمال ھو چکی ھے۔۔۔

اور یار ماں بھی بن گ ئی یہ کسی اور کے بچے کی۔۔۔ میں یہ سب کیسے برداشت کروں؟؟

جب یہ سب معلوم تھا تو شادی کیوں کی پھر تو نے۔۔۔۔

اب کر لی ھے تو قبول بیشک نا کر پر اسطرح ظلم نا کر اسکے ساتھ ۔۔۔۔

کیا پتہ وہ سچی ثابت ھو جائے اور تیرے شکوک جھوٹے۔۔۔۔

عضد پریشانی سے اپنے بال نوچنے لگا۔۔۔

اچھا چل پریشان نا ھو چھوڑ ان سب باتوں کو۔۔۔۔

اپنے ان زخموں پر مرھم لگانے کا سوچ جو تو نے اسے دی ئے ھیں۔۔۔

یار نہیں مان رہی وہ میری۔۔۔

تو فورس کر اسے۔۔۔

ایسا رشتہ نہیں اسکا اور میرا کہ میں فورس کروں یا انسسٹ۔۔۔۔

زبردستی بھی نہیں کر سکتا اسے اور تکلیف ھو گی۔۔۔اور وہ ڈر بھی جاتی ھے مجھ سے بہت۔۔۔۔

اسود گہری سانس لے کر بولا۔۔۔

چل ٹھیک ھے پھر۔۔۔

میں اسے گہری نیند کا انجیکشن لگا دیتا ھوں تو دیکھ لینا پھر۔۔۔

ورنہ زخم خراب بھی ھو سکتا ھے گرمی کا موسم ھے۔۔۔۔۔

عضد بولا۔۔۔کتنی بار کرنا ھوگا ایسا۔۔۔

اسود بولا۔۔تین سے چار بار۔۔۔

ٹھیک ھے۔۔۔

عارف کی والدہ کا انتقال ھو گیا تھا عارف پاکستان آگ ئے اور دس دن میں واپس بھی لوٹ گ ئے۔۔۔

سبھی دادی کے چلے جانے سے بہت اداس تھے۔۔۔

مسز عارف اور مومل گھر میں نہیں تھیں۔۔۔

نمل لاؤنج میں بیٹھی گہری سوچ میں گم تھی۔۔۔

اچانک اسکی آنکھوں پر آکر کسی نے ہاتھ رکھا۔۔۔۔

ہاتھ رکھنے والے کے ہاتھ چھوتے ہی وہ اچھل پڑی۔۔۔۔

بابا جانی آپ۔۔۔۔

وہ ان سے لپٹ کر رونے لگی۔۔۔۔

حافظ صاحب نے اسکا ماتھا چوما۔۔

میری جان کیسی ھے۔۔۔

وہ ناراض ھونے لگی بابا جانی آپ نے مجھے بتایا بھی نہیں اچانک سے آگ ئے۔۔۔۔۔

سرپرائی زدینا تھا تمھیں۔۔۔

پہلے بتادیتا تو یہ خوشی کیسے دیکھتا اپنی شہزادی کے چہرے پر۔۔۔۔۔

وہ بابا کو اپنے کمرے میں لے گ ئی۔۔۔اور ڈھیر سای باتیں کرنے لگی بابا سے۔۔۔۔

وہ گھنٹوں اسکی باتیں سنتے رھے پھر بولے کچھ کھانے کا بھی پوچھو گی یا بس باتوں سے ہی میرا پیٹ بھرو گی۔۔۔۔۔

اوہ۔۔۔وہ اپنے ماتھے پر ہاتھ مار کر بولی بھول گ ئی بابا بس ابھی آئی آپ تھوڑا صبر کر لیں۔۔۔

مومل اور مسز عارف ابھی تک نہیں آئی یں تھیں۔۔۔

وہ کھانا بنانے لگ گ ئی۔۔۔۔

نرگس اب کچھ بہتر ھو گ ئی تھی۔۔۔

جازب چائے پی رہا تھا۔۔

وہ اسکے پاس آ کر بیٹھی۔۔۔۔

جازب بیٹا اب لوٹ ہی آئے ھو میرے پاس تو میری اک اور بات بھی مان لو۔۔۔

جی بولیں۔۔۔

بیٹا تم بھی اپنا گھر اب آباد کر لو۔۔ عضد تم سے چھوٹا ھے اور شادی شدہ ھے تم بھی کچھ سوچو۔۔۔

اب تو تم نے اپنا نیا کاروبار بھی شروع کر لیا ھے۔۔۔

عضد لوٹ کر آیا تو تمھارا بسا بسایا گھر دیکھ کر وہ تمھیں جلد ہی قبول بھی کر لے گا۔۔۔

کر لونگا شادی بھی آپ فکر نا کریں۔۔۔

اریج آ رہی ھے کچھ دنوں میں پاکستان۔۔۔

تمھاری بچپن کی ساتھی ھے تمھیں پسند بھی کرتی ھے۔۔۔

کہو تو میں کروں شادی کی بات۔۔۔

جازب اریج کا سن کر گہری سانس لے کر بولا۔۔۔

نہیں امی ابھی نہیں مجھے کچھ وقت دیں سوچنے کیلی ئے۔۔۔۔

لو بھلا اریج کے ساتھ وقت گزار کر تم تیس سال کے ھو گ ئے ھو اب بھی تمھیں وقت کی ضرورت ھے۔۔۔

کتنا وقت تم پہلے ہی بر باد کر چکے ھو۔۔۔۔

امی مجھے کوئی اور پسند ھے۔۔۔

نرگس نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔

کون ھے وہ۔۔۔۔

بس ھے کوئی جلد ملواؤ نگا آپ سے۔۔۔

نرگس کو کچھ کچھ سمجھ آگ ئی کہ وہ شاید نمل کو پسند کرنے لگا ھے۔۔۔۔

اسلی ئے نمل نے جازب کے آتے ہی یہاں سے قدم کھینچ لی ئے۔۔

URDUNovelians

نمل آپی۔۔۔ نمل آپی۔۔۔۔

مومل کی آواز پر وہ بابا کے روم سے باہر آئی۔۔

کیا ھوا۔۔

زیان رو رہا ھے بہت اسے سنبھالیں آپ۔۔۔۔

انٹی آ رہی ھیں تھوڑی دیر میں۔۔۔

وہ زیان کو لی ئے بابا کے پاس آ گ ئی۔۔۔

حافظ صاحب نے اسے گود لیا۔۔۔

اچھا تو یہ ھے زیان جس سے تم نے خوب دل لگا رکھا ھے۔۔۔

جی بابا۔۔۔

بہت پیارا بچہ ھے ماشاء اللہ۔۔۔

نمل بیٹا ایک بات کہنی ھے تم سے۔۔۔

جی بولیں بابا۔۔۔

بیٹا میں چاھتا ھوں میرے جیتے جی تم اپنے گھر کی ھو جاؤ۔۔۔۔۔

بابا میں آپ سے الگ نہیں ھو سکتی کبھی بھی۔۔۔۔

بیٹیاں ماں باپ کے گھروں میں آباد نہیں رہتیں۔۔۔

ماں باپ کیلی ئے وہ پرائی امانت ھوتی ھیں۔۔۔اس امانت کو جتنا جلدی ھو سکے امانتدار کے ہاتھ میں دے دینا چاھی ئے۔۔۔

وہ منہ بنا کر بولی۔۔۔

کیوں بابا بیٹیاں بوجھ ھوتی ھیں۔۔۔

ارے نہیں میری جان بیٹیاں بوجھ نہیں ھوتیں۔۔

بیٹیوں کی شادی کرنا ہر ماں باپ کا فرض ھوتا ھے۔۔۔اور فرض میں قضا اچھی نہیں۔۔۔

کیا پتہ کتنی زندگی ھے میری۔۔۔

تمھارے پیچھے تو کوئی آسرا بھی نہیں۔۔۔۔سوا میرے۔۔۔۔

میں نا رہا تو۔۔۔۔

بس کریں بابا جانی ایسی باتیں نا کریں۔۔۔

ٹھیک ھے لیکن میری بات پر غور کرنا۔۔۔۔

میرے پاس ایک دو اچھی فیملی کے لوگ ھیں۔۔۔لڑکے بھی میرے دیکھے بھالے ھیں۔۔

جو تمھاری پسند ھو گی وہی میری۔۔۔۔

نمل بیٹا میں مومل کے اسکول جا رہی ھوں زیان میرے کمرے میں سو رہا ھے اسکا ذرا خیال رکھنا۔۔۔

وہ ہاں میں سر ہلاتی زیان کے پاس چلی گ ئی۔۔۔

حافظ صاحب سو کر جاگے تو انکا دل کچھ گھبرا رہا تھا۔۔۔

وہ نیچے لاؤ نج میں آ کر بیٹھے۔۔۔

مومل۔۔۔ مومل۔۔۔ نمل۔۔۔ کہاں ھو سب۔۔

نرگس انکو آواز لگاتی اندر آئی۔۔۔

حافظ صاحب نے پلٹ کر نرگس کو دیکھا۔۔۔

زیان کو اٹھائے نمل سیڑھیاں اترنے لگی۔۔۔

تو لاؤ نج میں کھڑی نرگس کے قدموں میں جھکے اپنے باپ کو دیکھ کر ٹھٹھر گ ئی۔۔۔۔۔

وہ نرگس کے قدموں میں بیٹھے معافی مانگ رھے تھے۔۔۔

مجھے معاف کر دو نرگس معاف کر دو۔۔۔

کیا کر رھے ھیں آپ اٹھیں کسی نے دیکھ لیا تو۔۔۔

وہ بچوں کیطرح بلک کر رویا۔۔۔۔مجھے کسی کی پرواہ نہیں تم جب تک مجھے معاف نہیں کرو گی میں تمھارے قدموں سے نہیں اٹھونگا۔۔۔۔

نرگس بھی رونے لگی۔۔۔

ان دونوں کا یہ عجیب منظر دیکھ کر نمل وہیں پتھر کا بت بنی کھڑی رہی۔۔۔۔

آپ اٹھیں تو سہی۔۔۔۔

نرگس نے جھک کر حافظ صاحب کو اوپر اٹھایا۔۔۔

وہ ہاتھ جوڑے بھی اسکے سامنے گڑگڑا رھے تھے۔۔۔

مجھے معاف کر دو۔۔۔

نرگس نے انکے ہاتھ پکڑے۔۔۔

نمل میری بیٹی ھے؟؟؟

حافظ صاحب نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

نمل زیان کو لی ئے یہ بات سن کر وہیں سیڑھی پر دھپ سے بیٹھ گ ئی۔۔۔۔

زیان رونے لگا۔۔۔۔

نرگس اور حافظ صاحب نے ایک ساتھ نمل کو دیکھا۔۔۔۔

حافظ صاحب نے آگے بڑھ کر زیان کو گود میں لیا۔۔۔

اور نمل کا ہاتھ پکڑ نرگس کے پاس لایا۔۔۔

میں نے تم سے جھوٹ بولا تھا کہ تمھاری ماں نہیں ھے۔۔۔ماں ھے تمھاری یہ۔۔۔۔۔۔

نمل نے پہلے بابا کو دیکھا اپنے پھر نرگس کو دیکھا۔۔

ایک طرف اسکے کان میں حافظ صاحب کی آواز گونجی۔۔۔

ماں ھے تمھاری یہ۔۔۔

دوسری طرف جازب کی آواز تھی۔۔۔

ماں ھے یہ میری۔۔۔

پھر اسے جازب کا خود کو چھونا یاد آیا۔۔۔

اس نے اپنے ھونٹوں پر ہاتھ پھیرا جہاں جازب کا لمس آج بھی اسے محسوس ھو رہا تھا۔۔

وہ یہ سوچ کر اپنے ھوش کھو بیٹھی کہ اگر نرگس اسکی ماں ھے تو کیا اسکی ذلت کا سبب بننے والا۔۔۔جازب اسکا بھائی ھے۔۔۔۔۔۔

اسکے بابا نے اسے تھام کر اسکا چہرہ تھپتھپایا۔۔۔

نمل۔۔ نمل بیٹا۔۔۔ھوش میں آؤ۔۔۔

نرگس نے جلدی سے پانی لا کر اس کے منہ پر چھڑکا۔۔۔

وہ اٹھتے ہی بابا سے لپٹ گ ئی۔۔۔

بابا بابا۔۔ نہیں یہ میری ماں نہیں ھو سکتی۔۔

بولیں نا یہ جھوٹ ھے بابا۔۔۔

وہ اچانک اس خبر سے خود سنبھال نا سکی۔۔۔

نرگس نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

میری بچی میری نمل یہاں دیکھو میری طرف۔۔۔

مت ہاتھ لگائیں مجھے۔۔۔مت چھوئیں۔۔

آپ میری ماں نہیں ھو سکتیں۔۔

میرے بابا مجھ سے اتنا بڑا جھوٹ نہیں بول سکتے۔۔۔۔

وہ سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھی۔۔۔

نرگس کے چہرے میں اسے خود پر بہکتا ھوا خود کو چھوتا ھوا جاذب نظر آیا۔۔۔

وہ بھاگ کر اوپر کمرے میں گ ئی اور خود کو لاک کر لیا۔۔۔

مسز عارف بھی آ چکی تھیں اس اچانک کی سچویشن سے وہ بھی پریشان ھو گ ئیں۔۔۔

نمل کو چیختا چنگھاڑتا دیکھ کر زیان بھی رونے لگا۔۔اسے مومل اپنے کمرے میں لے گ ئی۔۔۔

سب نمل کا دروازہ بجانے لگے۔۔۔کھولو میری جان دروازہ میں مر جاؤ نگا۔۔۔۔

نرگس بھاگتے ھوئے اپنے گھر گ ئی۔۔۔

جازب جازب۔۔۔

جلدی آؤ لاک کھولو اسکا وہ کچھ کر نا لے اپنے ساتھ۔۔۔

نرگس اسے بازو سے گھسیٹنے لگی۔۔۔

کون کچھ کر نا لے۔۔بتائی یں تو سہی امی۔۔۔

نمل نے خود کو لاک کر لیا ھے جلدی آؤ۔۔۔۔

وہ بھاگتا ھوا نرگس کیساتھ نمل کے کمرے کے پاس آیا۔۔تو وہاں ایاز کو دیکھ کر اسکے بھی ھوش اڑ گ ئے۔۔۔۔

جازب دروازہ کھولو جلدی۔۔وہ اسے پہچان گ ئے تھے۔۔۔ میری بچی کچھ کر نا لے۔۔۔

وہ چکرا کر رہ گیا۔۔۔

کیا نمل آپکی بیٹی ھے؟؟

اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

پھر نرگس کو دیکھا۔۔۔

اسکے ہاتھ کپکپانے لگے۔۔۔

لیکن ایک ہی جھٹکے میں اس نے لاک توڑ ڈالا۔۔۔

سب ایک ساتھ اندر آئے۔۔۔

وہ پاگلوں کیطرح چلائی۔۔۔

کوئی بھی میرے قریب نا آئے۔۔

ایاز نے اسکے آگے ہاتھ جوڑے۔۔

معاف کر دو میری جان مجھے۔۔۔

بابا کیسے بول سکتے ھیں آپ مجھ سے اتنا بڑا جھوٹ۔۔۔۔

کیسے دے سکتے ھیں آپ مجھے اتنا بڑا دھوکہ۔۔۔

بابا میں تو آپکو معاف کر دوں لیکن میرے ساتھ جو ھوا اسکی تلافی کون کرے گا۔۔۔

جازب اور ایاز نمل کی طرف بڑھے۔۔۔

اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑی چھری اٹھالی۔۔۔

میں اپنی جان لے لونگی۔۔۔ چھوڑ دیں مجھے اکیلا۔۔۔

بابا آپ نے تو میرا مان ہی توڑ دیا۔۔۔۔

ایاز کی طبیعت خراب ھونے لگی۔۔۔

جازب نے سب کو باہر نکالا اور کمرہ لاک کر دیا۔۔۔

نمل نے اسے دیکھ کر چھری اپنی کلائی پر رکھی۔۔۔

تم تو میرے پاس آنا بھی مت۔۔۔

کیوں؟؟؟

تمھیں یہ سن کر ذرا بھی شرم نہیں آئی۔۔ کہ نرگس میری بھی ماں ھے۔۔۔

وہ نا میں سر ہلا کر بولا۔۔

نہیں مجھے کوئی شرم نہیں آئی۔۔ جازب اسکے شاکڈ ھونے کی وجہ سمجھ گیا تھا۔۔وہ اسکی طرف بڑھا۔۔

اس نے جیسے ہی اپنی کلائی پر چھری پھیری جازب نے اسے کھینچ کر اپنے ساتھ لگایا۔۔

اور دوسرے ہاتھ سے اسکے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔

چپ۔۔۔ بلکل چپ۔۔۔ خاموشی سے میری بات سنو۔۔۔

بھائی نہیں ھوں میں تمھارا۔۔۔نرگس کا خون ھوں میں لیکن اسکا بیٹا نہیں۔۔۔ پھپھو ھیں وہ میری۔۔۔۔

نمل اسکی گرفت میں جتنا اچھل رہی تھی ایک دم اسکی بات سن کر ٹھنڈی پڑ گ ئی۔۔۔۔

جازب نے اسے چھوڑا تو وہ فرش پر آ بیٹھی۔۔۔

وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑ کر بیٹھا۔۔۔

دیکھو نمل قسمت اسطرح مجھے لا کر تمھارے سامنے کھڑا کریگی میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔

جو بھی ھوا تمھارے میرے بیچ۔۔۔اسے ھمارے بیچ ہی رہنے دینا۔۔۔اگر امی کو اس بات کا علم ھوا کہ انکے اپنے ہی خون نے اپنی ہی گھر کی عزت پر ہاتھ ڈالا تھا تو وہ مر جائیں گی۔۔۔

ہاتھ جوڑتا ھوں تمھارے آگے۔۔۔

نمل بہت بری طرح ٹوٹی تھی۔۔

چلو اٹھو ملو اپنی ماں سے۔۔جو برسوں تڑپی ھے تمھارے لیئے۔۔۔

تم نے تو یہ سن کر صبر کر لیا تھا کہ ماں کا وجود ھے ہی نہیں۔۔۔

لیکن میں نے تڑپتے دیکھا ھے انکو تمھارے لیئے۔۔۔اس ماں کا کیا حال ھوگا جس نے جیتے جی اپنی اولاد کی جدائی سہی ھو۔۔۔

پانچ وقت کی نماز میں وہ پانچ سو بار تمھیں مانگتی تھی کہ ایک بار تم انکو مل جاؤ۔۔۔

آج چوبیس سال بعد وہ وقت آیا ھے تو مذید اسکی ممتا کا امتحان نا لو۔۔۔۔

بابا نے کیا کیا میرے ساتھ۔۔۔

میری زندہ ماں کو مردہ کہتے رھے۔۔۔۔

وہ بابا ھیں تمھارے دشمن نہیں کوئی وجہ ضرور ھو گی جس نے انکو مجبوری کی بیڑیوں میں اتنا عرصہ جکڑی رکھا۔۔۔

تم تو جیتی رہی ماں کے بغیر۔۔ لیکن تمھارے بابا نہیں جی سکتے تمھارے بغیر۔۔۔۔

چلو اٹھو۔۔۔ جازب نے اسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔۔

میں اٹھ سکتی ھوں خود تمھاری ضرورت نہیں۔۔۔

وہ باہر آئی تو ایک طرف ترسی ھوئی ممتا بانہیں پھیلائے کھڑی تھی۔۔۔

ایک طرف باپ کی آہیں بھرتی مجبوری اور معافی کیلئے جڑے ہاتھ۔۔

اس نے پلٹ کر جازب کیطرف دیکھا جو اسکی پشت پر کھڑا تھا۔۔۔

وہ بھاگ کر اپنے بابا کے گلے لگی جن کی سانسوں کی ڈور اسکے ہاتھ میں تھی۔۔۔۔

بابا آپ نے کیوں کیسا ایسے۔۔

بابا کیوں؟؟؟

معاف کردے اپنے بابا کو وہ بھی سسک سسک کر رو رہے تھے۔۔۔

وہ الگ ہوئی بابا سے اور جب نرگس کے گلے لگی تو ہر آنکھ ہر منظر اشکبار ہو گیا۔۔۔

نرگس دیوانوں کیطرح اسکا انگ انگ چومنے لگی۔۔۔۔

عضد آفس کے کام میں بہت مصروف تھا۔۔ رات کو دیر سے آنے لگا وہ۔۔

دو دن تو رتابہ نے بڑی مشکل سے برداشت کیا۔۔۔

دن وہ گزار لیتی تھی لیکن شام کی پھیلتی سیاہی اسکو اپنے خوف و حراس میں جکڑ لیتی۔۔۔

عضد آج رات بارہ بجے گھر آیا۔۔

وہ اسکے پیچھے آئی۔۔۔

بات سنیں۔۔۔۔

صبح سنا دینا ابھی میں بہت تھک گیا ہوں۔۔ سونے دو۔۔۔

وہ جن قدموں سے آئی تھی انہی پر پلٹ گ ئی۔۔۔

صبح عضد کی آنکھ دیر سے کھلی۔۔۔ گھڑی کو دیکھ کر وہ فوراً اٹھا گیارہ بج رہے تھے۔۔۔

حسب معمول یہ قصور بھی رتابہ کا تھا۔۔۔۔

وہ اس پر برس پڑا اٹھایا کیوں نہیں تم نے مجھے۔۔۔۔

آپ کہہ دیتے رات کو۔۔۔

اچھا تو اب ایک ایک بات میں تمھیں سمجھاؤں۔۔۔ تم بچی تو نہیں ھو میرے آفس جانے کا وقت تمھیں معلوم ھے نا نو بجے مجھے جانا ھوتا ھے۔۔۔

عجیب جاہل اور پھوہڑ لڑکی ھو تم۔۔۔۔۔

وہ اسے سناتا ھوا آفس کی تیاری کرنے لگا۔۔۔

وہ گرما گرم چائے لے کر جیسے ہی اسکے کمرے کیطرف بڑھی تو تیزی سے باہر آتے ھوئے رتابہ سے ٹکرا گیا۔۔۔۔

ساری چائے رتابہ کے ہاتھ پر اور کچھ اسکے کپڑوں پر گری۔۔۔

عضد نے غصے سے اسے چماٹ دے ماری۔۔۔

اندھی ھو کیا دیکھ کر نہیں چل سکتی۔۔۔۔

عضد پینٹ کوٹ کیوجہ سے بچ گیا پر رتابہ کے پورے ہاتھ جل گ ئے۔۔

وہ جلتے ہاتھوں سے کانچ اٹھانے لگی۔۔۔

عضد کپڑے بدل کر آفس بھاگا۔۔۔

وہ اپنے جلتے ہاتھ بار بار پانی میں ڈال کر ٹھنڈے کرتی رہی۔۔۔

پانی سے ہاتھ کے چھالے مذید خراب ھوگ ئے۔۔۔۔

عضد آج بھی لیٹ آیا تو آتے ساتھ سو گیا۔۔۔

صبح آٹھ بجے اسے رتابہ نے جگایا۔۔۔

وہ نہا کر باہر آیا۔۔

رتابہ نے ٹیبل پر اسکے سامنے چائے رکھی تو عضد نے اسکا جلا ھوا ہاتھ دیکھا۔۔۔

رکو۔۔۔ ہاتھ دکھاؤ۔۔ اوہ شٹ یہ کیا یہ کیسے جلا اتنا زیادہ۔۔۔

کل جب آپ سے ٹکرائی تھی تو چائے سے جلا۔۔۔

بتایا کیوں نہیں تم نے اسوقت۔۔

عضد کو اپنا تھپڑ یاد آیا۔۔۔

آپ پہلے ہی غصے سے جلے بھنے ھوئے تھے اوپر سے میں اپنا بتاتی کہ میں بھی جل گ ئی ھوں تاکہ اور مار کھاتی آپ سے۔۔۔

عضد کو اس پر رحم بھی آیا لیکن اسکا جواب سن کر دانت پیس کر بولا۔۔۔

ویسے تو تم بولتی ہی نہیں ھو لیکن بولتی ھو تو بڑے کھرے جواب دیتی ھو۔۔۔۔

وہ اسکی آنکھوں میں جھانک کر بولی۔۔

یہ کھرا پن مجھ جیسے کھوٹے سکے میں دنیا والوں کی عنایت سے آیا ھے۔۔۔

وہ بولا۔۔

چلو ھو سپٹل۔۔۔

نہیں جانا مجھے۔۔۔

کیوں نہیں جانا تم نے زخم دیکھا ھے اپنا کتنا خراب ھو گیا ھے۔۔۔

آپ نے تو میری کھال بھی اتاری تھی بھر گئے وہ زخم یہ تو صرف جلا ھے ٹھیک ھو جائی یگا خود ہی۔۔۔۔

عضد نے ھونٹوں پر زبان پھیری۔۔۔کیسے بتاتا اسے کہ اسکے جسم کے وہ زخم خود ٹھیک نہیں ھوئے میں نے ٹھیک کی ئے ھیں۔۔۔۔

چپ چاپ چلو میرے ساتھ عضد اسکا ہاتھ پکڑے لے گیا ھو سپٹل۔۔۔دو انگلیاں اسکی زیادہ جل گ ئی تھیں پورے ہاتھ پر بینڈ یج کی ڈاکٹر نے۔۔۔اور واپسی میں گھر ڈراپ کر گیا۔۔۔۔

آج شام وہ جلدی گھر آ گیا۔۔۔

رتابہ الٹے ہاتھ سے بڑی مشکل سے کھانا کھا رہی تھی کیونکہ تھوڑا سا الٹا ہاتھ بھی جلا ھوا تھا۔۔۔

عضد سیدھا اسکے پاس آ کر بیٹھا وہ اٹھ کھڑی ھوئی۔۔۔

بیٹھو عضد نے اسے واپس بٹھایا۔۔۔

اور پھر اسکی چی ئی رکھسکا کر خود سے قریب کی۔۔۔

اور نوالہ اپنے ہاتھوں سے بنا کر اسکے منہ میں ڈالنے لگا کھولو منہ۔۔۔

وہ حیرت سے پھٹی پھٹی آنکھوں سے عضد کو تکنے لگی۔۔۔ کیسا ھے یہ شخص۔۔۔ کبھی بہار کی برستی بارش جیسا اور کبھی گرمی کی کڑکتی دھوپ جیسا۔۔۔۔

رتابہ کے آنسو بہنے لگے۔۔۔

لو جی۔۔۔ میں نے منہ کھولنے کو کہا تھا آنسوؤں کا نلکا نہیں۔۔۔

رتابہ کو وہ وقت بھی یاد آنے لگا جب دیوی اسکے ہاتھ سے نوالہ چھین لیتی تھی۔۔۔

رونا بعد میں ابھی کھانا کھالو۔۔۔

عضد کی نظر نوالے اسکے منہ میں ڈالتے ھوئے اسکی گردن پر پڑی۔۔۔ وہاں بھی چھالے تھے۔۔۔۔

عضد نے اسکا دوپٹہ ہٹایا تو اس نے فورا عضد کے ہاتھ پکڑے۔۔۔

عزت نہیں لوٹ رہا تمھاری یہ دیکھ رہا ھوں یہاں سے بھی جلی ھو تم۔۔۔۔۔۔

چلو آؤ۔۔ ٹیوب لگا دوں تمھیں۔۔۔

ننننن نہیں ممم میں خود لگا لونگی۔۔۔ وہ اتنے مہربان ھوتے عضد سے ڈری۔۔۔۔

ڈرو نہیں۔۔۔ کھا نہیں جاؤ نگا تمھیں۔۔۔

وہ اسے اندر لے گیا یہ شرٹ لو پہنو اسے۔۔ عضد نے اسے اپنی شرٹ دی۔۔۔

کیوں؟؟؟

کیونکہ یہ شرٹ ھے اسکے بٹن کھل جاتے ھیں آسانی سے قمیض کی طرح اتارنی نہیں پڑے گی۔۔۔

وہ شرٹ لیئے واش روم گ ئی اور جب پہن کر باہر آئی تو عضد نے بمشکل اپنی ھنسی روکی۔۔۔۔

وہ عضد کی آنکھوں میں چھپی ھنسی اور شرارت دیکھ کر ڈری اور بھاگ گ ئی کمرے سے۔۔۔

عضد نے ھنستے ھوئے پیچھے سے آواز لگائی۔۔۔ ٹیوب تو لگانے دیتی۔۔۔

میں خود لگالو نگی۔۔۔۔۔

بابا کی گود میں سر رکھے نمل لیٹی ھوئی تھی۔۔۔

بابا آپ نے کیوں مجھے ماما سے دور رکھا تھا۔۔۔ کیوں مجھ سے جھوٹ بولنے کی ضرورت پڑی آپکو۔۔۔

بیٹا کچھ گزرے وقت کی تلخیاں بہت نا قابل برداشت ھوتی ھیں۔۔۔

تمھاری ماما بہت دور ھو گئی تھی مجھ سے تم سے۔۔۔

جازب اور عضد کیوجہ سے۔۔۔

میں نے ھمیشہ خود کو تمھاری ماں کیی ئے سب سے خاص پایا تھا۔۔۔

ایسے میں مجھ سے ہٹکر اسکی توجہ اسکا پیار ان دو بچوں میں بٹتا میں نہیں دیکھ سکا۔۔۔

عضد جب اپنی ماں کیلی ئے روتا تھا تو کبھی کبھار وہ تمھیں بھی بھول جاتی تھی۔۔۔۔

مجھے بھی ٹائم نہیں دے سکتی تھی پہلے جیسا۔۔۔

میں حالات سے سمجھوتا کرنے کے بجائے بکھرتا گیا۔۔۔ تمھاری ماں کی والہانہ محبت مجھ سے روٹھتی گ ئی۔۔۔اور میں جذبات کی رو میں بہہ کر کسی اور سمت جانکلا۔۔۔

میں نے دوسری شادی کرلی تھی۔۔۔ تمھاری ماں کو جب پتہ چلا تو وہ میرے ساتھ ایک دن بھی رہنے کو تیار نا تھی۔۔۔

مجھے گھر چھوڑنا پڑا۔۔

لیکن میں تمھیں بھی اپنے ساتھ لے گیا۔۔۔ وہ مجھے روکتی رہی لیکن میں اسوقت بلکل اندھا ہو چکا تھا۔۔۔

تم سے ملنے آئی تھی ایک بار تمھاری ماں۔۔۔

اسوقت میری دوسری بیوی بھی مجھے چھوڑ کر دوسرے جہاں چلی گ ئی تھی۔۔۔

میرے پاس جینے کی وجہ صرف تم تھی اسوقت۔۔۔ میں نے تمھاری ماں کو دروازے سے لوٹا دیا تھا یہ کہہ کر کہ اگر وہ دوبارہ آئی تم سے ملنے تو میں یہ شہر چھوڑ کر چلا جاؤ نگا۔۔۔

لیکن وہ ماں تھی کہاں اسکے قدم رکنے تھے۔۔۔

میں تم سے جدائی ایک پل نہیں سہہ سکتا تھا۔۔

اسلام آباد چھوڑ کر میں کراچی آگیا۔۔

تم اسوقت دو سال کی بھی نہیں تھی۔۔۔

بچوں کو گھر میں قرآن اور ٹیوشن پڑھانے لگ گیا۔۔۔اور قرآن پڑھاتے پڑھاتے خود قرآن حفظ کیا۔۔۔

وقت کا پتہ ہی نا چلا اور تم بڑی ھوتی گ ئی۔۔۔

ایک پل میرا دل چاہا تمھیں لے کر جاؤں تمھاری ماں کے پاس لیکن پھر اس خوف نے مجھے جکڑ لیا کہ کہیں تم مجھ سے نفرت نا کرنے لگ جاؤ یا مجھے چھوڑ نا جاؤ۔۔۔

تمھاری سانسوں سے میرا دل دھڑکتا تھا۔۔۔

پھر میں نے سوچ لیا تھا کہ جب تمھاری شادی ھو گی تب تمھیں تمھاری ماں کا بتاؤں گا۔۔۔۔

تا کہ ایک ہی بار تمھاری جدائی سے مروں۔۔۔۔

میں آیا تھا کچھ سال پہلے تمھاری ماں سے ملنے لیکن پھر اس سے ملے بغیر لوٹ آیا کہ کیا منہ لے کر جاتا۔۔۔بے وفائی کی تھی میں نے تمھاری ماں سے۔۔۔

وہ باپ کے آنسو صاف کرتے بولی۔۔۔بابا اگر مجھے اب بھی ماں نا ملتی تو آپ سچ میں مجھے بتاتے میری شادی کے بعد کہ میری ماں زندہ ھے۔۔۔

ہاں میری جان میں نے اپنے رب سے وعدہ کیا تھا اسکے گھر جا کر۔۔۔کہ تمھاری جلد از جلد شادی ھو تا کہ تمھیں تمھاری ماں سے ملوا سکوں میں۔۔۔

لیکن دیکھو اللہ کے فیصلے ھمارے فیصلوں سے کئی زیادہ خوبصورت ھوتے ھیں اس نے اپنے فیصلے کے مطابق تمھاری ماں کی عرضی پہلے سن لی۔۔۔

ماما۔۔۔زیان چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا نمل کے پاس آیا۔۔۔

اس نے زیان کو گود میں لے کر چوما۔۔۔

کتنا پیار کرتی ھو تم زیان سے۔۔۔

بہت زیادہ پیار کرتی ھو بابا میری جان ھے یہ۔۔۔

ایاز اسکی طرف دیکھنے لگے۔۔۔

تم نا اسکی ماں ھو نا اس سے تمھارا کوئی بہت قریبی رشتہ ھے۔۔۔اگر اسکی ماں لے جائے اسے تم سے دور تو رہ سکو گی اسکے بغیر۔۔۔

نمل نے زیان کو اپنے سینے سے دبوچ لیا۔۔

نہیں بابا نہیں رہ سکتی میں اسکے بغیر۔۔۔

بیٹا پھر تم تو میری اولاد ھو میں کیسے رہتا تمھارے بغیر۔۔۔

تمھاری ماں کو چھوڑ کر جس کے ساتھ میں نے زندگی گزارنے کے خواب دیکھے تھے۔۔۔وہ مجھے چھوڑ گئی۔۔۔ایسے میں تم بھی ماں کیطرف لوٹ جاتی تو میں مر جاتا تمھارے بغیر۔۔۔۔

وہ اپنے بابا کے آنسو پونچھ کر بولی۔۔

میں بھی آپکے بغیر نہیں رہ سکتی بابا۔۔۔

نرگس نے اندر آتے ھوئے کہا۔۔ہاں اک میں ہی ڈھیٹ ھوں ناجو سب کے بغیر رہ سکتی ھوں۔۔۔

نہیں نرگس ایسی بات نہیں۔۔۔

ڈھیٹ نہیں ھو تم۔۔۔ ھم سب سے زیادہ مظبوط ھو جس نے ٹوٹے رشتوں کو جوڑا ھے ھمیشہ۔۔۔

نرگس سر جھکائے بولی۔

میں کیا میری اوقات کیا۔۔۔سب رب کی دین ھے۔۔۔۔میں تو اسکی گنہگار سی عام سی بندی ھوں۔۔۔

تم عام نہیں ھو سکتی نرگس۔۔۔تم جیسا حوصلہ تم۔ جیسی ھمت کسی عام انسان میں ھو ھی نہیں سکتی۔۔۔

مجھ جیسے بے وفا شوہر کو معاف کرنے کا حوصلہ بھی تمھی میں ھے۔۔۔

تم چاہتی تو دوسری عورتوں کیطرح اب بھی میری بیٹی کو اپنی طرف مائل کر کے میرے خلاف بھڑکا سکتی تھی۔۔ یا اپنی چوبیس سالہ بھڑاس نکال سکتی تھی۔۔۔

لیکن تم نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا۔۔۔ ھمیشہ تقدیر کے لکھے پر تم نے بڑی فرمانبرداری سے سر خم کیا ھے اپنا۔۔۔

جو سر رب کے فیصلوں پر جھکے وہ عام نہیں ھو سکتا۔۔۔

جس نے ھمیشہ دوسروں کی بڑی بڑی خطاؤں کو معاف کیا ھو۔۔۔ وہ خود کیسے گنہگار ھو سکتا ھے؟؟؟

تمھاری بیٹی بھی میں شکر ادا کرتا ھوں تم پر گئی ھے۔۔۔ اس نے بھی مجھے معاف کیا۔۔۔

جانتی ھو اسے دیکھ دیکھ کر میں کیوں جیتا ھوں؟؟

کیونکہ اسمیں تمھارا عکس تمھارا کردار نظر آتا ھے مجھے۔۔۔۔۔

نرگس مسکرائی۔۔۔

میں کبھی بھی رب سے مایوس نہیں ھوئی ایاز اسلیئے آج یہ دن مجھے نصیب ھوا۔۔

میں نے رب کی اس بات کو ھمیشہ اپنے پلو سے باندھ کر رکھا کہ اسکے یہاں دیر ھے اندھیر نہیں۔۔۔۔

ارجع پاکستان آ چکی تھی اس بار وہ نرگس کے گھر ہی ٹھہری۔۔۔

نمل سے ملکر وہ نا صرف خوش ھوئی بلکہ اسکی کلوز فرینڈ بھی بن گ ئی۔۔۔

باتوں باتوں میں وہ ارجع کی جازب سے شدید محبت کو بھانپ گ ئی۔۔۔۔

جازب بھی بہت کلوز تھا ارجع سے۔۔۔

ارجع عضد کے متعلق بات کرنے لگی نرگس سے۔۔۔

انٹی عضد کو آپ نے جازب اور ایاز انکل کا بتایا؟؟

نہیں ابھی نہیں بتایا۔۔۔

آپ اسکی فطرت سے واقف ھیں انٹی۔۔۔اس نے اک ھنگامہ برپا کر دینا ھے۔۔۔ایک جازب اور پھر دوسرا ایاز انکل۔۔۔

آپ جانتی ھیں وہ دونوں کے نام سے بھی چڑتا ھے۔۔۔انکو اچانک یہاں دیکھ کر برداشت کیسے کریگا۔۔۔۔

میں ابھی نہیں بتا سکتی کچھ بھی اسے کیونکہ اگر اسے میں نے بتا دیا تو وہ واپس ہی نہیں آئے گا۔۔۔

یہاں میرے پاس ھوگا میں گائیڈ کر لونگی اسے۔۔۔۔

ھممم انٹی آپ جازب کی شادی کیوں نہیں کر دیتیں۔۔۔۔۔

وہ مانے تب نا۔۔۔ لیکن اب اسکی نہیں چلنی اب کرنی ھو گی اسے شادی۔۔۔ بیوی کے کھونٹے سے بندھے گا تو عقل آئے گی اسے۔۔۔۔

وہ پاپ کارن کھاتا اندر آیا۔۔

کیا پٹیاں پڑھا رہی ھو میری ماں کو۔۔۔

اور یہ کس کے بیل کو کھونٹے سے باندھنے کی بات ھو رہی ھے۔۔۔۔

جازب کی بات پر نرگس ارجع نمل زور سے ھنسنے لگیں۔۔۔

بیل کی نہیں تمھیں کھونٹے سے باندھنے کی بات کر رہی ھوں۔۔۔

ارے میری پاگل اماں۔۔۔ جازب کو روکنے والا اتنا مظبوط کھونٹا ابھی تک بنا ہی نہیں۔۔۔۔۔

بیٹا جس کھونٹے کی میں بات کر رہی ھوں نا اس سے اچھے اچھے قابو میں آجاتے ھیں۔۔۔

کیونکہ اس کھونٹے کی رسی بیوی کے ہاتھ میں ھوتی ھے۔۔۔

اوہ اچھا تو آپ میری شادی کی بات کر رہی ھیں۔۔۔

ہاں جی ارجع اور نرگس ایک ساتھ بولیں۔۔۔

وہ نمل کو دیکھنے لگا جو چپ تھی۔۔۔۔

دیکھتے ھیں اماں کون کس کو اپنے قابو میں کرتا ھے۔۔۔

ایاز سعودی عرب واپس جا چکے تھے۔۔۔

ارجع شاپنگ پر نرگس انٹی کو ساتھ لے گ ئی۔۔۔۔

جازب جاب پر تھا۔۔۔

آج وہ جلدی گھر آ گیا تھا۔۔۔

امی امی۔۔۔ ارجع۔۔۔ نمل۔۔۔ کہاں ھیں سب۔۔۔

نمل باہر آئی۔۔۔ کیا جاہلوں کیطرح پورے گھر میں چلا رھے ھو۔۔۔

کسی نے مینرز نہیں سکھائے تمھیں۔۔۔

بندہ آفس سے تھکا ہارا آئے تو اسے پہلے چائے پانی کا پوچھتے ھیں۔۔۔ صلاواتیں نہیں سناتے۔۔۔

وہ چڑ کر بولی۔۔۔ مینرز آتے ھیں مجھے اچھے سے۔۔۔ لیکن میں تمھاری نوکر نہیں۔۔۔

وہ ھنسا۔۔۔

افففف اللہ اتنا جلا کٹا انداز۔۔۔۔

نوکر ہی تو نہیں کرتے یہ کام بیوی بھی کرتی ھے۔۔۔۔ شوہر ہی سمجھ کر چائے پلا دو۔۔۔۔

ککککک کیا کہا تم نے۔۔۔۔اس نے کمر پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔

بیوی اور تمھاری وہ بھی میں۔۔۔۔۔۔

ہاں۔۔۔ جازب نے اسکی طرح منہ کھولے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

تم کب سے دیکھنے لگے میری شادی کے خواب وہ بھی اپنے ساتھ۔۔۔

وہ سر کی پیچھے ہاتھ لے جا کر بولا۔۔۔

یار سچ سن ہی لو تم آج۔۔۔

میں نے تمھیں جب پہلی بار دیکھا تھا تبھی میرے دل میں اترگئی تھی تم۔۔۔۔اسی لیئے اٹھا کر لے گیا تھا۔۔۔

وہ چیخی بکواس بند کرو اپنی۔۔۔

اور خبردار جو مجھے دوبارہ بیوی سمجھا تو۔۔۔

وقت پر ہی نکال دو یہ خیال دل سے تو اچھا ھے۔۔۔۔۔

جازب نے جاتے ھوئے اسکا راستہ روکا۔۔۔

اگر میں نا نکالوں تو۔۔۔۔

تو پھر اس گھر سے ہی نکلوا دونگی میں تمھیں۔۔۔۔

وہ اسکے قریب ھوا۔۔۔

دھمکی دے رہی ھو مجھے۔۔۔

سمجھا رہی ھوں میں تمھیں۔۔اب اسے دھمکی سمجھو یا نصیحت تمھاری مرضی ھے۔۔۔۔

رتابہ کا دل بہت اداس تھا۔۔۔

وہ چار دیواری میں بلکل تنہا رہ کر عاجز آ چکی تھی۔۔۔۔

باہر ہلکی ہلکی بوندا باندی ھو رہی تھی۔۔۔

رتابہ باہر آئی اور سیدھا جھیل کے کنارے بچوں کے پاس آ کر بیٹھ گ ئی۔۔۔۔

عضد گھر آ گیا تھا جلدی اسکی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔

گھر آیا تو رتابہ نہیں تھی۔۔۔

وہ پریشان ھو گیا۔۔۔

رتابہ رتابہ۔۔۔۔۔

وہ آوازیں لگانے لگا۔۔۔

کہاں گ ئی یہ۔۔۔

گھبرا کر وہ باہر آیا۔۔۔

آس پاس دیکھا تو وہ جھیل کنارے بیٹھی ھوئی تھی۔۔۔

وہ اسکے پاس آیا۔۔۔

کیا کر رہی ھو یہاں۔۔۔

کچھ نہیں دل گھبرا رہا تھا اسلیئے یہاں آگ ئی۔۔۔۔

چلو گھر۔۔۔

آپ جائیں میں آتی ھوں۔۔۔

نہیں میرے ساتھ چلو۔۔۔

وہ اٹھی اور اسکے ساتھ چلنے لگی۔۔۔

بارش کے پانی سے اسکا جوتا سلپ کر رہا تھا۔۔۔

عضد نے ایک نظر اسے دیکھا۔۔

بھیگے چہرے پر بکھرے بالوں میں وہ خوبصورت بلا لگ رہی تھی۔۔۔

وہ پھر سلپ ھوئی تو عضد نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھاما اور اپنے ساتھ چلانے لگا۔۔۔

رتابہ کا دل چاہا یہ وقت یہیں تھم جائے۔۔۔۔۔

نرگس لان میں پودوں کو پانی دے رہی تھی۔۔۔

امی نمل اسکے پاس آئی۔۔۔

امی آپ جازب کی شادی ارجع سے کیوں نہیں کر دیتیں۔۔۔

بیٹا میں نے اسے کہا کافی بار لیکن وہ کسی اور کو پسند کرتا ھے۔۔۔

تو کیا ھوا۔۔۔ وہ بہت اچھی لڑکی ھے امی جازب کو پسند بھی کرتی ھے۔۔۔

نرگس نے جانچتی ھوئی نظروں سے اپنی بیٹی کو دیکھا۔۔

اور تم۔۔۔۔

ماں کے سوال پر وہ سٹپٹا گ ئی۔۔۔

کیا میں؟؟

تم پسند نہیں کرتی جازب کو۔۔۔

یہ کیسا سوال ھے امی۔۔۔

نرگس نے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔۔

جو پوچھا ھے وہ بتاؤ۔۔۔

نمل نے نظریں جھکا لیں۔۔

بلکل پسند نہیں۔۔۔ As a life partner نہیں امی وہ مجھے

کیوں کیا کمی ھے اسمیں۔۔۔

امی بات کمی کی نہیں ھے۔۔۔

تو پھر۔۔۔

بس چھوڑیں آپ اس بات کو۔۔

ارجع کی بات کرتے ھیں۔۔۔

وہ تمھیں پسند کرتا ھے۔۔۔اور میں اور تمھارے بابا بھی یہی چاھتے ھیں۔۔۔

لیکن میں نہیں چاہتی امی۔۔

اندر آتے جازب نے اسکی بات سن لی۔۔۔

کیوں تم کیوں نہیں چاہتی۔۔۔

بس نہیں بتا سکتی میں۔۔۔

تمھیں بتانا ھوگا ورنہ ھمارا فیصلہ ماننا ھوگا۔۔۔

جازب نرگس کے پیچھے آ کھڑا ھوا۔۔۔

امی کہاں گیا وہ رواج وہ وقت جب بیٹیاں ماں باپ کی مرضی میں راضی ھو جاتی تھیں۔۔۔۔

نمل اسے دیکھ کر بولی۔۔

تم کون ھوتے ھو ماں بیٹی کے بیچ بولنے والے۔۔۔

وہ نرگس کو کندھوں سے پکڑ کر بولا۔۔۔

اس ماں کی بیٹی کا ھونے والا داماد۔۔۔۔۔۔

کان کھول کر سن لو۔۔۔ نہیں کرنی میں نے تم سے شادی۔۔۔

وہ چڑ کر چلدی وہاں سے۔۔۔

جازب کمرے میں سونگ سن رہا تھا۔۔۔

وہ اسکے سر پر آن کھڑی ھوئی۔۔۔

یہ کیا نیا شوشا چھوڑا ھے تم نے۔۔۔

وہ اسے اپنے کمرے میں دیکھ کر خوشی سے اچھلا۔۔۔

زھے نصیب زھے نصیب۔۔۔۔

کچھ پوچھا ھے میں نے تم سے۔۔۔

یہ کیا ہر وقت جنگلی بلیوں کیطرح لڑتی رہتی ھو مجھ سے۔۔۔

کیونکہ تم اسی قابل ھو۔۔۔

ھممم مطلب پہلے غصہ دکھاؤ گی پھر۔۔۔

وہ آگے گنگنانے لگا۔۔۔

ھولے ھولے ھو جائے گا پیار بلی ئے۔۔۔۔

آآآ۔۔۔۔ وہ چیخی شیٹ اپ۔۔۔۔۔

میں تمھیں صاف صاف الفاظ میں آخری بار سمجھانے آئی ھوں۔۔۔

اپنے یہ مذاق اور اپنے ادھورے خواب خود تک محدود رکھو۔۔۔ میں مر جاؤ نگی پر تم سے شادی نہیں کرو نگی۔۔۔۔

جازب نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

وہ بلکل سیری ئی س تھی۔۔۔۔

تم نے مجھے ابھی تک معاف نہیں کیا۔۔۔

کبھی بھی معاف نہیں کرونگی وہ ذلت کے ہار جو تمھاری وجہ سے میرے گلے کا طوق بنے تھے اب بھی انکی پھانس مجھے محسوس ھوتی ھے نا تو میرا دم گھٹنے لگتا ھے۔۔۔اور تمھیں دیکھ کر بھی۔۔۔۔

ارجع انکی ساری باتیں سن چکی تھی۔۔۔

وہ اسکی آمد سے بے خبر تھے۔۔۔

کونسی ذلت اور کونسے پھندے۔۔۔ارجع کی آواز پر دونوں چونکے۔۔۔۔

ارجع انکی ساری باتیں سن چکی تھی۔۔۔

وہ اسکی آمد سے بے خبر تھے۔۔۔

کونسی ذلت اور کونسے پھندے۔۔۔ارجع کی آواز پر دونوں چونکے۔۔۔۔

جازب جھٹ سے اٹھا۔۔۔

تمھیں اسکے گلے میں کوئی پھندا کوئی طوق کوئی ہار نظر آرہا ھے۔۔۔

ارجع نے نا میں سر ہلایا۔۔۔

بس ویسے ہی پاگلوں والی باتیں کرتی رہتی ھے۔۔۔۔

نمل کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔

پاگل ھوگے تم پاگل ھوگی تمھاری بیوی۔۔۔۔

جازب کو پھر شرارت سوجھی۔۔۔

اور پاگل ھونگے میرے بچے بھی۔۔۔

ھیں نا۔۔۔

وہ زور زور سے ھاں میں سر ہلانے لگی۔۔۔

ارجع جازب کا ہاتھ پکڑے اسے باہر لے گ ئی۔۔۔

چلو میر ساتھ۔۔۔

کہاں؟؟

کسی پارک۔۔۔۔

اس باگڑبلی کو بھی لے لو ساتھ۔۔۔

نہیں اسکی ضرورت نہیں تم چلو۔۔۔

وہ دونوں گھاس پر ٹہلنے لگے۔۔۔

بتاؤ اب کس ذلت کی بات کر رہی تھی نمل۔۔۔

جازب خاموش رہا۔۔۔

بولو جازب ایسا کیا کیا ھے تم نے اسکے ساتھ۔۔۔جو وہ مرنے کو تیار ھے پر شادی کیلئے نہیں۔۔۔

جازب کچھ پل خاموش رہا پھر اے ٹوزی۔۔۔اسے سارا قصہ سنایا۔۔۔۔

اسکی بات سن کر ارجع کو کافی حیرت ھوئی۔

لیکن اس نے اسوقت شادی پر فوکس کیا۔۔۔

وہ راضی نہیں ھے تم سے شادی پر کیا کرو گے۔۔۔

تم مدد کرو نا یار پلیز۔۔۔

اسے سمجھاؤ معاف کر دے مجھے۔۔

میں اسی کی خاطر لوٹ کر آیا ھوں۔۔سب کچھ چھوڑ دیا ھے میں نے۔۔۔

ہر گناہ کے راستے سے منہ موڑ آیا ھوں۔۔لوٹ کر واپس نہیں جانا چاہتا۔۔۔۔

میں مانتا ھوں میری غلطی بہت بڑی تھی۔۔۔ لیکن میں اسکا ازالا بھی تو کرنا چاھتا ھوں۔۔۔

ٹھیک ھے میں کوشش کرتی ھوں اسے گائیڈ کرلوں۔۔۔لیکن وہ پھر بھی نامانی تو۔۔۔

تو پھر اسے یہ سمجھا دینا اگر میری نہیں ھوئی تو میں اسے کسی اور کا ھونے بھی نہیں دونگا۔۔۔

جازب کی آج چھٹی تھی۔۔۔

لیٹ اٹھا کافی وہ۔۔۔

نمل کچن میں کوکنگ کر رہی تھی۔۔۔۔

نرگس زیان کے ساتھ کھیل رہی تھی۔۔۔

امی جان اپنی بہو سے کہیں ایک کپ کڑک سی چائے تو پلا دے۔۔۔

وہ ھانڈی کا چمچہ ہاتھ میں لیئے باہر آئی۔۔۔کیا کہا تم نے۔۔۔

وہ سادگی سے شانے اچکا کر بولا۔۔

جو تم نے کہا تھا وہی کہا ھے۔۔۔

جھوٹ مت بولو۔۔ورنہ یہ چمچ تمھارے سر پہ دے ماروں گی۔۔۔

نرگس دونوں کو دیکھنے لگی۔۔۔

قسم سے امی میں جھوٹ نہیں بول رہا۔۔جب پہلی بار اسے یہاں دیکھا تھا تو اس نے یہی کہا تھا کہ بہو ھے اس گھر کی۔۔۔

میں نے پوچھا اس سے کونسے بیٹے کی۔۔۔تو اسے اپنے شوہر کا نام بھی نہیں آتا تھا۔۔۔۔

نرگس نے نمل کیطرف دیکھا۔۔۔

امی فضول میں بول رہا ھے یہ میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔۔۔

رکو ذرہ تم وہ چمچ لی ئے اسکی طرف بڑھی۔۔۔

جازب کو اسد کا پھٹا ھوا سر یاد آیا تو وہ بھاگا باہر۔۔۔

وہ بھی اسکے پیچھے اندھا دھند بھاگی۔۔

جیسے ہی بھاگتے ھوئے اس نے چمچ سے وار کیا تو اندر آتے شاہ جی کے سر پر جا لگا۔۔۔

جازب کی ھنسی رک ہی نہیں رہی تھی۔۔۔شاہ جی کے سر پر چمچ سے پڑنے والا گیند نما گلولہ دیکھ کر۔۔۔۔۔۔

شاہ جی چکرا کر رہ گیا۔۔۔۔

نمل شرمندگی سے اندر بھاگنے لگی۔۔تو جازب نے اسے آڑھے ہاتھوں لیا۔۔۔کہاں بھاگ رہی ھو دُم دبا کر۔۔۔

شاہ جی کی آواز پر نرگس باہر آئی۔۔۔

اس نے سر پکڑے سلام کیا۔۔۔

سر کیوں پکڑ رکھا ھے تم نے۔۔۔

مجھے نہیں معلوم تھا اماں جی آپکے گھر میں مہمانوں کو چمچے کے وار سے ویلکم کیا جاتا ھے۔۔۔

نرگس کو کافی غصہ آیا نمل پر۔۔۔

یہ کیا حرکت کی ھے تم نے۔۔۔

جازب نے جلدی سے کھینچ کر اسے نرگس کے آگے پیش کیا۔۔۔

امی وہ۔۔۔ میں نے اسے مارا تھا یہ بیچ میں آگ ئے۔۔۔ کیسے لگا انکو مجھے نہیں پتہ۔۔۔

شاہ جی رومال سے سر دبا کر بولا۔۔۔ ظاہر ھے میڈم مارنے والے کو کیسے پتہ چل سکتا ھے۔۔ یہ تو چمچ کھانے والا ہی جانتا ھے کہ دن میں تارے کیسے نظر آتے ھیں۔۔۔۔

حد ھوتی ھے نمل بچپنے کی بھی۔۔۔ اگر اسکا سر پھٹ جاتا تو۔۔۔

جازب فورا بولا۔۔۔ امی بے فکر رھیں سر پھٹنے سے خون نہیں نکلنا تھا بلکہ سارا بھوسہ آنا تھا باہر۔۔۔

نرگس کو ھنسی آگ ئی۔۔۔

وہ شاہ جی کو اندر لے گ ئی۔۔

نمل کچن میں غائب ھو گ ئی۔۔۔

بام لگائی۔۔۔ iodex نرگس نے شاہ جی سر پر

نمل نے ھانڈی کا چمچ جھاڑا تو آواز باہر تک آئی۔۔۔

جازب نے اونچی آواز لگائی۔۔۔

چمچ ذرا آھستہ ھلاؤ بہو رانی مہمان کا سر ہلا کر بھی چین نہیں آیا تمھیں۔۔۔۔

نمل نے بڑی مشکل سے برداشت کی اسکی بات۔۔۔

بس کر دو اب کیوں تنگ کرتے ھو اتنا اسے۔۔۔

ارجع ابھی ابھی جاگی تھی آنکھیں مسلتی باہر آئی۔۔۔

شاہ جی کو دیکھ کر بڑی خوش ھوئی۔۔۔

ارے آپ یہاں۔۔۔

وہ سامنے بیٹھی۔۔۔

نمل نے کچن سے باہر جھانکا۔۔۔

کہ ارجع کیسے جانتی ھے شاہ جی کو۔۔۔۔۔

وہ تینوں آپس میں ھنستے باتیں کرتے رھے نرگس کچن میں نمل کیساتھ مصروف ھوگئی۔۔۔

سب نے ملکر کھانا کھایا نمل بلکل خاموش تھی۔۔۔

جازب نے شاہ جی کو کہنی ماری۔۔۔ کھانا کیسا لگا تجھے۔۔۔

شاہ جی نے نمل کیطرف دیکھا جو بڑے غصے سے جازب کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

شاہ جی بولا۔۔اچھا ھے۔۔۔

اچھے سے تعریف کردے یارا۔۔۔

ورنہ ایسا نا ھو کہ آتے ھوئے چمچ کھانے سے سواگت ھوا تھا تیرا اب جاتے ھوئے جوتے نا کھانے پڑ جائیں۔۔۔۔

سب بہت زور سے ھنسے۔۔۔

نمل اٹھ کر جانے لگی۔۔تو نرگس نے روکا۔۔رکو نمل۔۔۔ایسے کھانا بیچ میں چھوڑ کر اٹھنا مناسب نہیں۔۔۔اس مستانے کی باتیں دل پر نا لیا کرو۔۔۔عقل سے پیدل ھے یہ۔۔۔۔۔

تم بھی کھالو نمل جی ک دو چار چمچے۔۔۔ عقل اپنے آپ آجانی ھے۔۔۔۔

نمل نے منہ لٹکا کر ماں کیطرف دیکھا۔۔۔

مذاق کر رھے ھیں نمل۔۔۔اسمیں برا ماننے والی کونسی بات ھے۔۔

ارجع مسکرا کر بولی۔۔۔۔

برا تو شاہ جی کو منانا چاھی ئے جن کو آتے ہی تم نے دن میں تارے دکھائے۔۔۔۔

اب کی بار وہ بھی مسکرائی۔۔۔

ارجع سارے برتن اٹھانے لگی۔۔۔

نمل بیٹا چائے بنالاؤ سب کیلی ئے۔۔۔

کچھ دیر بعد جازب کچن میں اسکے پیچھے گیا۔۔

مائی ڈی ئی ر سویٹ ہارٹ چائے اچھی بنانا او کے۔۔۔۔

وہ خونخوار نظروں سے مڑی۔۔۔

تمھاری چائے میں زہر ملا کے دونگی میں تمھیں۔۔۔۔۔

وہ کان کھجانے لگا۔۔۔کانوں میں تو کافی گھولتی رہتی ھو چائے میں بھی گھول دو نو پرابلم۔۔۔

تم کچن سے باہر جاؤ گے یا میں چلی جاؤں۔۔۔

وہ چلا گیا۔۔۔

شاہ جی ارجع اور جازب تینوں باہر لان میں بیٹھے ھوئے تھے۔۔۔چائے کے کپ اس نے شاہ جی اور جازب کے ہاتھ میں پہلے دی ئے۔۔۔

جیسے ہی شاہ جی نے چائے کا ایک سپ لیا تو چائے حلق سے نیچے نا اتری اس نے گھاس پر چائے اگل دی۔۔۔۔

جازب نے جلدی سے اسکے ہاتھ سے چائے کا کپ لیا۔۔

اوئے یار کہیں سچ میں تو نہیں زہر ڈال دیا تم نے چائے میں۔۔۔

شاہ جی کا دودھیا چہرہ لال ھو گیا۔۔۔

میرا کپ تھا یار یہ۔۔۔

نمل کیطرف دیکھا اس نے۔۔۔

تمھاری دشمنی اس سے ھے نا مجھ سے کونسے جنم کے بدلے لے رہی ھو۔۔۔

وہ فورا بولی۔۔۔ سوری بھائی وہ چائے کا کپ بدل گیا تھا۔۔۔

جازب صاحب تو بھی اپنے ارادے بدل لے ایسے نا ھو شادی سے پہلے ہی تو ہلاک ھو جائے۔۔۔۔

جازب نے چائے چکھی تو نمک سے زہر بنی ھوئی تھی۔۔۔۔

رتابہ عضد کے کپڑے استری کر رہی تھی۔۔۔۔

سنو۔۔۔

جی۔۔۔

شام کو شادی میں جانا ھے۔۔

ڈریسز ھیں تمھارے پاس شادی کیلئے۔۔۔

ھیں۔۔۔ frocks جی امی نے رکھے تھے دو چار

ھممممم رات کو پھر تیار ھو جانا۔۔۔

جی ٹھیک ھے۔۔۔

وہ اسود کی کال پر گھر سے چلا گیا۔۔۔

شام کو لوٹا تو وہ تیار بیٹھی تھی۔۔۔

گولڈن فراق میں ڈائی منڈ کی نازک سی جیولری پہنے لمبے دراز بالوں کی چٹیا آگے لٹکائے ریڈ لپ اسٹک میں وہ آفت لگ رہی تھی۔۔۔

عضد کی نگاہ ٹھہر سے گئی اس پر۔۔۔

جانا نہیں ھے۔۔ چینج کر لیں آپ بھی۔۔۔۔

او کے۔۔۔

وہ جلدی سے تیار ھوااور وہاں پہنچے وہ دونوں۔۔۔

مایوں کی رسم تھی آج۔۔۔

دو پارٹیوں کے بیچ انتاکشری کا گیم اپنے زور وپر تھا۔۔۔۔

مسز ھمدانی بھی وہاں موجود تھیں۔۔۔وہ کچھ دیر بعد عضد کو ملیں۔۔۔۔

انہوں نے عضد کو بھی شامل کیا اپنی سائیڈ۔۔۔

ایک لفظ انکو دیا جاتا دونوں میں سے جو پہلے گانا گاتا وہ گروپ جیت جاتا۔۔۔

اب کی بار لفظ خوبصورت تھا۔۔۔

عضد نے پہل کی۔۔۔

خوبصورت ھے وہ اتنا۔۔۔۔۔۔

اسکے گروپ نے سیٹیاں بجا کر خوب شور کیا۔۔۔عضد کی آواز بہت خوبصورت تھی اس پر اسکی مسکراتی آنکھوں کا انداز اس سے بھی نرالا تھا۔۔۔

خوبصورت ھے وہ اتنا سہا نہیں جاتا۔۔۔

کیسے ھم خود کو روک لیں رہا نہیں جاتا۔۔۔

چاند میں داغ ھے یہ جانتے ھیں ھممم لیکن۔۔۔

رات بھر دیکھے بنا اسکو رہا نہیں جاتا۔۔۔

خوبصورت ھے وہ اتنا سہا نہیں جاتا۔۔۔۔

عضد کے شامل ھوتے ہی انکا گروپ جیتنے لگا۔۔۔

اگلا لفظ عشق تھا۔۔۔

ایک بار پھر عضد کی آواز گونجی۔۔۔

اے گندمی رنگت والی۔۔

اے گندمی رنگت والی۔۔۔

ہر پل تیرے جلوں کا۔۔۔

ھے میرا عشق سوالی۔۔۔

عضد کی آواز پر رتابہ کے دل کے تار چھڑنے لگے۔۔۔۔

دو گھنٹے گیم چلا۔۔۔

آخری گانا بھی عضد نے ہی گایا۔۔۔

لفظ تھا چاند۔۔۔

میں نے پوچھا چاند سے دیکھا ھے کہیں۔۔۔

میرے یار سا حسیں۔۔۔

چاند نے کہا چاندنی کی قسم۔۔

نہیں نہیں نہیں۔۔۔۔۔۔

سب نے عضد کو یہ گانا پورا سنانے کو کہا۔۔۔۔

میں نے پوچھا چاند سے،

کہ دیکھا ہے کہیں۔؟

مرے یار سا حسیں۔؟

چاند نے کہا، چاندنی کی قسم

نہیں، نہیں، نہیں

میں نے یہ حجاب تیرا ڈھونڈا

ہر جگہ شباب تیرا ڈھونڈا

کلیوں سے مثالیں تیری پوچھیں

پھولوں میں جواب تیرا ڈھونڈا

میں نے پوچھا باغ سے

فلک ہو یا زمیں

ایسا پھول ہے کہیں۔؟

باغ نے کہا، ہر کلی کی قسم

نہیں، نہیں، نہیں

چال ہے کہ موج کی روانی

زلف ہے کہ رات کی کہانی

ہونٹ ہیں کہ آئینے کنول کے

آنکھ ہے کہ میکدوں کی رانی

میں نے پوچھا جام سے

فلک ہو یا زمیں

ایسی مے بھی ہے کہیں

جام نے کہا، مے کشی کی قسم

نہیں، نہیں، نہیں

خوبصورتی جو تو نے پائی

لٹ گئی خدا کی بس خدائی

میر کی غزل کہوں تجھے میں

یا کہوں خیام کی رباعی

URDUNovelians

میں جو پوچھوں شاعروں سے

ایسا دل نشیں، کوئی شعر ہے کہیں

شاعر کہیں شاعری کی قسم

نہیں، نہیں، نہیں

نرگس کے کہنے پر نمل جازب کیساتھ شاپنگ کیلی ئے گ ئی۔۔۔۔

جازب بڑا خوش تھا اسکے ساتھ جانے پر۔۔۔

گاڑی میں رومانوی گانے لگا کر وہ خود بھی گنگنا رہا تھا۔۔۔۔

دو باتیں ھو سکتی ھیں صنم تیرے انکار کی۔۔۔

یا دنیا سے تو ڈرتی ھے یا قدر نہیں میرے پیار کی۔۔۔۔

نمل نے ٹیپ بند کی۔۔

اسے کیوں بند کیا تم نے۔۔۔

یا اسے بجنے دو یا اپنا باجا بند کرو۔۔۔

جازب ھنسا۔۔۔

ھاھاھاھا اچھا تو یوں کہو نا۔۔ ناگوار گزر رہا ھے تمھاری سماعتوں کو میرا باجا۔۔۔۔

وہ ناک سکیڑے باہر جھانکنے لگی۔۔۔

گاڑی سگنل پر رکی تو ایک مانگنے والی انکے پاس آئی۔۔

دے دے بابو کچھ اللہ کے نام پر۔۔۔ صبح سے بھوکی ھوں کچھ نہیں کھایا۔۔۔

جازب نے اسے سو کا نوٹ تھمایا۔۔۔

وہ نوٹ لے کر دعائیں دینے لگی۔۔۔

اللہ تجھے حج کرائے۔۔۔

اللہ تیری منتے مرادیں پوری کرے۔۔۔اللہ تجھے کسی کا محتاج نا کرے۔۔۔

ایک دعا اور کرو میری شادی ھو جائے۔۔وہ نمل کیطرف دیکھ کر بولا۔۔۔

وہ بولی اللہ کرے جلدی تیری شادی ھو جائے۔۔ساتھ بیٹھی شہزادی سے۔۔۔

جازب نے پانچ سو کا نوٹ اسے دیا۔۔۔

وہ خوشی سے اور دعائیں دینے لگی۔۔

اللہ تجھے سوھنے سے بیٹے سے نوازے۔۔۔

جازب نے پھر ایک نوٹ نکالا۔۔۔

وہ پھر سے بولی۔۔۔

تو نے مجھ بھوکی کا پیٹ بھرا۔۔۔

اللہ تیری ساری مرادیں بھرے تجھے دو دو بیٹوں سے نوازے۔۔۔۔

جازب نے بلند آواز میں آآآ ممممین کہا۔۔۔

تو نمل جل بھن گ ئی۔۔۔

مانگنے والی کو دیکھ کر بولی۔۔۔

بات سنو تم ہی کر لو اس سے شادی بے فکر رھو کبھی تمھارا پیٹ خالی نہیں چھوڑے گا یہ۔۔۔

فقیرن تو اسکی بات نا سمجھ سکی لیکن جازب سمجھ چکا تھا۔۔۔۔

اسکا قہقہہ پوری گاڑی میں گونجا۔۔۔۔

نمل غصے سے لال پیلی ھو گ ئی۔۔۔اس نے ناآؤ دیکھا نا تاؤ۔۔ گود میں پڑے پرس سے جازب کی پٹائی شروع کر دی۔۔۔

جازب نے ھنستے ھوئے اس سے پرس چھینا۔۔۔

بس کرو کیا کر رہی ھو سب دیکھ رھے ھیں یار۔۔۔

وہ فقیرن پھر بولی۔۔ نامار میرے بابو کو۔۔ایسا سونا منڈا تجھے نہیں ملے گا۔۔۔

سگنل کھل چکا تھا۔۔۔

گاڑی اپنی منزل کیطرف رواں دواں تھی۔۔۔

جازب کی ھنسی رک ہی نہیں رہی تھی۔۔۔

اور نمل کا غصہ اپنے عروج پر تھا۔۔۔

اب اگر تم دوبارہ ھنسے تو میں چلتی گاڑی سے اتر جاؤ نگی۔۔۔زہر لگ رہی ھے تمھاری ھنسی اسوقت مجھے۔۔۔۔۔

یار تم نے بات ہی ایسی کہی کہ کبھی بھی پیٹ خالی نہیں چھوڑونگا۔۔۔اب ھنسنے والی بات پر ھنسوں بھی نا میں۔۔۔۔

خیر تم فکر نا کرو میں نے تمھارے ساتھ کرکٹ ٹیم نہیں بنانی۔۔۔۔۔

کیا مطلب وہ اسے گھورنے لگی۔۔۔

مطلب یہ کہ پیار تو بہت ھوگا لیکن بچے اتنے زیادہ نہیں ھونگے ھمارے۔۔۔

مجھے لگتا ھے سینڈل اتارنا پڑے گا اب۔۔۔

وہ انجان بن کر بولا۔۔۔کیوں ٹوٹ گیا ھے کیا۔۔۔

ابھی تو نہیں ٹوٹا البتہ تمھاری مذید کسی بھی بکواس پر تمھارے اوپر ٹوٹ سکتا ھے۔۔۔۔

وہ آسمان کیطرف دیکھ کر بولا۔۔۔اے میرے پروردگار کس باگڑ بلی پر دل ہار بیٹھا میں۔۔۔

ارجع کی کچھ دن بعد واپسی تھی۔۔۔

نرگس گھر میں نہیں تھی۔۔۔

ارجع نے موقع دیکھ کر بات چھیڑی۔۔۔

ھے عضد سے شادی نا کرنے کا کہ اس نے تمھیں reason نمل تمھارے پاس صرف یہی کیا تھا۔۔۔ kidnap

بھی ھے۔۔۔ reason یا کوئی اور

اس نے بتا دیا تمھیں سب۔۔۔

ہاں دیکھو نمل میرا پورا بچپن انکے ساتھ گزرا ھے تم نہیں جان سکتی انکو اتنا جتنا میں جانتی ھوں۔۔۔

ابھی تو یہ تمھاری بات ھنسی میں ٹال رہا ھے لیکن یہ یاد رکھنا یہ ٹلنے والا نہیں۔۔۔

یہ جس بات پر ضد پر آجائے تو پوری دنیا ملکر بھی اسے نہیں سمجھا سکتی۔۔۔

اگر وہ تمھیں تمھارے گھر سے اٹھا سکتا ھے تو سوچو وہ آگے کس حد تک جا سکتا ھے۔۔

پہلے تم اسکی پسند تھی اب اسکی محبت اور جنون بن چکی ھو۔۔۔۔

تم ڈر ارہی ھو مجھے جازب سے۔۔

نہیں یار ڈرا نہیں رہی۔۔۔

تم سمجھ کیوں نہیں رہی ھو وہ تمھیں بہت چاھتا ھے تمھاری خاطر وہ ان راہوں سے بھی لوٹ آیا ھے جن راہوں سے موت کے علاوہ چھٹکارا ممکن نہیں تھا۔۔۔

تم اسکی بچپن کی دوست ھو نا اسلیۓ تمھیں وکیل بنا کر اس نے بھیجا ھے۔۔۔

لیکن وہ یہ نہیں جانتا اسکی وجہ سے جو وکالت دنیا کے کٹہرے میں کھڑی میں نے اکیلے کی وہ کس قدر کٹھن تھی۔۔۔

وہ تمھارا ماضی تھا نمل۔۔۔۔

ماضی میں جینے والے حال میں نا صرف ناخوش رہتے ھیں بلکہ اپنا مستقبل بھی برباد کر لیتے ھیں۔۔۔۔

میں جانتی ھوں بہت غلط کیا اس نے لیکن اسکی غلطی کے سبب آج تم یہاں اپنی ممتا کی چھاؤں میں ھو۔۔۔

اگر اس نے تمھیں اغوا کیا تو تمھاری حفاظت بھی کی۔۔۔

اور شادی کی آفر اس نے اسی وقت کی تھی تم سے جب وہ تمھارا نام تک نہیں جانتا تھا۔۔۔

نمل ارجع کو دیکھنے لگی۔۔۔

وہ غلط ضرور تھا مگر بدنیت نہیں۔۔۔۔

تو کیا اس نے مجھے اچھی نیت سے اٹھایا تھا۔۔۔۔

ارجع سر پیٹ کر رہ گ ئی۔۔

تم نہیں کرو گی اس سے شادی۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔

تو پھر سن لو پاگل لڑکی۔۔

تمھاری شادی وہ کسی اور سے بھی نہیں ھونے دیگا۔۔۔۔۔

میری رگوں میں بھی اسی کا خون ھے شادی میری ھو گی اور اسی کے سامنے ھو گی۔۔۔

تم بھی دیکھ لینا اور اسے کہنا جو کرنا چاھتا ھے کر گزرے۔۔

میں بھی تو دیکھوں کتنا دم ھے اسمیں مذید مجھے برباد کرنے کا۔۔۔۔

کہیں ایسا تو نہیں تمھاری شادی جس سے ھو رہی تھی تم اسے چاھتی تھی۔۔۔اور اب اسکے نا ملنے پر بدلہ جازب سے لینا چاہتی ھو۔۔۔۔

نہیں ارجع اس شخص کیساتھ میرا ایسا کوئی تعلق نہیں تھا کہ اسکے ملنے پر مجھے ساری کائی نات مل جاتی۔۔ یا نا ملنے پر دنیا کی ہر خوشی روٹھ جاتی۔۔۔۔

ارجع نے اسکے ٹھنڈے ھوتے ہاتھ پکڑے۔۔ یہاں دیکھو میری طرف۔۔۔

تمھارا یہ انکار میری وجہ سے تو نہیں۔۔۔۔

نمل اسکی آنکھوں میں جھانک کر بولی۔۔۔ہاں شاید۔۔۔

ارجع کا دل چاہا وہ یا اپنا سر پھاڑ دے یا اسکا۔۔۔۔

نمممممل۔۔۔۔۔۔۔ تمھاری بے وقوفی ھے یہ اور کچھ نہیں۔۔۔

میں اسے چاھتی ضرور ھوں لیکن میں نے اسکے ساتھ زندگی گزارنے کے خواب کبھی نہیں دیکھے۔۔۔۔ کیونکہ میں جانتی ھوں ھماری دوستی ازدواجی رشتے میں نہیں بدل سکتی۔۔۔

تم کیوں نہیں سمجھتی ھو اس بات کو۔۔۔

اس دن تم نے انٹی سے بھی ذکر کیا اور جازب سے بھی۔۔۔

یار کیوں تم مجھے کشکول کیطرح لیئے انکے آگے پھر رہی ھو۔۔۔۔ مجھے رحم کی بھیک سمجھ رکھا ھے تم نے۔۔۔

ارجع بری طرح اس پر بگڑی۔۔۔

کیوں تم نہیں چاھتی کہ تمھاری زندگی کا سب سے بہترین دوست تمھارا ھمسفر بنے۔۔۔۔

یار دوستی کب سے رشتوں کی محتاج ھونے لگی۔۔۔۔۔

نہیں چاھتی ایسا کچھ بھی نا میں نا جازب۔۔۔ یہ محض تمھارا دماغی فتور ھے اور کچھ نہیں۔۔۔

نمل نے شادی کیلی ئے کہیں اور ہاں کر دی تھی۔۔۔

جلد از جلد وہ شادی کرنا چاہتی تھی۔۔۔

ارجع واپس چلی گ ئی تھی۔۔۔

نمل کی شادی کا سن کر ھنستا مسکراتا جازب بلکل ویرانوں کیطرح خاموش ھو گیا تھا۔۔۔

ایاز بھی آگ ئے تھے۔۔۔

شادی کی تیاریاں اپنے زور و شور پر تھیں۔۔۔۔

اور وہ دن آ بھی گیا جب اسکی شادی تھی۔۔۔

جازب یہ سب چھوڑ کر جانا چاہتا تھا لیکن نمل کی قسم دینے پر رکا کہ وہ اسے رخصت ھوتا اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔۔۔

آج اسکی مہندی کی رسم اختتام پذیر ھوئی تو۔۔۔۔۔

پیلے لباس میں وہ موتیے کے پھولوں سے مہکتی جازب کے کمرے میں آئی۔۔۔۔

کیسی لگ رہی ھوں میں۔۔۔

جازب سگریٹ پی رہا تھا۔۔۔

کیوں میرے زخموں پر نمک چھڑکنے آئی ھو۔۔۔

نمک چھڑکنے نہیں تمھیں احساس دلانے آئی ھوں۔۔ کہ کتنا اذیت ناک ھوتا ھے وہ لمحہ جب اپنی روح کسی اور کے ہاتھوں میں قبض ھوتی دکھائی دیتی ھے۔۔۔۔

جازب اسے دیکھنے بنا بولا۔۔۔

جاؤ یہاں سے میرے صبر کا امتحان نا لو اتنا کہ۔۔۔۔

کیا کہ۔۔۔ بولو کیا کہ۔۔۔۔

پھر ایک بار لال جوڑے میں مجھے اٹھانے کا ارادہ ھے؟؟

جازب اسکی بات سنے بغیر باہر جانے لگا۔۔

تو نمل نے اسکا راستہ روکا۔۔۔

کہاں چلے۔۔ ارجع نے تو تمھاری وکالت میں بڑے بڑے دعوے کیئے تھے کہ تم کسی صورت مجھے کسی اور کا ھونے نہیں دو گے۔۔۔

پھر اب کیسے ہار مان لی۔۔۔۔

وہ کچھ نا بولا خموشی سے اسے دیکھتا رہا۔۔۔

اب نہیں چھوؤ گے مجھے۔۔۔اب نہیں لو گے اپنی بانہوں میں۔۔۔۔

وہ اسکے بہت قریب ھوئی۔۔۔

جازب پیچھے ہٹا۔۔۔۔نکلو یہاں سے باہر۔۔۔

کیوں اتنی بری لگ رہی ھوں میں آج تمھیں۔۔۔۔

وہ مذید اسکے قریب ھوئی۔۔۔

آج میرے بولنے پر میرے لبوں پر اپنی مہر ثبت نہیں کرو گے۔۔۔

اسکے اتنے قریب آنے پر جازب کا سانس لینا محال ھو گیا۔۔۔

وہ اسے پیچھے دھکیل کر بولا۔۔۔

خدا کا واسطہ ھے چلی جاؤ یہاں سے ورنہ میں کچھ کر بیٹھو نگا۔۔۔۔

کیا کرو گے تم۔۔۔

نمل کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔

ابھی کچھ دن پہلے تو بڑے چہک رھے تھے بڑا مذاق اڑا رھے تھے میرا۔۔۔کہاں گ ئی تمھاری وہ ٹھاٹھیں مارتی ھنسی۔۔۔

بدل گ ئی نا ماتم میں۔۔۔

نمل نے اسکے سینے پر اپنے ہاتھ رکھے۔۔۔اب بدلہ نہیں لو گے مجھ سے۔۔۔

جازب نے اسے پیچھے ہٹایا۔۔۔

کیا چاہتی ھو تم؟؟؟

میں بے بس اور لاچار دیکھنا چاہتی ھوں تمھیں۔۔۔اور تم سے تمھارا صبر آزمانا چاہتی ھوں کہ کس مقام پر آ کر لبریز ھو گا۔۔۔۔

تم یہ سوچ رہی ھو کہ میں گڑگڑاؤ نگا تمھارے آگے۔۔۔

اپنی محبت خیرات میں مانگوں گا تم سے۔۔۔ تمھارے قدموں میں بیٹھ جاؤ نگا۔۔۔ یا مر جاؤ نگا تمھارے بغیر۔۔۔۔۔ تو تم نے غلط سوچا۔۔۔ بھیک میں ملنے والی محبت۔۔ محبت نہیں ھوتی۔۔

اور میں اپنا جیون محبت کے خیراتی سکوں میں تول کر نہیں گزار سکتا۔۔۔۔۔

جاؤ یہاں سے۔۔۔ میرا اور اپنا تماشا مت بناؤ۔۔۔۔

میرا تماشا تو بن چکا جازب اب باری تمھاری ھے تماشا بننے کی۔۔۔

جازب نے اسے سرخ ھوتی آنکھوں سے دیکھا۔۔۔۔

کتنے مجبور ھوگ ئے ھو تم۔۔۔کچھ بھی نہیں کر سکتے صرف اسلی ئے کہ میں اب تمھارے گھر کی عزت ھوں۔۔۔۔اگر آج یہاں نا ھوتی تو ایک بار پھر تم نے مجھے۔۔۔

بسسسسسس چپ۔۔۔وہ دبی دبی آواز میں چلایا۔۔

تکلیف ھو رہی ھے نا بہت۔۔۔کتنا کٹھن ھے نا یہ لمحہ جب اپنا آپ کسی اور کے ہاتھوں لٹتا ھوا دکھائی دے۔۔۔۔۔۔

جازب نے اسے زبردستی کمرے سے باہر نکالا۔۔۔

اور دروازہ لاک کیا۔۔۔

وہ جاتے جاتے اسے کہہ گ ئی۔۔۔

تم کل بھی بزدل تھے آج بھی بزدل ھو۔۔۔۔۔

وہ اسکے جاتے ہی سگریٹ پر سگریٹ پینے لگا۔۔۔

عجیب پاگل لڑکی ھے۔۔۔مجھے اذیت دیتے ھوئے خود بھی اذیت سے دوچار ھوتی ھے۔۔۔

پوری رات جازب کی کانٹوں پر گزری۔۔۔

اسکی صبر کی رگیں چٹخنے لگیں۔۔۔وہ خود پر قابو نا پا سکا اور شدت غم سے رو پڑا۔۔۔

اسکا ایک ایک آنسو لہو کیطرح ٹپک رہا تھا۔۔۔۔

پوری رات اسکی نمل سے جدائی کے عذاب میں گزری۔۔

اس رات کا ایک ایک پل صدیوں پر محیط تھا۔۔۔

وہ نمل کے سامنے نہیں ٹوٹنا چاھتا تھا۔۔۔

لیکن نمل کے فیصلے نے ریت کے ذروں کیطرح اسے بکھیر کر رکھ دیا تھا۔۔۔

لیکن جازب کو اتنا اندازہ ھو گیا تھا۔۔۔اپنی محبت سے دستبردار ھونا بلکل زندگی سے موت کے سفر جیسا تھا۔۔۔

وہ دلہن بنی پارلر میں جازب کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

وہ آیا اسے لینے۔۔۔اس نے اندر بلوایا اسے۔۔۔

جازب کی نظریں جھکی ھوئی تھیں۔۔۔

دیکھو گے نہیں میری طرف۔۔۔

نہیں۔۔۔۔

ایک نظر بھی نہیں۔۔۔

نہیں۔۔۔۔

کیوں برداشت نہیں ھو رہا نا مجھے اس روپ میں دیکھ کر۔۔۔

تم نے چلنا ھے یا نہیں۔۔۔۔۔

جب تک تم مجھے نظر بھر کر دیکھو گے نہیں میں نہیں جاؤ نگی۔۔۔۔

ٹھیک ھے کھڑی رھو یہیں۔۔۔

جازب جانے لگا وہ لپکی اسکے پیچھے تو شرارے میں پاؤں الجھ گیا۔۔۔

وہ منہ کے بل گرتی لیکن بڑی پھرتی سے جازب نے اسے تھام لیا۔۔۔

جازب کی نظریں اسکے سراپے پر جم سی گ ئی یں۔۔۔

اسے لگا اسکی دھڑکن کیطرح وقت ٹھہر سا گیا ھے۔۔۔

نمل کا یہ روپ تو اس نے اپنے لی ئے دیکھنا تھا۔۔۔ لیکن یہ کیا نمل کسی اور کی ھونے جا رہی تھی۔۔

اور وہ کچھ بھی نا کر سکا۔۔۔

وقت اور حالات نے کتنی مظبوط بیڑیاں ڈال دی تھیں اسکے قدموں میں۔۔۔

اسکی اپنی ہی محبت نے کسطرح اس سے سارے اختیار چھین کر اسے بے اختیار کر دیا تھا۔۔۔۔

وہ اسے شدت سے چاہ کر بھی کچھ نا کر سکا۔۔۔

اپنی محبت نمل کی ضد کی بھینٹ چڑھا دی اس نے۔۔۔

سچ کہا تھا کسی نے کہ محبت مرتی نہیں مار دیتی ھے۔۔۔۔۔

جازب کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔۔۔

جن کو وہ بڑی خاموشی سے حلق میں اتار گیا۔۔۔

نمل اتنے بھاری شرارے سے اسکے پیچھے آئی۔۔۔

لیکن وہ سیڑھیاں نہیں اتر سکتی تھی۔۔۔

جازب۔۔۔۔

وہ اسکی آواز پر پلٹا۔۔۔

میں نہیں اتر سکتی سیڑھیاں۔۔۔

جازب نے اسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔۔

تمھارا ہاتھ تھام کر بھی نہیں اتر سکتی۔۔۔۔

جازب نے سگریٹ سلگائی۔۔۔

تو کیا اب گود میں اٹھا کر اتاروں؟؟؟

نمل نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

پھر طعنہ مت دینا مجھے۔۔کہ لال جوڑے میں ایک بار پھر تمھیں اٹھالیا میں نے۔۔۔

یہ تواب میری مرضی ھے تمھاری نہیں۔۔۔۔

جازب نے سگریٹ پھینک کر زمین پر مسلا۔۔۔

پھر اسے اپنی بانہوں میں اٹھا کر سیڑھیاں اترنے لگا۔۔۔

ایک پل اسکا دل چاہا وہ اسے یونہی بانہوں میں لیئے لے اڑے۔۔۔

لیکن آج وقت کا تقاضا کچھ اور تھا۔۔۔

جازب کی بے بسی اسکی آنکھوں سے چھلک رہی تھی۔۔۔۔

نمل نے راستے میں اپنی شادی کا کارڈ اسکی گود میں رکھا۔۔۔

نام نہیں دیکھو گے میرے ساتھ جڑنے والے ھمسفر کا۔۔۔۔

جواب میں جازب خاموش رہا۔۔۔

وہ گانے کو شاعرانہ انداز میں بیان کرنے لگی۔۔۔

تو پیار ھے کسی اور کا۔۔۔

تجھے چاھتا کوئی اور ھے۔۔۔

تو پسند ھے کسی اور کی۔۔۔

تجھے دیکھتا کوئی اور ھے۔۔۔

جازب نے ایک دم بریک لگائی گاڑی کو۔۔۔ تو اسکا سر گاڑی کی سیٹ کے ساتھ جا لگا۔۔۔ کیونکہ وہ جازب کی پچھلی سیٹ پر تھی۔۔۔۔

تم نے سہی سلامت گھر پہنچنا ھے یا نہیں۔۔۔

جازب کی آواز کافی اونچی تھی۔۔۔۔

کیوں کیا مطلب ھے تمھارا۔۔۔

یہی مطلب ھے کہ زندہ رہنے کا ارادہ ھے یا نہیں۔۔۔۔۔

کیوں تم مجھے جان سے مارو گے۔۔۔

نہیں صرف تمھیں نہیں خود کو بھی۔۔۔۔

نمل ڈر گ ئی کیونکہ اسکے ارادے بڑے خطرناک تھے۔۔۔

اب اگر کچھ بھی بولی تم میں نے گاڑی سیدھا اس برج سے نیچے پھینک دینی ھے۔۔۔۔

نمل خاموش ہی رہی گھر جانے تک۔۔۔ کیونکہ وہ اپنی محبت ہار بیٹھا تھا کچھ بھی کر گزرتا وہ اسوقت۔۔۔۔۔

گاڑی گھر کے اندر رو کی جازب نے۔۔۔

سبھی لڑکیوں نے نمل کو گھیر لیا۔۔۔

اور اندر لے گ ئی یں۔۔۔۔

جازب نے گود میں پڑے کارڈ کو دیکھا۔۔۔

پھر کپکپاتے ہاتھوں سے اسے کھولا۔۔۔

نمل کیساتھ جڑا نام دیکھ کر اسکے آنسو ٹپک کر نمل کے نام پر گرنے لگے۔۔۔۔

نمل کا نکاح ھو چکا تھا۔۔۔

وہ پھولوں سے سجی سیج میں بیٹھی شہزای لگ رہی تھی۔۔۔

پھول اسکی گلابی رنگت کے آگے پھیکے لگ رھے تھے۔۔۔۔

وہ بیٹھ بیٹھ کر تھکی تو تکی ئے سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔۔

کچھ دیر بعد کمرے میں قدموں کی آواز سن کر سیدھی ھو کر بیٹھی۔۔۔

اندر آنیوالا جازب تھا۔۔۔اسکی بھاری آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔۔۔

تم سب نے ملکر مجھے دھوکے میں رکھا۔۔۔

امی نے تمھارے بابا نے تم نے۔۔۔۔

میرے جذبات کیساتھ میری محبت کے ساتھ اتنا بڑا کھیل کھیلا تم سب نے۔۔۔۔

اگر عین نکاح سے پہلے میں چلا جاتا یہاں سے تو کیا کرتے تم سب۔۔۔۔

ایک بار پھر رسوا ھوتی تم۔۔۔۔

لیکن اس بار اپنی غلطی سے ھوتی۔۔

اسطرح کا مذاق کرتے ھیں کسی کے ساتھ کہ کوئی جان کی بازی ہی ہار جائے۔۔۔۔۔

بہت غلط کیا تم سب نے۔۔۔

اتنا بڑا ڈرامہ رچایا میرے ساتھ ۔۔۔۔۔

تم کیا سمجھتی ھو کہ میں خوشی سے پاگل ھو جاؤ نگا تم سے اچانک اپنا نکاح ھونے پر۔۔۔۔

نہیں نمل بی بی میں تمھیں اپنے تصورات سے اتار چکا ھوں۔۔۔

تمھیں کسی اور کیلئے میرے دل و دماغ نے قبول کر لیا تھا۔۔۔

اب اتنی جلدی اپنی ذات کیلئے تمھیں قبول کرنا میرے بس کی بات نہیں۔۔۔۔۔

تم میرے صبر کا پیمانہ لبریز ھوتا دیکھنا چاہتی تھی نا۔۔

میرے صبر کا پیمانہ لبریز تو نہیں ھوا۔۔ لیکن منجمند ضرور ھو چکا ھے۔۔۔۔۔

جازب کی باتیں سن کر نمل کی دھڑکن کم ھونے لگی۔۔۔۔۔

وہ اٹھا تو نمل بھی کھڑی ھوئی۔۔۔۔

نمل محبت میں کسی کو اتنا نہیں آزمانا چاھی ئے کہ وہ تمھاری آزمائی ش پر پورا اترنے کے بجائے تمھیں دل سے ہی اتار دے۔۔۔۔

نمل کا سر چکرانے لگا۔۔۔

کیا سوچا تھا اس نے اور کیا ھو گیا۔۔۔ وہ سمجھی تھی جازب اسے پا کر خوشی سے پاگل ھو جائے گا۔۔۔ لیکن یہ کیا پاگل تو اب وہ اسے کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ چکرا کر بیڈ پر بیٹھی۔۔۔۔

اسکے آنسوؤں کا پھندا اسکے گلے میں پھنس کر رہ گیا۔۔۔۔

وہ رندھی ھوئی آواز میں بولی۔۔۔۔

جازب آئی ایم سوری۔۔۔۔۔۔

جازب پنجوں کے بل اسکے سامنے بیٹھا۔۔۔

اس نے روتے ھوئے جازب کے کندھے پر سر رکھا۔۔۔۔

اسکا ایک ایک آنسو جازب کو اپنے دل پر گرتا ھوا محسوس ھوا۔۔۔۔

یہ سب ڈرامہ کرنے کی جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔۔

وہ سیدھی ہوئی۔۔۔۔

مجھے اتنی اذیت دے کر تمھیں کیا ملا۔۔۔ سکون؟؟ یا اس بدلے کا صلہ۔۔۔۔۔

نمل نے ناں میں سر ہلایا۔۔۔

میں نے منع کیا تھا امی بابا کو۔۔۔ کیونکہ اتنی آسانی سے میسر آنیوالی محبت اپنی قدر جلد کھو بیٹھتی ہے۔۔۔۔۔

تم نے کبھی اپنی محبت کا اقرار نہیں کیا مجھ سے۔۔۔

ایک بار شاہ جی سے دوسری بار ارجع کے منہ سے سنا۔۔۔

میں چاہتی تھی تم ٹوٹ کر مجھ سے خود اپنی محبت کا اقرار کرو۔۔۔

لیکن ایسا نہیں کیا تم نے۔۔۔

بس خاموشی اختیار کر لی۔۔۔۔

میں اس بات پر حیرت زدہ تھی کہ مجھے اتنی آسانی سے کسی اور کا ہونے دیا تم نے۔۔۔۔

نا کوئی ضد کی نا کوئی زبردستی کی۔۔۔ نا کوئی شور نا ھنگامہ۔۔۔ نا اپنے حق میں کچھ کہا۔۔۔۔ بس صبر کر لیا تم نے۔۔۔۔ بس اتنی سی محبت تھی تمھیں مجھ سے کہ میرے انکار سے اپنے اقرار تک نا پہنچ سکے۔۔۔۔

اتنا حوصلہ تھا تمھاری محبت میں کہ مجھے کسی اور کا ھوتا دیکھتے رہتے۔۔۔۔۔

کیسی محبت ھے جازب تمھاری۔۔۔۔ جس میں چاھت ھے لیکن چاھے جانے کا احساس ہی نہیں۔۔۔ یہ محبت نہیں تمھاری انا ھے تمھارے اندر اس انا کے بت کو توڑنا تھا مجھے۔۔۔۔۔

تمھارے اندر وہ درد وہ احساس جگانے کی خاطر میں نے یہ سب کیا۔۔۔

لیکن یہ کیا کہ تم نے مجھے دل سے ہی اتار دیا۔۔۔۔

جازب محبت کے رنگ اتنے کچے نہیں ھوتے۔۔۔

یہ محبت ایک بار جسے اپنے رنگ میں رنگ لے پھر کسی اور رنگ میں رنگنے نہیں دیتی۔۔۔۔

جازب ایک ٹک سانس روکے اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔ پھر کھڑا ھوا۔۔۔

جازب محبت اقرار مانگتی ھے اپنے چاھے جانے کا خراج مانگتی ھے۔۔۔۔ لیکن تم نے تو محبت کے اقرار سے پہلے ہی انکار کر دیا کہ تمھارے لیئے مجھے قبول کرنا مشکل ھے۔۔۔۔

تو کیا جو میرے ساتھ ھوا تمھیں قبول کرنا میرے لیئے آسان تھا۔۔ وہ اسکے روبرو کھڑی ھوئی۔۔۔

اسکے بہتے آنسو جازب نے اپنی مٹھی میں لیئے۔۔۔۔

میری اتنی سی بات بری لگ گئی تمھیں۔۔۔۔

کیا تمہی جھوٹ بول کر مجھے تڑپا سکتی ھو میں ایک جھوٹ بول کر نہیں تڑپا سکتا۔۔۔

تم نے تو ھمیشہ تڑپایا ھی ھے جازب مجھے۔۔۔

جازب نے اسکے آنسو اپنی انگلی کی پوروں میں جذب کی ئے۔۔۔اور اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔۔

نمل پل پل تڑپا میں بھی بہت ھوں۔۔۔ محبت کی تڑپ کتنی اذیت ناک ھوتی ھے شاید تم نہیں جانتی۔۔۔ دو سال اس اذیت کے انگاروں پر چلا ھوں میں۔۔۔ جہاں میرے پاؤں ہی نہیں میرا دل بھی لہولہان ھوا ھے۔۔۔

پھر تمھیں پا کر بھی کھو دینا میرے لی ئے سہنا کیسے ممکن تھا۔۔۔ مرتا تو نہیں میں لیکن جینے کے قابل نہیں رہتا تمھارے بغیر۔۔۔

جازب کے آنسو آنکھوں کا بند توڑ کر باہر بہہ نکلے۔۔۔

دل و جان سے چاھتا ھوں میں تمھیں۔۔۔۔۔۔۔ تم سے جدا میں نہیں رہ سکتا۔۔۔ کل مجھے اس بات کا اندازہ ھوا کہ محبت میں جدائی بلکل موت جیسی ھوتی ھے۔۔۔انسان کی رگ رگ سے روح نکلتی ھوئی محسوس ھوتی ھے۔۔۔

جازب نے اسے گلے سے لگایا۔۔۔ مجھ سے خود کو کبھی دور مت کرنا۔۔۔ نہیں رہ پاؤ نگا میں تمھارے بنا۔۔۔۔۔

جازب کی بانہوں میں آتے ہی نمل کو لگا پوری کائی نات اسکی بانہوں میں سمٹ آئی ھے۔۔۔۔۔

نرگس بہت خوش تھی کہ رتابہ اور عضد پاکستان آرھے تھے۔۔۔

لیکن ایک لحاظ سے وہ پریشان بھی تھی کہ عضد کا کیا رد عمل ھوگا جازب اور ایاز کو دیکھ کر۔۔۔۔

انکا جہاز لینڈ کرنے والا تھا۔۔۔

نرگس کیساتھ نمل بھی تیار ھوئی جانے کیلئے لیکن نرگس نے منع کر دیا۔۔۔

کہ وہ گھر میں اسکے آنے کا انتظام کرے اچھا سا۔۔

نرگس ای ئی رپورٹ پر کھڑی انکو ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔

عضد نے پیچھے سے آکر انکو گھیر لیا۔۔۔

نرگس نے دونوں کو گلے سے لگا کر انکا ماتھا چوما۔۔۔

راستے میں نرگس نے بڑے آرام اور سہولت سے جازب کا اور اسکی شادی کا بتایا۔۔۔لیکن یہ ذکر نا کیا کہ کس کے ساتھ ھوئی ھے۔۔۔۔۔۔

عضد جازب کی شادی کا سن کر کافی حیران ھوا۔۔۔

آخر تھا تو وہ اسکا بھائی اسکا خون۔۔۔۔کب تلک وہ اس سے منہ پھیرتا یا اسکے وجود سے انکار کرتا۔۔۔اور اب اسکے سدھر جانے کے بعد اسکی نفرت کا کوئی جواز ہی نہیں بنتا تھا۔۔۔

اس نے لوٹ کر آنا ہی تھا ایک نا ایک دن۔۔۔

نرگس کی ہر بات اس نے سر جھکا کر تسلیم کی۔۔۔

گاڑی گھر کے پاس رکی۔۔۔

رتابہ اپنے بیٹے سے ملنے کیلئے بے قرار تھی سب سے پہلے جلدی سے وہ گھر میں داخل ھوئی۔۔۔

عضد اور نرگس اسکے پیچھے تھے۔۔۔

وہ جیسے ہی لاؤنج میں داخل ھوئی تو نمل کیساتھ جازب کو اور پھر جازب کی گود میں اپنا بیٹا دیکھ کر اسکے قدم وہیں رک گئے۔۔۔

یہ تو وہی شخص تھا جو نمل کو اٹھا لے گیا تھا۔۔۔رتابہ نے ایک جھلک میں ہی اسے پہچان لیا۔۔۔

لیکن نمل یہاں اسکے ساتھ کیا کر رہی تھی؟؟؟۔۔۔

رتابہ یہ سب دیکھ کر اتنی شاکڈ ھوئی کہ اپنے قدموں پر کھڑی نارہ سکی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نمل یہاں اسکے ساتھ کیا کر رہی تھی؟؟؟۔۔۔

رتابہ یہ سب دیکھ کر اتنی شاکڈ ھوئی کہ اپنے قدموں پر کھڑی نارہ سکی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نمل بھی اپنی جگہ بلکل ساکت ھوگئی۔۔۔۔۔

نرگس نے فرش پر پڑی رتابہ کو دیکھا جسکی ناک سے قطرہ قطرہ خون بہہ رہا تھا۔۔۔۔

سبھی پریشانی سے رتابہ کے گرد جمع ھوئے۔۔۔۔

نرگس نے اسکا سر اپنی گود میں رکھا۔۔۔

رتابہ میری بچی کیا ھوا؟

نمل ماں کے پاس آئی۔۔۔۔

امی یہ رتابہ نہیں ھے۔۔۔

یہ تو بختی ھے۔۔۔۔

عضد نے حیرانی سے نمل کو دیکھا۔۔۔

آپ جانتی ھیں اسے۔۔۔

نرگس روتے ھوئے بولی تم یہ سب باتیں بعد میں کرنا پہلے اسے ھوسپٹل لے کر تو جاؤ۔۔۔۔

عضد نے اسے اٹھایا اور ھوسپٹل لے گ ئے۔۔۔۔

نمل کے منہ سے بختی کا نام سن کر جازب بھی پریشان ھو گیا کہ وہ جانتی ھے کہ نمل کو اغوا کرنے والا وہی تھا۔۔۔

بختی کے بارے میں نمل جازب کو بتا چکی تھی۔۔۔اور جازب نے وعدہ کیا تھا اس سے کہ وہ اسے تلاش کرنے میں اسکی مدد کریگا۔۔۔۔

لکین یہ کیا ھو گیا کہ جسے وہ ڈھونڈنا چاہ رھے تھے وہ انہی کے گھر کی فرد تھی۔۔۔

جازب اس سچویشن سے بہت پزل ھو رہا تھا کہ اگر اس نے ھوش میں آتے ہی سب کے سامنے سچ بول دیا تو کیا ھو گا۔۔۔۔۔۔۔۔

نمل بہت رو رہی تھی۔۔۔

رتابہ کا نروس بریک ڈاؤن ھوا تھا۔۔۔۔

نمل روتے روتے اسکی حقیقت بیان کرنے لگی۔۔۔۔

امی یہ بختی ھے میری دوست۔۔۔۔

اسے سب بد بخت کہتے تھے۔۔۔۔

بلکل لاوارث۔۔۔۔۔بے آسرا۔۔بے گھر۔۔۔لاچار۔۔۔ھے یہ

امی بہت تکلیف دہ تھی اسکی زندگی گوپال چاچا کے یہاں۔۔۔۔

لیکن امی آپکو کیسے ملی یہ۔۔۔

عضد سب سن رہا تھا۔۔۔

نرگس تھوڑی گھبرا گ ئی۔۔۔

بیٹا مجھے یہ پالر میں ملی تھی پسند آگ ئی تھی میں نے عضد کیساتھ اسکا نکاح کر دیا۔۔۔

پالر کونسا پارلر؟

امی یہ تو کراچی میں تھی میرے گھر کے ساتھ ہی گوپال چاچا کا گھر تھا۔۔۔۔

نرگس آنکھیں چرانے لگی۔۔۔

عضد ماں کے جھوٹ پر انکو دیکھتا رہ گیا۔۔۔

امی بہت ظالم تھی دیوی انٹی بہت ظالم۔۔۔

امی میرا تو دماغ ہی کام نہیں کر رہا مجھے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں آرہا کہ بختی میرے سامنے ھے۔۔۔۔

نمل کا زار و قطار رونا نرگس سے برداشت نہیں ھو رہا تھا۔۔۔

امی اسے کچھ نہیں ھو گا نا۔۔

وہ ٹھیک ھو جائے گی نا۔۔۔۔

عضد وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔

امی آپ نہیں جانتی کچھ بھی۔۔۔۔ میری جان سے پیاری دوست ھے وہ۔۔ میرے ساتھ ھنستی تھی جب تو اسکی ھنسی میں بھی در کھنکتا تھا۔۔۔ اسکے درد اسکی اذیتیں میں نہیں بھول سکتی۔۔۔۔۔

امی میں سوچ بھی نہیں سکتی کہ میری دعا اسطرح قبول ھو گی۔۔۔ کہ میں یقین نہیں کر پا رہی۔۔۔

میری یہی خواہش تھی کہ جہاں میری شادی ھو میں اسے بھی بیاہ کر ساتھ لے جاؤ نگی۔۔۔

لیکن میری دعا میری خواہش اللہ تعالی نے میری کوشش سے پہلے ہی قبول کر لی۔۔۔۔

میری جان اللہ کی ذات بڑی بے نیاز ھے۔۔۔ کب کونسا حادثہ یا کونسی نیکی کہاں جا کر ھماری کس خواہش کو پورا کریگی رب ہی جانتا ھے۔۔۔

ھم تو بس مانگتے ھیں اس سے۔۔۔ نوازنا اسکا کام ھے۔۔۔ جیسے اور جہاں وہ بہتر سمجھے وہی ملاتا بھی ھے انسان کو اور جدا بھی کرتا ھے۔۔۔ کوئی مر کر جدا ھوتے ھیں اور کوئی جیتے جی مل نہیں پاتے۔۔ سب قسمت کے کھیل ھیں۔۔۔ انسان اپنی طرف سے پوری تدبیریں کرتا ھے

بہت پلان بناتا ھے بہت کچھ سوچتا ھے لیکن اکثر قسمت اسکے آڑے آ جاتی ھے۔۔۔ کبھی موت کا پیغام لی ئے۔۔ کبھی ناکامی کا تو کبھی کامیابی کا۔۔۔ لیکن ساتھ وہ بس اسی کا دیتی ھے جو صبر سے اسکے فیصلے کو قبول کر لے۔۔۔

رتابہ کو ھوش آ چکا تھا۔۔۔

لیکن ڈاکٹر نے ایک بندے کو جانے کی اجازت دی۔۔۔

نمل تڑپ کر بھاگتی ھوئی اندر گ ئی۔۔۔

رتابہ حیرت سے بس اسے تکنے لگی۔۔۔

نمل نے بھاگ کر اسے سینے سے لگایا رتابہ اب بھی پتھر کا بت بنی تھی۔۔۔

نمل نے دیوانوں کیطرح اسے چوما۔۔۔

بختی نے اسکے چہرے کو اسطرح چھوا جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہی ھو۔۔۔

نمل نے اسکے ہاتھ چومے۔۔

نمل۔۔۔۔۔ اسکے منہ سے بس ایک لفظ نکلا۔۔۔

ہاں میری جان میں نمل۔۔ تمھاری نمل۔۔۔۔ تمھاری دوست۔۔۔۔

رتابہ نے پوری قوت سے اسکے گلے لگی۔۔۔۔

اور اتنا روئی جیسے ساون برستا ھے۔۔۔۔۔

نمل نے اسے چپ کروایا۔۔۔

وہ بار بار نمل کو چھوتی کہ یہ حقیقت ھے یا خواب۔۔۔ پھر رو دیتی۔۔۔

کچھ سنبھل جانے کے بعد وہ بولی۔۔۔

تمھارے ساتھ وہ۔۔۔۔۔

نمل نے اسکے چہرے سے آنسو پونچھے۔۔۔

ہاں وہ وہی ھے۔۔۔۔ لیکن اب میرا شوہر ھے۔۔۔۔اور تمھارا جیٹھ۔۔۔ عضد کا بڑا بھائی ھے وہ۔۔۔۔

رتابہ کو یقین نہیں آرہا تھا کہ ایسے بھی ھو سکتا ھے۔۔۔

نمل نے اسے سمجھایا کہ وہ اسکے ماضی کا ذکر کسی نے کرے۔۔۔۔۔

مسلسل رونے سے اسکی طبیعت پھر بگڑی۔۔۔ وہ رک رک کر سانس لینے لگی۔۔۔

نمل کو ڈاکٹرز نے باہر بھیجا پر رتابہ نے اسے جانے نا دیا کہ اسی کو دیکھ کر تو اسکی سانسیں بحال ھوئی تھیں۔۔۔۔۔

نرگس ھوسپٹل سے جازب کیسا تھ گھر آئی۔۔۔۔

عضد کے جانے پر کافی غصہ تھا اسے۔۔۔

وہ اسکے کمرے میں آئی۔۔۔جہاں وہ بیڈ سے سر ٹکائے زمین پر بیٹھا ھوا تھا۔۔۔۔

یہ کیا طریقہ ھے تمھارا؟؟اسطرح سب کو بنا بتائے گھر کیوں آئے تم۔۔۔۔۔

وہ بنا کوئی جواب دی ئے گھر سے جانے لگا۔۔۔

وہ اسکے پیچھے آئی رکو عضد۔۔کہاں جا رھے ھو۔۔

وہ تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگا۔۔

اور ایک دم ایاز کو سامنے دیکھ کر رک گیا۔۔۔۔۔

نرگس جلدی سے اسکے سامنے آئی۔۔۔

یہ یہاں کیا کر رھے ھیں؟؟؟

نرگس نے اسے اندر گھسیٹا۔۔۔

وہ چلا کر بولا پہلے مجھے یہ بتائی یں یہ یہاں میرے گھر میں کیا کر رھے ھیں؟؟

ایاز کو نہیں معلوم تھا اسے دیکھ کر عضد کا اتنا شدید رد عمل ھوگا۔۔۔

جازب بھی اسکی آواز پر باہر آیا۔۔۔

امی میں لندن کیا گیا آپ نے میرے گھر کے دروازے ان لوگوں پر بھی کھول دی ئے جو کسی صورت معافی کے قابل نہیں تھے۔۔۔۔

اسکے چلانے پر نرگس نے اسے تھپڑ دے مارا۔۔۔

بس کر دو عضد بسسس۔۔۔۔

میرا شوہر ھے وہ میری بیٹی کا باپ۔۔۔۔۔ تمھارے لی ئے بھی وہ اتنا ہی قابل احترم ھے جتنا کہ میں۔۔۔۔

میں کیسے کروں انکا احترام جن کو رشتوں کی اھمیت کا کوئی احساس نہیں۔۔۔ جس نے اپنی بیوی کا اسکی ممتا کا احترام نہیں کیا۔۔۔۔

ایسے بے حس لوگوں کو میں برداشت نہیں کر سکتا اپنے گھر میں۔۔۔۔۔ جنھوں نے کل اپنی شفقت سے نا صرف ھمیں بلکہ آپکو بھی محروم رکھا۔۔ اور آپکی بیٹی سے ممتا کا سایہ بھی چھین لیا۔۔۔ انکے ھوتے ھوئے آپ نے ساری زندگی بیوہ کی طرح گزاری ھے۔۔۔

نرگس نے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔۔

میری جان بات سنو میری۔۔۔

اپنی بیٹی کے صدقے میں نے اسے معاف کیا۔۔ میرا مجرم ھے یہ تمھارا نہیں۔۔۔۔

عضد نے ماں کو دیکھا۔۔۔

لوٹ آئے یہ آپکی بیٹی لے کر اور آپ نے اپنی 24 سالا اذیت 24 سیکنڈز میں معاف کر دی۔۔۔۔

امی آپکے جیسا ظرف مجھ میں نہیں۔۔۔۔۔

عضد بہت مشکلوں سے بہت انتظار کے بعد مجھے میری بیٹی ملی ھے۔۔۔ میں اسے کھونا نہیں چاہتی دوبارہ۔۔۔ وہ انکے بغیر نہیں رہ سکتی جان ھے اپنے باپ میں اسکی۔۔۔

اور تمھارے بھائی کی جان میری بیٹی میں ھے۔۔۔ بیوی ھے اب وہ اسکی۔۔۔۔۔۔

عضد پر حیرت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے یہ بات سن کر کہ نمل جازب کی بیوی بنی ھے۔۔۔

وہ پاگل سا ھو گیا یہ بات سن کر۔۔۔

واہ امی واہ اپنے چہیتے کیلئے آپ نے اپنی پاکدامن بیٹی کا انتخاب کیا۔۔۔۔

اور میرے لئے وہ لاوارث ھندو لڑکی ملی تھی آپکو۔۔۔ جسکو نا اپنے باپ کا پتہ ھے نا اپنے۔۔۔۔

نرگس نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔ چپ کر جاؤ عضد چپ کر جاؤ خدا کا واسطہ ھے۔۔۔

عضد ساری بات جان کر بری طرح رویا۔۔۔۔۔

جازب نے اسے سنبھالا۔۔۔پر وہ اپنے آپ میں نہیں تھا۔۔۔

میں آپکی یہ زیادتی کبھی نہیں بھولونگا۔۔۔آپ نے میرے ساتھ بلکل ایسا کیا جیسے میں بھی کسی کچرے کے ڈھیر سے اٹھایا ھوا لاوارث اور مجبور بچہ تھا۔۔۔۔

نرگس اپنی صفائی دینے لگی۔۔ نہیں عضد ایسا نہیں ھے بلکل بھی میری بات تو سنو۔۔۔

اب کیا رہ گیا ھے امی سننے کو۔۔۔وہ بچوں کی طرح رو رہا تھا۔۔۔

آپ نے مجھ سے ماں ھونے کا مان بھی چھین لیا۔۔۔۔

نرگس کی جان تھی اسمیں وہ یونہی روتا ھوا گھر سے جانے لگا۔۔۔

رھیں آپ اپنے ان سارے پیارے رشتوں کیساتھ۔۔۔

میری یہاں کوئی جگہ نہیں۔۔۔۔

اسکی بات سن کر نرگس باآواز روئی۔۔۔

جازب نے نرگس کو اپنے ساتھ لگایا۔۔۔

وہ بھی اسکی طرح پاگل ھو رہی تھی۔۔

روکو اسے جازب روک لو ورنہ میں مر جاؤ نگی۔۔۔۔

ایاز نے نرگس کو سنبھالا۔۔جاؤ جازب بیٹا اسے روکو۔۔۔

جازب بھاگا اسکے پیچھے لیکن وہ گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔

گلی تک جازب ننگے پاؤں بھاگا اسکے پیچھے۔۔۔

لیکن اس نے پلٹ کر پیچھے دیکھا تک نہیں۔۔۔۔

وہ واپس آیا گھر تو نرگس کی حالت کافی خراب تھی۔۔۔

جازب لاؤ اسے میں اسکے پیر پڑ جاؤنگی پر میرے سامنے تو لاؤ اسے۔۔۔

ماں کو اسطرح روتا دیکھ کر جازب سے برداشت نہیں ھو رہا تھا۔۔۔۔

امی آجائے گا وہ کہاں جا سکتا ھے۔۔۔ نہیں رہ سکتا وہ آپکے بغیر بھی۔۔۔۔

روتی سسکتی ھوئی نرگس کو جازب نے گلے سے لگائی رکھا اور تسلی دیتا رہا۔۔۔۔۔

پورا دن پوری رات بیت گئی تھی پر عضد کا کچھ علم نہیں تھا وہ کہاں ھے؟؟

نرگس کو غش پر غش آرھے تھے کہ وہ گیا کہاں ھے؟؟

وہ اسے ڈھونڈنے بھی نکلا پر واپس لوٹ آیا۔۔۔۔

کیا ھو گیا تھا پل بھر میں ھنستا مسکراتا گھر درد اور تکلیف کی آنہوں میں ڈوب رہا تھا۔۔۔

رتابہ گھر آچکی تھی اسکی نظریں مسلسل عضد کو تلاش رہی تھیں۔۔۔

عضد کی گھر سے جانے والی بات اس سے چھپائی ھوئی تھی سب نے کیونکہ ذہنی طور پر وہ اس صدمے کو سہنے کے قابل نا تھی۔۔۔۔

نرگس کی حالت دیکھی نہیں جارہی تھی نا وہ کھانا کھارہی تھی نا کچھ بول رہی تھی۔۔

عضد۔۔۔عضد۔۔۔عضد بس ایک ہی نام تھا اسکے لبوں پر۔۔۔

تیسری رات بھی آگ ئی تھی عضد نہیں آیا تھا لوٹ کر۔۔۔

کھانا نا کھانے کیوجہ سے انکے جسم میں چلنے کی بھی سکت نہیں تھی۔۔۔۔نرگس کو hospitalised ۔۔۔۔۔ کرنا پڑا

رتابہ بھی جان چکی تھی یہ ایک اور اذیت تھی۔۔۔ نمل کے ملنے کی خوشی سب غارت ھو گ ئی تھی عضد کے لاپتہ ھونے پر۔۔۔۔

رات بارہ بجے کے قریب جازب کے کچھ بندوں نے اسے عضد کا بتایا کہ وہ فلاں ھوٹل میں ھے۔۔۔

جازب پہنچا وہاں اسکے پاس۔۔۔

یار تم سمجھتے کیا ھو خود کو۔۔۔

ایاز انکل کو تم رشتوں کی پاسداری کا طعنہ دے رہے تھے۔۔ لیکن خود پر غور کرو خود کیا کر رہے ہو تم۔۔۔

ساری زندگی تم نے ہم سب سے نفرت کی ہے۔۔۔

اب اپنے علاوہ کسی اور کو بھی انسان سمجھو۔۔۔ غلطیاں سب سے ہوتی ہیں۔۔۔ تم کوئی فرشتہ نہیں ہو انسان ہو ہماری طرح۔۔۔

ہماری خطاؤں پر خدا بن کر اتنی بڑی سزائیں نا دو ہمیں کہ کل کو اپنی کسی خطا پر معافی کا ہر حق کھو بیٹھو۔۔۔۔

جا کر دیکھو اس ماں کیطرف جس نے ہمیں پالنے کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔۔۔ سہاگن ہو کر بھی وہ ہماری خاطر بیوہ بنی رہی۔۔۔

ماں ہو کر بھی اپنی بیٹی کی ممتا ہم دونوں بھائیوں پر لٹاتی رہی۔۔۔ آج اگر اسکا سہاگ لوٹ آیا ہے اسکی جینے کی آرزو ساتھ لایا ہے تو تم کون ہوتے ہو ان سے یہ سارے حق چھیننے والے۔۔۔

گنہگار تو ہم بھی ہیں اس معصوم نمل کے۔۔۔ جو ہماری وجہ سے اپنی ماں سے ہمیشہ کیلئے دور ہو گئی تھی۔۔۔۔ اور اس ماں کے بھی جو اسوقت تمھارے غم میں نڈھال ہسپتال کے بستر پر پڑی ہے۔۔۔۔

عضد ہاتھ جوڑتا ھوں تمھارے آگے۔۔۔ نفرت کی آگ میں ناخود جلو نا ھمیں مذید جلاؤ۔۔۔۔

چلو میرے ساتھ۔۔۔ جازب نے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔۔

وہ اب بھی رو رہا تھا۔۔۔

جازب نے اسے پوری جذباتیت اور قوت سے گلے لگایا۔۔۔

چل میرے یار چل اب بانہیں کھول اور قبول کر سب کو خوشیوں کے ساتھ۔۔۔ جو اسوقت صرف تیری کمی سے ماتمی لباس اوڑھے ھوئے ھیں۔۔۔۔

عضد چل پڑا اور سیدھا ھسپتال میں نرگس کے قدموں میں آ گرا۔۔۔

نرگس نے آنکھیں کھولیں۔۔۔

آ گیا میرا بچہ میری جان۔۔۔

نرگس اٹھی اور اپنے ہاتھ جوڑے اسکے آگے معاف کر دو مجھے۔۔۔

عضد نے انکے ہاتھ چومے پھر کافی دیر تلک انکے سینے سے لگا رہا۔۔۔۔

ایاز نے بھی عضد سے معافی مانگی۔۔۔

سب کو معافی مل گ ئی تھی سوا بختی کہ ۔۔۔۔۔۔۔

بختی کے بختوں میں اب بھی کافی بد بختیاں تھیں جن سے وہ بلکل انجان تھی۔۔۔۔

نرگس نے بڑی مشکل سے سمجھایا تھا عضد کو کہ وہ رتابہ کیساتھ کم از کم ان سب کے سامنے برے سلوک سے نا پیش آئے۔۔۔

عضد۔۔۔یہ لازم تو نہیں کہ ہم ایک دوسرے کو خوش کرنے کی ہی کوشش کریں بلکہ یہ کافی ہے کہ ایک دوسرے کو تکلیف نہ پہنچائیں یہ ضروری نہیں کہ دوسروں کی خطاؤں پر ہم انہیں سزا دیں لیکن یہ ضروری ہے کہ اپنے عیوب پر نظر رکھتے ہوئے ہم اپنی اصلاح کریں یہ بھی میری جان ضروری نہیں کہ ہم کسی سے محبت کریں اتنا بھی کافی ہے کہ ہم ایک دوسرے کے دشمن نہ بنیں۔۔۔یا کسی کو اپنی نفرت کی آگ میں اتنا نا جلائیں کہ ھمارے اپنے اندر انسانیت جل کر راکھ ھو جائے۔۔۔۔

بیٹا غلطی انسان کی فطرت ھے۔۔۔آدم کی غفلت اصل میں اللہ عزوجل کی مصلحت تھی تاکہ انسان کو یہ سکھایا جائے کہ غلطی فطرت ھے۔۔توبہ قدرت ھے اور معافی رحمت ھے۔۔۔۔

جب اللہ معاف کر سکتا ھے تو ھم انسان کیا چیز ھیں۔۔۔

وہ ماں کیطرف دیکھ کر بولا۔۔۔

اللہ معاف کر دیتا ھے۔۔ لیکن ھم انسانوں کیلی ئے معاف کرنا مشکل ھے بہت۔۔۔۔ امی جن گڑھوں میں لوگ گرتے ھیں نا وہ انکے اپنے کھودے ھوئے ھوتے ھیں۔۔۔ اللہ انسان کیلی ئے گڑھے نہیں کھودتا۔۔۔ ہر انسان کے آگے اسکا اپنا کیا آتا ھے۔۔۔

اچھا تو پھر تم نے ایسا کیا غلط کیا جو رتابہ تمھیں ملی۔۔ کیا وہ بھی تمھاری ہی کسی گناہ کی سزا ھے۔۔۔؟؟ نرگس کا انداز بڑا جارحانہ تھا۔۔۔

امی اگر وہ میرے کسی گناہ کی سزا ھوتی تو میں بھگت لیتا۔۔۔ لیکن ناکردہ گناھوں کی سزا کٹتی نہیں۔۔۔ کاٹ کر رکھ دیتی ھے۔۔۔۔

عضد کے لہجے سے اٹھتا درد نرگس کے دل میں اترا۔۔۔

امی نمل میری دودھ شریک بہن ھے چلو مان لیا کہ نمل کی شادی مجھ سے نہیں ھو سکتی تھی۔۔۔۔ لیکن جازب سے بھی تو آپ رتابہ کی شای کر سکتی تھیں۔۔۔۔ لیکن نہیں کی آپ نے کیونکہ آپکو جازب مجھ سے زیادہ عزیز ھے۔۔۔۔

نرگس اسکی شکایت کرتی آنکھوں میں جھانکی۔۔۔

بیٹا اول تو میں کون ھوتی ھوں کسی کے جوڑے بنانے والی یہ کام تو میرے رب کے ھیں جو آسمانوں پر فیصلہ کی ئے بیٹھا ھے کہ کس نے کس کے نکاح میں رہنا ھے۔۔۔

رہی بات عزیز ھونے کی تو ہاں جازب میری جان ھے لیکن تم۔۔۔۔

نرگس رکی۔۔۔پھر سانس کھینچ کر بولی۔۔۔۔

لیکن تم میرا مان میرا ایمان ھو۔۔۔۔۔اس لی ئے تمھیں چنا میں نے رتابہ کیلی ئے۔۔۔۔۔

عضد کو نرگس کی آخری بات نے لاجواب کر دیا تھا۔۔۔اسکے بعد اس نے کبھی شکایت نہیں کی نرگس سے انکے فیصلے کی۔۔ لیکن رتابہ کو اس نے کسی طور قبول نا کیا۔۔۔

رتابہ نمل کے ملنے پر بہت خوش تھی۔۔۔ لیکن عضد کی نفرت کی آگ اکثر اسکی آنکھوں میں سلگتی ھوئی محسوس ھوتی۔۔۔

نمل اور رتابہ ایک ساتھ لاؤنج میں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔۔۔

تم نے نام کیوں بدلہ اپنا۔۔۔

اس نام کے ساتھ ھمیشہ میری بد بختی ساتھ ساتھ رہتی ھے اسلی ئے بدل دیا۔۔۔ لیکن نام بدل کر بھی اپنی بد بختی نہیں بدل سکی میں۔۔۔۔۔

لیکن تم لاھور اور یہ پارلر تک کیسے پہنچی۔۔۔اور زیان عضد کا بیٹا نہیں تو پھر کس کا ھے؟؟

بختی نرگس کے روکنے پر اسے سچائی سے آگاہ نا کر سکی۔۔۔۔۔

گوپال چاچا نے میری شادی کی تھی اپنے کسی دوست کے بیٹے عفان کیساتھ ۔۔۔۔

اسکے گھر والوں نے بھی قبول نا کیا مجھے دیوی انٹی کیطرح۔۔۔طلاق دے کر وہ مجھے یہاں لاھور چھوڑ گیا تھا۔۔۔

جہاں مجھے زارا آپی ملی انہوں نے ساتھ رکھ لیا۔۔۔بس پھر وہاں سے قسمت مجھے یہاں لے آئی۔۔۔۔۔۔۔

نمل اسکا چہرہ بغور دیکھنے لگی۔۔۔

لیکن میں نے تو کچھ اور سنا ھے۔۔۔۔۔

رتابہ کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔کیا سنا ھے تم نے۔۔۔۔

مجھے جنت اماں نے بتایا تھا کہ تم وہاں سے بھاگی ھو کسی کے ساتھ ۔۔۔۔۔۔۔

نمل کی بات ابھی پوری نہیں ھوئی تھی کہ رتابہ اپنے قدموں میں کسی کا سایہ دیکھ کر فورا اٹھی سامنے عضد تھا جو حقارت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

رتابہ نے بمشکل حلق سے تھوک نگلا۔۔۔

وہ ان دونوں پر ایک نگاہ ڈال کر خاموشی سے اندر چل دیا۔۔۔۔

ان دونوں کی بات ادھوری رہ گئی۔۔۔۔۔۔

نمل کچن میں برتن دھو رہی تھی جب جازب نے اسے اکیلے دیکھ کر بانہوں میں گھیرا۔۔۔

وہ دونوں آپس میں کسی بات مسکرا رھے تھے۔۔۔

سیڑھیوں سے اترتے عضد نے انکا پیار دیکھا تو ایک عجب سی ٹیس اسکے دل میں اٹھی۔۔۔وہ الٹے قدموں اپنے کمرے میں واپس چلا گیا۔۔۔۔

امی آپکا مان آپکا ایمان تھا میں۔۔۔اپنی جان بچالی آپ نے اور اپنے ایمان کو بے ایمانوں کے حوالے کر دیا۔۔۔

بہت ڈسٹرب تھا وہ۔۔۔۔

رتابہ کا انتظار کر رہا تھا کہ کب رتابہ کمرے میں آئے گی۔۔۔

رتابہ کی اس خوف سے ھمت ہی نہیں ھو رہی تھی کہ وہ کیسے جاتی عضد کے سامنے کیونکہ وہ نمل کی بات سن چکا تھا۔۔۔۔

نرگس نے زیان کو سلا لیا تھا اپنے پاس۔۔۔

اسکے پاس اب کوئی بہانا بھی نہیں تھا۔۔۔۔

مجبورا اسے جانا پڑا کمرے میں۔۔۔

عضد جاگا ھوا تھا۔۔۔

اسے جاگتا دیکھ کر رتابہ سہمی سہمی نیچے بستر بچھانے لگی اپنا۔۔۔۔

عضد اسکے سامنے کھڑا ھوا۔۔۔

کتنا اور جھوٹ بولو گی سب کیسا تھ۔۔۔

ککک۔۔ کونسا جھوٹ۔۔۔۔

مجھے پہلے دن سے شک تھا تم پر کہ تم گھر سے بھاگی ھوئی لڑکی ھو۔۔۔۔

رتابہ نے نظریں جھکا لیں۔۔۔ جھوٹ سنا آپ نے۔۔۔

ہاں جھوٹ ہی تو سن رھے ھیں ھم سب اب تک تمھارے منہ سے۔۔۔۔

کیونکہ سچ بولنے کی ھمت تم میں ھے ہی نہیں۔۔۔۔

وہ اسے جبڑوں سے پکڑ کر بولا۔۔۔ کتنا مکروہ چہرہ چھپا ھے نا تمھارے اس خوبصورت چہرے کے پیچھے۔۔۔۔۔۔

چھوڑیں درد ھو رہا ھے مجھے۔۔۔

عضد نے مذید زور سے اسے جکڑا۔۔۔ دل چاہتا ھے جان سے مار دوں میں تمھیں۔۔۔۔

ہاں تو مار دیں ایک ہی بار۔۔ اس بار بار کے مرنے سے تو بہتر ھے نا۔۔

عضد نے جھٹکا دے کر اسے چھوڑا تو وہ صوفے پر جا گری۔۔۔۔

تمھارے جیسے گند میں ہاتھ ڈالکر میں اپنے ہاتھ گندے نہیں کر سکتا۔۔۔۔

عضد کا ایک ایک لفظ تیر کیطرح اسکے دل میں پیوسط ھو کر رہ گیا۔۔۔۔

اگر ایک آنسو بھی یہاں بہایا تم نے تو اپنی حالت کی ذمہ دار تم خود ھو گی۔۔۔

رتابہ نے اسکے خوف سے سارے آنسو حلق میں اتارے جو اسکا حلق چیر کر اترے۔۔۔۔۔اور اسکے دل میں گھٹی گھٹی سانسوں کیطرح گھٹ گھٹ کر بین کرنے لگے کہ۔۔۔۔ ریزہ ریزہ دن گزرتا ھے۔۔۔ دھجی دھجی رات ملتی ھے۔۔۔ جسکا جتنا ظرف ھے اتنی ہی اوقات ملتی ھے مجھے۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنی بین کرتی دل کی آوازوں پر خود تھپتھپانے لگی۔۔۔۔

URDUNovelians

عضد کو ھمدانی نے آفس میں بلوایا۔۔۔۔

عضد بیٹا تمھاری پرفارمنس پر تمھاری ایمانداری پر تو میں پہلے دن سے ایمان لے آیا تھا۔۔۔

اب ایک اور بہت بڑی ذمہ داری تمھیں سونپ رہا ھوں۔۔۔

کراچی والی فیکٹری میں ستار گروپ آف کمپنی ھمارے ساتھ اپنا بزنز مرج کرنا چاہ رہی ھے۔۔۔اور اتنے نازک معاملات میں کسی اور کے ھینڈ اوور نہیں کر سکتا۔۔۔

اوہ یہ تو بڑی اچھی بات ھے ستار گروپ کی گڈول بہت اچھی ھے بزنز میں۔۔۔

ھمدانی صاحب اسکی طرف دیکھ کر مسکرائے۔۔۔

تم لکی مین ھو میرے تمھارے حوالے کرتا ھوں کراچی کی فیکٹری۔۔۔

میں کل ہی بورڈ میٹنگ کرتا ھوں۔۔

تم چی ئی رمین کی سیٹ سنبھالو پھر۔۔۔

اور اسی مہینے میں میرے دونوں بچے علی اور مایا بھی تمیں جوائن کر لیں گے۔۔۔

او کے سر عضدان سے ہاتھ ملا کر اٹھا۔۔۔

جلدی سے بوریا بستر باندھو پھر کراچی کی تیاری کرو۔۔

میں وہاں گھر ارینج کروادونگا۔۔۔

کلفٹن سائیڈ ٹھیک رھے گا نا کورنگی انڈسٹریل ایریا قریب ھے وہاں سے۔۔۔

جیسے آپ بہتر سمجھیں سر۔۔۔

او کے بیٹا فی امان اللہ۔۔۔

فی امان اللہ سر۔۔۔

عضد نے کراچی جانا تھا۔۔۔

ایک بار پھر نرگس کیساتھ اسکی بحث چھڑ گ ئی۔۔۔

وہ کسی صورت رتابہ کو ساتھ لے جانے پر راضی نہیں تھا۔۔۔۔

رتابہ نمل کی کھوجتی آنکھوں کا سامنا نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

اور جازب سے بھی کتراتی تھی کیونکہ جازب کا پہلا روپ وہ بھلائے نہیں بھولتی تھی۔۔۔۔
جس نے گن پوائنٹ پر نمل کو رکھا تھا۔۔۔اور آج وہ اسی کی جان تھی۔۔۔۔

نرگس سے اچھی خاصی بحث کر کے وہ تنتناتا ھوا اپنے کمرے میں آیا۔۔۔

رتابہ اسکی پیکنگ کر چکی تھی۔۔۔۔

دوسرا اٹیچی دیکھ کر بولا۔۔۔

یہ کس لی ئے؟؟

یہ میرا ھے۔۔۔

کس خوشی میں تم نے اپنا سامان پیک کیا ھے؟؟

وہ کچھ نا بولی۔۔۔۔

کیا دیدے پھاڑ کر دیکھ رہی ھو مجھے تم۔۔۔۔۔۔۔

وہ عضد کے قدموں میں جا بیٹھی۔۔۔۔

کیا کر رہی ھو اٹھو چھوڑو میرے پاؤں۔۔۔۔۔

عضد مجھے یہاں چھوڑ کر مت جائیں۔۔۔۔اپنے ساتھ لے جائیں۔۔۔۔میں پڑی رھو نگی کسی کونے میں۔۔۔ماصی کی حیثیت سے رہ لونگی۔۔۔۔آپکے سامنے تک نہیں آؤ نگی پلیز مجھے لے جائیں یہاں سے پلیز۔۔۔۔۔

عضد بیڈ پر بیٹھا۔۔۔۔

کیوں یہاں کیا تکلیف ھے تمھیں۔۔۔۔

میں نہیں بتا سکتی بس آپ ساتھ لے جائیں مجھے۔۔۔

پہلی بار اس نے عضد سے کوئی ڈیمانڈ کی تھی۔۔۔۔وہ بھی قدموں میں پڑ کر۔۔۔۔

سامنا نہیں کر سکتی نمل کا کہ وہ تمھاری سچائی جانتی ھے؟ یا اس جھوٹ سے چھٹکارا چاہتی ھو جو تم نے امی سے بولا تھا۔۔۔۔

وہ اسکے پیروں میں سر رکھ کر بولی۔۔۔

دونوں سے۔۔۔اپنے جھوٹ سے بھی اور سچ سے بھی۔۔۔۔

اسکے آنسو عضد کے پیروں پر گرے۔۔۔

اس نے پاؤں پیچھے کھینچے۔۔۔

نرگس ویسے بھی جانے نا دیتی اسکو۔۔۔

اگر وہ اکیلا جاتا تو نرگس اسے ساتھ لیئے کراچی پہنچ جاتی۔۔۔۔

اور اب اسکی منت سماجت دیکھ کر عضد راضی ہو گیا۔۔۔۔

رتابہ۔۔۔ بات سنو۔۔۔

ہاں بولو۔۔۔۔

عضد نے تمھیں بیوی کی حیثیت سے تسلیم نہیں کیا نا۔۔۔۔۔

رتابہ نے ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔۔

نمل میر جیسے لوگوں کو معاشرہ انسان ہی نہیں مانتا تم قبول کرنے کی بات کرتی ھو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا مطلب تم اسی طرح عضد کیساتھ کانٹوں کی سیج پر زندگی گزار دو گی۔۔۔

وہ گھاس پر بیٹھی آڑھی ترچھی لیکیریں زمین پر لگانے لگی۔۔۔۔

نمل۔۔۔۔ میرے جیسی لڑکی کیلئے سیج سج گئی یہی کافی ھے۔۔۔۔ ضروری تو نہیں تھا کہ سیج پھولوں کی ہی ھوتی۔۔۔۔

اور یار پھولوں کی مہک تو چند لمحات کی ھوتی ھے۔۔۔۔

وفا تو کانٹوں میں ھوتی ھے جو داغدار دامن کو بھی پاس سے گزرنے پر تھام لیتے ھیں۔۔۔اور اکثر چھبنے پر بھی تادیر اپنا اثر جسم میں اتارتے رہتے ھیں۔۔۔۔

نمل رتابہ کو حسرت سے دیکھنے لگی۔۔۔۔ کہاں سے لائی ھو اتنی برداشت۔۔۔اتنی ھمت۔۔اتنا حوصلہ۔۔۔۔

یار میرے جیسے لاوارث لوگ ناسور کیطرح ھوتے ھیں ناقابل برداشت۔۔۔۔ لیکن ھمیں جینے کیلئے سب برداشت کرنا پڑتا ھے۔۔۔ ڈھیٹ بن کر جینا پڑتا ھے۔۔ کیونکہ خودکشی حرام ھے۔۔۔۔

اگر پیدائی ش میں حرام کی جنی ھوں زندگی بھی حرام گزرے تو کیا موت کو بھی خود پر حرام کر لوں۔۔۔۔۔۔

ایسی باتیں نا کرو میرا دل ڈوب سا جاتا ھے۔۔۔

رتابہ مسکرائی۔۔۔تو مت کیا کرو نا ایسے سوال مجھ سے جانتی ھو میرے پاس تلخیوں کے سوا کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔

نرگس بھی شامل ھوئی انکے ساتھ ۔۔۔

رتابہ بیٹا اداس مت ھوا کرو۔۔۔

اللہ پر توکل کرنا سیکھو۔۔۔

دعا کرتی ھو تو اس یقین کیساتھ کرو وہ قبول کریگا۔۔۔دیر سے ہی سہی لیکن دعا رد نہیں ھوتی۔۔۔۔۔

وہ سر جھکائے بولی۔۔۔

امی میں تو خود دنیا کیلئے ردی ھوں۔۔۔۔دعا بھی رد ھوئی تو کیا فرق پڑتا ھے؟؟؟

نا میری بچی نا ایسا نہیں کہتے۔۔۔

کبھی زندگی بھر کی ریاضیت رائیگاں جاتی ہے اور کبھی لمحے صدیوں کو جنم دے دیا کرتے ہیں کبھی سمندر کی موجیں ساحل سے زندگی کو چھین کر لے جاتی ہیں اور کبھی مچھلی پیغمبر کو ساحل پر زندہ اگل دیتی ہے۔ بعض اوقات اہلِ علم کی ہزاروں دلیلیں پتھر دور کے انسان کو غاروں سے نہیں نکال سکتیں اور کبھی کسی فقیر کی ایک صدا افکار کی بنیاد ہلا دیتی ہے۔ مالک کائنات کے بھی اپنے ہی رنگ اور اپنے ہی معاملات ہیں وہ پہلے ظرف عطا فرماتا ہے پھر سوچ عطا کرتا ہے شائد اسی لیے جو بولتے ہیں وہ جانتے نہیں اور جو جانتے ہیں وہ بولتے نہیں۔ شائد سوال شور اور ہنگامہ ہے اور خاموشی اس کا جواب۔ کچھ لوگ عمر بھر مرے ہوئے پھرتے ہیں اور کچھ موت کا ذائقہ چکھتے تو ہیں مگر مرتے نہیں ہیں۔ کئی بادشاہوں نے تخت چھوڑ کر فقیری اختیار کی مگر آج تک کسی فقیر نے بادشاہی قبول نہیں کی۔ میرا مالک بھی کتنا مہربان اور رحم کرنے والا ہے پہلے دعا قبول کرتا ہے اور پھر توفیق دعا دیتا ہے۔ کائنات کا ہر ذرہ کن کی غلام گردشوں میں محو رقص ھے۔۔۔۔

میری جان تمھارا گھر سے نکلنا پھر یہاں تک پہنچنا پھر عضد سے نکاح ھونا۔۔۔۔ یہ سب معاملات طے تھے پہلے سے ہی میں تو بس اک مہرہ ھوں تمھیں تمھاری منزل تک پہنچانے والی۔۔۔۔۔

کیا پتہ تمھارا ملن بھی کسی اپنے سے اسی طرح لکھا ھو؟؟

نمل اور رتابہ ایک ٹک ماں کو دیکھنے لگیں۔۔۔۔

نماز پڑھو۔۔۔اللہ کی عطا پر راضی رھو تا کہ کل وہ تمھاری رضا پر بھی راضی ھو جائے۔۔۔۔۔

نرگس نے رتابہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

اپنی کل کی زندگی کو سوچو؟

کہاں تھی کل تم۔۔۔۔

اور آج کہاں ھو؟؟

کبھی سوچا تھا کہ ایسا بھی ھو گا تمھارے ساتھ ۔۔۔۔۔

رتابہ نے ناں میں سر ہلایا۔۔۔۔

تو میری جان اب فیصلہ کرو زندگی تمھاری کل کیطرح حرام ھے؟؟

اس نے پھر نا میں سر ہلایا۔۔۔۔

اللہ نے اگر میرا گھر چنا تم جیسی معصوم سی بچی کیلئے تو اسمیں اسکی کیا مصلحت ھے یہ ھم نہیں جانتے۔۔۔۔۔ لیکن امید اچھی رکھ سکتے ھیں ناں۔۔۔۔۔

بد گمانی کے وسوسے پالو گی۔۔۔۔تو کبھی خوش نہیں رہ پاؤ گی۔۔۔۔

وہ رو پڑی۔۔۔۔۔۔

انکے جانے کا وقت قریب تھا۔۔۔۔

جازب نے سارا سامان انکا گاڑی میں رکھا۔۔۔

رتابہ سب سے ملی پھر زیان کو گود میں لے کر خوب پیار کرنے لگی۔۔۔

عضد کمرے سے باہر آیا۔۔۔

نرگس اس سے پیار سے ملی۔۔۔

میرے بچے تیرا بخت تیرے ساتھ بھیج رہی ھوں۔۔۔بد بخت نا سمجھ اسے۔۔۔اسی کے بخت کی بدولت آج جازب۔۔۔ میری بیٹی۔۔۔۔ میرا شوہر۔۔۔۔سب میرے ساتھ ھیں۔۔۔۔ اس بخت کو تو بھی اپنی خوش بختی بنالے۔۔ سہل کر لے اپنی زندگی۔۔۔۔۔

وہ چپ چاپ سنتا رہا پھر سب سے ملکر گاڑی میں بیٹھا اور انکو اللہ حافظ کرتا کراچی کیلئے روانہ ھو گیا۔۔۔۔

وہاں جاتے ساتھ رتابہ نے اکیلے ہی پورا گھر سنبھال لیا۔۔۔۔

لیکن اتنے بڑے گھر میں رتابہ اکیلی نہیں رہ سکتی تھی۔۔۔

وہ ڈرتی بہت تھی۔۔۔

کہ گھر کافی بڑا تھا۔۔۔

عضد بھی اسکی وجہ سے فکر مند تھا۔۔۔۔۔

رتابہ کی طبیعت کافی خراب تھی۔۔۔اسے الٹیاں لگ گ ئی یں اچانک۔۔۔

عضد گھر میں ہی تھا۔۔۔

اسکی اکائیوں کی آواز سن کر اسکے کمرے میں آیا۔۔۔۔

کیا ھوا ھے تمھیں۔۔۔۔۔

ھو Vomiting start کچھ نہیں بس ویسے ہی دل پر بوجھ سا تھا صبح سے تو گ ئی یں۔۔۔۔۔

کیا کھایا تھا دن میں؟؟

کچھ نہیں۔۔۔۔

کیوں؟؟

دل نہیں چاہ رہا تھا نہیں کھایا۔۔۔

ھممممم ظاہر ھے اپنے شہر میں آئی ھو جہاں دل لگایا تھا۔۔۔

پرانی یادیں ستا رہی ھو نگی۔۔۔۔

ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔

عضد ھنسا۔۔۔

تم سارے جہاں سے جھوٹ بول سکتی ھو مجھ سے نہیں۔۔۔۔۔

میں نے آپ سے کونسا جھوٹ بولا ھے۔۔۔۔

جھوٹ نہیں بلکہ یوں کہو کہ میں نے آپ سے سچ کب بولا ھے؟؟

اگر اتنی نااعتباری ھے تو نا لاتے یہاں۔۔۔۔

میں نہیں لایا تمھیں۔۔۔زبردستی آئی ھو میرے ساتھ۔۔۔ میرے پاؤں پڑ کے۔۔۔

اور اعتبار میں تم پر تو ہرگز نہیں کر سکتا۔۔۔۔

میں نے آپکو اعتماد میں لینا ضروری بھی نہیں سمجھا کبھی۔۔۔

کر کے باہر آئی۔۔۔۔۔ vomit وہ پھر سے واش روم بھاگی

چلو ھو سپٹل۔۔۔

نہیں جانا مجھے آپ ٹیبلیٹس لادیں۔۔۔

میں کھالونگی۔۔۔

ایسے کیسے لادوں؟ بغیر چیک اپ کے۔۔۔۔

کیلی ئے بھی میرا چیک اپ ھوگا۔۔۔ vomit کیوں اب

نہیں جانا مجھے میں ایسے ہی ٹھیک ھوں۔۔۔

وہ اسکے قریب آیا۔۔ تم ھو سپٹل جانے سے اتنا ڈرتی کیوں ھو؟؟

مجھے انجیکشن لگوانے سے ڈر لگتا ھے۔۔۔۔ اسلی ئے نہیں جاتی۔۔اور چھوٹی چھوٹی تکلیف پر کیا جانا چیک اپ کیلی ئے۔۔۔۔

کہیں کوئی نیا گل تو نہیں کھلا کر بیٹھی ھوئی۔۔۔۔۔

کیا مطلب وہ عضد کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

مطلب وہی ھے جو تم سمجھنا نہیں چاہتی ھو۔۔۔ لیکن میری بات اپنے دماغ میں بٹھالو۔۔۔۔

اگر اس گھر سے ایک قدم بھی تم نے باہر نکالا یا پھر ذرا سی بھی کوئی غلط حرکت کی تو زندہ گاڑ دونگا تمھیں۔۔۔۔۔

اور اتنا بچہ نہیں ھوں میں سب سمجھتا ھوں کہ تم یہاں اس شہر میں آئی کیوں ھو۔۔۔۔

اور اس گماں میں مت رہنا کہ اب کی بار تمھارے کسی گناہ کو قبول کرونگا میں۔۔۔

وہ عضد کی باتیں سن کر اپنی تکلیف بھول گ ئی۔۔۔۔

اتنا گھٹیا سمجھتے ھیں آپ مجھے۔۔

گھٹیا ھونے کے ساتھ ساتھ بد کردار بھی ھو تم۔۔

بس عضد اتنی تذلیل مت کریں میری۔۔۔۔

ابھی تو میں نے کی کہاں ھے تمھاری تذلیل۔۔۔

کاااااش میں تم جیسی غلاظت کے ڈھیر کو نکال پھینکتا اپنی زندگی سے۔۔۔۔

رتابہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔

میں غلاظت کا ڈھیر ھوں آپکے لیئے۔۔۔۔

ہاں وہ ڈھیر ھو غلاظت کا جسکی بدبو سے میں چھٹکارا بھی نہیں پا سکتا۔۔۔۔۔

عضد کو بے حد غصہ تھا اسکی حقیقت نمل کی زبان سے سن کر۔۔۔۔دوسرا اسکے جھوٹ پر تیسرا نرگس کے اسکے ساتھ نکاح پر۔۔۔اور نمل کی جاذب کیساتھ پیار بھری خوشحال زندگی دیکھ کر اسکے من میں ضد اور نفرت مذید بڑھ گ ئی تھی رتابہ کیلیئے۔۔۔۔۔

لندن جا کر وہ اس سے اتنا بد ظن نہیں تھا۔۔جتنا وہ یہاں آکر ھوا تھا۔۔۔۔بہت زہر تھا اسکے اندر رتابہ کیلیئے جو وہ اگل رہا تھا۔۔۔۔۔

آج رتابہ کی برداشت بھی جواب دے گ ئی۔۔۔۔وہ عضد کے طعنے نا سہہ سکی۔۔۔تو غم و غصے سے پھٹ پڑی۔۔۔۔

میں تھک گ ئی ھوں بہت آپکے طعنے آپکے الزامات سن سن کر۔۔۔ کبھی آپ مجھ پر عاشقی کا طعنہ کستے ھیں۔۔۔ کبھی میری طبیعت کی خرابی سے لگتا ھے کہ آپکو کہ میں یہاں کراچی کسی کیساتھ اپنے پرانے قصے دہرانے اور ن ئے گل کھلانے آئی ھوں۔۔۔

رتابہ کی آواز بلند ھوتی گ ئی۔۔۔۔۔

اور بدبودار کردار کی مالک ھوں میں۔۔۔آپکے لی ئے گندگی کا ڈھیر ھوں میں۔۔۔۔۔

چھٹکارا آپ کر نہیں سکتے میں ہی جان چھوڑ دیتی ھوں آپکی۔۔۔ ویسے بھی میرے جینے کا مقصد سوا ذلالت کے اور کچھ ھے ہی نہیں۔۔۔۔۔

وہ کمرے سے باہر بھاگتے ھوئے نکلی۔۔۔

گیلری میں پڑے جنریٹر کیساتھ سے پیٹرول اٹھایا اور کچن میں جاکر خود کو لاک کر لیا۔۔۔

عضد بھاگتا ھوا آیا اسکے پیچھے۔۔۔ کھولو دروازہ کیا کر رہی ھو۔۔۔

ماچس کی تیلی رتابہ کے ہاتھ میں تھی۔۔۔۔۔

اس نے پیٹرول اپنے اوپر چھڑکا اور پاگلوں کیطرح ماچس ڈھونڈنے لگی۔۔۔۔

عضد کو پیٹرول کی بدبو باہر تک آئی۔۔۔۔اس نے دھکے سے دروازے کا لاک توڑا۔۔۔

ماچس کی تیلی رتابہ کے ہاتھ میں تھی۔۔۔۔۔

ماچس کی تیلی کپکپاتے ہاتھوں سے جیسے ہی جلائی اس نے عضد نے وہ جلتی ھوئی تیلی اپنی مٹھی میں لے لی۔۔۔

پھر اسی ہاتھ سے رتابہ کو تھپڑوں سے مارا۔۔۔

اور گھسیٹ کر باہر لایا۔۔۔

کیا کر رہی تھی یہ تم۔۔اس نے بازوؤں سے پکڑ کر اسے جھنجھوڑا۔۔۔

عضد کی چماٹوں سے اسکے منہ سے خون چھوٹ گیا۔۔۔

کچرا کہا ھے نا تم نے تو وہی کچرا جلا رہی تھی۔۔۔تاکہ تمھیں اب بدبو نا آئے میری۔۔۔۔اور اپنے کردار کی طرح معطر اور پاک رھو تم۔۔۔۔۔

جانتی ھو خودکشی حرام ھے۔۔۔۔

ہاں تو میں کونسا ہلالی ھوں ؟؟حرام چیز ھوں نا حرام ہی مرونگی۔۔۔۔

عضد نے غصے سے آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔

پھر وہ اسے اندر کمرے میں لے کر آیا۔۔۔

چھوڑو مجھے مرنے دو۔۔۔میں اب نہیں جی سکتی ایسی زندگی اور۔۔۔۔

مرنے بھی نہیں دونگا اسطرح تمھیں میں۔۔۔۔۔۔

عضد اسے اٹھا کر واش روم میں لایا۔۔

اور اس پر شاور کھولا۔۔۔

نہاؤ جلدی سے اور اتارو یہ کپڑے۔۔۔۔

وہ روتے روتے خود کو رگڑتی اسی شاور تلے بیٹھ گ ئی۔۔۔۔

کافی دیر خود کو ایسے رگڑتی رہی جیسے کوئی نوچ نوچ کر اپنی کھال اتار رہا ھو۔۔۔۔۔

اسکی آواز باہر تک آ رہی تھی رونے کی سسکنے کی۔۔

کیسے کروں صاف یہ گندگی خود سے کیسے۔۔۔۔۔۔

مرد تو ایک غسل لے کر کے پاک ھو جاتا ھے اور عورت ساری زندگی خود کو پاکیزہ ثابت کرنے میں گزار دیتی ھے۔۔۔پھر بھی صاف نہیں رہ پاتی۔۔۔۔ایک بار وہ گر جائے کیچڑ میں تو اسکے دھبے ساری زندگی خود سے نہیں مٹا سکتی۔۔۔۔

اسکی دلسوز چیخیں عضد سے سنی ناگ ئی یں۔۔۔

وہ اپنے بال نوچنے لگا پریشانی سے۔۔۔۔۔

کیا کروں میں اگر اس نے دوبارہ کوئی ایسی حرکت کی تو۔۔۔کیسے بچاؤ نگا اسے۔۔۔۔

عضد بہت پریشان ھو گیا اسکے اس اقدام سے۔۔۔۔

کمرے میں وہ ادھر ادھر ٹہلتا رہا۔۔۔اسے ھمیشہ کیلی ئے کھو دینے کا ڈر عضد کے دل میں بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔

کافی دیر ھو گ ئی وہ واش روم سے باہر نا آئی۔۔۔۔اسکی سسکیوں کی آواز بھی یک دم رک گ ئی تھی۔۔۔

وہ واش روم میں داخل ھوا۔۔۔

وہ فرش پر بیٹھی کھلے شاور تلے۔۔۔ تھکے ہارے آنسو بہا رہی تھی۔۔۔اسکی مدھم مدھم سسکیاں پانی کے شور تلے دب گ ئی تھیں۔۔۔۔۔

تم نہا کر باہر آؤ گی یا یہ کام بھی میں خود کروں اب۔۔۔۔۔

اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔

تو عضد کا دل دہل کر رہ گیا۔۔۔ایسے لگ رہا تھا آنسو نہیں خون بہہ رہا تھا اسکی آنکھوں سے۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد بہت ڈرا ھوا تھا اسکی خود کو آگ لگانے والی حرکت سے۔۔۔

وہ دو دن آفس بھی نا گیا۔۔۔

رتابہ کی مسلسل نگرانی کرتا رہا کہ وہ جذبات میں آکر پھر سے کوئی غلط قدم نا اٹھا لے۔۔۔طبیعت بھی اسکی کافی خراب تھی۔۔۔۔

کولیگس کو فون کر کے اس نے فوری طور پر میڈ رکھی جو صبح سے عضد کی واپسی تک رتابہ کیساتھ ھوتی تھی۔۔۔۔

رتابہ کافی بہتر ھو چکی تھی لیکن عضد اب تک اسکی خودکشی کا منظر نہیں بھولا تھا۔۔۔۔

بانو نام تھا میڈ کا۔۔۔

بہت سمجھدار اور اچھی خاتون تھی وہ۔۔۔عضد کچھ ریلکس ھو گیا تھا بانو کی وجہ سے۔۔۔

رتابہ کا بھی دل لگ گیا تھا بانو کیساتھ۔۔۔۔۔۔بانو اکثر اپنی دو بیٹیوں کو بھی ساتھ لے آتی۔۔۔

وہ دن رتابہ کا بہت اچھا گزرتا تھا جس دن بانو کی بیٹیاں آتیں۔۔۔۔

عضد نے اسے کچھ بھی کہنا چھوڑ دیا تھا۔۔۔وہ بس کام کی بات کرتا اور اپنے کمرے تک محدود رہتا۔۔۔۔۔

اسے نہیں معلوم تھا کہ رتابہ اتنے بڑے گھر میں اسکی موجودگی میں بھی رات کیسے گزارتی ھے۔۔۔ تنہا کمرے میں بڑی بڑی دیواریں رات کے اندھیرے میں اسے دیو کیطرح لگتی تھیں۔۔۔

وہ رات کو لائیٹ جلا کر قرآن پاک اپنے ساتھ سرہانے رکھ کر سوتی تھی۔۔۔لیکن سوتی بھی اسطرح کہ پنکھے کی ھوا سے بھی ڈر کر اٹھ جاتی۔۔۔۔

کتنی راتیں وہ جاگے سوئے گزارتی تھی۔۔عضد کو معلوم نہیں تھا۔۔۔۔۔

نرم ملائم بستر سے بھی اکثر وہ خوفزدہ ھو جاتی تھی۔۔۔۔

اسکی گھٹی گھٹی ڈری سہمی سانسیں صبح بانو کو دیکھ کر بحال ھوتی تھیں۔۔۔۔

ایک دن رتابہ فون پر باتوں میں مگن تھی نمل کیساتھ۔۔۔

آج بانو نہیں آئی تھی۔۔۔۔

نمل رتابہ کو زیان کی شرارتیں سنا سنا کر ھنسا رہی تھی۔۔۔۔

رتابہ کا دل اداس ھو گیا کہ وہ اپنے بچے کی چھوٹی چھوٹی شرارتیں اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتی تھی کیونکہ عضد ایک منٹ زیان کو اپنے سامنے برداشت نہیں کرتا تھا۔۔۔۔

لیکن وہ نمل اور نرگس کیوجہ سے بے فکر تھی کیونکہ رتابہ سے زیادہ وہ دونوں زیان کو چاہتی تھیں۔۔۔

نرگس کا دن ہی زیان کو دیکھ کر شروع ھوتا تھا۔۔۔۔۔

ابھی بھی وہ زیان کی بات پر مسکرا رہی تھی۔۔۔ کہ باہر بیل بجی اور مسلسل بجتی رہی۔۔۔

رتابہ فون کاٹ کر باہر آئی کون ھے؟؟؟

میں ھوں بانو جلدی دروازہ کھولیں۔۔۔

شام ھونے کو تھی رتابہ نے دروازہ کھولا۔۔۔

تو وہ زرد چہرے کیساتھ اندر داخل ھوئی۔۔۔۔

بانو سانس نہیں لے پا رہی تھی۔۔۔

رتابہ اسے دیکھ کر گھبرا گئی۔۔۔۔

کیا ھوا ھے بانو خالا۔۔۔۔

بولیں جلدی سے کیا ھوا ھے۔۔۔۔

بانو کے ھونٹ بلکل سفید ھو رھے تھے۔۔۔ پاؤں میں اسکے جوتے بھی نہیں تھے۔۔۔۔

رتابہ کا دل ڈوبتا جا رہا تھا۔۔۔

بانو خالا بتائی یں کیا ھوا ھے آپکو۔۔۔۔

بانو اٹکتی سانسوں میں بولی۔۔۔

بی بی جلدی چلو میرے ساتھ۔۔۔

میری مدد کرو۔۔۔

کہاں چلوں کچھ بتائی یں تو سہی۔۔۔۔

وہ سینہ پیٹ پیٹ کر بولی۔۔۔

بی بی جی میری بیٹی سادیہ کو لوٹ لیا ظالموں نے۔۔۔۔

خبر تھی یا دھماکہ رتابہ کے پیروں تلے سے زمین نکل گ ئی۔۔۔۔

کس نے لوٹ لیا سادیہ کو۔۔۔ بانو خالا بتائی یں تو سہی کچھ۔۔۔۔

میری سادیہ کی عزت لوٹ لی بے غیرتوں نے۔۔۔ بی بی جی ابھی پولیس والے نہیں چھوڑ رھے۔۔۔

میری تو بچی ھوش میں بھی نہیں آئی۔۔۔

بی بی جی۔۔۔ عضد صاحب کو فون کریں میری مدد کریں۔۔۔۔

بانو کی بات سن کر رتابہ کے جسم سے سانس ہی نکل گیا۔۔وہ بانو کیساتھ ہی زمین پر گری۔۔۔۔

بانو نے ہاتھ جوڑے۔۔۔

بی بی جی جلدی سے عضد صاحب کو بلائیں۔۔۔۔۔

رتابہ اڑتے ھوش کیساتھ اندر گئی اور عضد کو بتایا کہ سادیہ کا ریپ ھوا ھے وہ جناح ھوسپٹل کی ایمرجنسی میں ھے۔۔۔آپ جلدی پہنچے وہاں۔۔۔

پھر وہ چادر پہن کر بانو کے ساتھ رکشے میں ھسپتال پہنچی۔۔۔

چودہ سالہ معصوم سی سادیہ خون سے لت پت بستر پر پڑی تھی۔۔۔

رتابہ کے قدم وہیں رک گئے سادیہ کو دیکھ کر۔۔۔۔

وہ نیم بیہوشی کی حالت میں چلانے لگی۔۔۔

امی۔۔۔امی۔۔۔۔۔امی۔۔۔۔بچاؤ مجھے۔۔۔

کیا کر رھے ھیں انکل میرے ساتھ۔۔۔۔

آآآ۔۔۔۔چھوڑ دو مجھے۔۔درد ھو رہا ھے۔۔۔

امی۔۔۔امی۔۔۔۔

سادیہ کی چیخیں پوری ایمرجنسی میں گونج رہی تھیں۔۔۔

اسکے اچھلنے سے خون کے قطرے زمین پر ٹپکنے لگے۔۔۔

ڈاکٹرز نے جلدی سے اسے انجیکشن دیا۔۔۔

ابھی اسکی چیخیں بند ھوئی ہی نہیں تھیں کہ رتابہ کی حالت غیر ھو گ ئی۔۔۔۔

سادیہ جیسا دورہ اس پر بھی پڑا۔۔۔۔

وہ اتنی زور سے چلائی کہ اسکی چیخ پر سبھی لوگ ڈر گ ئے۔۔۔۔

چھوڑ کیوں نہیں دیتے اسے۔۔۔ سادیہ کیساتھ ھوتی زیادتی کا ایک ایک پل اسے اپنی آنکھوں کے پردوں پر دکھائی دینے لگا۔۔۔۔

عضد بھی پہنچ چکا تھا ھوسپٹل۔۔۔۔

رتابہ کو ایک فیمیل ڈاکٹر نے پکڑا۔۔۔

کیا ھوا میڈم آپکو۔۔۔

اسکی حالت سے ایسے لگ رہا تھا جیسے سادیہ کیساتھ وہ خود بھی دوبارہ لٹی ھے۔۔۔۔

نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ سادیہ۔۔۔

وہ ڈاکٹر کو دھکا دے کر اسکی طرف بڑھی۔۔۔

نرسوں نے اسے روکا۔۔وہ رو کے نہیں رک رہی تھی۔۔۔۔

عضد ایمرجنسی میں آیا تو اس نے رتابہ کو بھاگ کر سنبھالا۔۔۔

عضد۔۔۔سادیہ۔۔۔وہ۔۔۔۔سادیہ۔۔۔۔

کچھ نہیں ھوگا اسے۔۔۔تم رونا بند کرو۔۔۔

عضد اسے اپنے ساتھ لگائے باہر آیا۔۔۔

پھر اسکے آنسو اپنی ہاتھوں سے پونچھے۔۔۔۔بس چپ۔۔۔بڑی مشکل سے اس نے اسے بہلا کر گاڑی میں لا کر بٹھایا۔۔۔۔۔

عضد کیساتھ وہاں کے ڈی۔ایس۔پی آفیسر تھے۔۔۔

عضد نے انکو بانو سے ملوایا۔۔۔

پھر بانو کو تسلی دی کہ میں آپکے ساتھ ھوں۔۔۔

آپ پریشان نا ھوں۔۔۔سادیہ کا مجرم بچ نہیں سکے گا۔۔۔

بانو دوپٹے میں منہ دیئے رو کر بولی۔۔۔

عضد صاحب۔۔۔سادیہ کا مجرم نہیں۔۔۔سادیہ کے مجرم۔۔۔۔

تین درندوں نے میری بچی کو نوش کھایا پھر اذیت کیلیئے ادھ مرا چھوڑ گیئے۔۔۔۔۔

عضد کی زمین ہل کر رہ گ ئی۔۔۔

اس چودہ سالا بچی کیساتھ اجتماعی زیادتی وہ بھی اسی کے اپنے گھر میں۔۔۔

عضد پولیس آفیسر کیساتھ اندر گیا تو نیل و نیل زخمی چہرہ اور بستر کی خون سے لال ھوتی چادر۔۔۔دیکھ کر اسکے رونگٹے کھڑے ھوگ ئے وہ برداشت نا کر سکا۔۔۔

بھاگتا ھوا وہ باہر آ گیا۔۔۔

گاڑی ڈرائیو کرتے ھوئے اسکا دل خون کے آنسو رو رہا تھا اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ سادیہ کے مجرموں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا۔۔۔۔۔

گھر آ کر وہ کار سے باہر نکلا۔۔۔

رتابہ بیٹھی رہی گاڑی میں۔۔۔

باہر آؤ۔۔۔

اندر نہیں جانا تم نے۔۔۔۔۔

اس نے نا میں سر ہلایا۔۔۔۔

کیوں۔۔۔؟؟

ڈر لگ رہا ھے مجھے۔۔۔۔

عضد نے اسکے آگے ہاتھ بڑھایا۔۔۔

آؤ میں ھوں ساتھ تمھارے۔۔۔ پھر کیسا ڈر۔۔۔۔

وہ عضد کا ہاتھ تھام کر باہر آئی۔۔۔

گلی میں گاڑی کے ہارن کی آواز پر وہ عضد سے جا چکی۔۔۔

کیا ھوا ھے یار۔۔۔۔

تم کیوں اتنا ڈر رہی ھو۔۔۔

تمھارے ساتھ تو کچھ نہیں ھوا نا۔۔۔ چلو اندر۔۔۔

دونوں نے کھانا نہیں کھایا انکا دل ہی نہیں چاہ رہا تھا۔۔۔

عضد پہلے تو

کیسا تھ خود کو بہلانے لگا۔۔۔۔ T.v لاؤنج میں بیٹھے۔۔

پھر اپنے کمرے میں گیا تو رتابہ اسکے پیچھے پیچھے آئی۔۔۔

وہ پلٹا کیا ھوا ھے۔۔۔

رتابہ اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

کچھ کہنا ھے تم نے ؟؟

اس نے کپکپاتی آواز میں بولا۔۔۔

عضد مجھے اکیلے نہیں سونا۔۔۔

بہت ڈر لگتا ھے مجھے۔۔۔ پلیز اپنے کمرے میں سونے دیں۔۔

اسکی حالت عضد کو ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔۔۔

وہ نرمی سے بولا۔۔۔

ھممم آ جاؤ۔۔۔۔

وہ بیڈ کے پاس تکیہ لیئے لیٹی نیند اسکی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔۔۔

سادیہ کا درد اسکے انگ انگ سے اٹھ رہا تھا۔۔۔

وہ بہت بے چین تھی۔۔

بار بار ادھر سے ادھر کروٹ بدلتی کبھی اٹھ کر بیٹھ جاتی کبھی گھٹی گھٹی آواز میں رونے لگتی۔۔۔۔۔۔

عضد اسے نوٹ کرتے کرتے سو گیا۔۔۔۔۔

رتابہ گم صم سی صبح کچن میں کھڑی چائے بنا رہی تھی۔۔۔

عضد اسکے پیچھے آیا۔۔۔۔

چلو گی ساتھ۔۔۔

بانو خالا کے گھر جانا ھے۔۔۔

اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

اور جلدی سے ھلکا پھلکا سا ناشتہ کر کے اسکے ساتھ گ ئی۔۔۔

بانو کے گھر کے باہر ٹینٹ لگا دیکھ کر وہ ٹھٹھکی۔۔۔

جاؤ اندر جاؤ۔۔۔

عضد نے اسے اندر بھیجا۔۔۔

جیسے ہی وہ اندر آئی تو سامنے ہی سادیہ کا زخموں بھرا جسم سفید کفن میں لپٹا ھوا تھا۔۔۔۔

بانو کی چھوٹی بیٹی نادیہ رتابہ سے جا لپٹی۔۔۔۔

باجی دیکھو نا کیا ھو گیا سادیہ کو یہ دو دن سے نہیں بول رہی۔۔۔۔۔

ناراض تھی ھم سب سے راضی ہی نہیں ھو رہی ھم منا منا کر تھک گ ئے ھیں۔۔۔۔

رتابہ کو سادیہ کے چہرے میں اپنا چہرہ دکھائی دیا۔۔۔۔

وہ اسکی لاش پر گرے ایسی روئی جیسے وہ بانو کی نہیں اسکی بیٹی تھی۔۔۔۔

سادیہ کا اٹھتا جنازہ دیکھ کر اسکے دل سے آواز نکلی مجھے بھی ساتھ لے چلو۔۔۔۔۔

یہ دنیا رہنے کی جگہ نہیں ھمارے لی ئے۔۔۔ مجھے بھی لے چلو۔۔۔۔

اسکے جنازے کیساتھ سب لوگ کھانے کا انتظار کرنے کیلی ئے بیٹھے رھے کہ کب انکو سادیہ کے ماتم کے چاول نصیب ھونگے۔۔۔

پھر کھانے کی دیگیں صاف کر کے وہ سب چلے گ ئے گھر خالی ھو گیا۔۔۔۔

عضد کو سادیہ کا باپ اندر لایا گھر کے۔۔۔

اور وہ کمرہ دکھایا جہاں اسکی بیٹی کی بوٹی بوٹی شکاری کتوں نے نوچی تھی۔۔۔۔۔

اور وہ زخموں کو برداشت نا کرتے ھوئے اس ظالم دنیا سے چل بسی۔۔۔۔۔

بانو بلکل غم سے نڈھال ھوتی عضد کے سامنے آئی۔۔۔

عضد نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ بہت روئی۔۔۔ عضد کا ہاتھ پکڑ کر۔۔۔۔

عضد بھی اپنے آنسو روک نا سکا۔۔۔

وہ روتے روتے بولی۔۔۔

صاحب جی ناراض ھو گ ئی تھی وہ مجھ سے اس دن پہلی بار وہ مجھ سے الگ سوئی۔۔۔

میں نے غصہ بھی بہت کیا تھا اسے۔۔۔ وہ ناراض ھو کر اس کمرے میں الگ سوئی۔۔۔۔

بچی تھی کھڑکی کھلی رہ گ ئی اس سے۔۔۔

وہ درندے کھڑکی کی جالی توڑ کر اندر آئے۔۔۔

میری بچی کی آواز میں ایک دیوار سے دوسری دیوار کے پار نا سن سکی۔۔۔۔

مجھ بد بخت ماں کو دیکھو بچی میری ذبح ھوتی رہی اپنے ہی گھر میں اور میں غافل نیند سوتی رہی۔۔۔۔۔

کتنا تڑپی ھو گی میری بچی۔۔۔۔

انکو ذرہ رحم نہیں آیا۔۔۔

اور تینوں نے مل کر باری باری اسے نوچا۔۔۔۔

اس نے کتنی آوازیں دی ھو نگی مجھے۔۔۔ کتنا تڑپ کر پکارا ھو گا۔۔۔

مجھے کچھ سنائی نہیں دیا۔۔۔۔

دبوچ لیا تھا میری بچی کو ان ظالموں نے۔۔۔۔۔

کاش میں اسے منا لیتی نا سونے دیتی اسے خود سے الگ۔۔۔

تو آج وہ اپنی تکلیفوں کیساتھ منو مٹی تلے نا ھوتی۔۔۔۔۔

میری بچی کیساتھ اتنی زیادتی نا ھوتی۔۔۔ نا لوٹتے وہ اسکی عزت کو۔۔۔۔۔۔۔

وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہی تھی۔۔۔اسلیئے ساری دنیا سے منہ موڑ گئی ھمیشہ کیلیئے۔۔۔۔۔۔

بانو کی آواز بند ھو رہی تھی۔۔۔۔

صاحب جی۔۔۔۔۔

آپکا بہت بڑا گھر ھے۔۔۔۔آپ بھی بی جی کو منالیں۔۔۔انھیں اکیلا نا سونے دیا کریں۔۔۔۔۔

ان سے اسطرح روٹھ کر جدا نا ھوں۔۔۔۔

روٹھنے والے میری بچی کیطرح ھمیشہ کیلیئے روٹھ گئے۔۔۔تو پلٹ کر نہیں آئے گے

صاحب جی۔۔۔۔

بانو کی بات سے عضد خوف سے لرز اٹھا۔۔۔۔۔

صاحب جی منالو بی بی کو۔۔۔۔

عضد تسلی کے دو لفظ بھی نا بول سکا۔۔۔

ایک عجیب سے خوف نے اسکو آ گھیرا۔۔۔۔

یہ سب سن کر رتابہ کا دماغ بلکل مفلوج ھو کر رہ گیا۔۔۔

اچھا ھوا وہ مر گ ئی۔۔۔ ورنہ لوگ اسے روز مارتے۔۔۔ روز وہ اس لٹ جانے کی اذیت سے گزرتی۔۔۔

اسکی عزت لوٹنے والے تو چھپ گ ئے کہیں۔۔۔ لیکن وہ نا چھپ سکتی اس دنیا سے جہاں اسکا استحصال بار بار ھوتا۔۔۔۔

اچھا ھوا وہ لقمہ اجل بن گ ئی۔۔۔ لوگوں کے رویوں کا لقمہ نہیں بنی۔۔۔ ورنہ لوگ روز اسے چکھنے آتے پھر تھوک کر بھی چلے جاتے۔۔۔۔ لوگ اسکے زخم بھرنے نا دیتے کبھی بھی۔۔۔

اچھا کیا وہ سب کی نظروں سے اوجھل ھو کر اللہ کی نگہبانی میں محفوظ ھو گ ئی۔۔۔۔ ھمیشہ کیلئے۔۔۔۔

بہت اچھا ھوا خالا وہ ایل بار میں ہی مر گ ئی۔۔۔

لے گیا اسے ملک الموت۔۔۔۔ اور رہ گ ئی میں۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کہہ رہی ھے۔۔۔۔

وہ رتابہ کو لیکر گھر آ گیا۔۔۔۔

سنو۔۔۔

رتابہ۔۔۔

عضد نے اسے پھر آواز دی۔۔۔۔

وہ ذہنی طور پر اسے حاضر نا لگی۔۔۔

رتابہ۔۔۔۔۔۔۔

عضد نے اسے ہاتھ سے پکڑا۔۔تو وہ اچھل پڑی۔۔۔

کیا ھوا ھے کیوں اتنی اپ سیٹ ھو؟؟

کچھ نہیں۔۔۔۔

چلو آؤ آرام کر لو تھوڑا۔۔۔

عضد۔۔۔

اس نے عضد کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔

آپکے کمرے میں سو سکتی ھوں؟؟

عضد نے اسکے چہرے کو بغور دیکھا۔۔۔اسکا سنہری رنگ پیلا پڑ رہا تھا۔۔۔ایک عجیب سا خوف کرب کی صورت اسکے چہرے کا احاطہ کی ئے ھوئے تھا۔۔۔۔

ہاں سو سکتی ھو۔۔۔

چلو آؤ۔۔۔

وہ اسکے پیچھے پیچھے گ ئی۔۔۔۔

عضد نے اسے سلیپنگ پل دی تا کہ وہ سکون سے سو سکے۔۔۔۔۔

وہ عضد کے قریب فرش پر چادر بچھائے سو گ ئی۔۔۔۔

عضد کی آنکھ ابھی لگی ہی تھی کہ ۔۔۔رتابہ ایک دم گہری نیند میں چلائی۔۔۔۔۔

عضد اٹھ گیا۔۔۔

چھوڑ دو۔۔۔ چھوڑ دو۔۔۔ یہ کیا کر رہے ھو۔۔۔۔۔

عضد اسکے پاس بیٹھا۔۔۔

رتابہ۔۔۔ رتابہ۔۔۔

اس نے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔

چھوڑو مجھے۔۔۔

خدا کیلئے چھوڑو مجھے۔۔۔

عضد نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں لیا۔۔۔

رتابہ۔۔۔

میں عضد ھوں۔۔۔ ھوش میں آؤ کیا ھوا ھے۔۔۔

عضد۔۔۔۔

وہ۔۔۔

وہ بھی تین تھے ناں۔۔۔۔۔

عضد نے اسے پانی پلایا۔۔۔۔

اٹھو یہاں اوپر بیڈ پر لیٹو۔۔۔۔۔

اسکی یہ حالت عضد کی سمجھ سے باہر تھی۔۔۔

کیوں لیا تھا اس نے اتنا اثر۔۔سادیہ کیساتھ ھونے والے حادثے کا۔۔۔۔۔

رتابہ اسکا ہاتھ مظبوطی سے تھامے سو گئی۔۔۔

لیکن عضد کی نیند اڑ گئی تھی۔۔۔

عضد کے کان میں اسکا جملہ گونجا۔۔۔

وہ بھی تین تھے۔۔۔۔۔

کون تھے وہ تین۔۔۔۔

رتابہ کن تین لوگوں کی بات کر رھی تھی۔۔۔۔۔

سوچ سوچ کر عضد کا دماغ پھٹ رہا تھا۔۔۔

کہیں یہ سچ تو نہیں کہ اسکا بھی ریپ ھوا۔۔۔

اور تین لوگ۔۔۔ عضد ایک دم سے اٹھ کر بیٹھا۔۔۔ اسکا دل بند ھونے لگا۔۔۔ رتابہ کی بات پر کہ وہ بھی تین تھے نا۔۔۔

پھر اس نے جھرجھری سی لی۔۔۔۔

نہیں ایسا نہیں ھو سکتا۔۔۔ اس نے اس خیال کو جھٹلایا۔۔۔

صبح ھونے کو تھی۔۔۔

عضد نے آج بھی آفس سے چھٹی کر لی تھی۔۔۔۔

رتابہ کا پرابلم اس نے اسود سے ڈسکس کیا۔۔۔۔

ھوتے ھیں۔۔۔ over sensitive یار کچھ لوگ

ایسے حادثات انکے دل و دماغ پر بہت گہرا اثر چھوڑ جاتے ھیں۔۔۔

کچھ دن میں ٹھیک ھو جائی یگی۔۔۔ تم اسے سلیپنگ پلز دیتے رھو میں نام میسج کر دیتا ھوں۔۔۔

سیٹ ھو جائے گی دو چار دن میں۔۔۔۔۔

رتابہ نماز سے فارغ ھو کر کچن کیطرف جانے لگی۔۔۔

لاھور جانا ھے تم نے؟؟ کچھ دن کیلئے بھیج دوں۔۔۔۔

اس نے ناں میں سر ہلایا۔۔۔

واپس آ جانا کچھ دن میں۔۔۔

نہیں جانا مجھے۔۔۔ میں یہاں ٹھیک ھوں۔۔۔۔۔

او کے۔۔۔امی کو بلوالوں۔۔۔۔

اس نے فوراہاں میں سر ہلایا۔۔۔

عضد نے نرگس کو بلوالیا کراچی۔۔۔

رتابہ نرگس کے آتے ہی خوش ھو گ ئی تھی کافی۔۔۔

servant عضد نے کچھ دن میں چوکیدار ارینج کیا اور اسکی فیملی کو بھی رکھ لیا ساتھ۔۔۔

کواٹر میں۔۔۔۔

نرگس کچھ دن بعد واپس چلی گ ئی۔۔۔۔

ھمدانی صاحب کراچی آ رھے تھے اپنی بیٹی مایا کیساتھ۔۔۔

رتابہ نے پورا گھر صاف کروایا۔۔۔اور پھر ڈنر کی بھی ساری ارینجمنٹ خود کی۔۔۔۔

انکے آنے تک ہر چیز ریڈی تھی۔۔۔

مسز ھمدانی۔۔۔اور ھمدانی بہت پیار سے ملے رتابہ کیسا تھ۔۔۔

البتہ مایا کے مزاج ذرا تیکھے تھے۔۔۔

رتابہ نے سر سے پاؤں تک اسکا جائزہ لیا۔۔۔

دبلی پتلی دراز قد۔۔۔جینز اور شرٹ میں۔۔۔۔گلے میں دوپٹے کے نام پر چھوٹا سا اسکارف جو ایک طرف لٹک رہا تھا۔۔۔۔

شولڈر تک آتے گلولڈن اسٹکنگ میں براؤن بال۔۔۔بے حد گورا رنگ۔۔۔کھڑی ناک اور اس پر اسکی اکڑ۔۔۔۔

رتابہ کو وہ بہت عجیب لگی۔۔۔

رابی (میڈ) کیسا تھ اس نے کھانا لگایا۔۔۔

سب نے کھانا بے حد شوق سے کھایا۔۔۔۔

اور کچھ باتیں کرنے کے بعد اپنے اپنے کمروں میں چلے گ ئے۔۔۔۔

رتابہ رات دیر تک رابی کیسا تھ سب کچھ سنبھال کر عضد کے کمرے میں گ ئی۔۔۔۔

عضد سو چکا تھا۔۔۔۔

وہ اپنا بستر نیچے بچھائے سو گئی۔۔۔۔

عضد کے موبائل کی بیل بجی۔۔۔

وہ موبائل اٹھانے کیلئے جیسے ہی نیند میں کروٹ بدل کر آگے بڑھا تو بیڈ سے نیچے رتابہ پر جا گرا۔۔۔۔۔

وہ جیسے ہی بوکھلا کر چلانے لگی تو عضد نے فوراً اسکے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔

اور آدھی چیخ رتابہ کی ہضم ہو گئی۔۔۔

چلاؤ مت۔۔۔ میں ہوں عضد۔۔۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر لیمپ کی لائٹ لگائی۔۔۔۔

لیمپ کی پیلی پیلی روشنی رتابہ کے چہرے پر ایسے پھیلی جیسے صبح کا سورج اندھیرے کی اوٹ سے ابھرتا ہے۔۔۔۔

عضد پل بھر اسکی کالی سیاہ آنکھوں میں کھو سا گیا۔۔۔

عضد کا وزن اتنا زیادہ تھا۔۔ کہ وہ ہل بھی نا سکی۔۔۔۔

رتابہ نے اسکا ہاتھ منہ سے ہٹایا۔۔۔ اور لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔۔

اٹھیں میرے اوپر سے۔۔۔۔

عضد کو جب احساس ھوا تو وہ فورا اٹھ کر بیٹھا۔۔۔

وہ بھی بیٹھی اور دوپٹہ ڈھونڈنے لگی اپنا۔۔۔

عضد بہت گہری نگاھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ اسکی نگاھوں سے گھبرا کر اٹھ کھڑی ھوئی۔۔۔

کیا کرنا چاہ رھے تھے آپ میرے ساتھ۔۔۔

میں نے کیا کرنا ھے۔۔۔ گر گیا تھا۔۔۔

اسی طرف میرے اوپر گرنا تھا آپ نے۔۔۔

کیا مطلب ھے تمھارا۔۔۔

یہی کہ مہمانوں کی آمد سے یا میری نیند سے فائدہ اٹھانا چاہ رھے تھے آپ۔۔۔

عضد نے اسکی بات پر اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا تو وہ سیدھا عضد کی گود میں جا گری۔۔۔

اسکے لمبے بال آدھے عضد کے چہرے پر اور آدھے اسکے اپنے چہرے پر بکھر گئے۔۔۔۔

عضد کی دھڑکن آھستہ آھستہ تیز ھونے لگی۔۔۔۔

عضد چہرہ اسکے قریب کر کے بولا۔۔۔

وہ پیچھے بھی ناہٹ سکی اسکے گرد عضد کی مضبوط بانہوں کا گھیرا تھا۔۔۔

اگر مجھے کچھ کرنا ھوانا تو اسکے لی ئے مجھے مہمانوں کی آمد کا یا تمھاری نیند کا فائی دہ اٹھانے کی ضرورت ہر گز نہیں۔۔۔

تمھارے پورے ھوش و حواس میں بھی کر سکتا ھوں سب کچھ تمھارے ساتھ ۔۔۔۔۔۔

اسکی قربت سے عضد کے حواس اڑنے لگے۔۔۔۔

چھوڑیں مجھے۔۔۔۔ پلیز۔۔۔ رتابہ اسکی بدلتی آنکھوں کے تیور سے ڈری۔۔۔۔

عضد کی سانسیں رتابہ کی سانسوں سے ٹکرا رہی تھیں۔۔۔

چھوڑیں مجھے۔۔۔۔

عضد نے اپنی گرفت ڈھیلی کی تو وہ فورا اٹھی۔۔۔ لیکن پھر واپس جا بیٹھی۔۔۔

اسکے بال عضد کی شرٹ سے الجھ گ ئے تھے۔۔۔

عضد اسکے بال چھڑانے لگا۔۔۔۔۔

رتابہ کی گھنیری پلکیں عضد کو ایک نظر دیکھ کر جھک گ ئی یں۔۔

عضد کو اسکا پلکیں اٹھا کر جھکانا بہت اچھا لگا۔۔۔

اسے شاعر کی غزل یاد آئی۔۔۔

یہ مست مست بے مثال آنکھیں

نشے سے ہر دم نڈھال آنکھیں

اٹھیں تو ہوش و ہواس چھینیں

گریں تو کر دیں کمال آنکھیں

نہ یوں جلائیں نہ یوں ستائیں

کریں تو کچھ یہ خیال آنکھیں

ہیں جینے کا اک بہانہ یارو

یہ روح پرور جمال آنکھیں

دراز پلکیں غزال آنکھیں

مصوری کا کمال آنکھیں

شراب رب نے حرام کر دی

مگر رکھی ہیں حلال آنکھیں

ہزاروں ان سے قتل ہوئے ہیں

خدا کی بندی سنبھال آنکھیں۔۔۔

عضد جان بوجھ کر اسکے بال چھڑانے میں دیر کر رہا تھا۔۔۔

اچانک مایا دروازہ کھول کر اندر آئی تو عضد کی بانہوں میں رتابہ کو دیکھ کر فوراواپس پلٹی

۔۔۔۔۔

رتابہ اپنے بال کھینچ کر جلدی سے اٹھی۔۔۔اسکے کچھ بال ٹوٹ کر عضد کی شرٹ کیساتھ لگے رہ گئے۔۔۔۔۔

رتابہ رابی کیساتھ کچن میں ناشتہ بنانے لگی۔۔۔۔۔

عضد کچھ دیر وہیں بیٹھا رہا پھر منہ ہاتھ دھو کر باہر آیا۔۔۔

مایا اسے دیکھ کر مسکرائی۔۔۔

گڈ مارننگ ھینڈسم۔۔۔

گڈ مارننگ ڈیئر۔۔۔۔

وہ بھی لاؤنج میں آکر بیٹھا۔۔۔

تو مایا نے جھک کر اسکی شرٹ سے رتابہ کے بال ہٹائے۔۔۔

بڑے رومینٹک ھیں جناب۔۔۔۔

عضد خجل سا ھو کر مسکرایا۔۔۔۔

دیکھتے جازب کے سینے پر سر رکھ کر لیٹی۔۔۔۔۔ t.v نمل بیڈ پر لیٹے

اک بات کرنی ھے تم سے۔۔۔۔

ہاں بولو۔۔۔ وہ پیار سے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔۔۔۔۔

جازب میں کل حنا ڈاکٹر کے پاس گ ئی تھی۔۔۔۔

کیوں؟؟

ویسے ہی روٹین چیک اپ کیلی ئے۔۔۔۔

سب ٹھیک تو ھے ناں۔۔۔۔۔

ہاں سب ٹھیک ھے لیکن۔۔۔۔

لیکن کیا؟؟

جازب مجھے بچے پسند ھیں نا تم جانتے ھو۔۔۔

جازب اسکی بات سن کر ھنس پڑا۔۔۔۔

وہ منہ بنا کر بولی۔۔۔

کیوں ھنسی آئی تمھیں۔۔۔۔

یار مجھے وہ مانگنے والی یاد آگ ئی۔۔۔ جسے تم نے کہا تھا کہ اس سے کر لو شادی کبھی بھی تمھارا پیٹ خالی نہیں چھوڑے گا۔۔۔۔ وہ پھر ھنسا۔۔۔

ھاھاھاھا۔۔۔۔ وہ بیچاری بھوک سے خالی پیٹ کی بات کر رہی تھی اور تم۔۔۔۔۔ اسکے ھنسنے پر نمل پاس پڑے تکی ئے سے اسے مارنے لگی۔۔۔

اس نے تکی ئے سمیت نمل کو بانہوں میں بھینچ لیا۔۔۔۔

یار تمھارا وہ جلا کٹا انداز بڑا مزیدار تھا۔۔۔

اچھا چھوڑو نا اس بات کو۔۔۔ میری بات سنو۔۔۔

ہاں بولو میری جان۔۔۔ جازب کا موڈ چینج ھونے لگا۔۔۔۔

میں نے ویسے ہی حنا سے بچوں کا پوچھا۔۔۔ اس نے میرا کمپلیٹ چیک اپ کیا ٹیسٹ بھی کروائے۔۔۔

رپورٹس نارمل ھیں۔۔۔ اور الٹراساؤنڈ بھی۔۔۔۔

جازب بھرپور رومانوی انداز سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔ کھل کر بولو نا کیا کہنا چاہتی ھو۔۔۔

وہ اسکی شرارت پر مسکرائی۔۔۔

تم جانتے ھو میں کیا کہنا چاہتی ھوں۔۔۔

تمھارے منہ سے سننا چاھتا ھوں میں۔۔۔

نمل نے اسکی ناک دبائی۔۔۔

بس سمجھ جاؤ نا تم۔۔۔وہ شرمائی۔۔۔

اففففففففف۔۔۔ تمھاری یہ ادا۔۔وللہ مار ڈالے گی مجھے۔۔۔۔

زیادہ بنو مت۔۔۔اور میرے ساتھ کل تم بھی چلو ڈاکٹر حنا کے پاس۔۔۔۔

کیوں میرا کیا کام ھے؟؟ کیا وہ میرا بھی الٹرا ساؤنڈ کریگی کہ پیٹ خالی ھے یا بھرا ھوا۔۔جازب نے اسکی مذاق اڑائی۔۔۔۔

وہ ناراض ھونے لگی۔۔۔

تنگ مت کرو نا۔۔۔

بس مجھے نہیں پتہ تم کل چلو گے میرے ساتھ۔۔۔

اتنی جلدی ھے تمھیں بچوں کی یار ابھی تو میں خود بچہ ھوں۔۔۔۔۔

نمل کو ھنسی آگ ئی۔۔۔

بڑے ھو جائیں اب آپ۔۔۔۔اور شرافت سے میرے ساتھ چلیں۔۔۔۔

ھیں۔۔۔۔۔۔۔ جازب نے آنکھیں پھیلائی یں۔۔۔ تو کیا اب تک میں بد معاش بن کر تمھارے ساتھ چل رہا تھا۔۔۔۔

میرا یہ مطلب تو نہیں تھا۔۔۔ وہ جازب کو ناراض ھوتا دیکھ کر فورا بولی۔۔۔۔

تو پھر کیا مطلب ھے تمھارا صاف صاف کہو۔۔۔

وہ اسکی ڈھٹائی دیکھ کر سینے پر ہاتھ باندھے بولی۔۔۔

مجھے بچے چاھی ئے۔۔۔

جازب نے ابرو اچکائے۔۔۔

یار ایک وقت میں بچے تو نہیں۔۔۔

ایک ہی بچہ ھو سکتا ھے۔۔۔

وہ جھٹ سے بولی۔۔۔

کیوں جڑوا بھی تو ھوتے ھیں نا۔۔۔۔

جازب زور سے ھنسا۔۔ مطلب تم نے پورا پیٹ بھرنا ھے۔۔۔

نمل نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا شو پیس اسے مارا۔۔ جسے وہ فورا کیچ کر کے بولا۔۔۔

یارا بھی تو تین مہینے ھوئے ھیں ھماری شادی کو۔۔۔اور زیان بھی تو ھے نا وہ بھی ھمارے ہی بچوں کیطرح ھے۔۔۔۔

ہاں ھے تو۔۔۔ لیکن۔۔۔آگے وہ جازب کی آنکھیں دیکھ کر چپ ھو گ ئی۔۔۔۔

لیکن۔۔۔ تمھیں جلد از جلد اماں بننا ھے اپنے بچے کی۔۔۔۔

او کے چلا جاؤ نگا کل تمھارے ساتھ ۔۔بس خوش۔۔۔

نمل خوش ھو گ ئی۔۔۔۔

حنا ڈاکٹر نے کچھ ضروری ٹیسٹ کروائے دونوں کے۔۔۔

جو جازب کو نمل کی زبردستی پر کروانے پڑے۔۔۔

دو دن بعد وہ جاب سے آتے ھوئے رپوٹس کلیکٹ کرنے گیا۔۔۔

تھیں۔۔۔۔ negetive تو اسکی کچھ رپورٹس

رپورٹس لے کر وہ حنا ڈاکٹر کے روم میں گیا۔۔۔

سے جازب کی رپورٹس چیک کیں۔۔۔۔ detail اس نے بڑی

پھر بڑی افسردگی سے بولی۔۔۔

مسٹر جازب۔۔۔

آپ باپ نہیں بن سکتے۔۔۔۔۔۔

جازب گھبرا کر بولا کیا مطلب آپکا۔۔۔

ڈاکٹر ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولی۔۔۔۔۔

آپ باپ نہیں بن سکتے۔۔۔

لکین کیوں میم۔۔۔۔۔۔

دیکھیں کیوں کا جواب آپکی رپورٹس میں ھے۔۔۔

ابھی آپ نے بتایا تھا کہ آپکے ساتھ حادثہ ھوا تھا۔۔اور آپکا آپریشن بھی ریڑھ کی ہڈی کا ھو چکا ھے۔۔۔پلس آپکا ایک گردہ بھی مکمل طور پر ناکارہ ھے۔۔۔شاید اسی حادثے کیوجہ آپکے ساتھ یہ پرابلمز ھوئی ہیں۔۔۔۔

لیکن میم کوئی علاج۔۔۔ کوئی امید۔۔۔۔

نہیں مسٹر جازب میں آپکو جھوٹی تسلی یا کوئی جھوٹی امید نہیں دونگی۔۔۔۔

آپکا پیسہ بہت قیمتی ھے اور میرا وقت۔۔۔میں نہیں چاھتی کسی جھوٹی آس پر میں ضائع کروں اپنا وقت اور آپکا پیسہ۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھیں آپکی وائی ف میں کوئی پرابلم نہیں۔۔۔

پرابلم آپ میں ھے۔۔۔اور کوئی علاج نہیں اسکا۔۔۔

البتہ آپ اللہ سے دعا مانگیں اسکی ذات تو نا ممکن کو بھی ممکن کر دینے والی ھے۔۔۔۔۔

جازب گھر آتے ھوئے راستے میں ہی رک گیا۔۔۔

کسطرح وہ اتنی اداسی لیکر نمل کے سامنے جاتا۔۔۔۔۔

وہ گاڑی کی سیٹ سے سر ٹکرا کر رونے لگا۔۔۔

یہ کیا ھو گیا تھا اسکے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہ وہ ساری زندگی باپ بننے سے محروم رھے گا۔۔۔اور نمل جو اتنی ایکسائی ٹڈ ھے اپنے بچے کیلئے اسکا کیا ھو گا؟؟

عورت کی سب سے بڑی خواہش ھوتی ھے ماں بننے کی۔۔۔اسے جب علم ھوا کہ وہ ماں بن ہی نہیں سکتی تو کیا گزرے گی اس پر؟؟

اللہ نے اسے اتنی بڑی نعمت سے محروم کر دیا تھا۔۔۔

کیا اب میری محرومی کے سائے تلے نمل بھی ترستی رھے گی۔۔۔۔۔

رپورٹس اس نے ساری پھاڑ دیں۔۔۔۔

بہت مشکل سے وہ خود کو سنبھال کر گھر گیا۔۔۔۔

نمل اسکا بے صبری سے انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔

کہاں رہ گ ئے تھے تم۔۔۔۔۔۔۔

کب سے ویٹ کر رہی ھوں میں۔۔۔۔

وہ اس سے نظریں نہیں ملا پا رہا تھا۔۔۔

کچھ دوست مل گ ئے تھے انکے سا تھ تھا۔۔۔۔

نمل نے غور سے اسکے اترے اترے چہرے کیطرف دیکھا۔۔۔

کیا ھوا جازب۔۔۔۔

کچھ نہیں یار۔۔۔ تھک گیا ھوں سونا چاہتا ھوں۔۔۔

وہ بنا اسے دیکھے بیڈ پر اوندھے منہ لیٹ گیا۔۔۔

نمل اسے دیکھ کر پریشان ھو گ ئی۔۔ کہ اسطرح تو اس نے کبھی نہیں کیا تھا کہ منہ پھیر کر سو جائے۔۔۔۔۔ وہ تو اسے دیکھ دیکھ کر جیتا تھا۔۔۔۔

نمل سمجھ گ ئی کہ وہ ضرور کسی پریشانی میں مبتلا ھے۔۔۔

اسوقت تو وہ کچھ نا بولی اور صبح کا انتظار کرنے لگی۔۔۔۔

ھمدانی صاحب اور انکی مسز کچھ دن میں واپس چلے گ ئے مایا کو کراچی چھوڑ کر۔۔۔۔

مایا کا انٹرسٹ بزنز کیساتھ ساتھ عضد میں بھی بڑھنے لگا۔۔۔۔

عضد نے پھر رتابہ سے اپنا کمرہ الگ کر لیا تھا۔۔۔یہ کہہ کر کہ اب گھر میں کافی لوگ ھیں۔۔۔ اور مایا بھی اکیلی ہی سوتی ھے تو تم بھی سو سکتی ھو۔۔۔۔

روم الگ ھونے کیساتھ ساتھ مایا کا عضد کیساتھ کلوز ھونا بھی رتابہ برداشت کر گ ئی۔۔۔۔

عضد کو مایا کیساتھ ھنستا بولتا دیکھ کر خوش ھوتی کہ عضد کی خوشی میں ہی اسکی خوشی تھی۔۔۔۔

رات کے بارہ بج رھے تھے مایا اور عضد ایک ساتھ لان میں بیٹھے ھوئے تھے۔۔۔۔

مایا بڑی دلچسپی سے عضد کو دیکھتے ھوئے بولی۔۔۔۔

ایک بات پوچھوں تم سے۔۔۔

ہاں پوچھو۔۔۔

تمھارا رتابہ کیساتھ کیا رشتہ ھے؟؟

عضد خاموش رہا۔۔۔

بولو نا چپ کیوں ھو گ ئے۔۔۔۔

عضد اسے دیکھ کر بولا۔۔۔

تمھارا سوال کچھ عجیب سا نہیں۔۔۔

نہیں۔۔۔ میرا سوال عجیب نہیں بلکہ تمھارا رشتہ بڑا عجیب لگا مجھے رتابہ کیسا تھ۔۔۔۔

کیوں؟؟؟؟

مما نے بتایا تمھاری وائف ھے وہ۔۔۔۔

جب معلوم ھے تو پوچھا کیوں؟؟؟

مجھے نہیں لگتا وہ تمھاری بیوی ھے۔۔۔۔

عضد آسمان کیطرف دیکھنے لگا۔۔۔۔ہاں شاید سہی کہہ رہی ھو تم۔۔۔۔۔

تو پھر کون ھے وہ۔۔۔۔۔

میری مجبوری۔۔۔۔۔۔

کیوں الجھا رھے ھو کھل کر بات کر سکتے ھو۔۔اچھے دوست ھیں ھم۔۔۔۔۔

پلیز یار کوئی اور بات کرو۔۔۔۔

جب میں نے پہلی بار اسے دیکھا یہاں اور پھر تمھیں۔۔۔۔

تو وہ تمھارے گھر کی نوکرانی لگی مجھے۔۔۔۔

لیکن جب صبح تمھیں اسکے ساتھ دیکھا تو ماما سے پوچھا وہ بولیں تمھاری وائف ھے

یہ۔۔۔۔۔۔

مجھے تو حیرت کا دھچکا لگا۔۔۔ کہ وہ عام سی لڑکی جسکا قد بھی تمھارے کندھوں تک مشکل سے پہنچتا ھے۔۔۔ وہ عام سے حلیے میں عام سے لباس والی تمھاری وائف کیسے ھو سکتی ھے۔۔۔۔۔

بھی بہت عجیب سا ھے اسکے ساتھ۔۔۔۔۔ behaviour اور تمھارا

عضد نے اسے غور سے دیکھا۔۔۔ بات کرتے ھوئے اسکے لہجے سے غرور چھلک رہا تھا۔۔۔۔

وہ اٹھ کھڑا ھوا۔۔۔۔

تم ٹاپک چینج کرو گی یا میں جاؤں یہاں سے۔۔۔۔

مایا نے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔ اوکے بابا سوری۔۔۔

پھر وہ آپس میں دیر تک باتیں کرتے رھے۔۔۔۔

مایا صبح اٹھ کر نیچے آئی۔۔۔۔ سنو لڑکی۔۔۔۔۔ اس نے رتابہ کو آواز دی۔۔۔

جی۔۔۔۔

میرے کپڑے پریس کردو جلدی سے۔۔۔۔

رتابہ نے اسکے ہاتھ سے کپڑے لیکر رابی کو دیئے اور خود وہ ناشتہ بنانے لگ گ ئی۔۔۔۔۔۔

مایا اسکو دیکھتی رہی۔۔۔

عضد نیچے آیا دونوں نے ساتھ ناشتہ کیا۔۔۔

رتابہ کچن سمیٹنے لگی۔۔۔۔

مایا کو بہت حیرت ھوئی کہ ایسا کیا رشتہ تھا عضد کیساتھ اسکا کہ وہ ایک چھت تلے اس کیساتھ اسکی غلام بنے رہ رہی تھی۔۔۔

جبکہ عضد اسے دیکھتا بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔

ایسی کونسی مجبوری تھی یا کونسی کمزوری جو عضد نے اسے اپنے ساتھ رکھا ھوا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ھیلو۔۔۔۔ عضد نے چٹکی بجا کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔

کہاں گم ھو میڈم۔۔۔۔

کہیں نہیں۔۔۔

چلو لیٹ ھو رھے ھیں آفس سے۔۔۔

پنسل ھیل کیساتھ پینٹ کوٹ پہنے وہ عضد کیساتھ قدم سے قدم ملاتی باہر گ ئی۔۔۔۔۔

دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر رتابہ کی آنکھیں بھر آئی ہیں۔۔۔۔

کرتے تھے عضد۔۔۔اور امی نے مجھے زبردستی آپکے سر پر تھوپ deserve آپ ایسی لڑکی دیا۔۔۔۔

نا جانے کب تک ھمارے اس رشتے کا آپ بوجھ اٹھائے پھریں گے۔۔۔۔

وہ خود سے باتیں کرتی اپنے خیالوں میں گم تھی۔۔۔

رتابہ جی۔۔۔رابی نے اسے آوز دی۔۔۔

کال پر نمل بی بی ھیں آپکو بلا رہی ھیں۔۔۔۔

وہ ہاتھ ٹاول سے سکھاتی باہر آئی۔۔۔اور نمل کیساتھ باتوں میں لگ گ ئی۔۔۔۔۔۔

عضد کے روی ئے میں کچھ بدلاؤ آیا یا نہیں۔۔۔۔۔

یار میں اس سے کوئی ایسی امید نہیں رکھتی اب۔۔۔۔

وہ جیتا جاگتا انسان ھے کوئی موسم تو نہیں کہ خزاں کے بعد بہار میں بدل جائے گا۔۔۔۔۔

رتابہ انسان کی نفرت محبت میں بدلنے کا کوئی موسم نہیں ھوتا۔۔۔یہ بے موسم بھی ھو تو اچھی لگتی ھے۔۔۔کیا تم نہیں چاہتی کہ وہ تمھیں چاھے۔۔کیا تم نے کبھی اسکی چاھت پانے کی امید نہیں لگائی؟؟۔۔۔

میں اسے چاھتی ھوں نا اتنا کافی میں۔۔۔ ضروری تو نہیں کہ بدلے میں چاھے جانے کی خواہش رکھوں۔۔۔۔۔

ہاں محبت کو پانے کی خواہش کوئی انہونی نہیں۔۔۔ خواہشوں کا ھمزاد ہر لمحے ھمارے ساتھ ھوتا ھے۔۔۔ بس اسے حد میں رکھنے کا ہنر آنا چاھیئے۔۔۔

پتہ ھے نمل محبت کرنے کے بعد انسان کا دل بڑا خوش فہم ھو جاتا ھے۔۔۔

نا ممکنات پر جی نہیں اٹکتا۔۔۔ کبھی پھول بھی خار لگتے ھیں۔۔۔ کبھی تیز کڑکتی دھوپ بھی ابر ک سایہ لگتی ھے۔۔۔ اندھیری راتیں خوشنما سوچوں سے روشن ھو جاتی ھیں۔۔۔ محبت میں امید سب سے بڑا ہتھیار محسوس ھوتی ھے۔۔۔ لیکن میں سوچتی ھوں کب تلک؟؟؟ آخر کب تک امیدوں کا دامن تھامے حقیقت سے منہ موڑے رھیں۔۔۔ آخر کب تک؟؟؟

خوابوں کا نگر آباد کر لینے سے حقیقت کو فریب جان لینے سے زندگی ھمارے حسب منشا تو نہیں ھو جاتی۔۔۔ بے ثبات موسم کے انتظار میں بہار کی امید میں زندگی بھی تھکنے لگتی ھے۔۔۔ تو پھر کیوں نا امکانات سے ھٹ کر زندگی کی تھکن سے پہلے ہی ھم اپنی طاقت اپنی توانائی محفوظ کر لیں۔۔۔ حقیقت کے ادراک سے کیوں نا اپنی مشکل ترین زندگی تھوڑی سہل بنا لیں۔۔۔۔ آخر کو زندگی اتنی طویل تو نہیں پھر کیا محبت اور نفرت کا سوگ لیئے ھم روز جیتے یا مرتے رھیں۔۔۔

نمل رتابہ کی ایک ایک بات اپنے من میں اتارتی رہی۔۔۔۔

وہ اس سے بات کر کے بہت اداس تھی۔۔۔۔

کیونکہ رتابہ کے لہجے میں چھپی اداسی وہ محسوس کر لیتی تھی۔۔۔۔۔

نمل نے رتابہ سے بات کر کے عضد کو کال ملائی۔۔۔

حال احوال کے بعد وہ اپنی بات پر آئی۔۔۔ مجھے کچھ کہنا تھا تم سے۔۔۔

ہاں کہو۔۔۔

تم پہلے وعدہ کرو رتابہ سے کچھ نہیں کہو گے۔۔۔۔

عضد خاموش ہو گیا۔۔۔۔

تمھاری بیوی ہے وہ تمھاری توجہ کی تمھاری محبت کی اصل حقدار۔۔۔۔۔

لوگ تو اپنے حق کیلئے لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔۔۔ لیکن اس نے اپنے حق پر آج تک لب نہیں کھولے۔۔۔۔۔

اسکے ساتھ جو بھی ہوا اسکی ذمہ دار وہ نہیں ہے۔۔۔اسکی قسمت ہے۔۔جس نے اس پر ناقابل برداشت ظلم ڈھائے ہیں۔۔۔۔ایسی زندگی گزاری ہے اس نے جو اگر میری یا تمھاری ہوتی تو ہم سے کبھی بسر نا ہوتی۔۔۔۔۔

اب اگر اسکی قسمت نے اسے تمھارے ساتھ منسوب کر دیا ہے تو اسے قبول کر لو تم۔۔۔

اور اسکے دکھوں کو بڑھانے کی وجہ نا بنو۔۔۔

جب تم اسے اسکی بیوی ھونے کا حق نہیں دے سکتے تو اس سے نفرت کرنے کا بھی تمھیں کوئی حق حاصل نہیں۔۔۔

تم بیشک اس سے محبت نا کرو۔۔۔ لیکن ایک اچھے انسان ھونے کے ناطے اسکے درد کا اسکی تکلیف کا مداوا کرنے کی کوشش تو کر سکتے ھو نا۔۔۔۔۔

عضد بڑی مشکل سے اسکی باتیں سن رہا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ رتابہ اور اپنے رشتے کو لیکر نرگس کے علاوہ کسی کی بات سننا پسند نہیں کرتا تھا۔۔۔ وہ یہ بھی پسند نہیں کرتا تھا کہ اسے بار بار یہ احساس دلایا جائے کہ رتابہ اسکی بیوی ھے۔۔۔۔

نمل کی ساری بات سن کر وہ بولا۔۔۔

ختم ھو گئی تمھاری تقریر یا کچھ باقی رہتی ھے؟؟

نمل کو کافی تپ چڑھی اسکی باتوں کو تقریر کہنے پر۔۔۔۔

عضد کیا سمجھتے ھو تم خود کو۔۔۔

عضد بڑے اطمینان سے بولا۔۔۔ انسان۔۔۔۔۔

مجھے تو نہیں لگتا کہ تم انسان ھو۔۔۔

تمھاری امی کا بھی یہی خیال ھے۔۔۔انہوں نے بھی مجھے انسان نہیں سمجھا۔۔۔۔

نمل کو کافی غصہ آیا۔۔۔۔

اگر امی تمھیں انسان نا سمجھتیں تو آج رتابہ کی جیسی زندگی تم جی رھے ھوتے۔۔۔۔تم بھی بدبخت کہلائے جاتے۔۔۔۔۔

جگہ جگہ زمانے کی ٹھوکروں پر ھوتے۔۔۔اور جس کرسی پر بیٹھ کر اتنی اکڑ دکھا رھے ھو نا وہ میری ماں کیوجہ سے ھے ورنہ اسی آفس کے یا اس جیسے کسی دوسرے آفس کے چپڑاسی ھوتے تم۔۔۔۔

اور جن آفیسرز کیساتھ تم قدم سے قدم ملا کر چل رھے ھو نا آج۔۔۔۔

میری ماں نا ھوتی تو کسی فٹ پاتھ پر بیٹھے انہی آفیسرز کے شوز پالش کر رھے ھوتے یا تلوے چاٹ رھے ھوتے تم۔۔۔۔۔

عضد سے اتنی بدتمیزی کیساتھ آج تک کسی نے بات نہیں کی تھی۔۔۔۔۔

اور یہ نمل تھی جس نے اسے کپڑوں کیطرح دھو کر رکھ دیا تھا۔۔۔

وہ اپنی اتنی انسلٹ برداشت نا کر سکا۔۔۔۔

اور چلا کر بولا۔۔۔شیٹ اپ۔۔۔

اتنی بد تمیز ھو تم مجھے نہیں معلوم تھا۔۔۔

غصے سے اس نے فون کاٹا اور اب خیر رتابہ کی نہیں تھی۔۔۔ نمل نے تو اپنی بھڑاس نکال لی تھی لیکن اب اسکا بڑھکنا بیچاری رتابہ نے سہنا تھا۔۔۔

وہ گاڑی لیکر غصے سے فورا گھر پہنچا۔۔۔

رتابہ سیکنڈ فلور پر پھولوں کو پانی دے رہی تھی۔۔۔

رتابہ کہاں ھے؟؟ رابی سے پوچھا۔۔۔

وہ سب سے اوپر والے چھت پر ھیں۔۔۔۔

وہ دندناتا ھوا سیڑھیاں چڑھا۔۔۔

رتابہ نیچے آرہی تھی۔۔۔

دونوں کا زبردست ٹکراؤ ھوا۔۔۔

وہ بنا سانس لیئے اس پر چلایا۔۔۔۔

کیا کہا ھے تم نے نمل سے۔۔۔۔

غصے سے اسکی ابلتی آنکھوں کو وہ دیکھ کر ڈری۔۔۔

مممم میں نے۔۔ تو۔۔۔۔

چٹاخ کی آواز پوری سیڑھیوں پر گونجی۔۔۔۔

ایک نہیں دو تین چار زوردار تھپڑ عضد نے اسکے منہ پر مارے۔۔۔۔۔

وہ چکرا کر گ ئی۔۔۔پل بھر اسے کچھ دکھائی ہی نہیں دیا۔۔۔۔

ہر وقت اپنی مظلومیت کا ڈھول پیٹ کر کیوں ذلیل کرواتی ھو مجھے تم دوسرے سے۔۔۔۔

تپھڑ اتنے زور کے پڑے تھے اسے کہ وہ کچھ بولنے یا سمجھنے کے قابل ہی نا رہی۔۔۔

عضد نے زور سے اسکا گلہ دبایا۔۔۔۔

اگر اب امی نے نمل نے یا کسی نے بھی تمھارے حوالے سے مجھ سے کوئی بات کی یا مجھے سمجھانے کی کوشش کی تو اسکا خمیازہ تمھیں ہی بگھتنا ھو گا۔۔۔۔۔

اگر میں نے اپنے اندر وحشی مرد کو سلایا ھے نا تو اسے جگانے کی کوشش مت کرو۔۔۔۔

آئی سمجھ۔۔۔۔۔

پھر وہ اسے وہیں سیڑھیوں پر چھوڑ کر خود آفس چلا گیا۔۔۔۔۔

رابی نے وہ منظر اپنی آنکھوں سے تو نا دیکھا لیکن عضد کے جاتے ہی وہ اوپر آئی اور رتابہ کا چہرہ دیکھ کر وہ ڈر گ ئی۔۔۔۔

یہ۔۔۔یہ۔۔۔۔کیا ھوا آپکو۔۔۔۔

وہ کیا کہتی اس سے چپ چاپ دیوار کا سہارا لی ئے نیچے آنے لگی۔۔۔۔

رابی نے اسے سہارا دیا۔۔۔تو اس نے منع کر دیا۔۔۔

تم جاؤ رابی یہاں سے۔۔۔۔۔

آپکو ایسے چھوڑ کر میں نہیں جا سکتی۔۔۔۔۔

صاحب جی نے کیوں مارا ھے آپکو۔۔۔۔

وہ آنسو روکے ھوئے رُندھی ھوئی آواز میں بولی مجھے نہیں معلوم۔۔۔۔۔

رابی اسے کمرے تک لائی۔۔۔

رتابہ نے اسے گھر سنبھالنے کیلی ئے واپس بھیج دیا۔۔۔۔

اس میں اتنی بھی ھمت نا رہی کہ وہ نمل سے اتنا پوچھتی کہ کیا بات کی تھی اس نے عضد سے۔۔۔۔

شام کو عضد کے آفس سے آنے سے پہلے ہی نمل کا فون پھر سے آیا۔۔۔۔

رتابہ نے بات نا کی کیونکہ وہ روپڑتی فون پر اور پھر نمل نے عضد کو اور عضد نے اسے نہیں چھوڑنا تھا۔۔۔

حسب معمول وہ رات کچن میں روٹیاں پکا رہی تھی۔۔۔۔

مایا جوس لینے کچن میں آئی تو اسکی نظر رتابہ کہ چہرے پر جا رکی۔۔۔

وہ اسکے پاس آئی۔۔۔۔۔

اوہ مائی گاڈ۔۔۔۔

یہ کیا۔۔۔ کس نے مارا تمھیں۔۔۔۔

وہ روٹی توے پر ڈالے بولی کسی نے نہیں۔۔۔۔۔

تو پھر یہ سوجھے ھوے گال۔۔۔ اور ان پر انگلیوں کے اتنے گہرے نشان۔۔۔۔۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔۔

عضد نے اندر آتے ھوئے کہا۔۔۔

ماریہ ھمیشہ اپنی حرکتوں پر کھاتی ھے۔۔۔۔۔

مایا عضد کے پاس آئی۔۔۔۔ کیا مطلب کیسی حرکتیں۔۔۔۔

عضد کو اب تک اس پر غصہ تھا۔۔۔۔ ذلالت والی حرکتیں۔۔۔۔۔

کیوں ایسے کونسے ذلیل کام کرتی ھے یہ۔۔۔۔۔

تم چھوڑ واسے۔۔۔ عضد مایا کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر لایا۔۔۔

تم اس کے بارے میں کچھ بتاتے کیوں نہیں مجھے۔۔۔

اسے یہاں دیکھ کر کوفت سی ھوتی ھے مجھے۔۔۔ کون ھے یہ؟ سب اسے تمھاری بیوی کیوں سمجھتے ھیں۔۔۔ کیوں رہ رہی ھے یہ تمھارے ساتھ۔۔۔

اور آج اسکی یہ حالت کس نے کی۔۔۔

عضد نے اسموکنگ اسٹارٹ کر دی تھی۔۔۔

وہ لائی ٹر سے سگریٹ سلگا کر بولا۔۔۔ میں نے۔۔۔۔۔

واٹ۔۔۔۔۔۔ مایا کی آواز اچھی خاصی بلند ھوئی۔۔۔۔۔

وہ لان میں باہر آ گیا۔۔۔

مایا جلدی سے اسکے پیچھے آئی۔۔۔

تم نے اسموکنگ کب سے شروع کی۔۔۔

آج سے پہلے تو میں نے سگریٹ کبھی تمھارے ہاتھ میں نہیں دیکھا۔۔۔

عضد سگریٹ کے دھوئیں سے کھانسنے لگا۔۔۔

مایا نے اسکے منہ سے سگریٹ چھینا تو اسکے لمبے ناخن نے اسکا ھونٹ زخمی کر دیا۔۔۔

اوہ۔۔۔سوری۔۔۔رئیلی سوری۔۔۔

وہ اپنے ہاتھوں سے عضد کے ھونٹ چھونے لگی تو عضد نے اسکا ہاتھ پیچھے کیا۔۔۔

اور دوسرا سگریٹ نکالا پوکٹ سے۔۔۔

مایا نے وہ بھی چھین لیا۔۔۔

یہ طریقہ ھے یار جب پینا نہیں آتا تو کیوں دھوئیں کی نذر خود کو کرتے ھو۔۔۔

کیا ھوا ھے بتاؤ مجھے اتنے ڈپریشن کا شکار کیوں ھو۔۔۔

مایا نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھاما۔۔۔

میں دوست ھوں تمھاری۔۔۔تم ٹرسٹ کر سکتے ھو مجھ پر۔۔۔

عضد نے بالوں میں ہاتھ پھیر کر گہری سانس لی۔۔۔

ٹرسٹ۔۔۔۔پہلے میں خود پر تو کر لوں۔۔۔۔

مایا نے بڑے پیار سے اسے ٹریٹ کیا۔۔۔۔

اچھے دوست ایک دوسرے کا آئینہ ھوتے ھیں۔۔۔مجھے اپنا عکس اپنا آپ سمجھ کر شیئر کر سکتے ھو۔۔۔دوست ھونے کے ناطے میں تم سے الگ تو نہیں۔۔۔۔

بولو کون ھے یہ؟؟ وہ عضد کا ہاتھ تھامے سرسبز گھاس پر بیٹھی۔۔۔

عضد گھاس پر بیٹھا تو ایک ایک کر کے گھاس کے تنکے نوچنے

لگا۔۔۔۔

عضد اب کچھ بولو گے بھی؟؟؟

آخری بار پوچھ رہی ھوں اسکے بعد میں نے نظر بھی آنا تمھیں۔۔۔۔۔

کیا رشتہ ھے تمھارا اس سے۔۔۔

عضد کی وہ بہت اچھی دوست تھی وہ جانتا تھا وہ بھی اسی کیطرح بہت ضدی ھے اور بنا سچ جانے وہ ٹلنے والی نہیں۔۔۔۔

نکاح ھوا تھا اسکا اور میرا آج سے ڈھائی سال پہلے۔۔۔۔

کن حالات میں ھوا تھا۔۔مایا نے اس سے پوچھا۔۔۔۔

وہ کیسے حقیقت بتاتا اسے جس سے وہ آج تک خود نہیں جان پایا تھا۔۔۔۔

امی نے زبردستی اسکے ساتھ شادی کی تھی میری۔۔۔۔میں آج تک اسے قبول نہیں کر سکا۔۔۔۔۔

کون ھے یہ کہاں سے آئی۔۔۔ مجھے کچھ نہیں پتہ۔۔۔ بس اتنا جانتا ھوں لاوارث ھے یہ۔۔۔۔

مایا کی آنکھیں حیرت سے کھلیں۔۔۔کیا؟؟لاوارث لڑکی۔۔۔تمھاری بیوی۔۔۔کم آن یار جھوٹ تومت بولو مجھ سے تم۔۔۔۔۔

میں جھوٹ نہیں بولتا۔۔۔۔

کیسے کر دی تمھاری ماما نے شادی۔۔۔سگی ماں ھے تمھاری وہ۔۔؟؟

ہاں سگی سمجھ لو۔۔۔

کیا مطلب سگی سمجھ لوں؟؟

پھپھو ھیں وہ میری۔۔۔۔

انہوں نے پالا ھے مجھے۔۔۔۔

یار مجھے نہیں لگتا کہ وہ تمھیں اپنا بیٹا سمجھتی ھیں۔۔کہیں نا کہیں کوئی نا کوئی بات ضرور ھے جسکا بدلہ انہوں نے تم سے لیا رتابہ جیسی لڑکی سے تمھاری شادی کر کے۔۔۔۔۔

نہیں یار وہ ایسی نہیں ھیں۔۔ھم دونوں بھائی یوں کی وجہ سے انکا ھنستا بستا گھر خراب ھوا۔۔۔انکا شوہر انکو چھوڑ کر چلا گیا فتھا۔۔۔ھماری خاطر وہ اپنی ممتا سے بھی دستبردار ھو گ ئی یں۔۔۔۔بہت لاڈ پیار سے پالا ھے انہوں نے ھمیں۔۔۔۔کبھی ماں باپ کے نا ھونے کا احساس ھونے ہی نہیں دیا۔۔۔۔جب ماں کی ضرورت محسوس ھوئی تو وہ ماں بن کر جان

لی ئے حاضر رہیں۔۔۔جب بابا کا نام آیا تو وہ شفقت کا روپ دھارے مظبوط چٹان کیطرح ھمارے سامنے تھیں۔۔۔۔۔

عضد نے مایا کیطرف دیکھا۔۔۔

کتنا عرصہ ھو گیا انکو شوہر سے دور رہتے ھوئے؟؟

چوبیس سال۔۔۔ لیکن اب وہ لوٹ آئے ھیں۔۔۔اور انکی بیٹی میری بھا بھی ھے۔۔۔

کب کی انہوں نے اپنی بیٹی سے تمھارے بھائی کی شادی۔۔۔۔

تین چار ماہ ھوئے ھیں۔۔۔۔

اور تمھاری شادی کو ڈھائی سال۔۔۔یعنی انکے شوہر اور بیٹی کی واپسی سے پہلے انہوں نے تمھاری شادی کی رتابہ سے۔۔۔۔۔۔۔

مایا نے ابرو اچکائے افففف مجھے تو یقین ہی نہیں ھو رہا کہ کوئی اپنے ہی خون سے اپنی محرومیوں کا بدلہ اسطرح بھی لے سکتا ھے۔۔۔۔۔

کیا مطلب ھے تمھارا؟؟؟

مطلب صاف ھے بھولے بھولے عضد جی۔۔۔۔پیار سے انہوں نے تم دونوں بھائیوں کو اسلی ئے پالا کہ انکے بڑھاپے کا کوئی سہارا نا تھا تم دونوں کے علاوہ۔۔۔

شوہر نے طلاق نہیں دی تھی۔۔شادی بھی نہیں کر سکتی تھیں وہ۔۔۔اور کوئی چانس ہی نہیں تھا انکے پاس اسلیئے اپنی نفرت کی جڑیں انکے اندر پنپتی رھیں۔۔۔کہ کسطرح وہ اپنی محرومیوں کا اپنی تنہائی کا بدلہ لے۔۔۔چوبیس سال اپنے شوہر اور اپنی اولاد سے دور رہنا کسی کیلیئے ممکن نہیں۔۔۔اپنے اندر کی جلتی آگ میں جوان ھونے پر انہوں نے تمھیں جھونک دیا۔۔۔

صاف صاف بات کرو کہنا کیا چاہتی ھو؟؟

مائی ڈیئر یہی کہنا چاہتی ھوں کہ اپنی ساری زندگی کی قربانیوں کی بھینٹ انہوں نے تمھیں چڑھایا ھے۔۔۔

اپنی زندگی تو انکی ضائع ھوئی ساری۔۔۔۔

کی ھے۔۔۔ Spoil اب انہوں نے تمھاری زندگی

ورنہ کوئی اتنا پاگل نہیں کہ کسی بھی راہ چلتی لاوارث لڑکی کو اپنے گھر کی عزت بنالے۔۔۔

تم اتنے گ ئے گزرے تو نہیں تھے۔۔یا اتنے گرے ھوئے کریکٹر کے کہ تمھارے لیئے کوئی عزت دار شریف گھرانے کی لائف پارٹنر نا ملتی۔۔۔۔

عضد غصے سے کھڑا ھوا۔۔۔

پوری دنیا ایک جگہ اور میری ماں ایک جگہ۔۔۔اگر وہ اپنے منہ سے خود اس بات کا اقرار بھی کر دیں نا تو میں تب بھی یقین نہیں کرونگا۔۔۔کہ وہ مجھے اپنی محرومی کی نذر کریگی۔۔۔۔

لہذا انکے بارے میں آئندہ تمھارے منہ سے ایسے الفاظ نا سنوں۔۔۔۔۔

مایا ہاتھ جھاڑ کر کھڑی ھوئی۔۔اور رتابہ کے بارے میں کیا خیال ھے؟؟ وہ اپنے اوپر ھونے والے ظلم کا بدلہ نہیں لے سکتی تم سے؟؟؟

یاد رکھنا عضد جب عورت ہر ظلم زیادتی خاموشی سے سہنا شروع کر دے نا تو ڈرو اسکی خاموشی سے۔۔۔کیونکہ اسکی خاموشی بہت بڑے طوفان کا پیش خیمہ ھو سکتی ھے۔

تم تو اس سے نفرت کر رھے ھو آج۔۔۔

لیکن کل کو اسکی نفرت کا مقابلہ تم مر دھو کر نہیں کر سکو گے۔۔۔

عورت ایک بہت خوبصورت آئینے کی مانند ھوتی ھے۔۔۔لیکن ٹوٹ کر جب بکھرے تو اسکا ہر ٹکڑا خنجر کی حیثیت اختیار کر سکتا ھے۔۔۔۔۔۔

وقت پر حفاظتی بند باندھ لو تو بہتر ھوگا۔۔۔ورنہ تباہ و برباد ھو جاؤ گے۔۔۔۔

برباد وہ ھوتے ھیں جو آباد ھوں۔۔۔۔۔۔عضد کی بات مایا کے دل پر لگی۔۔۔۔

کب تک گزارو گے ایسی زندگی۔۔۔۔

جب تک زندگی ھے شاید تب تک۔۔۔۔۔

کیا تمھارا دل نہیں چاھتا تمھاری بھی ایک بھرپور پیار محبت والی زندگی ھو۔۔۔۔۔۔ایسی بیوی ھو جس سے تم پیار کرو۔۔وہ تم سے پیار کرے۔۔۔ تمھارے بچے ھوں۔۔۔۔ عام لوگوں کیطرح خوشحال رھو تم۔۔۔۔۔۔

گزارنا چاھتا ھوں ایسی ہی زندگی۔۔۔ لیکن رتابہ کیساتھ نہیں۔۔۔۔۔۔ گزار سکتا۔۔۔۔

مایا کو آرام سے اسکے دل سے اسکی زندگی میں آنے کا راستہ عضد نے خود دکھا دیا تھا۔۔۔۔

وہ آنکھوں میں ہزار خواب لیئے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

عضد ان باتوں سے تھک گیا تھا اکتاہٹ سے اس نے بات کا پہلو بدلہ۔۔۔اور مایا کہ اتنے والہانہ انداز سے دیکھنے پر مسکرایا۔۔۔۔

ایسی نظروں سے نا دیکھو یار کچھ کچھ ھوتا ھے۔۔۔۔

مایا بہت زور سے ھنسی۔۔۔۔

وہ بھی ھنس دیا۔۔۔۔۔

مایا نے اسکا گال پکڑ کر کھینچا۔۔۔بہت اچھے لگتے ھو ھنستے ھوئے۔۔۔۔۔۔

صبح صبح نمل کی کال آئی۔۔

عضد شوز پہن رہا تھا۔۔۔

اس نے فون کندھے سے کان کیساتھ لگایا۔۔۔۔

ھیلو۔۔۔۔

نمل نے ناسلام کیا نا حال پوچھا۔۔۔

رتابہ مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہی کیا ھے تم نے اس سے۔۔۔۔

پوچھ لینا اپنی دوست سے خود ہی۔۔۔

اسکو پوچھنے کیلیۓ ہی فون کیا تھا لیکن وہ بات ہی نہیں کر رہی۔۔۔اگر تم نے اس سے کچھ کہا نا تو یاد رکھنا ابھی پہنچ جاؤ نگی کراچی اور تمھارا حشر بگاڑ دونگی میں۔۔۔۔

عضد نے غصے سے فون کاٹا۔۔۔

نمل نے پھر کال ملائی عضد نے کاٹ دی۔۔۔

اسے نہیں معلوم تھا کہ نمل کس قدر ضدی ھے۔۔۔۔۔۔

اس نے نرگس کے نمبر سے کال ملائی۔۔۔۔

عضد نے کال اٹھائی السلام و علیکم امی۔۔۔۔

امی کے بچے۔۔۔کال کیوں کاٹی میری۔۔۔ یار تم انسان ھو یا چڑیل۔۔۔ کیوں پیچھے پڑ گ ئی ھو میرے۔۔۔۔

نمل کو اسکا چڑیل کہنا کافی ناگوار گزرا۔۔۔۔۔

کیا کیا کیا۔۔۔ کیا کہا تم۔نے مجھے چڑیل۔۔۔۔۔

وہ اس پر برس پڑی۔۔۔ شرم نہیں آتی تمھیں۔۔۔ بہن کو اپنی چڑیل کہتے ھو۔۔۔ تمھیں آئی ینہ کیا دکھا دیا میں نے تم۔۔۔۔

عضد اس روی ئے کا عادی نہیں تھا۔۔۔اس نے کال کاٹ کر موبائل ہی آف کر دیا۔۔۔۔۔

اتنی منہ پھٹ لڑکی ھے یہ کہیں سے نہیں لگتا امی کی ہی بیٹی ھے۔۔۔۔۔

صبح صبح سارا موڈ خراب کر کے رکھ دیا۔۔۔۔

وہ نیچے کچن میں آیا۔۔۔۔

رتابہ آملیٹ بنا رہی تھی۔۔۔وہ بلکل اسکے پیچھے کھڑا ھوا اور جھک کر اسکے کان کے پاس منہ کر کے بولا۔۔

فون پر بات کیوں نہیں کر رہی تم نمل سے۔۔۔۔

رتابہ نے جیسے ہی گردن موڑ کر اسے دیکھا تو عضد کے لبوں سے اسکے لب جا ٹکرائے۔۔۔۔

عضد پیچھے کیا ہٹتا سن ھو گیا وہ۔۔۔۔۔

گھبرا کر رتابہ نے چمٹے کے بجائے گرم آملیٹ ہاتھ سے اٹھالیا۔۔۔۔

ہاتھ جلنے سے اسکی چیخ نکلی۔۔۔ تو عضد اس سے پیچھے ھوا۔۔۔۔۔

اور اسے دیکھتا ھوا الٹے قدم اٹھاتا کچن سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

رتابہ کو سمجھ نا آیا وہ کیا کر رہی ھے۔۔ چائے میں چینی کی جگہ اس نے نمک ڈال دیا۔۔۔

رابی کچن میں ابھی ابھی داخل ھوئی۔۔۔

کیا کر رہی ھیں یہ آپ۔۔۔ چائے میں نمک ڈال دیا ھے آپ نے۔۔۔

رتابہ نے دیکھا ہاتھ میں نمک تھا۔۔۔۔

صاحب جی تو چلے گ ئے مایا میڈم کیسا تھ آپ کس کیلی ئے چائے بنا رہی ھیں۔۔۔۔

رتابہ رابی کو دیکھ کر بولی۔۔۔ اوہ اچھا کب گ ئے وہ۔۔۔

رابی نے اسکے ہاتھ سے چینی کی جگہ نمک کا ڈبہ دوبارہ لیتے ھوئے واپس لیا۔۔۔

آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی مجھے آپ جائی یں۔۔۔

آپکے لی ئے میں چائے بنا لاتی ھوں۔۔۔۔۔

نرگس سے بات کرتے ھوئے عضد گھر میں داخل ھوا۔۔۔۔

میں نے کچھ نہیں کہا امی نمل سے۔۔۔

خوامخواہ رو رہی ھے وہ۔۔۔جو کچھ اس نے مجھ سے کہا ھے نا آپ نہیں جانتیں۔۔۔۔

دو منٹ میں تیا پانچہ ایک کر دیا آپکی بیٹی نے میرا۔۔۔۔

جی جی امی جانتا ھوں بہن ھے وہ میری لیکن امی بد تمیزی آپکو پتہ ھے مجھ سے کسی کی برداشت نہیں ھوتی۔۔۔

ارے نہیں نہیں آپ کیوں معافی مانگ رہی ھیں۔۔۔

اس چڑیل سے کہیں وہ سوری کرے مجھے۔۔۔

او کے امی دے رہا ھوں فون رتابہ کو۔۔۔۔

یہ لو بات کرو امی سے۔۔۔

رتابہ بات کرتی ھوئی اپنے کمرے میں چلی گ ئی۔۔۔

اسے نمل کو قسم کھا کر مطمئن کرنا پڑا کہ عضد نے اسے کچھ نہیں کہا۔۔۔

مایا کافی بنا کر لائی اور ایک کپ عضد کو دے کر اسکے ساتھ بیٹھی۔۔۔

کیا کہا تھا نمل نے تمھیں فون پر۔۔۔۔یہ تمھاری پھپھو کی بیٹی ھے نا اور تمھاری بھابھی بھی۔۔۔۔۔۔

ہاں۔۔۔اور میری دودھ شریک بہن بھی۔۔۔۔

عضد مجھے حیرت ھوتی ھے تمھارے صبر اور تمھاری برداشت پر۔۔۔۔

دوسری کال آرہی تھی رتابہ فون لی ئے نیچے آئی۔۔۔اور عضد کو تھمایا۔۔۔

آپکی کال ھے۔۔۔عضد نے اس سے فون لیا۔۔تو رتابہ نے اسکے ھونٹوں کیطرف دیکھا ہلکا سا زخم تھا۔۔۔ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی نے کاٹا ھو۔۔۔۔

پھر وہ اسکے بغل میں بیٹھی مایا کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

جو بڑی عجیب نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

پھر اچانک بولی۔۔۔

کیا ھمارے منہ دیکھ رہی ھو جاؤ یہاں سے۔۔۔

وہ چپ چاپ چلی گ ئی۔۔۔۔۔۔

زیان کو گود میں لی ئے نمل جازب کے پاس آئی۔۔۔۔

تم مجھ سے دور دور رہنے لگے ھو اور کافی دنوں سے نظر انداز کر رھے ھو۔۔۔

وجہ جان سکتی ھوں کیوں؟؟

کچھ نہیں بس ویسے ہی پریشان ہوں بزنز میں نقصان کیوجہ سے۔۔۔۔۔

زیان کو اس سے لیکر وہ پیار کرنے لگا۔۔۔۔

جازب بات بزنز کی نہیں کچھ اور ھے تم مجھ سے چھپا رھے ھو۔۔۔۔

وہ زیان کے ساتھ کھلیتے ھوئے بولا۔۔۔

ایسا کچھ نہیں ھے۔۔۔۔

اس نے جازب کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔ جازب۔۔۔۔

یہاں دیکھو میری طرف۔۔۔۔۔

جازب اس سے آنکھیں نا ملا سکا۔۔۔۔

نمل کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔۔

جازب نظریں جھکاؤ مت نظریں ملا کر بات کرو کیا ھوا ھے۔۔۔۔۔۔

جازب کیسے ٹالتا اسے۔۔۔

وہ زیان کو لیئے اٹھ کھڑا ھوا۔۔۔یار کچھ نہیں ایسا۔۔۔کیوں نہیں سمجھ رہی تم۔۔۔

وہ اسکے سامنے تن گ ئی۔۔۔کیونکہ تم جھوٹ بول رھے ھو مجھ سے۔۔۔

مجھے کیا ضرورت ھے تم سے جھوٹ بولنے کی۔۔۔

تم تو ہر بات کے پیچھے ہی پڑ جاتی ھو۔۔۔۔

نہیں ھے تمھیں بتانے والی بات کاروباری معاملات ھیں۔۔۔۔

ھٹو آگے سے۔۔۔

نہیں ھٹو نگی۔۔۔

اگر کاروباری معاملات ھیں تو تم نظریں مجھ سے کیوں چرا رھے ھو۔۔۔

نظر انداز میں ھو رہی ھوں نا تو بات یقینا میرے ہی متعلق ھے۔۔۔

ہاں ھے تمھارے متعلق۔۔۔لیکن میں نہیں بتانا چاھتا۔۔۔

بس یہی سننا چاہتی تھی ھوگ ئی تسلی تمھاری۔۔۔۔

نمل اسکا یہ رویہ برداشت نا کر سکی اور رو دی۔۔۔وہ زیان کو نرگس کے حوالے کر کے واپس آیا۔۔۔

نمل بات سنو میری یار۔۔۔

نہیں سننا مجھے کچھ بھی۔۔۔

وہ اسکے پاس آیا۔۔۔

ہاتھ مت لگانا مجھے۔۔۔۔

کیوں ہاتھ لگانا منع ھے کیا۔۔۔۔

وہ اور بھی رو دی۔۔۔

حد ھوتی ھے یار۔۔۔ میں نے ایسا بھی کیا کہہ دیا ھیکہ اب تمھارا رونا بند نہیں ھو رہا۔۔۔۔

تم کہہ ہی تو نہیں رھے۔۔۔ جب تک بتاؤ گے نہیں تو ایسے ہی روتی رھو نگی۔۔۔۔

جازب کیا کرتا پریشان ھو گیا مذید۔۔۔۔۔

ٹھیک ھے پھر روتی رھو۔۔۔

وہ اسے ایسے ہی چھوڑ کر لیٹ گیا۔۔۔۔

نمل اسے دیکھتی ہی رہ گ ئی۔۔۔ ایسا کیا ھوا تھا۔۔۔ وہ تو اسکا ایک آنسو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ اور اب اسے روتا دیکھ کر منہ ہی پھیر لیا۔۔۔۔۔

وہ رات گ ئے تک روتی رہی۔۔۔

جازب بھی ایک پل نہیں سویا تھا۔۔۔

وہ اٹھ کر بیٹھا۔۔۔۔

ادھر آؤ میرے پاس۔۔۔

وہ صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔

نہیں آؤ نگی اب تمھارے پاس بھی۔۔۔

وہ اٹھکر خود اسکے پاس آیا۔۔۔

نمل بات بتانا چاھتا ھوں میں۔۔۔۔

لیکن تم برداشت نہیں کر پاؤ گی۔۔۔۔

تو کیا تم میرے آنسو میری ناراضگی سہہ لوگے ؟؟؟

کبھی بھی نہیں۔۔۔۔

تو پھر بولو کیا بات ھے۔۔۔۔۔

جازب نے اسکے آنسوؤ سے تر چہرہ دیکھا۔۔۔۔

اور دل میں بولے گیا۔۔۔کیسے بتاؤں ابھی تو ھماری شادی کو چار مہینے بھی نہیں ھوئے کیسے سنادوں تمھیں یہ خبر۔۔۔۔

جو لوگوں کو کئی سالوں بعد جا کر معلوم ھوتی ھے۔۔۔۔۔

ابھی سے چھین لوں تمھاری امیدیں۔۔۔ تمھاری خوشیاں۔۔۔۔۔

جازب اب منہ کیا دیکھ رھے ھو میرا۔۔۔بولو بھی۔۔۔۔

بات کرنے سے پہلے ہی جازب کے آنسو اسکے گالوں پر بہہ نکلے۔۔۔۔

نمل تڑپ کر رہ گئی اسکے آنسو دیکھ کر۔۔۔

جازب کیا ھوا؟؟ادھر دیکھو میری طرف۔۔۔۔

تمھاری طرف دیکھا تو بول نہیں پاؤ نگا یار۔۔۔۔

نمل مذید پریشان ھو گئی کہ ایسی کونسی بات ھے۔۔۔۔

جازب جلدی بتاؤ میری جان مشکل میں نا ڈالو بولو کیا بات ھے۔۔۔۔

نمل۔۔۔۔۔میں تمھیں۔۔۔۔آگے وہ رک گیا۔۔۔۔اور اپنے خشک ھوتے ھونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔۔۔۔۔

ہاں آگے بولو۔۔۔۔۔ نمل کا دل زور زور سے دھک دھک کرنے لگا۔۔۔

یار مجھ سے تمھیں اولاد کی خوشی نہیں مل سکتی۔۔۔۔

نمل کے چہرے کا رنگ فق ھو گیا۔۔۔۔کیا مطلب۔۔۔۔۔؟؟

تم ماں نہیں بن سکتی۔۔۔۔

کبھی بھی نہیں۔۔

میرے ساتھ رہ کر ساری زندگی تمھاری گود خالی رھے گی۔۔۔

نہیں۔۔ نہیں۔۔ نہیں۔۔۔

ایسا نہیں ھو سکتا۔۔۔

تم جھوٹ بول رھے ھو۔۔۔۔۔۔

جازب کہہ دو یہ مذاق ھے۔۔۔

یہ مذاق نہیں وہ کڑوی حقیقت ھے جسے اب ھم نے برداشت کرنا ھے۔۔۔اور اللہ کے اس فیصلے پر صبر کرنا ھے۔۔۔۔۔

نہیں جازب ایسا نہیں ھو سکتا یار۔۔میں نہیں مانتی اس بات کو۔۔۔ تمھیں غلط فہمی ھوئی ھے کوئی۔۔۔

کوئی غلط فہمی نہیں میری جان بس میرے بخت میں یہی لکھا ھے۔۔۔ ھمارے جیسے ہزاروں لوگ ھیں۔۔۔جو اولاد کی نعمت سے محروم ھیں۔۔۔۔ان بد نصیبوں میں ھم بھی شامل ھیں۔۔۔۔

نمل کے آنسو پانی کیطرح بہنے لگے۔۔۔

جازب نے اسے گلے سے لگایا تو خود بھی رو پڑا۔۔۔

یہ کیسا امتحان تھا جہاں پل بھر میں انکے خواب ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ھو گ ئے۔۔ جن کی کرچیوں کی چبھن نے اب ساری زندگی انکی آنکھوں کو بے نور رکھنا تھا۔۔۔۔

رابی رتابہ کیساتھ کام کرتے ھوئے بولی۔۔۔

رتابہ جی ایک بات پوچھوں آپ سے۔۔۔

وہ سبزی کاٹتے ھوئے بولی۔۔۔۔

ہاں پوچھو۔۔۔۔۔

عضد صاحب سچ میں آپکے شوہر ھیں۔۔۔۔۔

رتابہ نے ماتھے پر بل ڈالا۔۔۔یہ کیسا سوال ھے۔۔۔ تمھیں کیا لگتا ھے کیا میں اسکی گرل فرینڈ ھوں۔۔۔ یا زرخرید غلام۔۔۔۔

اتنا گھٹیا سوال تمھارے ذہن میں آیا کیسے ؟ کیا تمھیں عضد اور میں ایسے لگتے ھیں کہ بغیر نکاح کے ایک دوسرے کیساتھ رہ رہے ھیں۔۔۔۔

نانا۔۔۔ معاف کرنا میرا یہ مطلب ہر گز نہیں تھا۔۔۔

تو پھر یہ مطلب تھا کہ ھم کرائے کہ میاں بیوی ھیں۔۔

اللہ نا کرے بی بی جی۔۔۔ میں نے اپنی نادانی میں غلط کہہ دیا۔۔۔

رتابہ کو برا تو بہت لگا لیکن اسکے بار بار معافی مانگنے پر چپ ھو گ ئی۔۔۔۔

ویسے ایک بات اور کہوں بی بی جی۔۔۔۔

وہ چھری میز پر پٹخ کر بولی۔۔۔

رہنے دو تم پہلے ہی اتنا غلط سوال پوچھا ھے تم نے۔۔۔۔ یہ تو میں تھی جو سہہ گ ئی عضد ھوتے تو آج تھپڑ تم نے کھانا تھا ان سے۔۔۔ آجاتی تمھاری عقل ٹھکانے پھر۔۔۔۔۔۔

نہیں بی بی سوال نہیں پوچھنا کچھ بتانا ھے آپکو۔۔۔

اچھا جلدی بولو۔۔۔۔۔

صاحب جی نے جب آپ پر ہاتھ اٹھایا تھا تو غصے سے سیدھا نیچے میرے پاس آئے اور کہا کہ میں آپکا بہت خیال رکھوں۔۔۔اور اگر آپکی طبیعت خراب ھو گ ئی یا آپ کا رونا بند نا ھوا تو مجھے کال کر کے بلا لینا۔۔۔

پھر بی بی جی انہوں نے رات تک دس بار کال کر کے آپکی خیریت پوچھی تھی۔۔۔۔۔

اسکی بات سن کر پل بھر رتابہ کے ہاتھ حیرت سے تھم گ ئے۔۔۔

رتابہ جی ایک بات اور کہوں۔۔۔برا نا ماننا۔۔۔۔

بی بی زندگی ڈگریوں کے بغیر بھی گزر جاتی ھے۔۔۔۔زندگی ایک ہی کپڑے کو سو بار پہن کر گزاری جاسکتی ھے۔۔۔زندگی دو روٹیوں کے بجائے ایک روٹی کھا کر بھی چل سکتی ھے۔۔۔

لیکن زندگی بغیر عزت کے نہیں چل سکتی۔۔۔۔۔

ھم چھوٹے لوگ ھیں بہت اور جاہل گنوار بھی۔۔۔لیکن اتنے جاہل نہیں کہ اپنی عورتوں کو اسطرح ذلیل کریں۔۔۔یا ان پر ہاتھ اٹھائیں۔۔۔۔

ھمارے یہاں ایسے مرد کو نامرد کہا جاتا ھے جو اپنی طاقت کا نشہ عورت پر اتارے۔۔۔۔۔

رتابہ چپ چاپ سنتی رہی۔۔۔۔

پھر رابی کی بات ختم ھونے پر بولی۔۔۔

رابی عضد برا نہیں۔۔۔وہ تو میری غلطی ہی اتنی بڑی تھی کہ وہ مجبور ھو گ ئے۔۔۔

اور مرد جب مجبور ھوتا ھے تو وہ پھر یا ہاتھ اٹھاتا ھے یا گالم گلوچ سے کام لیتا ھے۔۔۔

لیکن عضد ایسے نہیں ھیں۔۔۔

رھنے دیں بی بی جی میں نے دیکھ لیا کہ عضد صاحب کیسے ھیں۔۔۔۔

عضد کچن سے باہر کھڑا ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔۔۔

رابی رابی۔۔۔پھر رابی کو آواز دیتا اندر آیا۔۔۔

جاؤ میرا وائی ٹ کاٹن کا سوٹ پریس کر دو۔۔۔۔

رابی چلی گ ئی وہاں سے۔۔۔

عضد رتابہ کے بہت پاس آیا۔۔۔

وہ پیچھے ہٹتی سلپ سے جا لگی۔۔۔

میں کل بھی آیا تھا تم سے سوری کہنے لیکن۔۔۔

عضد کی نظروں میں رتابہ کے ھونٹ تھے۔۔۔

اور ایک بار پھر اسکی نظروں میں وہ منظر لہرایا۔۔۔۔جب رتابہ کے لبوں نے اچانک اسکے لبوں کو چھوا تھا۔۔۔

تو وہ بے چین سا ھو گیا۔۔۔

پھر گہری سانس لے کر بولا۔۔۔

مجھے کل تم پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاھی ئے تھا۔۔۔

میں نے وعدہ کیا تھا خود سے کہ تم پر ہاتھ کبھی نہیں اٹھاؤ نگا۔۔۔لیک غصے میں پتہ نہیں مجھے کیا ھو جاتا ھے۔۔۔۔

کچھ سمجھ نہیں آتا کیا کر رہا ھوں۔۔۔۔

رتابہ ایک ٹک اسے دیکھتی رہی کہ یہ وہی عضد تھا کل والا؟؟

مایا عضد کو ڈھونڈتی ھوئی کچن میں آئی۔۔۔۔

یہاں کیا کر رھے ھو تم۔۔۔۔

کچھ نہیں اس سے کچھ کام تھا۔۔۔

بولو کیا ھوا؟

مجھے مارکیٹ جانا ھے کیونکہ پرسوں مسز کمال کے بیٹے کا ولیمہ ھے اسکے لی ئے ڈریس لینا تھا۔۔۔۔

مایا سے برداشت نا ھو رہا تھا عضد کا رتابہ کے اتنے پاس کھڑا ھونا۔۔۔

وہ اسے ہاتھ سے پکڑے باہر لے آئی۔۔۔۔

چلو میرے ساتھ۔۔۔۔

رتابہ کو بھی لے چلتے ھیں۔۔۔۔عضد نے کہا تو وہ اچھا خاصا چڑ گ ئی۔۔۔۔

اسکا کیا کام ھے ھمارے ساتھ۔۔۔۔

عضد نے اس سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔۔۔۔کیوں تمھیں شاپنگ کرنی ھے تو ھو سکتا ھے اسے بھی کچھ ضرورت ھو۔۔۔۔۔

ٹھیک ھے تم لے جاؤ اسے میں کیب میں چلی جاؤ نگی۔۔۔۔

یار تم تو فورا نارض ھو جاتی ھو۔۔ چلو پھر اسے میں رابی کیساتھ بھیج دیتا ھوں۔۔۔۔

عضد نے رتابہ کو ہزار ہزار کے نوٹوں کی گٹھی پکڑائی۔۔۔۔مارکیٹ چلی جاؤ تمھیں رابی لے جائے گی جو لینا ھو لے لینا۔۔۔۔

رتابہ نے پیسے واپس کر دی ئے۔۔۔مجھے کچھ نہیں لینا۔۔۔

عضد نے پیسے واپس لی ئے اور کوارٹر میں آکر رابی کو دی ئے۔۔۔

رتابہ کو بازار لے کر جانا ھے تم نے آج شاپنگ کیلی ئے۔۔۔۔

رابی نے انکے ہاتھ سے پیسے لی ئے۔۔۔کتنے ھیں صاحب جی یہ۔۔۔۔

پچیس ہزار ھیں۔۔۔۔اور چاھی ئے تو دے دیتا ھوں۔۔۔

نہیں نہیں یہ کافی ھیں۔۔۔

مایا گاڑی میں بیٹھی اسکا انتظار کر رہی تھی۔۔

ہارن پر ہارن بجانے پر وہ بھاگتا ھوا گاڑی میں بیٹھا۔۔۔

صبر کیا کرو یار۔۔۔۔۔

وہ مایا کیساتھ چلا گیا۔۔۔۔

رابی رتابہ کو زبردستی ساتھ لے گ ئی۔۔۔

اور ساری شاپنگ اپنی پسند سے کروائی۔۔۔رتابہ کے منع کرنے کے باوجود ہر چیز اس نے بہت اعلی قسم کی لی۔۔۔میچنگ جیولری میچنگ پرس میچنگ سینڈل۔۔۔۔

اور پھر واپسی میں اسے پارلر لے گ ئی۔۔۔۔

اسکے بے انتہا لمبے بالوں کو ہلکی سی لی ئر کٹنگ کروا کر فشل مینیکیور پیڈیکیور کروا کر رات کو عضد سے پہلے گھر پہنچی۔۔۔۔

رتابہ اسکی فضول خرچی پر بہت خفا ھوئی۔۔۔۔

لیکن رابی بہت خوش تھی رتابہ کو شاپنگ کروا کر۔۔۔۔

رتابہ نے ایک قیمتی سوٹ زبردستی اسے بھی دلوایا۔۔۔تو وہ اور بھی خوش ھو گ ئی۔۔۔

مایا کا موڈ بہت آف تھا کہ عضد رتابہ کو کیوں ساتھ لے جا رہا ھے۔۔۔۔

لیکن اسے ہزار ھیلے بہانوں سے بھی نا روک سکی۔۔۔کہ مسز کمال نے عضد کو رتابہ کو ساتھ لانے کی ریکوئی سٹ کی تھی۔۔۔

کیونکہ لاھور والی ھمدانی صاحب کے گھر پارٹی میں وہ رتابہ سے مل۔چکی تھیں۔۔۔اسلی ئے انکے اسرار پر اسے رتابہ کیساتھ جانا پڑا۔۔۔

مایا پارلر سے تیار ھو کر جب گھر آئی تو عضد اس سنگ مرمر کی مورت کو دیکھتا رہ گیا۔۔۔

بغیر آستین کے فل فی ئی ری اسٹائی ل کی ریڈ فراق میں ڈارک پیک اپ کیساتھ وہ شہزادی لگ رہی تھی۔۔۔۔

عضد اسکی تعریف کی ئے بنا نا رہ سکا۔۔۔۔۔

اس نے اپنے غرور سے بھرے اسٹائی ل سے تھینکس کہا۔۔۔۔

رتابہ کیلی ئے رابی نے پارلر والی گھر بلائی تھی۔۔۔

رتابہ کی ایک نامانی رابی نے۔۔۔

اور اپنی مرضی سے اسے تیار کروایا۔۔۔۔

آف وائی ٹ باریک نگوں سے بھری امبرائی یڈ ڈساڑھی پہنے پنسل ھیل کیساتھ لائی ٹ سے نیچرل میک اپ میں ڈارک ریڈ لپ اسٹک لگائے وہ پھر آج بلا لگ رہی تھی۔۔۔۔

رابی اسے دیکھ دیکھ کر تھک نا رہی تھی۔۔۔۔

عضد نے نیچے سے آواز لگائی۔۔۔ رتابہ جلدی کرو دیر ھو رہی ھے۔۔۔۔۔

رابی نے جلدی سے اسکے جوڑے پر تازہ گلاب کے پھول لگائے۔۔۔

وہ عضد کی آواز پر ساڑھی کا پلو ہاتھ میں پکڑے بھاگی۔۔۔

تو پاؤں مڑا اور گرتے گرتے بچی۔۔۔۔۔

رابی نے اسکی ساڑھی کا پلو ٹھیک کیا۔۔۔

اب جائیں لیکن آرام سے۔۔۔۔

رابی تم نے مجھے اتنی بڑی ھیل پہنا دی ھے مجھ سے چلا ہی نہیں جا رہا یار۔۔۔۔

آرام سے چلیں۔۔۔

رابی اسکا ہاتھ پکڑ کر باہر لائی۔۔۔

وہ جلدی سے کمرے میں واپس چلی گ ئی۔۔۔

دیکھو رابی اسطرح کا ڈریس میں نے کبھی پہلے نہیں پہنا۔۔۔ عجیب سا لگ رہا ھے مجھے۔۔۔

عضد نے ڈانٹ دیا تو؟؟

بی بی جی اگر انہوں نے کچھ کہا تو میں سنبھال لونگی آپ جائیں نیچے۔۔۔

عضد اسے بلانے اوپر آیا۔۔۔

وہ کمرے سے باہر نکلی ہی تھی کہ عضد کو دیکھ کر اسکو بریک لگ گ ئی۔۔۔۔۔

عضد نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا۔۔۔ وہ پہچان ہی نہیں پا رہا تھا کہ یہ رتابہ ہی ھے۔۔۔۔

رتابہ نے ساتھ کھڑی رابی کا ہاتھ دبایا اور اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔۔ میں نے منع کیا تھا تم سے کہ مجھے نہیں کرنا یہ سب اب دیکھ لیا۔۔۔

وہ ڈر رہی تھی عضد سے۔۔۔۔

عضد کے ھوش اڑ رھے تھے اسے دیکھ کر۔۔۔ اس نے آگے بڑھ کر رتابہ کا ہاتھ تھاما۔۔۔

چلو دیر ھو رہی ھے۔۔۔۔

وہ اسکا ہاتھ تھامے سیڑھیاں اترنے لگا۔۔۔

مایا نے جب رتابہ کو دیکھا تو وہ بھی پل بھر دیکھتی رہ گ ئی اسکے پر کشش چہرے کو۔۔۔ لیکن پھر ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر اسکا خون کھولنے لگا۔۔۔

بڑے ناگوار تاثرات سے وہ عضد کیساتھ مخاطب ھوئی۔۔۔۔

حدھے جلدی کرو۔۔۔ پہلے ہی موصوفہ کی وجہ سے لیٹ ھوگ ئے ھم۔۔۔ اوپر سے تم اسے ایسے لارھے ھو پکڑ کر جیسے یہ بھاگ جائے گی۔۔۔

مایا سے برداشت نہیں ھو رہا تھا عضد کے ہاتھ میں رتابہ کا ہاتھ۔۔۔۔

وہ سینڈل سے ٹک ٹک کرتی گاڑی میں اگلی سیٹ پر جا بیٹھی۔۔۔

رتابہ کو پیچھے بیٹھنا پڑا۔۔۔۔

مایا کا منہ اچھا خاصا پھولا ھوا تھا۔۔۔

کیا ھوا ھے۔۔۔ منہ غبارے کیطرح کیوں پھلا رکھا ھے۔۔۔

وہ نظریں سامنے جمائے بولی۔۔۔

میرا منہ ھے میری مرضی۔۔۔۔

اوہ او کے میڈم۔۔۔۔

عضد گاڑی چلاتے چلاتے سو بار ویو مرر میں رتابہ کے ھونٹ اور آنکھیں دیکھتا رہا۔۔۔

پھر آھستہ آھستہ گنگنانے لگا۔۔۔

تیری اکھیاں دے وچ ڈب کے مر جانڑے نوں جی کردا اے۔۔۔

نیناں دے سمندر وچ اک تاری لاؤ نڑے نو جی کردا اے۔۔۔۔

اکھاں اکھاں دے بہانے پالے دلاں دے یارانے۔۔۔

اسی ھوگ ئے مستانے ویکھ اکھاں دے مہ خانے۔۔۔

تیری اکھ دے مہ خانے چوں کٹ آؤ نڑیں نو جی کردا ے۔۔۔۔

نیناں دے سمندر وچ اک تاری لاؤ نڑے نو جی کردا اے۔۔۔

کتنی خوبصورت آواز ھے تمھاری۔۔۔ WOW عضد

تمھیں تو پروفیشنلی بزنزمین نہیں سنگر ھونا چاھی ئے تھا۔۔۔

عضد نے مسکرا کر تھینکس کہا مایا سے۔۔۔

مسز کمال کے یہاں پہنچ چکے تھے وہ۔۔۔

مایا عضد کا ہاتھ تھامے گاڑی سے باہر نکلی اور اسکا ہاتھ تھامے آگے بڑھی۔۔۔

عضد نے مڑ کر رتابہ کو دیکھا جو اسکے پیچھے آرہی تھی۔۔۔

سب نے بہت پیار سے ویلکم کیا انکو۔۔۔۔

رتابہ کو وہاں جا کر اپنا آپ سب سے زیادہ سمپل نظر آیا۔۔۔

وہاں تو ایسے لگ رہا تھا جیسے پوری فلم انڈسٹری ود ماڈلز موجود ھے۔۔ ایک سے بڑھ کر ایک شاھکار تھا وہاں۔۔۔۔

لیکن رتابہ کا بے حد معصوم سا سراپا سبھی کی نظر میں ایک بار ضرور آیا۔۔۔۔

فل آواز میں سونگز چل رھے تھے۔۔۔

سب عورتیں اور لڑکیاں ادھر سے ادھر ادائیں دکھاتیں گھوم رہی تھیں۔۔۔ اور سارے مردوں کی للچاتی نگاھوں کا مرکز بنی ھوئی تھیں۔۔۔۔

ایسے میں رتابہ ایک سائیڈ کارنر والے ٹیبل پر بیٹھی۔۔۔۔۔

جبکہ مایا عضد کی ساتھ ساتھ گھومتی رہی۔۔۔

سب اسے عضد کی بیوی سمجھ رھے تھے۔۔۔ اور وہ خوشی سے ھنس پڑتی۔۔۔

لیکن عضد بڑی سہولت سے اسکا تعارف ھمدانی صاحب کے نام کیساتھ کروا رہا تھا۔۔۔۔

سوئی منگ پول کے پاس کھڑا عضد آفس کے کچھ دوستوں کیساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھا۔۔۔

مایا مسز کمال کیساتھ اسٹیج پر تھی۔۔۔

رتابہ بیٹھ بیٹھ کر تھکی تو اٹھ کر ایک طرف گھاس پر ٹہلنے لگی۔۔۔۔

اسکا پاؤں وہاں پر گھومتے ایک چھوٹے سے پپی کی دم پر آ گیا۔۔۔۔

وہ غراتا ھوا رتابہ کے پیچھے پڑ گیا۔۔۔

وہ پہلے ہی کتوں سے بہت ڈرتی تھی۔۔۔

ساڑھی اٹھائے وہ خود سے کچھ فاصلے پر کھڑے عضد کیطرف بھاگی۔۔۔

عضد جہاں کھڑا تھا وہاں ٹائی لز والا فرش تھا۔۔۔۔

اور بھاگتے ھوئے رتابہ کا پاؤں عضد کے پاس پہنچ کر ٹائی لز سے ایسے سلپ ھوا کہ وہ عضد پر جا گری۔۔۔

عضد اس حملے کیلئے تیار نا تھا اور اپنی طرف بھاگتے ھوئے آتی رتابہ کو نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔

وہ اسکے ٹکراتے ہی سنبھل نا سکا اور اسکے سمیت سوئی منگ پول میں جا گرا۔۔۔۔

سبھی لوگ انہیں دیکھ کر پول کے آس پاس جمع ھو گئے۔۔۔۔

عضد کا جو حال ھوا شرمندگی سے وہ ناقابل برداشت تھا۔۔۔

پانی میں ڈوبنے کے ڈر سے رتابہ نے جلدی سے عضد کو شرٹ سے پکڑا۔۔۔۔

اسے کیا معلوم تھا کہ سوئی منگ پولی کی گہرائی زیادہ نہیں ھوتی۔۔۔۔۔

لیکن وہ بہت بری طرح سے ڈری۔۔۔۔

عضد کو اسقدر غصہ تھا اپنے تماشا بننے پر کہ اسکا بس نہیں چل نہیں رہا تھا وہ اسے اسی پانی ڈبو کر مارتا۔۔۔۔۔

عضد نے اتنے زور سے اسے اپنے ساتھ بھینچا کہ رتابہ کو لگا اسکی پسلیاں عضد کی پسلیوں میں دھنس جائیں گی۔۔۔۔۔

وہ اسے پکڑ کر خونخوار نظروں سے باہر لایا اور کمر سے اٹھا کر فرش پر بٹھایا۔۔۔

مسز کمال نے ہاتھ کا سہارا دیکر اسے اٹھایا۔۔۔۔

سارا مجمع اسکے ارد گرد تھا۔۔۔

پانی سے بھیگا ھوا تھا سب کو اپنی طرف دیکھتا دیکھ کر عضد بھی شرم سے پانی پانی ھو گیا۔۔۔۔۔

اسے واپس گھر جانا پڑا۔۔۔۔

مایا بھی بہت زیادہ غصے میں تھی۔۔۔۔

رتابہ رونے لگی کہ اب اسکی خیر نہیں تھی گھر جا کر۔۔۔۔

وہی ھوا جسکا اسے ڈر تھا۔۔۔۔

گھر جاتے ہی وہ اس پر پھٹ پڑا۔۔۔۔

سارے راستے بھی وہ اسے باتیں سناتا ھوا آیا۔۔۔

تم کہیں بھی لے کر جانے کے قابل نہیں ھو۔۔۔ ہر جگہ ہر موقعہ پر تم مجھے شرمندہ ضرور کرواتی ھو۔۔۔۔ اپنی ان اوٹ پٹانگ حرکتوں سے۔۔۔

یار تم چیز کیا ھو۔۔۔۔۔۔ کیا حرکت کی ھے تم نے وہاں جانتی ھو۔۔۔ کس قدر میری انسلٹ ھوئی ھے۔۔۔۔

دل چاہ رہا ھے منہ توڑ دوں تمھارا۔۔۔۔۔۔۔

مایا اسے کول کرنے لگی۔۔۔۔ بس عضد جانے دو اتنا غصہ مت کرو۔۔۔۔ تمھاری طبیعت خراب ھو جائی یگی۔۔۔۔

اسکی اپنی تو عزت ھے نہیں دوسروں کی عزت اس سے برداشت نہیں ھوتی۔۔۔۔۔

عضد اسے مارنے کو لپکا۔۔۔

تو اس نے چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔۔۔

عضد نے اسکے ہاتھ سختی سے اپنے ہاتھوں میں دبوچے۔۔۔۔

مجھے سمجھ نہیں آتی کہ تم ہر چیز سے اتنا ڈرتی کیوں ھو؟؟ اپنی عزت لٹ۔۔۔۔۔۔ آگے وہ مایا کو دیکھ کر خاموش ھو گیا۔۔۔۔

مایا کے کان کھٹکے۔۔۔عضد کے ایک دم خاموش ھونے پر۔۔۔۔

عضد نے اب تک اسکے ہاتھ سختی سے جکڑے ھوئے تھے۔۔۔

کیوں کرتی ھو ایسا یار تم۔۔۔

ہر جگہ پبلک پلیس پر ہی مجھے تماشا بناتی ھو۔۔۔

کبھی پلین میں کبھی ٹرین میں۔۔۔کبھی بارش میں۔۔۔اور آج یہاں ہزار لوگوں کے بیچ بھی تم نے یہ سب کیا۔۔۔۔

عضد کی آواز اتنی اونچی تھی کہ رابی بھی اپنے کواٹر سے باہر آگ ئی۔۔۔یااللہ خیر کیا ھو گیا آج پھر۔۔۔

وہ جلدی سے لاؤنج میں آئی۔۔۔

اسطرح مجھے سب کے سامنے ذلیل کر کے کیا ثابت کرنا چاھتی ھو تم۔۔۔۔بدلہ لینا چاھتی ھو مجھ سے۔۔۔

رتابہ نے روتے ھوئے نا میں سر ہلایا۔۔۔وہ۔۔۔وہ کتا پیچھے لگ گیا تھا۔۔۔

کتا ہی تھا نا کوئی شیر تو نہیں جو تمھیں چیر پھاڑ کر کھا جاتا۔۔۔

ہر کام غلط کرتی ھو پھر مگر مچھ کے آنسو بھی بہاتی ھو ایسے جیسے دنیا کا ظالم ترین شخص میں ہی ھوں۔۔۔۔۔اور تم جہاں بھر کی مظلوم۔۔۔۔۔

چھوڑو عضد۔۔۔۔مایا نے اسکے ہاتھ رتابہ کے ہاتھوں میں جکڑے ھوئے چھڑائے اور اسے اپنے روم میں لے گ ئی۔۔۔۔

عضد نے آج اسے باتیں تو بہت سنائی یں پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا۔۔۔۔

رابی عضد کے جاتے ہی رتابہ کے پاس آئی۔۔۔۔۔کیا ھوا صاحب پھر غصے میں ھیں۔۔۔۔

وہ صوفے پر گرتے ھوئے بیٹھی۔۔۔

کچھ نہیں ھوا۔۔۔۔

کچھ تو ھوا ھے نا بی بی آپ بھی بھیگی ھوئی ھیں پوری صاحب جی بھی۔۔۔

کچھ نہیں وہ پول میں گر گ ئی تھی۔۔۔۔

لیکن کیسے گری آپ۔۔۔

رہنے دو ابھی جاؤ سو جاؤ تم۔۔۔

رابی چلی گ ئی۔۔۔وہ بھی اپنے کمرے میں چلی گ ئی۔۔۔۔

بندیا۔۔۔او بندیا۔۔۔۔۔

جمنا بائی نے اسے آواز لگائی۔۔۔۔

کوئی نیا گاہک ہاتھ نہیں لگ رہا آج کل۔۔۔اور یہ جو پرانے ھوتے جا رھے ھیں انکی جیبیں بھی ہلکی ھو رہی ھیں۔۔۔۔

مہنگائی کتنی ھے۔۔۔۔

آج ذرا باہر کا دورہ لگا لے کلفٹن والے روڈ پر۔۔۔۔

دیکھ کوئی تگڑا گاہک ملتا ھے تو۔۔۔۔۔۔۔۔

بندیا جمنا کے پاس آئی۔۔۔

فرید کا کیا ھوا۔۔۔اس نے بھی کوئی ن ئی پارٹی نہیں دیکھی۔۔۔۔

ارے چھوڑ اس کم ذات کو وہ آدھا حصہ مانگتا ھے۔۔۔

میں نے تو اسے منع کر دیا۔۔۔

اب اس اتنے خوبصورت فلیٹ کی آدھی رقم بھی دینی ھے۔۔۔۔۔۔

اور گاڑی بھی لینے کا ارادہ ھے۔۔۔۔

خود ہی کو شش کرنی ھو گی اب۔۔۔

تم آفرین کو بھی ساتھ لے جاؤ۔۔

۔۔گچی کلی ھے ابھی۔۔۔۔۔

زیادہ دام ملے گا۔۔۔۔۔

بندیا نے اپنے ساتھ ساتھ آفرین کو بھی تیار کیا۔۔۔۔۔

دونوں ہی خوبصورتی میں ایک سے بڑھ کر ایک تھیں۔۔۔۔

جمنا نے انکو روکا۔۔۔۔

اچھا سن وہ غزالہ نہیں آئی دوبارہ جو آفس کی نوکری کرتی ھے۔۔۔۔۔

نہیں جمنا بائی۔۔۔اسکا فون آیا تھا کہہ رہی تھی ابھی نوکری چھوٹنے میں کچھ دن باقی ھیں۔۔۔۔

چل اچھا ھے وہ پڑھی لکھی لڑکی ھے ھمارے کام میں شامل ھو گئی تو ھمارے لیئے فائدہ ھے۔۔۔۔

میں ذرا عالیہ کیطرف جا رہی ھوں۔۔۔۔اس سے پتہ کروں اسکا کام کہاں تک پہنچا۔۔۔۔۔۔

نمل بہت اداس ادس رہنے لگ گ ئی تھی۔۔۔اسکی اداسی اسکا بجھا بجھا چہرہ دیکھ کر جازب سے برداشت نہیں ھوتا تھا۔۔۔۔

نرگس بھی کافی بار پوچھ چکی تھی۔۔۔۔

پر نمل ہر بار ٹال جاتی۔۔۔۔

آج نرگس نے جازب کو گھیر لیا۔۔۔۔

جازب تم دونوں کے بیچ کیا چل رہا ھے؟؟

ک ئی دنوں سے تم بھی اداس ھو۔۔۔اور نمل بھی بولائی بولائی پھر رہی ھے۔۔۔۔

جازب نے نظریں فرش پر گاڑیں۔۔۔۔کچھ نہیں امی بس ویسے ہی اسکی طبیعت ٹھیک نہیں ان دنوں۔۔۔۔۔۔

کیوں کیا ھوا خیریت تو ھے نا۔۔۔نرگس پریشان ھو گ ئی۔۔۔۔

جازب نہیں چھپا سکتا تھا کچھ بھی نرگس سے۔۔۔۔۔

اسکا رو دینے والا منہ دیکھ کر نرگس نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں لیا تو وہ خود پر قابو نا پا سکا۔۔۔۔اور نرگس کے سینے میں منہ چھپائے خوب رویا۔۔۔

کیا ھوا ھے میری جان۔۔۔کچھ بولو تو کیوں رو رو کر ہلکان ھو رھے ھو۔۔۔

مجھے کچھ بتاؤ تو سہی۔۔۔۔۔

وہ روتے ھوئے بولا۔۔۔۔

امی میں باپ نہیں بن سکتا۔۔۔۔

نمل کی گود۔۔۔۔۔۔

یہ کیا کہہ رہے ھو تم۔۔۔۔

کیسے ممکن ھے یہ۔۔۔۔۔

امی میں نے نمل کے کہنے پر اپنے کچھ ٹیسٹ کروائے تھے۔۔۔ نمل بلکل ٹھیک ھے۔۔۔ لیکن میں۔۔۔۔۔

خبر واقعی بہت اذیت ناک تھی۔۔۔۔

اب نرگس کو ان دونوں کو سنبھالنا تھا۔۔۔اس نے پہلے اپنے لیۓ اللہ سے صبر کی توفیق مانگی۔۔۔۔ پھر اپنے آنسو اپنے اندر ہی اتار لیۓ۔۔۔۔

کوئی بات نہیں میری جان۔۔۔اولاد تو اللہ کی دین ھے۔۔۔انسان کے بس کی بات نہیں۔۔۔۔

تمام خواہشات انسان کی پوری نہیں ھوتیں۔۔۔کسی کا کاش تو کسی کا اگر رہ جاتا ھے۔۔۔۔

اسمیں بھی میرے رب کی کوئی مصلحت ھو گی۔۔۔۔

نمل بھی آگ ئی تھی۔۔۔۔نرگس نے اسے بھی سینے سے لگایا۔۔۔۔

میرے رب کے فیصلے ھیں یہ میری بچی انسان اسکے ہاتھ کی کٹھ پتلی ھے۔۔۔کبھی وہ دے کر آزماتا ھے اور کبھی کچھ لے کر۔۔۔۔اور کبھی ھماری خواہش کو پورا نا کرتے ھوئے بھی ھمیں آزمارہا ھوتا ھے۔۔۔

ھم انسان بلکتے ھیں۔۔۔ سلگتے ھیں۔۔۔ سسکتے ھیں۔۔۔۔ چیختے ھیں۔۔۔۔ صبر نہیں کرتے۔۔۔اور اپنی خواہشات دل سے نکال پھینکتے ھیں۔۔۔۔۔اور رب سے شکوہ کرتے ھیں کہ اس نے ھمیں تنہا چھوڑ دیا یا وہ ھماری سنتا ہی نہیں۔۔۔۔۔۔

نرگس نے دونوں کو پیار سے دیکھا۔۔۔

میری جان اللہ تو ھماری سرگوشیوں کو بھی سنتا ھے اک ھم نادان ھیں کہ اسکی ایک نہیں سنتے۔۔۔۔

اور ھم سمجھتے ھیں وہ ھماری دعا قبول نہیں کرتا اور مایوس ھوتے ہی ھمیں تہی داماں ھونے کا احساس گھیر لیتا ھے۔۔۔ لیکن ھم انسان ناقص عقل ھیں نا۔۔۔۔

ھم نہیں سمجھ پاتے کہ ھمیں رب کو خالصتا پکارنے کے سامان سے آراستہ کیا جارہا ھے۔۔۔۔۔

اب دیکھو میرے رب کے فیصلے۔۔۔۔

تم ماں نہیں بن سکتی لیکن تمھاری اولاد نا ھونے سے پہلے ہی اس نے تم دونوں کی گود بھرنے کیلئے زیان کو اس گھر میں پیدا کیا۔۔۔۔

کہاں تھی تمھاری دوست بختی۔۔۔۔

اور آج وہ تمھارے ساتھ ھے۔۔۔اور اسکی کوکھ کا پھول تمھاری گود میں ھے۔۔۔

رب سے ناراض نہیں ھوتے میرے بچو۔۔۔اسکی مصلحت کو سمجھو اسکے فیصلوں کو خوش دلی سے قبول کرو۔۔۔۔

نمل نے اپنی طرف بھاگ کر آتے ھوئے زیان کو دیکھا۔۔۔جو اسکو ماما ماما پکارتا اسکی گود میں آ گرا۔۔۔۔۔

اسے دیکھو نمل۔۔۔اسکا باپ نہیں ھے۔۔۔۔اور عضد جیسے شوہر کی بیوی اسکی مجبور ماں ھے۔۔۔۔

یہ بچہ ماں کے ھوتے ھوئے بھی ماں کے آنچل سے محروم ھے۔۔۔۔

اس بھری دنیا میں کوئی نہیں اسکا۔۔۔۔

شاید اسی کو ماں باپ جیسی دولت سے نوازنے کیلئے اللہ نے تم دونوں کو چن لیا۔۔۔۔

میرے رب کا چناؤ ھو تم اس معصوم بچے کیلئے جسے اس نے بختی کیطرح بد بخت نہیں رکھنا تھا۔۔۔

کیا تم دونوں کے علاوہ یہ بچہ کوئی اور اتنے لاڈ سے پال سکتا تھا۔۔۔

ان دونوں نے نا میں سر ہلایا۔۔۔

پھر جازب کے سر پر ہاتھ رکھ کر بولی۔۔۔۔

تم دونوں بھائیوں کو پالا میں نے اپنے شوہر کو چھوڑ کر اپنی اس ننھی سی بچی کو بھی چھوڑ دیا تھا میں نے۔۔۔۔۔

کیونکہ میرے اللہ نے مجھے تم دونوں کیلئے چن لیا تھا۔۔۔

میں نے اپنے رب سے اپنا دامن نہیں چھڑایا بلکہ مذید مضبوطی سے جڑ گئی رب سے کہ وہ مجھے حوصلہ اور صبر دے کہ میں اسکے منتخب ھونے کے فیصلے پر پورا اتر سکوں۔۔۔۔

اور دیکھو آج تم دونوں میری نظروں کے سامنے ھو ھمیشہ کیلئے۔۔۔۔۔

نمل نے زیان کو اپنے سینے کیساتھ بھینچ لیا۔۔۔۔

نرگس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔۔۔۔

جازب بیٹا اب یہی تم دونوں کی اولاد ھے۔۔۔

تمھارے رب کا انتخاب ھے یہ تم دونوں کیلی ئے۔۔۔۔۔

اور اس کیلی ئے تم دونوں۔۔۔۔۔۔

رابی کے والد کا انتقال ھو گیا تھا وہ پوری فیملی کیسا تھ ۔۔۔گاؤں چلی گ ئی۔۔۔کچھ دن کیلی ئے۔۔۔۔

رتابہ پھر اکیلی پڑ گ ئی۔۔۔۔۔

شام ھونے کو تھی۔۔۔

اسکا دل بہت گھبرا رہا تھا وہ لان میں ٹہل رہی تھی۔۔۔۔

اچانک اسکے ہاتھ پر باہر سے آکر کچھ بھاری چیز لگی۔۔۔۔

وہ بری طرح ڈری۔۔۔۔۔

اور بھاگ کر اندر چلی گ ئی۔۔۔۔

اسکے ہاتھ میں کافی درد ھو رہا تھا۔۔۔۔

باہر ڈور بیل بجی۔۔۔۔

یااللہ کون آ گیا۔۔۔۔اسوقت۔۔۔

اس نے اوپر گیلری سے چھپ کر جھانکا تو کچھ لڑکے تھے گیٹ پر۔۔۔۔

لاؤنج کا دروازہ لاک کیا۔۔ t.v وہ بھاگتے ھوئے نیچے آئی۔۔۔اور

ان میں سے ایک دیوار پھلانگ کر اندر آیا۔۔۔

وہ واپس جب گیٹ سے چڑھ کر باہر اترا تو اسکے ساتھی بھاگ گ ئے تھے عضد کی گاڑی دیکھ کر۔۔۔۔

اس نے بھی چھلانگ لگائی اور دو منٹ میں غائب ھو گیا۔۔۔۔

عضد حیرانی اور غصے کے ملے جلے احساس سے اندر گیا۔۔۔

لڑکے کو تو وہ نا پکڑ سکا۔۔۔کیونکہ وہ عضد کے گاڑی سے نکلنے سے پہلے ہی بھاگ گیا تھا۔۔۔۔

لیکن رتابہ اسکی پہنچ میں تھی۔۔۔

وہ جلدی سے اندر آیا۔۔۔اسکے غصے کو دیکھ کر گاڑی مایا نے اندر پارک کی۔۔۔

عضد نے زور سے دروازہ پیٹا۔۔۔۔

رتابہ نے نا کھولا۔۔۔۔

عضد نے پھر دروازہ بجایا۔۔۔منحوس لڑکی کھولو دروازہ عضد دروازہ زور زور سے پیٹنے لگا۔۔۔۔

وہ عضد کی آواز سن کر جلدی سے اٹھی تو دوپٹہ اسکے پیر میں الجھ کر نیچے گرا۔۔۔

اس نے دوپٹہ وہیں چھوڑ کر دروازہ کھولا تو عضد دروازے کو دھکا دے کر اندر آیا۔۔

وہ دروازے کے ساتھ ہی کھڑی تھی دروازہ اسکے منہ پر جا لگا۔۔۔اور وہ دروازہ لگنے سے پیچھے جا کر گری۔۔۔۔

ناک سے خون ایسے بہہ رہا تھا اسکا جیسے پانی کا نلکا ہو۔۔۔۔

عضد نے اسکے خون کی پرواہ کیئے بغیر اسے بالوں سے پکڑا۔۔۔۔

کون تھے یہ لڑکے۔۔۔

مایا جلدی سے اندر آئی۔۔۔۔

رتابہ کی ناک سے بہتا خون دیکھ کر اسکا سر چکرا گیا۔۔۔۔

میں پوچھ رہا ھوں کون تھے یہ لڑکے۔۔۔۔

اور دیوار پھلانگ کر کون بھاگا تھا۔۔۔۔۔۔۔

مجھے نہیں معلوم کون تھے۔۔۔

تو تم شرافت سے نہیں بتاؤ گی کون تھے وہ۔۔۔۔

مایا نے بھی پوچھا۔۔۔چپ کیوں ھو بتادو کون تھے وہ لڑکے۔۔۔۔

عضد نے دیکھا اسکا دوپٹہ بھی نیچے فرش پر پڑا ھوا تھا۔۔

عضد اسے گھسیٹ کر کمرے میں لے گیا۔۔۔۔

مایا عضد کے پیچھے لپکی۔۔۔

تم جاؤ باہر یہ ھمارا آپس کا معاملہ ھے۔۔۔۔۔

عضد کی بات اسے کافی بری لگی۔۔۔۔۔

کیوں جاؤں باہر میں۔۔۔

ایسی بھی کیا رازداری۔۔۔جو حرکت اس نے کی ھے وہ میں دیکھ چکی ھوں۔۔۔۔

عضد اس پر بھی چلایا۔۔۔

جاؤ باہر۔۔۔۔۔

مایا غصے سے ناک پھلاتی چلی گ ئی۔۔۔۔۔

وہ رتابہ کے پاس آیا۔۔۔۔اسکی ناک سے بہتا خون دیکھ کر وہ نرم پڑ گیا۔۔۔

وہ قمیض کے دامن سے اپنا خون صاف کر رہی تھی۔۔۔۔

عضد نے ٹھوڑی سے پکڑ کر اسکا چہرہ اونچا کیا۔۔۔۔

ایک آنسو نہیں تھا اسوقت رتابہ کی آنکھوں میں۔۔۔۔

کون تھے یہ۔۔۔سچ بتادو کچھ نہیں کہونگا۔۔۔۔

رتابہ نے عضد کا ہاتھ جھٹکا۔۔۔۔

میرا سچ بھی آپکا شک نگل لیگا۔۔۔۔

اس لیئے جو سزا دینی ھے دے لیں۔۔۔

میں آپکو اپنی صفائی نہیں دینا چاہتی۔۔۔۔

وہ اسکے سامنے بیٹھا۔۔۔

جو میں نے دیکھا ھے۔۔۔شک کرنا بنتا ھے میرا۔۔۔۔

تم اکیلی تھی گھر میں گیٹ پر بھی لڑکے تھے۔۔۔

اور ایک لڑکا دیوار پھلانگ کر باہر نکلا۔۔۔کیا سوچ سکتا ھوں میں یا کوئی بھی ھوتا کیا سوچتا۔۔

رتابہ کے ہاتھ خون سے بھرے ھوئے تھے۔۔۔۔

وہ عضد کے قریب ھوئی۔۔۔۔

آپ یہی سننا چاھتے ھیں نا کہ یہ لڑکے بھی میرے پرانے یارانے عاشق ھیں۔۔۔

میں نے اکیلے پن کا فائدہ اٹھا کر انھیں بلوایا۔۔۔ پھر دروازہ نہیں کھولا۔۔۔آپکے بتانے کے مطابق ایک اندر آیا اور۔۔۔۔۔۔ میں نے اسے خوش دلی سے ویلکم کیا۔۔۔۔

کیونکہ آپ نے تو مجھے بیوی کا درجہ نہیں دیا۔۔۔اپنی خواہشات کو پورا کرنے کیلئے میں یہ سب کر سکتی ھوں نا۔۔۔اسکے آنسو حلق میں جا اٹکے۔۔۔۔

عضد ایک ٹک اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔

کیونکہ میں لاوارث ھوں۔۔۔۔۔

اپنی عزت لٹوا چکی ھوں۔۔۔ ناجائز بچے کی ماں ھوں۔۔۔۔

آپکا شک بنتا ھے مجھ جیسی لڑکی پر۔۔۔

لیکن جب یقین ھے آپکو کہ میں غلط ھوں اور غلاظت کا ڈھیر بھی۔۔۔۔ پھر اس غلاظت سے سچائی جیسی پاکیزگی کی امید کیوں رکھتے ھیں؟؟

مجھ سے آپکو جھوٹ کی ہی بو آئے گی۔۔۔مجھے کرید کر اپنے ہاتھ گندے مت کریں۔۔۔۔۔۔

کیونکہ ایک بار جب اتنے بڑے گناہ کی مرتکب ھو سکتی ھوں تو بنا خوف یہ گناہ بار بار بھی کر سکتی ھوں۔۔۔یہی ڈر یہی خوف ھے ناں آپکو مجھ سے۔۔۔۔

عضد بس اسے حیرانی سے دیکھتا گیا کہ آج وہ کیسے اسکے سامنے بول رہی ھے۔۔۔۔اتنی ھمت اِسے میرے شک نے دی یا میرے ظلم نے۔۔۔۔

کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا پھر بولا۔۔۔

تم نہیں بتاؤ گی۔۔۔

اس نے ناں میں سے ہلایا۔۔۔ نہیں بتا سکتی میں۔۔۔۔

کیوں نہیں بتا سکتی۔۔۔ اور یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہوں میں۔۔۔

وہ ہونٹوں سے خون صاف کر کے بولی۔۔۔

حق کون سا حق۔۔۔

کس حق کی بات کر رہے ہیں آپ۔۔۔ مجھے مارنے کا حق یا میری آپ کی ملکیت میں آنے کا حق۔۔۔

یا وہ تمام مظالم ڈھانے کا حق۔۔۔۔

عضد اپنا غصہ دباتے ہوئے بولا۔۔۔

میرے ساتھ اس گھر میں میرے نام کی نسبت سے رہتی ہو تم ذمہ داری ہو میری۔۔۔۔

ذمہ داری نہیں ہوں میں آپکی۔۔۔

بلکہ وہ بوجھ ہوں جو زبردستی آپکے کندھوں پر ڈالا گیا۔۔۔جس کو اٹھانے کی سکت نہیں آپ میں اور جب بھی یہ بوجھ آپکو زیادہ بھاری لگتا ہے تو آپ آ جاتے ہیں مجھ پر اپنی تھکن اتارنے۔۔۔۔

پھر اپنے بوجھ کے ساتھ ساتھ مجھے آپ کے دیے ہوئے زخموں کا بوجھ بھی اٹھانا پڑتا ہے۔۔۔۔

تم میری باتوں کو غلط رخ دے رہی ہو۔۔۔۔

عضد شاہ مجھے ہمیشہ سب نے غلط رخ سے دیکھا۔۔۔غلط زاوی ئے سے پرکھا۔۔۔

حتی کہ مجھے قبول بھی غلطی سے کیا۔۔۔۔۔

تو پھر آج میں نے بھی خود کو غلط قبول کر لیا ہے۔۔۔۔۔

آج اتنی جرات کہاں سے آئی تمھارے اندر جو میرے ہی سامنے بیٹھ کر اسطرح مجھ سے بات کر رہی ھو۔۔۔۔۔۔

جب مجرم جرم کرنے کا عادی ھو جائے تو وہ پھر سزا کے خوف سے بے خوف ھو جاتا ھے۔۔۔۔ وہ پھر یہ نہیں سوچتا کہ کون ھو گا سامنے۔۔۔۔۔

عضد نے اسکی آنکھوں میں جھانکا جہاں اسکے رکے ھوئے آنسو اسکی معصومیت کا رونا رو رھے تھے۔۔۔ لیکن بہنے سے اور کچھ کہنے سے قاصر تھے۔۔۔

عضد نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا اور۔۔۔ وہ ایک بار پھر ڈر گیا تھا کہ اس بار پھر وہ خود کو کوئی نقصان نا پہنچا لے۔۔۔۔

اپنے سوال اپنے من میں لی ئے۔۔۔ وہ گہری سانس لیکر اٹھا۔۔۔ اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے زبردستی واش روم میں لایا۔۔۔۔

اسکے سر پر پانی ڈال کر اسکا خون بند کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔

رھنے دیں میں خود کر لونگی۔۔۔۔

رتابہ نے اسے پیچھے ہٹایا۔۔۔

باہر ڈور بیل مسلسل بج رہی تھی۔۔۔۔

مایا صحن میں غصے سے بھری بیٹھی تھی۔۔۔۔

عضد اس پر اک نظر ڈال کر باہر گیا۔۔۔۔

گیٹ پر دو آدمی تین چار لڑکوں کیساتھ تھے۔۔۔ ان میں سے ایک لڑکا وہی تھا جو دیوار پھلانگ کر بھاگا تھا۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ عضد کچھ بولتا۔۔۔ اسکے ساتھ کھڑے آدمی نے پہل کی۔۔۔۔

ھم آپ سے معذرت کرنے آئے ھیں۔۔۔۔

ھمارے بچے ھیں یہ اور یہیں رھتے ھیں ھم۔۔۔۔ یہ کرکٹ کھیل رھے تھے بال آپکے گھر گری بیل بجائی پر کوئی نہیں تھا گھر میں۔۔۔۔ یہ بے وقوف آپکے گھر کود پڑا۔۔۔

اور پھر آپکی گاڑی دیکھ کر آپ سے کچھ کہے بنا بھاگ گ ئے آپکے ڈر سے۔۔۔۔۔

لیکن میں انھیں یہاں لایا ھوں کہ کل کو آپ انھیں دوبارہ یہاں دیکھ کر چور نا سمجھ لیں۔۔۔۔

ان سب لڑکوں نے ایک ساتھ عضد سے معافی مانگی۔۔۔۔

اور ان بچوں کے والد نے بھی۔۔۔۔

ٹھیک ھے بیٹا۔۔۔۔ لیکن اگلی بار گھر بند ھو یا کھلا۔۔۔۔ کسی کے گھر اسطرح چوری چھپے مت کودنا۔۔۔ یہ تو اچھا ھوا تم بھاگ گ ئے۔۔۔ ورنہ چور سمجھ کر میں نے بہت برا مارنا تھا تمھیں۔۔۔۔

ان سب نے ایک بار پھر معافی مانگی۔۔۔

عضد نے انکی معافی قبول کر لی اور اندر آیا۔۔۔

مایا اب تک اسی طرح بیٹھی تھی۔۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں جانے لگا تو وہ پیچھے سے بولی۔۔۔۔ چلی گ ئی ھے وہ اپنے کمرے میں۔۔۔۔

عضد مڑا پیچھے۔۔۔۔

اس نے بتایا کون تھے وہ۔۔۔۔

عضد بولا۔۔۔

وہ بتائے نا بتائے تمھارا اس سے کوئی مطلب نہیں۔۔۔۔

کیوں نہیں ھے مطلب۔۔۔۔ یہ اوچھی اور بے حیا حرکتیں مجھ سے تو اس گھر میں برداشت نہیں ھونگی۔۔۔۔

عضد اسکے روئے پر اسے دیکھ کر بولا۔۔۔

اس نے کوئی غلط حرکت نہیں کی۔۔۔۔

کچھ لڑکے کرکٹ کھیل رھے تھے وہ خالی گھر سمجھ کر کود اندر اور میری گاڑی کی آواز سن کر بھاگا۔۔۔

مایا مسکرائی۔۔۔اوہ اچھا اس نے کہا اور تم نے مان لیا۔۔۔۔

اس نے کچھ نہیں کہا۔۔۔ وہ اپنے دفاع کیلئے بھی کبھی نہیں بولتی۔۔۔۔۔

تو پھر کیا تمھیں الہام ھوا تھا اس بات کا۔۔۔۔

نہیں الہام تو نہیں ھوا۔۔۔ باہر ابھی گیٹ پر وہی بچے اپنے فادر کیساتھ ایکسکیوز کرنے آئے تھے۔۔۔۔

مایا مذید کچھ بولی تو نہیں پر اسکی آنکھوں میں بہت کچھ تھا جسے عضد نظر انداز کر گیا۔۔۔ کیونکہ وہ اسکے ساتھ رتابہ کو لیکر کوئی بحث نہیں کرنا چاھتا تھا۔۔۔۔

اسکے قدم رتابہ کے کمرے کیطرف بڑھے۔۔۔ تو اسکا دروازہ لاک دیکھ کر وہ باہر لان میں آگیا۔۔۔۔

مایا اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔

عضد لان میں ٹہلتا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چاند کی روشنی میں اپنے آپ سے محو گفتگو تھا۔۔۔ کیوں آج مجھے اتنا دھڑکا لگا اس کے ساتھ کچھ ہونے کا۔۔۔ کیوں میں آج اسے لے کر اتنا possessive ہوا.....

کیوں میں نے اس پر شک کرتے ہوئے غلط انداز سے سوال پوچھا؟؟

کس بات کا ڈر تھا میرے اندر سادیہ کے ساتھ ہونے والے حادثے کا؟؟؟

تو پھر میں نے اس خوف کو کیوں رتابہ کے سامنے شک کے لبادے میں پیش کیا۔۔۔

جب میں اسے قبول نہیں کرتا تو پھر کیوں انکار بھی نہیں کر پاتا اس کے وجود سے۔۔۔۔

کیوں میں اسے کھونے سے ڈرتا ہوں۔۔۔۔

میں کیوں چاہتا ہوں کہ وہ جس طرح بھی رہے لیکن میرے ساتھ میرے سامنے رہے۔۔۔۔

یہ میری نفرت کا کونسا انوکھا روپ ھے؟؟؟ کہ میں اسے اپنے نفرت سے آزاد بھی نہیں کر پاتا۔۔۔۔

اور دوہری اذیت سے اسے دوچار کرتا ھوں؟؟

کیوں اسے دیکھ کر اکثر مجھ میں انسانیت دم توڑنے لگتی ہے کیوں اتنی شدت اختیار کر لیتا ہوں میں۔۔۔۔۔

کیا اس کی نفرت اب میرے اندر کا ڈر اور میری کمزوری بنتی جا رہی ہے۔۔۔۔

عضد گھبرا گیا اپنے ہی سوالوں سے۔۔۔

کیا امی واقعی ٹھیک کہتی تھیں کہ ہر جذبہ شدت پا کر الٹ جاتا ہے۔۔۔۔

تو کیا میری شدید نفرت بھی الٹتی جا رہی ھے۔۔۔

نہیں نہیں مجھے محبت نہیں ہو سکتی کبھی بھی نہیں وہ بھی رتابہ سے جو مجھ سے پہلے کسی اور کے ساتھ منسلک رہ چکی ھے۔۔۔

یہ سوال یہ خیال کیوں میرا پیچھا نہیں چھوڑتا۔۔۔۔وہ بھی کچھ نہیں بولتی۔۔۔مجھ میں بھی ھمت نہیں ھوتی کہ میں اس متعلق اس سے کچھ پوچھ سکوں۔۔۔۔کیوں یہ احساس میرے لی ئے جان لیوا ثابت ھونے لگا ھے کہ وہ کسی اور کیساتھ کیسے منسوب تھی۔۔۔میں اسکی حقیقت کو وہ سچ ھے یا جھوٹ کیوں قبول نہیں کر پا رہا۔۔۔۔خود کو بھی اذیت میں رکھا ھوا ھے میں نے اور اسے بھی۔۔۔۔

وہ ابھی ان سوچوں میں گم تھا کہ مایا کے سوال اسکے آگے منہ کھولے کھڑے تھے۔۔۔۔

مایا تو میری دوست ھے پھر میں نے اسکو بھی کمرے سے باہر نکالا اور کیوں اس کے سوالوں پر اسے رتابہ کی صفائیاں پیش کرنے لگا۔۔۔

حالانکہ رتابہ نے تو دو بول بھی نہ بولے تھے۔۔۔۔

رات کے پچھلے پہر تک وہ ٹہلتا رہا۔۔۔اسے پھر اس خوف نے آ گھیرا کہ رتابہ اسکے شک کیوجہ سے کچھ کر نا لے اپنے ساتھ۔۔۔۔اس کے قدم اپنے آپ

رتابہ کے کمرے کی طرف بڑھے دروازہ لاک تھا وہ الماری سے دوسری چابیاں اٹھا کر لایا اور لاک کھولا۔۔۔۔

وہ سامنے موجود نہیں تھی۔۔۔اس نے آہستہ سے آواز لگائی۔۔۔

رتابہ۔۔۔۔

عضد کی آواز سن کر اس نے کھڑکی کا پردہ ہٹایا وہ پردے کے پیچھے چھپی ہوئی تھی۔۔۔

کیا کر رہی ہو وہاں۔۔۔۔یہاں آؤ۔۔۔۔۔

اس نے وہیں بیٹھے بیٹھے ناں میں سر ہلایا۔۔۔

وہ خود ہی اس کے قریب پنجوں کے بل بیٹھا کیا ہوا ہے اتنی ڈری ہوئی کیوں ہو میں تمہیں مارنے نہیں آیا طبیعت پوچھنے آیا ہوں۔۔۔

میں آپ سے یا آپکی مار سے نہیں ڈرتی۔۔۔

ڈرتی نہیں ہو تو اسطرح پورا کمرہ چھوڑ کر یہاں پردے کے پیچھے کیوں چھپی بیٹھی ہو۔۔۔۔۔

اکیلی ہوں اتنے بڑے کمرے میں رات کے تین بجے لاک کھول کر اندر آئیں گے تو ڈرنا تو ہے نہ مجھے۔۔۔۔

عضد اس کی آنکھوں میں تنہائی کا خوف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔

اتنا کیوں ڈرتی ہو۔۔۔۔۔

آپ نہیں سمجھ سکتے۔۔۔

وہ جھک کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

سمجھاؤ گی تو سمجھوں گا۔۔۔۔

اگر آپ جان سکتے میرے ڈر کی میرے درد کی گہرائی کو۔۔۔ تو خود کبھی نا سوتے مجھے سلانے سے پہلے۔۔۔

عضد ایک بار پھر اسکی طرف مائل ھونے لگا۔۔۔۔۔

پہلے کیوں نہیں بتایا کہ اکیلے سونے سے ڈرتی ھو۔۔۔۔

کہی بار بتا چکی ھوں۔۔۔

یاد آپکو صرف میرے ماضی کا ڈر رہتا ھے۔۔۔۔ میرے حال کا ڈر آپ بھول جاتے ھیں۔۔۔۔۔

اب نہیں بھولونگا۔۔۔

اٹھو آؤ میرے کمرے میں۔۔۔

عضد نے کھڑے ھو کر اسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔۔۔

نہیں جانا آپکے کمرے میں مجھے۔۔۔۔

کیوں؟؟؟

کیونکہ آپ مجھ پر دو دن سے زیادہ ترس نہیں کھا سکتے۔۔۔۔

عضد اسکے جواب پر اسے دیکھتا رہ گیا۔۔۔

جانتا تھا وہ بلکل ٹھیک کہہ رہی ھے۔۔۔۔

اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ جلد ہی اسکی رتابہ سے یہ انسیت اذیت میں بدل جائی یگی۔۔۔۔۔

جازب اور نمل زیان کو ساتھ لی ئے باہر آؤ ٹنگ پر آئے ھوئے تھے۔۔۔۔

جازب زیان تمھیں بھی اتنا ہی پیارا ھے جتنا کہ مجھے۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔

نمل نے رک کر اسے دیکھا۔۔۔۔

کیوں۔۔۔۔۔

مجھے یہ تم سے بھی پیارا ھے۔۔۔۔۔۔

جازب یہ نا ھوتا تو کیسی خالی خالی پھیکی پھیکی زندگی ھوتی ھماری ھیں نا۔۔۔۔۔

ھممم اور اسے گود میں ھماری دیکھ کر کوئی یہ بھی نہیں کہے گا کہ میں بے اولاد ھوں۔۔۔۔

اس معصوم سی جان نے میری زندگی کا سب سے بڑا عیب چھپالیا ھے۔۔۔۔۔۔

اسے جسمانی نقص یا کمی کا نام دیا جا سکتا ھے۔۔۔۔

لیکن عیب نہیں۔۔۔۔ عیب تو گناہ ھوتا ھے۔۔۔۔اور بے اولاد ھونا کوئی گناہ تو نہیں۔۔۔۔۔

زیان اپنے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ان سے آگے بھاگنے لگا۔۔۔۔

جازب اگر رتابہ نے اسے ھم سے واپس مانگ لیا یا اسکا باپ کسی دن اچانک سامنے آگیا ھمارے تو کیا ھوگا۔۔۔۔۔۔

رتابہ اسے ھم سے جدا نہیں کر سکتی۔۔۔۔ کیونکہ وہ خود ھم سے جدا نہیں۔۔۔۔ایک گھر ھے ایک فیملی ھے ھماری۔۔۔

بچہ اسکے پاس ھو یا ھمارے پاس بات تو ایک ہی ھے۔۔۔۔

رہی بات اسکے باپ کی تو اسے کیا معلوم کہ یہ اسی کا بچہ ھے۔۔۔۔امی نے بتایا تھا کہ رتابہ کو خود بھی نہیں معلوم تھا کہ وہ ماں بننے والی ھے۔۔۔۔۔

بچہ ھمارے گھر ھوا ھے۔۔۔۔ تو ھمی اسکے سرپرست ھیں۔۔۔۔۔

نمل نے شکر کا سانس لیا۔۔۔۔

کہ اسکے دل میں زیان کو لیکر جو خدشات تھے وہ جازب کی تسلی سے چھٹ گ ئے تھے سارے۔۔۔۔۔۔۔

اور اسے اپنا کل زیان کیساتھ بہت خوبصورت نظر آنے لگا۔۔۔۔۔

بندیا کی طبیعت کچھ بوجھل بوجھل سی ھو رہی تھی۔۔۔۔۔

جمنا اسے صبح سے نوٹ کر رہی تھی۔۔۔۔

لیکن بولی کچھ نہیں۔۔۔۔

بندیا آفرین کیساتھ لیٹی ھوئی تھی۔۔۔۔

بندیا تمھارا تو اپنا گھر ھے۔۔۔ماں باپ ھیں پھر تم اس دلدل میں کیوں دھنسا رہی ھو خود کو۔۔۔۔

میری تو سمجھ آتی ھے میں تو اپنا گھر بار چھوڑ کر بھاگی تھی۔۔۔اپنا ہر رشتہ بیگانہ کیا تھا میں نے کسی کی باتوں میں آکر۔۔۔اور آج کوئی بھی اپنا نہیں رہا۔۔۔

لیکن تم تو اپنے ماں باپ کی دعا میں رخصت ھوئی تھی نا پھر واپس کیوں نہیں لوٹ جاتی ھو۔۔۔۔۔

اور تیری تیری محبت lover میں واپسی کے قابل نہیں رہی۔۔۔۔ تیرا قصور وار تیرا ھے۔۔۔۔

اور میرا قصوروار میرا باپ اور اسکی محبت ھے۔۔۔۔

آفرین نے حیرت سے دیکھا بندیا کو۔۔۔۔۔

کیا مطلب ھے تمھارا۔۔۔۔

میں کسی لاوارث بدبخت کی وجہ سے یہاں ھوں۔۔۔۔جو میرے باپ کی بیٹی بھی تھی اور معشوقہ بھی۔۔۔۔۔

چھوڑو نگی نہیں میں اسے بس ایک بار مل جائے کہیں وہ مجھے۔۔۔۔اسی دلدل میں اسے بھی گھسیٹ کر لاؤ نگی۔۔۔۔

اتنی ہی بات کر کے وہ واش روم میں بھاگی اور الٹیاں کرنے لگ گ ئی۔۔۔۔

جمنا اسکی آواز سن کر اندر آئی۔۔۔۔

اب کس کا تحفہ پیٹ میں پال لیا ھے تم نے۔۔۔۔ہزار بار کہا ھے احتیاط کیا کرو۔۔۔۔

اب چلو ھسپتال اور کرو اپنا وقت اور پیسہ ضائع۔۔۔۔۔

عضد کی آج چھٹی تھی۔۔۔۔نرگس کے ساتھ وہ فون پر مصروف تھا۔۔۔۔

وہ فون پر بھی اسے سمجھا رہی تھیں۔۔۔۔

بیٹا پرائی بیٹی ھے تمھارے گھر ذرا احتیاط سے رہنا۔۔۔۔

اور رتابہ کیساتھ کوئی کمزور سرا اسکے ہاتھ مت لگنے دینا۔۔۔۔۔ کون کہاں کس وقت ان کمزور لمحوں کی آڑ میں کیا فائدہ اٹھالے تم سوچ بھی نہیں پاؤ گے۔۔۔۔۔

امی سب جانتا ھوں میں بچہ نہیں ھوں۔۔۔۔۔

تم بچے ہی ھو اور بے انتہا ضدی اور جذباتی بھی۔۔۔۔ اور ایسا انسان کبھی بھی عقلمندانہ فیصلہ نہیں کر پاتا۔۔۔۔ عقل اور دل کے بیچ اسکی ذات کا جھولا جھولتا ہی رہتا ھے۔۔۔۔ جسمیں وہ اپنی جھوٹی انا پر لطف اندوز رہتا ھے۔۔۔۔

امی اتنی گہری باتیں نا کیا کریں مجھے اکثر سمجھ نہیں آتیں۔۔۔۔

بیٹا گہری باتیں سمجھنے کیلئے بھی گہرا ھونا پڑتا ھے۔۔۔۔ اور گہرا ھونے کیلئے گہری چوٹیں کھانی پڑتی ھیں۔۔۔۔

اور تم گہری چوٹیں کھانے والے نہیں دینے والوں میں سے ھو۔۔۔۔

اسلئے ہر وقت مجھے تمھاری فکر رہتی ھے۔۔۔

کہ ایسا نا ھو کہیں اس معصوم کی بددعا یا آہ نا لگ جائے تمھیں۔۔۔۔

کیوں لگے گی بد دعا امی۔۔۔ میں نے کونسا ایسا گناہ کر دیا ھے۔۔۔۔

بیٹا کسی کا دل دکھانا کسی کو رلانا کسی کو اپنی ذات سے اپنی زبان سے اذیت پہنچانا بھی سب سے بڑا گناہ ھے۔۔۔

اور یہ گناہِ کبیرہ تم رتابہ کے حوالے سے بار بار کرتے ھو۔۔۔۔

ابھی تو میری جان وہ چپ چاپ سہہ لیتی ھے کیونکہ وہ ڈرتی ھے تم سے تمھاری سپردگی میں ھے اسلیئے۔۔۔

لیکن ڈرو اس دن سے تم جب اس نے خود کو اللہ کے سپرد کر دیا۔۔۔ تو پھر تمھاری چھوٹ نہیں۔۔۔۔

عضد کا دل ایک دم بجھ سا گیا نرگس کی بات سن کر۔۔۔۔

اللہ تمھیں اپنی امان میں رکھے۔۔۔ اور غور کرنا میری بات پر۔۔۔

خود بھی سنبھل کے رھو اور رتابہ کو بھی ھو سکے تو سنبھال لو اس سے پہلے کہ موت اسے اپنی آغوش میں سنبھال لے اور تمھیں اپنی غلطیوں کی تلافی کا موقع بھی نا مل سکے۔۔۔۔

امی میں نے کیا غلطی کی ھے۔۔۔ آپکے کہنے پر کر لیا تھا اسے قبول کیا یہی غلطی ھے میری۔۔۔۔

میرا دل نہیں مانتا امی اسے تو میں اپنے ساتھ یا اسکے ساتھ کوئی زبردستی نہیں کر سکتا۔۔۔۔

نفرت ھے مجھے ان مردوں سے جو دن بھر عورتوں کو پیر کی جوتی سمجھتے ھیں۔۔۔اور رات کو بستر کی زینت بنا لیتے ھیں۔۔۔۔ میں کم از کم ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔

اپنی زندگی کے تین سال میں نے تیاگ دی ئے ھیں آپکی پسند پر۔۔۔

آپ سب ملکر مجھے ہی سمجھاتے ھیں کہ میں ہی غلطی پر ھوں۔۔۔۔

میں مانتا ھو میں جبر کرتا ھوں اس پر۔۔۔

لیکن اسے اپنے ساتھ دیکھ کر میں اپنے آپ پر کتنا جبر کرتا ھوں یہ کوئی نہیں جانتا۔۔۔۔

امی میں نے تو کبھی کسی لڑکی کو آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔ بہت صاف ستھری اور پاکیزہ زندگی گزاری ھے میں نے۔۔۔۔ کبھی کسی کا خواب تک نہیں دیکھا تھا کبھی کسی کو دل میں جگہ نہیں دی تھی۔۔۔۔ لیکن میرے ساتھ یہی ھونا تھا۔۔۔۔ کیا اس لی ئے میں نے خود کو سنبھال کر رکھا تھا کہ میری شریک حیات مجھے پہلے سے ہی کسی شراکت داری میں ملے گی۔۔۔۔

میری ذات کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے رکھ دیا آپ نے۔۔۔۔ نا میں اسے چھوڑ سکتا ھوں اب اور نا اپنا سکتا ھوں۔۔۔۔

نرگس بڑے تحمل سے بولی۔۔۔

میری جان خود کو تقسیم نا کرو۔۔۔اپنی ذات کو ضرب دینا سیکھو۔۔۔ضرب دو گے تو بڑھتے جاؤ گے۔۔۔۔ تقسیم کرو گے تو مختصر ھوتے جاؤ گے۔۔۔

اور رہی بات شریک حیات کی شراکت داری کی تو۔۔۔۔ میرے بچے تمھاری قسمت تھی یہ۔۔۔اور اس بچی کی بد قسمتی جو وہ ظالموں کے ہتھے چڑھی۔۔۔

اگر یہی معاملہ تمھاری شادی کے بعد ھوتا تو کیا کرتے تم۔۔۔۔۔۔

امی وہ بات الگ ھے۔۔۔۔

نہیں بات الگ نہیں تمھاری سوچ کا محور الگ ھے۔۔۔

عضد خاموش ھو گیا۔۔۔۔

مایا ابھی ابھی اٹھی تھی اٹھتے ساتھ عضد کو ڈھونڈتی ھوئی اسکے پاس آئی۔۔۔۔

ھیلو وو وڈی ئی ر گڈ مارننگ۔۔۔۔۔

مایا کی آواز نرگس کو صاف سنائی دی۔۔۔۔

وہ مذید بات کرتی عضد سے مگر نا کر سکی۔۔۔۔۔

عضد۔۔۔۔۔

جی امی۔۔۔۔

امید ھے مجھے تم سمجھداری سے کام لو گے۔۔۔۔

جی امی کو شش کرو نگا۔۔۔

اللہ حافظ۔۔۔۔۔

یار جب ایک بندہ فون پر بات کر رہا ھو تو دوسرے کو فون بند ھونے تک چپ رہنا چاھی ئے۔۔۔۔۔

مایا نے اسکے سامنے جمائی لیتے ھوئے انگڑائی لی۔۔۔۔

تم کونسا اپنی گرل فرینڈ سے مخاطب تھے۔۔۔۔

پھپھو ہی تھیں تمھاری۔۔۔۔

عضد پودوں سے گلے سڑے پتے توڑ کر بولا۔۔۔۔

پھپھو نہیں ماں ھے وہ میری۔۔۔۔

اچھا بابا اچھا۔۔۔ماں ھے تمھاری بس۔۔۔۔

پھر اس نے رتابہ کو لان سے آواز لگائی۔۔۔۔ جہاں سے کچن کی کھڑکی قریب تھی۔۔۔۔

میرے لی ئے ایک کپ چائے بنا لاؤ۔۔۔۔

رتابہ پانچ منٹ میں چائے لی ئے حاضر تھی۔۔۔۔

لان میں آتے ہی وہ مایا کے لباس پر حیران ھوئی۔۔۔۔

بلیک نیٹ کی نائی ٹی میں اسکا گوراخوبصورت جسم بہت واضح ھو رہا تھا۔۔۔

رتابہ چائے رکھ کر واپس ھوئی تو عضد نے روکا۔۔۔۔

سنو۔۔۔۔

جی۔۔۔۔

امی کا فون آیا تھا۔۔۔ کل نمل اور جازب آرھے ھیں کراچی۔۔۔۔

صبح انکی فلائی یٹ ھے۔۔۔۔۔۔

جو کچھ چاھیئے سامان گھر کیلئے تو لسٹ بنالو بازار چلتے ھیں کچھ دیر میں پھر۔۔۔۔

وہ سر ہلاتی چلی گ ئی۔۔۔۔۔

عضد خود ہی گھنٹے بعد اسکے پیچھے آیا۔۔۔۔

وہ برتن دھو رہی تھی۔۔۔۔

بنالی تم نے لسٹ۔۔۔۔

جی وہ سامنے دراز میں پڑی ھے آپ لے آئیں۔۔۔۔۔

کیوں تم نہیں چلو گی ساتھ۔۔۔۔

نہیں آپ مایا کو لے جائیں۔۔۔

مجھے ابھی کافی کام کرنے ھیں۔۔۔۔

مجھے تم سے کوئی بات کرنی ھے۔۔۔۔۔

جی بولیں۔۔۔

واپس آکر کرتا ھوں۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے اسے دیکھا اسکا لہجہ نارمل نہیں تھا۔۔۔۔

یااللہ خیر کرنا اب کونسی بات ھو گئی۔۔۔۔ عضد کے انداز پر وہ بے چین اور پریشان ھو گئی۔۔۔۔

عضد گاڑی کی چابی گھماتا لان سے گزرا تو چابی پودوں میں جا گری۔۔۔۔

وہ چابی اٹھانے کیلئے جھکا تو پودوں میں سامنے ہی گیند پڑی ھوئی تھی۔۔۔۔

عضد نے بال اٹھائی اور باہر پھینکی۔۔۔۔

رتابہ کا دروازہ لگنے سے بہتا خون اسے یاد آیا۔۔۔۔ تو اسکا موڈ اور بھی خراب ھو گیا۔۔۔۔

لیکن دل ہی دل میں اس نے شکر ادا کیا کہ اس نے رتابہ کو مارا نہیں تھا۔۔۔۔۔

رات کے آٹھ بج رھے تھے۔۔۔۔۔

عضد رتابہ کے کمرے میں آیا۔۔۔۔

وہ نماز پڑھ رہی تھی عضد ایک طرف صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔۔

سلام پھیر کر اس نے عضد کو دیکھا۔۔۔۔کچھ کام ھے آپکو۔۔۔۔

جی بات کرنی ھے تم سے کچھ۔۔۔۔

نماز پوری کر لو۔۔۔۔

پڑھ لی ھے میں نے۔۔۔۔

کچھ دعائیں اپنے لیئے مانگ لو اور کچھ بد دعائیں مجھے دے دو۔۔۔۔۔

میں کیوں دینے لگی آپکو بد دعا۔۔۔۔

وہ اسکے پاس آکر بیٹھا۔۔۔۔۔

کیونکہ میں ظالم ھوں بہت۔۔۔ ظلم کرتا ھوں تمھارے ساتھ بہت برا انسان ھوں میں۔۔۔۔
ظلم کے پہاڑ گراتا ھوں میں تم پر۔۔۔۔

اور دوسری عورتوں سے فری بھی بہت ھوتا ھوں میں۔۔۔۔۔۔

میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا آپ سے۔۔۔۔

مجھ سے نہیں کہہ سکتی اسلیئے اپنی ظلمت کی داستانیں دوسروں کو سناتی رہتی ھو۔۔۔۔۔

میں نے کسی سے کچھ نہیں کہا یہ آپکی اپنی سوچ ھے۔۔۔وہ اٹھنے لگی جائے نماز سے تو عضد نے اسکا ہاتھ پکڑ کر واپس بٹھایا۔۔۔۔

تمھاری یہ بات تو میں میں ماننے کو ہر گز تیار نہیں کہ تم میرے بارے میں خاموش رہتی ھو۔۔۔ جہاں کوئی تسلی کے دو بول تمھاری ھمدردی میں بول دے تم اپنے دکھڑے لے کے بیٹھ جاتی ھو۔۔۔۔۔

میں آپکے بارے میں کسی سے کوئی بات نہیں کرتی۔۔۔۔۔

اچھی طرح سے جانتا ھوں میں۔۔۔۔

تمھیں ھمدردیاں سمیٹنے کی عادت ھے نا۔۔۔۔ تم یہی چاہتی ھو کہ ہر کوئی تم پر ترس کھائے اور تمھیں معصوم سمجھے۔۔۔۔

اور پھر نصیحتوں کے قاعدے لیکر مجھے سب درس دینے بیٹھ جاتے ھیں کہ میں تم سے اور تمھاری بد دعاؤں سے ڈروں۔۔۔۔

رتابہ خاموشی سے اسے سنتی رہی۔۔۔۔۔

یہ نمازیں پڑھ کر نیک ھونے کا ڈھونگ رچا کر تم کس کو دھوکہ دے رہی ھو۔۔۔ مجھے خود کو یا لوگوں کو۔۔۔۔۔۔

کیا اپنی حقیقت نہیں جانتی تم ھو کیا۔۔۔۔۔۔۔

میں تو جانتی ھوں اپنی حقیقت لیکن آپکو بتانے سے قاصر ھوں۔۔۔۔ کیونکہ جس دن آپ جان گ ئے حقیقت میری تو اپنے آپ سے بھی منہ چھپاتے پھرو گے۔۔۔۔۔

عضد کو اسکے جواب پر کافی تپ چڑھی۔۔۔۔

ویسے تو بڑی گونگی بنی پھرتی ھو جیسے تمھارے منہ میں زبان ہی نہیں۔۔۔۔ اور مجھے جواب دینا ھو تو گز بھر لمبی زبان ھو جاتی ھے تمھاری۔۔۔۔

اور میں کیوں منہ چھپاتا پھرونگا۔۔۔ میں نے آج تک کبھی ایسا گناہ یا کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ مجھے منہ چھپانا پڑے۔۔۔ تمھاری طرح۔۔۔۔۔۔۔

میری طرح خطاکار نہیں آپ۔۔۔۔ صرف اسلئے کہ آپکا گھر بار ھے اپنے ھیں۔۔۔ نرگس جیسی ماں ھے۔۔۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ مرد ھیں۔۔۔۔۔

میں گنہگار بھی ھوں بری بھی ھوں غلط بھی ھوں صرف اسلئے کہ میرا کوئی اپنا نہیں۔۔۔ کوئی گھر نہیں کوئی ٹھکانا نہیں۔۔۔۔۔ کوئی سہارا نہیں۔۔۔۔

زمانے کی زد میں در بہ در ھونے والا پتھر ھوں میں بس۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنا یہ فلسفہ کسی اور پر جھاڑ نا۔۔۔ابھی میں صرف اتنا سمجھانے آیا ھوں۔۔۔

کہ نمل اور جازب کے سامنے دکھی آتما بن کر مت گھومنا۔۔۔اور اگر تم نے میری کوئی بھی شکایت کی اب کسی سے تو یاد رکھنا یہ منہ تمھارا کسی شکایت کے قابل نہیں چھوڑونگا میں۔۔۔۔

وہ تو چلا گیا کمرے سے لیکن رتابہ جائے نماز پر بیٹھی اپنے رب سے مخاطب ھوئی۔۔۔۔

آج شدت سے اسے اپنے بلکل تنہا ھونے کا احساس پھر ھوا۔۔۔

ایک بار پھر آج ان اپنوں کیلئے بہت روئی جو نا جانے زندہ تھے بھی یا نہیں۔۔۔اگر ھیں تو کہاں ھیں۔۔۔۔

مایا کو آفس ڈراپ کر کے عضد جازب اور نمل کو لینے گیا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ اسکے سامنے تھے۔۔۔

رتابہ تڑپ کر نمل کے گلے سے لگی۔۔۔اسکا رونا دیکھ کر نمل نے عضد کو گھورا۔۔۔

پھر اسکے آنسو صاف کر کے اسکا چہرہ چوما۔۔۔

کیا ھوا میری جان۔۔۔۔

کچھ نہیں تم یاد بہت آ رہی تھی نا۔۔۔۔۔

جازب کو اس نے دور سے ہی سلام کیا۔۔۔۔

پھر وہ سب ایک ساتھ بیٹھے۔۔۔

رتابہ اور نمل مل کر دوپہر کا کھانا بنانے لگیں۔۔۔۔

رتابہ کا پھیکا پھیکا چہرہ روئی روئی آنکھیں سب کچھ بیان کر رہی تھیں۔۔۔ کہ وہ خوش نہیں عضد کیساتھ۔۔۔۔

ایسے کیا دیکھ رہی ھو مجھے۔۔۔۔

کوئی خوشی کوئی زندگی کی رمق تمھارے چہرے پر تلاش کر رہی ھوں۔۔۔۔۔۔

رتابہ مسکرائی۔۔۔۔ جو چیز میرے مقدر میں نہیں اسے کیوں تلاشتی ھو۔۔۔۔۔

صبر اور سمجھوتہ دکھائی دے رہا ھے نا کیا یہ کافی نہیں۔۔۔۔۔

نمل نے اسکے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لی ئے۔۔۔۔

عضد نے اب تک تمھیں بیوی کی حیثیت سے تسلیم نہیں کیا نا۔۔۔

کر لیگا وقت آنے پر۔۔۔۔۔

تمھارا وقت آنے تک اس نے کسی اور کو تسلیم کر لیا پھر کیا کرو گی۔۔۔۔

میں کر ہی کیا سکتی ھوں سوا سب کچھ سہنے کے۔۔۔۔اور کرتے وہ ھیں کچھ جن کے سر پر ہاتھ رکھنے والے ماں باپ ھوں۔۔۔۔

میرا تو اس چھت کے سوا کوئی آسرا نہیں۔۔۔۔

کیسے کرتی ھو برداشت تم یہ سب۔۔۔۔ نا اپنا دفاع کرتی ھو نا احتجاج۔۔۔۔ کس مٹی کی بنی ھو تم۔۔۔۔ تین سال تم نے اس شخص کی بے رخی کیسا تھ گزار دی ئے۔۔۔۔۔۔۔

وہی دفاع کر سکتے ھیں اپنا جنکے اپنے ھوتے ھیں۔۔۔۔اور میں کہاں مٹی کی مورت ھوں۔۔۔۔ بس ایک چلتی پھرتی زندہ لاش ھوں۔۔۔۔ جسکے نا خواب ھیں نا جذبات۔۔۔ جسکے سینے میں نا دل ھے اور نا کسی درد کا احساس۔۔۔۔۔۔

اسکے آخری الفاظ اندر آتے عضد نے سنے۔۔۔۔

کچھ کھانے کو بھی ملے گا یا نہیں۔۔۔

عضد کو دیکھ کر وہ فورا ہانڈی میں لگ گ ئی۔۔ بس کچھ ہی دیر میں لاتی ھوں۔۔۔۔

نمل عضد کیسا تھ باہر گ ئی تو رتابہ ڈر گ ئی کہ وہ کوئی بات نا کر دے عضد سے۔۔۔۔

نمل۔۔۔ کہاں جا رہی ھو میری ھیلپ کون کریگا۔۔۔۔

وہ واپس پلٹ آئی۔۔۔۔

نمل یہ دیکھو میرے جڑے ہاتھ۔۔۔۔

میرے اور عضد کے رشتے کو لیکر پلیز کوئی بات نا کرنا عضد سے۔۔۔۔

کیوں نا کروں۔۔۔ کوئی تو ھونا اسکی بھی خبر لینے والا کہ کب تک کریگا وہ اسطرح اپنی من مانی۔۔۔۔

رتابہ جانتی تھی نمل ناانصافی دیکھ کر کسی کا لحاظ نہیں کرتی اور اچھا خاصا بندے کو لتاڑتی ھے۔۔۔۔۔

خدا کیلیئے نمل۔۔۔۔اس سے کچھ مت کہنا۔۔۔۔

اسوقت نمل اسکی لاچارگی دیکھ کر چپ ھوگئی۔۔۔۔۔

URDUNovelians

مایا کو عضد کے ساتھ اتنا کلوز دیکھ کر نمل سے بالکل برداشت نہ ہوا تھا۔۔۔

تھا کہ وہ کسی کو کھاتے میں ہی نہیں لاتی تھی اس کے نزدیک attitude اوپر سے مایا کا دوسرا کوئی انسان ہی نہ تھا۔۔۔۔۔۔

رتابہ کو بھاگ بھاگ کر اس کی آؤ بھگت کرتے دیکھ کر وہ مزید چڑ گئی۔۔۔

ابھی ابھی اس کے کافی کے آرڈر کو رتابہ پورا کرنے کچن میں آئی تھی نمل نے وہی اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے سیدھا کھینچ کر اس کے کمرے میں لے گ ئی۔۔۔۔

کیا دیکھ رہی ہوں میں یہ سب کیا ھو رہا ھے۔۔۔۔

رتابہ نے معصومیت سے کہا کیا مطلب کیا دیکھا ہے تم نے۔۔۔۔۔۔۔ نمل جل کر بولی دل چاہ رہا ہے تمہارا سر پھاڑ دوں میں نوکرانی ھو اس گھر کی تم۔۔۔۔

رتابہ نے نام میں سر ہلایا۔۔۔۔

مجھے تو یہی لگ رہا ہے کہ تم نوکرانی ہو اس گھر کی اور وہ مایا عضد کی بیوی۔۔۔۔

عضد کو تو میں بعد میں پوچھو گی پہلے تمہاری طبیعت ذرا صاف کر لوں۔۔۔

مایا تمہارے باس کی بیٹی ھے۔۔۔۔۔۔

نہیں عضد کے باس کی۔۔۔۔

عضد کیا ہے تمہارا۔۔۔۔

شوہر۔۔۔۔۔

شوہر تمہارا ہے اور غلام اس کا۔۔۔اور ساتھ ساتھ تم بھی اس کی غلام بنی ہوئی ہو۔۔۔۔
عجیب لڑکی ہو تم ذرا بھی تمہارے اندر کسی چیز کا کوئی احساس نہیں۔۔۔۔

..... نہیں ہے self respect ذرا بھی تمہارے اندر

شوہر کو بھی کھلے منہ اسکے آگے چھوڑا ہوا ہے۔۔۔خود بھی بچھی جاتی ہو اسکی اک آواز پر۔۔۔۔۔جیسے زر خرید لونڈی ہو اسکی۔۔۔۔

رتابہ منہ لٹکا کر بولی تو کیا کروں میں گھر کے کام کاج ہیں۔۔۔۔۔میری ذمہ داری ہے۔۔۔۔

اور تم کس کی ذمہ داری ہو۔۔۔۔۔وہ خاموش ہو گئی۔۔۔۔

نمل اسے سختی سے وارن کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔

اگر اب تم نے اس کے لاڈ اٹھائے۔۔۔تو یاد رکھنا تمہیں بھی نہیں چھوڑوں گی میں اور نہ اس نخریلی مایا کو۔۔۔۔

اور عضد کو بھی آنے دو ذرا آج۔۔۔۔اسکی بھی خبر لیتی ہوں میں۔۔۔۔

اس نے تمہیں بیوی کی حیثیت سے نہیں رکھنا تو وہ الگ بات ہے۔۔۔۔

لیکن اس طرح نوکروں کی حیثیت سے بھی رکھنے کا اسے کوئی اختیار نہیں۔۔۔۔

رتابہ فوراً ڈر کر بولی۔۔ نننننن نہیں عضد سے کچھ مت کہنا۔۔۔۔

کیوں نا کہوں اسے کچھ۔۔۔تم ڈرتی ھو اس سے میں نہیں۔۔۔

اب کوئی تو اس سے بات کریگا نا کہ وہ چاھتا کیا ھے؟؟۔۔۔

اسطرح نہیں ھوتا کہ وہ زیادتی یا ضد میں تمھیں بھی اور تمھاری عزت بھی روندتا رھے۔۔۔

اور تم ھو کہ کسی بھی بات پر کوئی اعتراض ہی نہیں ہوتا یار تمھیں۔۔۔۔

کیوں ڈرتی ھو عضد سے اتنا۔۔۔یقین کرو وہ دو چماٹوں کا بھی نہیں میرے سامنے۔۔۔

مرد ھونے کا غرور اسکا دو منٹ میں ملیا میٹ کر دوں میں۔۔۔۔۔

رتابہ بری طرح ڈری اسکے ارادوں سے۔۔۔۔

تم نے جو بھی کہنا ھے مجھے کہہ لو یار عضد سے کچھ مت کہنا ورنہ وہ مجھے مار۔۔۔۔۔

آگے وہ ایک دم چپ ھو گئی کہ جلدی میں اسکے منہ سے کیا نکل گیا تھا۔۔۔وہ بھی نمل کے سامنے۔۔۔۔

ککککک کیا۔۔۔کیا کہا تم نے۔۔۔عضد مارتا ھے تمھیں۔۔۔۔

وہ سٹپٹا کر بولی نہیں نہیں ایسا نہیں۔۔۔وہ تو میرے منہ سے نکل گیا۔۔۔۔

اچھا ھوا جو سچ نکل گیا تمھارے منہ سے آج۔۔۔اسقدر گھٹیا حرکت کرتا ھے وہ تمھارے ساتھ۔۔۔اور تم سب سہہ رہی ھو خاموشی سے۔۔۔۔

نمل نے اسے کندھوں سے پکڑا۔۔۔ یار کب تک ان ذلالت کے اندھیروں میں پڑی رھو گی تم۔۔۔ کیوں نہیں بولتی اپنے حق میں۔۔۔ جانتی ھو ظلم سہنے والا ظلم کرنے والے سے زیادہ گنہگار ھوتا ھے۔۔۔۔

مایا کی آواز دوبارہ آئی۔۔۔

رتابہ۔۔۔ رتابہ۔۔۔

دونوں اسکی آواز سن کر باہر آئی یں۔۔۔

مانگی تھی۔۔۔ coffie مایا نخریلے انداز سے بولی میں نے تم سے

نمل نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر اسے دیکھا۔۔۔

تمہیں ھے تو بنالو خود۔۔۔۔ انسان کو اپنے کام خود کرنے need کافی کی چاھی ئے۔۔۔۔

مایا غصے سے بولی۔۔۔

کیوں یہ کس لی ئے ھیں یہاں۔۔۔

شاید تم بھول رہی ھو۔۔۔ تمھاری کمپنی کے چی ئی رمین کی بیوی ھے یہ۔۔۔ تمھاری یا اس گھر کی نوکرانی نہیں۔۔۔۔

نمل کی بات پر مایا کو جیسے آگ لگ گ ئی۔۔۔

تمھیں تمیز نہیں کسی سے بات کرنے کی۔۔۔۔

نمل بڑے اطمینان سے بولی۔۔۔

میں سامنے والے کو دیکھ کر بات کرتی ھوں کہ وہ کس قابل ھے۔۔۔۔۔

مایا چیختے ھوئے بولی۔۔۔۔

کیا بکواس کی تم نے۔۔۔۔

عضد اور جازب اسی وقت ایک ساتھ اندر آئے۔۔۔۔۔

جاری ھے۔۔۔۔۔ سچی کہانی بد بخت

مایا سے پہلے نمل عضد کے پاس آئی۔۔۔۔

یہ کیا چیز تم نے گھر میں رکھی ھوئی ھے۔۔۔۔ وہ مایا کیطرف اشارہ کر کے بولی۔۔۔

مایا کا پارہ اور بھی چڑھ گیا۔۔۔۔۔

عضد اگر اس نے اب میرے بارے میں ایک لفظ بھی اور کہا تو میں بھول جاؤ نگی کہ یہ تمھاری کچھ لگتی ھے۔۔۔۔۔

اوہ اچھا چلو تم تو عضد کا لحاظ کر لو گی۔۔۔ لیکن مجھ سے کسی لحاظ کی امید مت رکھنا کیونکہ مجھے یہ یاد رھے گا کہ تم عضد کی کچھ نہیں لگتی ھو۔۔۔

عضد ان دونوں کو اسطرح دیکھ کر پریشانی سے بولا۔۔

ھوا کیا ھے۔۔۔

جازب نے بھی پوچھا نمل سے۔۔۔

مایا چلاتے ھوئے بولی۔۔۔ تمھاری اس بہن نے اس دو ٹکے کی لڑکی کے پیچھے میری اتنی انسلٹ کی ھے۔۔۔۔

نمل ماتھے پر بل چڑھائے مایا کے قریب آئی۔۔۔

کسے کہا تم نے دو ٹکے کی لڑکی۔۔۔۔

جازب جانتا تھا وہ کسی کا لحاظ نہیں کرتی۔۔۔اس نے نمل کو بازو سے پکڑ کر پیچھے کیا۔۔

مایا بھی اسی کی ٹکر تھی۔۔۔وہ جو کونے میں فساد کی جڑ کھڑی ھے اسے کہا ھے میں نے دو ٹکے کی لڑکی۔۔۔اس نے رتابہ کیطرف اشارہ کیا۔۔۔

نمل بمشکل برداشت کر کے بولی۔۔۔ ویسے بڑی حیرت کی بات ھے اس دو ٹکے کی لڑکی کے شوہر کے پیچھے تم پاگل ھو رہی ھو۔۔۔اتنا گرنا پڑا تمھیں اپنی اوقات سے نیچے۔۔۔ نمل نے مایا کیساتھ ساتھ عضد کو بھی اپنی لپیٹ میں لیا۔۔۔

مایا نے جیسے ہی غصے سے بے قابو ھو کر اسے تیھڑ مارنے کیلی ئے ہاتھ اٹھایا تو نمل نے اسکی کلائی پکڑ لی۔۔۔۔

آئی ندہ یہ ہاتھ تم نے مجھ پر یا رتابہ پر اٹھانے کی کو شش کی تو اکھاڑ کر دوسرے ہاتھ میں تھما دو نگی۔۔۔۔۔

وہ رو پڑی عضد منہ کیا دیکھ رھے ھو میرا قابو میں کرو اس پاگل لڑکی کو۔۔۔۔

وہ کیا قابو کرے گا مجھے۔۔۔۔

وہ تو خود اپنے قابو سے باہر ھے۔۔۔

اور اندازہ ھو گیا ھے نا میں پاگل ھوں۔۔۔ تو بچ کے رہنا مجھ سے۔۔۔۔۔

یار ھوا کیا ھے۔۔۔ کیوں لڑ رہی ھو تم اسطرح۔۔۔۔۔ عضد نے دونوں کو دیکھا۔۔۔۔

نمل کو جاذب اندر لے گیا وہ جانتا تھا کہیں مایا پٹ ہی نا جائے اسکے ہاتھوں۔۔۔۔۔

مایا کے شور کی آواز اندر تک آ رہی تھی۔۔۔۔

عضد تم اسے اسلی ئے یہاں لائے ھو کہ یہ مجھے اسطرح ذلیل کرے۔۔۔ میں نے تو صرف کافی مانگی تھی اس سے۔۔۔ جواب گونگی بنی کھڑی ھے۔۔۔۔

عضد نے رتابہ کی طرف دیکھا جو سہمی ھوئی کھڑی تھی۔۔۔۔

ذرا بھر تمیز نہیں تمھاری اس منہ بولی بہن میں۔۔۔

آج تک مجھے کسی نے ٹیڑھی نگاھوں سے نہیں دیکھا اور یہ میری اوقات تک پہنچ گ ئی۔۔۔۔

نمل باہر آتی اسکو جواب دینے لیکن جازب نے اسے روک لیا۔۔۔

رہنے دو لڑائی بڑھ جائی یگی۔۔۔ عضد کے باس کی بیٹی ھے یار۔۔۔۔ اسکے مزاج تو نہیں مل رھے تمھی کچھ خیال کر لو۔۔۔ عضد کا۔۔۔

کیوں کروں میں اس بے حس انسان کا خیال جو کسی کو خاطر میں ہی نہیں لاتا۔۔۔۔

نوکر بنا کر رکھا ھوا ھے اس نے رتابہ کو یہاں۔۔۔ اور ساتھ میں اس مایا سر پھری کا غلام بھی۔۔۔

یار خود بھی عزت نہیں کرتا اسکی دوسروں سے بھی ذلیل کرواتا ھے۔۔۔۔ یہ کہاں کی مردانگی ھے اسکی۔۔۔۔ انسانیت نام کی چیز نہیں اس میں۔۔۔۔

مایا کی آواز پھر آئی اندر۔۔۔۔

میں نے تو صرف اس سے کافی مانگی تھی نا بنا دیتی اپنی دوست کے ساتھ ملکر ذلیل کیا اس نے مجھے۔۔۔

نمل باہر آئی دوبارہ۔۔۔۔۔

اس نے تو تمھیں کچھ نہیں کہا۔۔۔غلط بیانی سے کام کیوں لے رہی ھو۔۔۔

اور کافی تم نے پینی تھی نا پھر اس سے کیوں مانگی۔۔۔

محتاج ھو اسکی یا مانگنے کی عادت ھے تمھاری۔۔۔۔

افففففف اسکی بات تھی یا بمب کا گولہ۔۔۔۔جو مایا کے سر پر پٹھا۔۔۔۔

کیا۔۔کیا۔۔۔کیا۔۔کہا تم نے مجھے یو بلڈی۔۔۔

بس کرو تم دونوں۔۔۔عضد چلایا۔۔۔یار یہ کیا جاھلانہ حرکت ھے اسطرح لڑو گی اب تم دونوں جاھل عورتوں کیطرح۔۔۔۔۔

مایا بلند آواز میں چلائی۔۔۔

پہل اس نے کی تھی۔۔۔۔

جتنی مایا غصے میں تھی نمل اتنی ہی ریلیکس تھی۔۔۔

میں نے تو سمپل سی بات کی تھی کہ یہ تمھاری نوکر نہیں۔۔۔۔جو تم اس پر اسطرح حکم چلاؤ۔۔۔۔۔

عضد سن رہے ھو تم اسے کیا کہہ رہی ھے یہ۔۔۔ کس انداز سے بات کر رہی ھے یہ۔۔۔اور یہ سب رتابہ نے بلوایا ھے اس سے۔۔۔ جلتی ھے وہ مجھ سے۔۔۔۔ تمھارے ساتھ فرینڈلی دیکھ کر۔۔۔۔۔برداشت نہیں ھوتی اس سے میں۔۔۔۔۔

رتابہ نے کیا بولنا تھا وہ تو بری طرح ڈر رہی تھی کہ اب ھو گا کیا۔۔۔۔

نمل نے ہی جواب دیا۔۔۔۔

ھو تو تم واقعی نا قابل برداشت۔۔۔۔۔

مایا نے غصے سے گلدان اٹھا کر کانچ کی میز پر دے مارا۔۔۔۔

اسکی آواز سے سبھی سہم گ ئے۔۔۔۔

وہ برے طریقے سے چلانے لگی۔۔۔۔

نمل نے عضد کو دیکھ کر کہا۔۔۔

کرتے ھو۔۔۔رتابہ جیسی نہیں۔۔۔۔۔ deserve دیکھا اسکا پاگل پن تم ایسی ہی لڑکی

نمل خوف سے کپکپاتی رتابہ کو کمرے میں لے گ ئی۔۔۔۔

جازب بولا۔۔۔

آئی ایم سوری میم اسکی طرف سے میں ایکسکیوز کرتا ھوں آپ سے۔۔۔۔

عضد مایا کو اسکے کمرے میں لے گیا۔۔۔

جازب نمل کے پاس آیا۔۔۔ یار اچھا خاصا ماحول خراب کر کے رکھ دیا ھے تم نے۔۔۔اس نے کافی کا ہی کہا تھا نا بنانے دیتی۔۔۔۔

نمل نے کمر پر ہاتھ رکھے۔۔۔اب تم بھی اسکی سائیڈ لو گے۔۔۔

نہیں میں اسکی سائیڈ نہیں لے رہا جو کچھ ھوا یہ سب نہیں ھونا چاھیئے تھا۔۔۔۔

یار وہ مہمان ھے اس گھر کی اور گھر کے مالک کی بیٹی بھی۔۔۔۔۔

تو کیا اسکا مطلب یہ ھے کہ وہ ھم سب کی بھی مالکن بنے گی۔۔۔ حکم چلائے گی بد تمیزی کرے گی۔۔۔اور ھم برداشت کریں گے آرام سے سب۔۔۔۔

کچھ دیر میں عضد اندر آیا۔۔۔۔

کیا ضرورت تھی یہ سب تماشا کرنے کی۔۔۔۔

نمل اسکے سامنے اکڑ کر کھڑی ھوئی۔۔۔تماشا میں نے نہیں اس نے کھڑا کیا ھے۔۔۔وہ بھی صرف تمھاری وجہ سے۔۔۔۔

کیوں میں نے ایسا کیا ھے؟عضد غصے سے بولا۔۔۔۔

تم کچھ کرتے ہی نہیں ھو۔۔۔اسی بات کا تو دکھ ھے۔۔۔۔

ضرورت کیا تھی تمھیں اسکے منہ لگنے کی۔۔۔۔

میں نہیں لگتی گندی چیزوں کے منہ۔۔۔۔۔

یہ جو تمھارے جواب اور انداز ھے نا اچھے خاصے انسان کو آگ لگانے کیلئے کافی ھیں۔۔۔۔۔

تمھیں کیوں آگ لگ رہی ھے اتنی اس مایا سے۔۔۔۔۔

بد تمیزی کی حد ھوتی ھے نمل۔۔۔۔یہ سب کرنے آئی ھو تم یہاں۔۔۔۔تو چلی جاؤ یہاں سے۔۔۔۔۔

عضد کی بات نمل کے دل کو جا لگی۔۔۔

ٹھیک ھے جا رہی ھو یہاں سے۔۔۔۔آئی تھی بھائی کا گھر سمجھ کر لیکن مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہاں بھائی نہیں مایا جی کا چمچہ ملے گا۔۔۔۔

اسکی آخری بات پر عضد کا دل چاھا وہ اسے تھپڑ دے مارے۔۔۔۔وہ کر بھی جاتا اسطرح لیکن جازب کی وجہ سے اپنا ہاتھ روک لیا۔۔۔۔

وہ جازب کیطرف پلٹا سمجھاؤ یار اسے۔۔۔کہ خود کو قابو میں رکھا کرے۔۔۔ہر کوئی اسکی زبان سے نکلے تیر برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔۔

نمل اپنا سامان پیک کر رہی تھی۔۔۔

پھر عضد کی بات پر بولی۔۔۔۔

اور جو تیر تم چلاتے ھو دوسروں پر اسکی فکر کی ھے کبھی۔۔۔۔

میں نے تم سے ایسا کچھ نہیں کہا غلط بات مت کیا کرو۔۔۔ یار ذرا بھی لحاظ نہیں تم میں کسی کا۔۔۔۔۔۔

جازب دونوں کے بیچ آیا۔۔ یار یہ کیا اب تم دونوں نے جوابی تکرار شروع کر دی ھے۔۔۔۔

بولنے دو اسے نکالنے دو اسکے اندر کی بھڑاس میں بھی تو دیکھوں کتنا زہر بھرا گیا ھے اسکے اندر۔۔۔ عضد کی نظریں رتابہ کیطرف اٹھیں۔۔۔۔

نمل نے اسکا منہ پکڑ کر اپنی طرف کیا۔۔۔۔

یہاں دیکھو میری طرف اسکا کوئی قصور نہیں۔۔۔۔۔

وہ غصے میں تھا کافی۔۔۔۔ اسی کا قصور ھے سارا اسی کی وجہ سے تم نے مایا سے بدتمیزی کی ھے نا۔۔۔۔۔

اچھاااا۔۔۔۔۔ اسکی وجہ سے کی ھے میں نے۔۔۔۔

یہ بتاؤ مجھے تمھاری کیا لگتی ھے یہ۔۔۔۔۔

عضد چپ رہا۔۔۔۔

بولو نا کیا لگتی ھے یہ تمھاری۔۔۔۔

شرم آرہی ھے یہ بولنے میں کہ بیوی ھے تمھاری۔۔۔ یار کس قسم کے انسان ھو تم۔۔۔۔

غیرت نام کی چیز نہیں تمھارے اندر۔۔ تمھارے سامنے اس نے تمھاری بیوی کو دو ٹکے کی لڑکی کہا اور تم نے اتنے آرام سے سن لیا۔۔۔۔ کیا یہی مقام یہی حیثیت ھے اسکی تمھاری زندگی میں۔۔۔

اسلیئے تم نے اس سے شادی کی ھے کہ اسے خود بھی ذلیل کرو اور دوسروں سے بھی کرواؤ۔۔۔ لعنت ھے تمھاری ایسی مردانگی پر۔۔۔ کہ تم اپنی بیوی کو لوگوں کا غلام بنا کر رکھتے ھو۔۔۔۔ اور ہر ایرے غیرے سے اسے ڈسکس کرتے ھو۔۔۔۔ شرم نہیں آتی تمھیں۔۔۔

عضد دانت پیستے ھوئے اسے سنتا رہا۔۔۔ پھر تپ کر بولا۔۔۔ نہیں آتی شرم مجھے۔۔۔

نمل افسوس سے بولی۔۔۔

شرم تمھیں آ بھی کیسے سکتی ھے۔۔۔ کیونکہ تمھیں تمھاری زیادتیوں پر آئینہ دکھانے والا کوئی نہیں کہ شوہر کی حیثیت سے کتنا بھیانک روپ ھے تمھارا۔۔۔۔

عضد نمل کو چھوڑ کر رتابہ کے پاس آیا۔۔ اور بازوؤں سے پکڑ کر سختی بولا۔۔۔۔

کیا سمجھا یا تھا میں نے تمھیں۔۔۔ کہ اپنا منہ بند رکھنا نا۔۔۔ کیا ظلم کیا ھے میں نے تمھارے ساتھ۔۔۔ بولو۔۔۔ اسکی آواز پورے گھر میں گونجی۔۔۔۔

نمل اور جازب نے اسے چھڑوایا۔۔۔

کیا کر رھے ھو یار اس بیچاری پر کیوں اپنا غصہ کیوں نکال رھے ھو۔۔۔ جازب نے اسے پکڑا۔۔۔۔

نمل نے رتابہ کو گلے سے لگا کر بولی۔۔۔۔اس پر اتنی چڑھائی صرف اسلیئے کر رھے ھو کہ اسکا کوئی والی وارث نہیں۔۔۔۔

والی وارث نہیں اسکا تو پھر میں کون ھوں یار۔۔۔۔جس حال میں یہ مجھے ملی۔۔۔کسی کیلیئے بھی یہ قابل قبول نہیں تھی۔۔۔۔پھر بھی میں نے اسے قبول کیا۔۔۔اپنا نام دیا۔۔۔ تحفظ دیا۔۔۔ گھر بار دیا۔۔۔ کھانے کو دیا۔۔۔ تن پر پہننے کیلیئے لباس دیا۔۔۔ باہر جاتی ھے تو سب اسے میرے نام کی عزت دیتے ھیں۔۔۔۔

یار کسی چیز کی کمی نہیں ھونے دیتا میں اسے۔۔۔

اپنے ارمان اپنا دل اپنی زندگی برباد کر لی میں نے اسکی خاطر۔۔۔۔اپنی خواہشات پر کسطرح ظبط کرتا ھوں میں یہ تم سب کیوں نہیں سمجھتے۔۔۔عضد بہت دلبرداشتہ ھو کر بول رہا تھا۔۔۔

میرا ظلم نظر آتا ھے تم سب کو۔۔۔ لیکن وہ جنگ جو میرے اندر مجھ میں ہی جاری ھے وہ کسی کو نہیں دکھتی۔۔۔۔کیونکہ میں اسکی طرح رو نہیں سکتا۔۔۔مجھ پر کوئی ترس نہیں کھا سکتا کیونکہ میں مرد ھوں نا۔۔۔۔اور یہ عورت۔۔۔۔

نمل اسکی کیفیت سمجھ کر دھیمے لہجے میں بولی۔۔۔جب دے دیا ھے اسکو اپنا نام تو پھر اپنی بیوی ھونے کا مقام بھی دو۔۔۔۔

بیوی بنانے میں۔۔میں نے ایک ہی کسر چھوڑی ھی کہ یہ میرے کمرے میں میرے بستر تک نہیں آئی۔۔۔۔اور یہ دوہری منافقت مجھ سے نہیں ھوتی کہ میں دن بھر اس سے اجنبیت برتوں اور رات ھوتے ہی بیوی سمجھ کر اپنے نفس کا غلام بنالوں اسے۔۔۔۔

جازب حیران ھو گیا کہ وہ کس قدر اپنی نفرت میں سچا اور کھرا تھا۔۔۔کہیں بھی اسکی نیت میں رتی بھر کھوٹ نہیں تھا۔۔۔۔

نمل بھی چپ ھو گئی۔۔۔۔۔

عضد رو دینے کو تھا۔۔۔

یار نکاح جیسے مضبوط بندھن کے سوا کوئی اور رشتہ ھے کیا۔۔۔۔۔

اپنے لطف کا سامان ہر مرد ہر دوسری عورت کو بنا سکتا ھے لیکن اپنے نکاح میں لینے کی سکت نہیں ھوتی اسمیں۔۔۔میں ظالم ھوں برا ھوں۔۔۔گھٹیا ھوں لیکن ایسا منافق مرد نہیں ھوں میں۔۔۔

اگر میں نے اسے نکاح میں لے لیا ھے نا تو مجھے اتنا مجبور مت کرو کہ میں اسے چھوڑ کر اسکے ماتھے پر لگی وہ کیل بن جاؤں جو نکلنے کے بعد بھی اپنا نشان چھوڑ جاتی ھے۔۔۔۔

وہ زور سے ہاتھ جوڑ کر بولا۔۔۔ بخش دو مجھے تم سب۔۔۔۔۔

جازب نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اسکے آنسو بہہ نکلے۔۔۔۔

نمل تو اسے روتا دیکھ کر پریشان ھو گئی۔۔۔۔

جازب اپنے بھائی کو اسطرح نا دیکھ سکا اس نے عضد کو زور سے گلے لگایا۔۔۔۔

یار سب کی سن سن کر میں عاجز آ چکا ھوں۔۔۔۔

کیوں سب اسی پر رحم کھاتے ھیں۔۔۔ مجھ سے کوئی نہیں پوچھتا کہ میں کیسے سہہ رہا ھوں یہ سب۔۔۔ میرا بس نہیں چلتا جب تو تم سب کے طعنے بھی اسے بگھتے پڑتے ھیں پھر۔۔۔۔۔

میں بہت کوشش کرتا ھوں کہ اسے تکلیف نا ھو مجھ سے لیکن تم سب کی باتوں سے مجھے بھی تکلیف ھوتی ھے نا۔۔۔۔ جازب کو اسوقت وہ بلکل چھوٹا بچہ لگا۔۔۔ جو اپنی پسند کا کھلونا نا ملنے پر دوسرے کھلونے سے خود کو بہلا نا سکا۔۔۔ اور اس کھلونے کو اٹھا کر اپنی الماری میں رکھ لیا ایکسٹرا سمجھ کر۔۔۔۔ لیکن اپنی ملکیت سے باہر نہیں نکالا۔۔۔۔

نمل سامان پیک کر چکی تھی وہ جانا چاہتی تھی پر رتابہ نے روک لیا۔۔

وہ ایک دن رتابہ کے کہنے پر رک گ ئی۔۔۔۔

جازب اور عضد کسی کام سے باہر گ ئے ھوئے تھے۔۔۔

مایا آفس میں تھی۔۔۔

عضد نے بڑی مشکل سے اسے کنڑول کیا تھا۔۔۔۔

کیونکہ نمل کو وہ ایک پل سامنے نہیں دیکھنا چاہتی تھی لیکن عضد کے کہنے پر خاموش ھو گ ئی۔۔۔۔۔

یہاں سے نمل کو بھی احساس ھوا کہ بات بہت بڑھ گ ئی تھی۔۔۔۔

لیکن کان اس نے مایا کے اچھے سے کھولے تھے۔۔۔۔۔ کہ وہ آئندہ رتابہ کو اتنا کمتر نا سمجھے۔۔۔۔

دونوں بھائی ریسٹورینٹ میں کھانا کھا رھے تھے۔۔۔۔

جازب نے بڑے طریقے اور تحمل سے رتابہ کا ذکر کیا۔۔۔۔

یار ایک بات تو بتاؤ۔۔۔ تمھیں کوئی پسند ھے۔۔۔

کیا مطلب؟؟

کو لیکر۔۔۔۔ future life ھو کسی میں اپنی interested مطلب کہ تم

نہیں۔۔۔۔۔

تو پھر رتابہ کیساتھ اسطرح زندگی گزارنے کا کب تک ارادہ ھے۔۔۔۔

معلوم نہیں۔۔۔۔

یار یہ کیا بات ھوئی۔۔۔اسطرح تم صرف اسے نہیں خود کو بھی سزا دے رھے ھو۔۔۔۔

زندگی ایک ہی بار ملتی ھے اور یہ رشتے بھی دل سے ایک بار ہی جڑتے ھیں۔۔۔کیوں انکی قدر و قیمت نہیں سمجھتے تم۔۔۔اپنے زندگی کے بھی قیمتی لمحات ضائع کر رھے ھو۔۔۔جو لوٹ کر کسی صورت واپس نہیں آئی یں گے۔۔۔۔

عضد چی ئی رسے سر ٹکا کر بولا۔۔۔۔جانتا ھوں سب کچھ یار۔۔۔

کر رھے ھو۔۔۔زندگی کا مقصد سمجھو اسطرح اسے spoil تو پھر کیوں خود کو بھی اسکے ساتھ رائی یگاں مت جانے دو۔۔۔رتابہ کو قبول نہیں کر سکتے۔۔۔تو ٹھیک ھے۔۔۔لیکن کسی اور کے سامنے اسے ڈی گریڈ مت کرو آخر کو ھے تو وہ تمھاری ہی بیوی۔۔۔تمھارے نام سے تمھاری پہچان بن چکی ھے سوسائٹی میں۔۔۔۔۔

اور یار زندگی اسطرح نہیں گزرتی جیسے تم گزار رھے ھو۔۔۔۔

عضد گہری سانس لے کر بولا۔۔۔یار گزر جائی یگی زندگی کا کیا ھے۔۔۔مٹھی سے گرتی ریت کیطرح ھے۔۔۔۔جو سرکتے سرکتے سرک ہی جائی یگی ایک دن۔۔۔

یہ کیا بات ھوئی یار میچور ھو تم ایسے لاابالی باتوں والی عمر نہیں تمھاری۔۔۔ تمھارے لی ئے اپنی انا سے زیادہ کچھ بھی خاص نہیں۔۔۔۔

لیکن میرے بھائی انا اگر مثبت معنوں میں ھو تو بہت اچھی ورنہ یہ محض خسارے کا سودا کرتی ھے۔۔۔۔

اور یارا۔۔۔ایسی انا کو اپنا کر کیا کرنا جس میں تم ہر اپنے کو حتی کہ اپنے آپ کو بھی نظر انداز کرتے جاؤ۔۔۔۔۔

عضد کچھ نا بولا۔۔۔۔

تمھاری خاموشی کا کیا مطلب لوں میں۔۔۔زندگی میں اپنی کچھ بہتری لاؤ گے۔۔۔ یا اسی طرح خود کو جلاتے رھو گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ جازب کو دیکھ کر بولا۔۔۔

دیکھتے ھیں یار۔۔۔کب تلک جلنا لکھا ھے نصیب میں۔۔۔

اور کلوز کرو اس چیپٹر کو اب۔۔۔۔ چلو گھر۔۔۔

جازب نے نوٹ کیا کہ اسے خود سے بھی کوئی لگاؤ نا رہا تھا۔۔۔۔۔

نمل اور جازب گھر جانے لگے تھے۔۔۔۔

جاتے ھوئے نمل نے معافی مانگی رتابہ کی خاطر عضد سے کہ کل کو اسکے جانے کے بعد وہ رتابہ سے اس کا بدلہ نا لے۔۔۔۔

عضد نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا تو اس نے سر عضد کے سینے پر رکھا۔۔۔۔

میں نے غصے میں بہت کچھ کہا عضد تم سے۔۔۔ لیکن خدارا یہ غلط فہمی مت پالنا کہ رتابہ نے کچھ ھوئی تھی تو اتنا کچھ کہہ disheart دیکھ کر میں شاکڈ اور behaviour کہا۔۔۔ وہ تو مایا کا گ ئی۔۔۔۔۔

پلیز رتابہ کو کچھ مت کہنا۔۔۔۔

عضد نے اسکے کندھے کے گرد اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔

او کے۔۔۔۔ تم مجھ سے ناراض ھو کر تو نہیں جا رہی نا۔۔۔۔

نمل نے نا میں سر ہلایا۔۔۔

عضد نے پیار سے اسے دیکھا اسکی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔

عضد نے اسکا ماتھا چوما تو ایک سکون کی لہر اسکی روح میں اتری۔۔۔۔

میں صرف اپنی دوست کو لیکر پریشان نہیں ھوں عضد تمھاری وجہ سے بھی ھوں کہ تمھارے جلنے کی تپش مجھے بھی سلگاتی ھے۔۔۔۔۔

میرا رواں رواں تمھارے لی ئے دعا گو ھے اللہ میری بے چین روح کی دعا سن لے اور تم بھی راحت و سکون کی زندگی جیو۔۔۔۔

جازب سے بھی وہ گلے ملا۔۔۔

یار بھول جانا اس نے جو بھی کہا ھے۔۔۔۔رتابہ اسکی دوست ھے اسکے ساتھ اس نے کافی عرصہ گزارا ھے اسلی ئے اسکی تکلیف اسکا درد اسے اپنا لگتا ھے۔۔۔ لیکن یہ تمھارے لی ئے بھی فکر مند ھے کیونکہ رتابہ کی خوشی میں تمھاری خوشحالی ھے۔۔۔۔۔

رتابہ نمل اور عضد کا آپس میں اسطرح ملنا بڑی حسرت سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ کہ کاش اسکا بھی کوئی بھائی ھوتا۔۔۔۔

جازب نے حسرت سے تکتی رتابہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔خوش رہو۔۔۔۔ تو اسکی پلکوں سے آنسو موتیوں کیطرح ٹوٹ کر بکھرے۔۔۔۔۔۔۔

مایا کا لگاؤ بہت زیادہ بڑھ گیا تھا عضد کیساتھ۔۔۔۔

البتہ عضد نے اپنی حدود پار نا کی تھیں۔۔۔۔ خود کو حد میں رکھنے کا ہنر تو کوئی عضد سے سیکھتا۔۔۔۔۔ جو اپنی مثال آپ تھا۔۔۔۔۔

رتابہ سے وہ بلکل بات نہیں کرتا تھا۔۔۔ اسے کچھ بھی کہنا اس نے چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔۔ حالانکہ غصہ اسے بہت شدید تھا لیکن اس نے اپنے اندر ہی رکھا۔۔۔۔

رابی بھی واپس آگ ئی تھی۔۔۔۔

مایا کے بھائی علی کی آج آمد تھی۔۔۔۔

مایا بڑی خوش تھی۔۔۔۔

عضد کی پہلی ملاقات تھی علی سے۔۔۔ علی عادتا بلکل مایا کے الٹ تھا۔۔۔ نہایت نرم اور شائستہ طبیعت کا مالک ھمدانی کیطرح۔۔۔۔ نا دولت کا غرور نا اپنے اسٹیٹس کا نشہ۔۔۔۔

خوبصورت وہ عضد کیطرح بہت زیادہ نا تھا۔۔۔۔ لیکن مردانہ وجاھت سے بھرپور اسکی پرسنالٹی بہت پرکشش تھی۔۔۔۔

گھر آتے ساتھ رتابہ کا اور اسکا ٹکراؤ ھو گیا۔۔۔

وہ جلدی میں لاؤنج سے گزر رہی تھی تازہ پھولوں کا گلدستہ لی ئے تو اندر آتے علی سے ٹکرا گ ئی۔۔۔۔

پھول گلدستے سمیت فرش پر بکھر گ ئے۔۔۔۔

علی نے فورا کہا۔۔۔

آئی ایم رئی یلی سوری۔۔۔آپکو کہیں چوٹ تو نہیں لگی۔۔۔

رتابہ نے نا میں سر ہلا کر جلدی سے پھول اٹھائے۔۔۔۔

علی بھی اسکا ساتھ دینے لگا۔۔۔۔

عضد اور مایا اندر آئے۔۔۔

یہ کیا ھوا۔۔۔۔مایا بولی۔۔۔

کچھ نہیں یار اندر ھوتے ھوئے ان سے ٹکرا گیا۔۔۔۔

عضد اور مایا ایک ساتھ بولے۔۔

دیکھ کہ نہیں چل سکتی تم۔۔۔۔

مجھے نہیں معلوم تھا یہ اندر آ رھے ھیں۔۔ وہ گلدان کی کرچیاں سمیٹتے بولی۔۔۔۔

تم کیوں اسکے ساتھ اٹھا رھے ھو یہ سب۔۔۔ تمھارا کام نہیں یہ۔۔۔۔

پھر مایا نے رابی کو آواز دی۔۔۔ وہ بھاگتی ھوئی آئی مایا کی آواز پر۔۔۔۔

صاف کرو یہ سب جلدی سے اور پھر کھانا لگاؤ صاحب کو بھوک لگی ھے۔۔۔۔۔

جی میم۔۔۔۔رابی نے جلدی سے رتابہ کا ساتھ دیا۔۔۔۔

عضد تھکا ھوا تھا جلد ہی سو گیا۔۔۔

علی کی نظریں مسلسل رتابہ پر تھیں۔۔۔ کون تھی یہ۔۔ کہیں سے بھی وہ ملازمہ نہیں لگ رہی تھی علی کو۔۔۔

وہ پانی پینے کے بہانے کچن میں اسکے پیچھے آیا۔۔۔

وہ فرج میں کھانا سنبھال رہی تھی۔۔۔

علی کو اتنی رات وہاں دیکھ کر ڈر گ ئی۔۔۔

آآآ۔۔۔آپ یہاں کیا کر رھے ھیں اسوقت۔۔۔

وہ اسے کھوجتی نگاھوں سے دیکھ کر بولا۔۔۔ پانی پینے آیا تھا۔۔۔

رتابہ کچن سے جانے لگی۔۔۔

کہاں جا رہی ھو بات سنو۔۔۔

جی بولیں۔۔۔

نام کیا ھے تمھارا۔۔۔

میرے نام سے کیا لینا دینا ھے آپکو۔۔۔

علی مسکرایا۔۔۔ کوئی کام پڑا تو کسطرح مخاطب کرونگا تمھیں۔۔۔

آپکو جب کام ھوا تب بتا دونگی۔۔۔وہ جلدی سے کچن سے بھاگی کیونکہ علی کا پر تجسّس سا انداز اسے اچھا نہیں لگا۔۔۔

صبح ناشتے پر بھی علی کی نظریں اسے ڈھونڈ رہی تھیں۔۔۔

پر وہ سامنے نا آئی۔۔۔

عضد نے بھی اسکی غیر موجودگی نوٹ کی۔۔۔

اس نے رابی سے رتابہ کا پوچھا۔۔۔

کہاں ھے رتابہ۔۔۔

صاحب جی وہ ناشتہ بنا کر سو گ ئی ھیں انکی طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔

مایا نے ہاتھ جھاڑے۔۔۔حد ھوتی ھے ڈرامے کی بھی۔۔۔

گھر میں ایک فرد کا اضافہ بھی اسکی صحت پر بھاری گزرنے لگا ھے ابھی تو ایک دن بھی نہیں گزرا۔۔۔

انکا بزنز سیٹ اپ بہت تیزی سے ترقی کی منازل طے کر رہا تھا۔۔۔

ھیڈ آفس انکا اسلام آباد میں تھا۔۔۔

یہاں کراچی میں دوسری کمپنی لاؤنچ ھو رہی تھی انکی۔۔۔

لیکن کراچی کچھ دنوں خراب حالات سے وہ نئی کمپنی کیلئے نیو اسٹاف رکھنے میں لیٹ ھو رھے تھے۔۔۔۔

جسکی وجہ سے کام کا بوجھ حد سے زیادہ تھا۔۔۔

سردی کا موسم تھا۔۔۔۔دن چھوٹے ھونے کی وجہ سے وہ ذرا دیر سے گھر لوٹ رھے تھے ان دنوں۔۔۔۔

علی دوسرے دن ہی اسلام آباد چلا گیا۔۔۔

بزنز میٹنگز اور اسٹاف کی ھائیرنگ کیلئے۔۔۔۔

عضد کراچی میں ہی تھا۔۔۔مصروفیت کی وجہ سے عضد نے

گھر کے سودا سلف لانے کیلئے رتابہ کو ڈرائیور کیساتھ بازار بھیجا۔۔۔

فائی رنگ اور ٹارگٹ کلنگ ان دنوں عروج پر تھی۔۔۔۔

لیکن کچھ دن سے امن تھا کراچی میں۔۔۔

رتابہ نے جلدی سے خریداری کی واپسی میں حالات ایک دم سے پھر بگڑ گئے۔۔۔۔

حالات کی وجہ سے ٹریفک بھی حد سے زیادہ جام ھو گیا۔۔۔

دو سیاسی گروپوں کا آپس میں تصادم کی وجہ سے دنگا فساد جاری تھا۔۔

فائی رنگ کیساتھ ساتھ پتھراؤ بھی شروع ھو گیا۔۔۔۔

رتابہ لوگوں کی بھگدڑ کیوجہ سے روڈ کے دوسری طرف ڈرائیور تک نا پہنچ سکی۔۔۔

وہ لوگوں کی بھیڑ سے راستہ نکال رہی تھی کہ اچانک ایک پتھر کہیں سے آکر اسکے سر پر لگا۔۔۔

وہ چکرا کر سر پر ہاتھ رکھے وہیں بیٹھ گ ئی۔۔۔

کچھ پل اسکی آنکھوں کے آگے انھیرا چھا گیا۔۔۔

لوگوں کے دھکے بھی اسے کافی پڑے۔۔۔اور لوگوں کو بدحواسی اور اشتعال پسندی سے وہ بری طرح گھبرائی۔۔۔کہ ایسے حالات کا سامنا اس نے پہلی بار کیا تھا۔۔۔۔

بڑی مشکل سے وہ کھڑی ھونے کی کوشش کرنے لگی تو مدد کیلئے اپنے سامنے ہاتھ پھیلانے والے شخص کو سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔تو وہ ہکا بکا رہ گ ئی۔۔۔۔

وہ شخص کوئی اور نہیں بندیا کا شوہر بابو تھا۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ چکراتے سر کے ساتھ کھڑی ھوئی۔۔۔

جسے ڈھونڈا برسوں وہ آج کہاں آکر ملی۔۔۔ بابو کی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔۔۔ وہ اسے سامنے دیکھ کر خوشی سے پاگل ھوئے جارہا تھا۔۔۔۔

رتابہ نے خود کو دل ہی دل میں خدا کے سپرد کیا اور

بڑی مشکل سے بھیڑ کا فائدہ اٹھاتی وہ وہاں سے الٹے قدموں بھاگی۔۔۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے بابو کی نظروں سے اوجھل ھوگئی۔۔۔۔

وہ بازار کی پچھلی گلیوں کی طرف جا نکلی وہاں بھی اچھی خاصی ٹریفک تھی۔۔۔

بدحواسی میں وہ بابو کی پہنچ سے خود کو بچاتی سامنے سے آتی گاڑی سے جا ٹکرائی۔۔۔۔

عضد اور مایا حالات کا سنتے ہی فورا گھر پہنچے۔۔۔

لیکن رتابہ کے گھر نا پہنچنے پر عضد اچھا خاصا پریشان ھوگیا۔۔۔

وہاں ڈرائیور بھی اس بھیڑ میں رتابہ کو ڈھونڈنے لگا۔۔۔پر اسے وہ کہیں نظر نا آئی۔۔

ڈرائیور اپنا موبائل بھی گھر ہی بھول آیا تھا۔۔۔

عضد کا پریشانی سے برا حال تھا۔۔۔

دو گھنٹے ھونے کو تھے۔۔۔ایک ایک پل عضد پر قیامت کیطرح گزر رہا تھا۔۔۔

کہ نا جانے کہاں رہ گئے تھے دونوں۔۔۔۔

عضد کو رتابہ کیلی ئے اتنا پریشان ھوتا دیکھ کر مایا سے برداشت نہیں ھو رہا تھا۔۔۔

تم ویسے ہی پریشان ھو رھے ھو یار کسی جان پہچان والے کے گھر چلی گ ئی ھو گی۔۔۔۔

عضد بولا۔۔۔

اسکا کوئی جان پہچان والا نہیں۔۔۔

مایا اکڑ کر بولی۔۔۔

میرے بھولے بھالے دوست ن ئے جان پہچان والے بنانے میں دیر ہی کتنی لگتی ھے۔۔۔

یار میں پہلے ہی بہت پریشان ھوں مجھے مذید مت الجھاؤ اپنے الٹے سیدھے سوالوں میں۔۔۔۔۔

مایا نے کافی کوشش کی کہ عضد بہل جائے پر وہ اسکو ریلیکس کرنے میں ناکام ھو گ ئی۔۔۔۔

وہ گاڑی لیکر گھر سے نکلنے ہی لگا کہ باہر ڈور بیل بجی۔۔۔۔

عضد نے لپک کر دروازہ کھولا۔۔۔

سامنے ہی اسکی دشمنِ جاں رتابہ کھڑی تھی۔۔۔۔

اسے دیکھ کر عضد کی سانس میں سانس آیا۔۔۔۔

اسکی حالت کافی خراب لگ رہی تھی۔۔۔

کپڑے زمین پر رگڑے ھوئے تھے۔۔۔اسکے ہاتھ بھی ہلکے سے زخمی تھے۔۔۔۔

پاؤں میں ایک جوتا غائب تھا۔۔۔۔۔

یہ کیا حالت بنا رکھی ھے تم نے کیا ھوا ھے۔۔۔۔

گاڑی کا بونٹ لگنے سے اسکے پیٹ میں بھی درد تھا۔۔۔۔

خشک ھوتے حلق کے ساتھ اس نے پانی مانگا۔۔۔

رابی بھی آگ ئی اس نے بھاگ کر رتابہ کیلئے پانی لایا۔۔۔

ڈرائیور کہاں ھے۔۔۔اور تمھاری یہ حالت کیسے ھوئی؟؟۔۔۔اسکی حالت کے پیش نظر عضد کے ھوش اڑے ھوئے تھے۔۔۔۔اسکا شک اسے ماضی میں تین سال پیچھے لے گیا۔۔۔

اسی حالت میں وہ اسے ملی تھی۔۔۔فرق صرف اتنا تھا کہ اسوقت مٹی کی جگہ بارش کا کیچڑ تھا اسکے کپڑوں پر۔۔۔۔۔

مایا بھی اس سے سوال پوچھنے لگی۔۔۔۔

کہاں چلی گ ئی تھی تم۔۔۔۔کتنا پریشان تھے ھم۔۔۔اور یہ کیا پاگلوں والی حالت بنا رکھی ھے۔۔۔۔

رتابہ بلکل خاموش تھی اسے خود نہیں یقین آ رہا تھا کہ وہ کسطرح بابو سے بچ کر گھر سلامت پہنچی ھے۔۔۔۔

عضد نے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔۔کس کے ساتھ آئی ھو تم۔۔۔ڈرائیور کہاں ھے؟؟کچھ بتاؤ گی۔۔۔۔

وہ گھبرائی ھوئی تھی عضد کا چہرہ چپ چاپ دیکھنے لگی۔۔۔۔

عضد کو ہزاروں وسوسوں نے آ گھیرا۔۔۔۔اسکی خاموشی اور بدحواسی نے مذید عضد کو پریشان کر دیا۔۔۔۔

اتنے میں ڈرائیور بھی آ چکا تھا۔۔۔۔

عضد جلدی سے ڈرائیور کے پاس آیا۔۔۔

کہاں تھے تم۔۔۔اور فون کیوں نہیں اٹھا رھے تھے تممممم۔۔۔۔۔۔

عضد بہت غصے میں تھا۔۔۔۔

ڈرائیور نے رتابہ کو دیکھ کر شکر ادا کیا۔۔۔۔

صاحب جی اچانک سے حالات بہت زیادہ خراب ھو گئے۔۔۔فائرنگ۔۔۔مار پیٹ پتھراؤ جگہ جگہ گاڑیاں جلا کر ٹریفک روک دی تھی۔۔۔۔

لوگوں کا رش بھی بہت تھا۔۔۔بی بی جی کو میں نے بہت تلاش کیا مجھے نہیں ملی۔۔۔۔ابھی گھر پہنچا ھوں آپکے سامنے۔۔۔۔

مایا نے ایک بار پھر شک بھرے لہجے میں رتابہ سے پوچھا۔۔۔میڈم بتا بھی دو کہاں سے اپنے آپکو اجڑا چمن بنا کر آئی ھو۔۔۔

رابی کا شوہر جو چوکیدار تھا عضد کے پاس آیا۔۔۔

صاحب جی باہر کوئی آپکو بلا رھا ھے۔۔۔ کہہ رہا ھے اس نے بیگم جی کو گھر پہنچایا ھے۔۔۔۔۔۔

عضد باہر آیا۔۔۔۔

اس آدمی کی پیٹھ تھی عضد کیطرف۔۔۔۔آپ نے مجھے بلایا ھے۔۔۔

وہ جیسے ہی پلٹا تو عضد اور وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر حیران ھوئے۔۔۔

وہ بندہ کوئی اور نہیں شاہ جی تھا۔۔۔۔

عضد تم۔۔۔۔۔

وہ بولا۔۔

شاہ جی تم یہاں میرے گھر۔۔۔۔

دونوں نے سلام دعا کی۔۔۔۔

جازب کیساتھ ساتھ وہ عضد کا بھی دوست تھا لیکن اسکے غیر قانونی اصلحے کے کاروبار کی وجہ سے عضد شاہ جی سے دور ہی رہتا تھا۔۔۔

یار یہ جو لڑکی میں نے یہاں ڈراپ کی ھے تمھاری کیا لگتی ھے۔۔۔۔

بیوی ھے میری۔۔۔

اوہ اچھاااا۔۔۔

تمھیں کہاں ملی یہ؟؟عضد نے پوچھا۔۔۔

یار مارکیٹ کی بیک سائی ڈ پر میں ٹریفک سے جیسے ہی اندر ٹرن ھوا یہ لوگوں کی رش سے بھاگتی ھوئی میری گاڑی سے ٹکرا گ ئی۔۔۔۔

بڑی ہی مشکل سے منت سماجت کر کے اسے بٹھایا گاڑی میں۔۔۔ پھر ابھی یہاں اسکے بتانے پر لایا ھوں۔۔۔

عضد کا جو ڈر تھا وہ شاہ جی کی بات سن کر ھوا ھو گیا۔۔۔

وہ شاہ جی کو اندر لایا۔۔۔

رتابہ کو رابی کمرے میں لے جا چکی تھی۔۔۔

مایا کو کافی ناگوار گزرا کہ رتابہ کی سچائی اسکے سامنے اپنے آپ آئی۔۔۔اور وہ عضد کو بہکانے میں کامیاب نا ھو سکی۔۔۔۔۔

یار میں اسے یہاں چھوڑ کر واپس جا رہا تھا لیکن اسکا خوف دیکھ کر رک گیا۔۔۔کہ اللہ جانے کون ھے یہ اور اتنا ڈری ھوئی کیوں ھے۔۔۔۔۔

ابھی بھی تم سب کی باتوں کی آواز سن کر میں نے چوکیدار سے تمھیں بلوایا باہر۔۔۔کہ اسے میں نے ڈراپ کیا ھے۔۔۔۔۔

عضد نے سکھ کا سانس لیا تھا۔۔۔ہاں یار وہ کبھی باہر میرے علاوہ نکلی نہیں اوپر سے ایسے حالات۔۔۔کبھی face نہیں کی ئے اس نے اسلی ئے ڈر گ ئی۔۔۔۔۔

رابی کو آواز دیکر عضد نے چائے بنوائی۔۔۔۔

اور سناؤ جازب اور نمل کیسے ھیں۔۔۔۔؟؟؟

تم مل چکے ھو نمل سے۔۔۔۔

ادیب

شاہ جی نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔دو تین بار گھر گیا تھا میں ملاقات ھوئی تھی اس سے بھی۔۔۔۔۔

اوہ اچھا۔۔۔۔عضد نے جیسے ہی چائے کا سپ لیا تو اسے چائے پسند نہ آئی۔۔۔اس نے ٹیبل پر واپس رکھی۔۔۔۔

مایا شاہ جی کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی بہت اتنا جاذبِ نظر تھا وہ۔۔۔۔

شاہ جی کچھ دیر اور بیٹھا پھر اجازت چاہی۔۔۔

ایسے کیسے جاؤ گے تم۔۔۔

کھانا کھا کر جانا۔۔۔۔اور شہر کے حالات بھی ٹھیک نہیں۔۔۔۔۔

کھانا کھانے پھر کبھی آؤ نگا۔۔۔۔

اور شہر تو ھے اپنا ہر گلی ہر کوچہ میرا ھے۔۔۔

عضد مسکرایا۔۔۔

ہاں بھئی بادشاہ جو ٹھہرے تم اس شہر کے۔۔۔۔۔

شاہ جی ایک اچٹکتی سی نگاہ مایا پر ڈال کر چلا گیا۔۔۔۔

عضد نے خدا کا شکر ادا کیا۔۔۔۔

مایا سینے پر ہاتھ باندھے بولی۔۔۔۔

ایک بات تو بتاؤ۔۔۔۔

تمھارا تو بظاہر کوئی تعلق نہیں رتابہ سے۔۔۔اور تمھیں وہ بلکل پسند بھی نہیں۔۔۔۔

پھر اتنی لاتعلّقی میں بھی اسکے لی ئے اتنی پریشانی کیسی۔۔۔۔۔

سوال تو اسکا واقعی ٹھیک تھا۔۔۔۔لیکن عضد کے پاس کوئی جواب نا تھا۔۔۔۔

کیوں پریشان ھوا سکے لی ئے اتنا۔۔۔۔۔ تمھیں تو شکر ادا کرنا چاھی ئے تھا کہ جان چھوٹ جاتی تمھاری۔۔۔۔۔

عضد کچھ دیر بعد بولا۔۔۔۔۔

یار میں اس سے لاتعلق رہ کر بھی اپنا تعلق نہیں توڑ سکتا۔۔۔ھے تو وہ میرے ہی نکاح میں۔۔۔اگر میں اسے پیار نہیں دے سکا تو اسکو تحفظ فراہم کرنا میرا پہلا فرض ھے۔۔۔۔۔اور انسانیت نام کی بھی کچھ چیز ھوتی ھے۔۔۔۔۔

مایا اسے گھورتی ہی رہی۔۔۔۔

تحفظ دینا تمھارا فرض ھے لیکن۔۔۔۔ تمھارے چہرے کے تاثرات اسکے آنے سے پہلے ایسے تھے جیسے تمھاری جان پر بن آئی ھے۔۔۔۔۔۔اور اپنے سامنے اسے دیکھنے کے بعد تمھاری سانسیں بحال ھوئی ہیں۔۔۔۔۔

عضد اپنے دل کی چوری پکڑنے پر مایا کو دیکھتا رہ گیا۔۔۔

عضد ذرا ٹٹولنا خود کو اور دیکھنا تمھارے دل میں اسکی فکر اور محبت کا معیار بڑھ رہا ھے یا اسکی نفرت کا گھٹ رہا ھے۔۔۔۔۔

مایا اسے گہری سوچ میں ڈال کر چلی گ ئی۔۔۔۔۔

وہ واقعی اپنی کیفیت پر حیران تھا کہ کیوں اسکی جان پر بن آئی تھی۔۔۔ رتابہ کے نا ملنے پر۔۔۔ یہ اس سے بے اعتناہی کا کونسا روپ تھا جو میرے لی ئے اسقدر اذیت ناک تھا کہ ایک پل چین نہیں تھا مجھے۔۔۔ میرا بس نہیں چل رہا تھا کہ میں کسطرح اس تک یا وہ مجھ تک پہنچتی۔۔۔۔

کیا واقعی اسکی نفرت مانند پڑ رہی تھی میرے اندر۔۔۔ یا اسکی محبت میری انا کے ڈر سے میرے اندر چھپی بیٹھی ھے کہ اسے سامنے نا پا کر وہ میرے اندر سے چھلک کر باہر آئی۔۔۔ اور مایا نے بھانپ لی۔۔۔ کیا واقعی میں اسے چاھتا تھا۔۔۔۔؟؟ لیکن یہ کیسی چاہت ھے میری کہ اسے چاھ کر بھی چاہ نہیں پاتا میں۔۔۔۔۔

کیا میں دوہری شخصیت اپنا کر پھر رہا ھوں۔۔۔ ایک طرف شدید نفرت کا اظہار اور ایک طرف اپنے اندر پنپتی محبت سے انکار۔۔۔۔۔

وہ اپنے ان خیالوں کو جھٹلانے لگا۔۔۔۔۔

نہیں میرا معیار میری انا کیسے گر سکتی ھے رتابہ کے قدموں میں۔۔۔۔۔ کیا وہ وقت دور نہیں کہ میں بھی اور میرا دل بھی رتابہ کے قدموں میں ھو گا؟؟

وہ گھبرا کر کچن میں آیا اور غٹاغٹ پانی کی پوری بوتل پی گیا۔۔۔۔۔۔۔

پھر رتابہ کے کمرے میں آیا۔۔۔وہ کمبل میں لپٹی سو رہی تھی۔۔۔۔

رابی اسکے پاس ہی تھی۔۔۔

عضد کو دیکھ کر رابی نے اٹھنا چاہا پر اسکا ہاتھ رتابہ نے اپنے ہاتھ میں جکڑا ھوا تھا۔۔۔۔

عضد نے آھستہ سے رابی کا ہاتھ چھڑا کر اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔۔۔۔

جاؤ تم بھی آرام کرو۔۔۔۔

رابی بولی صاحب جی بی بی کو سر پر چوٹ لگی ھے۔۔۔ ہلکا سا خون جما ھوا تھا میں نے صاف کیا ھے آپ دیکھ لینا کہ زخم زیادہ گہرا تو نہیں۔۔۔۔۔

ھممم ٹھیک ھے۔۔۔

رابی چلی گ ئی۔۔۔۔

عضد اسکے پاس لیٹا۔۔۔

مایا کی باتیں اسکے کانوں میں گونج رہی تھیں۔۔۔۔

اپنے اندر کو ٹٹولو اور دیکھو کہ تمھارے دل میں اسکی محبت کا معیار بڑھ رہا ھے یا نفرت کا گھٹ رہا ھے۔۔۔۔۔

عضد اسکے معصوم سے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

یہ کیسا خوف تھا اسے کہ وہ خود کو اس سے دور نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔اور اسے کھو دینے کا ڈر کیوں اسے اسکے اتنے قریب آنے پر مجبور کر رہا تھا۔۔۔

عضد اسے دیکھتے دیکھتے۔۔۔دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔ نیند کا خمار اسکی آنکھوں سے چھلک رہا تھا لیکن وہ پلک جھپکنے سے بھی کترا رہا تھا کہ کہیں وہ پھر سے اسکی نگاھوں سے اوجھل نا ھو جائے۔۔۔۔۔

اسکا ایک ایک نقش عضد کی آنکھوں سے اسکے دل پر نقش ھوتا رہا اور وہ اسے اپنی آنکھوں میں قید کی ئے وہی اسکے پاس سو گیا۔۔۔

اسکا ایک ایک نقش عضد کی آنکھوں سے اسکے دل پر نقش ھوتا رہا اور وہ اسے اپنی آنکھوں میں قید کی ئے وہی اسکے پاس سو گیا۔۔۔۔۔۔

صبح عضد کی آنکھ ہی پہلے کھلی۔۔۔

خود کو اسکے پاس اسکے کمرے میں دیکھ کر پہلے وہ کچھ حیران ھوا پھر سب کچھ یاد آنے پر خود کو حیرت سے دیکھ کر اٹھ بیٹھا۔۔۔

رتابہ کا ہاتھ ابھی بھی اسکے ہاتھ میں تھا۔۔۔

اس نے بہت آرام سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور اپنے کمرے میں آیا تو آگے مایا اسکے کمرے میں پہلے موجود تھی۔۔۔۔

کہاں تھے تم۔۔۔۔

یہیں تھا کیوں؟؟؟

لیکن اپنے کمرے میں تو تم اب آئے ھو۔۔۔۔

ہاں تو۔۔۔

مطلب رات رتابہ کے ساتھ گزاری ھے تم نے۔۔۔۔

عضد اسے دیکھ کر بولا۔۔۔

تمھارا کوئی حق نہیں بنتا یہ سوال کرنے کا۔۔۔۔۔۔

دوست ھونے کے ناطے حق بنتا ھے میرا۔۔۔۔۔

یار صبح صبح موڈ آف مت کرو میرا۔۔۔دوست ھو تو دوست بن کر رھو بیوی بننے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔

ضرورت تو تمھیں تمھاری اپنی بیوی کی بھی نہیں تھی۔۔۔ پھر آج اسکے ساتھ کی ضرورت کیسے پیش آگ ئی تمھیں۔۔۔۔۔

یار پلیز مجھے اس متعلق کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔۔

مایا طنز سے مسکرائی۔۔۔

ہاں مرد ھونا اپنی خواہش کے پیش نظر تعلق بھی جوڑ لیتے ھو اور اپنی سہولت دیکھتے ھوئے باتوں سے کنارا بھی کر لیتے ھو۔۔۔۔۔

مطلب کیا ھے تمھارا؟؟

میرا مطلب تو کچھ نہیں البتہ تم نے اپنا مطلب پورا کر لیا کافی ھے یہ۔۔۔۔۔

عضد کو اسکی بات کا منطق سمجھ نا آیا۔۔۔ تو ٹاول اٹھا کر واش روم چلا گیا۔۔۔۔

جاؤ آفس کی تیاری کرو کل تم نے جانا ھے اسلام آباد۔۔

رتابہ کی آنکھ کھلی تو اسے اپنے بستر سے عضد کے پرفیوم کی خوشبو آئی۔۔۔۔۔

وہ جلدی سے اٹھ کر باہر آئی۔۔۔۔ عضد اور مایا آفس جا رھے تھے۔۔۔۔

وہ کچن کی کھڑکی کے پاس سے جاتے ھوئے عضد کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

عضد نے گاڑی میں بیٹھتے ھوئے اسے دیکھا تو واپس اندر آیا۔۔۔

کیسی طبیعت ھے اب۔۔۔۔

سر میں جہاں چوٹ لگی درد تو نہیں ھو رہا نا۔۔۔۔۔

رتابہ جواب کیا دیتی حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔۔۔کہ آج وہ اتنا مہربان تھا پھر۔۔۔۔۔

مجھے دیکھتی رہنا گھر واپس آیا تو۔۔۔ابھی جو پوچھا جواب دو۔۔۔۔۔

وہ دل ہی دل میں بولی۔۔۔

تم جو اتنے پیار سے پوچھو حال۔۔۔تو حال سے بے حال ھونا اچھا ھے۔۔۔۔۔

عضد نے چٹکی بجائی۔۔۔۔۔

اس نے سر جھٹک کر جواب دیا میں بلکل ٹھیک ھوں۔۔۔

او کے گڈ۔۔۔میں چلا۔۔۔

رتابہ نے اسے رب کے حوالے کیا۔۔۔۔۔۔

پھر رابی سے پوچھا۔۔۔

تم چلی گ ئی تھی رات کو میرے کمرے سے۔۔۔۔

جی بی بی جی۔۔۔صاحب نے بھیج دیا تھا کہ وہ ھونگے آپ کیسا تھ۔۔۔۔۔

رتابہ واپس اوپر اپنے کمرے میں گ ئی۔۔۔۔

اور کمبل کو ہاتھ میں لی ئے عضد کی خوشبو کو محسوس کرنے لگی۔۔۔۔۔۔

کاش تم میرے پاس ھوتے اپنے نام کیطرح۔۔۔۔۔۔

جازب نرگس کے پاس بیٹھا ھوا باتوں میں مصروف تھا۔۔۔

زیان کھیل رہا تھا۔۔۔

کہ اچانک وہ سیڑھیوں سے سیدھا نیچے آ گرا۔۔۔۔

جازب اور نرگس بھاگے اسکے پیچھے۔۔۔ جازب نے جلدی سے اسے گود میں لیا۔۔۔اس نے روتے ھوئے اپنا سانس روک لیا۔۔۔

نمل بھی کچن سے بھاگتی ھوئی باہر آئی۔۔۔۔

زیان کو ھسپتال لے کر گ ئے تو اسکا بازو دو جگہ سے فریکچر ھو چکا تھا۔۔۔

نمل اور جازب بہت پریشان تھے۔۔۔ نمل کا تو رو رو کر برا حال تھا۔۔۔اک تو زیان کی چوٹ پر دوسرا یہ کہ رتابہ کو معلوم ھوا تو اسکا کیا رد عمل ھو گا۔۔۔۔

کیا جواب دیگی وہ کہ اسکے ایک بچے کو نہیں سنبھال سکے وہ۔۔۔۔

نرگس نے اسے تسلی دی کہ رتابہ ایسی نہیں ھے۔۔۔بچہ انکی دیکھ بھال میں ھے۔۔۔ھو جاتے ھیں اکثر ایسے حادثے اپنے والدین سے بھی۔۔۔

امی اپنا بچہ ھو تو صرف دل دکھتا ھے کسی کے آگے جوابدہ نہیں ھونا پڑتا۔۔۔اپنی غلطی پر بھی پردہ پڑ جاتا ھے کہ بچہ اپنا ھے۔۔۔۔۔

لیکن امی کسی اور کی اولاد کو ھنسانے والے کا نام ھوتا ھے اگر ذرا سی بھی غلطی ھو جائے تو نام بدنام بھی جلدی ھوتا ھے۔۔۔۔۔۔

ارے میری جان۔۔۔کسی اور کی اولاد کیوں کہہ رہی ھو رتابہ میرے لیئے بلکل تم جیسی ھے۔۔۔۔۔وہ کیوں سوچے گی ایسا۔۔۔اسے معلوم ھے ھم سب کی جان ھے زیان میں۔۔۔ اور ویسے بھی جنم دینے والے سے زیادہ حق پالنے والے کا ھوتا ھے۔۔۔اور تم نے کوئی غلطی نہیں کی۔۔بچے اسی طرح بڑے ھوتے ھیں۔۔۔کھیلتے ھیں گرتے ھیں پھر سنبھلتے ھیں۔۔۔۔تم خوامخواہ ہلکان ھو رہی ھو۔۔۔۔

زیان کو پلاسٹر لگوا کر وہ گھر آ رھے تھے۔۔۔

اسکی ننھی پلکوں پر آنسو ستاروں کی طرح چمک رھے تھے۔۔۔۔

نمل نے سو بار اسے چوما۔۔۔۔

جازب کو اسکا یہ والہانہ پیار دیکھ کر بہت شدت سے اپنے ادھورے پن کا احساس ھوا۔۔کہ اسکے ساتھ ساتھ نمل بھی ادھوری عورت بن چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ کا دل بہت اداس تھا کسی کام میں اسکا دل نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

اس نے نمل کو کال ملائی۔۔۔۔

کال کسی نے نا اٹھائی۔۔۔۔

بے چینی سے وہ بار بار کال کرتی۔۔۔۔

پر کوئی جواب موصول نہیں ھو رہا تھا۔۔۔۔

رابی اسکی بے چینی دیکھ کر بولے بنا نا رہ سکی۔۔۔

بی بی جی کیا ھوا ھے آپکو میں کب سے دیکھ رہی ھوں آپ پریشان سی لگ رہی ھیں۔۔۔۔

پتہ نہیں رابی کیوں عجیب سی طبیعت ھو رہی ھے جیسے کچھ ھوا ھے یا کچھ ھونے والا ھے۔۔۔۔۔

بی بی جی اللہ خیر کرے آپ اچھا سوچیں اور دعا کریں اللہ سب بہتر کرنیوالا ھے۔۔۔۔

رتابہ نے پھر کال ملائی تو جازب نے فون اٹھایا۔۔۔۔

رتابہ نے ناسلام کیا نا حال پوچھا۔۔۔ فورا اپنے بچے کا پوچھا۔۔۔ زیان کیسا ھے؟؟

جازب کو کافی حیرت ھوئی کہ آج اس نے سب کو چھوڑ کر زیان کا پہلے پوچھا۔۔۔

ماں تھی اپنے بچے کی تڑپ اس تک پہنچ چکی تھی۔۔۔

جازب نے فون نرگس کو دے دیا۔۔۔۔

نرگس نے اسے فی الحال کچھ نا بتایا۔۔۔

لیکن رتابہ ہر دوسری بات کے جواب میں زیان کا پوچھتی۔۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ خود ہی رو پڑی۔۔۔۔ امی مجھے زیان سے ملنا ھے بہت یاد آرہا ھے وہ۔۔۔۔

امی پلیز آپ اسے ایک دو دن کیلئے یہاں لے آئیں۔۔۔ میں اسے دیکھنا چاھتی ھوں اپنی گود میں لینا چاھتی ھوں۔۔۔۔

اسکی ممتا کی تڑپ نرگس سمجھ سکتی تھی۔۔۔۔

کراچی کے حالات کچھ بہتر ھونے دو میں کچھ دن بعد لے آؤنگی۔۔۔ تم پریشان نا ھو وہ بلکل ٹھیک ھے۔۔۔

لیکن امی مجھے کیوں لگ رہا ھے وہ ٹھیک نہیں ھے۔۔۔۔ مجھے ایسے لگ رہا ھے وہ مجھے بلا رہا ھے رو رو کر۔۔۔۔۔۔

نرگس نے بڑی مشکل سے اسے بہلایا۔۔۔

کہ ایسا کچھ نہیں۔۔۔۔۔

اس نے اللہ حافظ کہہ کر فون تو رکھ دیا پر اداسی اسکی روح سے ایک پل نا جدا ھوئی۔۔۔۔۔

بابو گلی گلی کوچہ کوچہ اسے ڈھونڈنے لگا۔۔۔

اسے کراچی میں ہی زندہ سلامت اپنے سامنے دیکھ کر وہ بہت بے قرار ھو گیا تھا۔۔۔۔

اپنے آپکو اسکے مل کر دوبارہ کھو جانے پر وہ لعنت ملامت کرتا رہا۔۔۔۔

آئے دن وہ کسی نا کسی بازار میں صبح سے شام تک گھومتا رہتا کہ اسے وہ دوبارہ مل جائے۔۔۔۔

اب کی بار تو اپنی جان دیکر بھی وہ اسے حاصل کرنے پر تلا ھوا تھا۔۔۔۔۔۔

ایسے میں اسکی ملاقات بندیا سے ھو گئی۔۔۔۔

بندیا نے حقارت سے اسے دیکھ کر نظر انداز کیا۔۔۔۔

اسے بھی اب بندیا کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔

لیکن اس نے بخشی کا ضرور پوچھا کہ وہ اسے ملی یا نہیں۔۔۔۔

بندیا نے انکار کیا۔۔۔کہ نہیں ملی۔۔۔اگر ملی بھی تو وہ اسکو سزا پہلے خود دیگی۔۔۔وہ میری مجرم ھے پہلے۔۔۔بعد میں کسی اور کی۔۔۔۔

بابو اور بندیا دونوں کا مشن اب ایک ہی تھا۔۔۔۔

بختی کی تلاش۔۔۔۔

دونوں نے طے کر لیا کہ وہ دونوں میں سے جسے ملی وہ ایک دوسرے کو خبر کر دیں گے۔۔۔

لیکن یہ وعدہ بندیا نے جھوٹا کیا تھا کیونکہ سزاوار تو بابو بھی تھا اسکا۔۔۔اس نے سوچ لیا تھا کہ بختی کے ملنے پر وہ اسے بھی پل پل لمحہ لمحہ تڑپائے گی۔۔جیسے اس نے بندیا کو تڑپایا تھا۔۔۔۔

مایا اور علی دونوں اسلام آباد میں تھے۔۔۔

عضد یہاں اکیلا تھا۔۔۔

حالات کراچی کے کچھ بہتر ھوئے تھے۔۔۔لیکن مکمل نارمل نہیں تھے۔۔۔

حالات مکمل نارمل ھونے تک عضد نے ان دونوں کو کراچی نا آنے دیا اور سب کچھ خود ھینڈل کرنے لگا۔۔۔۔

سردیوں کا موسم تھا لائٹ بہت زیادہ جانے لگ گئی تھی۔۔۔

رابی اپنی فیملی کے ساتھ کسی کے گھر شادی میں تھی۔۔۔۔

لائٹ نا ھونے کی وجہ سے کافی انھیرا تھا گھر میں۔۔۔

چوکیدار بھی نہیں تھا کہ وہ جنریٹر آن کروالیتی۔۔۔

اس نے عضد کے آفس فون کیا۔۔۔

مصروفیت کی وجہ سے وہ بات نا کر سکا۔۔۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ رتابہ کا ڈر اور خوف بھی بڑھنے لگا۔۔۔۔

اندھیرے سے گھبرا کر وہ باہر لان کی طرف آنے لگی تو گلدان سے ٹکرائی۔۔۔

گلدان فرش پر گر کر ریزہ ریزہ ھو گیا۔۔۔

وہ احتیاط سے پیچھے ھوئی تو لائٹ بھی آگئی۔۔۔

پورا گھر لائٹ آنے سے روشن ھو گیا۔۔۔۔

اس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور جلدی سے گلدان کے ٹکڑے اٹھانے لگی۔۔۔۔

عضد گھر واپس آرہا تھا۔۔۔اسے معلوم تھا کہ رتابہ گھر میں اکیلی رات کو ڈرتی ھے اور آج تو رابی کی پوری فیملی نہیں تھی۔۔۔۔۔

گھر سے کچھ فاصلے پر اسکی گاڑی خراب ھوگئی۔۔۔۔

اس نے گاڑی ڈرائیور کے حوالے کی اور خود پیدل گھر آنے لگا۔۔۔۔

گیٹ کا لاک کھول کر وہ اندر آیا

اور آرام سے ہال میں داخل ھوا۔۔۔

رتابہ کو معلوم تھا کہ عضد نے گاڑی میں آنا تھا لیکن گاڑی تو نہیں آئی تھی۔۔۔

یہ کون تھا پھر جو لاک کھول کر دھڑلے سے اندر آگیا تھا۔۔۔۔

عضد کے اندر آتے ہی رتابہ صوفے کے پیچھے جا چھپی۔۔۔

عضد نے اندر آکر رتابہ کو آواز لگائی۔۔۔رتابہ۔۔۔رتابہ۔۔۔

اس نے عضد کی آواز سن کر صوفے کی اوٹ سے جھانکا۔۔۔

وہ اسے دیکھ چکا تھا یہاں کیا کر رہی ھو۔۔۔

وہ اسکے پاس آیا۔۔۔

سردی میں بھی وہ پسینے سے شرابور تھی۔۔

کیا ھوا ھے تمھیں۔۔۔

خوف سے رکے ھوئے آنسو وہ مذید روکنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

اتنا ڈری ھوئی کیوں ھو۔۔۔ عضد نے اسکے برف کی طرح ٹھنڈے ہاتھ ہاتھوں میں لی ئے۔۔۔۔۔۔۔

آپ۔۔۔۔ گاڑی۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔۔

میرے بغیر گاڑی کے خاموشی سے آنے پر ڈری ھو۔۔۔۔

اس نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے صوفے کے پیچھے سے آگے لایا۔۔۔۔ تم اتنا ڈرتی کیوں ھو۔۔۔۔ یار اپنا گھر ھے تمھارا۔۔۔۔

اور تمھارا یہ ڈرنا سہم جانا میری سمجھ سے باہر ھے۔۔۔۔۔۔

ابھی عضد بات کر ہی رہا تھا کہ وہ درد سے آہ کرتی فرش پر جا بیٹھی۔۔۔۔

گلدان کی ایک آدھی کرچی رہ گ ئی تھی۔۔۔۔ جو رتابہ کے پیر میں جا لگی۔۔۔۔۔

عضد نے اسے دیکھا۔۔۔

اوہ یہ کیسے لگا تمھیں۔۔۔۔۔

لائ ٹ نہیں تھی اندھیرے میں گلدان سے ٹکرا گ ئی تھی اسی کا کانچ لگا ھے۔۔۔۔۔

افففففف عضد نے اسکے پیر سے کانچ کا ٹکڑا کھینچا تو کچھ حصہ پاؤں کے اندر ہی ٹوٹ کر رہ گیا۔۔۔

خون بھی بہہ رہا تھا۔۔

عضد کو اسے ھسپتال لے جانا پڑا۔۔۔

عضد نے گھر میں کھڑی گاڑی اسٹارٹ کی پھر اسے ھسپتال لے گیا۔۔۔

وہاں ڈاکٹر کو اسکے پاؤں کو کٹ لگا کر کانچ نکالنا تھا۔۔۔

ویسے تو بڑے بڑے درد۔۔بڑے بڑے زخم وہ سہہ لیتی تھی۔۔ لیکن آج عضد کی موجودگی اور اسکی ذرا سی توجہ پا کر اسمیں نا جانے درد سہنے کی نزاکت کہاں سے آگ ئی تھی۔۔۔

وہ پاؤں کو ہاتھ نہیں لگانے دے رہی تھی۔۔۔کانچ کی چبھن بھی بہت تھی۔۔۔

نرس نے اسکی نانا سے تنگ آکر عضد سے کہا۔۔۔

سر آپ انکے پیچھے بیٹھیں اور انکو پکڑیں۔۔ایسے تو ھم کچھ نہیں کر سکتے۔۔اور یہ زیادہ ہلی جلی تو کٹ مذید گہرا لگ جائی یگا۔۔۔۔

وہ عضد کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔۔۔ نننننن نہیں ایسے ہی ٹھیک ھے۔۔۔۔۔ نا پلیز۔۔۔

عضد نے اسے انگلی سے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔۔۔

پھر اسکے پیچھے بیٹھ کر اسے اپنی بانہوں کے گھیرے میں لیا۔۔۔رتابہ کی پشت عضد کے سینے کے ساتھ لگی ھوئی تھی۔۔۔۔۔

ڈاکٹر نے سن کرنے کے انجیکشن لگائے تو تکلیف سے اس نے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں۔۔۔۔۔

اسکی تکلیف اسکا رونا عضد سے بھی برداشت نہیں ھو رہا تھا۔۔۔

باڈی بلڈر تھا وہ اس نے بڑی مضبوطی سے اسے قابو میں کیا ھوا تھا۔۔۔رتابہ اسکی گرفت میں ذرا سی بھی ناہل سکی۔۔۔۔

اسے تین ٹانکے بھی لگانے پڑے۔۔۔۔

وہ بہت بری طرح سے رو رہی تھی۔۔۔

عضد بہت درد ھو رہا ھے مجھے پلیز ان کو روکو۔۔۔۔

عضد نے ٹانکے لگاتے ھوئے اسکا سر اپنے سینے سے لگایا کہ وہ نا دیکھے۔۔۔کیونکہ وہ اپنا پاؤں دیکھ دیکھ کر مزید رو رہی تھی۔۔۔۔

ڈاکٹر نے ٹانکے لگا کر اینڈ میں اسے نیند کا انجیکشن دے دیا۔۔۔۔۔

وہ کچھ دیر میں نیند سے جھولتی ھوئی عضد کو دیکھ کر بولی۔۔۔۔

بہت۔۔۔۔بہت۔۔۔بہت ظالم ھو تم۔۔۔۔۔۔

پھر اس پر نیند کا نشہ طاری ھونے لگا تو اسکی سیاہ آنکھیں درد اور آنسو سے دہک رہی تھیں۔۔۔۔

عضد کو ایسے لگا جیسے اسکے دو نین نہیں جام کے پیالے تھے۔۔۔جو اپنا نشہ عضد کی رگ رگ میں اتار رھے تھے۔۔۔۔۔

نیند سے اسکی آنکھیں بند ھونے لگیں۔۔۔۔اسکے لبوں پر پھر وہی جملا تھا۔۔۔۔

بہت ظالم ھو تم۔۔۔۔۔۔

عضد کے چہرے سے اسکا چہرہ بہت قریب تھا۔۔۔۔

عضد نے بہت نرمی سے اسکے چہرے پر بکھری لٹیں ہٹائی یں۔۔۔۔

پھر اسکے آنسو صاف کرتے ھوئے اسکے ھونٹوں کو دیکھنے لگا جن سے نیند میں سسکیاں ابھر رہی تھیں۔۔۔۔

وہ اسکے سینے سے لگی ھوئی تھی۔۔۔عضد کی بے چینی بڑھنے لگی۔۔۔۔

اسکا دل چاہا وہ چوم لے اسکے معصوم سے چہرے کو اور ایک ایک نقش کو۔۔۔۔۔۔

لیکن اسے معلوم تھا اگر اس نے ایسا کیا تو وہ پھر خود کو روک نہیں پائے گا۔۔۔۔

اور رتابہ کی مدہوشی کا وہ اسطرح فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا۔۔۔

اس پر عضد کو اسوقت ٹوٹ کر پیار آ رہا تھا۔۔۔ لیکن اسکے تمام جذبات پر جلد ہی اسکی انا حاوی ھو جاتی تھی۔۔۔

ھمیشہ کیطرح اس نے اپنے دل کی بدلتی کیفیت پر قابو پا لیا تھا۔۔۔

گھر آیا تو آگے رابی لوگ آ چکے تھے۔۔۔

رتابہ نیند میں تھی۔۔۔

عضد اسے اٹھا کر کمرے میں لایا۔۔۔

رابی پریشان تھی کہ اچانک کیا ھو گیا رتابہ کو چوٹ کیسے لگی۔۔۔

عضد نے اسے بیڈ پر لٹایا تو عضد کی شرٹ نیند میں بھی اس نے بچوں کیطرح اپنی مٹھی میں پکڑی ھوئی تھی۔۔۔

عضد نے آرام سے شرٹ چھڑائی۔۔۔اور باہر آ کر رابی سے کھانے کا کہا تو اس نے جلدی سے کھانا لگایا۔۔

صاحب جی کیا ھوا بی بی جی کو کیسے لگی چوٹ۔۔۔

گلدان ٹوٹا تھا اسکا کانچ پاؤں میں لگا۔۔۔ ٹانکے لگے ھیں تین۔۔۔

اوہ۔۔۔اچھا صاحب جی انکا کھانا کمرے میں لے جاؤں۔۔۔

نہیں وہ سو رہی ھے صبح دے دینا نشتہ جلدی۔۔۔۔

عضد کھانا کھا کر اپنے روم میں جاتے جاتے رکا۔۔۔

اور رتابہ کے کمرے میں واپس آیا۔۔۔۔

ایک عجیب سی کشش تھی جو رتابہ کی طرف اسے مسلسل کھینچ رہی تھی۔۔۔۔

وہ خود کو روکنے کے باوجود نا روک پایا۔۔۔اور اسکے پاس ہی لیٹا تو تھکاوٹ سے جلد سو گیا۔۔۔۔۔

رابی مسلسل رتابہ کا خیال رکھے ھوئے تھی۔۔۔

لیکن وہ اسے سہارا دیکر نیچے نہیں لا سکتی تھی کیونکہ رابی امید سے تھی۔۔۔اور پانچ سال بعد اسے ماں بننے کی خوشی نصیب ھوئی تھی۔۔۔

دو بیٹے اسکے پہلے سے تھے ایک اس نے اپنی نند کو دے دیا تھا۔۔۔

اور ایک سات سال کا بیٹا اسکے پاس ہی تھا۔۔۔۔

عضد پھر دو تین دن اس سے غافل رہا۔۔۔

کیونکہ اسے دیکھتے ہی عضد کو اب غصہ نہیں آتا تھا۔۔۔۔اسکا دل رتابہ کی طرف اسکے قدموں سے پہلے دوڑا چلا آتا تھا۔۔ لیکن وہ دل کی بات ان سنی کر کے دماغ سے کام لیتا تھا۔۔۔۔

اور اکے دماغ میں اسکی انا سے بڑھ کر کچھ نا تھا۔۔۔۔

دو تین دن وہ اسکے سامنے ہی نہیں آیا۔۔۔

لیکن آج اسکے ٹانکے چیک کروانے تھے۔۔۔

عضد آفس سے جلدی گھر آیا۔۔۔

اور آتے ساتھ رابی سے کہا رتابہ سے کہو ھوسپٹل جانا ھے۔۔۔

اور مجھے ایک کپ چائے بنادو۔۔۔۔۔

جی صاحب جی۔۔۔رابی چائے چولہے پر چڑھا کر رتابہ کے کمرے میں گ ئی۔۔۔

بی بی جی صاحب کہہ رھے ھیں ھسپتال جانا ھے۔۔۔۔

رتابہ کو پہلے دن والا درد یاد آیا۔۔۔ نہیں جانا میں ٹھیک ھوں صاحب جی کہہ دو۔۔۔۔

بی بی جی وہ مجھے بھی ڈانٹیں گے۔۔۔۔۔

تم کہہ دو نا بس میں ٹھیک ھوں۔۔۔۔

رابی نے عضد کو چائے دی۔۔۔

ھو گ ئی رتابہ ریڈی۔۔۔۔

نہیں صاحب جی وہ کہہ رہی ھیں میں ٹھیک ھوں۔۔۔۔

وہ چائے کا کپ لی ئے اسکے کمرے میں آیا۔۔۔۔

وہ اپنے گیلے بالوں میں کنگھا کر رہی تھی۔۔۔۔

ھو سپٹل کیوں نہیں جا رہی تم۔۔۔۔

میرا ٹھیک ھے نا پاؤں۔۔۔۔اب۔۔۔۔

یار ٹانکے لگے ھیں تمھیں۔۔۔چیک کروانے ھیں کھلوانے ھیں۔۔۔۔

تمھارا کیا خیال ھے اسی طرح بیٹھی رھو گی تم۔۔۔۔

اور میں تمھیں گود میں اٹھائے ادھر سے ادھر لی ئے پھرتا رھونگا۔۔۔۔۔ میرا اور کوئی کام نہیں ۔۔۔۔۔

آپ اپنا کام کریں مجھے رہنے دیں ایسے ہی۔۔۔۔

یار عجیب لڑکی ھو تم۔۔۔ پاؤں خراب ھو گیا تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔۔۔۔ عضد نے اسے ڈرایا ایسا نا ھو تمھارا پورا پاؤں کاٹنا پڑ جائے۔۔۔

جی نہیں ایسے نہیں ھوتا۔۔۔کانچ ہی تو تھا۔۔۔

تم نے بحث کرنی ھے یا چلنا ھے ساتھ میرے۔۔۔

اس نے منہ بسورتے ھوئے اپنے لمبے بالوں کا جوڑا بنایا۔۔۔

پھر بیڈ کا سہارا لیکر کھڑی ھوئی۔۔۔۔

عضد کو چائے اچھی نا لگی اس نے دوسپ لیکر کپ ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ دیا۔۔۔

عضد اسے اٹھانے آگے آیا۔۔۔

رکیں میں چادر اوڑھ لوں۔۔۔۔

کہاں رکھی ھے چادر میں دے دیتا ھوں۔۔۔۔

وہ کبھی بھی چادر کے بغیر باہر نہیں جاتی تھی حالانکہ عضد کیطرف سے اس پر کوئی سختی نہیں تھی پردے کو لیکر۔۔۔۔

عضد نے اسے چادر الماری سے نکال کر ہاتھ میں دی۔۔۔

اس نے چادر اوڑھ لی۔۔۔

عضد نے اسے گود میں اٹھایا تو اسکا دل زور سے دھڑکا۔۔۔وہ اپن آپ چھپانے کی کوشش میں رتابہ کو سنانے لگا۔۔۔

یار کیا مصیبت میرے پلے پڑی ھو تم۔۔۔ کبھی کیا کر بیٹھتی ھو اور کبھی کیا۔۔ پریشانی میرے لیئے بن جاتی ھے ساری۔۔۔

وہ اسکے چہرے سے بہت قریب تھی۔۔۔

تو نا لیکر جائیں۔۔۔ کہا تو ھے ٹھیک ھو جاؤ نگی۔۔۔

ہاں تمھارے کہنے سے تو سبھی ٹھیک ھوتا ھے نا۔۔۔

وہ اپنے دل کو رتابہ کیلیئے موسم کیطرح بدلتے دیکھ رہا تھا۔۔ لیکن وہ اپنی کیفیت خود پر بھی ظاہر ھونے سے ڈر رہا تھا۔۔۔

ھوسپٹل جا کر معلوم ھوا میڈم جی نے پاؤں پر زور دیکر ایک ٹانکا خراب کر لیا ھے اور دو دن سے ایک ہی بینڈیج ھوئی پڑی تھی وہ بھی اسکے نہانے سے گیلی تھی جس سے زخم بھی خراب ھو گیا۔۔۔

مذید کچھ دن لگیں گے زخم ٹھیک ھونے میں۔۔۔

آج پھر وہ خوب روئی درد ھونے پر۔۔۔

عضد نے اسے اچھا خاصا جھاڑا جس سے اسکے درد میں مذید اضافہ ھوا۔۔۔

وہ جاتے ھوئے اسے اٹھا کر بولا۔۔۔

تم چاہتی ہی نہیں ھو کہ میں سکون سے رھوں۔۔۔ میری توجہ حاصل کرنے کا بہت ہی برا طریقہ ھے یہ تمھارا۔۔۔۔

مجھے آپکی توجہ یا آپکو حاصل کرنے کیلیۓ یہ بھونڈے طریقے اپنانے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

اچھاااا تو پھر اس سب کو کیا کہوں میں۔۔۔۔

میری بد بختی۔۔۔۔۔

اسے گاڑی میں بٹھا کر بولا۔۔ یعنی مجھ سے شادی کر کے تمھارے بخت پھوٹ گ ۓ ھیں۔۔۔۔۔۔

میں نے ایسا تو نہیں کہا۔۔۔۔

ھممم مطلب تو یہی تھا تمھارا۔۔۔

رتابہ نے خاموشی میں ہی عافیت سمجھی۔۔۔۔۔

باقی کا سفر دونوں نے خاموشی سے کاٹا۔۔۔۔۔

عضد نے گھر آ کر جب اسے بیڈ پر لٹانے لگا تو عضد کے چہرے کے بدلتے تاثرات اس نے بھی محسوس کی ۓ۔۔۔۔

تھوڑا گھبرا گ ئی وہ۔۔۔۔

عضد نے کمرے کے پردے لگائے پھر ایک دم اسکے پاس گرتے ھوئے لیٹا۔۔۔

وہ اچھل کر تھوڑا پیچھے ھوئی۔۔۔۔

یہ۔۔۔۔ ککککک کیا کر رھے ھیں آپ۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد کو اسکے گھبرانے پر ھنسی آگ ئی۔۔۔۔

وہ اسکے بہت قریب ھوا۔۔۔۔

اب وہ پیچھے ہٹتی تو سیدھا بیڈ سے نیچے گرتی۔۔۔۔

میں نے کیا کرنا ھے پیار کے علاوہ۔۔۔

ککککک کیا مطلب اس نے حیرت سے آنکھیں پھیلائی یں۔۔۔۔۔

مطلب صاف ھے رتابہ جی کہ آج تم پر بہتتتتت (بہت لفظ کو وہ اچھا خاصا کھینچ کر بولا) زیادہ پیار آرہا ھے۔۔۔۔۔۔

رتابہ تو اسکی بات سن کر بیہوش ھونے کو تھی۔۔۔۔

لللیکیننن لیکن کیوں۔۔۔۔اس نے جلدی سے بیڈ سے اترنا چاہا۔۔۔۔

عضد نے ھنستے ھوئے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔۔

وہ عضد کے اس انداز پر اچھی خاصی گھبرا گ ئی۔۔۔۔

اسکے چہرے کا رنگ اڑتا دیکھ کر عضد مسکرا کر بولا۔۔۔

کیا تمہی مجھے پریشان یا حیران کر سکتی ھو میں نہیں کر سکتا۔۔۔۔

وہ کچھ نا سمجھتے ھوئے عضد کو دیکھنے لگی۔۔۔

یار تم سچ سمجھ گ ئی۔۔۔ میں تو مذاق کر رہا تھا۔۔۔

کونسا مذاق۔۔۔رتابہ کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔

یہی کہ مجھے پیار آ سکتا ھے وہ بھی تم پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد صاحب میری حیثیت اور اوقات کے مطابق آپکو مجھ پر صرف غصہ یا ترس آ سکتا ھے پیار آنے کی خوش فہمی میں نہیں پال سکتی۔۔۔۔۔۔

وہ اسکی آنکھوں میں جھانک کر بولا۔۔۔

پالنا بھی مت۔۔۔ایسی خوش فہمی کیونکہ خوش فہمی ھمیشہ غلط فہمی میں بدل جاتی ھے۔۔۔۔۔

اور میں نے پھر کبھی ایسا مذاق کیا تو اسطرح سچ سمجھ کر گھبرا مت جانا۔۔۔

اپنی اتنی تذلیل پر وہ خاموش ہی رہی اسے معلوم تھا کہ اب اگر وہ بولی تو جواب میں عضد کا ہاتھ اٹھے گا۔۔۔۔

اتنا کہہ کر وہ رکا نہیں کمرے سے چلا گیا۔۔۔۔۔

پاؤں رتابہ کا ٹھیک ھو چکا تھا۔۔۔۔۔

رابی رتابہ سے ہر بات شئیر کرتی تھی۔۔۔

رابی کو شاعری بہت پسند تھی پر وہ پڑھ نہیں سکتی تھی۔۔۔۔

بی بی جی آپکو شاعری پسند ھے۔۔۔۔

ہاں بہت۔۔۔۔

آپ لکھتی ھیں ڈائری میں۔۔۔۔

نہیں لکھتی تو نہیں ھوں۔۔۔۔

نمل کی ڈائری سے کچھ پڑھ لیتی تھی تو یاد رہ جاتی ھیں کچھ اور کچھ بھول جاتی ھیں۔۔۔۔۔

بی بی جی۔۔اگر کوئی غزل یاد ھے تو مجھے سنائیں گی آپ۔۔

رتابہ مسکرائی۔۔۔۔ تمھیں بھی پسند ھے شاعری۔۔۔

جی بی بی رات کو روز ریڈیو پہ شاعری والا پروگرام سن کر سوتی ھوں۔۔۔۔

آپ بھی سنادیں نا کچھ آپکی تو آواز بھی بہت پیاری ھے۔۔۔۔

رتابہ سوچنے لگی۔۔کہ کونسی غزل ھو۔۔۔۔

عضد اٹھ چکا تھا ناشتے کیلیۓ نیچے آنے لگا تو رتابہ کی آواز سنکر رک گیا۔۔۔۔

تڑپ اٹھوں بھی تو ظالم تری دہائی نہ دوں

میں زخم زخم ہوں پھر بھی تجھے دکھائی نہ دوں۔۔۔۔

اسکی آواز میں صدیوں کی تھکاوٹ اور درد تھا۔۔۔۔

وہ اپنی دھن میں مگن رابی کو پوری غزل سنانے لگی۔۔۔۔

تڑپ اٹھوں بھی تو ظالم تری دہائی نہ دوں

میں زخم زخم ہوں پھر بھی تجھے دکھائی نہ دوں

ترے بدن میں دھڑکنے لگی ہوں دل کی طرح

یہ اور بات کہ اب بھی تجھے سنائی نہ دوں

خود اپنے آپ کو پرکھا تو یہ ندامت ہے

کہ اب کبھی اسے الزامِ نارسائی نہ دوں

مری بقا ہی مری خواہشِ گناہ میں ہے

میں زندگی کو کبھی زہرِ پارسائی نہ دوں

جو ٹھن گئی ہے تو یاری پہ حرف کیوں آئے

حریفِ جاں کو کبھی طعنِ آشنائی نہ دوں

مجھے بھی ڈھونڈ کبھی محوِ آئینہ داری

میں تیرا عکس ہوں لیکن تجھے دکھائی نہ دوں

یہ حوصلہ بھی بڑی بات ہے شکست کے بعد

کہ دوسروں کو تو الزامِ نارسائی نہ دوں

فراز دولتِ دل ہے متاعِ محرومی

میں جامِ جم کے عوض کاسۂ گدائی نہ دوں۔۔۔۔۔۔۔

رابی کھو گ ئی اسکے اتنے خوبصورت انداز بیان پر۔۔۔۔۔

عضد وہی کھڑا مبہوت سا ھو کر اسکا درد شاعری میں محسوس کرنے لگا۔۔۔۔

رابی۔۔۔۔ عش عش کر اٹھی۔۔۔

بی بی ایک بار اور سنا دیں۔۔۔

نہیں چلو اٹھو ناشتہ لگاؤ دیر ھو رہی ھے صاحب کو میں اٹھانے جاتی ھوں۔۔۔۔۔

وہ سیڑھیوں کے پاس آئی تو عضد سامنے ہی کھڑا تھا۔۔۔۔

آپ اٹھ گ ئے۔۔آئیں ناشتہ کر لیں۔۔۔۔

وہ نیچے آیا ناشتے سے آفس آنے تک اسکے کانوں میں رتابہ کی آواز گونجتی رہی۔۔۔۔۔

تڑپ اٹھوں بھی تو ظالم تری دہائی نہ دوں

میں زخم زخم ہوں پھر بھی تجھے دکھائی نہ دوں

ترے بدن میں دھڑکنے لگی ہوں دل کی طرح

یہ اور بات کہ اب بھی تجھے سنائی نہ دوں۔۔۔۔۔۔

کیا اسے علم ھوتا جارہا ھے کہ میں اسکی طرف مائل ھونے لگا ھوں۔۔۔۔۔ کیا وہ میرے بدلتے احساسات سمجھنے لگی ھے۔۔۔۔۔۔۔

اسکی غزل کا اک اک لفظ اسکی زندگی کی سچائی پر مبنی لگ رہا تھا عضد کو۔۔۔۔

مری بقا ہی مری خواہشِ گناہ میں ہے

میں زندگی کو کبھی زہرِ پارسائی نہ دوں۔۔۔۔۔

اسکی غزل کے ایک ایک لفظ میں سموئی درد کی ٹیس عضد کو محسوس ھونے لگی۔۔۔۔

مایا اور علی کراچی پہنچ گئے تھے۔۔۔ عضد کو انفارم کر کے وہ دونوں سیدھا گھر آئے۔۔۔۔

رتابہ پودوں کو پانی دے رہی تھی۔۔۔

پھولوں کے گھیرے میں اسکا چمکتا ھوا سلونا سا چہرہ علی کی نظروں میں تھا۔۔۔۔

انکے آنے سے پہلے ہی وہ سارا کام کر چکی تھی۔۔۔

اپنا کمرہ پھر سے اوپر شفٹ کیا تھا اس نے۔۔۔ کیونکہ پاؤں کی چوٹ لگنے کے بعد کچھ دن وہ نیچے والے کمرے میں تھی۔۔۔۔

عضد اور اسکا کمرہ فرسٹ فلور پر ساتھ ساتھ تھا۔۔۔۔

علی اور مایا کا گراؤنڈ فلور پر تھا۔۔۔

وہ آتے ہی اپنے اپنے کمرے میں چلے گ ئے۔۔۔۔۔

رات کو اٹھے تو کھانا میز پر لگا ھوا ملا۔۔۔۔

علی کو اچھی خاصی بھوک لگی ھوئی تھی۔۔۔۔

یار کیا کمال کا کھانا بناتی ھے یہ لڑکی۔۔۔۔

کیا لذت ھے اسکے ہاتھ میں۔۔۔جی چاہ رہا ھے کہ۔۔۔۔

مایا نے اسے آنکھیں نکالیں۔۔۔

یہ جی چاہ رہا ھے کہ چوم لو اسکے ہاتھ۔۔۔ شرم نہیں آتی تمھیں۔۔۔۔۔

یار میرے منہ سے تو نہیں نکلا۔۔۔ تمھی نے کہا ھے۔۔۔

ہاں تو منہ سے نکالنا تو یہی چاہ رھے تھے تم۔۔۔۔۔

اچھا بابا لڑکیوں رہی ھو۔۔۔ سوری۔۔۔

خیال رکھنا۔۔۔۔ but next time الٹس او کے

اور تعریفیں کر کے سر چھڑھانے کی ضرورت نہیں تمھیں۔۔۔

مایا کھانا کھا کر اٹھ گ ئی۔۔۔۔

علی نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔۔۔۔

رابی میز سے برتن اٹھانے لگی۔۔۔

علی رتابہ کے پیچھے کچن میں آیا۔۔۔

ھیلو رتابہ۔۔۔۔

اس نے پلٹ کر علی کو دیکھا جو کافی قریب کھڑا تھا اس سے۔۔۔

وہ دو قدم پیچھے ہٹی۔۔۔

چائے بنا دیں گی ایک کپ مذیدار سی اپنے ہاتھوں کی۔۔۔

جی چائے بنا دونگی لیکن پلیز بات ذرا دور رہ کر کیا کریں اتنا قریب آنے کی ضرورت نہیں آپکو۔۔۔۔

رتابہ کا انداز غصیلہ تھا۔۔۔

علی نے کندھے اچکائے او کے جی۔۔۔آپکا حکم سر آنکھوں پر۔۔۔۔۔۔

رابی اندر آئی تو وہ باہر لان میں چلا گیا۔۔۔۔

عضد بھی آ گیا رتابہ نے سب کیلئے چائے بنائی۔۔۔

اور اپنے کام میں مصروف رہی۔۔۔۔

رات گئے وہ تینوں آپس میں بیٹھے بزنس کی باتیں کرتے رہے۔۔۔

عضد اپنے کمرے میں گیا تو رتابہ سے ایک کپ کافی کا کہا۔۔۔

وہ کافی بنا کر عضد کے کمرے میں گئی۔۔۔

تو وہ سو چکا تھا۔۔

وہ کافی لیکر اپنے روم میں گئی تو علی اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

کہ یہ عضد کیساتھ والے کمرے میں کیا کر رہی ھے۔۔۔۔

مایا باہر آئی۔۔۔

تم کیا کر رھے ھو سوئے نہیں ابھی۔۔۔۔

نہیں یار ماما سے بات کر رہا تھا۔۔۔۔

میں نہیں رہتی کیا۔۔۔۔ servant quarter اک بات تو بتاؤ یہ لڑکی

کونسی لڑکی۔۔۔

رتابہ کا پوچھ رہا ھوں۔۔۔۔

اوہ اچھاااااا۔۔۔۔

نہیں عضد کی دور پرے کی جان پہچان والی ھے۔۔۔

ناماں باپ ھیں نا گھر بار۔۔۔۔

نا کوئی اور۔۔۔

عضد نے ترس کھا کر اسے ساتھ رکھا ھوا ھے۔۔۔۔۔

تو کیا یہ عضد کیساتھ اکیلی ہی رہتی ھے۔۔۔

ہاں لیکن تم کیوں اتنے تجسّس سے پوچھ رھے ھو۔۔۔۔

کچھ نہیں ویسے ہی پوچھا یار۔۔۔ تم تو شک نا کرو مجھ پر۔۔۔۔۔۔

وہ بھائی کو جانچتی ھوئی نظروں سے دیکھ کر بولی۔۔۔۔

ھممم ٹھیک ھے لیکن ذرا دھیان سے رہنا اور اس رتابہ میڈم سے دور بھی تمھارے ٹائپ کی نہیں یہ۔۔۔۔۔۔

نمل زیان کیساتھ کھیل رہی تھی۔۔۔

نرگس گھر میں نہیں تھی۔۔۔۔

باہر گیٹ بجنے پر وہ آئی تو شاہ جی تھا۔۔۔۔۔

السلام علیکم۔۔۔۔

وعلیکم سلام کیسی ھو بہنا۔۔۔۔۔

میں ٹھیک۔۔۔آئی یں اندر آئی یں۔۔۔

رتابہ نے اسے اندر بلایا۔۔۔۔

ماں جی کہاں ھیں۔۔۔

وہ بازار گئی یں ھیں۔۔۔۔

اوہ اچھا معذرت چاہتا ھوں انکی غیر موجودگی میں آیا۔۔۔۔

نہیں اسمیں معذرت کی کیا بات ھے۔۔۔ بیٹھیں آپ تھوڑی دیر میں آجائی یں گی امی۔۔۔اور جازب بھی آتا ھوگا۔۔۔۔

شاہ جی نے باتوں باتوں میں نمل سے پوچھا۔۔۔۔

عضد کی شادی اسکی پسند سے ھوئی ھے کیا۔۔۔۔۔

نمل خاموش ھو گ ئی۔۔۔

خیریت آپ کیوں پوچھ رھے ھیں۔۔۔۔۔

تم بتاؤ تو سہی۔۔۔۔

نہیں امی کی پسند تھی وہ۔۔۔۔

اوہ اچھا۔۔۔۔

لیکن آپ نے کبھی پہلے تو نہیں پوچھا ایسا اب کیوں پوچھ رھے ھیں۔۔۔

جازب کو آنے دو پھر بات کرتے ھیں۔۔۔۔

کیوں مجھ پر یقین نہیں آپکو۔۔۔۔۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔

تو پھر بتائی یں۔۔۔آپکی ملاقات ھوئی تھی کیا ان سے؟؟

ہاں کچھ دن پہلے مجھے بڑی ہی بری حالت میں عضد کی بیوی ملی تھی۔۔۔۔

نمل کا تجسّس مذید بڑھ گیا۔۔۔

کیا مطلب کیسی بری حالت میں۔۔۔۔

یار کراچی کے حالات تو سن رکھے ھونگے خراب تھے۔۔۔

میں بازار کے پاس سے گزر رہا تھا۔۔۔ حالات کافی خراب تھے اس دن بھی۔۔۔ ہر طرف ٹریفک اور اور لوگوں کی بھگدڑ مچی ھوئی تھی۔۔۔

وہ کسی سے شاید خود کو بچاتے ھوئے بھاگ رہی تھی اچانک سامنے سے آتی میری گاڑی سے ٹکرائی۔۔۔۔۔

مٹی سے بھرے ھوئے اسکے کپڑے تھے۔۔۔ جیسے کسی نے پکڑ کر اسے گھسیٹا ھو۔۔۔۔

نمل کا تجسّس غصے میں بدل گیا۔۔۔۔

میں نے بہت منت سماجت کر کے اسے گاڑی میں بٹھایا وہ بہت زیادہ ڈری اور سہمی ھوئی تھی۔۔۔۔۔

نمل زیان کو گود سے اتار کر بولی۔۔۔ کون تھا اسکے پیچھے۔۔۔۔۔

مجھے نہیں معلوم۔۔۔ میرے بہت بار پوچھنے پر بھی وہ بس روتی رہی۔۔۔ اور صرف گھر کا ایڈریس بتایا۔۔۔۔

پھر آپکو کیسے پتہ چلا کہ وہ عضد کی بیوی ھے۔۔۔

مجھے نہیں معلوم تھا پہلے لیکن اسے ڈراپ کر کے جب میں جانے لگا تو انکے گھر سے آوازیں سن کر رک گیا۔۔۔۔

بہت سختی سے اس سے سوال پوچھے جا رھے تھے کہ وہ کہاں تھی اور کس کیساتھ آئی ھے۔۔۔۔۔

میں نے باہر بلوایا گھر کے مالک کو کہ انکو تسلی دوں۔۔۔۔

تو باہر آنیوالا عضد تھا۔۔۔

نمل فورا بولی۔۔۔مار پیٹ کی آواز تو نہیں آئی تھی آپکو۔۔۔

نہیں ایسا کچھ نہیں تھا۔۔۔۔

کیوں عضد مارتا ھے کیا بیوی کو؟؟؟

ننن نہیں ویسے ہی پوچھ رہی میں۔۔۔

یار وہاں ایک لڑکی تھی مجھے لگ رہا تھا اسے دیکھ کر کہ وہ بھی عضد کی بیوی ھے۔۔۔۔۔

نہیں وہ بیوی نہیں عضد کے باس کی بیٹی ھے۔۔۔۔۔

تو کیا وہ لڑکی بھی انکے ساتھ رہتی ھے۔۔۔

جی۔۔۔۔

لیکن یہ کیا تُک بنتی ھے کہ ایک جوان جہان لڑکی۔۔۔ایک ینگ مچلنا کیساتھ رھے۔۔۔کیسے ھیں اسکے والدین۔۔۔۔۔انکو احساس نہیں۔۔۔۔اس بات کا۔۔۔

نمل طنزا بھرے لہجے میں بولی غیرت کا احساس ہر اک میں کہاں۔۔۔۔۔

ھممم لیکن یار مجھے اس لڑکی پر بڑا ترس آیا۔۔۔ نا جانے کیوں مجھے وہ زمانے کے ہاتھوں ستائی ھوئی لگی۔۔۔۔

نمل نے سر جھکا لیا کیا کہتی۔۔۔۔۔

ابھی یہی باتیں کر رھے تھے کہ جازب بھی آ گیا۔۔۔

نمل کافی پریشان ھو گ ئی ساری بات سنکر۔۔۔۔

شاہ جی کے جاتے ہی اس نے رتابہ کو فون لگایا۔۔۔ اور ساری بات پوچھی۔۔۔۔

رتابہ کافی حیران ھوئی کہ اسے کیسے پتہ چلا۔۔۔۔

نمل نے اسے سمجھایا۔۔۔۔

دیکھو رتابہ۔۔۔۔ جب تم بختی تھی نا وہ دور گزر گیا۔۔۔ نا اب یہاں دیوی انٹی ھے نا کوئی اور۔۔۔۔۔

شادی شدہ ھو تم۔۔۔۔

عضد تمھارا شوہر ھے۔۔۔ اسے اپنی بیوی ھونے کا احساس دلاؤ اسکے قریب قریب رھو یار اسطرح تو تم اپنا گھر خراب کر بیٹھو گی۔۔۔۔۔

گھر بنتا تو خراب ھوتا نا۔۔۔

اسکا اور میرا رشتہ ایک کاغذ کے ٹکڑے کے علاوہ کچھ نہیں۔۔۔۔۔

اسمیں بھی تمھاری غلطی ھے۔۔۔اپنی زندگی کی ڈور ھمیشہ تم نے دوسروں کے ہاتھوں میں دی ھے۔۔۔۔جب جسکا جی چاہا کھینچ کر تمھیں منہ کے بل گرا دیا۔۔۔

رتابہ خاموش رہی۔۔۔

یار کچھ تو بولنا سیکھو۔۔۔اپنے حق میں۔۔۔اور اپنے تنہا ھونے سے کیوں ڈرتی ھو اتنا۔۔۔

یار میں ھوں تمھارے ساتھ جازب ھے امی ھیں۔۔۔کیا تم ھمیں اپنا نہیں سمجھتی۔۔۔

تمھارے اور امی کے آسرے ہی تو جی رہی ھوں۔۔۔

تو میری جان ذرا ڈھنگ سے جینا سیکھو نا۔۔۔کیوں خود کو دوسروں کے ہاتھوں استعمال کروا رہی ھو۔۔۔کب سمجھو گی خود کو انسان تم۔۔۔

جب تک خود پر ترس کھانا نہیں چھوڑو گی لوگ تمھیں نہیں جینے دیں گے۔۔۔

اور ڈرو مت عضد سے یا مایا سے۔۔۔جب بھی وہ غلط کریں انھیں جواب دو انکی غلطی کا۔۔۔

ایسے ڈرپوک رو ھو گی تو لوگ تمھیں ڈرا ڈرا کر ہی مار دیں گے۔۔۔

رتابہ آھستہ سے بولی۔۔۔

ھممم کوشش کرونگی۔۔۔۔

نمل نے سختی سے کہا۔۔۔ نہیں کوشش نہیں کروگی تم۔۔۔ عمل کروگی ورنہ میں آجاؤنگی پھر۔۔۔۔ تمھارا مقابلہ کرنے۔۔۔۔

رتابہ ھنسی۔۔۔ نہیں یار تم مت آنا بہت خطرناک ھو تم تو۔۔۔۔

میری جان خطرناک ھوں اسلیئے لوگ مجھ سے ناغلط بات کر سکتے ھیں نا کوئی غلط حرکت۔۔۔۔۔

منہ آنیوالے لوگوں کا منہ توڑنا نہیں سیکھو گی تو کوئی چبا جائیگا اور کوئی تھوک جائیگا۔۔۔۔۔

رابی کا بچہ ھونے والا تھا وہ پنجاب چلی گئی تھی۔۔۔۔۔

سردی بھی اس بار کراچی کے پچھلے دس سالہ ریکارڈ توڑ رہی تھی اوپر سے بارش کا بھی امکان تھا۔۔۔۔۔۔

نئی کمپنی کا افتتاح ھو چکا تھا۔۔۔۔۔

آج کافی دیر ھو گئی تھی علی اور مایان ئے آفس میں تھے۔۔۔

عضد اپنے فرم میں تھا۔۔۔

رات کا وقت تھا۔۔۔رتابہ کا دل گھبرا رہا تھا کافی۔۔۔۔

اس نے عضد کو بار بار کال کی کہ وہ جلد گھر آ جائے۔۔۔لیکن عضد ایک کال بھی اٹینڈ نا کر سکا۔۔۔۔

رات کے گیارہ بج رھے تھے۔۔۔

بادلوں نے چاروں اطراف خوب اندھیرا کر رکھا تھا۔۔۔۔

عضد اپنے آفس میں اندر آیا تو رتابہ کی بیس بار آئی ھوئی کالز دیکھیں۔۔۔۔

پھر کال بیک کی۔۔۔

کیا ھوا خیریت ھے اتنی کالز۔۔۔۔۔۔۔

عضد آپ جلدی آ جائیں پلیز مجھے ڈر لگ رہا ھے بہت۔۔۔۔۔

سوری میں جلدی نہیں آ سکتا تم اک کام کرو میں ڈرائیور کو بھیج دیتا ھوں تم یہیں آ جاؤ۔۔۔۔

پھر گھر ساتھ چلیں جائیں گے ھم۔۔۔۔

رتابہ نے شکر ادا کیا اور جلدی سے اپنا حلیہ درست کیا۔۔۔۔

بلیک نیٹ کی فراق پہنی ھوئی تھی اس نے۔۔۔

ڈرائیور کے آتے ہی شال اوڑھے وہ عضد کے آفس پہنچی۔۔۔۔

وہاں کچھ ہی کولیگ تھے۔۔۔سب نے رتابہ کو سلام کیا۔۔۔۔

اس نے اتنا خوبصورت آفس پہلی بار دیکھا تھا۔۔۔سب کو جواب دیتی ڈرائیور کے پیچھے پیچھے وہ عضد کے آفس میں داخل ھوئی۔۔۔۔

عضد نے فائل سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔کالے لباس میں سرمئی شال پہنے وہ غضب ڈھا رہی تھی۔۔۔۔

عضد کے اشارہ کرنے پر وہ صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

چائے پینی ھے یا کافی۔۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔۔

او کے عضد نے کافی کا آرڈر دیا۔۔۔۔

آفس کا اسٹاف بار بار عضد کے پاس آتا کچھ نا کچھ پوچھ کر جاتا۔۔۔

رتابہ کو نیند آرہی تھی۔۔۔سب کے آنے جانے سے وہ کمفرٹ فیل نہیں کر رہی تھی۔۔۔

عضد اسے ساتھ والے آفس میں لے آیا۔۔۔

تم یہاں ریلیکس ھو کر بیٹھو۔۔

میں گھنٹے دو تک فری ھو جاؤ نگا۔۔۔

وہ واپس اپنے کام میں مصروف ھو گیا۔۔۔

رتابہ بیٹھے بیٹھے صوفے پر ہی سو گ ئی۔۔۔

دوسری طرف علی کی طبیعت خراب تھی وہ گھر آ گیا تھا۔۔۔

مایا آفس میں ہی تھی۔۔۔

ہلکی ہلکی بارش بھی شروع ھو گ ئی۔۔۔

عضد نے سب کو چھٹی دے دی۔۔۔

اور خود کچھ امپورٹینٹ ڈوکیومنٹ بناتا رہا۔۔۔

رات کا ایک بج رھا تھا۔۔۔

وہ بھی کافی تھک گیا۔۔۔

اور گھر جانے لگا۔۔۔

رتابہ اسے بھول گ ئی کہ وہ بھی وہیں تھی۔۔۔

گھر جا کر وہ بستر پر ڈھیر ھو گیا۔۔۔

ہلکی بارش نے اب طوفانی روپ دھار لیا تھا۔۔۔

رتابہ کی آنکھ بادلوں کی گرج سے کھلی تو اسے اپنے آس پاس کچھ بھی دکھائی نا دیا۔۔۔گھپ قبر کی طرح اندھیرا تھا۔۔۔

وہ وہیں بیٹھے بیٹھے عضد کو پکارنے لگی۔۔۔

عضد۔۔۔

عضد۔۔۔

وہاں کوئی ھوتا تو جواب دیتا۔۔۔

عضد۔۔۔عضد۔۔۔۔کہاں ھیں آپ۔۔۔۔وہ رو پڑی۔۔۔

کیا وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا یہاں۔۔۔۔

اتنے گھپ اندھیرے میں اسکا دم گھٹنے لگا۔۔۔

وہ اٹھ کر اندھوں کیطرح آس پاس ہاتھ ہلانے لگی۔۔۔

عضد یہ کیا کیا آپ نے۔۔۔

ایسے مجھے یہاں چھوڑ گ ئے۔۔۔

اسطرح تڑپا تڑپا کر مت مارو ایک ہی بار مار ڈالو۔۔۔

وہ مشکل سے دروازے تک آئی لاک تھا دروازہ۔۔۔

وہ مذید ڈر گ ئی۔۔۔۔

یا اللہ اب کیا کروں میں۔۔۔

عضد۔۔۔ عضد۔۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی۔۔۔

کیسی ھے یہ میری تنہائی۔۔۔ یہ میری زندگی۔۔۔

سردی بھی بہت لگ رہی تھی اسے۔۔۔ وہ خوف اور سردی سے کپکپانے لگی۔۔۔

بادل پھر گرجے تو اسے ٹیبل کے پیچھے روشنی سی نظر آئی۔۔۔

وہ آھستہ سے چل کر کھڑکی طرف آئی کہ شاید اسے کوئی نظر آجائے۔۔۔

اس نے کھڑکی کے پردے سرکائے تو نیچے اسے فیکٹری کیطرف نظر نہیں آرہا تھا۔۔۔

اسکے ساتھ ہی ایک دروازہ تھا رتابہ نے اسے کھولا تو وہ کھل گیا وہ گیلری میں آئی تو تیز ھوا سے گیلری کا دروازہ اتنے زور سے بند ھوا کہ اسکا سانس ہی رک گیا۔۔۔

نیچے اس نے جھانکا وہاں کار پارکنگ کی جگہ تھی اور وہ بھی بلکل سنسان پڑا ھوا تھا۔۔۔

سیکنڈ فلور پر تھی وہ۔۔۔

اس نے پوری کوشش کی کہ ٹیرس کا دروازہ کھلے کیونکہ بارش سے وہ بھیگ رہی تھی۔۔۔

پر ٹیرس کا دروازہ نا کھلا۔۔۔

یہ کیا ستم ھوا تھا اسکے ساتھ۔۔۔۔۔۔وہ رو رو کر اللہ کو یاد کر کے ٹیرس کے ایک کونے پر پھولوں کے گلدان کو کھسکا کر اسے پیچھے بیٹھی۔۔۔

پر بارش کی بوندوں سے بچ نا سکی۔۔۔اور پوری بھیگ گ ئی۔۔۔۔

آج اسے اپنی موت سامنے دکھائی دے رہی تھی۔۔۔اسکا جسم ٹھنڈا ھوتے ھوتے سن ھونے لگا۔۔۔۔اپنی رگوں میں سردی سے جمتے خون کی اذیت سہنا اسکے لئے موت سے کم نا تھا۔۔۔۔۔شاید آج اسکی اس دردناک زندگی سے آزادی کا دن تھا۔۔۔۔۔وہ دل ہی دل میں کلمہ پڑھنے لگی۔۔۔۔

اسے یوں محسوس ھوا کہ اسکی ہڈی ہڈی ٹوٹ رہی ھے اور اسکے انگ انگ کو چیرتی ھوئی اسکے جسم سے روح نکل رہی ھے۔۔۔۔۔

درد کی شدت وہ زیادہ دیر نا سہہ سکی۔۔۔۔۔

ادھر عضد مزے سے اس سے بے خبر سو رہا تھا۔۔۔۔۔

مایا بھی گھر آتے ہی سو گ ئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد کی بارش کی گرج چمک سے اچانک آنکھ کھلی تو اسے رتابہ یاد آئی کہ وہ اکیلے ڈرتی ھے۔۔۔۔وہ اسکے کمرے کیطرف آیا۔۔۔

اسے وہاں نا پا کر اسے یاد آیا کہ رتابہ کو تو وہ آفس میں ہی چھوڑ آیا ھے۔۔۔۔

اس نے ٹائم دیکھا رات کے پونے تین بج رہے تھے۔۔۔

اس نے جلدی سے گاڑی نکالی۔۔۔

لیکن انجن ٹھنڈا ھونے سے گاڑی اسٹارٹ نہیں ھو رہی تھی۔۔۔۔

بڑے جتن کر کے عضد نے گاڑی اسٹارٹ کر لی اور جلدی سے وہ چوکیدار کیطرف گیا۔۔۔

اور اسے لے کر کمپنی پہنچا۔۔۔۔

بھاگتے ھوئے اندر داخل ھوا اور دروازہ کھول کر اندر آیا۔۔۔

وہ اندر نہیں تھی۔۔۔

عضد نے آواز لگائی رتابہ رتابہ۔۔۔۔

پھر اسے واش روم میں دیکھا وہ وہاں بھی نہیں تھی۔۔۔۔

عضد نے پردے ہٹا کر ٹیرس میں جھانکا تو وہ ایک طرف کونے میں اک گٹھڑی کی طرح بے جان پڑی ھوئی تھی۔۔۔۔

اس نے دروازہ کھولا۔۔۔ لیکن لاک نہیں کھل رہا تھا۔۔۔۔

اس نے دھکا دے کر لاک کو توڑا۔۔۔۔

جب رتابہ کو چھوا تو وہ برف کیطرح ٹھنڈی اور مردے کیطرح اکڑی ھوئی تھی۔۔۔

اس نے اندر صوفے پر لٹایا۔۔۔

اور اسکی دھڑکن چیک کی بہت آھستہ آھستہ اسکا دل دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔

اسکے ھونٹ اور ہاتھ پاؤں نیلے ھوگئے تھے سردی سے۔۔۔

عضد نے اسکے ہاتھ پاؤں جلدی سے مسلے پر بیکار۔۔۔۔

چوکیدار کو گھر پہنچا کر وہ خود گھر کیطرف آنے لگا۔۔۔۔

طوفانی بارش تھی۔۔۔

روڈ پر ہر جگہ پانی کا سیلاب آیا ھوا تھا۔۔۔

اسکی گاڑی بھی بار بار بند ھو رہی تھی۔۔۔

بڑی مشکل سے وہ گھر پہنچا۔۔۔۔

لیکن باہر گیٹ سے کچھ فاصلے پر گاڑی رک گئی۔۔۔اس گاڑی وہی چھوڑی اور رتابہ کو اٹھا کر اندر لانے لگا۔۔۔

چوکیدار جاگا ھوا تھا پہل بیل پر ہی اس نے دروازہ کھولا۔۔۔۔

سردی سے بھیگ کر عضد کی اپنی حالت غیر ھو رہی تھی۔۔۔

جسم اسکا بھی سن ھو رہا تھا۔۔۔۔۔ بارش کی ہر بوند اسے برف کے گولے کیطرح لگ رہی تھی۔۔۔۔

بیل کی آواز سے علی کی بھی آنکھ کھلی۔۔۔۔

اس نے کھڑکی سے باہر جھانکا تو عضد رتابہ کو گود میں اٹھائے اندر آ رہا تھا۔۔۔

وہ حیرت سے دیکھنے لگا کہ رات کے پچھلے پہر وہ کہاں سے آ رہا تھا رتابہ کو لیکر۔۔۔۔

عضد سیدھا اسے اوپر اپنے کمرے میں لے گیا۔۔۔۔

علی خاموشی سے دیکھتا رہا کہ ماجرا کیا ھے۔۔۔۔۔

عضد نے آتے ہی اندر ھیٹر تیز کیا۔۔۔ اتنی شدید سردی میں ھیٹر بھی کام نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔

اس نے پہلے اپنے کپڑے بدلے پھر رتابہ کا لباس بھی چینج کیا۔۔۔

اسکا پورا جسم بھی نیلا ھونے لگا تھا۔۔

اسے کمبل میں لپیٹ کر وہ پھر اسکے ہاتھ پاؤں سہلانے لگا۔۔۔۔

نا جانے کب سے وہ بارش میں بھیگ رہی تھی ٹیرس میں۔۔۔

کیا گزری ھو گی اس پر۔۔۔۔

عضد کو اپنے آپ پر بے انتہا غصہ آ رہا تھا کہ وہ کیسے اسے بھول گیا اسطرح۔۔۔۔

اسکی اس حالت کا ذمہ دار وہ خود تھا۔۔۔

اس نے لندن میں اسود کو فون لگایا۔۔۔

اور رتابہ کی کنڈیشن بتائی۔۔۔۔۔

پہلے تو اسکی بات سن کر اسود نے اسے خوب سنائی یں۔۔۔۔

حد ھوتی ھے لاپرواہی کی بھی۔۔۔۔ یار گھر میں انسان ایک جانور بھی پالتا ھے نا تو اسکا خیال رکھتا ھے۔۔۔اور تو ایک جیتی جاگتی لڑکی کو کیوں روز موت کے گھاٹ اتارتا ھے۔۔۔

مجھے لگتا ھے تیرے اندر انسانیت مر چکی ھے بلکل۔۔۔۔

یار اسے بیوی سمجھ نا سمجھ کم از کم انسان تو سمجھ لے۔۔۔۔۔۔۔

یار تو جھاڑ بعد میں لینا پہلے بتا کیا کروں میں۔۔۔۔۔

اس بیچاری کو اتنی اذیت دینے سے بہتر ھے کہ تو اسے آزاد کر دے۔۔۔۔

یار بس بھی کر اب بول کیسے ٹریٹ کروں اسے۔۔۔۔

اسود نے جو کہا وہ اس کے لی ئے نا ممکن تھا۔۔۔۔

لیکن رتابہ کو اس حال میں چھوڑ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔ کہ اسکی جان بھی جا سکتی تھی۔۔۔۔۔

وہ اپنی انا اپنی نفرت اپنی ضد سب بھول گیا تھا اسے یاد تھا تو صرف اتنا کہ رتابہ کو کچھ نہیں ھونا چاھیئے تھا۔۔۔

وہ رتابہ کیساتھ لیٹا اور اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

اب بھی اسکا جسم برف کیطرح ٹھنڈا تھا۔۔۔

عضد کسی بھی حد سے اسکی مدھوشی میں اسکی رضا کے بغیر نہیں گزرنا چاھتا تھا۔۔۔

لیکن اسکی حالت کے پیش سبب کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔۔۔۔

عضد نے اسکے نیلے ھونٹ دیکھے۔۔۔

پھر آھستہ سے اپنا دل مٹھی میں لیئے اسکے برف کیطرح ٹھنڈے ماتھے پر بوسہ لیا تو خود کو روکنا اسکے لیئے محال ھونے لگا۔۔۔

اسکے کانوں میں رتابہ کی غزل کے آخری الفاظ تھے۔۔۔

مجھے بھی ڈھونڈ کبھی محوِ آئینہ داری۔۔۔۔

میں تیرا عکس ھوں لیکن تجھے دکھائی نا دوں۔۔۔۔۔

دولتِ دل ھے متاعِ محرومی۔۔۔۔۔

میں جامِ جم کے عوض کاسہِ گدائی نا دوں۔۔۔

پھر آھستہ سے اپنا دل مٹھی میں لی ئے اسکے برف کیطرح ٹھنڈے ماتھے پر بوسہ لیا تو خود کو روکنا اسکے لی ئے محال ھونے لگا۔۔۔

اسکے کانوں میں رتابہ کی غزل کے آخری الفاظ تھے۔۔۔

مجھے بھی ڈھونڈ کبھی محوِ آئی ینہ داری۔۔۔۔

میں تیرا عکس ھوں لیکن تجھے دکھائی نا دوں۔۔۔۔۔

دولتِ دل ھے متاعِ محرومی۔۔۔۔۔

میں جامِ جم کے عوض کاسہ گدائی نا دوں۔۔۔

وہ اسکا چہرہ آنکھوں میں لی ئے اس سے محوِ گفتگو تھا۔۔۔۔۔

مجھے معاف کرنا میری لاپرواہی سے تم نے اتنی تکلیف اٹھائی۔۔۔۔۔۔

اور یہ بھی معاف کرنا تمھاری اجازت کے بغیر تمھیں دیکھا۔۔۔۔

لیکن میں حد سے نہیں گزر سکتا۔۔۔ تمھاری اس حالت میں یا اپنی خواہش کی تکمیل میں۔۔۔۔۔

میرا ضمیر گوارا ہی نہیں کرتا کہ میں اپنے اس بے نام سے رشتے کا ایسے موقعے سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔۔۔۔۔

عضد کیلی ئے اسے چھونا یا اسکی حیا کی پاسداری سے گزرنا اسکے لی ئے نا ممکن تھا۔۔۔

رتابہ سے نفرت کی آڑ میں چھپی محبت کو وہ خود قبول نہیں کر پا رہا تھا۔۔ نکاح ھو جانے پر بھی اس نے تین سالوں میں اسے بیوی کی حیثیت سے تسلیم نہیں کیا تھا تو آج محض اپنی کیفیت اور خواہش پر وہ اسکا اعتبار قربان نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

مانا وہ اس سے سے نفرت کرتا ھے لیکن رتابہ اسکے لی ئے اس قدر کوئی قیمتی چیز تھی جس کو حاصل کرنے کیلی ئے وہ محبت کے تمام درجات طے کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔

صرف نکاح کی حیثیت سے وہ اسے اپنے دل میں نا اتار سکا۔۔۔۔

لیکن رتابہ کے دل تک پہنچنے کیلی ئے اسے محبت ھونی ضروری تھی۔۔۔۔

جو آہستہ آہستہ اسے اپنی لپٹ میں لے رہی تھی۔۔اور وہ نفرت کی جڑیں اسکے دل میں کمزور ھوتی جا رہی تھیں۔۔۔

لیکن وہ اس کمزور لمحے کی نذر خود کو نا کر سکا۔۔

اسکے لی ئے رتابہ کی رضا سب سے اھم تھی۔۔۔

یہاں عضد کی جگہ کوئی اور مرد ھوتا تو اس موقعے کا پورا فائدہ اٹھاتا چاھے وہ نا محرم ہی کیوں نا ھوتی۔۔۔۔

لیکن عضد محرم ھو کر بھی اس پر اپنا کوئی حق زبردستی نا جتا سکا نا اپنا حق وصول کر سکا۔۔۔

رتابہ میں جتنا صبر تھا تکلیفیں سہنے کا عضد میں اس سے دگنا صبر تھا اپنی خواہشات کو قابو میں کرنے کا۔۔۔ حالانکہ خواہشات انسان کی بڑی بے لگام ھوتی ھیں۔۔۔

انسان اپنے نفس کی پیروی کرتے ھوئے ہر جائز نا جائز مقام سے بھی گزر جاتا ھے۔۔۔۔۔ وہ نہیں دیکھتا کہ اسکی راہیں تباہی کیطرف ھیں یا کامیابی کیطرف۔۔۔۔ بس اپنی تسکین کیلئے رستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو وہ رد کرتا چلا جاتا ھے۔۔۔۔

کتنا خود غرض ھے نا انسان بھی۔۔۔۔ جسکی زندگی تو محدود ھے لیکن اسکی لامحدود خواہشات اسے اندھا کیئے رکھتی ھیں۔۔۔۔۔

لیکن عضد نا جانے کس مٹی کا بنا ھوا تھا۔۔۔ جسکے خمیر میں بوند بوند صبر بھی تھا اور چھلاوے کیطرح ابلتا غصہ بھی۔۔۔۔

لیکن وہ غصے میں بھی رتابہ کی عزت کو پامال نہیں کرتا تھا۔۔۔۔

ذہنی اور جسمانی اذیت سے وہ اکثر اسے دوچار کرتا تھا۔۔۔

لیکن اسکی حیا اسکی آبرو کو کبھی اس نے شوہر ھونے کی حیثیت سے بھی مجروح نہیں کیا تھا۔۔۔

جس کیفیت میں اسوقت عضد تھا اور جسطرح رتابہ اسکے پہلو میں تھی۔۔۔ یہاں اسکے صبر کی انتہا تھی۔۔۔ اس انتہا پر بھی اسکے لیئے رتابہ کا مان اسکا بھروسہ زیادہ اھم تھا۔۔۔۔

اتنا عضد ضرور جانتا تھا کہ وہ ہر ایک چیز سے ڈرتی تھی لیکن عضد وہ واحد شخص تھا جس پر اسے اندھا اعتماد تھا۔۔۔۔

اب یہ عضد کے ہاتھ میں تھا۔۔۔وہ اسکے اندھے پن کا فائدہ اٹھا کر خود اندھا نا ھوتا۔۔۔

ہر انسان میں اتنا صبر کہاں ھوتا ھے۔۔۔جو رتابہ اور عضد میں تھا۔۔۔

شاید انکے صبر کی بدولت ہی اللہ کی ذات نے انکو نکاح جیسے پاکیزہ بندھن میں باندھا تھا۔۔۔۔

اور اس بندھن کی ڈور عضد نے مضبوطی سے تھام رکھی تھی۔۔۔۔

عضد کی پوری رات جاگتے گزر گئی۔۔۔۔۔

کبھی وہ اسکے ہاتھ پاؤں سہلا کر کبھی اسے بانہوں میں لے لیتا۔۔۔

صبح ھو چکی تھی وہ ابھی بھی غنودگی میں تھی۔۔۔۔

عضد نے کھڑکی سے باہر کا موسم دیکھا کچھ نارمل تھا بارش تھم گئی تھی پر بادل ابھی بھی موجود تھے۔۔۔۔

عضد نے اپنی گلی کے دوسرے کارنر پر موجود کلینک سے ڈاکٹر کو گھر لایا۔۔۔۔

ڈاکٹر نے چیک اپ کے بعد کچھ انجیکشن لگائے۔۔۔

دوائی یں دیں کیونکہ ڈاکٹر نے کہا کہ یہ اٹھی تو اسکا جسم بہت درد pain killer اور کچھ کریگا۔۔۔

پین کلر اسے ہر چار گھنٹے بعد دینی ھے اور یہ ایک ٹیبلٹ اور ھے یہ دو دن لگاتار دینی ھے تاکہ انکے خون کا بہاؤ نارمل رھے۔۔۔۔

ڈاکٹر کو چھوڑ کر وہ واپس آیا۔۔۔

سنڈے تھا آج چھٹی تھی۔۔۔

عضد کو بھی نیند آنے لگی۔۔۔پوری رات کا جاگا ھوا تھا۔۔۔

وہ رتابہ کو بانہوں میں لیئے سو گیا۔۔۔

مایا جاگ چکی تھی وہ پاس والے پارک میں واک کیلیئے چلی گئی۔۔۔

علی سویا ھوا تھا۔۔۔

رتابہ کی آنکھ کھلی۔۔۔

پہلے تو رات کا خوفناک منظر اسکی آنکھوں میں لہرایا۔۔۔

تو اسکا وجود کانپ گیا۔۔۔

اور اپنا چہرہ بے یقینی کے عالم میں چھو کر دیکھنے لگی کہ وہ زندہ ھے۔۔۔۔۔

پھر اس نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولیں تو خود کو عضد کی بانہوں میں پایا۔۔۔۔

اسے کچھ سمجھ نا آیا کہ وہ رات کو کہا تھی۔۔۔اور گھر کیسے آئی۔۔۔اور عضد اسکے قریب اتنا کب اور کیسے آیا۔۔۔۔

وہ عضد سے کچھ دور ھوئی تو نا ھو سکی۔۔۔ عضد کے کندھے کے نیچے اسکے بال تھے۔۔۔

وہ آرام سے جھک کر اپنے بال نکالنے کی کوشش کرنے لگی تو اس نے دیکھا عضد وداؤٹ شرٹ سو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ بری طرح ڈری اور اپنے بال کھینچ کر نکالنے لگی تو عضد جاگ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے خود پر جھکا دیکھ کر وہ اٹھ کر تھوڑا اونچا ھوا تو رتابہ اسکے اتنے قریب تھی کہ اسکی سانسوں کی مہک اسکو اپنے اندر اترتی محسوس ھوئی۔۔۔۔

لیکن رتابہ کے ذھن کو ھزار وسوسوں نے آ گھیرا۔۔۔

رات کی اذیت وہ بھول ہی گ ئی۔۔۔۔۔

عضد نے اسکی ھوائی یاں اڑتی دیکھی تو بولا کیا ھوا۔۔۔۔

آپ یہاں میرے ساتھ اور اتنے قریب۔۔۔۔۔۔۔

اسمیں حیرانی والی کیا بات ھے؟؟

پہلی بار تو نہیں سویا میں تمھارے ساتھ ۔۔۔ نا تم پہلی بار بانہوں میں آئی ھو میری۔۔۔۔

عضد اٹھ کر اپنی شرٹ پہننے لگا۔۔۔۔

رتابہ کی نظر صوفے پر پڑی جہاں اسکا رات والا لباس پڑا ھوا تھا۔۔۔

پھر اس نے اپنی طرف نظر کی تو وہ عضد کے شاٹ ٹراؤزر اور شرٹ میں تھی۔۔۔۔

ایک عجیب سے خوف نے رتابہ کو آ گھیرا۔۔۔

آج سے تین سال پہلے بھی ایسی ہی رات تھی جب اسکا استحصال ھوا تھا۔۔۔۔اور اسکی معصومیت اور پاکیزگی پاش پاش ھوئی تھی۔۔۔۔

جسکی سزا وہ اب تک بھگت رہی تھی۔۔۔۔

وہ اٹھی تو اسکا جسم ٹوٹ رہا تھا درد سے۔۔۔۔

میرے کپڑے کس نے چینج کی ہے۔۔۔۔۔

عضد آرام سے بولا۔۔۔

تمھاری دوست آئی تھی لاھور سے اس نے کی ہے۔۔۔۔

آپکا اور میرا مذاق نہیں پلیز۔۔۔ سچ بتائیں۔۔۔۔

عضد مسکرا کر بولا۔۔۔

میں نے کی ہے ھیں۔۔۔

لیکن کیوں کی ہے وہ اسکے سامنے آ کھڑی ھوئی۔۔۔۔۔

مر جاتی تم گیلے کپڑوں میں اسلی ہے کی ہے اور مائی ڈی ئی ر تمھاری اطلاع کیلیے عرض ھے کہ پہلی بار نہیں کی ہے۔۔۔۔

رتابہ کی آنکھیں مذید حیرت سے پھیل گ ئی یں۔۔۔ کیا مطلب پہلی بار نہیں کی ہے۔۔۔۔۔

اس سے پہلے بھی کافی بار کر چکا ھوں۔۔۔۔

عضد کو اسکا ڈرا سہما سا سراپا اسوقت اچھا لگ رہا تھا۔۔۔ اور عضد کی آنکھوں میں کچھ ایسا تھا جسے دیکھ کر رتابہ برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔۔

میری اجازت کے بغیر کیوں کیا یہ سب آپ نے۔۔۔

عضد کو اسے چھیڑ نا اچھا لگا۔۔۔۔۔۔

تمھیں اتنا غصہ کیوں آ رہا ھے۔۔۔ یہ سب ھمارے درمیان پہلی بار تو نہیں ھوا۔۔۔۔

وہ اسے حیران چھوڑ کر مسکرا کر بڑے رومانوی انداز میں بولا۔۔۔۔ ویسے اک مزے کی بات بتاؤں۔۔۔۔ یہ رات مجھے کبھی نہیں بھولے گی۔۔۔۔

رتابہ کے رہے سہے ھوش بھی اڑنے لگے۔۔۔۔

کیا ھمارے بیچ پہلی بار نہیں ھوا۔۔۔ کیا کیا ھے آپ نے میرے ساتھ ۔۔۔۔اور یہ سب کب سے چل رہا ھے۔۔۔۔ وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔۔۔۔

عضد اسکا رسپانس دیکھ کچھ سیریس ھو گیا۔۔۔۔

تم یہ سننا چاھتی ھو کہ تمھارے ھوش میں نا ھونے کا میں نے کتنا فائدہ اٹھایا ھے۔۔۔۔۔

رتابہ اسکی آنکھوں میں کوندتی شرارت دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

اس پل عضد کے چہرے میں اسے وہ چہرہ دکھائی دیا جو اسکی زندگی بھر کی بربادی کا سامان بنا تھا۔۔۔ اسکا انداز بھی ایسا ہی تھا۔۔۔۔ جو اسوقت عضد کا تھا۔۔۔۔

عضد نے مسکرا کر اسکے ماتھے پر انگلی رکھی بہت کچھ کیا ھے۔۔۔۔۔ وہ اپنی انگلی اسکے ماتھے سے ناک اور ھونٹوں سے گزارتا ھوا بولا۔۔۔۔۔ ویسے ھو بڑی میٹھی تم۔۔۔۔۔ عضد جب گردن سے اپنا ہاتھ نیچے لایا تو اس سے برداشت نا ھوا۔۔۔۔۔ اور اچانک رتابہ کا ہاتھ اٹھا اور وہ عضد کو چماٹ مار گئی۔۔۔۔۔

یہ سب اتنا اچانک ھوا کہ نا تو عضد کو سمجھ آئی کہ کیا ھوا نا رتابہ کو کہ اس نے کیا کیا۔۔۔

عضد تو جیسے کچھ لمحہ سکتے میں آ گیا۔۔۔۔

پھر کچھ دیر بعد اسے بازوؤں سے جکڑ کر بولا۔۔۔

تھپڑ کیوں مارا تم نے مجھے۔۔۔۔

رتابہ کو سمجھ نا آئی کہ اس نے کیسے مارا۔۔۔

وہ چلا کر بولا۔۔۔

تھپڑ کیوں مارا تم نے مجھے۔۔۔۔

رتابہ کیا بولتی خوف کے مارے اسکی آواز ہی بند ھو گ ئی۔۔۔

اسلی ئے مارا ھے نا کہ میں نے تمھیں چھوا ھے۔۔۔۔

عضد نے اسے بیڈ پر پٹخا۔۔۔

رتابہ نے گلے سے تھوک نگلا اور بمشکل بولی۔۔۔ کیوں چھوا تم نے مجھے میری مدھوشی میں۔۔۔ کب کب اور کس کس طرح استعمال کیا مجھے۔۔۔۔۔۔ وہ شدید غم و غصے سے چلانے لگی۔۔۔۔۔ تھوکتے بھی مجھی پر ھو اور چاٹتے بھی ھو۔۔۔۔

وہ اسے اپنے شکنجے میں لیکر بولا۔۔۔

تھوکا تو میں نے آج تک نہیں تم پر نا چاٹا تھا لیکن اب اس تھپڑ کا جواب تو دونگا میں تمھیں۔۔۔۔

رتابہ خود کو چھڑانے لگی۔۔۔

چھوڑو مجھے۔۔۔۔

اب تو نہیں چھوڑونگا میں تمھیں۔۔۔۔

پہلے تو ایسا کچھ نہیں کیا میں نے لیکن ابھی جو الزام لگایا ھے نا وہ پورا کر کے دکھاؤ نگا تمھیں۔۔۔۔۔

رتابہ اسے پیچھے ہٹانے لگی۔۔۔۔

لیکن اسکی ننھی سی جان تھی جو اسوقت مکمل عضد کی گرفت میں تھی۔۔۔۔

چھوڑو مجھے وہ چلائی۔۔۔۔۔

علی جو ابھی ابھی اٹھ کر اپنے کمرے سے باہر آیا تھا رتابہ کی چیخ سن کر اوپر آیا۔۔۔۔

اتنا برا کیوں لگ رہا ھے آج میرا چھونا تمھیں۔۔۔۔دل تو چاھ رہا ھے ہر اس شرم کی حد سے گزر جاؤں جس سے تم پہلے گزر کر آئی ھو۔۔۔

لیکن میں ان بے غیرت مردوں میں سے نہیں۔۔۔ نفرت اور بدلے کی آگ میں جل کر بھی میں تمھیں اس قابل نہیں سمجھتا کہ اپنا ھم جسم کروں۔۔۔۔

عضد کی گرفت اس پر اتنی ٹائی ٹ تھی کہ اسکا سانس رکنے لگا۔۔۔۔۔

وہ کیسے چھڑاتی خود کو اس ظالم شخص کی گرفت سے جسے غصے میں بھی وہ خود لائی تھی۔۔۔۔

اب اسکا غصہ رتابہ کو خود پر ہی سہنا تھا۔۔۔

وہ اسے چھوڑ کر اٹھا۔۔۔

رتابہ نے خود کو جلدی سے کمبل میں لپیٹا کیونکہ عضد کی زبردستی سے اسکی شرٹ کے بٹن کھل چکے تھے۔۔۔۔۔

وہ اسکا منہ جبڑوں سے پکڑ کر بولا۔۔۔

جو کام تمھارے ساتھ میں نے کبھی مدھوشی میں بھی نہیں کیا اگر اب کرنا بھی پڑا تو تمھارے پورے ھوش و حواس میں کرونگا۔۔۔۔

اور مجھے یہ سب کرنے کیلئے تمھاری اجازت کی ہرگز ضرورت نہیں۔۔۔۔۔

اور یاد رکھنا اپنے اس تھپڑ کو۔۔۔ جس وجہ سے مارا ھے نا وہ وجہ اب تمکو بگھتنی ھوگی۔۔۔۔۔

وہ اسے چھوڑ کر غصے سے کمرے سے باہر نکلا تو دروازے پر کھڑے علی سے ٹکرا گیا۔۔۔۔

وہ اتنے غصے میں تھا کہ علی کو دھکا دے کر دھپ دھپ سیڑھیاں اترنے لگا۔۔۔۔

علی کی نظر اندر بیڈ پر کمبل میں لپٹی باآواز روتی ھوئی رتابہ پر پڑی تو وہ تیزی سے عضد کے پیچھے آیا۔۔۔

ر کو کہاں جارھے ھو۔۔۔

علی کی آواز پر وہ پلٹا۔۔۔

علی بلکل اسکے سامنے آکر کھڑا ھوا۔۔۔

کیا کیا ھے تم نے اس لڑکی کیساتھ۔۔۔۔

تم کون ھوتے ھو پوچھنے والے میں جو بھی کروں۔۔۔۔

علی کو اسکے جواب پر تپ چڑھ گ ئی۔۔۔

شرم نہیں آتی تمھیں۔۔۔ اتنے گھٹیا انسان ھو گے تم میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔۔

بابا تو بڑے تمھارے گن گاتے ھیں اب دیکھیں ذرا آکر تمھاری اصلیت کیا ھے۔۔۔۔۔

عضد مذید غصے میں آگیا۔۔ کس لہجے میں بات کر رھے ھو تم مجھ سے۔۔۔۔

علی بھی غصے میں تھا۔۔۔۔۔

لعنت ھے تمھاری مردانگی پر۔۔۔ جو اک بے سہارا لڑکی کو گھر میں بھی رکھتے ھو اور اسکی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ھوئے اسکی عزت سے بھی کھیلتے ھو۔۔۔۔۔

عضد کو اسکی بات سمجھ نا آئی کہ وہ کیوں اور کیا کہہ رہا ھے ایسا۔۔۔۔

وہ اس پر چلایا بند کرو اپنی بکواس۔۔۔ اس سے پہلے کہ میں بھول جاؤں کہ تم کون ھو۔۔۔۔

میں بھی تمھارا لحاظ کر رہا تھا اب تک لیکن اس گھر میں یہ سب نہیں چلے گا کہ تم ایک یتیم لڑکی کو اسطرح استعمال کرو۔۔۔۔

کس حیثیت سے اسے تم نے اپنے ساتھ رکھا ھوا ھے۔۔۔دو وقت کی روٹی اور چھت دیکر تم جیسے مرد ایسی مجبور لڑکیوں کو رکھیل بننے پر مجبور کر دیتے ھیں۔۔۔۔۔

عضد کے تو پیروں تلے سے زمین نکل گ ئی۔۔۔رکھیل کا لفظ عضد کو یوں لگا جیسے کسی نے اسکے کان میں پگھلتا ھوا سیسہ انڈیل دیا ھو۔۔۔

اس کے کانوں کی لوئیں جلنے لگیں۔۔۔۔اس نے تھپڑ مار کر علی کو پیچھے دھکا دیا۔۔۔۔

علی اس پر جھپٹا تم ھوتے کون ھو مجھ پر ہاتھ اٹھانے والے۔۔۔

عضد نے اسے قابو میں کیا اور اپنا گریبان چھڑاتے ھوئے بولا۔۔۔۔

میں اس بے چاری اور یتیم لڑکی کا شوہر ھوں جسے تم نے میری رکھیل کہا ھے۔۔۔

بیوی ھے وہ میری۔۔۔

اسکی آواز پورے گھر میں گونجی۔۔۔

بیوی ھے وہ میری۔۔۔۔

بیوی ھے وہ میری۔۔۔۔

علی پر تو اسوقت حیرت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔۔۔۔۔یہ سن کر کہ رتابہ اسکی بیوی ھے۔۔۔۔۔

رتابہ انکا شور سن کر کمرے سے باہر آئی۔۔۔

عضد نے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

یہ سب تمھیں اس بے سہارا لڑکی نے کہا ھے نا۔۔۔

عضد اسکی طرف لپکا۔۔۔

رتابہ نے عضد کو اپنی طرف آتا دیکھ کر دروازہ لاک کر دیا۔۔۔۔

علی نے اسے ہاتھ پکڑ کر روکا۔۔۔۔

اس نے کچھ نہیں کہا۔۔۔۔

میں قسم کھاتا ھوں اللہ کی کہ مجھے نہیں معلوم تھا وہ تمھاری بیوی ھے۔۔۔۔

مایا نے کیا تھا۔۔۔۔ misguide مجھے

عضد کے قدم وہیں رک گ ئے۔۔۔۔

کیا۔۔۔ کیا کہا تم سے مایا نے کہ یہ لڑکی میں نے اپنے لطف کا سامان بنا کر رکھی ھوئی ھے۔۔۔

اور اسکے بے سہارا ھونے کا میں پورا پورا فائدہ اٹھا رہا ھوں۔۔۔۔۔

علی نے اسکا غصہ ٹھنڈا کرنا چاہا۔۔۔

یار بہت شرمندہ ھوں میں۔۔۔۔اپنے الفاظ واپس لیتا ھوں۔۔۔۔معاف کر دو غلطی ھو گ ئی مجھ سے انجانے میں۔۔۔

علی ھمدانی صاحب۔۔۔

کمان سے نکلا ھوا تیر اور منہ سے نکلی ھوئی بات کبھی پلٹ کر واپس نہیں آتی۔۔۔۔

اور معاف تو کسی صورت نہیں کرونگا میں تمھیں بھی اور مایا کو بھی۔۔۔۔

علی مایا کے جھوٹ بولنے پر جیسا عضد کو سمجھا تھا بہت شرمندہ تھا وہ۔۔۔۔۔

انکی اسی لڑائی میں مارننگ واک کرتی مایا اندر آئی۔۔۔

ھیلو guys .....

عضد اسکے پاس آیا۔۔۔

کیا کہا ھے تم نے علی سے رتابہ کے اور میرے بارے میں۔۔

مایا علی کو دیکھنے لگی۔۔۔

میں نے تو کچھ نہیں کہا کیوں کیا ھوا۔۔۔۔؟؟؟

عضد نے اسے بازو سے پکڑا۔۔

تم نے رتابہ کے متعلق کیا کہا ھے۔۔۔کیا لگتی ھے وہ میری۔۔۔

یہی کہا ھے کہ دور پرے کی جاننے والی ھے تمھاری۔۔۔۔

عضد نے اسکے ہاتھ سے بوتل چھینی اور غصے سے زمین پر پٹخی۔۔۔

کیوں علی سے جھوٹ بولا تم نے۔۔۔۔

وہ اس قدر اونچا دھاڑا کہ اسکی آواز سے دیواریں بھی لرز اٹھیں۔۔۔۔۔

وہ بھول گیا کہ اسکے سامنے مایا تھی۔۔۔۔

وہ اس سے بھی اونچی آواز میں چلائی۔۔۔

تمیز کے دائرے میں رہ کر مجھ سے بات کرو۔۔۔

نا میں رتابہ ھوں اور نا ہی رتابہ کیطرح لاوارث۔۔۔۔۔۔

انکی آواز اتنی بلند تھی کہ رتابہ سب کچھ سن رہی تھی۔۔۔۔

عضد کو بے انتہا غصہ تھا اس پر۔۔ جھوٹ بولا کیوں تم نے۔۔۔ کیا ثابت کرنا چاھتی تھی تم۔۔۔۔

ہاں۔۔۔۔ ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔۔

جھوٹ بولا میں نے علی سے تو صرف تمھاری خاطر۔۔۔۔

سچ بولتی میں اس سے۔۔۔ تمھاری حقیقت سے آگاہ کرتی کہ کسطرح بھیڑ بکری سمجھ کر تم نے اپنی بیوی کو رکھا ھوا ھے۔۔

وہ کھاتی تم سے الگ ھے سوتی تم سے الگ ھے رہتی تم سے الگ ھے۔۔۔جوتے کی نوک پر رکھتے ھو تم اسے۔۔۔یہ سب بتاتی میں۔۔۔۔

ایک تو تمھاری عزت رکھی ھے اوپر سے تم مجھ پر ہی الٹ رھے ھو۔۔۔۔

عزت دینے یا لینے کے قابل ہی نہیں ھو تم۔۔۔۔

بند کرو اپنی بکواس۔۔۔۔

کیوں بند کروں اپنی بکواس۔۔اب سچ برداشت نہیں ھو رہا۔۔۔۔

دن بھر اسکے ساتھ نوکروں اور جانوروں والا سلوک کرتے ھو اور رات کو اسکے تلوے چاٹنے چلے جاتے ھو۔۔۔۔۔

اسکی بات عضد کو تیر کیطرح لگی۔۔۔

شیٹ اپ عضد نے جیسے ہی اس پر ہاتھ اٹھایا۔۔

تو علی نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔کیا کر رھے ھو یار بس کرو تم دونوں۔۔۔۔۔

تمھاری اتنی ھمت کہ تم نے اس گھٹیا عورت کے پیچھے مجھ پر مایا ھمدانی پر ہاتھ اٹھایا۔۔۔۔

علی نے مایا کو پکڑا جو اپنے قابو سے باہر ھوتی جا رہی تھی۔۔۔۔

مرد کہتے ھو خود کو۔۔۔ تھوھے تمھارے مرد ھونے پر۔۔۔اپنی بیوی کو تو کوئی عزت کوئی مقام دے نہیں سکتے۔۔۔دوسروں کی بہن بیٹیوں کی بھی عزت نہیں تمھاری نظر میں۔۔۔۔

اتنا ہی غصہ آیا ھے نا میرے جھوٹ بولنے پر تو مرد بنو پھر۔۔۔۔۔نامرد نہیں۔۔۔۔

راتوں کو چھپ چھپ کر چوروں کیطرح شوہر بیوی کے کمرے میں نہیں جاتے تمھاری طرح۔۔۔

علی نے مایا کہ منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔اور اسے کمرے میں لے گیا۔۔۔۔

اسکی آوازیں اندر سے بھی آرہی تھیں۔۔۔۔

سمجھتا کیا ھے خود کو یہ۔۔۔

مجھے جھوٹا کہہ رہا ھے اپنے گریبان میں تو جھانکے۔۔۔۔

بیوی مانتا ہی نہیں وہ اسے۔۔۔۔اور کیسی بیوی ھے وہ اسکی میں اچھے سے جانتی ھوں پہلے مرد تو بن کر دکھائے اسکے معاملے میں۔۔۔۔۔

مجھے جھوٹا کہتا ھے۔۔۔۔

اس ناچیز جیسی لاوارث لڑکی کی خاطر یہ میرے منہ لگا۔۔۔۔

عضد نے اسے بند دروازے سے جواب دیا۔۔۔

لاوارث نہیں ھے وہ۔۔۔۔

وارث ھوں میں اسکا۔۔۔۔۔ خبر دار جو تم نے اسکے بارے میں ایک لفظ بھی اور کہا تو۔۔۔

وہ باہر آئی۔۔۔

کیا کر لو گے تم۔۔۔۔

تمھارا منہ توڑ دونگا میں۔۔۔۔

تمھارا اپنا منہ تو کسی کو دینے کے قابل ھے نہیں۔۔۔۔ دوسروں کا کیسے توڑو گے تم۔۔۔

اپنے گریبان میں جھانکو ھو کیا تم۔۔۔۔

بس بہت سن لی تمھاری بکواس میں نے اب کچھ کہا تو اپنی حالت کی ذمہ دار تم خود ھو گی۔۔۔۔

علی نے بڑی مشکل سے مایا کو چپ کروایا کیونکہ اسوقت عضد کی آنکھوں سے ایسے لگ رہا تھا کہ ان میں خون اترا ھوا ھے۔۔۔۔

جاؤ جاؤ بڑے آئے دھمکانے والے۔۔۔۔۔۔

علی نے دونوں کے آگے ہاتھ جوڑے۔۔۔۔۔ اور مایا کو پھر اندر کیا کہ انکی آپس میں لڑائی مذید نا بڑھ جائے۔۔۔۔۔۔

مایا شدید غصے میں تھی اسطرح آج تک اسکے ساتھ کوئی پیش نہیں آیا تھا۔۔۔۔

علی اسکے پاس آیا۔۔۔

وہ اب بھی غصے سے بڑبڑا رہی تھی۔۔۔

بس کردو یار اب ساری غلطی تمھاری ھے۔۔۔

اسکا چلانا اور یہ سب کرنا حق پر تھا۔۔۔۔

وہ غصے سے گہرے سانس لیکر بولی غلطی میری نہیں اسکی اپنی ھے۔۔۔

جیسا رویہ ھے نا اسکا رتابہ کیساتھ میں کیا ہر کوئی مشکوک ھو سکتا ھے کہ وہ اسکی بیوی ھے ہی نہیں۔۔۔۔

behave میں نے اسلیئے تم سے جھوٹ بولا تھا کہ یہ تمھاری نظروں میں نا گرے اپنے کیوجہ سے۔۔۔۔

جو روپ میں نے دیکھا ھے نا اسکا وہ تم دیکھتے تو ہزار سوال اٹھتے تمھارے ذہن میں۔۔۔۔

کوئی مرد میں نے آج تک اس جیسا نہیں دیکھا جو سب کے سامنے اپنی نفرت کا ڈھنڈورا پیٹے سال بھر اور پھر جب دل چاھا اسے اپنے بستر کی زینت بنالے۔۔۔۔۔

بنتا تمھارے ذہن میں اسکا۔۔۔۔ image یہ سب دیکھ کر کیا سمجھتے تم۔۔۔۔۔ کیا

جیسا سلوک یہ کرتا ھے نا اسکے ساتھ ایسا تو کوئی کوٹھے والی جسم فروشوں کیساتھ نا کرے۔۔۔۔

عضد دروازہ کھول کر اندر آیا۔۔۔

تم اپنی بکواس بند کرو گی یا نہیں۔۔۔۔۔

علی پریشان ھو گیا کس کو سنبھالتا دونوں ہی ہار ماننے کو تیار نا تھے۔۔۔۔۔

نہیں کرونگی بند کیونکہ مجھ سے تمھارا دوغلا پن برداشت نہیں ھوتا۔۔۔

اندر سے کچھ ھو تم اور باہر سے کچھ۔۔۔۔۔۔۔

علی نے مایا کو خاموش کروایا۔۔۔

بس کر دو یار حد ھوتی ھے۔۔۔۔ تمھارے اس جھوٹ کیوجہ سے یہ سارا فساد کھڑا ھوا ھے۔۔۔۔

ہاں جھوٹ بولا ھے میں نے تو قبول بھی کیا ھے۔۔۔

یہ کیوں نہیں اپنے من کی کھوٹ قبول کرتا۔۔۔

اگر جھوٹ ہی بولتا ھے تو قائم رھے اس پر۔۔۔

آدمی کو صاحب کردار ھونا چاھیئے۔۔۔۔۔

عضد کرخت لہجے میں اسے گھور کر بولا۔۔۔

میرا کردار تو کھوٹا سہی اور میں صاحب کردار بھی نا سہی لیکن شکر ھے کہ تمھاری اصلیت تو کھل کر میرے سامنے آئی ھے کہ کسی بھی لحاظ سے قابل اعتبار نہیں ھو۔۔۔۔۔۔۔

اتنا کہہ کر وہ رکا نہیں اور زور سے دروازہ بند کر کے گھر سے ہی چلا گیا۔۔۔۔

رتابہ خود کو کمبل میں لپیٹے روتی رہی کہ کیا سے کیا ھو گیا تھا آج۔۔۔۔

کیوں اس نے تھپڑ مارا عضد کو۔۔۔۔۔

اور مایا اور علی نے کتنی گھٹیا باتیں کیں۔۔۔

کسقدر برا نام دیا ان کے اس پاکیزہ رشتے کو۔۔۔۔

اسے اپنے آپ سے بھی گن آنے لگی۔۔۔۔انکی سوچ جان کر۔۔۔۔

وہ شدتِ احساس سے رو پڑی۔۔۔۔

آج تک عضد کی تمام سختیاں اس نے جھیلی تھیں۔۔۔لیکن علی اور مایا کی باتیں اسکی برداشت سے باہر تھیں۔۔۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ خود کو مار دیتی یا ان دونوں کا منہ نوچ لیتی۔۔۔

کاااااش میں لاوارث نا ھوتی۔۔۔کاااااش کوئی تو ھوتا میرا کاااااش۔۔۔۔۔۔۔

روتے ھوئے اسے عضد کا جملہ یاد آیا۔۔۔ عضد نے یہ کیسے کہہ دیا کہ میں لاوارث نہیں۔۔۔۔

میرا وارث ھے وہ۔۔۔۔

اور میری خاطر وہ مایا کا منہ توڑنے کو بھی تیار تھا۔۔۔۔

اور یہ مایا کیا کہہ رہی تھی کہ چوروں کیطرح رات کو میرے کمرے میں آنا عضد کا۔۔۔۔۔

اور کل گزری ھوئی رات کو کیا ھوا تھا ان دونوں کے بیچ۔۔۔ کیا کیا تھا عضد نے میرے ساتھ۔۔۔۔

کیا وہ سچ کہہ رہا تھا کہ اس نے میری حیا کی لاج رکھی ھے۔۔۔۔

جھوٹ تو اس نے آج تک کبھی نہیں بولا۔۔۔۔ جھوٹ سے اسے بلا کی نفرت تھی۔۔۔ اور رتابہ سے بھی۔۔۔۔

وہ خود سے سوال کرنے لگی۔۔۔۔

کیا اتنی طاقت ھے اسکی نفرت میں کہ میرا ھو کر بھی مجھے حاصل نہیں کرنا چاھتا۔۔۔۔

لیکن آج جو کچھ ھوا۔۔۔۔

اب وہ مجھ سے اپنی اسقدر ھونے والی ذلت کا بدلہ بھی لے گا؟؟؟۔۔۔۔

سوچ سوچ کر اسکا دماغ پھٹ رہا تھا۔۔۔ گزری ھوئی رات کی تکلیف اور درد وہ بھول ہی گ ئی تھی۔۔۔ جسے اس نے موت سے بھی بدتر کاٹا تھا۔۔۔

فکر اور پریشانی تھی اب اسے آنیوالے وقت کی کہ اب عضد کیا کرے گا اسکے ساتھ۔۔۔

اب وہ مجھے اذیت دینے کا کونسا روپ دھارے گا۔۔۔۔

اور میری اس تھپڑ والی غلطی کا ازالہ کسطرح چکانا پڑے گا مجھے۔۔۔

شاید اپنی جان دیکر بھی نا چکا پاؤ نگی میں۔۔۔۔۔

اپنے ہی دامن سے اس نے اپنے آنسو پونچھے۔۔۔

اور گھٹنے میں سر دی ئے اپنے ہی بانہوں کے حصار میں لیا خود کو۔۔۔ اپنا درد وہ ھیشہ اللہ سے یا اپنے آپ سے بانٹتی تھی۔۔۔ کوئی نا تھا اسکے درد کا ساتھی جو آکر اسکے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھتا۔۔۔ یا یہ کہتا کہ فکر نا کرو میں ھوں تمھارے ساتھ۔۔۔

آج پھر شدت سے اسے اپنے لاوارث ھونے کا احساس ھوا۔۔۔۔

کہ کاش اسکا بھی کوئی تو اپنا خونی رشتہ ھوتا۔۔۔۔۔

تو مایا اسے آج بار بار لاوارث ھونے کا طعنہ نا دیتی۔۔۔۔۔

ساحل کی آتی جاتی لہروں پر عضد قدم جمائے کافی دیر کھڑا رہا۔۔۔

ریت اسکے پیروں سے سرکتے سرکتے اسکے پاؤں اپنے اندر دھنساتی رہی۔۔۔۔۔

مایا کے الفاظ تھپڑ کیطرح اسے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔

پہلے یہ اسکے معاملے میں مرد تو بن کر دکھائے۔۔۔۔

رات کو چوروں کیطرح شوہر بیویوں کے کمرے میں نہیں جاتے۔۔۔۔اسکی یہ حرکات دیکھ کر کون یقین کریگا کہ وہ اسکی بیوی ہے۔۔۔۔۔

پاؤں کی جوتی سمجھتا ہے یہ اسے۔۔۔۔

پھر اسے رتابہ کا تھپڑ یاد آیا۔۔۔

اس نے کیوں مارا مجھے تھپڑ۔۔۔

اسکا تو میں شوہر تھا۔۔۔جو چاہے میں کر سکتا تھا۔۔۔

پھر اسے میرا چھونا یا میرا انداز کیوں اتنا برا لگا۔۔۔

کیا وہ بھی مجھ سے میری نفرت کرنے لگی ہے۔۔۔۔

آج اسکے چہرے پر میرے ساتھ ہونے کا سکون دکھائی نہیں دیا مجھے کیوں؟؟؟

کیا وہ ڈرگ ئی ھے مجھ سے یا اسکا اعتبار اٹھ گیا مجھ سے۔۔۔۔

اعتبار کا سوچ کر عضد کے کانوں میں چھناکے سے کچھ ٹوٹنے کی آواز گونجی۔۔۔۔

اعتبار۔۔۔۔ کیا میں کرتا ھوں اس پر۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔

لیکن کیوں؟؟؟

وہ خود ہی سوال بھی کر رہا تھا اور جواب بھی خود ہی دے کر خود کو مطمئن کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔

لیکن اسکا غصہ کسی صورت کم نہیں ھو رہا تھا۔۔۔۔

وہ کھڑے کھڑے تھکا تو بیٹھ گیا وہیں پر۔۔۔۔

اپنے پیروں سے نیچے سرکتی ھوئی ریت پر اسے جازب کی بات یاد آئی۔۔۔

یار خوش رہا کرو۔۔۔ پیچھے مڑ کر نا دیکھو۔۔۔ماضی راکھ کا ڈھیر ھے۔۔۔اپنے پاؤں مضبوط رکھو۔۔۔ کیونکہ حال لمحہ بہ لمحہ ریت کی طرح سرک رہا ھے۔۔۔۔۔اور روشن خیالات کیساتھ اپنے قدم تیزی سے بڑھاؤ آگے کیطرف اور آنکھیں کھول کر رکھو کیونکہ مستقبل تاریک خلا ھے۔۔۔۔۔

پانی میں مسلسل بیٹھنے سے بھی اسے سردی کا احساس نا ھوا۔۔۔

ہلکی ہلکی بارش شروع ھو گ ئی تھی۔۔۔

ٹپ ٹپ گرتی بوندوں سے وہ بھیگنے لگا تو اسے سردی کا احساس ھوا اور وہ جا کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔اور سگریٹ پینے لگا۔۔پہلے سگریٹ پر وہ خوب کھانسا۔۔

لیکن پھر ایک کے بعد دوسرا پھر تیسرا۔۔پھر وہ سگریٹ پر سگریٹ پینے لگا۔۔سگریٹ کے دھوئیں کیطرح اسکا دل و دماغ بھی دھواں دھواں ھو رہا تھا۔۔

کس کو سناتا وہ اپنے دل کی کہانی۔۔

بس اندر ہی اندر وہ جلتا اور کڑھتا رہا۔۔۔۔

پھر ھوٹل میں کھانا کھا کر عشاہ کی اذان کے بعد گھر کیطرف آیا تو ساری سوچیں سارے خیالات دوبارہ اس سے کسی جن کیطرح آ چمٹے۔۔۔

مایا میڈم اب میں تمھیں بھی مرد بن کر دکھاؤ نگا اور رتابہ تمھیں بھی۔۔۔

دوغلا کہا ھے نا تم نے مجھے اب میں تمھیں اپنا ایک ہی روپ دکھاؤ نگا۔۔۔

علی پریشانی سے اسے ڈھونڈنے نکلا۔۔پر اسے زیادہ راستوں کا نہیں معلوم تھا آس پاس دیکھ کر واپس پلٹ آیا۔۔۔

پلز لے کر سو گ ئی تھی دوبارہ۔۔۔ sleeping مایا

رتابہ اپنے کمرے میں چلی گ ئی تھی۔۔۔

علی پریشانی میں عضد کا انتظار کرتا رہا۔۔۔۔ کہ صبح سے رات ھو گ ئی تھی وہ گھر نہیں لوٹا تھا۔۔۔

اسکا موبائل بھی آف جا رہا تھا۔۔۔۔

رات کو جب وہ گھر لوٹا تو علی ہال میں شدت سے اسکا منتظر تھا۔۔۔

کہاں تھے تم۔۔۔ کتنا پریشان تھا میں۔۔۔

عضد پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے اسے نظر انداز کرتا اوپر جانے لگا۔۔۔

عضد کچھ پوچھ رہا ھوں میں یار کہاں تھے تم۔۔۔۔ کیوں اتنی دیر سے گھر آئے ھو۔۔ کہاں تھے سارا دن۔۔۔۔

وہ رکا۔۔۔ میں کہاں تھا کیوں تھا۔۔۔ میں گھر دیر سے کیوں آیا یہ سب سوال تم نہیں کر سکتے مجھ سے۔۔۔

کیوں نہیں کر سکتا دوست ھوں تمھارا یار۔۔۔

عضد دو تین سیڑھیاں اتر کر اسکے قریب آ کر کھڑا ھوا۔۔۔

دوست اور میں۔۔

تم دونوں بھائی بہن کا کتنا گھٹیا معیار ھے یار مجھ سے کم ظرف دوست رکھتے ھو۔۔۔۔۔

یار کیوں شرمندہ کرتے ھو کہہ جو دیا غلط فہمی کی وجہ سے میں کہہ گیا سب۔۔۔معاف کر دو یار۔۔۔۔

عضد ایک ایک لفظ پر زور دیکر بولا۔۔۔شرمندہ تم کیوں ھو رھے ھو۔۔۔شرمندہ تو میں ھوں تم دونوں سے۔۔۔۔۔

علی نے اسکا ہاتھ پکڑا یار معاف کر دو اب رہنے بھی دو۔۔۔

بھائی جیسی حیثیت دیتا ھوں میں تمھیں۔۔۔تمھاری ناراضگی برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔

اوہ رئی یلی۔۔۔اگر واقعی بھائی سمجھتے تو مایا کی غلط بیانی پر یقین کر کے نا بیٹھتے ایک بار مجھ سے پوچھ لیتے۔۔۔۔

علی بہت پچھتا رہا تھا اسے اتنا کچھ کہا تھا اس نے اوپر سے رہتی قصر مایا نے پوری کر دی تھی۔۔۔۔۔

شرمندگی سے اس نے سر جھکا کر ایک بار پھر سوری کہا۔۔۔۔

تم سر نا جھکاؤ میرے بھائی سر تو شرم سے میرا جھکنا چاھیئے مجبور لڑکیوں کا دھرم شالا جو کھول رکھا ھے میں نے۔۔۔۔۔

علی آنکھیں جھکائے بولا۔۔۔

یار اتنا شرمندہ تو نا کرو کہ میں اپنی ہی نظروں میں گر جاؤں۔۔۔۔

عضد افسوس بھرے انداز سے بولا۔۔۔ کتنی فکر ھے خود کی نظروں میں گرنے کی۔۔۔۔

مجھے تم دونوں نے میری نظروں میں مجھے کہاں جا کر گرایا ھے اندازہ بھی ھے کچھ۔۔۔۔۔

علی رو دینے کو تھا۔۔۔

اندازہ ھے یار اسلیئے تم سے بار بار ایکسکیوز کر رہا ھوں۔۔۔۔۔

عضد نے پھر مذید کچھ نا بولا۔۔۔

اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔

صبح ناشتے کی میز پر وہ آیا تو مایا اور علی پہلے سے موجود تھے۔۔۔۔

انکو سرے سے اگنور کرتا وہ کچن میں آیا۔۔۔۔

رتابہ کو دیکھ اسے تھپڑ یاد آیا تو اسکا خون غصے سے کھولنے لگا۔۔۔۔

لیکن اس نے کنٹرول کیا۔۔۔

میرا ناشتہ ڈرائی نگ روم میں لے آؤ۔۔۔۔

رتابہ اسکا ناشتہ تیار کرنے لگی۔۔۔

اسکے سامنے جانے سے وہ گھبرا رہی تھی کہ نا جانے اب کیا کریگا عضد۔۔۔۔

رابی بھی نہیں تھی۔۔۔

وہ ڈرتے ڈرتے ٹرالی لیکر ڈرائی نگ روم میں داخل ھوئی۔۔۔۔

عضد ٹی وی دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے چائے ڈالی۔۔۔ عضد کی نظریں مسلسل اسکا احاطہ کی ئے ھوئے تھیں۔۔۔

اسکا رنگ بلکل پیلا ہلدی کی طرح ھو رہا تھا جیسے کسی نے سارا خون نچوڑ لیا ھو۔۔۔

آنکھیں بھی روئی روئی سوجھی ھوئی تھیں۔۔۔۔۔

طبیعت ٹھیک ھے تمھاری۔۔۔

وہ جاتے جاتے عضد کی آواز سن کر رکی اور اسکی جانب پیٹھ کی ئے جواب دیا۔۔۔

جی۔۔۔۔۔

ادھر آؤ میرے پاس۔۔۔۔

رتابہ کے قدم خوف سے وہیں جم گ ئے۔۔۔۔

ادھر آؤ۔۔۔۔

وہ اسکے سامنے سر جھکا کر مجر موں کیطرح کھڑی ھو گ ئی۔۔۔۔

عضد نے اسکا کپکپاتا ہاتھ پکڑا جواب بھی ٹھنڈا ھو رہا تھا۔۔۔۔

وہ اسکا ہاتھ تھامے اوپر اپنے کمرے میں آیا۔۔۔

علی اور مایا اسے دیکھتے رہ گ ئے۔۔۔۔۔

رتابہ دل ہی دل میں دعائیں کرنے لگی اللہ جانے کیا کریگا عضد اب اسکے ساتھ۔۔۔۔

اسکے ہاتھ میں دیں۔۔۔۔ tablets کمرے میں لے جا کر عضد نے کچھ

اور سمجھایا کہ یہ کس طریقے سے کھانی ھیں۔۔۔

اس نے سہمے سہمے بچوں کیطرح ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

عضد نے اسوقت خود کو بہت مشکل سے کنڑول کیا ھوا تھا کیونکہ۔۔۔اپنی ذلت اور اسکی چماٹ

اسے بار بار کل کا گزرا وقت یاد دلا رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ پھر رکا نہیں ناشتہ کر کے گاڑی نکال کر چلا گیا آفس۔۔۔۔

مایا اور علی کو ڈرائیور کے حوالے کر دیا۔۔۔۔۔

آفس جا کر بھی اس نے صرف کام کی بات کی وہ بھی علی سے۔۔۔

مایا کیساتھ تو وہ ایسے پیش آ رہا تھا جیسے وہ موجود ہی نا تھی۔۔۔۔

اگلی صبح عضد نے رابی کی جگہ ایک اور میڈ ہائیر کی۔۔۔

جو گھر کے کام کاج کیلئے آئی تھی۔۔۔

صبح ناشتے کی میز پر وہ آ کر آ بیٹھا۔۔۔۔اور نئی میڈ گلناز کو آواز لگائی۔۔۔۔۔

کام سمجھا رہا ھوں گھر کے سارے ایک بار۔۔۔

گھر کی صفائی اور برتن کے علاوہ تم نے دو بندوں کا ناشتہ اور رات کا کھانا بھی بنانا ھے۔۔۔۔

کن دو بندوں کا صاحب جی۔۔۔

ان کا۔۔۔عضد نے علی اور مایا کیطرف اشارہ کیا۔۔۔۔

جی ٹھیک ھے۔۔۔

لیکن صاحب جی آپکا۔۔۔۔

میری ذمہ داری میری بیوی کی ھے۔۔۔۔

مایا کو یہ بات سنکر جیسے آگ سی لگ گ ئی تھی۔۔۔

وہ ناشتہ چھوڑ کر اٹھ گ ئی۔۔۔

علی عضد کو دیکھتا رہا کہ وہ کس قدر انکو اگنور کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

عضد بڑے آرام سے ناشتہ کرتا رہا۔۔۔۔۔۔

دوپہر کا وقت تھا گلناز نے عضد کو گھر کے فون سے فون کیا۔۔۔

صاحب جی۔۔۔ باجی کی طبیعت بہت خراب ھے وہ کچھ کھا پی بھی نہیں رہی۔۔۔۔آپ آکر انکو ھسپتال لے جائیں۔۔۔۔

اس نے آنے کا کہہ کر فون کاٹا اور آفس سے جانے لگا۔۔۔۔

علی نے اس سے پوچھا۔۔۔

کہاں جا رھے ھو۔۔۔

وہ مایا کیطرف غصے سے دیکھ کر بولا گھر جا رہا ھوں رتابہ کی طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔۔

مایا نے عضد کے بجائے علی سے کہا۔۔۔۔

ھے ابھی۔۔۔۔ Meeting اس سے کہو

وہ اسکی بات ان سنی کر کے چلا گیا۔۔۔۔۔

مایا نے غصے سے پانی کا گلاس کمپیوٹر پر دے مارا۔۔۔

Behave ur self.....علی دانت پیس کر بولا۔۔۔۔

کر رہا ھے یہ۔۔۔ behave دیکھا تم نے اسکو کسطرح

اس سب کی ذمہ دار تم ھو۔۔۔۔۔

عضد موبائل اپنا بھول گیا تھا واپس لینے آفس آیا تو مایا چلا رہی تھی۔۔۔

ہاں ہاں سارے فساد کی جڑ میں ھوں نا۔۔۔۔

سچ جو بولا ھے میں نے اب برداشت کہاں ھو گا سب سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد اسکے پاس سے گزرتا ھوا رک گیا۔۔۔۔

سچ نہیں بولا تم نے بلکہ اپنے اندر پلنے والی غلاظت اگلی ھے۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ مایا اس سے کچھ کہتی اکاؤنٹ مینیجر دستک دیکر اندر آیا۔۔۔

وہ سب خاموش ھو گئے۔۔۔۔

اور عضد وہاں سے چل دیا۔۔۔۔

گھر پہنچ کر سیدھا وہ رتابہ کے کمرے میں گیا۔۔۔

آج وہ اسے اکیلی مل گ ئی تھی۔۔۔۔اپنے اندر کی بھڑاس اس نے کچھ تو نکالنی تھی۔۔۔۔

عضد نے اسکے پاس پڑے سائی ڈ ٹیبل پر وہ گولیاں دیکھیں جو اس نے دی تھی۔۔۔۔ان میں سے ایک گولی بھی رتابہ نے نہیں کھائی تھی۔۔۔۔

اسے موقعہ مل گیا اسے جھاڑنے کا۔۔۔

وہ اونچی آواز میں بولا۔۔۔

یہ کیا تماشا بنایا ھوا ھے تم نے۔۔۔۔

وہ کمبل میں منہ دی ئے لیٹی ھوئی تھی۔۔۔

اچانک عضد کے سر پر کھڑے ھو کر دھاڑنے سے ڈر گ ئی۔۔۔۔

تم کیا سمجھتی ھو کہ اسطرح بیمار رہ کر تم مجھ سے خود کو بچائے رکھو گی۔۔۔

اور میں تم سے ھمدردیاں جتاتا رھونگا۔۔۔۔۔تو یہ بھول ہے تمھاری۔۔۔۔

ابھی تک تمھارے اس تھپڑ کی گونج مجھے سنائی دیتی ھے جو تم نے میرے منہ پر مارا تھا۔۔۔

رتابہ اسکی آنکھوں میں غصہ دیکھ کر خاموش رہی۔۔۔۔

وہ اسکی سہمی ہوئی آنکھوں میں جھانک کر بولا۔۔۔۔

ڈرو مت مارونگا نہیں میں تمھیں۔۔۔

لیکن سزا تو ضرور دونگا میں تمھیں تمھاری اس ھمت اور گستاخی کی۔۔۔۔

جسکی وجہ سے تم نے مجھے تھپڑ مارا تھا۔۔۔۔

وہ اسے دھمکا کر واش روم میں چلا گیا۔۔۔۔

رتابہ کی یہ حالت مایا اور علی کی باتوں سے اور عضد کی زبردستی کرنے پر ھوئی تھی۔۔۔۔۔

بہت برا دھچکا لگا تھا اسے عضد کے اس روپ سے جو اب وہ دھارنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔

رتابہ کے دل میں اپنے ماضی کا خوف ابھی بھی کسی ناگن کیطرح آسن مارے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

وہ چاہ کر بھی اس رات کے خوف کو ان تین سالوں میں خود سے جدا نا کر سکی۔۔۔۔۔

وہ درد وہ ڈر وہ خوف وقت گزرنے کیساتھ ساتھ رتابہ کو اپنے شکنجے میں لیتا رہا۔۔۔

اسکے ماضی کا کوئی منظر بھی اسکی نظروں میں دھندلا نہیں ھوا تھا۔۔۔۔

ھمیشہ اپنا ماضی یاد آنے پر اسے ان لمحات کی تکلیف بلکل پہلے جیسی محسوس ھوتی تھی۔۔۔۔۔

اور اسے اس خوف سے رہائی نصیب نا ھوئی تھی۔۔۔۔

اب عضد کا رویہ ایسا دیکھ کر اسکے دل میں عضد کا بھی خوف بیٹھنے لگا تھا۔۔۔

وہ اپنی دانست میں سمجھتی رہی کہ عضد نے بھی زبردستی کی تو ایک اور زیان پیدا ھوگا۔۔۔ جسے عضد قبول نہیں کریگا۔۔۔اور اسکی زندگی مذید عذاب ھوگی۔۔۔۔

وہ اتنی سادہ دل اور معصوم تھی۔۔۔۔

اس نے میاں بیوی کی محبت کبھی دیکھی ہی نہیں تھی۔۔۔کہ اسے معلوم ھوتا کہ دنیا کا سب سے خوبصورت اور مضبوط بندھن تھا یہ۔۔۔۔

عضد کی نفرت اور دوری دیکھ دیکھ کر اسکا ذھن اس بات پر پک چکا تھا کہ اگر وہ بدلے کی آڑ میں اسکے قریب آیا تو وہ ظلم اور زیادتی ھوگی۔۔۔کیونکہ عضد کیساتھ اسکی شادی بھی زبردستی کا سودا تھی۔۔۔۔۔

اور زبردستی پر اسے اپنی زندگی کا ایک ہی سبق یاد تھا جس کا جیتا جاگتا نتیجہ زیان تھا۔۔۔۔۔

وہ عضد کی یہ زیادتی کسی طور قبول کرنے کو تیار نا تھی۔۔۔۔کہ اب وہ اسکی حیا کی حدوں کو پار کرتا۔۔۔۔۔

اس نادان کو کون سمجھاتا کہ میاں بیوی کے درمیان کسی قسم کا ستر پردہ نہیں ھوتا۔۔۔۔

عضد نے بھی تو اسکو کبھی پیار سے گائیڈ نہیں کیا تھا وہ ھمیشہ اسے دھتکارتا تھا۔۔۔

نااس نے کبھی کسی کی پیار محبت بھری زندگی دیکھی تھی نا کسی سے کبھی پیار محبت کی رام کہانیاں سنی تھیں۔۔۔۔۔

اس نے گوپال نمل اور نرگس کے علاوہ محبت کا کوئی روپ دیکھا ہی نا تھا۔۔۔۔۔

جن کے محبت کے تمام جذبات پاکیزگی سے لبریز تھے۔۔۔۔

اس نے شادی شدہ زندگی دیکھی تھی تو گوپال اور دیوی کی جس میں ہر وقت انکی لڑائی اور دیوی کا سخت رویہ اور بلاوجہ کی نفرت تھی۔۔۔اور دیوی کی من مرضی کے آگے گوپال کی سر جھکاتی خاموشی۔۔۔۔

پھر اس کی زندگی بھی کچھ ایسی ہی تھی۔۔۔گوپال کی جگہ اس نے خود کو دیکھا اور دیوی کے روپ میں عضد کو پایا۔۔۔۔

گوپال اسکی زندگی میں آنیوالا پہلا مرد تھا۔۔۔

اور گوپال کے علاوہ اس نے ہر مرد کو خود پر گندی نگاہ ڈالتے ہی دیکھا تھا۔۔۔۔

بابو کی زبردستی۔۔۔۔

پھر شہیر اور جمال کی نظریں۔۔۔انکے چھونے کا انداز۔۔۔۔

اسکے ساتھ پارلر والی کے گھر میں ہونے والی زیادتی پھر اب کل عضد کی زبردستی۔۔۔۔اس نے سب کو ایک ہی کٹہرے میں کھڑا کیا جن میں عضد بھی شامل تھا اب۔۔۔۔

بابو کی زبردستی سے وہ آج اس حال تک پہنچی تھی۔۔۔

اب نا جانے عضد کی زبردستی اسے کس حال تک پہنچاتی۔۔۔۔ عضد سے بھی اسکا دل خوف زدہ ھو گیا تھا۔۔۔۔

بڑا مان اور اعتبار تھا اسے عضد پر کیونکہ ایک وہی تو تھا جسے اس نے سب مردوں سے مختلف پایا تھا۔۔۔

لیکن یہ کیا عضد بھی اسے بابو اور دوسرے مردوں کے رنگ میں رنگتا ھوا نظر آنے لگا۔۔۔

اسکی آس اسکی امید اور اب تو اسکا اعتماد ہی ٹوٹنے کو تھا۔۔۔۔

جس جس کے ہاتھ لگتی وہ۔۔۔۔

ہر کوئی اسے اپنے حصہ سمجھ کر نوچنے کی کوشش کرتا۔۔۔

جس کی وجہ سے اسکے دل میں مرد نام کا مطلب صرف خوف رہ گیا تھا۔۔۔۔

اور اب خود کو نوچنے والے ہاتھوں میں عضد کے ہاتھ بھی اسے شامل لگے۔۔۔۔۔

وہ بہت بری طرح ٹوٹ رہی تھی اندر سے۔۔۔۔

اس سے عضد کا یہ روپ برداشت نا ھو سکا۔۔۔

عضد تو اسے دھکا کر منہ دھونے واش روم میں چلا گیا تھا۔۔۔۔

پر رتابہ کی روح بھی اب خوف سے پگھلنے لگی تھی کہ نا جانے عضد باہر آ کر کیا کرتا اسکے ساتھ۔۔۔۔

اسے کچھ سمجھ نا آئی۔۔۔۔

تو اس نے سائیڈ ٹیبل سے کچھ تلاش کرنے کی کوشش کی۔۔۔۔

رابی نے اسے ایک بار نیند نا آنے پر نیند کی گولی تھی۔۔۔

اور اسکی پوری اسٹرپ اب تک اسکے پاس تھی۔۔۔

وہ جلدی سے ڈھونڈنے لگی اسکے ہاتھ لگ گ ئی یں نیند کی گولیاں۔۔۔

اس نے پورا پتا ہتھیلی پر خالی کیا اور منہ میں ایک ساتھ ساری گولیاں ڈال لیں۔۔۔۔

اور پانی سے گلاس بھرنے لگی۔۔۔

عضد واش روم سے تولیئے سے منہ رگڑتا باہر نکلا۔۔۔

پہلے تو اسے سمجھ نا آیا کہ وہ کر کیا رہی ھے۔۔۔

لیکن جیسے ہی زمین پر خالی گولیوں کی اسٹرپ دیکھی تو بھاگ کر وہ اسکے پاس آیا اور پانی کا گلاس اسکے ہاتھ سے چھینا۔۔۔۔

گولیاں وہ منہ میں ڈال چکی تھی۔۔۔

عضد نے اسکا منہ زور سے پکڑا تھو کو ان کو باہر۔۔۔۔

گولیوں کی کڑواہٹ اسکے حلق میں گھلنے لگی۔۔۔

عضد نے اسکے منہ میں انگلی ڈال کر گولیاں باہر نکالیں۔۔۔۔

عضد پھر اسکے حلق تک انگلی لے گیا۔۔۔اس نے الٹی کی تو گلے میں اترنے والی ایک دو گولیاں بھی باہر نکل آئی یں۔۔۔

عضد کو بے انتہا غصہ آیا اس پر۔۔۔

کیا کر رہی تھی تم یہ۔۔۔۔

اسکے دونوں ہاتھ عضد کے ہاتھ میں تھے۔۔۔۔

کیوں کھائی یں یہ گولیاں تم نے۔۔۔۔

وہ بہت تھکے ہارے لہجے میں رو کر بولی۔۔۔۔

نہیں جینا مجھے۔۔۔

جینا پڑے گا تمھیں۔۔۔۔اتنی آسانی سے مرنے نہیں دونگا تمھیں میں۔۔۔۔

جینا بھی میرا کونسا آسان ھے۔۔۔۔۔

عضد اسے وارننگ دے کر بولا۔۔۔آج تو کی ھے یہ حرکت آئندہ کی تو بہت برا حال کرونگا میں تمھارا۔۔۔۔۔

حال تو اچھا رہا ہی نہیں میرا کبھی۔۔۔ نا ھو سکتا ھے اب اچھا۔۔۔۔۔

وہ مایوسیوں کی اتھاگہرائی یوں میں گر کر بولی۔۔۔۔۔

چھوڑ دیں عضد مجھے مر جانے دیں میں اب مذید ایسی زندگی نہیں گزار سکتی۔۔۔۔۔

جہاں کبھی مجھے گھٹیا عورت کبھی دو ٹکے کی لڑکی تو کبھی رکھیل کہا جاتا ھے۔۔۔جسکا مطلب بھی میں نہیں جانتی تھی۔۔۔ لیکن اب معلوم ھوا کہ اس معاشرے میں عورت کو سب سے گندی دی جانے والی گالی ھے یہ۔۔۔

مایا نے کہا جسم فروش عورت سے بھی گئی گزری ھوں میں۔۔۔۔

اسکا ایک ایک آنسو عضد کو اپنے دل پر گرتا ھوا محسوس ھوا۔۔۔۔۔۔

کبھی بدکردار کبھی لاوارث۔۔۔۔

کبھی گندگی کا ڈھیر۔۔۔

کبھی گھر سے بھاگی ھوئی آوارہ لڑکی۔۔۔۔

اتنی ذلت کا بوجھ اب میں مذید نہیں اٹھا سکتی عضد۔۔۔۔

پہلے تو مجھ پر صرف آپ کی انگلی اٹھتی تھی۔۔۔

اب تو لوگ بھی آپکے دیکھا دیکھی کھڑے ھو کر مجھے سنگسار کرنے لگے ھیں اپنے لفظوں کے پتھر مار مار کر۔۔۔۔۔

میں بھی آخر انسان ھوں۔۔۔۔

مجھے بھی درد ھوتا ھے۔۔۔

مجھے بھی تکلیف ھوتی ھے عضد۔۔۔۔

میرے سینے میں بھی وہی دل دھڑکتا ھے۔۔۔وہ عضد کے سینے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔۔۔جو آپکے سینے میں دھڑکتا ھے۔۔۔۔

علی نے کیا سمجھا مجھے آپکی رکھیل۔۔۔

اور مایا کے سامنے میں ذلت بھری داستان ھوں۔۔۔۔۔

کیا کروں میں ایسی زندگی جی کر جسمیں میں آپ کیلئے بھی بدچلن لڑکی ھوں۔۔۔۔اور آپ میرے لئے نکاح کے بعد بھی نامحرم۔۔۔۔۔

اسکا لفظ لفظ بین کرتا ھوا اسکے اندر کے درد کی دھائی یاں دے رہا تھا۔۔۔

اتنا درد اتنی مایوسی تو عضد نے کبھی نا دیکھی تھی اسکے لہجے میں۔۔۔

اسکی حالت پر عضد کو بہت رحم آیا۔۔۔

اسکی طبیعت بھی کافی خراب ھو رہی تھی۔۔۔

وہ عضد کے دل پر ہاتھ رکھے مشکل سے کھڑی تھی عضد کے سامنے۔۔۔

رتابہ کے دل سے درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔۔۔۔

جب سے اس نے رکھیل کا مطلب پوچھا تھا گلناز سے۔۔۔

اسے اب خود سے بھی شرم آنے لگی تھی۔۔۔۔ کہ کن نظروں سے علی اسے دیکھتا تھا۔۔۔۔

ان سب کے رویوں اور باتوں کے سبب وہ اتنی تکلیف میں تھی۔۔۔۔۔

اسوقت بھی وہ بخار سے تپ رہی تھی وہ۔۔۔۔۔

عضد اسکی آخری بات پر بولا۔۔۔ابھی تو چلو میرے ساتھ نا محرم سے محرم کی کہانی بعد میں دیکھیں گے۔۔۔۔

وہ اپنا ہاتھ چھڑا کر بولی مجھے کہیں نہیں جانا۔۔۔۔

عضد نے اسے کھینچ کر زبردستی گاڑی میں لا کر بٹھایا۔۔۔۔۔

وہ رو رہی تھی مسلسل۔۔۔۔

عضد روکیں گاڑی مجھے نہیں جانا آپکے ساتھ کہیں بھی۔۔۔۔

عضد نے اسے ڈانٹا چپ کر کے بیٹھو۔۔۔۔

نہیں رہنا مجھے چپ بھی۔۔۔۔

اگر آپ نے گاڑی نا روکی تو میں چلتی گاڑی سے چھلانگ لگا لونگی۔۔۔۔

عضد کی نظریں سامنے روڈ پر تھیں۔۔۔۔

وہ کرخت لہجے میں بولا۔۔۔

اتنی ہمت ہے تو لگا لو چھلانگ۔۔۔۔۔

وہ اسکی دلی کیفیت سے انجان تھا کہ وہ کس قدر بکھر گ ئی تھی اپنا اعتبار ٹوٹنے پر۔۔۔زندگی کی آخری جنگ عضد سے لڑنے کی سکت نہیں رہی تھی اسمیں۔۔۔ہار گ ئی تھی اب وہ اپنے نصیب سے لڑتے لڑتے۔۔۔۔۔

اور زندگی سے ہارا ھوا بد بخت انسان کچھ بھی کر گزرتا ھے۔۔۔

اس نے ایک نظر عضد کو دیکھا۔۔۔گاڑی اسپیڈ میں تھی۔۔۔۔۔

اس نے گاڑی کا دروازہ کھول کر جیسے ہی باہر کودنے کی کوشش کی عضد نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر کھینچا تو وہ پوری اسکی گود میں آ گری۔۔۔۔۔

عضد نے بریک لگائی تو اسکا منہ اسٹیرنگ سے جا ٹکرایا۔۔۔عضد کے دانتوں سے خون آنے لگ گیا۔۔۔۔۔

اور انکا ایکسیڈینٹ بھی ھونے لگا تھا۔۔۔ لیکن عضد کی بر وقت بریک لگانے سے بچت ھوگئی۔۔۔۔۔

عضد کا دل چاہا وہ اسے اٹھا کر بیچ روڈ کے پھینکے۔۔۔

پر آس پاس لوگوں کو دیکھ کر اسے چپ رہنا پڑا۔۔۔۔

بھائی زیادہ چوٹ تو نہیں لگی۔۔۔۔

عضد ٹشو سے اپنا خون صاف کر کے بولا۔۔۔

جی نہیں۔۔۔

یار گاڑی ذرا دھیان سے چلائیں۔۔۔۔۔

عضد نے ہاں میں سر ہلا کر دوبارہ گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔۔

اور سیدھا ھسپتال جا کر روکی۔۔۔

اسے ڈاکٹر کو دکھا کر واپس گھر آنے لگا۔۔۔۔

سارے راستے وہ خاموش رہا۔۔۔۔

عضد کو چوٹ لگنے پر رتابہ کو بہت دکھ ھوا۔۔۔اسکے ھونٹ ہلکے سے سوجھ گ ئے تھے۔۔۔۔

گھر لا کر اسے وہ اس پر ھمیشہ کی طرح برس پڑا۔۔۔۔

آج جو تماشا تم نے گھر میں اور باہر گاڑی میں کیا ھے نا۔۔۔

دل چاہ رہا ھے تمھارا گلہ دبا دوں میں۔۔۔۔

میری زندگی عذاب کر کے رکھ دی ھے تم نے۔۔۔

تھک گیا ھوں میں تمھیں ھو سپٹل لا۔۔۔لے۔۔جا کر۔۔۔۔

کبھی گر جاتی ھو۔۔۔کبھی ہاتھ پاؤں زخمی کر بیٹھتی ھو کبھی ڈر کر بیہوش ھو جاتی ھو۔۔۔

اور ابھی خودکشی کی کوشش کر کے رہا سہا سکون بھی میرا برباد کرنا چاھتی ھو آخر کیوں یار۔۔۔۔۔

آپ بھی مجھے ہر بار بچانے کی کوشش کیوں کرتے ھیں۔۔۔

کیوں مجھے مرنے نہیں دیتے۔۔۔۔

وہ دانت پیس کر بولا۔۔۔۔

اتنی آسانی سے تو میں تمھیں مرنے نہیں دونگا۔۔۔۔

جو آگ تمھارے نام کی میری زندگی میں لگی ھے نا۔۔۔اس میں تمھیں بھی جلنا ھوگا ساری عمر میرے ساتھ۔۔۔۔

اگر تم نے دوبارہ خودکشی کی تو یاد رکھنا میں بچا تو لونگا تمھیں کسی بھی قیمت پر لیکن پھر میں ہر اس حد سے گزر جاؤنگا تمھارے ساتھ جن حدوں سے دور میں نے خود کو اب تک حد میں رکھا ھوا ھے۔۔۔پھر تمھیں سمجھ آئی یگا نا محرم سے محرم بننا کسے کہتے ھیں۔۔۔۔اور اسمیں بھی تمھارے لی ئے ہی اذیت ھے۔۔۔۔

رتابہ کو اسکی بات سمجھ نا آئی وہ پلکیں جھپکاتی معصومیت سے عضد کو ایسے دیکھنے لگی جیسے کوئی بچہ بات نا سمجھنے پر اپنے بڑے کو دیکھتا ھے۔۔۔۔

عضد سے اسکا آنکھوں میں سوال لی ئے اسطرح دیکھنا برداشت نا ھوا اسکے صبر کی رگیں چٹخنے لگیں۔۔۔۔

وہ سر جھٹک کر جانے لگا لیکن جاتے جاتے پلٹا۔۔۔۔

تمھارا تھپڑ نہیں بھولا میں اسکا حساب باقی ھے۔۔۔۔۔۔۔۔

نمل نرگس سے باتوں باتوں میں مایا کا ذکر کرنے لگی اور عضد کیساتھ اسکے کلوز ھونے کی کہانی بھی سنائی۔۔۔۔

نرگس کچھ پریشان ھوئی۔۔۔۔

لیکن پھر بولی۔۔۔

مجھے عضد پر یقین ھے وہ کبھی غلط قدم نہیں اٹھائے گا۔۔۔۔۔۔

امی بات غلط ھونے کی نہیں ھے۔۔۔مایا بہت شاطر لڑکی ھے اس نے عضد کو اپنی طرف مائل کر کے رتابہ کو طلاق دلوادی تو۔۔۔۔۔۔

نرگس کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔

اللہ نا کرے کیسی باتیں کر رہی ھو۔۔۔۔

امی میں جب سے وہاں سے ھو کر آئی ھوں نا تو مجھے ایک ہی خوف کھائے جا رہا ھے کیا ھو گا رتابہ کا۔۔۔

عضد اسے کوئی اھمیت نہیں دیتا۔۔۔امی زیادتی میں اسکے ساتھ وہ ہر حد سے گزر جاتا ھے۔۔۔۔۔

اسکے لیئے رتابہ کا ھونا نا ھونا ایک برابر ھے۔۔۔۔

امی آپ نے اچھا فیصلہ نہیں کیا نارتابہ خوش ھے عضد سے نکاح کر کے۔۔۔ نا عضد کو کوئی دلچسپی ھے اس رشتے میں۔۔۔۔

ایک چھت کے نیچے وہ دونوں بلکل اجنبیوں کیطرح رہتے ھیں۔۔۔۔۔۔

نرگس اسے پریشان دیکھ کر بولی۔۔۔۔

تم پریشان مت ھو۔۔۔ میں نے یہ فیصلہ اللہ پر توکل کر کے کیا ھے۔۔۔۔ اور اللہ کبھی بھی مجھے مایوس نہیں لوٹا سکتا۔۔۔۔

وہ ہر چیز پر قادر ھے اس نے جب چاھا وہ عضد کا دل موڑ دیگا رتابہ کیطرف۔۔۔۔

امی کب تک اس تسلی اس آسرے میں رہیں گی آپ۔۔

تین سال سے زیادہ وقت گزر چکا ھے۔۔۔ اب تک تو عضد نہیں بدلہ آگے کیسے بدلے گا۔۔۔ اپنی زندگی کے کتنے قیمتی لمحات اس نے ضائع کی ئے ھیں۔۔۔۔ مجھے نہیں لگتا کہ اب مایا کے آنے کے بعد انکا رشتہ زیادہ دیر چل سکے گا۔۔۔۔۔

نمل بیٹا یہ بات تو تم اپنے ذھن سے نکال دو کہ عضد رتابہ کو چھوڑ سکتا ھے۔۔۔ وہ کبھی بھی ایسا نہیں کریگا۔۔۔ اس نے اگر چھوڑنا ھوتا تو بہت پہلے چھوڑ چکا ھوتا۔۔۔۔

چلیں مان لیا کہ وہ اسے نہیں چھوڑے گا۔۔۔ لیکن دوسری شادی تو کر سکتا ھے نا۔۔۔ اس حق سے تو ھم اسے نہیں روک سکتے۔۔۔

آخر کو کب تک وہ اسطرح زندگی گزارے گا۔۔۔

جوان ھے امی وہ اور جذباتی بھی۔۔کب تک صبر کے کڑوے گھونٹ پیئے گا۔۔۔

نرگس نمل کی بات سن کر خاموش ھو گئی۔۔۔۔۔

امی آپ اسے بیٹی بنا کر رکھ لیتیں کہیں اور بیاہ دیتیں لیکن عضد کے سپرد نا کرتیں اسکو۔۔۔۔وہ اسے ساتھ لیکر نہیں چل سکتا۔۔۔۔۔۔

امی وہ کبھی بھی رتابہ کو قبول نہیں کریگا۔۔۔۔

نرگس نے نمل کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

میری بچی تم ٹھیک کہہ رہی ھو عضد جوان ھے۔۔۔جذباتی ھے جوشیلا بھی ھے۔۔۔لیکن وہ صابر بھی بہت ھے۔۔۔۔

میں جانتی ھوں اسکو اس سے بھی زیادہ۔۔۔

میری سپردگی سے وہ غافل تو ضرور ھے لیکن دستبردار نہیں ھو سکتا۔۔۔۔

مجھے رب کریم پر پڑا بھروسہ ھے اس نے ان دونوں کا نصیب ایک ساتھ لکھا ھے تو ان دونوں کو بھی ایک ضرور کریگا۔۔۔

اور جب عضد کے دل سے بدگمانی کے بادل چھٹے تو رتابہ اسکی روح میں تحلیل ھو چکی ھو گی۔۔۔

امی لیکن کب ؟؟؟ایسا نا ھو عضد کی روح میں تحلیل ھونے تک رتابہ کی اپنی روح ہی نکل جائے۔۔۔۔

علی رتابہ اور عضد کو لیکر بہت پریشان تھا۔۔۔

کیا رشتہ تھا ان دونوں کے بیچ۔۔۔

عضد سے اسکی اتنی دوری دیکھ کر علی کا ذہن یہ قبول کرنے کو تیار نا تھا کہ وہ عضد کی بیوی ھے۔۔۔۔۔

کچھ نا کچھ راز چھپا ھے انکے رشتے میں۔۔۔ یا کسی جھوٹ کی بنیاد پر یا کسی مجبوری کی بناہ پر یہ رشتہ بنا رکھا ھے ان دونوں نے۔۔

عضد سے سوال کرنے کی ھمت نہیں تھی اسمیں۔۔۔

اور رتابہ تو اس دن کے بعد سے اسکے سامنے ہی نہیں آئی تھی۔۔۔ نا وہ اس سے کچھ پوچھ سکتا تھا۔۔۔۔

آج سنڈے تھا انکی چھٹی تھی۔۔۔

عضد سو رہا تھا۔۔۔

مایا اٹھی اور مارننگ واک کے لیئے جانے لگی۔۔۔ علی بھی اسکے ساتھ چلا گیا۔۔۔

مایا کا موڈ آج کچھ بہتر تھا۔۔۔

مایا تم سے کچھ ڈسکس کرنا ھے یار۔۔۔

ہاں بولو۔۔۔

بیٹھ کر بات کرتے ھیں۔۔۔

وہ دونوں بینچ پر بیٹھے۔۔۔

یار پتہ نہیں یہ بات مجھے کرنی چاھیئے یا نہیں۔۔۔

لیکن ایک سوال نے مجھے بہت پریشان کر رکھا ھے۔۔۔

مایا اسکے منہ کیطرف دیکھ کر بولی۔۔۔ رتابہ کو عضد کو لیکر اپ سیٹ ھونا۔۔۔

ہاں یار۔۔۔ مجھے نہیں لگتا رتابہ اسکی بیوی ھے۔۔۔

مایا نے حیرت سے پوچھا۔۔۔

کیوں۔۔۔۔

یار جس دن بارش بہت تیز تھی عضد اسے گود میں لی ئے کہیں باہر سے آرہا تھا آدھی رات کا وقت تھا۔۔۔وہ اسے اپنے کمرے میں لے گیا تھا۔۔۔

صبح تم سے پہلے ھم دونوں کی منہ ماری ھوئی تھی۔۔۔۔

تم دونوں بھی لڑے تھے لیکن کیوں؟؟؟

یار میں جب صبح اٹھا تو رتابہ کی رونے کی آواز آرہی تھی اسکے کمرے سے۔۔۔

وہ چلا رہی تھی کہ چھوڑ دو مجھے خدا کیلی ئے چھوڑ دو مجھے۔۔۔۔

اور عضد کی مجھے صرف ایک بات سنائی دی کہ میں نفرت اور بدلے کی انتہا پر بھی تمھیں اس قابل نہیں سمجھتا کہ تمھیں اپنا ھم جسم کروں۔۔۔۔۔

مایا کے بوتل سے پانی پیتے ہاتھ رک گ ئے۔۔۔۔

وہ بے یقینی سے علی کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

پھر عضد غصے سے باہر نکلا تو اسکے منہ پر تھپڑ کا نشان تھا جو یقینا رتابہ نے مارا تھا۔۔۔

میں نے کمرے میں جھانکا تو رتابہ کا رات والا لباس نہیں تھا۔۔۔۔۔

عضد کے کپڑوں میں تھی وہ۔۔۔۔اور بہت بری طرح رو رہی تھی۔۔۔۔

مایا حیرت سے بولی ایسا کیسے ھو سکتا ھے یار کہ رتابہ اسے تھپڑ مار یگی۔۔۔اس ڈرپوک سی لڑکی میں اتنی ھمت کہاں۔۔۔۔۔

وہ تھپڑ کھا سکتی ھے مار نہیں سکتی۔۔۔۔۔

یار ان سب باتوں کو چھوڑو مجھے نہیں لگتا کہ یہ اسکی بیوی ھے۔۔۔۔

مایا سر ہلا کر بولی مجھے بھی یہی شک ھے۔۔۔۔ کوئی تو ایسا راز ھے ان دونوں کے بیچ میں جس نے ان دونوں کو اتنی نفرت کے باوجود ساتھ رہنے پر مجبور کیا ھوا ھے۔۔۔۔۔

علی مایا کو دیکھ کر بولا۔۔۔

کیسی نفرت۔۔۔۔

یار وہ اسے نہیں پسند یہ کہتا ھے کہ اسکی ماں نے زبردستی شادی کی ھے اسکی۔۔۔

یار ضروری تو نہیں کہ اس نے تم سے سچ بولا ھو۔۔۔

مایا نے اسے مختصر لفظوں میں سارا قصہ سنایا۔۔۔

نہیں یار۔۔۔ یہ کیسے ممکن ھے عضد جیسا اتنا ھینڈسم اور اتنا ھائی یلی ایجوکیٹڈ ھو کر کسطرح اک لاوارث لڑکی سے شادی کر سکتا ھے۔۔۔۔

کیا ھے کہ وہ بزنس کی observe اسکے ساتھ زیادہ وقت تو میرا نہیں گزرا لیکن میں نے چھوٹی چھوٹی باریکیوں میں بھی جا کر چیک اینڈ بیلنس رکھتا ھے ہر چیز کو سرچ کرتا ھے نظر میں رکھتا ھے جو شخص کاروباری لین دین میں مکمل چھان بین کے بعد فیصلہ لیتا ھے۔۔۔ تو یہ کیسے ممکن ھے کہ اپنی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ وہ کسی کے کہنے میں آکر کر لے۔۔۔۔

میں نہیں مانتا سچائی کچھ اور ہی ھے انکے رشتے کی۔۔۔۔

ھممم مجھے بھی یہی لگتا ھے لیکن محض شک کی بنا پر یہ سب سوچنا بھی بیکار ھے۔۔۔

لیکن ان دونوں کے آپس میں تعلقات اور معاملات دیکھیں جائیں تو یقین واقعی نہیں ھوتا۔۔۔۔۔۔

مایا کی بات سن کر علی کے چہرے پر ابھی تک حیرت کے آثار تھے۔۔۔۔

یار اگر وہ واقعی بے سہارا یا مجبور ھے تو ھمیں اسکی مدد کرنی چاھیئے نا۔۔۔۔

مایا ہاتھ جھاڑ کر کھڑی ھوئی۔۔۔

نا بابا نا۔۔۔ تمہی کر لو اسکی مدد۔۔۔۔

مجھے تو وہ اپنی حرکتوں سے ایک آنکھ نہیں بھاتی۔۔۔۔

علی بھی اٹھ کر اسکے ساتھ چلنے لگا۔۔۔۔

مایا علی کی خاموشی پر بولی۔۔۔۔

ویسے مجھے عضد کیساتھ ساتھ تم پر بھی حیرت ھو رہی ھے کہ

اتنی ھمدردی تمھیں کیوں ھونے لگی اس سے۔۔۔۔

یار بات ھمدردی کی نہیں۔۔۔۔ تم نے کبھی اسے غور سے دیکھا ھے کچھ ایسی خاصیت ھے اسمیں کہ بندہ نا چاھتے ھوئے بھی اسکی طرف متوجہ ھو جاتا ھے۔۔۔۔۔

مایا کے واک کرتے قدم رکے۔۔۔اس نے علی کیطرف دیکھا۔۔۔۔

اسے تو میں نے کبھی غور سے نہیں دیکھا۔۔۔ لیکن تم پر اب مجھے غور کرنا پڑے گا۔۔۔ کیونکہ تمھارے ارادے مجھے کچھ اور ہی لگ رھے ھیں۔۔۔۔

علی اسکے گھورنے پر پزل ھو گیا۔۔۔ کیا مطلب ھے تمھارا۔۔۔

یہی کہ کہیں اس نے تم پر کوئی جادو ٹونہ تو نہیں کر دیا۔۔۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔

کہیں اسے تم پسند تو نہیں کرنے لگے۔۔۔۔

علی فوراً سٹپٹا گیا۔۔۔جی نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔

مایا کو ھنسی آگ ئی۔۔۔کیا کمال کی ڈھیٹ لڑکی ھے یار وہ۔۔۔عضد قابو میں نہیں آیا تو اب تم پر ڈورے ڈالنے لگی ھے۔۔۔اور تم بے وقوفوں کیطرح اسکے پیچھے پیچھے چل پڑے۔۔۔۔۔

یار پلیز اتنا چیپ نہیں میں۔۔۔۔

تمھیں میں نے پہلے بھی وارن کیا تھا کہ بچ کر رہنا اس سے۔۔۔۔۔۔۔۔

اکثر سادہ اور معصوم صورت والے بہت بڑے دھوکے باز نکلتے ھیں۔۔۔۔

علی کی نظریں مسلسل رتابہ کی منتظر تھیں۔۔۔لیکن وہ چار دن ھوگ ئے اس واقعے کے بعد ان دونوں کے سامنے نا آئی۔۔۔۔

صبح بھی وہ عضد ک ناشتہ بنا کر اوپر چلی جاتی رات کو بھی ٹیبل پر کھانا لگا ھوا ملتا انکو۔۔۔لیکن رتابہ نظر نا آتی۔۔۔

URDUNovelians

عضد اب تک ان دونوں سے ناراض تھا۔۔۔

مایا نوٹ کر رہی تھی عضد کو لیکن فی الحال خاموش تھی۔۔

عضد نے گلناز کو آواز دی۔۔۔

جاؤ رتابہ کو بلا کر لاؤ۔۔۔۔

کچھ دیر میں رتابہ اسکے سامنے تھی۔۔۔۔

علی کی نظریں اسکے چہرے پر جم گ ئی یں۔۔۔

اور مایا کی عضد پر۔۔۔۔

ناشتہ کیا ھے تم نے۔۔۔

رتابہ نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

کل سے یہاں میرے ساتھ بیٹھ کر کرو گی۔۔۔

اس نے سر اٹھا کر عضد کو دیکھا۔۔۔وہ اسے آنکھوں کے اشارے سے کہہ رہا تھا کہ مجھے دوبارہ نا کہنا پڑے۔۔۔

علی رتابہ کے چہرے پر حیرانی کے تاثرات نوٹ کر رہا تھا۔۔۔۔

مایا اسے ناشتے کی ٹیبل پر عضد کے ساتھ دیکھ کر بڑی مشکل سے برداشت کر رہی تھی۔۔۔۔

علی پوری کوشش میں تھا کہ کسی طرح وہ رتابہ سے بات کرے لیکن رتابہ اسکی طرف دیکھتی تک نا تھی۔۔۔۔۔

اس نے کبھی عضد کیساتھ بھی اسے بات کرتے ھوئے نا دیکھا تھا۔۔۔۔۔

علی اور مایا ہال میں بیٹھے ھورر موووی انجوائے کر رھے تھے۔۔۔۔

عضد گاڑی کی چابی ہاتھ میں گھماتا اندر آیا۔۔۔۔

علی نے اسے سلام کیا۔۔۔

وہ جواب دیتا سیدھا رتابہ کے کمرے میں گیا۔۔۔۔

وہ نماز پڑھ رہی تھی۔۔۔

وہ وہیں اسکے بستر پر لیٹ گیا۔۔۔۔۔

سلام پھیر کر اس نے عضد کو آواز لگائی۔۔۔۔

کچھ کام ھے آپکو۔۔۔

ہاں نماز پڑھ لو پوری تم۔۔۔

جی ابھی نفل ہی رہتے ھیں میں پڑھ لونگی آپ بولیں۔۔۔۔

نہیں تم پڑھ لو نفل مجھے جلدی نہیں۔۔۔۔

رتابہ نے نفل پڑھے۔۔

جی بولیں۔۔۔۔

ڈریس چینج کر کے آؤ نیچے۔۔۔۔

کیوں خیریت۔۔۔

تمھیں پہلے بھی منع کیا ھے میں نے کہ کیوں۔۔ کیا۔۔کب۔۔۔ کہاں والے سوال مت کیا کرو مجھ سے جو کہا ھے وہ کرو۔۔۔

رتابہ نے اسکے حکم کی تعمیل کی۔۔۔۔

عضد فریش ھو کر کمرے سے نکلا تو رتابہ سامنے ہی کھڑی تھی۔۔۔۔

وہ اسکا ہاتھ تھامے سیڑھیاں اترا۔۔۔اور ہال سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔۔۔

علی مایا کیطرف دیکھ کر بولا۔۔۔

یہ کہاں جا رہا ھے اسوقت۔۔۔۔

مجھے کیا پتہ۔۔۔۔

وہ گاڑی لے کر نکل گیا۔۔۔

علی اٹھ کر اسکے پیچھے جانے لگا۔۔۔

تم کہاں جا رھے ھو۔۔۔

اسکے پیچھے جارہاھوں یار اتنی رات کو یہ رتابہ کو لیکر کہاں جارہاھے۔۔۔۔۔

تمھیں اس سے کیا وہ جہاں بھی جائے۔۔۔

اور تم کچھ زیادہ انٹرسٹ نہیں لینے لگ گئے رتابہ کے معاملے میں۔۔۔۔۔

ایسی بات نہیں یار مجھے اسکی مجبوری پر ترس آتا ھے اللہ جانے کونسی وجہ ھیکہ یہ سب اسے زبردستی کرنا پڑ رہا ھے۔۔۔۔۔

عضد کو ذرا بھی بھنک لگ گئی نا تمھاری سوچ کی تو اس نے تم پر رتی برابر ترس نہیں کھانا۔۔۔

دیکھ چکے ھو۔۔۔ already اسکا غصہ تم

غصے میں وہ اپنے علاوہ کسی کو انسان نہیں سمجھتا۔۔۔۔

اور آج پانچ دن ھوگئے اس نے پلٹ کر ھمیں دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا۔۔۔۔

بہتر ھوگا کہ تم انکے معاملے میں ٹانگ مت اڑاؤ۔۔۔

لے گیا۔۔۔۔ sea side عضد اسے

گاڑی سے اترتے ھوئے اس نے خود بھی جوتے اتارے اور رتابہ سے بھی اتروائے۔۔۔

سردیاں تھی رات کے دس بج رھے تھے۔۔۔

گنے چنے لوگ تھے ساحل پر۔۔۔

رتابہ کو وہ پہلی بار یہاں لایا تھا۔۔۔

اتنا بڑا سمندر دیکھ کر رتابہ حیران تھی۔۔۔

.برف کیطرح ٹھنڈی چمکیلی ریت پر اس نے آھستہ آھستہ قدم رکھے۔۔۔

آج پہلی بار عضد کے قدموں سے وہ قدم ملا کر چل رہی تھی۔۔۔

عضد پانی کے پاس پہنچا۔۔۔

تو خود کیطرف آتی لہروں کو دیکھ کر وہ کنارے پر ہی رک گ ئی۔۔۔

پہلی بار اس نے سمندر کا یہ منظر دیکھا تھا۔۔۔

سمندر کا ایک سرا اسکے قدموں میں تھا اور دوسرا آسمان سے باتیں کر رہا تھا۔۔۔

اسکا دل چاہا وہ سمندر کے اس پار چلی جائے جہاں وہ آسمان کے ساتھ ملا ھوا تھا۔۔۔

لیکن اونچی اونچی موجوں کو دیکھ کر وہ آگے جانے سے ڈری۔۔۔

عضد نے اسکی طرف دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔

اسکے چہرے پر بکھرتی لٹیں اور سمندر کی ٹھنڈی ھوا میں آس پاس کا سارا خوبصورت نظارا اسے اپنے سمیت رتابہ کیطرف کھنچتا ھوا محسوس ھوا۔۔۔

عضد کے مسلسل خاموشی سے اسطرح گھورنے پر رتابہ پزل ھونے لگی۔۔۔

وہ ایک نظر عضد پر ڈال کر پھر نظریں جھکا لیتی پر عضد نے پلک بھی نا جھپکی۔۔۔۔

اسکی اسقدر خاموشی اب رتابہ کو کسی طوفان کا پیش خیمہ لگ رہی تھی۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ جلد ہی عضد کی یہ صلہ رحمی اب بے رحمی میں بدلے گی۔۔۔۔

اس نے اپنے درمیان حائل خاموشی توڑی۔۔۔

گھر چلیں۔۔۔۔

عضد کو اسے دیکھتے دیکھتے پھر سے تھپڑ یاد آیا۔۔۔۔

وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اس سے پوچھے وجہ۔۔۔

لیکن رتابہ کے سوال پر صرف ہاں بول کر چل پڑا۔۔۔۔

گاڑی عضد واپسی پر بلکل سنسان اور ویران راستے کیطرف لے گیا۔۔۔۔

جہاں نا کوئی بندہ تھا نا بندے کی ذات۔۔۔

رتابہ راستے کو دیکھ کر پریشان ھوئی۔۔۔۔

عضد نے ایک دم گاڑی کو بریک لگائی۔۔۔

پھر اسکی طرف رخ موڑا۔۔۔۔

اترو گاڑی سے نیچے۔۔۔۔۔

اسکی آنکھیں سرخ ھو رہی تھیں۔۔۔۔

رتابہ نے باہر سنسان سڑک کی طرف دیکھا۔۔۔

پھر بولی کیوں۔۔۔۔

تم سے آخری بار کہہ رہا ھوں میں اترو گاڑی سے نیچے۔۔۔۔۔

اس نے نا میں سر ہلایا میں نہیں اترو نگی یہاں۔۔۔

عضد گاڑی سے نکل کر اسکی طرف آیا اور اسے کھینچ کر باہر نکالا۔۔۔

اور غصے سے اسے گھور کر بولا۔۔۔۔ تم نے مجھے تھپڑ کیوں مارا تھا۔۔۔

رتابہ کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔۔۔

وہ دل ہی دل میں اپنی خیر مانگنے لگی۔۔۔

یاخدایا خیر کرنا اسے تھپڑ کہاں سے یاد آگیا۔۔۔۔

عضد نے اسے کندھوں سے پکڑ کر پوچھا۔۔۔

تم نے مجھے تھپڑ کیوں مارا تھا۔۔۔۔

عضد کی آواز رات کی سنسان تاریکی کو چیرتی ھوئی رتابہ کے ھوش اڑانے لگی۔۔۔

مجھے نہیں معلوم۔۔۔وہ رو دینے کو تھی۔۔۔

عضد کے کیا ارداے تھے اس وقت وہ جاننے سے قاصر تھی۔۔۔

پھر وہ اپنے الفاظ چبا چبا کر بولا۔۔۔ تمھیں نہیں معلوم۔۔۔۔۔لیکن مجھے معلوم ھے۔۔۔۔

اس نے جھٹ سے ہاتھ جوڑے۔۔۔

پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔۔ مجھے خود نہیں معلوم کہ کیوں اور کیسے میرا ہاتھ اٹھا۔۔۔

پلیز یہاں سے واپس چلیں گھر مجھے ڈر لگ رہا ھے۔۔۔

عضد نے اسکے کندھوں سے ہاتھ ہٹائے۔۔۔۔

اچھا۔۔۔ مجھ پر ہاتھ اٹھاتے ھوئے ڈر نہیں لگا تھا اور نا خود کشی کرتے ھوا لگا۔۔۔

وہ اتنا کہہ کر گاڑی میں جا کر بیٹھا۔۔۔

رتابہ نے گاڑی میں بیٹھنے کیلئے دروازہ کھولا تو گاڑی لاک تھی۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی عضد نے گاڑی اسٹارٹ کی اور رتابہ کو وہاں چھوڑ کر ھوا کے گھوڑے کیطرح گاڑی بھگانے لگا۔۔۔۔

رتابہ کی تو جان ہی نکل گ ئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ پاگلوں کیطرح عضد کی گاڑی کے پیچھے بھاگی۔۔۔۔

رکو عضد رک جاؤ۔۔۔۔وہ دور تک اسکی گاڑی کے پیچھے بھاگی۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد رک جاؤ۔۔۔۔

وہ بھاگتے ھوئے منہ کے بل گری روڈ پر۔۔۔

خوف سے اسکے ھونٹ سفید ھو گ ئے۔۔۔۔

اس نے آخری نگاہ عضد کی گاڑی پر ڈالی۔۔۔۔

جواب اسکی نظروں سے اوجھل ھونے لگی تھی۔۔۔۔

وہ اوندھے منہ ہی گری ھوئی تھی۔۔۔۔

اس نے روتے ھوئے آسمان کیطرف دیکھا۔۔۔۔

یااللہ۔۔۔۔۔۔ کے لفظ اسکے منہ میں ہی تھے۔۔۔

کہ عضد کی گاڑی واپس اپنی طرف آتی دیکھی۔۔۔۔

وہ فل اسپیڈ میں تھا۔۔۔

رتابہ کو لگا عضد کی گاڑی اسکے اوپر سے گزرے گی۔۔۔

لیکن ایک دم اسکے پاس پہنچ کر گاڑی کو بریک لگی۔۔۔

اور گاڑی کے ٹائیروں کی چرچراہٹ چاروں طرف گونجی۔۔۔۔۔

عضد باہر نکل کر اسکے پاس آیا۔۔۔۔۔

کیسا محسوس ھوا۔۔۔

ان چند سیکنڈز میں۔۔۔۔

وہ اٹھ کر بیٹھی۔۔۔

عضد اسکی آنکھوں میں جھانک کر بولا۔۔۔۔۔

درد ھو رہا ھے نا بس نہیں چل رہا کہ پھر سے مجھے تھپڑ مارو۔۔۔۔

ایسے ہی تکلیف مجھے بھی ھوئی تھی جب تم نے مجھے تھپڑ مارا تھا میرا بھی بس نہیں چل رہا تھا کہ میں کیا کر جاتا تمھارے ساتھ۔۔۔

اور میرے چھوڑ کر اسطرح اس ویرانے میں جانے سے جان نکلتی ھوئی محسوس ھوئی نا۔۔۔

بلکل ایسے ہی مجھے بھی اپنی جان نکلتی ھوئی محسوس ھوئی تھی جب تم نے اپنی جان لینے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔

رتابہ لمبے لمبے سانس لیکر سسکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔

عضد نے اسکا بازو پکڑ کر اسے اٹھایا۔۔۔

وہ گاڑی میں بیٹھی۔۔۔

اور دونوں ہاتھوں سے اپنے آنسو پونچھنے لگی۔۔۔

اسے اب تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ عضد لوٹ کر آیا ھے اور اسکے ساتھ ھے۔۔۔

عضد بہت ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔اتنی کہ اسکے ٹائیروں کی چرچراہٹ کار بند شیشوں میں بھی سنائی دے رہی تھی۔۔۔

عضد نے ایک نظر اس پر ڈالی۔۔۔۔۔جو خوف سے کانپتے ھوئے اب بھی سسک رہی تھی۔۔۔۔

آئندہ کسی مرد پر ہاتھ اٹھانے کی غلطی مت کرنا۔۔۔

اور نا ہی خودکشی کی کوشش کرنا۔۔۔۔۔

جتنی اذیت تمھاری ان حرکتوں سے مجھے ھوگی تمھیں بھی اتنی ہی اذیت سے دوچار ھونا پڑیگا۔۔۔۔۔

عضد اسے بارآور کرانا چاھتا تھا کہ اسکی جدائی عضد کے لیئے جان لیوا تھی اب۔۔۔

اور وہ دوبارہ اپنی جان لینے کی غلطی نا کرے۔۔۔۔

گھر آ کر وہ سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔

رتابہ مرتے قدموں کیساتھ گاڑی سے باہر نکلی۔۔۔

علی جاگا ھوا تھا۔۔۔

عضد کی گاڑی کی آواز سن کر اپنے روم سے باہر آیا۔۔۔

رتابہ کا دوپٹہ ایک طرف لٹک رہا تھا۔۔۔

ننگے پیروں کیساتھ وہ خود کو گھسیٹتی ھوئی سیڑھیاں چھڑھنے لگی۔۔۔

علی اسکے پیچھے آیا۔۔۔

وہ چھڑتے چھڑتے سیڑھیوں سے لڑکھڑائی تو علی نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔۔

کیا ھوا ھے تمھیں۔۔۔رو کیوں رہی ھو اور۔۔۔عضد کہاں ھے؟؟

رتابہ کیا جواب دیتی اسکے ایک ہی سانس میں پوچھے گئے سوالوں کا۔۔۔

اس نے علی سے ہاتھ چھڑایا اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔

علی وہیں کھڑا سوچتا رہ گیا کہ کیا ھوا تھا آج پھر انکے بیچ۔۔۔۔۔

رتابہ کیوں سسک سسک کر پھر رو رہی تھی۔۔۔۔

کہاں لیکر گیا تھا وہ اسکو۔۔۔اور کیا کیا تھا اس نے اس لڑکی کیساتھ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

علی کا دل چاہا وہ رتابہ کے بہتے ہوئے ایک ایک آنسو سے اسکے بہنے کی وجہ پوچھے۔۔۔

کہ کیوں اور کیسے وہ عضد کی زندگی میں آئی۔۔۔

عضد کیساتھ کیسا رشتہ ہے اسکا۔۔۔

کوئی رشتہ ہے بھی یا نہیں۔۔۔

ایسی کونسی کمزوری ہے عضد کے پاس اسکی جس پر وہ اسے اتنی اذیت دیتا ہے۔۔۔۔

اور وہ اسکا ہر درد ہر اذیت چپ چاپ جھیلتی رہتی ہے۔۔۔۔۔

وہ وہیں سیڑھیوں پر بیٹھ کر گھنٹوں سوچتا رہا۔۔۔۔۔۔

رتابہ صبح عضد کے سامنے بھی نا آئی۔۔۔

وہ خود اسکے کمرے میں گیا۔۔۔۔

وہ سو رہی تھی۔۔۔۔ یا عضد کو دیکھ کر سونے کا ناٹک کر رہی تھی۔۔۔

عضد نے اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔

تو جھٹ سے اس نے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔

وہ بڑے انہماک سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

رتابہ سوالیہ نظروں سے عضد کو دیکھنے لگی کہ اسکے جیسا پتھر دل شخص اب کس بات کے بدلے اسے پھر ستانے آیا تھا۔۔۔

آئی ایم سوری۔۔۔

عضد کے منہ سے سوری کا لفظ سنکر اٹھ کر بیٹھی۔۔۔

رات کو جو میں نے کیا اسکے لیئے سوری۔۔۔۔۔

وہ چپ ہی رہی۔۔۔

کبھی اسکے لہجے میں شہد جیسی مٹھاس تھی اور کبھی وہ نیم اور حنظل کیطرح کڑوا تھا۔۔۔۔

کبھی ابر کے سائے جیسا پرسکون۔۔۔

اور کبھی لاوے کیطرح ابلتا ھوا اسے جلاتا ھوا۔۔۔

وہ عضد کے کونسے روپ کا پوری طرح یقین کرتی۔۔۔۔

پل میں ماشا پل میں تولہ والا حساب تھا اسکا۔۔۔۔۔

عضد کا رتابہ کیطرف بڑھتا رجحان دیکھ کر مایا بڑی مشکل سے برداشت کر رہی تھی یہ سب۔۔۔۔

اپنے نظرانداز ھونے سے بھی زیادہ تکلیف اسے رتابہ کو اھمیت دینے پر ھو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد کے ساتھ اسکا ناشتہ اور رات کا کھانا پھر اب عضد کا رتابہ کو رات میں اپنے کمرے میں لے جانا اسکی صبر کا پیمانہ لبریز کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ ہال سے اٹھ کر دندناتی ھوئی اپنے کمرے میں گ ئی۔۔۔۔

عضد رتابہ کے روم میں تھا۔۔۔۔

سنو۔۔۔

جی۔۔۔۔

میرے کمرے میں آکر سویا کرو اب یہاں سونے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔

وہ انکار نا کر سکی جانتی تھی اسکے بگڑنے میں دیر نہیں لگے گی۔۔۔

چپ چاپ اسکے پیچھے چل پڑی۔۔۔۔

عضد نے اسے بیڈ کے ایک طرف لیٹنے کا اشارہ کیا۔۔۔

تو وہ اسکا منہ دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم سے کہہ رہا ھوں دیواروں سے نہیں۔۔۔

اوپر لیٹو سردی ھے نیچے لیٹو گی تم بیمار ھو جاؤ گی۔۔۔۔

اب عضد کی موجودگی پر رتابہ کے چہرے پر کوئی اطمینان کوئی سکون نہیں تھا۔۔۔۔۔

بلکہ خوف اور ڈر تھا۔۔۔

ڈرو مت کچھ نہیں کرونگا تمھارے ساتھ ۔۔۔۔

وہ تکیہ لے کر لیٹ تو گئی عضد سے کچھ فاصلے پر لیکن وہ سو نا سکی۔۔۔

کیسی بے سکونی بھر دی تھی اس نے رتابہ کے دل میں۔۔۔ کہ وہ ھمیشہ اسکی موجودگی میں پر سکون سوتی تھی کہ وہ عضد کی پناہوں میں ھے۔۔۔۔

لیکن آج کیوں اسکا دل عضد کی پناہ نہیں بلکہ عضد سے پناہ مانگ رہا تھا۔۔۔

کہ اچانک اٹھ کر وہ پھر سے اس سے تھپڑ کا یا خودکشی کا بدلہ نا لے۔۔۔۔۔

عضد دن بھر کا تھکا ہارا سو گیا تھا۔۔۔۔۔

اور رتابہ کی پوری رات اپنی نگہبانی میں جاگتے گزر گ ئی۔۔

رتابہ کچن کی صفائی ستھرائی میں مصروف تھی۔۔۔۔

گلناز کپڑے دھو رہی تھی۔۔۔۔

عضد کسی کام سے کچن میں آیا تو رتابہ اسٹول پر کھڑی کچن کی دیواریں کپڑے سے رگڑنے میں گم تھی۔۔۔۔

عضد نے اسے پکارا کیا کر رہی ھو تم یہ۔۔۔۔

تمھارا کام تو نہیں یہ۔۔۔۔

گلناز کہاں ھے۔۔۔۔۔

وہ کپڑے دھو رہی ھے۔۔اور وہ اسٹول پر نہیں چڑھتی اسے ڈر لگتا ھے۔۔۔

تمھیں ڈر نہیں لگتا۔۔۔

گر گ ئی تو ہڈی پسلی ایک ھو جانی ھے تمھاری۔۔۔

اترو نیچے جلدی سے۔۔۔۔

وہ اسٹول پر بیٹھ گ ئی اترنے کیلئے۔۔۔۔

عضد نے آگے بڑھ کر اسے ہاتھ دیا۔۔۔آرام سے اترنا اب۔۔۔

اتر جاؤ نگی میں آپ رہنے دیں۔۔۔۔

عضد نیچے اسکے پاس ہی کھڑا تھا۔۔۔

سات فٹ لمبے اسٹول پر چڑھی ہوئی تھی۔۔۔۔عضد کو ڈر تھا وہ گر نا جائے۔۔۔۔

اترتے ہوئے اسکی شرٹ اسٹول کی لکڑی سے پھنسی تو وہ اپنا بیلنس برقرار نا رکھ سکی۔۔۔

سیدھا فرش پر ڈھیر ہوتی لیکن عضد نے اسے پکڑ لیا۔۔۔

گرنے کے ڈر سے اس نے بند آنکھیں کھولیں تو عضد کی بانہوں میں تھی۔۔۔۔

رتابہ کی پولتی سانسیں عضد کی سانسوں سے ٹکرانے لگیں۔۔۔۔۔

اور پھڑ پھڑاتے دل کی دھڑکنیں عضد کی دھڑکنوں کیساتھ دھڑکنے لگیں۔۔۔۔

عضد کی بانہیں اسکی برھنہ کمر کو چھو رہی تھیں۔۔۔۔

وہ زیادہ دیر عضد کی آنکھوں میں جھانک نا سکی۔۔۔

اپنی گھنیری پلکیں جھکا کر بولی۔۔۔

چھوڑیں مجھے۔۔۔۔

چھوڑنے کیلئے تو تمھیں نہیں تھاما۔۔۔

تو کیا ایسے ہی مجھے پکڑے کھڑے رھیں گے کیا۔۔۔۔

چھوڑیں مجھے۔۔۔۔

میرے چھوڑنے پر دوبارہ گر گ ئی تو۔۔۔

نہیں گرونگی آپ چھوڑیں۔۔۔

عضد نے آھستہ سے اپنی بانہوں کی گرفت ڈھیلی کی تو وہ پھر سے نیچے گرنے کے ڈر سے عضد سے لپٹی۔۔۔۔

کیونکہ اسے عضد نے اپنی بانہوں کا سہارا دے رکھا تھا اسکے قدم زمین پر نہیں تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد ھنس پڑا۔۔۔۔

چھوڑوں پھر سے۔۔۔۔

اس نے جلدی سے نا میں سر ہلایا۔۔۔۔

پھر عضد کا کھلکھلا کر مسکراتا چہرہ اسکی آنکھوں میں اتر کر مسکرانے لگا۔۔۔

اسکے ھونٹوں پر بھی اپنے آپ مسکراہٹ پھیل گ ئی۔۔۔۔

عضد اسکی مسکراہٹ میں کھو سا گیا۔۔۔۔۔۔

لان میں بیٹھی نیل پالش لگاتی مایا انکا یہ منظر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

عضد اسے باہر لان میں دیکھ کر ہی کچن میں رتابہ کے پیچھے آیا تھا۔۔۔۔۔

عضد کی نگاھیں اسکے مسکراتے لبوں پر جم سی گ ئی یں۔۔۔

عضد کو خود میں کھویا دیکھ کر رتابہ نے پھر کہا۔۔۔

عضد نیچے اتاریں مجھے۔۔۔۔

عضد نے اسکی شرٹ اسٹول سے کھینچ کر نکالی پھر اسے آپ ساتھ لگائے کچھ قدم پیچھے ہٹ کر بڑے آرام سے نیچے اتارا۔۔۔۔۔

رتابہ عضد سے پیچھے ھوئی۔۔۔

اب اگر میں نا ھوتا تو کیا حال ھوتا تمھارا۔۔۔۔

تم نیچے ھوتی اور اسٹول تمھارے اوپر۔۔۔۔۔۔

اور پھر میں تمھیں گود میں لی ئے ھوسپٹل ھوتا۔۔۔

وہ نظریں جھکائے بولی سوری۔۔۔۔۔

وہ اسکے گھبرائے ھوئے شرمائے ھوئے سراپے سے لطف اندوز ھو کر بولا۔۔۔۔

سوری سے کام نہیں چلے گا۔۔۔۔

اس نے پلکیں اٹھا کر دیکھا عضد کیطرف جو اسکے بہت قریب کھڑا تھا۔۔۔

تو پھر کیا کروں میں۔۔۔۔

اسکا چہرہ عضد نے ہاتھوں میں لیا۔۔۔۔

منہ میٹھا کرنا ھوگا میرا۔۔۔۔

اس نے پھر سے پلکیں جھکا لیں۔۔۔۔۔

اسکا پلکیں اٹھا کر پلکیں جھکانا بعض اوقات عضد کا کڑا امتحان لیتی تھیں۔۔۔

مایا کافی دیر سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔۔۔

اب اسکی برداشت جواب دی تو اس نے نیل پالش زمین پر زور سے پٹخی۔۔۔

اور بلند آواز میں بولتی اپنے کمرے میں گئی جو کچن کے سامنے تھا بلکل۔۔۔

لوگوں کو کسی کے سامنے بھی شرم نہیں آتی۔۔۔سر عام رومانس کرتے ھوئے۔۔۔۔

عضد کو ھنسی آگئی اسکے انداز پر۔۔۔

رتابہ عضد سے پیچھے ھو کر کچن سے جانے لگی۔۔۔۔تو عضد نے ہاتھ پکڑ کر روکا۔۔۔۔اور اونچی آواز میں بولا۔۔۔۔

اب کب چڑھو گی اسٹول پر دوبارہ۔۔۔

وہ ہاتھ چھڑا کر نکلی باہر۔۔

کبھی نہیں۔۔۔۔۔

علی آج صبح سے گھر نہیں تھا۔۔۔

موبائل بھی اسکا گھر میں تھا۔۔۔۔

مایا کو مسلسل تڑپا رہا تھا بار بار عضد کا اسے تھامنا۔۔۔۔۔

میں تو جب چھوتی ھوں اس کمینے انسان کو تو مجھ سے احتیاط کرتا ھے۔۔۔ جیسے میں کوئی موزی بیماری ھوں اسکے لی ئے۔۔۔۔

اور اس بے حیا کو گلے سے لگاتے ھوئے بھی اسے حیا نہیں آتی۔۔۔

اور کتنے مزے سے کہہ رہا تھا کہ میرا منہ میٹھا کرو۔۔۔

میرا بس چلتا تو مٹھی بھر خاک ڈال دیتی منہ میں۔۔۔

اتنا دوغلا شخص میں نے آج تک نہیں دیکھا۔۔۔

مجھے جلانے کے لی ئے اس کچرے کو سینے سے لگائے بیٹھا ھے۔۔۔۔

ابھی یہ جانتا نہیں مایا نام ھے میرا اپنے قدموں پر لا کر ہی دم لونگی میں۔۔۔

ابھی تو سارا تمھارا ڈرمہ دیکھ دیکھتی ھوں کب تک کرتے ھو ایسے۔۔۔۔۔

شام کو وہ علی گھر آیا تو بہت خوش خوش تھا۔۔۔۔

مایا اپنا دن کا غصہ اس پر نکالنے لگی۔۔۔

کہاں تھے تم سارا دن۔۔۔۔

کیوں یار تمھیں کیا ھوا ھے۔۔

اتنے غصے سے کیوں پوچھ رہی ھو۔۔۔۔

مجھے بتاؤ کہاں سے اتنا لہک چہک کر آرھے ھو۔۔۔۔۔۔

یار میں نے کہاں جانا ھے۔۔۔

یہیں گھوم پھر رہا تھا۔۔۔۔

دن بھر گھومنے پھرنے سے چہرہ اتنا ہشاش بشاش نہیں ھوتا۔۔۔

علی بیزاری سے بولا۔۔۔

کیا ھے یار۔۔ کیوں تم بال کی کھال اتارتی ھو۔۔۔

کیوں اتنا شک کرنے لگی ھو مجھ پر۔۔۔۔

جیسی تمھاری حرکتیں ھیں ناشک بنتا ھے میرا۔۔۔

علی نے اسکے آگے ہاتھ جوڑے معاف کر دے میری ماں مجھے۔۔۔۔۔۔

اگلی بار گیا تو تمھیں بھی ساتھ لے چلونگا۔۔۔ پھر یہ مت کہنا کہ یہاں کیوں لائے ھو۔۔۔۔۔

مایا کو جواب دیکر وہ سیدھا کچن میں آیا۔۔۔

رتابہ عضد کیلئے روٹی پکا رہی تھی۔۔۔۔۔

میرے لئے بھی ڈال دو گی اپنے ہاتھ کی بنی روٹی۔۔۔۔

اس نے بنا دیکھے جواب دیا جی۔۔۔۔۔

کچھ دیر میں سبھی کھانے کی میز پر موجود تھے سوا رتابہ کے۔۔۔۔

عضد نے اسے آواز لگائی۔۔۔۔

رتابہ۔۔۔

وہ کھیر کا باؤل ہاتھ میں لئے باہر آئی۔۔۔

کیا کر رہی ھو بیٹھو یہاں میرے ساتھ۔۔۔

علی کھیر کو دیکھ کر کافی خوش ھوا۔۔۔

واہ مزہ آ گیا کھیر بھی بنائی ھے آپ نے یقینا مزیدار ھو گی۔۔۔

عضد علی کو دیکھ کر پھر رتابہ کو بولا۔۔۔

بیٹھو یہاں کھانا کھاؤ میرے ساتھ۔۔۔

وہ ان دونوں کے سامنے پزل ھو جاتی تھی۔۔۔

عضد نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھایا۔۔۔

وہ روٹی کے دو تین نوالے کھا کر اٹھی۔۔۔

عضد نے اشارے سے پوچھا کیا ھوا۔۔۔

بھوک نہیں مجھے اور۔۔۔

وہ چلی گ ئی کچن میں واپس۔۔۔

علی نے صرف کھیر کھائی اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔

وہ برتن اٹھانے باہر آئی۔۔۔

گلناز بھی نہیں آئی اتنا کام تھا آج کچن کا۔۔۔ پھر تم نے کھیر کیوں بنائی ھے۔۔ کل بنا لیتی۔۔۔۔

عضد کے سوال پر وہ بولی۔۔۔

آپ نے ہی کہا تھا منہ میٹھا کرنا ھے۔۔۔اسلیۓ بنادی۔۔۔

مایا ان دونوں کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

رتابہ کی اسقدر معصومیت پر عضد کو ھنسی آگ ئی۔۔۔

اسکا دل چاہا وہ پکڑ کر چوم لے اسے۔۔۔ لیکن اسکی انا اسکے آڑے آئی۔۔۔

وہ اپنی فیلنگس دبا کر بولا۔۔۔۔

منہ میٹھا کرنے کیلیۓ کھیر کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔

تم کافی تھی نا۔۔۔۔

وہ پھر بھی نا سمجھی۔۔۔

البتہ مایا سمجھ چکی تھی۔۔۔

میٹھی کھیر اسکے حلق سے نیم کیطرح اتری۔۔۔

جلدی سے سمیٹ کر اوپر آؤ۔۔۔۔

وہ ہاں میں سر ہلانے لگی۔۔

عضد اٹھ کر چلا گیا۔۔۔

مایا عضد کے جانے کے بعد بولی۔۔۔۔

سنو۔۔۔ تمھیں شرم نہیں آتی۔۔۔

وہ پلیٹیں اٹھا کر بولی۔۔

کس بات پر۔۔۔۔

صبح جو کچھ عضد نے کیا تمھارے ساتھ اس پر تمھیں شرم نہیں آئی۔۔۔

وہ میں تو نہیں کہا خود ہی اٹھا لیا تھا انہوں نے مجھے۔۔۔

وہ اپنی صفائی یاں دینے لگی۔۔۔۔

تم جان بوجھ کر گری تھی نا۔۔۔ عضد کو اپنے قریب لانے کے کتنے اوچھے ہتھکنڈے آتے ھیں تمھیں۔۔۔۔۔

رتابہ سیریس ھوگئی۔۔۔

اس میں اوچھے ہتھکنڈوں کی کیا بات ھے۔۔۔۔ شوہر ھے وہ میرا۔۔۔۔

مایا ڈائینگ ٹیبل پر پڑے سارے چمچ نیچے گرا کر بولی۔۔۔

my foot..... تم اور بیوی وہ بھی عضد کی۔۔۔۔۔

رتابہ اسکے غصے پر حیران ھوئی۔۔۔۔

اسے کیا ھو گیا ھے۔۔۔۔

تمھارے جیسی بے شرم لڑکی میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔۔۔

جس میں شرم اور حیا نام کی چیز نہیں۔۔۔۔۔

مطلب کیا ھے آپکے یہ سب کہنے کا۔۔۔۔۔۔

سمجھاؤ نگی کسی دن ایک ہی بار۔۔۔ پہلے تمھارے ڈرامے کی قسطیں تو پوری دیکھ لوں۔۔۔

اینڈ پھر میں نے ہی کرنا ھے تمھارے اس سارے ڈرامے کا۔۔۔۔۔

رتابہ نے ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا۔۔۔

وہ کن ڈراموں کی بات کر رہی تھی۔۔۔۔

زیان کا پلاسٹر کھل چکا تھا۔۔۔

اب وہ ٹھیک تھا۔۔۔

نمل اسے چھوٹے چھوٹے نوالے بنا کر کھانا کھلا رہی تھی۔۔۔

نرگس اسکے پاس آکر بیٹھی۔۔۔۔۔

امی۔۔۔

جی۔۔۔

آپ رتابہ کے پاس ایک چکر لگا آتیں۔۔۔

زیان کو بھی وہ یاد کر رہی تھی کچھ دن کیلئے چلی جائیں نا آپ۔۔۔۔

مایا سے بھی مل لیں اور وہاں رتابہ کو بھی کچھ سمجھا آئیں۔۔۔۔۔۔

وہ تو بلکل اندھی اور گونگی بنی پھرتی رہتی ھے۔۔۔

تم کیوں مایا کو لیکر اتنی ٹینس ھو بیٹا۔۔۔۔

مایا کے ان دونوں کی زندگی میں آنے کا بھی کوئی نا کوئی مقصد ضرور ھو گا۔۔۔۔

امی مقصد اسکا ایک ہی ھے رتابہ کو طلاق دلوا کر عضد سے شادی کرنا۔۔۔۔

بیٹا اتنا غلط نہیں سوچتے۔۔۔

ھو سکتا ھے تمھارا اندازہ غلط ھو۔۔۔۔۔

امی آپ نے اسے دیکھا نہیں۔۔۔اسلئے آپکی نظر میں اسکے مقاصد نیک ھو سکتے ھیں۔۔۔

لیکن میرے نہیں کیونکہ میں نے ان دونوں کو بہت قریب دیکھا ھے ایک دوسرے کے۔۔۔۔

ھممم ٹھیک ھے چلی جاتی ھوں کچھ دن بعد۔۔۔

لیکن تم اپنی ٹینشن کو ذرا کم کرو۔۔۔

میری جان ھونی کو کوئی نہیں ٹال سکتا۔۔۔رب نے جو لکھا نصیب میں وہ سب ھو کر رہنا ھے۔۔۔۔

چاھے اجڑنا ھو یا بسنا۔۔۔

لیکن امی وہ بیچاری تو ابھی تک بسی ہی نہیں۔۔۔۔۔

کیا اسکی تقدیر میں اجڑنا ہی لکھا ھے بس۔۔۔۔۔

بیٹا دعا واحد تقدیر کے خلاف ایسا ہتھیار ھے جو اجڑی تقدیروں کو بھی سنوار دیتا ھے۔۔۔

تم مایوس کیوں ھوتی ھو۔۔۔

پریشان ھونے کے بجائے اسکے حق میں دعا کیا کرو۔۔۔

امی ہر نماز میں دعا کرتی ھوں اس کیلئے۔۔۔۔

دعا کرتی ھو لیکن یقین کیساتھ نہیں کرتی۔۔۔۔

بیٹا جب دعا مانگنے سے پہلے ہی دل میں اسکے قبول نا ھونے کا شک پالو گی تو وہ قبولیت کی منزل کیسے طے کریگی۔۔۔۔

اپنے اور جازب کے رشتے کو دیکھو۔۔۔

تمھیں جازب پر کتنا اعتماد ھے؟؟

امی اس پر اعتماد تو خود سے بھی زیادہ ھے۔۔۔

یہ اعتماد ہی ھے نا جو تمھارے دل میں جازب کو لیکر کوئی شک نہیں آنے دیتا۔۔۔تو میری جان اللہ پر بھی تو ایسا اعتماد کر کے دیکھو۔۔۔

سارے شکوک دھندلا جائیں گے۔۔۔۔۔۔

جانتی ھو میں نے آج تک رب سے کوئی شکوہ نہیں کیا کبھی۔۔۔

اسلیئے میری ہر دعا وہ اپنی تمام مصلحتوں سے ماوری ھو کر دیر سے سہی لیکن قبول کر لیتا ھے۔۔۔۔

کیونکہ اللہ صبر کرنے والوں کیساتھ ھے۔۔۔

اس ذات پاک کو جلد بازی پسند نہیں کیونکہ جلد باز انسان خسارہ اٹھا کر بہت جلد مایوسی کے اندھیروں میں بھٹک جاتا ھے۔۔۔۔۔

اور صابر انسان صبر کی منازل طے کرتا اعلی مرتبے پر فائز ھوتا رہتا ھے۔۔۔

یہ بلندی ضروری نہیں کہ دنیاوی ھو۔۔

یہ اخروی ھو تو زیادہ بہتر ھے۔۔۔۔۔

اور میری جان یاد رکھنا میری ایک اور بات۔۔۔

صبر ایک سواری ھے جو حالتِ جنگ میں بھی اپنے شہسوار کو گرنے نہیں دیتی۔۔۔۔

آج وہ آفس سے لیٹ ھو گیا تھا۔۔۔

مایا ناشتہ کر کے نکل ہی رہی تھی کہ عضد کو رتابہ کیساتھ کچن میں دیکھ کر رک گ ئی۔۔۔

وہ جلدی جلدی چائے کے سپ لینے لگا۔۔۔

اور آدھا کپ واپس سلپ پر رکھ جانے لگا۔۔۔

سنیں۔۔۔

عضد پلٹا تو لان میں کھڑی کچن میں جھانکتی مایا کو دیکھ کر بولا۔۔۔

ہاں بولو۔۔۔

ناشتہ نہیں کریں گے آپ۔۔۔

عضد اسکے قریب آیا۔۔۔

کیا بنایا ھے تم نے ناشتے میں۔۔۔

وہ پیچھے ہٹتے ھوئے سلپ کیساتھ جا لگی۔۔۔

عضد نے اسے آھستہ سے کمر سے پکڑ کر سلپ پر بٹھایا۔۔۔

اور جھک کر اسکی آنکھوں میں دیکھ کر پھر پوچھنے لگا۔۔۔

کیا بنایا ھے ناشتے میں۔۔۔

رتابہ اسکے اتنا قریب آنے پر پوچھنے سے گھبرائی۔۔۔

انڈہ اور آملیٹ۔۔۔۔

چیچچچ۔۔چائے اور tea...

اور۔۔اور۔۔اور۔۔۔

ڈبل روٹی اور بریڈ۔۔۔

عضد نے بڑے پیار سے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے کٹوروں میں لیا۔۔

پھر اسکی حیران آنکھوں میں جھانک کر اپنے مسکراتے لب اسکے ماتھے پر رکھے۔۔۔

یہ رہی چائے اور ٹی۔۔۔

پھر اسکے دائیں گال پر ھونٹوں کے کنارے پر لب رکھے۔۔۔

یہ رہا انڈہ اور آملیٹ۔۔۔

پھر اسکے دائیں گال کو چوما۔۔۔

یہ رہی میری ڈبل روٹی اور سلائی س۔۔۔

رتابہ ھونکوں کیطرح منہ کھولے عضد کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

ھو گیا میرا ناشتہ بس۔۔

اب خوش۔۔۔۔

وہ ابھی بھی جھکا اسکی سانسوں سے بھی قریب تھا۔۔۔۔

رتابہ نے منہ کھولے نا میں سر ہلایا اور ہاں کا لفظ منہ سے نکالا۔۔۔۔

انکار اور اقرار بیک وقت کیا اس نے۔۔۔۔

عضد اسے حیران چھوڑ کر جانے لگا۔۔۔

پھر جاتے جاتے بولا۔۔۔

کھیر سے زیادہ میٹھی اور مذیدار ھو تم یار۔۔۔۔

اسے اسوقت کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔وہ بلکل پتھر کا بت بنی سلپ پر ہی بیٹھی رہی۔۔۔

مایا نے برداشت نا کرتے ھوئے گاڑی کے ہارن پر ہاتھ رکھ دیا۔۔۔

مسلسل ہارن بجتا رہا۔۔۔

عضد چپ چاپ آ کر گاڑی میں بیٹھا۔۔۔

مایا سے کہا کچھ بھی نہیں۔۔۔

البتہ مایا کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ عضد کا خون کر دیتی۔۔۔

لیکن اس نے خود کو فی الحال کنٹرول کیا۔۔۔

عضد کو اپنے ھونٹوں پر مسلسل اسکا لمس محسوس ھو رہا تھا۔۔۔اور ایک معنی خیز سی مسکراہٹ مسلسل اسکے ھونٹوں پر تھی۔۔۔۔

جو مایا کو اسوقت زہر لگ رہی تھی۔۔۔

وہ کب کے جا چکے تھے۔۔۔

گلناز کچن میں آئی تو وہ اب بھی منہ کھولے سلپ پر ہی بیٹھی ھوئی تھی۔۔۔۔

باجی۔۔۔

باجی۔۔۔

اس نے دو تین بار اسے پکارا۔۔۔

پھر اسکا بازو پکڑ کر ہلایا۔۔

باجی۔۔۔

رتابہ بری طرح چونکی۔۔۔

کیا ھوا باجی کہاں کھو گ ئی ھیں۔۔۔

اس نے گلناز کو دیکھ کر اپنے ماتھے کو چھوا پھر گالوں کو جہاں عضد نے اسے چوما تھا۔۔۔

کیا ھوا باجی۔۔۔

طبیعت تو ٹھیک ھے نا آپکی۔۔۔

وہ گم صم سلپ سے اتری۔۔۔

ہاں ٹھیک ہی ھے۔۔۔

وہ کافی حیران تھی عضد کے بدلتے روی ئے پر۔۔۔

کہ اسطرح تو اس نے کبھی نہیں چھوا تھا اسے۔۔۔

یہ نفرت کی انتہا تھی یا محبت کی ابتدا یا کچھ اور۔۔۔

رتابہ سمجھنے سے قاصر تھی۔۔۔۔۔

کوکنگ کرتے ھوئے اس نے نمک کی جگہ چینی ڈال دی۔۔۔

دن میں جب کھانا کھایا تو احساس ھوا کہ سالن میٹھا ھے کافی۔۔۔

اس نے پھر دوسری ہانڈی بنانا شروع کر دی۔۔۔

عضد نے گھر کے نمبر پر کال کی۔۔۔۔

گلناز نے فون اٹھایا۔۔۔

باجی۔۔۔آپکا فون ھے۔۔۔

اس نے آکر فون کان کو لگایا تو عضد کی آواز سن کر شرم سے اسکا چہرہ لال ھو گیا۔۔اور نظریں اپنے آپ جھک گ ئی یں۔۔۔

کیا کر رہی ھو۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔

اچھا کھانے میں کیا بنایا ھے۔۔۔

مٹر چکن بنایا تھا وہ خراب ھو گیا۔۔

اب قیمہ فرائی کر رہی ھوں۔۔۔

کیوں خراب کیوں ھوا مٹر چکن۔۔۔۔

وہ بے دھیانی میں چینی ڈال دی نمک کی جگہ۔۔۔

عضد زور سے ھنسا۔۔۔

میں نے تمھیں ایک بار منہ میٹھا کرنے کا کیا کہہ دیا تم نے ہر چیز میٹھی بنانا شروع کر دی۔۔۔۔

رتابہ ناراضگی سے بولی بات سنیں۔۔۔

گھر آؤ نگا پھر سنانا۔۔۔

اور ہاں میٹھا بنانے کی ضرورت نہیں اسکے لی ئے تم کافی ھو۔۔۔

رتابہ نے فون کریڈل پر رکھا اور واپس کچن میں آگ ئی۔۔۔۔۔

عضد اور علی آفس سے جلدی گھر آگ ئے۔۔۔

مایا آفس میں ہی تھی۔۔۔

رتابہ ہال میں بیٹھے علی اور عضد کیلی ئے پانی لائی۔۔۔

عضد نے ابرو اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

کیا کہنا چاہ رہی تھی فون پر تم۔۔۔

وہ علی کو دیکھ کر بولی کچھ نہیں۔۔۔

پھر گلاس لی ئے کچن میں آئی۔۔۔

عضد اسکے پیچھے آیا۔۔۔

بولو کیا کہنا تھا۔۔۔

وہ نظریں جھکا کر اپنی انگلیاں چٹخانے لگی۔۔۔۔

وہ۔۔۔وہ۔۔۔

جو آپ نے صبح کیا وہ اچھا نہیں کیا۔۔۔

وہ پھر اس کی طرف جھکا۔۔۔

صبح کیا کیا تھا میں نے مجھے یاد نہیں۔۔۔

علی اپنے کمرے میں جاتا ھوا رک گیا۔۔جو کچن کیسا تھ ہی تھا۔۔۔۔

آپ بھول گ ئے آپ نے کیا کیا تھا؟؟

وہ اپنا سر کھجا کر بولا۔۔۔

ہاں یار سوری بھول گیا تھا بتاؤ کیا کیا تھا میں نے۔۔۔

وہ عضد کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔۔

آپکو واقعی یاد نہیں۔۔۔

نہیں یاد اسلی ئے پوچھ رہا ھوں۔۔۔

عضد کی سوالیہ آنکھیں دیکھ رتا بہ سمجھی شاید وہ خواب تھا پھر جو اسے حقیقت لگا۔۔۔۔

بولو بھی۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔

ارے کیسے کچھ نہیں ابھی تو کہہ رہی تھی میں نے اچھا نہیں کیا۔۔اور اب کہہ رہی ھو کچھ نہیں کیا۔۔۔

اگر میں نے اچھا نہیں کیا تو یاد دلا دو۔۔۔کیا پتہ پھر کل غلطی دوہرا نا لوں۔۔۔۔

آپ نے۔۔۔۔

وہ آگے چپ ھو گ ئی۔۔۔۔

ہاں کیا میں نے۔۔۔۔

آپ نے مجھے۔۔۔

رتابہ کی ہمت نہیں ھو رہی تھی آگے بولنے کی۔۔۔۔۔

کیا مارا تھا تمھیں میں نے یا غصہ کیا تھا۔۔۔

اس نے جھٹ سے نا میں سر ہلایا۔۔۔

تو پھر کیا کیا تھا میں نے۔۔۔

آپ نے پیار کیا تھا مجھ سے۔۔۔۔

عضدانجان بننے کا ناٹک کرنے لگا۔۔۔۔

میں نے تم سے۔۔۔

پیار کیا تھا۔۔۔

اچھا کب اور کیسے۔۔۔۔

وہ بلکل انجان بنا۔۔۔۔

رتابہ کو پھر اس حقیقت پر خواب کا گمان ھوا۔۔۔۔

آپ نے پیار نہیں کیا تھا مجھے۔۔۔ صبح کچن میں۔۔

جب ناشتے کے لیئے بلایا تھا۔۔۔

اچھاااا۔۔۔

وہ سوچتے ھوئے بولا۔۔۔۔

ھممممم مجھے یاد نہیں۔۔۔۔

وہ سر جھٹک کر بولی۔۔۔

پھر خواب ہی تھا وہ۔۔۔۔۔

کیا خواب تھا۔۔۔۔

آپکو کیوں بتاؤں۔۔۔

اسکا بچکانہ انداز ھمیشہ کیطرح عضد کو بے چین کرنے لگا۔۔۔

کیا خواب دیکھا تھا۔۔۔

عضد اسے شرارت سے تنگ کرنے لگا۔۔۔

آپ نے نہیں دیکھا میں نے دیکھا ھے جانے دیں۔۔۔

عضد نے اسکا ہاتھ تھاما۔۔۔

ایک خواب میں نے بھی دیکھا ھے۔۔۔۔

کونسا؟؟؟

بتانے والا نہیں۔۔۔

وہ اپنے مخصوص انداز میں سر ایک طرف جھکا کر بولی کیوں ؟؟

تم نے سنایا اپنا خواب مجھے۔۔۔ نہیں نا پھر میں کیوں سناؤں۔۔۔۔

پہلی بار عضد اسکے ساتھ اتنی لمبی بات وہ بھی اتنے تحمل اور پیار سے کر رہا تھا۔۔۔

میں نے بتایا تو ھے

پیار کرتے دیکھا تھا نا۔۔۔۔

کیسے پیار کیا تھا میں نے۔۔۔

وہ بڑی دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

وہ اپنے دونوں گالوں پر انگلیاں رکھ کر بولی۔۔

یہاں پیار کیا تھا آپ نے۔۔۔۔

عضد نے بڑی چاہ سے اسکا چہرہ پھر ہاتھوں میں لیا۔۔۔

نہیں یہاں نہیں کیا تھا۔۔۔

میں بتاتا ھوں کہاں کیا تھا۔۔۔

رتابہ نے پلکیں جھپکائی یں۔۔۔۔

آپ کو کیسے پتہ۔۔۔

میں نے جو خواب دیکھا تھا نا وہ بتا رہا ھوں۔۔۔۔

عضد نے پہلے اسکا ماتھا چوما۔۔۔

پھر۔۔۔۔ Lip corner پھر اسکے دائی یں طرف اسکے

پر بوسہ لیا۔۔۔ lip corner بائی یں طرف کے

اور اپنے لب جیسے ہی اسکے لبوں کے قریب لایا تو وہ فورا پیچھے ہٹی۔۔۔

آپ جھوٹ بول رہے ھیں۔۔۔

آپ نے خواب نہیں دیکھا تھا۔۔

آپ نے صبح سچی سچی میں مجھے ایسے ہی پیار کیا تھا۔۔۔

عضد بہت زور سے ھنسا۔۔۔۔

اچھا لیکن تمھیں کیوں لگا خواب تھا وہ۔۔۔

اور یہ کیوں کہا کہ اچھا نہیں کیا میں نے۔۔۔

آپ ھمیشہ نفرت کرتے ھیں مجھ سے آپ نے خود ہی کہا تھا کہ آپ کبھی بھی مجھے نہیں چاہ سکتے۔۔۔۔

اسلیۓ خواب لگا۔۔۔۔

اور آپ نے جیسے کچھ دن پہلے بھی مجھے بانہوں میں لیا تھا جب میں اسٹول سے گری تھی۔۔۔

ہاں لیا تھا۔۔۔۔

اسمیں برائی کیا ھے؟؟

برا تھا وہ سب بھی۔۔۔

وہ پھر اسکے قریب ھوا۔۔۔

کس نے کہا برا تھا وہ بھی اور آج بھی۔۔۔

بس آپ دوبارہ مت کرنا ایسا۔۔۔

لوگ سمجھتے ھیں بہت بے شرم ھوں میں۔۔۔

اور آپکو قریب لانے کی کوشش بھی کرتی ھوں۔۔۔۔

عضد سمجھ گیا وہ کیا کہنا چاہتی ھے۔۔۔

یہ سب تم سے کونسے لوگوں نے کہا ھے۔۔۔

رہنے دیں بس آپ آئندہ ایسا مت کرنا۔۔۔

میں تو کرونگا۔۔۔

کیوں کریں گے آپ یہ سب۔۔۔

اور کس حق سے۔۔۔

ابھی یہ بات چل ہی رہی تھی کہ مایا ہال میں داخل ھوئی تو علی فورا اپنے کمرے میں داخل ھوا۔۔۔۔

وہ سیدھا پرس ٹیبل پر پھینک کر صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھی۔۔۔۔

رتابہ مایا کو دیکھ کر ڈری۔۔۔

پلیز آپ باہر جائیں۔۔۔

عضد نے گردن گھما کر مایا کو دیکھا۔۔۔

یہی وہ لوگ ھیں ناجو تمھیں بے شرم سمجھتے ھیں۔۔۔۔

اس نے ناں میں سر ہلایا۔۔۔

جو لوگ سمجھتے ھیں انکو سمجھنے دو۔۔۔

ھم نے لوگوں کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا کہ سب کو اپنے میاں بیوی ھونے کا ثبوت دیتے پھریں۔۔۔

اور بیوی ھو تم میری جو چاھے جیسے چاھے میں کر سکتا ھوں تمھارے ساتھ آئی سمجھ۔۔۔

آئندہ مجھے لوگوں کیوجہ سے روکنا یا ٹوکنا مت۔۔۔۔

وہ اسے وارن کرتا باہر آیا۔۔۔

مایا سر صوفے کی بیک سے ٹکائے آنکھیں موندے لیٹی ھوئی تھی۔۔۔

عضد اسے نظر انداز کرتا ہال میں بیٹھ کر ٹی وی پر سونگ چلانے لگا۔۔۔

گانا اسکا پسندیدہ چل رہا تھا۔۔۔

مایا نے آنکھوں سے ہاتھ ہٹا کر دیکھا۔۔۔

وہ کچھ فاصلے پر ہی بیٹھا ھوا تھا۔۔۔

عضد سنگر کیساتھ ساتھ اونچی آواز میں گانے لگا۔۔۔

چاند سفارش جو کرتا ھماری دیتا وہ تمکو بتا۔۔۔

شرم وحیا کے پردے گرا کے کرنی ھے ھمکو خطا۔۔۔۔

ضد ھے اب تو خود کو مٹا کر ھونا ھے تجھ میں فنا۔۔۔۔۔

تم اپنا لاؤ ڈا سپیکر ہلکا نہیں کر سکتے۔۔۔

دیکھ بھی رھے ھو میرے سر میں درد ھے۔۔۔

وہ بے فکری سے ریمونٹ ہاتھ میں گھمائے بولا۔۔۔

تمھارے سر میں درد ھے میرے نہیں۔۔۔۔

وہ غصے سے چلانے کے انداز میں بولی۔۔۔

بند کرواسے بھی اور اپنا اسپیکر بھی۔۔۔

دونوں بند نہیں ھو سکتے۔۔۔

تم سے برداشت نہیں ھو رہا تو چلی جاؤ یہاں سے۔۔۔

علی ٹی وی کی آواز سنکر باہر آیا۔۔۔۔

مایا پاؤں پٹختی ھوئی اپنے کمرے میں چلی گ ئی۔۔۔۔

علی نے عضد سے بات کرنے کی کوشش کی۔۔۔

آواز بڑی ہی خوبصورت ھے تمھاری یار۔۔۔

عضد نے اسکا شکریہ ادا کیا۔۔۔۔

اور پھر سے ٹی وی دیکھنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔

یار کب تک ایسے ناراض رھو گے اور کب تک اسطرح اگنور کرو گے ھمیں۔۔۔۔۔

سو بار تم سے معافی مانگ چکے ھیں۔۔۔۔

کہو تو پاؤں پڑ کر معافی مانگیں۔۔۔۔

میں اس متعلق کچھ نہیں کہنا چاھتا۔۔۔۔

لیکن کب تک۔۔۔۔

جب تک میرا دل نہیں چاھے گا تب تک۔۔۔۔۔۔

علی اور مایا ناواقف تھے اسکی ضد سے کہ وہ کس قدر ضدی اور گھمنڈی ھے اپنی انا کے معاملے میں۔۔۔۔

رتابہ کیساتھ اسے تین سال سے بھی اوپر کا عرصہ گزر چکا تھا ابھی تک وہ پوری طرح اپنی انا کے خول سے باہر نہیں آیا تھا۔۔۔۔

اور یہاں ان دونوں نے تو اسکی انا کو اسکی عزت نفس کو بہت بڑی ٹھیس پہنچائی تھی۔۔۔

انکو معافی ملنا بھی بہت ہی مشکل تھی۔۔۔۔

گوپال آج بھی جگہ جگہ بختی اور بندیا کو ڈھونڈتا تھا۔۔۔۔

جگہ جگہ راستوں کی ٹھوکریں کھاتا وہ پور پور زخمی روح اور تھکے ہارے وجود کیساتھ گھر آیا تو آگے دیوی اور پائل رو رہی تھیں۔۔۔۔

اسکے گھر داخل ھوتے ہی دیوی اسے جھولیاں بھر بھر بد دعائیں دینے لگی۔۔۔

بھگوان غارت کرے تیرے جیسے باپ کو۔۔۔

جس نے اپنی رنگ رلیوں کی نذر ایک بیٹی کر دی۔۔۔اور اب دوسری کو بھی اسی آگ میں جھونک رہا ھے۔۔۔۔

وہ روز اسکے طعنے سن سن کر تھک گیا تھا۔۔۔۔

لیکن آج اس نے دوسری بیٹی کا بھی نام لیا تو وہ تڑپ اٹھا۔۔۔

کیا کہہ رہی ھے یہ تو۔۔۔

پائی ل کا نام کیوں لیا تو نے۔۔۔۔

وہ محلے کو سناتی ھوئی بولی۔۔۔۔

آیا تھا تیری اس بد بخت معشوقہ کا یار۔۔۔

گوپال صحن میں بیٹھا تھا۔۔۔

بجلی کی سے تیزی سے اندر آیا۔۔۔۔۔

کیا کہا تو نے۔۔۔ بابو آیا تھا۔۔۔

وہ اپنا ماتھا پیٹ پیٹ کر بولی ہاں وہ آیا تھا۔۔۔

اب اسکی نظر تیری سولہ برس کی بیٹی پائی ل پر ھے۔۔۔

وہ دھمکی دیکر گیا ھے کہ اب اگر تو نے وہ بد بخت اسکے حوالے نا کی تو وہ پائی ل کو اٹھا کر لے جائے گا۔۔۔۔

گوپال کے پیروں تلے سے زمین نکل گ ئی پائی ل کا نام سن کر۔۔۔۔

شدید درد سے ٹیسیں اٹھیں اسکے دل سے۔۔۔۔

اور وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھے دیکھتے ہی دیکھتے زمین پر ڈھیر ھو گیا۔۔۔۔

دیوی کی بد دعائیں دیتی زبان یک دم رک گ ئی۔۔۔۔

گوپال۔۔۔۔

وہ اسکے پاس بیٹھی۔۔۔

گوپال۔۔۔۔۔

پائی ل جلدی پانی لا۔۔۔

پائی ل دیکھ آکر کیا ھوا ھے تیرے باپ کو۔۔۔

وہ روتے ھوئے باہر آئی۔۔۔

فرش پر آڑھے ترچھے بے سدھ ھوتے گوپال کو دیکھ کر بولی۔۔۔۔۔۔۔

مر جائے ایسا باپ تو بہتر ھے۔۔۔۔۔۔۔

دیوی نے پاس پڑی جوتی اسے دے ماری۔۔۔۔

جس پر وہ دیوی پر بھی چلائی۔۔۔۔۔

ابھی تو گودیں بھر بھر اسے بددعائیں دے رہی تھی۔۔۔

اب جب یہ مرنے لگا ھے تو پھر یہ پریشانی کا ڈرامہ رچا کر کیا جتانا چاھتی ھے ماں تو۔۔۔۔۔

دیوی نے پائی ل کو غور سے دیکھا۔۔۔۔

اسکی آنکھوں میں بغاوت صاف دکھائی دے رہی تھی اسکو۔۔۔۔

مجھے تو شرم آ رہی ھے تجھے اپنی اولاد کہتے ھوئے بھی۔۔۔۔

وہ بھی ماں کے انداز میں بولی۔۔۔۔۔

تجھے تو اسکی پتنی ھونے پر بھی شرم آتی ھے نا۔۔۔

اب تھوڑی اور شرم اسکی اور اپنی پرودش پر بھی کر لے۔۔۔۔

رتابہ گہری نیند سے یک دم جاگی۔۔۔

عضد بیڈ پر بیٹھا لیپ ٹاپ پر آفس کا کام کر رہا تھا۔۔۔۔

رتابہ کو ڈر کر جاگتا دیکھا تو پوچھا۔۔۔ کیا ھوا۔۔۔

وہ گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔۔ پسینہ اسکے ماتھے پر چمک رہا تھا۔۔۔

عضد اسکے پاس آیا۔۔۔ اور اسکے ہاتھ تھام کر بولا۔۔۔۔

کیا ھوا ھے۔۔ کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا ھے کیا۔۔۔۔

اسکے منہ سے ایک ہی لفظ نکلا۔۔۔۔

ماما۔۔۔

پھر وہ عضد کے ہاتھوں پر سر رکھ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔۔

عضد نے آرام سے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔

آج تک اس نے ماں کا نام نہیں لیا تھا۔۔۔۔

آج اسکے منہ سے ماما کا لفظ سن کر وہ کافی حیران ھوا۔۔۔۔

وہ گوپال کو یاد کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

بہت برا خواب دیکھا تھا اس نے۔۔۔۔

رتابہ۔۔۔۔

اس نے اسکا سر اونچا کیا۔۔۔۔

کیا ھوا ھے؟؟

میرے ماما جی۔۔۔

کون ماما جی۔۔۔۔

وہ کیا بتاتی اسے۔۔۔

میرے بابا میری ماں میری بہن۔۔۔۔۔

سارے رشتے تھے اس ایک صورت میں اس ایک نام میں۔۔۔۔

لیکن افسوس کہ وہ اسکا نام اپنے نام کیساتھ نہیں لے سکتی تھی۔۔۔

وہ اپنے آنسو صاف کرتی اٹھی وضو بنا کر اپنے کمرے میں چلی گ ئی۔۔۔

اور اللہ سے رو رو کر گوپال کی خیریت کی اسکی زندگی کی دعائیں مانگنے لگی۔۔۔۔

ایک طرف اسکی اپنی اولاد تھی۔۔۔۔

بند یا اور پائی ل۔۔۔

اور ایک طرف یہ کسی اور کا خون تھا جو گوپال کی تڑپ اپنی رگوں میں اترتی محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔

اس نے خواب میں بھی گوپال کو حالت مرگ میں دیکھا تھا۔۔۔۔

تڑپ اٹھی تھی وہ اسکو ایک نظر دیکھنے کیلی ئے۔۔۔۔

لیکن اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ کہاں ھے اب۔۔۔

اسکی پہنچ سے اسکی زندگی کی سب سے پہلی چھاؤں اتنی دور تھی کہ اب اس چھاؤں تک جانے کیلی ئے اسے کڑی دھوپ سے نا جانے کتنا گزرنا پڑتا۔۔۔۔

وہ اس دوری پر بھی اس نام سے خود کو محروم نہیں کرنا چاھتی تھی۔۔۔جو نام اسکا تھا ہی نہیں۔۔۔لیکن اسکے بغیر اسکی ذات نا ممکن سی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنے ان ہاتھوں کو دیکھنے لگی جن میں کبھی گوپال کے ہاتھ تھے۔۔۔۔۔۔

اب گوپال کے نام پر اسکے ہاتھوں میں صرف دعائیں تھیں۔۔۔۔۔۔

گوپال کو شدید دل کا دورہ پڑا تھا۔۔۔

وہ بیہوشی کی حالت میں بھی بختی بختی کرتا رہا۔۔۔

ڈاکٹر نے آکر دیوی سے پوچھا کہ بختی کون ھے۔۔۔

دیوی کو اپنا منہ سینا پڑا۔۔۔

کیونکہ بیٹی وہ کہہ نہیں سکتی تھی اور سچ بولنے کی ھمت اس میں تھی نہیں۔۔۔۔

اور یہاں رات کے پچھلے پہر رتابہ تک اسکی آواز پہنچ رہی تھی۔۔۔

اسکی ہر آواز پر اسکا دل سسک اٹھتا اور وہ دعائیں کرتی ہی رہی۔۔۔۔

عضد سو چکا تھا۔۔۔۔۔

علی نے رتابہ کو دوسرے کمرے میں جاتے ھوئے دیکھا تھا۔۔۔

وہ اسکے پیچھے آیا۔۔

لیکن اسے جائے نماز پر سسکتے دیکھ کر کچھ دیر کھڑا رہا پھر واپس لوٹ گیا۔۔۔

کیا رشتہ تھا اسکا رتابہ سے کیوں اسکا دل اسکی طرف کھنچا چلا جاتا تھا۔۔۔

اگر اسے محبت ھو گ ئی رتابہ سے اور وہ سچ میں عضد کی بیوی نکلی تو وہ کیا کریگا۔۔۔

علی رتابہ کو لیکر مسلسل پریشان تھا۔۔۔

کون تھی یہ کہاں سے آئی تھی۔۔۔۔۔

کیوں رہ رہی ھے یہ عضد کیساتھ۔۔۔۔

عضد کیساتھ کچن میں انکی باتیں سن کر اسے یقین ھو گیا تھا کہ وہ عضد کی بیوی نہیں۔۔۔۔۔۔

لیکن وہ تمام حقائق جانے بغیر عضد سے کوئی بات نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

وہ اپنے خیالات خود تک ہی محدود رکھے ھوئے تھا۔۔۔

لیکن اتنا تہیہ کر لیا تھا اس نے خود سے کہ وہ رتابہ کی کھوج لگا کر رھے گا۔۔۔

اور پھر عضد کے چنگل سے اسے آزاد کریگا۔۔۔۔۔

URDUNovelians

کافی دن گزر گ ئے تھے عضد کا رویہ ہنوز ویسا ہی تھا۔۔۔

علی سے پھر وہ کچھ بول لیتا۔۔۔۔

لیکن مایا تو جیسے اسکے سامنے غائی بی مخلوق بن گ ئی تھی۔۔۔۔۔

مایا سے آفس میں گُڈز کی ڈیلیوری فائل میں غلطی ہو گئی تھی۔۔۔۔

جس پر اس نے اسے ڈانٹنا بھی مناسب نا سمجھا اور اسے مینیجر کے حوالے کر دیا۔۔۔

مایا جل بھن کر رہ گئی۔۔۔

لیکن آفس تھا اسے صبر کے گھونٹ پینے پڑے وہ گھر جانے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔

ان سے گھنٹہ پہلے وہ گھر کیطرف نکل چکا تھا۔۔۔

گھر آتے ہی صوفے پر لیٹ گیا۔۔۔۔۔

اور رتابہ سے سر دبانے کا کہا۔۔۔۔۔۔۔

وہ نیچے بیٹھ کر دبانے لگی۔۔۔۔

نیچے نہیں اوپر بیٹھو۔۔۔۔۔

وہ اسکے سر کے پاس بیٹھ کر دبانے لگی۔۔۔۔

آج پہلی بار عضد نے اسے اپنے درد پر پکارا تھا۔۔۔

مایا اور علی کی گاڑی کی آواز سن کر عضد نے اپنا سر اسکی گود میں رکھا۔۔۔۔

تو اسکا دل چڑیا کیطرح پھڑ پھڑانے لگا۔۔۔

اسکی تیز ہوتی دھڑکنیں عضد باآسانی سن رہا تھا۔۔۔۔

وہ کپکپاتے ہاتھوں سے عضد کا سر دبانے لگی۔۔۔۔

اسکے جسم سے اٹھتی خوشبو آھستہ آھستہ عضد کو اپنی لپیٹ میں لینے لگی۔۔۔۔

عین اسی وقت مایا اور علی ایک ساتھ باتیں کرتے اندر آئے تو رتابہ کے ہاتھ رک گئے۔۔۔۔

عضد کو رتابہ کی گود میں دیکھ کر مایا کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔۔۔۔

البتہ علی کی نظروں میں رتابہ کے کپکپاتے ہاتھ اور رنگ اڑا چہرہ تھا۔۔۔

آتے ساتھ اس نے عضد کا ہاتھ کھینچ کر اسے بٹھایا۔۔۔۔

اسکی آنکھیں بند تھیں۔۔۔وہ مایا کے کھینچنے پر اٹھا۔۔۔

یہ کیا بدتمیزی ھے۔۔۔۔

اچھا میں جو۔۔۔کروں وہ بدتمیزی ھے۔۔۔

اور جو تم نے گھر کو سر عام رومانس کا اڈا بنا رکھا ھے وہ بدتمیزی نہیں۔۔۔۔۔

میرے سامنے اسے بانہوں میں لے لے کر جو پیار جتا رھے ھو نا تم۔۔۔

میں خوب جانتی ھوں۔۔۔۔

پیار ویار کچھ نہیں تمھیں۔۔۔۔

بس مجھے جلانے کا سامان بنا رکھا ھے تم نے اسے۔۔۔۔

تمھاری بکواس بہت سن لی تھی اس دن میں نے آج نہیں سنوں گا۔۔۔۔۔

عضد کی آنکھیں لال سرخ ھو رہی تھیں۔۔۔۔

کیوں نہیں سنو گے تم۔۔۔۔۔

اسکے ساتھ یہ بیہودگیاں۔۔۔۔۔

شیٹ اپ یو۔۔۔۔

میرے اور اسکے معاملے میں ایک لفظ مت بولنا ورنہ زبان حلق سے کھینچ لونگا۔۔۔۔۔

عضد اتنی زور سے چلایا کہ مایا بھی سہم کر رہ گئی۔۔۔۔۔

اسکی ھمت ہی نا ھوئی کچھ بولنے کی۔۔۔۔

وہ رتابہ کا ہاتھ پکڑے اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔

مایا نے اپنے کمرے میں جا کر غصہ سارا اپنے کمرے کی چیزوں پر نکالا۔۔۔۔

بیڈ شیٹ اتار پھنکی تکیے اٹھا اٹھا کر پھینکے۔۔۔

ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی ہر چیز زمین پر پٹخی۔۔۔۔۔

اور شیشہ بھی ڈریسنگ کا توڑ ڈالا۔۔۔۔

علی اسکا دروازہ بجاتا رہ گیا۔۔۔۔۔۔

پھر وہ اپنے بال نوچ کر چلانے لگی۔۔۔۔

علی نے گھما کر لاک توڑا۔۔۔

اور اندر آ کر غصے سے پاگل ھوتی مایا کو گلے سے لگایا۔۔۔۔

وہ اسے بھی پیچھ ہٹانے لگی۔۔۔۔

لیکن علی کا گھیرا مضبوط تھا وہ اسے پیار سے سینے سے لگائے۔۔۔۔

بہلاتا رہا۔۔۔۔۔۔

صبح بغیر ناشتے کے ہی عضد آفس چلا گیا۔۔۔۔

مایا آفس بہت لیٹ آئی تھی۔۔۔۔

اسکی حالت سے لگ رہا تھا کہ وہ بہت اپ سیٹ ھے۔۔۔۔

علی نے عضد کے آگے ہاتھ جوڑے کہ وہ اسے کچھ نا کہے۔۔۔۔

یار کیوں نا کہوں کچھ۔۔۔

غصہ اسی کو آ سکتا ھے کیا۔۔۔

بات کس انداز سے کرتی ھے وہ تم نے دیکھا نہیں۔۔۔۔۔۔

یار اسکی طرف سے میں معافی مانگتا ھوں۔۔۔

دوست ھے تمھاری پیار کرتی ھے تم سے یار۔۔۔۔

تمھارا اتنا نظر انداز کرنا اس سے برداشت نہیں ھو رہا۔۔۔

اور اسکے ایسے رد عمل کے ذمہ دار بھی تم ھو۔۔۔

ھوتی۔۔۔۔۔ Disheart نا تم اسے اتنی اھمیت دیتے نا آج وہ اپنے نظر انداز ھونے پر اتنا

وہ توجذباتی ھے۔۔۔

عورت ذات ھے۔۔۔۔

یار تم تو مرد ھو تم ہی عقل کا مظاہرہ پیش کرو۔۔۔

اور اس جنگ کو ختم بھی کرو۔۔۔۔

عضد بولا۔۔۔

مجھے سمجھانے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

تم دونوں کا کوئی حق نہیں بنتا کہ میری میرڈ لائف میں انٹرفیئر کرو۔۔۔

میں رتابہ کیساتھ جیسا بھی سلوک کروں۔۔۔ محبت۔۔۔ نفرت۔۔پیار یا کچھ اور اس سے تم دونوں کا کوئی سروکار نہیں۔۔۔۔۔

اسے بھی سمجھادو۔۔۔

وہ سمجھ گ ئی تو معاملات بہتر ھو سکتے ھیں۔۔۔

عضد ہال میں بیٹھا کافی پی رہا تھا۔۔۔

مایا اسکے سامنے آکر بیٹھی۔۔۔

تو وہ وہاں سے اٹھ کر جانے لگا۔۔۔۔۔

مایا نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا۔۔۔

عضد نے اس سے ہاتھ چھڑایا۔۔۔۔۔۔

تو وہ اسکے سامنے آکھڑی ھوئی۔۔۔۔۔

ہٹو میرے راستے سے۔۔۔۔

ناراض ھو مجھ سے۔۔۔

تمھاری ابھی وہ حیثیت نہیں رہی میری زندگی میں کہ تم سے ناراض ھوں میں۔۔۔۔

تم انسلٹ کر رھے ھو میری۔۔۔۔

.....strangeاچھا تو تمھیں بھی پتہ ھے کہ عزت اور ذلت کیا ھوتی ھے۔۔۔۔۔۔

وہ رو دینے کو تھی۔۔۔۔

تم اچھا نہیں کر رھے میرے ساتھ۔۔۔۔

مجھ سے اچھے کی امید بھی نا لگانا۔۔۔

کیونکہ میں تو گھٹیا ترین انسان ھوں نا تمھاری نظروں میں۔۔۔۔۔

وہ بھرائی ھوئی آنکھوں سے بولی۔۔۔

i am sorry for everything

عضد پہلی بار میں ہی اسے معاف کر دیتا لیکن وہ اسے ایک دو دن مذید احساس دلانا چاھتا تھا تاکہ آئندہ وہ ایسی کوئی بات نا کرے۔۔۔۔

یار ہٹو میرے راستے سے۔۔

عضد نے اسے بازو سے پکڑ کر پیچھے کیا۔۔۔۔

وہ رو پڑی۔۔۔

اگر تم نے اسی طرح کا سلوک میرے ساتھ رکھا تو میں۔۔۔۔۔

وہ اسکی بات سن کر رکا۔۔۔

تو کیا۔۔۔۔

تو میں کچھ کر لونگی اپنے ساتھ۔۔۔۔

وہ اسکی آنکھوں میں جھانک کر بولا۔۔۔

دوسروں کیساتھ تو بہت کچھ کر گزرتی ھو تم۔۔۔

اپنے ساتھ بھی کچھ کر لو تو۔۔۔

i dont care.....

علی آج پھر گھر میں نہیں تھا۔۔۔۔

وہ خاموشی سے چپ چاپ اپنے کمرے میں چلی گ ئی۔۔۔۔

کوئی واویلا کوئی شور شرابا نہیں کیا اس نے ناپلٹ کر عضد کو کوئی جواب دیا۔۔۔۔

آنسوؤں سے دھواں دھار ھو رہی تھیں اسکی آنکھیں۔۔۔۔

وہ کمرے میں کافی دیر غصہ اپنے اندر لی ئے ٹہلتی رہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شام کا وقت تھا عضد اپنے کمرے میں سو رہا تھا۔۔۔۔

رتابہ مغرب کی نماز پڑھ رہی تھی جب گلناز بھاگتی ھوئی اسکے کمرے میں آئی۔۔۔۔

وہ سلام پھیر رہی تھی۔۔۔

باجی۔۔۔

وہ بوکھلائی ھوئی گلناز کو دیکھ کر بولی کیا ھوا۔۔۔

باجی جلدی آئی یں میرے ساتھ۔۔۔

وہ رتابہ کو لیئے مایا کے کمرے کیطرف بھاگی۔۔۔۔۔

رتابہ نے دیکھا وہ اوندھے منہ بستر پر پڑی ھوئی تھی۔۔۔

اور خون سے بیڈ شیٹ بھری ھوئی تھی۔۔۔

رتابہ نے اسے سیدھا کیا۔۔۔

وہ اپنے دونوں ہاتھوں کی رگیں کاٹ چکی تھی۔۔۔۔

اسکا جسم بلکل بے جان ھو گیا تھا۔۔۔۔۔۔

جاری ھے۔۔۔۔۔

یہ کہانی بس کچھ اقساط کی باقی ھے۔۔

میرے بابا کی انجیو گرافی ھے۔۔۔۔

انکے لی ئے دعا کیجی ئے گا۔۔۔۔

اگلی قسط اتوار یا پیر کو ھو گی۔۔۔

آپ سب کی پسند ید گی کی بہت مشکور ھوں میں۔۔

اور اتنے انتظار کیلی ئے معذرت۔۔۔

اللہ کی پناہ میں رھیں۔۔۔۔۔۔ سچی کہانی بد بخت

قسط نمبر 32

از قلم عرشی نور

رتابہ نے دیکھا وہ اوندھے منہ بستر پر پڑی ھوئی تھی۔۔۔

اور خون سے بیڈ شیٹ بھری ھوئی تھی۔۔۔

رتابہ نے اسے سیدھا کیا۔۔۔

وہ اپنے دونوں ہاتھوں کی رگیں کاٹ چکی تھی۔۔۔۔

اسکا جسم بلکل بے جان ھو گیا تھا۔۔۔۔۔

مایا کے بے جان جسم کو دیکھ کر رتابہ کی بھی جان نا رہی۔۔۔

وہ گلناز کی طرف دیکھ کر بولی۔۔۔

علی کہاں ھے۔۔۔۔

باجی وہ ابھی تک گھر نہیں آئے۔۔۔۔۔۔

رتابہ جلدی سے عضد کے پاس آئی وہ سو رہا تھا۔۔۔

اور عضد کو نیند سے اٹھانا سوئے ھوئے شیر کو اٹھانے کے مترادف تھا۔۔۔

لیکن سچویشن ہی ایسی تھی۔۔۔اسے عضد کو جگانا پڑا۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد۔۔ عضد۔۔۔

اٹھیں پلیز۔۔۔

رتابہ نے اسے بازو سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔۔۔۔

تو وہ جھنجھلا کر اٹھا۔۔۔

کیا مصیبت ھے یار۔۔۔

تم نے کیوں جگایا ھے مجھے۔۔۔

اسکی آواز کافی اونچی تھی۔۔۔

عضد وہ مایا۔۔۔

رتابہ نے تھوک حلق سے نگلا۔۔۔۔

اب بولو بھی۔۔۔

ایسی کیا قیامت ٹوٹ پڑی ھے۔۔۔

کہ مجھے نیند سے جگایا تم نے۔۔۔۔

مایا۔۔۔مایا۔۔۔

کیا مایا مایا لگا رکھی ھے تم نے۔۔۔

کیا ھوا ھے اب۔۔۔۔

وہ مایا نے سوسائیٹ کر لی ھے۔۔۔۔۔۔

کیا۔۔۔۔۔۔۔

عضد شاکڈ ھوا کافی۔۔۔۔۔۔

کیا کہا تم نے۔۔۔

ھوش میں تو ھو۔۔۔۔

اس نے عضد کا ہاتھ پکڑا اٹھیں آپ خود چل کر دیکھ لیں۔۔۔

عضد نے کمبل اتار کر پرے پھینکا اور بھاگتے ھوئے رتابہ سے پہلے اسکے کمرے میں گیا۔۔۔

مایا کی دونوں کلائی یاں کٹی ھوئی تھیں۔۔۔

اور خون دیکھ کر تو عضد چکرا کر رہ گیا۔۔۔

اس نے جلدی سے اسکی دھڑکن چیک کی جو نا ھونے کے برابر تھی۔۔۔

اس نے مایا کو اٹھایا۔۔۔

رتابہ نے جلدی سے گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔

اور پیچھے بیٹھ گ ئی۔۔۔

عضد اسکا سر میری گود میں رکھیں۔۔۔

عضد نے رتابہ کا کہنا مانا اور اسے جلدی ھوسپٹل پہنچایا۔۔۔

وہاں بات پولیس کیس تک جا پہنچی۔۔۔

عضد نے اپنی source کا استعمال کیا اور فی الحال پولیس کو اس معاملے سے دور رکھا۔۔

خون اسکا بہت زیادہ بہہ چکا تھا۔۔۔

بلکل 3 پوائنٹ پر آ چکا تھا۔۔۔

عضد کی کال پر علی بھی بھاگتا ھوا ھوسپٹل پہنچا۔۔۔۔

دونوں ہی بہت پریشان تھے۔۔۔

حالت اسکی سیریئس تھی۔۔۔

علی رو کر عضد سے بولا۔۔

جذباتی ھے وہ behave یار میں نے تمھیں کتنا سمجھایا تھا کہ مت کرواسکے ساتھ اتنا روڈ نہیں کریگی برداشت۔۔۔۔

لیکن تم نے میری ایک نامانی۔۔۔۔

اب اگر میری بہن کو کچھ ھوا تو یاد رکھنا عضد میں تمھیں بھی نہیں چھوڑونگا۔۔۔۔۔

اسکا قتل تمھارے سر ھوگا۔۔۔

رتابہ نے پہلی بار علی سے بات کی۔۔۔۔

اللہ نا کرے مایا کو کچھ ھو۔۔۔۔

ایک دوسرے کو کوسنے کا یا باتیں سنانے کا وقت نہیں ھے یہ۔۔۔۔

دعا کیجیئے اسکے لیئے۔۔۔

اللہ پاک آسانی کرے۔۔۔۔

علی بہت رو رہا تھا۔۔۔۔

رتابہ تو تھی ہی نرم و نازک اپنے نام کیطرح۔۔۔۔

آنسوؤں کی جھڑی اسکی آنکھوں سے بھی جاری تھی۔۔۔۔

عضد کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس بے وقوف نے انتہائی قدم اٹھایا کیوں۔۔۔۔

مایا کو بلڈ کی ضرورت تھی۔۔۔۔

عضد اور علی کا بلڈ گروپ لیا گیا۔۔۔

عضد کا بلڈ گروپ میچ کر گیا۔۔۔۔۔۔

اسکی حالت خطرے میں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد نے نڈھال ھوتے علی کو تسلی دی کہ وہ اپنے خون کا ایک ایک قطرہ دے کر بھی اسکی بہن کی جان بچائے گا۔۔۔۔۔۔

کو فی الحال کچھ نا بتایا۔۔۔۔ parents عضد کے کہنے پر علی نے اپنے

عضد بلڈ دینے اندر آئی سی یو میں تھا۔۔۔۔

علی باہر بیٹھا مایا کی حالت پر آنسو بہاتا رہا۔۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ بے چینی سے اٹھ کر ٹہلنے لگا۔۔۔۔

تو اسے برابر والے روم سے رونے کی آواز آنے لگی۔۔۔۔۔

اس نے آھستہ سے روم کا دروازہ کھولا۔۔۔

تواندر رتابہ سجدے میں جھکی رب کے حضور مایا کی زندگی کیلی مئے گڑگڑا کر دعائیں مانگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

علی کو بہت شدت سے احساس ھوا کہ مایا اسکو کیا سمجھتی ھے اور وہ۔۔۔۔۔۔۔

علی کافی دیر رب کیساتھ اسکی التجائیں سنتا رہا۔۔۔۔

پھر ڈاکٹر کی آواز پر پلٹا۔۔۔۔

عضد دو بوتلیں خون کی دے چکا تھا۔۔۔۔

مذید بلڈ کی ضرورت تھی۔۔۔۔۔

رتابہ باہر آئی۔۔۔

کیسی ھے مایا اب۔۔۔۔

علی نے سر اٹھا کر دیکھا اسے اسکے پرنور چہرے پر آنسو چمک رھے تھے۔۔۔۔۔۔

اور علی کے چہرے پر مایوسی تھی۔۔۔۔۔

مجھے بلڈ ارینج کرنا ھے مذید۔۔۔۔۔

تم دعا کرتی رہنا اسے کچھ نا ھو۔۔۔۔

علی چلا گیا وہاں سے۔۔۔

تھا۔۔۔۔ same رتابہ نے اپنا بلڈ ٹیسٹ کروایا تو اسکا بھی بلڈ گروپ

اس نے بھی بھرپور کردار ادا کیا مایا کی جان بچانے کیلئے۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن اس نے ریکوئی سٹ کی ڈاکٹر سے کہ کسی کو علم نا ہو کہ اس نے بلڈ ڈونیٹ کیا ھے۔۔۔۔۔

مایا کی حالت اب بھی خطرے میں تھی۔۔۔۔

عضد نے رتابہ سے کہا کہ وہ گھر چلی جائے۔۔۔۔

نہیں آپکو اسطرح پریشانی میں اکیلا چھوڑ کر کہاں جا سکتی ھوں۔۔۔۔

اور مایا بہن بھی ھوش میں نہیں آئی۔۔۔۔۔

پاس کھڑی نرس رتابہ سے بولی۔۔۔۔۔

میم آپ گھر چلی جائیں اور کچھ کھا پی لیں۔۔۔۔

بڑھ جائے گی بہت۔۔۔۔۔ Weaknesses ورنہ آپکی

اور چکر آنے سے خالی پیٹ آپ بیہوش بھی ہو سکتی ہیں۔۔۔

رتابہ کو عضد دیکھنے لگا کہ نرس ایسا کیوں کہہ رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔

میں ٹھیک ہوں یہیں کچھ کھالو نگی۔۔۔۔

میم آپکو ریسٹ کی ضرورت ہے۔۔۔۔

رتابہ عضد کی نظریں دیکھ کر بولی۔۔۔۔

جی ٹھیک ہے میں چلی جاتی ہوں۔۔۔۔۔

نرس ایسا کیوں کہہ رہی ہے کیا ہوا ہے تمھیں۔۔۔۔۔۔

وہ نظریں جھکائے بولی۔۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔

بس کھانا نہیں کھایا تھا تو چکر آگئے۔۔۔

بلڈ پریشر لو ہے تھوڑا۔۔۔۔

تو گھر چلی جاؤ تم۔۔۔۔

پہلے ہی ہم مایا کی وجہ سے پریشان ہیں۔۔۔

تمھیں کون سنبھالے گا پھر۔۔۔

جاؤ گھر اور ریسٹ کرو۔۔۔۔

میں ڈرائیور کو بلوالیتا ھوں۔۔۔۔۔۔۔

میں چلی جاؤ نگی۔۔۔

لیکن آپ بھی اپنا خیال رکھیں کچھ کھالیں۔۔۔۔

ایسے تو آپ بھی بیمار ھو جائیں گے۔۔۔۔۔

میں کھالونگا کچھ تم جاؤ گھر۔۔۔۔۔

ڈرائیور آ چکا تھا۔۔۔۔

رتابہ اٹھی تو عضد نے دیکھا اسکے دھیرے دھیرے اٹھتے قدم کچھ لڑکھڑا رھے تھے۔۔۔۔

وہ لفٹ سے نیچے آئی تو کاؤنٹر پر ایک ادھیڑ عمر عورت بہت زیادہ رو رہی تھی۔۔۔

اور ہاتھ جوڑے کاؤنٹر پر کہہ رہی تھی۔۔۔

رحم کریں مجھ غریب پر۔۔۔۔

میرے پاس جو کچھ تھا میں دے چکی ھوں۔۔۔۔

دیکھیں اماں جی۔۔۔

ھم بھی آپکی ویلفیئر سے بہت مدد کر چکے ھیں اس سے زیادہ نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔۔

آپ اپنا مریض سول یا جناح ھوسپٹل لے جائیں۔۔۔

وہاں کوئی چارجز نہیں دینے پڑیں گے آپکو۔۔۔۔

اور دوا بھی مفت مل جائیگی۔۔۔

ھم اب اس سے زیادہ آپکی مدد نہیں کر سکتے۔۔۔

وہ بوڑھی عورت مایوسی سے کاؤنٹر سے ہٹی اور چہرہ دوپٹے میں چھپائے رونے لگی۔۔۔

رتابہ اس اماں کے پاس آئی۔۔۔

کیا ھوا ھے اماں جی۔۔۔

وہ رو رو کر اپنی غربت اور مجبوری کی دھائی یاں دینے لگی۔۔۔

اماں سے اسکے بیٹے کا نام پوچھ کر وہ ڈرائیور کیساتھ گھر گئی۔۔۔

اور اپنے کچھ زیورات اور نقد رقم اٹھائی۔۔۔

جو عضد اسے اکثر خرچے کے طور پر زبردستی دیتا تھا۔۔۔

رقم ایک لاکھ سے کچھ کم تھی۔۔۔

وہ واپس آئی ھوسپٹل۔۔

اور کاؤنٹر پر پیسے اور زیورات دیئے۔۔۔

کاؤنٹر والے نے یہ کہہ کر زیورات واپس کر دی ئے کہ وہ کیش رقم لیتے ھیں۔۔۔

رتابہ ڈرائیور کے پاس آئی۔۔۔

اسے تو بازاروں کا بھی نہیں معلوم تھا۔۔۔۔

ڈرائیور سے ہی پوچھ کر وہ بازار گ ئی اور جیولر شاپ پر زیور بیچ کر سیدھا ھوسپٹل واپس آئی۔۔۔۔

طبیعت اسکی کافی خراب ھو رہی تھی۔۔۔

لیکن اس نے ھمت نا ہاری۔۔۔

اور ساڑھے تین لاکھ روپے کاؤنٹر پر جمع کروادی ئے اس اماں کے اکلوتے بیٹے کامران کیلی ئے۔۔۔۔

میں تھا۔۔۔ i.c.u جو ایکسیڈینٹ کی وجہ سے دماغی چوٹ کھا کر

رتابہ چکراتے سر کیساتھ سامنے صوفے پر بیٹھ گ ئی۔۔۔۔

نیچے آتے علی نے اسے دیکھ لیا۔۔۔

وہ یہاں اسوقت کیا کر رہی تھی۔۔۔

عضد تو کہہ رہا تھا وہ گھر چلی گ ئی ھے۔۔۔۔

وہ اماں پھر سے آئی روتی روتی کاؤنٹر پر۔۔۔۔

تو کاؤنٹر والے نے مسکرا کر کہا اماں جی آپکی دعا اللہ نے سن لی۔۔۔

مدد ھو گئی آپکی۔۔۔

آپکا بیٹے کا علاج یہیں ھو گا اب اور آپریشن کی ضرورت ھوئی وہ بھی ھو جائے گا۔۔۔۔۔

اس اماں نے خوشی کے مارے جلدی سے آنسو پونچھیں کون ھے وہ۔۔۔۔

کس نے مجھ پر رحم کیا ھے۔۔۔

کاؤنٹر والے نے صوفے سے ٹیک لگائے بیٹھی رتابہ کیطرف اشارہ کیا۔۔۔

وہ اماں خوشی سے تیز تیز قدم اٹھاتی رتابہ کے قدموں میں آ بیٹھی۔۔۔۔

رتابہ نے آنکھیں کھولیں۔۔۔

اماں اٹھیں یہ کیا کر رہی ھیں آپ۔۔۔۔

علی کچھ فاصلے پر کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

رتابہ نے اماں کو زبردستی اٹھا کر اپنے ساتھ بٹھایا۔۔۔۔

وہ رتابہ کے ہاتھ دیوانوں کیطرح چومنے لگی۔۔۔۔

اللہ نے تمھیں میرے لیئے فرشتہ بنا کر بھیجا ھے۔۔۔

تم نہیں جانتی بیٹا تم نے میری زندگی کا کل سرمایہ بچانے میں میری مدد کی ھے۔۔۔

جیسے تم میرے لی ئے رحمت کا فرشتہ بن کر آئی ھو۔۔۔

میری دعا ھے جہاں تمھیں ضرورت پڑے تو میرا رب خود کسی بھید میں زمین پر اتر آئے تمھارے لی ئے۔۔۔۔

رتابہ نے ان بوڑھی آنکھوں کے روانی سے بہتے آنسو صاف کی ئے۔۔۔۔۔

اور اس تڑپتی بلکتی ماں کو گلے سے لگایا۔۔۔

اس اماں کے پسینے سے بھرے میلے کچیلے کپڑوں سے بھی اسے ممتا کی خوشبو آنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ کے آنسو بھی اماں کیساتھ ساتھ بہہ رھے تھے۔۔۔۔

اماں جی بس میرے لی ئے ایک اور دعا کیجی ئے گا کہ میری بہن بھی بہت بیمار ھے۔۔۔

اسی ھوسپٹل میں ھے۔۔۔

کیا ھوا اسے۔۔۔اماں فکر سے پوچھنے لگی۔۔۔

بس اماں اسکے ساتھ بھی حادثہ ھوا ھے۔۔۔

وہ بھی زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی ھے۔۔۔۔

اماں نے اسکا چہرہ پیار سے دیکھا۔۔۔

جسکی تیرے جیسے بہن ھو۔۔۔۔۔۔۔

اسکے ساتھ رب کیسے برا کر سکتا ھے۔۔۔

تیرے اس خوبصورت چہرے اور دل کے صدقے رب تعالی اسے کچھ نہیں ھونے دیگا۔۔۔۔۔

تو رب کی ساتھی ھے اسکی قریب ترین ھستی۔۔۔۔

میں ماں ھوں نا کہتے ھیں رب کے اور ماں کے بیچ کوئی پردہ نہیں۔۔۔۔

تم ماں کی ھستی سے بھی قریب ھو اللہ کے۔۔۔۔۔

میں نے آج تمھاری صورت میں اس رب کے چھپے بھید اور رحمت کے خزانے کو دیکھا ھے۔۔۔۔۔۔

رتابہ ٹکر ٹکر اس بوڑھی اماں کا سلوٹوں بھرا چہرہ دیکھنے لگی۔۔۔ جسکے چہرے کی ایک ایک سلوٹ سے رتابہ کیلئے پیار چھلک رہا تھا۔۔۔

کیسا روپ تھا یہ۔۔۔

کیا سچ میں میری ماں بھی ایسی ھو گی۔۔۔

اسکے بھی ایک ایک نقش سے ایک ایک سلوٹ سے میرے لی ئے پیار چھلک رہا ھو گا۔۔۔

کتنا حسین ھے میرے رب ماں کا یہ روپ۔۔۔۔

رتابہ نے بے اختیار اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔۔۔۔

تو ماں دیکھنے کی ماں کو چھونے کی سدا کی تشنگی اسے بجھتی ھوئی محسوس ھوئی۔۔۔۔۔۔۔۔

اس اماں نے رتابہ کی آنکھیں ماتھا گال بار بار چوما۔۔۔

میرے رب کی رحمت ھو تم۔۔۔۔

جہاں بھی جاؤ گی۔۔۔

اس اللہ کی رحمت اسکی رضا اسکے فرشتے تمھارے قدموں کیساتھ ساتھ جائیں گے۔۔۔۔

تمھاری ہر تمنا پوری کرے وہ رب جو خود کسی کی تمناؤں کا حاصل ھے۔۔۔۔

علی مبہوت ھوتا یہ سارا منظر دیکھے گیا۔۔۔

رتابہ نے اماں سے اجازت چاہی۔۔۔۔۔۔

وہ پھر سے اسکو چومنے لگی۔۔۔۔

اللہ کی رحمت کہتی کہتی رتابہ کیساتھ اپنے چھوٹے چھوٹے کمزور قدم مضبوطی سے زمین پر جما کر گاڑی تک پاس آئی۔۔۔۔۔۔۔۔

اور پھر دور تک رتابہ کی گاڑی کو دیکھ کر ہاتھ ہلاتی رہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اماں واپس اندر آئی تو علی انکے پاس آیا۔۔۔

اماں جی یہ لڑکی کون تھی آپکے ساتھ۔۔۔۔۔

وہ اماں بڑی خوشی سے بولی۔۔۔ تمھیں بھی نظر آئی ھے وہ میرے ساتھ۔۔۔۔۔

اماں کے عجیب سے سوال پر علی نے ابرو اچکائے۔۔۔

ظاہر ھے اماں انسان ھے وہ نظر آئی آپکے ساتھ اسلیئے پوچھ رہا ھوں۔۔۔۔

اماں بڑے ہی پیار اور اطمینان بھرے لہجے میں بولی۔۔۔۔

بیٹا وہ اللہ کی رحمت کا فرشتہ تھی۔۔۔۔

علی پھر بولا۔۔۔

آپکا اس سے کیا رشتہ ھے۔۔۔۔

میرا آج سے پہلے تو اس سے کوئی رشتہ نہیں تھا۔۔۔

لیکن آج وہ رشتہ قائم کر گئی جو اللہ کا اپنے بندے سے ھوتا ھے۔۔۔پیار کا محبت کا رحم کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

علی ایک ٹک اماں کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

اماں اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر بولی۔۔۔

آپ اس سے اتنا پیار کیوں کر رہی تھیں۔۔۔۔

بیٹا اللہ کی رحمت ھے وہ سر آنکھوں پر ہی بیٹھانا تھا مجھے۔۔۔۔۔

علی نے اس اماں کی حالت دیکھی۔۔۔۔

پرانے کپڑوں میں تھی وہ۔۔۔۔

پرانے سے جوتے اور چہرہ عمر سے کئی زیادہ عمر رسیدہ تھا۔۔۔۔۔۔

اس کے جسم کا ایک ایک عضو اسکی بے زبان غربت کو بیان کر رہا تھا۔۔۔۔۔

اماں یہاں کون ھے آپکا۔۔۔۔

میرا بیٹا ھے ایکسیڈینٹ سے دماغ کی چوٹ آئی ھے۔۔۔۔

آج پانچ دن سے بیہوش پڑا ھے۔۔۔۔۔۔

اماں اتنے مہنگے ھسپتال میں آپ علاج کیسے کروا رہی ھیں اپنے بیٹے کا۔۔۔۔۔

کچھ لوگوں نے مدد کی اور کچھ ھسپتال والوں نے۔۔۔۔

لیکن آج سب تھک گ ئے ھسپتال والوں نے بھی جواب دے دیا تھا کہ میں کسی گورنمنٹ ھسپتال چلی جاؤں۔۔۔۔

جہاں میرے جیسے ھزاروں لوگ لائن میں لگے ھوئے ھیں۔۔۔۔۔

اور میرا بیٹا ایک گھنٹہ بھی وینٹیلیشن کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔۔۔

میں کہاں گورنمنٹ ھسپتال میں جا کر اپنے بیٹے کی موت کی لائن میں کیسے کھڑی ھوتی کہ کب میرے بچے کی موت کا نمبر آئے گا۔۔۔۔۔

اماں پھر کس نے مدد کی آپکی اب۔۔۔۔۔۔

اور آپ نے اس لڑکی کو رحمت کا فرشتہ کیوں کہا؟؟

بیٹا صبح سے ماری ماری اپنی التجائیں لیکر بہت بھاگی ادھر ادھر پر کوئی سہارا نا ملا۔۔۔۔۔

بس رب کو یاد کر کے یہاں انکے پاس آئی۔۔۔

انہوں نے بھی جواب دے دیا۔۔۔۔۔

لیکن کچھ پل ہی مایوسی کے گزرے تھے کہ اس بچی نے میری ساری التجائیں اپنی گود میں بھر کر اپنی اللہ کی رحمت سے میری خالی پھٹی جھولی بھر دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسلی ئے تو تم سے کہہ رہی تھی کہ رحمت ھے اللہ کی وہ۔۔۔۔

علی کو کافی حیرت ھوئی کہ۔۔۔بنا جانے پہچانے رتابہ نے کسطرح اس طلبگار کی طلب پوری کی۔۔۔۔۔

وہ پھر کاؤنٹر پر گیا۔۔۔۔

اور اماں کے بیٹے کامران کی ساری انفارمیشن لی۔۔۔

پھر اسے علم ھوا کہ رتابہ نے ساڑھے تین لاکھ کی رقم بھری ھے۔۔۔۔

علی نے باقی کی ساری ذمہ داری کامران کی اپنے سر لی۔۔۔۔

اماں نے اسے بھی جھولیاں بھر بھر دعائیں دیں۔۔۔۔۔

وہ بولا۔۔۔

اماں میری بہن بھی موت کے منہ میں ھے۔۔۔

اسکے لی ئے دعا کیجی ئے گا۔۔۔۔۔

اب وہ ملی مجھے تو اس سے کہوں گی تمھاری بہن کیلی ئے بھی دعا کرے۔۔۔۔

آسمان والے سے بڑا گہرا تعلق ھے اسکا۔۔۔۔

اس کے چہرے میں جو مجھے ملا اب کچھ بھی مانگنے کی طلب نہیں رہی بیٹا۔۔۔۔۔

علی واپس آیا اوپر عضد باہر ہی بیٹھا تھا۔۔۔

ایک طرف اسکی بہن مایا تھی۔۔۔۔۔

اور ایک طرف رتابہ کے بارے میں اماں کی باتیں۔۔

رتابہ گھر پہنچی تو آگے رابی کو دیکھ کر شاکڈ بھی ھوئی اور بہت خوش بھی۔۔۔

اسکے گلے لگ کر وہ ملی۔۔۔

کیونکہ رابی کیساتھ اسکی دوستی تھی۔۔۔

پھر رابی کی گود سے بچی لی تو چکرا کر گرتے گرتے بچی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رابی نے اسے سہارا دیا۔۔۔

کیا ھوا بی بی۔۔۔۔

کچھ نہیں بس چکر آ گۓ۔۔۔۔۔

مجھے گلناز نے بتایا ھے سب۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب کیسی ھیں مایا میم۔۔۔

کچھ نہیں کہہ سکتے ابھی تک بیہوش ھے۔۔۔۔۔

گلناز بھی باہر آگ ئی۔۔۔۔۔

اس نے رتابہ کو تھکا ہارا دیکھ کر جلدی سے کھانا لگایا۔۔۔۔

رابی اور گلناز کی منت کرنے پر اس نے تھوڑا سا کھانا کھایا۔۔۔۔

گلناز بھی آج یہیں تھی۔۔۔۔

رتابہ نے لیٹی تو سو گ ئی۔۔۔۔۔

لیکن جیسے ہی اسکی آنکھ کھلی اس نے کال ملائی عضد کو اور مایا کا پوچھا۔۔۔۔

تو جواب میں مایوسی ہی تھی۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے ھمت کی فجر کی اذان ھو رہی تھی۔۔۔۔

وہ پھر سے رب کے آگے بیٹھ گ ئی۔۔۔۔۔۔

پھر کچھ ہی دیر میں ھوسپٹل پہنچ گ ئی ڈرائیور کیساتھ دوبارہ۔۔۔۔۔۔

ابھی وہ عضد تک نہیں پہنچی تھی کہ اسے اماں مل گ ئی۔۔۔۔۔

اماں نے اسکے ہاتھ چومے۔۔۔۔

اس نے بھی ان بوڑھے جھریوں سے بھرے ہاتھوں کو چوما۔۔۔۔

اماں اسکی طرف دیکھ کر بولی۔۔۔۔

میری ایک بات مانو گی۔۔۔۔

جی اماں بولیں۔۔۔۔

میرے بیٹے کے سر پر ایک بار اپنا دستِ شفقت رکھ دو۔۔۔۔

کیا مطلب اماں میں سمجھی نہیں۔۔۔۔

کیطرف آئی جہاں اسکا بیٹا تھا۔۔۔۔ i.c.u اماں اسکا ہاتھ پکڑے

عضد کی نظر رتابہ پر پڑی تو وہ اسکے پیچھے آنے لگا کہ وہ کس کیساتھ تھی۔۔۔۔

وہ اماں اپنے بیٹے کیطرف اشارہ کر کے بولی۔۔۔

میرے بیٹے کے سر پر ایک بار ہاتھ رکھ دو گی۔۔۔۔

لیکن کیوں اماں اس سے کیا ھو گا۔۔۔۔

عضد اسکے پیچھے ہی کچھ فاصلے پر کھڑا تھا۔۔۔

تم اللہ کی رحمت ھو نا تو تم اللہ کی رحمت ھو نا۔۔۔۔

ھو سکتا ھے تمھارے ہاتھ میں میرے بیٹے کی شفا بھی اللہ نے بھیجی ھو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اماں جی میں کہاں سے آپکو اللہ کی رحمت اور اللہ کا فرشتہ لگ رہی ھوں۔۔۔

اماں میں تو اک گنہگار سی بندی ھوں اللہ کی۔۔۔

میں نے صرف آپکی مدد کی ھے وہ بھی چند روپوں کی صورت میں۔۔۔۔

نہیں نہیں۔۔۔ میری بچی۔۔۔

تم گنہگار نہیں ھو سکتی۔۔۔

کبھی بھی نہیں۔۔۔۔

دوسروں کی مایوسیاں اپنے دامن میں سمیٹ کر انکو کی مرادیں بر لانے والی گنہگار نہیں ھو سکتی۔۔۔۔

اماں جی کیا کہہ رہی ھیں آپ۔۔۔۔۔۔

میں کیا میری اوقات کیا۔۔۔۔

اماں ایک ہی رٹ لگائے بیٹھی تھی کہ وہ اللہ کی رحمت ھے۔۔۔۔۔۔

اماں کی ضد پر وہ اندر اسکے ساتھ کامران کے پاس گ ئی۔۔۔۔

جو مصنوعی مشینوں سے سانس لے رہا تھا۔۔۔۔

رتابہ نے اماں کے کہنے پر بیس سالہ کامران کے سر پر آھستہ سے ہاتھ رکھا۔۔۔

اور دل سے اسکی زندگی کی دعا کی۔۔۔۔۔

اور باہر آئی تو عضد سامنے ہی کھڑا تھا۔۔۔

وہ اچانک عضد کو سامنے دیکھ کر ڈر گ ئی۔۔۔۔

وہ بوڑھی عورت بھی باہر آئی۔۔۔۔

یہاں کیا کر رہی ھو تم۔۔۔۔

رتابہ کیا کہتی عضد کے خوف سے جھٹ سے بولی۔۔۔۔

یہ اماں جی ھیں۔۔۔۔

وہ تو مجھے بھی نظر آ رہا ھے۔۔

انکے ساتھ یہاں کیا کر رہی ھو۔۔۔۔

اب کی بار اماں نے جواب دیا۔۔۔۔

بیٹا اسے اللہ نے بھیجا ھے میرے پاس۔۔۔

اللہ کی رحمت ھے یہ۔۔۔۔

جیسے تمھارا رب تمھیں جانتا ھے نا۔۔۔

ایسے ہی یہ مجھے بھی جانتی ھے بس۔۔۔

اسکے ساتھ میرا رشتہ انسانیت کے سوا کچھ نہیں۔۔۔۔۔

عضد خاموش ھو گیا۔۔۔

اماں نے رتابہ کو دیکھا۔۔۔

تمھارا کیا لگتا ھے یہ۔۔۔۔۔

رتابہ عضد کو دیکھ کر بولی۔۔۔۔

اماں میرا شوہر ھے یہ۔۔۔۔

اماں نے عضد کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔

بیٹا تمھاری بیوی اللہ کی رحمت ھے اسکا خیال رکھنا۔۔۔

بہت خوبصورت دل کی مالک ھے یہ۔۔۔۔

اللہ تمھاری جوڑی تا حیات سلامت رکھے۔۔۔۔

عضد مسکرا کر اماں کا شکریہ ادا کرنے لگا۔۔۔۔

پھر رتابہ کو لیئے مایا کے روم کے باہر آیا۔۔۔۔

رتابہ ڈر رہی تھی کہ عضد اسے اب کھری کھری سنائے گا یا بری طرح اس پر بگڑے گا۔۔۔۔

لیکن ایسا کچھ نہیں ھوا۔۔۔۔۔

علی نے سلام کیا رتابہ کو۔۔۔۔

مایا کیسی ھے اب اس نے جواب دے کر مایا کا پوچھا۔۔۔

علی سر جھکا کر بولا۔۔۔

آپ دعا کریں پلیز اللہ سب بہتر کرے اب تک وہ ھوش میں نہیں آئی۔۔۔۔

رتابہ قرآن پڑھنے نماز والی سائی ڈ پر چلی گ ئی جہاں الگ سے نماز کی جگہ بنی ھوئی تھی۔۔۔

علی اور عضد ایک ساتھ ہی بیٹھے ھوئے تھے۔۔۔

عضد تم گھر چلے جاؤ۔۔۔

میں ہوں یہاں۔۔۔

تمھاری حالت ایسی نہیں کہ اب مذید رک سکو یہاں۔۔۔۔

نہیں یار نا تمھیں ایسے اکیلا چھوڑ سکتا ھوں نا مایا کو۔۔۔

وہ جب تک ھوش میں نہیں آتی میں نہیں جاؤ نگا۔۔۔

یار اب اگر دو پہر تک یہ ھوش میں نہیں آئی تو مجھے امی ابو کو اطلاع کرنی ھو گی۔۔۔

اللہ نا کرے اگر اسے کچھ ھو گیا تو مذید یہ سب نہیں سہہ پاؤ نگا۔۔۔۔۔

وہ رو رہا تھا۔۔۔

عضد نے اسے گلے سے لگایا۔۔۔

اور تسلی دینے لگا۔۔۔

اتنے میں وہی اماں دوڑتی ھوئی انکے پاس آئی۔۔۔۔۔

اور عضد سے کہا۔۔۔۔

میرا بیٹا ھوش میں آگیا آج چھ دن بعد۔۔۔۔

میرے بیٹے کون ئی زندگی ملی۔۔۔ تمھاری بیوی کی بدولت۔۔۔۔

اسکے ہاتھ اللہ نے میرے بچے کی شفا بھیجی۔۔۔۔

میرے بچے کے قریب آتے اسکے قدم میرے بچے کی موت پلٹ کر لے گ ئے۔۔۔۔۔

کہاں ھے وہ۔۔۔۔

اماں خوشی سے پاگل ھو رہی تھی۔۔۔۔

علی اور عضد اماں کا منہ دیکھنے لگے۔۔۔۔

عضد بولا۔۔۔

مبارک ھو آپکو اللہ نے آپکی دعا قبول کی۔۔۔۔

ھمارے لی ئے بھی دعا کریں۔۔۔۔

وہ علی کو دیکھ کر بولی۔۔۔

اللہ کی رحمت جو تم نے دیکھی تھی نا میرے ساتھ اسے لے جاؤ اپنی بہن کے پاس اسکے ہاتھ میں اللہ کی عطا کردہ شفا بھی ھے۔۔۔۔۔۔

اس نے میرے بیٹے کے سر پر بھی دست شفقت رکھا تو وہ شفا پا گیا۔۔۔

تم بھی ایسا ہی کرو۔۔۔۔۔

اماں تو چلی گ ئی۔۔۔۔

لیکن علی بھاگتا ھوا رتابہ کے پاس گیا جو قرآن کی آیات تلاوت کر رہی تھی۔۔۔۔

عضد کو وہ اماں دیوانی سی لگی۔۔۔۔

وہ وہیں رتابہ کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑا تھا۔۔۔۔

معاف کر دو مایا کو۔۔۔۔

رتابہ نے رکوع کر کے علی کو دیکھا۔۔۔۔

ساتھ ہی عضد کھڑا تھا۔۔۔۔

کس بات کی معافی۔۔۔۔

اس نے تمھارے ساتھ بہت غلط رویہ رکھا۔۔۔ بہت سخت الفاظ تمھارے لی ئے استعمال کی ئے۔۔۔۔۔

معاف کر دو اسے۔۔۔

تا کہ اس سے موت کی سختی ٹل سکے۔۔۔

علی گھٹنوں کے بل جا بیٹھا رتابہ کے آگے۔۔۔۔

وہ جلدی سے کھڑی ھوئی۔۔۔۔

میرے دل میں مایا کیلی ئے دعا کے علاوہ اس وقت کچھ نہیں۔۔۔۔۔

علی رو رو کر مایا کیلی ئے معافی مانگنے لگا۔۔۔۔

عضد اسے کہو اٹھے نیچے سے۔۔۔۔۔۔

میرے دل میں ایسا کچھ نہیں میں نے معاف کیا اسے۔۔۔۔۔

علی اٹھا میرے ساتھ چلو اسکے پاس۔۔۔۔

وہ عضد کیطرف دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

عضد نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

علی کیساتھ رتابہ مایا کے سامنے تھی۔۔۔۔

جہاں سفید بستر پر وہ بے یار و مدد گار پڑی ھوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

سارا گھمنڈ اسکی اکڑ اسکے ادھ مرے جسم سے کوسوں دور تھی۔۔۔۔

رتابہ کے آنسو بہنے لگے۔۔۔

کیا چیز ھے انسان بھی۔۔۔۔

کیا کچھ سمجھتا ھے خود کو۔۔۔۔۔۔۔

اور تقدیر اک جھٹکے میں اسے آسمان سے زمین پر لا پٹختی ھے۔۔۔۔

کیا سے کیا حالت ھو گ ئی تھی اسکی۔۔۔۔۔

رتابہ نے علی کیطرف دیکھا جو مایا کے غم میں آدھا گھل چکا تھا۔۔۔۔

پھر عضد کیطرف دیکھا جو مایوسی سے آنکھوں میں آنسو لیۓ مایا کیطرف دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

کیونکہ مایا کی یہ حالت اسکی بدولت ھوئی تھی۔۔۔۔

رتابہ نے آھستہ سے اسکا ماتھا چوما۔۔۔۔

اسکے آنسو مایا کے بالوں میں گم ھونے لگے۔۔۔۔۔

میں نے تمھیں معاف کیا۔۔۔

اللہ پاک تمھیں اس حرام موت کے شکنجے سے آزادی نصیب کرے۔۔۔

اور اس تکلیف سے جلد تمھیں رہائی ملے۔۔۔۔۔

عضد نے بھی مایا کا ہاتھ تھاما۔۔۔۔۔۔

میں نے بھی معاف کیا تمھیں۔۔۔۔۔۔۔

مایا کی حالت اس وقت بہت قابل رحم تھی۔۔۔۔

وہ i.c.u سے باہر آگ ئے۔۔۔۔۔

اگلے کچھ گھنٹے اسکی زندگی اور موت کا پیغام لانے کیلی ئے بہت اذیت ناک تھے۔۔۔۔۔

ظہر کی اذان ھونے کو تھی۔۔۔۔۔رتابہ کارواں رواں اسکے لی ئے دعا گو تھا۔۔۔۔

اذان ھوتے ہی ڈاکٹرز باہر آئے۔۔۔۔

اور مایا کی خوشخبری سنائی کہ اب اسکی حالت خطرے سے باہر ھے۔۔۔۔

علی عضد کے گلے سے لگا۔۔۔۔

رتابہ نے جلدی سے جا کر سجدہ شکر ادا کیا۔۔۔۔۔

عضد اور علی کی حالت بھی نا قابل دید تھی۔۔۔۔

بکھرے ھوئے بال۔۔۔۔

نا کھانا نا پینا۔۔۔۔

اترے ھوئے چہرے۔۔۔۔

رات بھر کی جاگی ھوئی آنکھیں۔۔۔۔

ایسے لگ رہا تھا جیسے کوئی دیہاڑی دار مزدور مسلسل محنت کر کے تھکے ہارے آئے ھوں۔۔۔۔۔

میں تھی۔۔۔۔ Observation دو دن وہ مذید

اسکے ھوش میں آنے کے بعد رتابہ ناگئی ھسپتال واپس۔۔۔۔

عضد بھی گھر آگیا تھا۔۔۔۔

تاکہ کچھ آرام کر کے علی کو پھر آرام دے سکے۔۔۔۔

عضد جب گھر آیا تو رتابہ اسے بہت ویک لگی۔۔۔۔

وہ وجہ پوچھ نا سکا۔۔۔

آتے ساتھ سو گیا۔۔۔

صبح اٹھا تو ناشتہ تیار تھا۔۔۔

نہا کر وہ نیچے آیا۔۔۔۔

ناشتہ کر کے اس نے ھوسپٹل جانا تھا۔۔۔۔

رتابہ نے جاتے ھوئے اسے روکا۔۔۔۔۔۔۔۔

رکیں عضد یہ کچھ کھانا پینے کی چیزیں ھیں علی اور مایا کیلی ئے لے جائی یں۔۔۔۔

اس نے باسکٹ عضد کو پکڑائی۔۔۔۔۔۔

عضد نے اسکا چہرہ دیکھا۔۔۔۔

تم کیوں اتنی ویک لگ رہی ھو۔۔۔۔۔۔

چہرہ اور رنگ بلکل پیلا ھو رہا تمھارا کیوں۔۔۔۔۔

کچھ نہیں بس ایسے ہی مایا کی وجہ سے بہت ٹینشن میں تھی۔۔۔۔۔۔

آپ بھی گھر میں نہیں تھے۔۔۔۔

کھانا پینا ٹھیک سے نہیں کیا شاید اسلی ئے۔۔۔۔۔۔

او کے کہہ کر عضد ایک نظر اسے دیکھ کر چلا گیا۔۔۔۔۔۔

ھو سپٹل جاتے ہی وہ اماں پھر عضد سے جا ٹکرائی۔۔۔۔۔

کیسا ھے تمھارا مریض اب۔۔۔۔

ٹھیک ھے اماں جی۔۔۔۔

آپکا بیٹا کیسا ھے۔۔۔۔

وہ بھی اللہ کا شکر ھے ٹھیک ھے۔۔۔۔

اماں کسی بھی چیز کی ضرورت ھے تو مجھے بتائی یں۔۔۔۔

نا بیٹا اللہ تمھیں بہت دے۔۔۔۔

پہلے ہی تمھاری بیوی نے مجھے فرش سے عرش پر لا بٹھایا بہت مدد کی اس نے میری۔۔۔۔

عضد مسکرایا۔۔۔۔

اماں جی پھر بھی کچھ اور ضرورت پڑی تو بتا دیجی ئے گا۔۔۔۔۔۔

کچھ کھانے کو چاھی ئے۔۔۔

آپکو میں ناشتہ لا دوں۔۔۔۔

جزاک اللہ بیٹا۔۔۔۔

تمھارے گھر سے صبح بہت ساری نعمتیں مجھ تک پہنچ گ ئی یں ھیں۔۔۔۔۔

میرے گھر سے کونسی نعمتیں اماں جی۔۔۔۔

وہ جو تمھارے ساتھ اللہ کی رحمت ھے نا اسی نے صبح ڈرائیور کے ہاتھ اتنا کچھ بھیجا ھے کہ مجھ سے دو دن ختم نا ھو۔۔۔۔

عضد کو اسکا یہ روپ آج ملا تھا دیکھنے کو۔۔۔

دل ہی دل میں وہ اسکا مشکور ھونے لگا۔۔۔۔

اماں نے ڈھیر ساری دعائیں دیں ان کو۔۔۔

بیٹا ہر دروازہ بند ھو گیا تھا مجھ پر۔۔۔۔

اس رحمت کے ملتے ہی سارے در کھل گ ئے۔۔۔۔

میری یہی دعا ھے کہ۔۔۔۔

اللہ تمھارے لی ئے اپنی رضا اور خوشنودی کے تمام در کھول دے۔۔۔۔۔۔

عضد ان سے دعائیں لیتا اوپر مایا کے پاس جانے لگا تو

ایک ہی جملہ اسکے کانوں میں گونجتا رہا۔۔۔

اللہ کی رحمت ھے تمھاری بیوی۔۔۔۔۔۔

عضد کا دل فخر سے سرشار ھونے لگا۔۔۔۔

ایک انوکھا ہی روپ رتابہ کا اسکے سامنے آیا تھا۔۔۔۔

علی نے گھر آتے ہی گلناز سے رتابہ کا پوچھا۔۔۔۔

وہ اپنے روم میں تھی۔۔۔۔۔

علی اسکے روم میں ناک دیکر داخل ھوا۔۔۔۔

وہ اپنا کمرہ سنبھال رہی تھی۔۔۔۔۔۔

علی نے سلام کیا۔۔۔

اس نے تحمل سے جواب دیا۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔۔۔

کوئی کام ھے آپکو۔۔۔

نہیں۔۔۔۔

علی حسرت اور شرمندگی کے ملے جلے احساس سے رتابہ کو دیکھنے لگا۔۔۔

وہ دوٹوک لہجے میں بولی۔۔۔۔

پھر یہاں میرے کمرے میں کیوں آئے آپ۔۔۔۔۔

تم سے معافی مانگنے آیا ھوں۔۔۔۔۔۔۔۔

بہت دل دکھایا ھم دونوں بہن بھائی یوں نے تمھارا۔۔۔۔

میں نے بھی بہت غلط الفاظ استعمال کی ئے۔۔۔۔

مایا تو بہت زیادتی کرتی ھے تمھارے ساتھ۔۔۔۔

پھر بھی تم نے اسے معاف کیا۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اماں جی سہی کہہ رہی تھیں۔۔۔۔

تم واقعی اللہ کی رحمت ھو۔۔۔۔۔۔۔

علی نے اسکے آگے ہاتھ جوڑے۔۔۔۔۔

مجھے بھی معاف کر دو۔۔۔۔

حالانکہ میرے الفاظ قابل معافی تو نہیں لیکن پھر بھی اپنی گلٹ دور کرنے کیلئے معافی مانگ رہا ھوں۔۔۔۔

رتابہ نے سر جھکائے کہا۔۔۔۔

ویسے تو میرے دل و دماغ میں ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔۔

پھر بھی اللہ کی رضا کی خاطر اور آپکے دل کی تسلی کی خاطر میں نے معاف کیا آپکو۔۔۔۔

URDUNovelians

مایا گھر شفٹ ھو چکی تھی۔۔۔۔۔۔

عضد اور علی کی توجہ کا مرکز فی الحال وہی تھی۔۔۔۔

آفس کا برڈن بھی کافی تھا۔۔۔

رات عضد جب سونے کیلی ئے اپنے کمرے میں گیا تو رابی اسکے پیچھے آئی۔۔۔۔

صاحب جی مجھے کچھ کہنا تھا آپ سے۔۔۔

ہاں بولو۔۔۔

صاحب جی مجھے لگتا ھے رتابہ بی بی ٹھیک نہیں۔۔۔

کیا مطلب کیسے ٹھیک نہیں۔۔۔۔

صاحب جی کچن میں دو سے تین بار یہ ان دنوں چکرا کر گری ھیں۔۔۔۔

اور بہت تھکی تھکی اور سست طبیعت ھو رہی ھے انکی۔۔۔

وہ پہلے ایسی نہیں تھیں۔۔۔۔

آپ انکا روٹین چیک اپ کروالیتے۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ھے کل لے جاؤ نگا ھوسپٹل۔۔۔۔

رابی شکریہ ادا کرتی باہر آگ ئی۔۔۔۔۔۔

رات کو وہ کمرے میں آئی تو عضد جاگ رہا تھا۔۔۔۔

وہ اپنا کمبل لی ئے صوفے پر لیٹنے لگی۔۔۔۔

عضد نے اسے پکارا۔۔۔۔

سنو۔۔۔۔

جی۔۔۔۔

تمھاری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں رابی بتا رہی تھی۔۔۔۔

کچھ خاص نہیں بس ویسے ہی تھوڑی کمزوری ھو گ ئی ھے۔۔۔۔

ٹھیک ھو جاؤ نگی ایک دو دن میں۔۔۔۔

او کے۔۔۔

صبح ریڈی رہنا پہلے تمھیں ھو سپٹل لے جاؤ نگا پھر آفس۔۔۔۔۔۔

آپ ویسے ہی پریشان ھو رھے ھیں۔۔۔۔

ٹھیک ھوں میں۔۔۔۔

تم نے بحث لازمی کرنی ھے۔۔۔۔

سیدھے طریقے سے جی نہیں کہہ سکتی۔۔۔۔

عضد کا لہجہ سخت ھونے لگا۔۔۔

اچھا ٹھیک ھے۔۔۔

جیسے آپکی مرضی۔۔۔۔۔

صبح عضد اسے ھوسپٹل لیکر گیا۔۔۔

کچھ ٹیسٹ کروا کر اسے گھر ڈراپ کرنے لگا۔۔۔

راستے میں رتابہ نے اس سے بات کرنے میں پہل کی۔۔۔

آپ سے کچھ کہنا تھا مجھے۔۔۔

ہاں کہو۔۔۔

آپکی اجازت کے بغیر میں نے اس اماں کی مدد کی اسکے لیئے آپ سے معذرت کرنی تھی۔۔۔

نیکی کی ھے تم نے۔۔۔

اور نیکی کرنے کیلیئے کسی کی اجازت یا معذرت کی ضرورت نہیں ھوتی۔۔۔۔

میں نے کچھ زیورات بیچے تھے۔۔۔۔۔

نو پرابلم تمھارے زیورات تھے تم جو بھی کرو بیچو۔۔رکھو۔۔۔

پہنو۔۔۔ یا پھر پھینکو مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔

آپکو واقعی برا نہیں لگا۔۔۔

عضد بے فکری سے گاڑی کا موڑ کاٹتے ھوئے بولا۔۔۔

نہیں یار۔۔۔۔۔ مجھے کیوں برا لگے گا۔۔۔

اچھا کیا تم نے بلکہ بہت ہی اچھا کیا۔۔۔۔

مجبور عورت تھی اور ضرورت مند بھی۔۔۔۔۔

رتابہ خوش ھو گ ئی۔۔۔۔

عضد اسکے چہرے پر خوشی دیکھ کر بولا۔۔۔۔

تم نے زیور اور بنوانے ھیں تو بتا دو ابھی لے چلتا ھوں۔۔۔

نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔۔

مجھے ضرورت نہیں۔۔۔۔

اگلی بار کوئی اماں مل گ ئی تو کیا بیچ کر مدد کرو گی۔۔۔۔۔

آپ سے کہہ دو نگی۔۔۔۔

ھممممم او کے۔۔۔۔

عضد اسے گھر ڈراپ کر کے آفس چلا گیا۔۔۔۔

شام کو اسکی رپورٹس گھر لایا تو بلڈ اسکا 7 پوائنٹ پر تھا۔۔۔

جو کہ 12 پوائنٹ پر ھونا چاھی ئے تھا۔۔۔

اتنی خون کی کمی اور کمزوری اس میں کیسے آئی۔۔۔

عضد نے علی سے پوچھا۔۔۔

یار یہ جب مایا کا تم بلڈ ارینج کرنے گ ئے تھے تو کتنی بوتلیں ارینج ھوئی تھیں۔۔۔

یار دو تم نے دی تھیں۔۔۔

تین میں ارینج کر کے لایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

لیکن ڈاکٹرز نے میرے آنے سے پہلے دو ارینج کر لی تھیں۔۔۔۔

اوہ اچھا۔۔۔

ھوسپٹل کے بلڈ بنک سے ارینج ھوئی تھیں۔۔۔

یا کسی نے ڈونیٹ کیا تھا بلڈ۔۔۔۔۔۔۔

اسکا نہیں پتہ مجھے یار۔۔۔

او کے۔۔۔

عضد رپروٹس لیکر اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔

رتابہ رات کے اندر آئی تو

عضد نے رپورٹس اسکے سامنے رکھیں۔۔۔۔۔

کیا ھوا ھے۔۔۔۔ کیا ھے ان رپورٹس میں۔۔۔۔

تمھارا بلڈ گروپ کیا ھے۔۔۔۔

ھے کیوں۔۔۔۔ A میرا گروپ

ھممم تم نے بلڈ ڈونیٹ کیا تھا مایا کو؟؟؟۔۔۔۔

رتابہ خاموش ھو گئی۔۔۔۔۔

جواب دو۔۔۔۔

جی دیا تھا۔۔۔۔

تمھیں کس نے کہا تھا دو بوتلیں خون کی دو۔۔۔۔

اسکی حالت بہت سیریئس تھی۔۔۔۔۔اسلیئے۔۔۔۔

اب تمھاری حالت سیریئس ھو گئی تو میں کیا کرونگا۔۔۔۔

نہیں ھوتی۔۔۔۔ ٹھیک ھوں میں۔۔۔۔۔۔

اچھا چہرہ دیکھا ھے اپنا۔۔۔۔

جی۔۔۔۔

پہلے جیسا ھے؟؟

جی۔۔۔۔

نہیں ھے پہلے جیسا یار۔۔۔

اگر بلڈ دینے کا اتنا شوق تھا تو پھر اپنی خوراک کا خیال بھی تو رکھتی۔۔۔۔۔

میرا کتنا خیال رکھ رہی ھو۔۔۔۔

صبح شام جوس پلا پلا کر نہیں تھکتی۔۔۔۔

اور مایا کے لیئے بھی دنیا جہان کی چیزیں بنواتی ھو۔۔۔۔۔

خود کا خیال بھی تو رکھ سکتی ھو نا۔۔۔۔۔

کس لیئے رکھوں اپنا خیال۔۔۔۔۔

عضد اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔

چہرے پر لاپرواہی اور بیزاری نمایاں ھو رہی تھی۔۔۔۔

اپنے لیئے رکھو خیال۔۔۔۔

مجھے ضرورت نہیں میری۔۔۔

اتنا کہہ کر وہ اٹھی۔۔۔۔

عضد نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا۔۔۔۔

لیکن ہو سکتا ھے کسی اور کو اشد ضرورت ہو تمھاری۔۔۔

اتنی خوش فہمی میں نہیں پال سکتی۔۔۔۔

میرا وجود کس کیلئے ضروری ہو سکتا ھے۔۔۔۔

وہ عضد کی آنکھوں میں جھانکنے لگی۔۔۔

ہو سکتا ھے ضروری بھی اھم بھی۔۔۔ میرے لئے۔۔۔۔

رتابہ نے حیرت نے اسے دیکھا۔۔۔

خیال رکھو اپنا۔۔۔

اپنے لئے نا سہی میری خاطر ہی رکھ لو۔۔۔

اس نے ہاں میں سر ہلایا اور صوفے پر جا کر لیٹ گئی۔۔۔۔

عضد کی بات اسکے کانوں میں گونجتی رہی۔۔۔۔

ہو سکتا ھے ضروری بھی اھم بھی۔۔۔ میرے لئے۔۔۔

اپنا خیال رکھا کرو میری خاطر ہی سہی۔۔۔

کیا عضد سچ میں مجھے پسند کرنے لگا ھے۔۔۔

کیا واقعی میں اہم ہونے لگی ہوں اسکے لیئے۔۔۔۔

لیکن مایا نے تو کچھ اور کہا تھا۔۔۔۔۔

کہ عضد اسے جیلس کرنے کی خاطر میرے قریب آ رہا ہے۔۔۔۔اور دکھلاوے کیلیئے مجھے استعمال کر رہا ہے۔۔۔۔

ان دونوں میں کونسی بات سچی تھی۔۔۔۔

کس بات پر رتابہ یقین کرتی۔۔۔۔۔۔۔

کیا اسکی دعا اسکے حق میں اللہ نے سن کر قبول کی تھی؟؟

یا پھر وہ سب دکھلاوا تھا یا چند دن کا دھوکہ۔۔۔۔۔

وہ انہی سوچوں کی کشمکش میں سو گئی۔۔۔۔۔۔

URDUNovelians

مایا خودکشی کے بعد پہلے سے زیادہ ہی لاڈ اور نخرے دکھانے لگی تھی۔۔۔۔

اپنی موجودگی کا احساس وہ بار بار دلاتی اور سب کی توجہ کا مرکز بنی رہی۔۔۔

جس میں عضد سر فہرست تھا۔۔۔۔۔۔

رتابہ یہ سب نوٹ کر رہی تھی۔۔۔۔۔

عضد جتنی جلدی رتابہ کے قریب آیا تھا اتنی ہی جلدی اس سے دور ھونے لگا تھا۔۔۔۔

اب اسکا زیادہ تر وقت آفس اور باقی کا وقت مایا کیساتھ گزرتا تھا۔۔۔۔

کیونکہ علی پھر لندن چلا گیا تھا ان دنوں۔۔۔۔۔

رابی نے ایک دو بار گلا بھی کیا رتابہ سے لیکن رتابہ نے اسے سختی سے منع کر دیا کہ وہ اس ٹاپک پر آئی ندہ کوئی بات نا کرے۔۔۔۔۔

رتابہ مایا کے سامنے بہت کم آتی تھی۔۔۔

کیونکہ مایا رتابہ کو دیکھ کر اچھی خاصی چڑ جاتی تھی۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکی مہربانیوں سے انجان تھی۔۔۔۔

لیکن جان کر بھی اس پر کوئی فرق نا پڑتا کیونکہ وہ عضد کیساتھ کلوز ھونے کی کوشش میں کامیاب ھوتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔

رتابہ گارڈن میں پھولوں کی صفائی کترائی میں مصروف تھی۔۔۔۔

عضد آرام سے اسکے پیچھے آیا۔۔۔۔۔

وہ گلاب کا پھول ہاتھ میں لیئے اسکی خوشبو لے رہی تھی۔۔۔۔

اچانک عضد کو پیچھے پا کر چونکی۔۔۔۔

پہلی بار دیکھا ھے گلاب کو گلاب کی خوشبو لیتے ھوئے۔۔۔۔۔۔۔۔

میں اور گلاب۔۔۔۔

رتابہ مسکرائی۔۔۔

سورج کی روشنی اسکے چہرے کا احاطہ کیے ھوئے تھی۔۔۔۔۔

اسکا پر نور دمکتا ھوا چہرہ اس پر اسکی طنزیہ مسکراہٹ بھی بچ رہی تھی۔۔۔۔۔

مایا عضد کو ڈھونڈتی ھوئی وہاں آن پہنچی۔۔۔۔

عضد نے رتابہ کا ہاتھ تھاما۔۔۔۔

کیوں نہیں ھو سکتی تم گلاب جیسی۔۔۔۔

اس نے اپنا ہاتھ کھینچا کیونکہ وہ مایا کو دیکھ چکی تھی۔۔۔

عضد نے اتنی ہی مضبوطی سے تھام لیا۔۔۔۔

پھر اسکے چہرے پر ھوا سے بکھری لٹوں کو ہٹا کر بڑے خوبصورت اور شاعرانہ انداز میں گویا ھوا۔۔۔۔

غصے میں جو نکھرا ہے، اس حسن کا کیا کہنا

کچھ دیر ابھی ہم سے تم یوں ہی خفا رہنا

اس حسن کے شعلے کی تصویر بنالیں ہم

ان گرم نگاہوں کو سینے سے لگالیں ہم

پل بھر اسی عالم میں اے جانِ ادا رہنا

کچھ دیر ابھی ہم سے، تم یوں ہی خفا رہنا

یہ دہکا ہوا چہرہ، یہ بکھری ہوئی زلفیں

یہ بڑھتی ہوئی دھڑکن، یہ چڑھتی ہوئی سانسیں

سامانِ قضا ہو تم، سامانِ قضا رہنا

کچھ دیر ابھی ہم سے تم یوں ہی خفا رہنا

پہلے بھی حسیں تھیں تم، لیکن یہ حقیقت ہے

وہ حسن مصیبت تھا، یہ حسن قیامت ہے

اوروں سے تو بڑھ کر ہو، خود سے بھی سوار ہنا

کچھ دیر ابھی ہم سے تم یوں ہی خفار ہنا۔۔۔۔۔

مایا سے اسکا یہ انداز برداشت نا ھوا۔۔۔

کیا ھو رہا ھے یہاں۔۔۔

کونسی موووی کا سین چل رہا ھے۔۔۔۔

عضد پیچھے مڑ کر دیکھا وہ پاس ہی کھڑی تھی۔۔۔

تم کب آئی۔۔۔

تمھیں اس سے فرصت ملے تو کسی کے آنے جانے کا علم ھو۔۔۔۔۔

عضد نے اسکا ہاتھ اب بھی تھام رکھا تھا۔۔۔

جو رتابہ چھڑانے کوشش میں تھی۔۔۔

مایا جلے کٹے انداز میں بولی۔۔۔۔۔

نہیں دینا چاہتی اپنا ہاتھ وہ تمھارے ہاتھ میں تو زبردستی کیوں کرتے ھو مجھے دیکھ کر اسکے ساتھ تم۔۔۔۔۔

عضد نے رتابہ کو گھور کر دیکھا پھر اسکا ہاتھ چھوڑا۔۔۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ان دونوں کے بیچ سے چلی گ ئی۔۔۔۔

بہار کی آمد تھی۔۔۔۔

موسم بہت ہی خوبصورت اور خوشگوار تھا۔۔۔۔۔۔

عضد کو ساتھ بٹھائے مایا گھنٹوں اس سے باتیں کرتی رہی۔۔۔۔۔

عضد تھک گیا تھا۔۔۔۔

دونوں اندر ساتھ ساتھ گ ئے۔۔۔۔

عضد اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ اسی کے انتظار میں تھی۔۔۔۔۔۔

عضد اسکے چہرے کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ وہ کچھ کہنا چاہتی ھے۔۔۔۔

لیکن شاید ڈر رہی تھی بات کرتے ھوئے۔۔۔۔

عضد بیڈ پر لیٹا۔۔۔۔

کچھ کہنا ھے تم نے۔۔۔۔

جی۔۔۔

بولو کیا ھوا۔۔۔

آپ غصہ تو نہیں کریں گے۔۔۔۔

لو جی بات ابھی کی نہیں اور اندازے پہلے سے لگانے لگ گ ئی ھو۔۔۔۔۔

بولو کیا کہنا ھے۔۔۔۔

عضد آپ مجھے اسطرح نا چھوا کریں۔۔۔۔

وہ اسکی بات سن کر اٹھ بیٹھا۔۔۔۔۔

کیا مطلب ھے تمھارا۔۔۔۔۔۔

کسطرح نا چھوا کروں۔۔۔۔۔

یہ جو آپ مایا کے سامنے میرے قریب آنے کی کوشش کرتے ھیں نا یہ نا کیا کریں۔۔۔۔

اچھاااااا۔۔۔۔

تمھیں برا لگتا ھے میرا قریب آنا۔۔۔۔۔

جی کیونکہ آپ کسی کو دکھلاوے کی خاطر اور اپنا آپ جتانے کی خاطر میرا استعمال کریں یہ مجھے گوارا نہیں۔۔۔۔۔

وہ بڑی صاف گوئی سے روانی میں بول گ ئی۔۔۔۔۔

عضد اسکے پاس آیا۔۔۔۔۔

میں نے ابھی تمھارا استعمال کیا ہی کب ھے میڈم۔۔۔۔۔

جو تمھیں ناگوار گزر رہا ھے۔۔۔۔۔

بس جو بھی ھے مجھے اسطرح آئی ندہ اسکے سامنے چھونے کی کوشش مت کیجی ئے گا۔۔۔۔

کیا تو کیا کر لو گی تم۔۔۔۔

اور یہ کس لہجے میں بات کر رہی ھو مجھ سے۔۔۔۔

عضد غصے میں آگیا اسکی بات سن کر۔۔۔۔

میں نے غلط بات نہیں کی آپ سے۔۔۔

یار تم یہ بات کرنے کے قابل ھو مجھ سے۔۔۔۔۔

جی نا صرف قابل ھوں بلکہ میرا حق بنتا ھے۔۔۔۔

آپ کا جب جی چاھتا ھے ویسے مجھے چھوتے ھیں اور کبھی چوم لیتے ھیں۔۔۔

مجھے یہ سب پسند نہیں۔۔۔۔۔

اوہ رئی یلی۔۔۔۔ تمھیں یہ سب پسند نہیں۔۔۔ نا میرا چھونا۔۔۔۔ نا ہاتھوں سے نا لبوں سے۔۔۔۔ نا میرا قریب آنا پسند ھے۔۔۔

صاف صاف کیوں نہیں کہتی کہ تمھیں میں نا پسند ھوں۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے پلکیں اٹھائی یں۔۔۔۔

میں نے یہ تو نہیں کہا۔۔۔

لیکن کہنے کا مقصد تو یہی تھا تمھارا۔۔۔۔

ظاہر ھے پسند تو کوئی اور تھا تمھیں جسکی نشانی سینے سے لگائے پھرتی ھو۔۔۔۔

عضد کا اشارہ زیان کیطرف تھا۔۔۔۔۔

اگر سچ کو قبول نہیں کر پا رھے تو الزام بھی مت لگائی یں مجھ پر۔۔۔۔۔

یار تم چیز کیا ھو۔۔۔

عضد اسکے بے حد قریب ھوا۔۔۔۔۔۔

سمجھتی کیا ھو خود کو میں نے ذرا سی ڈھیل دے دی تو اپنی پسند نا پسند کے پرچے لے کر میرے سامنے بیٹھ جاؤ گی۔۔۔

جانتی ھو نا مجھے کسی بھی معاملے میں روک ٹوک پسند نہیں۔۔۔

میری ضد سے بھی واقف ھو کہ مجھے جس کام سے منع کرو میں وہ کر کے دکھاتا ھوں۔۔۔۔۔

پھر بھی اتنی آسانی سے یہ بات کر گ ئی تم۔۔۔۔

عضد میں نے آپکی ہر زیادتی برداشت کی ھے کبھی آپکو اف تک نہیں کہا۔۔۔۔

خود پر اٹھتا ھوا ہاتھ بھی کبھی نہیں روکا میں نے آپکا۔۔۔

کبھی کوئی سوال کوئی گلہ شکوہ نہیں کیا آپ سے۔۔۔

میں اب بھی سب کچھ سہنے کو تیار ھوں لیکن اس بات کو ہر گز نہیں سہہ سکتی کہ آپ کسی کی انا کو کسی کے تکبر کو توڑنے کیلئے اپنی ضد کی بھینٹ مجھے چڑھائیں اور کسی ٹشو پیپر کیطرح میرا استعمال کریں اور بعد میں ہاتھ صاف کر کے پھینک دیں مجھے۔۔۔۔

ہاتھ تو میں نے آج تک تم پر صاف نہیں کیا۔۔۔۔

اور رہی بات ٹشو پیپر کیطرح استعمال کر کے پھینکنے کی تو وہ تم ایک بار استعمال ھو کر پھینکی جا چکی ھو۔۔۔۔

لہٰذہ میرے سامنے پاک بی بی بننے کی کوشش مت کیا کرو۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ پر آج اس نے ہاتھ تو نہیں اٹھایا تھا۔۔۔۔

لیکن لفظوں کی مار اسے خوب ماری۔۔۔۔

آئندہ مجھے کسی بھی بات سے روکا یا ٹوکا تو جانتی ھو پھر کیا کیا کر سکتا ھوں میں۔۔۔۔۔

اس نے نا میں سر ہلایا۔۔۔

عضد کو یک لخت اسکے نا میں سر ہلانے پر ھنسی آگئی۔۔۔۔

لیکن اس نے چھپالی۔۔۔

آئی ندہ یہ پٹر پٹر جواب مت دینا مجھے۔۔۔۔

جیسے پہلے بولتی بند تھی نا تمھاری اب بھی اسے بند ہی رکھو۔۔۔۔۔

آئی سمجھ۔۔۔۔۔

میں جو چاھونگا وہی کرونگا۔۔۔۔۔

رتابہ نے اب کی بار ہاں میں سر ہلا کر اپنا تکیہ اٹھایا۔۔۔۔

اور صوفے پر منہ تک کمبل اوڑھے لیٹی۔۔۔۔

عضد نے کچھ دیر گزرنے کے بعد اسے آواز لگائی۔۔۔۔

رتابہ۔۔۔

اس نے زور سے آنکھیں میچ لیں۔۔۔۔

عضد اسکے پاس آیا اور ڈائریکٹ کمبل اسکے منہ سے اتارا۔۔۔

بلا رہا ھوں نا میں تمھیں۔۔۔

نیند آرہی ھے مجھے۔۔۔۔۔

بیڈ پہ آکر لیٹو۔۔۔۔۔

اس نے جھٹ سے پوری آنکھیں کھولیں۔۔۔

کیوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمھیں کتنی بار منع کیا ھے نا مجھے کیوں۔۔ کیا۔۔۔ کیسے میں جواب مت دیا کرو۔۔۔۔۔۔

اٹھو۔۔۔۔

عضد نے اسکے اوپر سے پورا کمبل اتارا۔۔۔۔۔۔

مجھے بیڈ پر نیند نہیں آتی۔۔۔

میں یہیں ٹھیک ھوں۔۔۔۔

اچھا۔۔۔۔

جب ڈر کے مارے میرے ساتھ لپٹ کہ سوتی تھی تو نیند آ جاتی تھی تمھیں۔۔۔۔

وہ تو جب ڈرتی تھی تب کی بات ھے نا۔۔۔۔۔۔

عضد اسکا چہرہ دیکھ کر بولا ڈر تو تم اب بھی رہی ھو۔۔۔

ابھی آپ سے ڈر لگ رہا ھے۔۔۔۔۔۔

کیوں میں کوئی جن یا بھوت ھوں۔۔۔۔

نہیں لیکن ایک منٹ میں جیسے آپ اپنا روپ بدل لیتے ھیں نا وہ جن اور بھوت ہی کرتے۔۔۔۔۔

عضد کو اسکا معصوم سا انداز اور باتیں آج پھر مزہ دے رہی تھیں۔۔۔۔

کیسے بدلتا ھوں میں اپنا روپ۔۔۔۔۔۔

ابھی جیسے بدل رھے ھیں۔۔۔

کبھی غصے والا منہ۔۔۔۔

کبھی سیریئس اور کبھی ھنسنی روکنے والا۔۔۔۔۔

عضد کو ٹوٹ کر اس پر پیار آنے لگا۔۔۔۔۔اسکا انداز ہی ایسا تھا بھولے بھالے بچے والا جو ھمیشہ عضد کے صبر کا امتحان لیتا۔۔۔۔اور۔۔کیسے کیسے منہ بنالیتا ھوں میں۔۔۔۔

رتابہ نے منہ بسور کر عضد کو دیکھا۔۔۔

اور یہ ابھی والا۔۔۔۔۔

اچھاااا۔۔۔عضد نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرے ابھی کونسے والا لگ رہا ھے تمھیں۔۔۔۔

وہ اپنا نچلا ھونٹ دانتوں تلے دبا کر بولی۔۔۔۔

مجھے ڈرانے والا۔۔۔

عضد کو بہت ھنسی آئی۔۔۔اسکے انداز پر۔۔۔۔

وہ عضد کے ھنسنے پر جلدی سے کمبل دو باہ سر تک اوڑھنے لگی۔۔۔۔

تو عضد نے ھنستے ھوئے کمبل اسکے ہاتھ سے لیا۔۔۔۔

پھر اسے گود میں اٹھالیا۔۔۔۔۔

اب تو یہاں کوئی نہیں ھے۔۔۔۔

اب تو چھو سکتا ھوں نا تمھیں۔۔۔۔۔۔

وہ سر زور زور سے نا میں ہلا کر بولی۔۔۔

جی نہیں۔۔۔۔۔۔۔

اللہ تعالی موجود ھے وہ دیکھ رہا ھے ھمیں۔۔۔۔

اور

آپ اکیلے نہیں ھیں۔۔۔

میں بھی ھوں نا میں دیکھ رہی ھوں۔۔۔۔۔

اتاریں مجھے نیچے۔۔۔۔

عضد اسے گود میں لی ئے بیڈ پر بیٹھا۔۔۔۔

یار کبھی کبھی اتنی بڑی بڑی باتیں کر جاتی ھو جو اردو کے پروفیسر بھی نا کر سکیں۔۔۔۔

اور کبھی اتنی بچوں والی باتیں کرتی ھو جیسے تمھیں کسی بات علم ہی نا ھو۔۔۔۔

آپ پلیز مجھے چھوڑیں۔۔۔

وہ عضد کی گود سے اترنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔

نا نا۔۔۔۔۔ چھوڑ تو نہیں سکتا میں تمھیں۔۔۔

آپ کرنا کیا چاھتے ھیں۔۔۔

وہ بلکل سیریئس ھو گئی۔۔۔۔

میاں بیوی کیا کرتے ھیں۔۔۔۔۔

مجھے نہیں معلوم۔۔۔۔۔

وہ عضد کی والہانہ نظروں کی تاب نال سکی۔۔۔

وہ رو دینے کو تھی۔۔۔۔

پلیز عضد چھوڑیں مجھے۔۔۔۔

تم جب خود قریب آتی ھو میرے اسوقت کہتی ھو چھوڑ نامت مجھے۔۔۔۔

اور جب میں پاس آتا ھوں تو الٹا ھوتا ھے تمھارا جواب۔۔۔ کہ چھوڑیں مجھے۔۔۔۔۔

اسکی آنکھوں میں آنسو آگ ئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چھوڑیں مجھے عضد۔۔۔۔

عضد نے اپنی گرفت ڈھیلی کی تو وہ فورا عضد سے الگ ھوئی۔۔۔۔۔۔۔

اور جا کر واپس صوفے پر لیٹی۔۔۔۔۔

اگر آپ نے اسطرح پھر کیا تو میں نے نہیں سونا پھر آپکے کمرے میں۔۔۔۔

اپنے کمرے میں چلی جاؤں گی میں۔۔۔۔

عضد اسکے انداز پر اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔۔

اور وہ کمبل پھر سے منہ تک اوڑھے لیٹ گ ئی۔۔۔۔۔

عضد سوچ میں پڑ گیا کہ وہ اسکے چھونے سے پاس آنے سے گھبراتی کیوں ھے۔۔۔۔

کیا میں اسے پسند نہیں۔۔۔

یا یہ ڈرتی ھے مجھ سے اسقدر کہ میں اسکے ساتھ زبردستی میں اسے تکلیف یا اذیت سے دوچار کرونگا۔۔۔۔

کیوں ڈرتی ھے یہ مجھ سے۔۔۔۔

اور حیرت ھے کہ کسی اور سے بھی ڈر کر آتی میرے ہی پہلو میں ھے۔۔۔۔

عضد اس بات سے انجان تھا کہ میاں بیوی کے ریلیشن میں اسکا ذہن بہت بچکانہ تھا۔۔۔

اور یہاں رتابہ کو سمجھانے والا بھی کوئی نا تھا۔۔۔۔

ناوہ کسی سے کچھ شیئر کرتی تھی کہ کوئی اسے گائیڈ کرتا یا سمجھاتا۔۔۔

بس ایک بار نرگس نے ڈھکے چھپے الفاظ میں اسے سمجھایا تھا کہ عورت ماں کیسے بنتی ھے۔۔۔

اور ماں وہ زیادتی کا نشانا بن کر بنی تھی۔۔۔

وہ کیسے اس زیادتی کو اب محبت کے روپ میں دیکھتی۔۔۔۔۔۔۔

جس نے اسکی زندگی ھمیشہ کیلئے داغدار بنادی تھی۔۔۔۔

گوپال نے بابو کے ڈر سے پائل کی شادی طے کر دی۔۔۔

لیکن پائل شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

اس نے ماں کو دوٹوک الفاظ میں بتادیا کہ اگر اسکے ساتھ انہوں نے کوئی زبردستی کی تو وہ گھر چھوڑ کر چلی جائے گی۔۔۔۔۔۔

گوپال اور دیوی دونوں بہت پریشان ھوگئے کہ اب کیا کریں وہ۔۔۔

بابو سے کیسے محفوظ رکھ پائیں گے پائل کو۔۔۔۔۔

دیوی نے پائل سے یہ بھی پوچھا کہ وہ کسی اور کو پسند کرتی ھے تو بتادے۔۔۔۔

نہیں تھی۔۔۔۔ involve لیکن پائل کسی میں

گوپال نے وہاں سے گھر بدل لیا۔۔۔۔۔۔

اور کسی کو خبر تک نا ھونے دی۔۔۔۔

گھر بدل کر وہ کچھ پر سکون ھوا۔۔۔

لیکن گھر کیساتھ ساتھ اسے وہاں سے نوکری بھی چھوڑنی پڑی کہ بابو وہاں آکر اسکا پیچھا کر سکتا تھا۔۔۔۔

گوپال اب سارا دن کام کاج کیلئے مارا مارا پھرنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

... لیکن روز مایوس گھر لوٹ آتا

جاری ہے

part 1۔۔۔

سچی کہانی بد بخت

قسط نمبر 33

از قلم عرشی نور

عضد کی آواز ہلکی ھوگ ئی۔۔۔۔

وہ دبی دبی آواز میں بولا۔۔۔

تو تم لوگوں کے گھروں میں کام بھی کرتی تھی۔۔۔۔۔

نہیں کام نہیں کرتی تھی۔۔۔۔

بس دو چار دن کیلی ئے گ ئی تھی انکے گھر۔۔۔۔

آگے عضد بولا۔۔۔۔

اور دو چار دن میں ہی آنکھیں بھی چار کر لیں تم نے اس سے۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ عضد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔۔۔

آپ نے اسکا جملہ نہیں سنا تھا۔۔۔۔

کہ میں اسکا دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتی تھی۔۔۔۔۔

عضد نے جیسے ہی چماٹ مارنے کیلی ئے ہاتھ اٹھایا تو رک گیا۔۔۔۔

کیوں رک گ ئے آپ۔۔۔

ماریں مجھے۔۔۔

بلکہ ایسا کریں مار ہی ڈالیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد اسکا منہ اپنی انگلیوں میں جکڑ کر بولا۔۔۔۔

اور کتنے راز چھپا رکھے ھیں تم نے۔۔۔۔۔۔۔

کونسے راز کی بات کر رھے ھیں آپ۔۔۔۔۔

میری زندگی کا ایسا کوئی راز نہیں۔۔۔۔۔۔۔

آپ یہی سننا چاھتے ھیں نا کہ میں گوپال ماما کے گھر سے بھاگی تھی کسی کے ساتھ۔۔۔۔

ایسا نہیں ھے عضد۔۔۔۔۔

نمل آپکو بتا چکی ھے سب اسکے سامنے تھی میری زندگی۔۔۔۔

میں چاہتی تو جھوٹ بول سکتی نا۔۔۔

آپ سے بھی امی سے بھی۔۔۔۔ لیکن میری بولی ھوئی ہر بات پر سچائی کی مہر نمل کی صورت لگ کر بھی آپکو یقین نہیں آتا تو اب کیا کروں میں۔۔۔۔۔

رتابہ کا رد عمل بہت شدید تھا۔۔۔۔۔۔

میں نے کبھی لوگوں کے گھروں میں کام نہیں کیا تھا۔۔۔۔

کچھ دن مسز جمال کے یہاں گ ئی تھی۔۔۔۔

وہاں سے انہوں نے مجھے لاہور زارا آپی کے پاس بھیجا۔۔۔

جہاں سے میں آپ تک پہنچی۔۔۔۔۔۔۔۔

میں بھاگی ضرور تھی۔۔۔۔

لیکن کسی مرد کیساتھ نہیں۔۔۔۔

بلکہ ان مردوں سے بچنے کیلئے بھاگی تھی جو مجھے باری باری نوچ کر کھانا چاھتے تھے۔۔۔۔

عضد میرے ساتھ جو کچھ اس رات ھوا مجھے اسکا کچھ علم نہیں کون تھا وہ کہاں سے آیا تھا۔۔۔۔

مجھے تو یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ وہ میرے ساتھ کیا کر رہا ھے اور کیوں کر رہا ھے۔۔۔۔۔

وہ روتے روتے عضد کے بہت قریب آگ ئی۔۔۔۔۔۔

مجھے نہیں معلوم زیان کیسے پیدا ھوا اور کیوں ھوا۔۔۔۔۔

ساری زندگی میں نے بس دیوی انٹی اور گوپال ماما کے چھت تلے گزاری ھے۔۔۔

گوپال ماما کو میں کب کہاں کیسے ملی مجھے کچھ پتہ نہیں۔۔۔۔۔

اور مجھے اپنی پوری دنیا صرف گوپال ماما میں نظر آتی تھی۔۔۔۔۔۔

انکی شفقت انکی محبت میں میری زندگی سارا وقت گزرا۔۔۔۔۔

اور انکے گھر سے باہر نکلی تو صرف نمل کے گھر تک اٹھے میرے قدم۔۔۔

باہر کی دنیا۔۔۔۔

رشتوں کی حقیقت۔۔۔۔۔ دنیاداری۔۔۔۔

مجھے کچھ علم نہیں ان سب باتوں کا۔۔۔۔۔

بس اتنی سی حقیقت ھے میری۔۔۔۔۔

اگر آپکا دل قبول نہیں کرتا تو کہیں مر کر دکھا دوں۔۔۔۔

عضد نے اسکا چہرہ اب کی بار نرمی سے ہاتھوں میں لیا۔۔۔۔۔

تمھارے ماما نے تمھیں مسز جمال کے یہاں کیوں بھیجا تھا۔۔۔۔۔۔

دیوی انٹی کی دو بیٹیاں تھیں۔۔۔۔۔

انکے رشتے کیلئے جو بھی گھر آتا مجھے پسند کر کے جاتا تھا۔۔۔۔۔۔

دیوی انٹی اور انکی بیٹیاں بہت ھنگامہ برپا کرتی تھیں۔

اور وہ مجھے مذید کسی صورت گھر میں رکھنے کو تیار نا تھیں۔۔۔۔

اسلئے ماما جی مجھے لے گئے تھے گھر سے۔۔۔۔۔۔

نمل سے تم نے شادی کا جھوٹ کیوں بولا۔۔۔۔

کیونکہ جس حقیقت کے کرب سے میں اور میری بدولت آپ گزر رہے ھیں میں نہیں چاھتی میرے اس درد کی وہ بھی ساتھی بنے۔۔۔

میں اسے اتنی تکلیف نہیں دے سکتی۔۔۔

نا وہ برداشت کر پائی یگی۔۔۔

اسلیئے نہیں بتایا۔۔۔۔

اور آپ کیا چاھتے ھیں میں اپنی اس شرمناک حقیقت کا لیبل لگا کر گھوموں۔۔۔

کہ میرے ساتھ ریپ ھوا تھا۔۔۔ میری عزت لوٹی گئی تھی۔۔۔۔

یا یہ بتاؤں بقول آپکے

کہ میں کسی کے ساتھ بھاگ گئی تھی۔۔۔

اور زیان میری ناکام محبت کی نشانی ھے۔۔۔۔۔

عضد بلکل خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔۔۔

جسکی آنکھوں سے بہنے والا ایک ایک آنسو بھی اپنے اندر رو رہا تھا۔۔۔۔

اسکا لہجہ اتنا دردناک تھا کہ عضد کی آنکھوں میں بھی آنسو چمکنے لگے۔۔۔۔۔

وہ ہاتھ جوڑ کر بولی۔۔۔

عضد مجھے اتنا گھٹیا نا سمجھیں۔۔۔

جو الزام مجھ پر لگاتے ھیں۔۔۔۔میں تو اس الزام کے مطلب سے بھی انجان ھوں۔۔۔۔

میں نے محبت جتنی سمجھی یا دیکھی۔۔۔

وہ صرف ماما جی پھر نمل اور پھر آپکی امی تک سمجھی۔۔۔۔

میرے نزدیک محبت کا کوئی دوسرا روپ نہیں۔۔۔

کوئی دوسرا رنگ نہیں۔۔۔۔۔۔

سوا ان تین پاکیزہ رشتوں کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں بے بس لاوارث اور بے گھر ضرور ھوں

لیکن میں بدکردار نہیں ھوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد ایک ٹک اسے دیکھے گیا۔۔۔۔۔۔

میں نے آج تک آپ سے کسی بات کا تقاضا نہیں کیا۔۔۔

کوئی گلہ نہیں کیا۔۔۔۔

نا کبھی کوئی حق جتایا ھے۔۔۔۔

نا آپ سے آپکی توجہ مانگی ھے۔۔۔۔۔

اور نا کبھی محبت۔۔۔۔۔

میں نے تو آپکی نفرت کی بھی قدر کرتی ھوں۔۔۔۔

کہ کسی قابل تو ھوں نا آپکے لی ئے چاھے نفرت ہی سہی۔۔۔۔۔۔۔

اسکے الفاظ بھی اب اسکی آھوں میں بدل گ ئے تھے۔۔۔

وہ رک رک کر بولنے لگی۔۔۔۔۔۔

میں آپکو منع نہیں کرتی۔۔۔۔۔

آپ نفرت کریں مجھ سے ہر انتہا سے گزر کر۔۔۔۔

لیکن مجھے میرے کردار کی انتہا سے نا گرایا کریں بار بار۔۔۔۔۔۔۔۔

میں تھک گ ئی ھوں عضد۔۔۔۔

میں تھک گ ئی ھوں اب۔۔۔۔۔۔

عضد نے اسے گلے لگانا چاہا پر لگا نا سکا۔۔۔۔

نفرت نہیں کرتا میں تم سے۔۔۔۔۔

بس اس حقیقت سے نفرت ھے مجھے جو تمھارے ساتھ جڑی ھے۔۔۔۔۔

رتابہ اپنے کمرے میں نماز پڑھ رہی تھی۔۔۔۔

مایا بڑے آرام سے اسکے کمرے میں آئی۔۔۔

اور اسکے پیچھے صوفے پر بیٹھی۔۔۔۔

رتابہ نے سلام پھیر کر حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔

کہ وہ آج کیسے اسکے کمرے میں آگ ئی۔۔۔۔۔۔

حیران ھو رہی ھو مجھے کمرے میں دیکھ کر۔۔۔۔

نہیں۔۔۔رتابہ اٹھ کر جائے نماز طے کرنے لگی۔۔۔۔

تم سے کچھ پوچھنے آئی ھوں۔۔۔۔۔۔۔

جی بولیں۔۔۔۔

جو ھمیں شاپنگ مال میں ملا تھا وہ سچ میں تمھارا۔۔۔۔

پلیز مایا رتابہ نے اسے ٹوکا۔۔۔۔

کچھ اور پوچھنا ھے تو پوچھیں۔۔۔۔۔

برا لگ رہا ھے میرا سوال۔۔۔۔۔۔کبھی سوچا ھے عضد کو کتنا برا لگا ھو گا۔۔۔۔

اسے جواب دے دیا تھا میں نے۔۔۔۔۔۔

یار ویسے ھو تم بڑی ہی ڈھیٹ قسم کی لڑکی۔۔۔۔

عزت نفس نام کی تمھارے نام کی کوئی چیز ہی نہیں۔۔۔۔۔

رتابہ خاموش رہی۔۔۔۔

اتنا ذلیل کرتا ھے وہ تمھیں۔۔۔۔

مارتا بھی ھے۔۔۔

اور تمھیں بیوی کے روپ میں قبول بھی نہیں کرتا ھے۔۔۔۔

اور ایک تم ھو کہ زبردستی اسکی بیوی بن کر اس پر مسلط ھو۔۔۔۔

جانتی ھو انسان کی جہاں جگہ نا ھو تو اسے زبردستی جگہ نہیں بنانی چاھی ئے۔۔۔۔۔

وہ رتابہ کی طرف دیکھ کر بولی۔۔۔۔

جانتی ھوں۔۔۔

تو پھر تم کیوں اسکی گود میں زبردستی بیٹھنے کی کوشش کرتی ھو۔۔۔۔

وہ نفرت کرتا ھے تم سے۔۔

تمھارے وجود سے۔۔۔

تمھارے نام سے۔۔۔

کیوں رہتی ھو ایسے شخص کیساتھ جو تمھیں صرف ایک فضول اور ناکارہ سی چیز سمجھتا ھے۔۔۔۔۔

وہ مجھ سے نفرت کرے یا محبت۔۔۔

مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔

کیونکہ محبت کی صورت میں اسکے دل میں رھونگی۔۔۔

اور نفرت کی صورت اسکے دماغ میں۔۔۔۔

دونوں صورتوں میں اسکی زندگی کا حصہ ھوں میں۔۔۔۔

مایا کچھ پل اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔

آپ نے یہی سب کہنا تھا یا کچھ اور باقی ھے۔۔۔۔

تم اپنی قید سے اسے رہا کیوں نہیں کر دیتی۔۔۔

اسکا دم گھٹتا ھوا میں نے دیکھا ھے۔۔۔۔

وہ خوش نہیں تمھارے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔

کب تک اسکے سر پر بوجھ بنی رھو گی۔۔۔۔

اگر واقعی اس نے تم سے کسی مجبوری کے تحت یا کسی کے دباؤ میں آکر شادی کر ہی لی ھے تو کب تک اسے سزا کی سولی پر لٹکائے رکھو گی۔۔۔۔

طلاق کیوں نہیں لے لیتی تم اس سے۔۔۔۔۔

بیوی ھوں میں عضد کی۔۔۔۔۔۔

اس سے علیحدگی کا اختیار میرے ہاتھ میں نہیں۔۔۔۔

کیوں نہیں۔۔۔۔ھے اختیار تمھارے پاس تم خلا کا دعوی کر سکتی ھو۔۔۔

حق بنتا ھے تمھارا۔۔۔۔

رتابہ نے جائے نماز سائیڈ پر رکھی۔۔۔۔

حقوق تو میرے اور بھی بہت ھیں۔۔۔

پہلے وہ وصول کر لوں۔۔۔

اور رہی بات عضد سے طلاق لینے کی تو عضد جو چیز چاھتا ھے وہ مجھے دے دیتا ھے۔۔۔

اب اسکا دل نہیں مانتا مجھے چھوڑنے کا تو میں زبردستی کیسے کروں۔۔۔

اسکی ملکیت میں ھوں میں۔۔۔۔

اسکے نام کیطرح۔۔۔۔۔

اس سے الگ میں نہیں ھو سکتی۔۔۔۔۔

مایا اسکا جواب سن کر غصے میں آگ ئی۔۔۔۔۔

رتابہ کا لہجہ بہت دھیمہ اور تحمل سے لبریز تھا۔۔۔۔

ابھی آپ نے کہا کہ جہاں جگہ نا ھو وہاں زبردستی نہیں بیٹھنا چاھی ئے۔۔۔۔۔

لیکن میرا ماننا ھے کہ کسی اور کی جگہ زبردستی دوسرے انسان کو لینی بھی نہیں چاھی ئے۔۔۔۔۔۔

مایا غصے سے اٹھی۔۔۔۔

تم عضد کی جان اتنی آسانی سے نہیں چھوڑو گی۔۔۔

اسی طرح اپنے ساتھ اسے برباد رکھو گی۔۔۔۔

وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر بولی۔۔۔۔

عضد بھی تو نہیں چھوڑتا میری جان۔۔۔۔۔

ایک ہی سفر کے ھمسفر ھیں ھم۔۔۔۔۔

رتابہ کا اعتماد دیکھ کر وہ رکی نہیں چلی گ ئی اسکے کمرے سے۔۔۔۔۔۔

اسکے جاتے ہی رتابہ نے شکر ادا کیا کہ اس نے میری کسی بات پر ھنگامہ نہیں کیا۔۔۔۔

عضد شام کو گھر آیا علی باہر ہی لان میں بیٹھا ھوا تھا۔۔۔۔

عضد کیساتھ ایک عورت اور چھوٹا سا بچہ تھا جو اس عورت کی گود میں تھا۔۔۔۔

عضد علی کو دیکھ کر رک گیا۔۔۔۔۔۔۔

علی نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔۔۔۔۔۔۔

امی یہ علی ھے ھمدانی سر کا بیٹا۔۔۔۔

علی انکے ساتھ ہی اندر آیا۔۔۔۔

رتابہ ڈرائی نگ روم کی سیٹنگ چینج کر رہی تھی گلناز کیساتھ۔۔۔۔۔

عضد نے آواز لگائی۔۔۔۔

رتابہ۔۔۔

رتابہ۔۔۔

وہ عضد کی آواز پر باہر آئی۔۔۔۔۔

تو سامنے نرگس کو دیکھ شاکڈ ھو گ ئی۔۔۔۔۔

پھر بھاگ کر نرگس کے گلے لگی۔۔۔۔۔

کیسی ھو میری جان۔۔۔

نرگس نے اسکا ماتھا چوما۔۔۔۔۔۔۔

نرگس کا دامن تھامے زیان پر اسکی نظر بعد میں پڑی۔۔۔۔

زیان کو سینے سے بھینچ کر وہ دیوانوں کیطرح چومنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔

میرا بچہ میری جان۔۔۔۔

میرا زیان۔۔۔

عضد سے رتابہ کا زیان سے پیار کرنا برداشت نہیں ھو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

علی سمجھ گیا کہ یہ بچہ رتابہ کا ھے۔۔۔۔۔

لیکن عضد نے اسے کیوں نہیں گود لیا۔۔۔۔۔

کیا یہ صرف رتابہ کا بیٹا ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

امی آپ نے بتایا بھی نہیں اور اچانک اتنا بڑا سرپرائی زدیا مجھے۔۔۔۔۔

اتنی دور سے آئی ھوں کچھ تو ساتھ لانا تھا۔۔۔

سوچا سرپرائی زہی لے چلوں۔۔۔۔

رتابہ مسکرائی۔۔۔۔

وہ سب ہال میں بیٹھے۔۔۔۔

مایا اپنے کمرے میں تھی۔۔۔

باہر سب کی آواز سن کر آئی۔۔۔

اور اس نے بھی نرگس کو سلام کیا۔۔۔

نرگس نے آج اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

بے انتہا خوبصورت اونچی لمبی اور ماڈرن لڑکی تھی وہ۔۔۔

امی یہ مایا ھے۔۔۔عضد نے اسے متعارف کیا۔۔۔

جانتی ھوں میں۔۔۔

مایا مسکرا کر بیٹھی۔۔۔

آپ پہلے سے جانتی ھیں مجھے یقینا رتابہ نے بتایا ھوگا میرے بارے میں آپکو۔۔۔۔۔

نہیں اس نے تو کبھی ذکر بھی نہیں کیا۔۔۔

نمل نے بتایا تھا۔۔۔۔

نرگس پیار بھرے لہجے سے بولی۔۔۔۔۔

جی جی نمل آپکی بیٹی ھے مل چکی ھوں اس سے میں اچھی ھے لیکن تیز بہت ھے۔۔۔

عضد کو کافی برا لگا مایا کا بے تکا جواب۔۔۔۔۔۔

بیٹا آج کے زمانے میں حق اور سچ پر بولنے والے اکثر لوگوں کو تیز ہی لگتے ھیں۔۔۔۔۔

اور مجھے اسکی اس تیزی پر کبھی اعتراض نہیں ھوا کیونکہ میری بیٹی کی اس تیزی میں منافقت نہیں

۔۔۔۔

نرگس نے بڑے دھیمے لہجے میں نمل کا دفاع کیا۔۔۔۔۔

جس پر مایا صرف مسکرانے پر اکتفا کر سکی۔۔۔۔

رات کو عضد کو اکیلا پا کر فورا اسکے کمرے میں گ ئی۔۔۔۔

یہ بچہ کس کا ھے۔۔۔۔۔

کیوں تم نے کیا کرنا ھے اس بچے کا۔۔۔۔

وہ نخرے سے بولی۔۔۔

میں جو پوچھ رہی ھوں اسکا جواب دو۔۔۔

یار میں تمھیں جواب دینے کا پابند نہیں۔۔۔۔

تم مجھے بتاؤ گے یا نہیں۔۔۔۔۔

عضد اسی کی ضد میں بولا۔۔۔

نہیں۔۔۔۔

کیوں شرم آ رہی ھے بتانے میں کہ تمھارے کسی کمزور لمحے کی مضبوط نشانی ھے

یہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یار بحث کیوں کرتی ھو تم۔۔۔۔

اتنا ہی شوق ھے پوچھنے کا تو جاؤ رتابہ سے پوچھ لو۔۔۔۔۔

وہ عضد کا چہرہ جانچ کر بولی۔۔۔۔

اسکا مطلب ھے تمھارا بچہ نہیں وہ۔۔۔۔۔۔

اسکا باپ کوئی اور ھے۔۔۔۔۔

عضد لیپ ٹاپ بند کر کے بولا۔۔۔۔

ہاں نہیں ھوں میں اسکا باپ۔۔۔۔

بس خوش۔۔۔۔

مل گیا جواب۔۔۔

اب جاؤ یہاں سے۔۔۔

کیوں کر رہے ہو میرے ساتھ۔۔۔۔ behave تم اتنا روڈ

اچھا بابا سوری۔۔۔

رات کافی ہو رہی جاؤ سو جاؤ۔۔۔۔۔۔

وہ عضد کے بیڈ پر بیٹھ گ ئی۔۔۔۔

مجھے نیند نہیں آ رہی۔۔۔

لیکن مجھے آ رہی ہے یار پلیز جاؤ۔۔۔۔

کیوں تمھیں اپنی پھپھو سے ڈر لگ رہا ہے کہ وہ کیا سوچیں گی۔۔۔۔۔

میری پھپھو نہیں میری ماں ہے وہ۔۔۔۔۔

اور یہاں پوری رات بھی گزار دو تم تو وہ غلط نہیں سوچ سکتیں۔۔۔۔۔

پھر تو اچھی بات ہے گزارنے دو نا رات یہاں۔۔۔

یار تم پاگل تو نہیں ہو گ ئی۔۔۔۔

عضد کو غصہ آنے لگا۔۔۔

غصہ کیوں کرتے ہو مذاق کر رہی تھی۔۔۔۔

مذاق کی بھی کوئی حد ہوتی ہے یار۔۔۔

لیکن میری کوئی حد نہیں جانتے ھو تم۔۔۔۔

ہاں لیکن مجھے حدود میں رہنا پسند ھے۔۔۔۔

وہ ھنسی۔۔۔

ہاں بلکل جیسے تم رتابہ کیساتھ حدود میں رہتے ھو نا۔۔۔۔

وہ جمائی لیکر اٹھی۔۔۔جاؤ نا یار اب سونے بھی دو۔۔۔۔

وہ دروازے تک جا کر پلٹی۔۔۔۔

ویسے تمھیں حد میں رکھنے والی موصوفہ ھے کہاں آج۔۔۔۔

امی کے ساتھ ھے وہ۔۔۔۔

اوہ سہی یعنی اپنی ساس اور اپنے بیٹے کیساتھ۔۔۔۔

عضد چپ رہا۔۔۔

اسکے جاتے ہی اس نے روم لاک کیا۔۔۔

افففففف۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بزنز وومین نہیں جاسوس ھونا چاھیئے تھا اسے۔۔۔۔

عضد رات کو کسی کام سے اسکے کمرے میں آیا تو وہ زیان کو سینے سے لگائے سو رہی تھی۔۔۔

وہ واپس چلا گیا۔۔۔

صبح صبح اسکی آنکھ کھلی۔۔۔۔

اسے پیاس لگ رہی تھی وہ پانی لینے نیچے آیا تو رتابہ اسے کچن میں ملی۔۔۔۔۔

زیان کیلئے دودھ گرم کر رہی تھی وہ۔۔۔۔۔

عضد کو اندر آتا دیکھ چکی تھی۔۔۔۔۔

وہ اس کے پاس آیا۔۔۔۔

سنو۔۔۔

جی۔۔۔

زیان کو تم نے بلوایا ھے یہاں۔۔۔۔۔۔۔۔

جی۔۔۔۔

کیوں؟؟

بیٹا ھے میرا یاد آرہا تھا مجھے۔۔۔۔

اسلی ئے امی سے کہا تھا کہ اسے بھی ساتھ لائی یں۔۔۔۔

مجھ سے بدلہ لینے کا اچھا طریقہ ھے تمھارا۔۔۔۔۔

کونسا بدلہ۔۔۔۔

آئی ندہ میں تمھیں زیان کیساتھ اسطرح پیار کرتے ھوئے نا دیکھوں۔۔۔۔

آئی سمجھ۔۔۔۔

کیا ھو گیا ھے آپکو میرا بیٹا ھے وہ ماں ھوں میں اسکی۔۔۔۔۔

لیکن جیسے ماں تم بنی ھو نا اسکی۔۔۔اس زاوی ئے سے دیکھو تو تمھیں اس سے محبت ھونی ہی نہیں چاھی ئے۔۔۔۔۔۔

رتابہ کو کافی حیرت ھوئی اور غصہ بھی آیا عضد کی بات کا۔۔۔۔۔۔۔۔

اس سب میں اس بچے کا کیا قصور ھے ؟؟

بچہ بھی باپ کیطرح قصوروار ھے۔۔۔۔۔

خون کھولنے لگتا ھے میرا جب میں اسے دیکھتا ھوں تمھارے ساتھ ۔۔۔۔۔

رتابہ اسکا چہرہ بغور دیکھنے لگی جو غصے سے لال ھو رہا تھا۔۔۔۔۔

تم نے تو کہا تھا کہ ریپ ھوا تھا تمھارا۔۔۔۔

تمھیں اسے دیکھ کر وہ اذیت وہ ذلت یاد نہیں آتی۔۔۔۔۔۔

اس بچے پر تمھاری محبت اسطرح نچھاور ھوتی دیکھتا ھوں تو یقین ھونے لگتا ھے مجھے کہ تم بھی اس گناہ میں شامل تھی۔۔۔۔۔

شرم آنی چاھیئے تمھیں اس بچے کو دیکھ کر۔۔۔۔۔

رتابہ کافی ہرٹ ھوئی عضد کی بات سے۔۔۔۔

ماں اگر اپنی اولاد سے شرمانے لگ جائے تو پھر کوئی بچہ بھی پروان نہیں چڑھ سکتا۔۔۔۔۔

لیکن تم جیسی مائیں بننے لگ گئی نا معاشرے میں تو پھر ماں کا نام صرف گالی بن کر رہ جائیگا۔۔۔۔۔۔

آپ مجھے تو یہ سب سنا سکتے ھیں۔۔۔

کیا ان مردوں کو بھی کچھ کہہ سکتے ھیں۔۔۔۔

جو اپنی ھوس اور

چند لمحوں کے لطف کی خاطر اپنی گندگی کا بیج ھمارے اندر بو کر خود روپوش ھو جاتے ھیں۔۔۔۔

اور پھر قسمت ھمیں آپ جیسے مردوں کے حوالے کر دیتی ھے۔۔۔۔۔

جو روز اس ناکردہ گناہ کی سیاہی ملتے رہتے ھیں ھمارے چہرے پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ھمیں بھولنے نہیں دیتے ھمارا ماضی۔۔۔۔۔

عضد کو لاجواب کر دیا تھا اس نے۔۔۔۔

جو بھی ھے میں نہیں جانتا لیکن اچھا نہیں ھوگا تمھارے لی ئے اگر دوبارہ میں نے اسکے ساتھ تمھیں اپنی ممتا لٹاتے دیکھا تو۔۔۔۔۔

لیکن عضد دد۔۔۔

عضد نے اسکے ھونٹوں پر انگلی رکھی۔۔۔۔

بس چپ۔۔۔۔

کچھ نہیں سننا مجھے مذید۔۔۔۔۔۔۔

جو کہا ھے وہ ذہن میں رکھنا۔۔۔۔۔۔۔۔

ورنہ مجھے جانتی ھو بدلے میں کیا ھو سکتا ھے تمھارے ساتھ۔۔۔۔۔۔

وہ پانی کی دوسری بوتل لی ئے کچن سے چلا گیا۔۔۔۔۔

رتابہ رونے لگی کہ اسکا اپنا بچپن کس قدر ظلم و زیادتی کیساتھ گزرا تھا۔۔۔۔

ماں باپ کی محرومی کا احساس اسکی رگ رگ میں خون کیطرح بہتا تھا۔۔۔۔

وہ کیسے اپنا بچپن اپنے ہی بچے پر دوہراتی۔۔۔۔

زیان تو بلکل معصوم سا فرشتہ تھا۔۔۔

زیان لان میں کھیل رہا تھا۔۔۔نرگس رتابہ سے باتیں کرتی ھوئی عضد کا پوچھنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیسا رویہ ھے عضد کا تمھارے ساتھ۔۔۔۔

وہ کچھ بدلہ یا نہیں۔۔۔۔۔

نہیں امی بس اتنا ہی بدلہ ھے کہ اپنی کسی بات کا بدلہ لینا نہیں بھولتا۔۔۔۔۔

نرگس پریشانی سے بولی۔۔۔۔

اب تک اسکا رویہ اتنا ہی سخت ھے تمھارے ساتھ۔۔۔۔۔

سخت تو نہیں ھے امی لیکن اپنے حاسدین کو خوش کرنے کیلئے اب وہ مجھے کسی چیز کی طرح استعمال کرتا ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا مطلب ھے تمھارا۔۔۔

آپ نہیں سمجھ سکتیں امی رہنے دیں۔۔۔۔۔

تم کھل کر بتاؤ گی یا میں عضد سے خود پوچھوں۔۔۔۔

نہیں امی نہیں۔۔۔آپ اس سے کچھ نہیں کہیں گی۔۔۔۔

کیوں نا کہوں میں بیٹا کب تک وہ کریگا یہ سب۔۔۔

اگر اس نے نہیں کرنا تمھیں قبول تو ٹھیک ھے میں لے جاتی ھوں تمھیں اپنے ساتھ۔۔۔۔

عضد شام کو جلدی گھر آگیا تھا۔۔۔۔

مایا بھی اسکے ساتھ تھی۔۔۔۔

دونوں کسی بات پر ھنستے ھوئے گاڑی سے اترے۔۔۔۔

نرگس نے نوٹ کیا کہ عضد کے قدم مایا کے قدموں کیساتھ ساتھ اٹھ رھے تھے۔۔۔۔

مایا آج آفس ناگئی۔۔۔

اسکی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔۔۔۔

نرگس ہال میں بیٹھی ھوئی تھی۔۔۔۔

مایا اسکے ساتھ آکر بیٹھی۔۔۔۔

انٹی آپ سے کچھ بات کرنی ھے مجھے۔۔۔۔

ہاں بولو بیٹا۔۔۔۔۔

آپ میرے کمرے میں آئی یں گی پلیز۔۔۔۔

ہاں کیوں نہیں۔۔۔۔

نرگس زیان کو اٹھائے اسکے کمرے میں گ ئی۔۔۔۔

انٹی پہلے آپ مجھ سے اک وعدہ کریں۔۔۔۔۔

آپ عضد سے کچھ نہیں کہیں گی۔۔۔۔

ھممم ٹھیک ھے بولو تم۔۔۔۔

آپ نے عضد کیساتھ رتابہ کی شادی کیوں کی۔۔۔۔۔۔

نرگس اسکا چہرہ دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

تم کیوں پوچھ رہی ھو۔۔۔۔

مجھے عضد نے سب کچھ بتایا ھوا ھے۔۔۔۔

بہت قریبی دوست ھوں میں اسکی۔۔۔

مجھ سے کوئی بات نہیں چھپاتا وہ۔۔۔۔۔

اگر سب کچھ معلوم ھے تو پھر مجھ سے کیا جانتی ھو تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انٹی مجھے نہیں لگتا رتابہ عضد کی بیوی ھے۔۔۔۔

کیوں؟؟

جو کچھ میں نے دیکھا ھے یہاں اب تک انکے بیچ تو آپ یقین کریں ایک لمحہ بھی کبھی محسوس نہیں ھوا کہ رتابہ اسکی بیوی ھے۔۔۔۔۔

کیسے آئی یہ عضد کی زندگی میں۔۔۔۔

عضد کا نکاح نامہ دیکھا ھے آپ نے۔۔۔۔

مایا بیٹا کسی کے بارے میں محض شک کی بنا پر اتنی بدگمانی نہیں پالتے۔۔۔۔

رتابہ عضد کی بیوی ہی ھے۔۔۔۔

عضد اور مایا کا نکاح میں نے کروایا تھا۔۔۔۔۔

مایا کو اب جا کر یقین ھوا تھا۔۔۔۔۔۔

انٹی رتابہ جیسی لڑکی عضد کے قابل تو نہیں تھی۔۔۔۔

کیوں آپ نے زبردستی اسے اس آگ میں جھونکا ھے۔۔۔ جسمیں مسلسل عضد اپنی زندگی جلا کر راکھ کر رہا ھے۔۔۔

نرگس پوری توجہ کیساتھ مایا کو سنتی رہی۔۔۔۔۔۔

انٹی اسکو خوشحال زندگی کیلئے ترستے ھوئے روتے ھوئے دیکھا ھے میں نے۔۔۔۔

آپ اسکی سگی ماں نہیں شاید اس بات کا احساس نہیں ھو سکتا آپکو کبھی بھی کہ رتابہ کیساتھ وہ کس قدر اذیت کی زندگی گزار رہا ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپکی دی ھوئی قسم وہ توڑ بھی نہیں سکتا۔۔۔

اور نباہ بھی نہیں سکتا۔۔۔۔

بیٹا رتابہ اسکے قابل نا سہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن وہ رتابہ کے ہی قابل ھے۔۔۔۔۔۔۔۔

اسلئے میں نے یہ فیصلہ کیا تھا۔۔۔

اور میرے فیصلے کبھی غلط نہیں ھوتے۔۔۔

اگر تمھیں لگتا ھے بیٹا کہ وہ اس زندگی سے ناخوش ھے تو میری کسی قَسم کی قید میں نہیں وہ۔۔۔

آزاد ھے جو چاھے کر سکتا ھے۔۔۔۔۔

انٹی اگر دوسری شادی وہ کرنا چاھے تو کیا آپ اسکا یہ فیصلہ قبول کریں گی۔۔۔۔

ہاں بلکل قبول کرونگی۔۔۔۔

لیکن وہ سہی فیصلہ کر پائے تب۔۔۔۔۔۔

اور وہ موت کے علاوہ کوئی فیصلہ میری مرضی کے خلاف نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔

انٹی ایک آخری سوال پوچھوں آپ سے۔۔۔

جی بولو۔۔۔۔

زیان کس کا بچہ ھے۔۔۔۔۔

نرگس نے زیان کو چوما جو اسکی گود میں سو چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میری بیٹی کا۔۔۔۔۔

کیا مطلب یہ عضد اور رتابہ کا بچہ نہیں۔۔۔۔۔

عضد کا نہیں ھے یہ۔۔۔۔۔

نمل کا بچہ ھے؟؟؟

نہیں۔۔۔۔

مایا کا تجسّس بڑھنے لگا وہ بے چینی سے پوچھنے لگی پھر کس کا ھے؟؟

عضد نے تمھیں اتنا کچھ بتایا ھے تو کیا یہ نہیں بتایا کہ زیان کس کا بچہ ھے؟؟

نہیں انٹی اس نے مجھے اس بچے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔۔۔

رتابہ کا بچہ ھے یہ۔۔۔

لیکن انٹی عضد کہہ رہا تھا کہ وہ اسکا باپ نہیں۔۔۔

ہاں وہ سچ کہہ رہا ھے۔۔۔

تو پھر یہ رتابہ کا بچہ کہاں سے آ گیا۔۔۔

رتابہ کے پہلے شوہر سے ھے یہ بچہ۔۔۔

مایا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گ ئی یں۔۔۔

کہاں ھے رتابہ کا پہلا شوہر۔۔۔۔۔

وہ اس دنیا میں نہیں۔۔۔

اوہ نو۔۔۔

تو کیا رتابہ بیوہ تھی۔۔۔

جی۔۔۔

آپ نے بیوہ اور ایک بچے کی ماں سے عضد کی شادی کر دی۔۔۔۔۔۔۔

مایا بیٹا۔۔۔

یہ معاملے ھمارے گھر کے ھیں۔۔۔

تم عضد کی دوست ھو۔۔۔۔

دوست بن کر رھو۔۔۔

عضد اور رتابہ کو لیکر اتنی گہرائی میں جانے کی ضرورت نہیں بیٹا۔۔۔

انسان کی زندگی کے سارے حقائق تو صرف رب ہی جانتا ھے نا۔۔۔۔۔

دوست ھو تو اسکو سمجھاؤ اسکی زندگی میں آسانی پیدا کرو۔۔۔۔

سارے سچ جاننے کی کوشش میں ناخود الجھو نا اسے الجھاؤ۔۔۔۔۔

اسکا اعتماد بنو۔۔۔

اسکے لیئے حوصلہ شکن مت بنو۔۔۔۔۔۔

اسے اپنی سینے سے لگا کر تیس سال پالا ھے میں نے اسکی سانسوں کی رفتار بھی جانتی ھوں۔۔۔۔

کہ کب مدھم ھوتی ھیں اور کب تیز۔۔۔۔۔

اسلیئے سمجھا رہی ھوں۔۔۔۔۔۔

میں جانتی ھوں تم بھی اسے چاھتی ھو۔۔۔۔۔

لیکن بیٹا جانتی ھو ھمارے پسندیدہ خواب وہی ھوتے ھیں جو لاحاصل ھوں۔۔۔ جنکی تعبیر ھمیں اپنی مٹھی میں نظر آتی ھے۔۔۔ لیکن حقیقت میں انکی تعبیر قطعی ناممکن ھوتی ھے۔۔۔۔۔۔۔

انسان کے بس کی بات نہیں یہ فطری عمل ھے۔۔۔۔

لیکن ان لاحاصل خوابوں کیلئے اپنے اصل حاصل اور حقیقت کو نظرانداز کر دینا اختیاری عمل ھے۔۔۔۔۔

سراب دیکھ کر رک جانا اور اپنا راستہ بدل لینا ہی انسان کی کامیابی کا راز اور وقت کی ضرورت ھے۔۔۔۔۔

نرگس کے اتنے خوبصورت انداز پر مایا اسے نہایت دلچسپی سے دیکھتی رہی۔۔۔۔

تم بھی میری بچوں جیسی ھو اسلئے سمجھایا ھے۔۔۔

میری کوئی بات بری لگے تو معذرت چاھونگی۔۔۔

ارے نہیں نہیں۔۔۔

آپ کیسی باتیں کر رہی ھیں۔۔۔۔

اچھا کیا آپ نے مجھے سمجھایا۔۔۔۔۔

مایا کو نرگس اچھی لگی۔۔۔۔

کھانا کھاتے ھوئے آج ٹیبل سے رتابہ غائب تھی۔۔۔۔۔

عضد نے نرگس سے پوچھا۔۔۔۔

امی رتابہ کہاں ھے۔۔۔۔

بیٹا وہ زیان کو سلا رہی ھے۔۔۔۔۔۔۔۔

کھانا نہیں کھانا اس نے۔۔۔۔

کھا لے گی۔۔۔۔

عضد نے بڑی مشکل سے کھانا کھایا۔۔۔۔۔

نرگس اسکا چہرہ پڑھ چکی تھی۔۔۔۔۔

تھوڑا سا کھانا کھا کر وہ کمرے میں جانے لگا تو نرگس نے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔

بیٹا مجھے کچھ میڈیسن چاھیئے۔۔۔۔

بتادیں امی لادیتا ھوں۔۔۔۔۔۔

سلپ نہیں میرے پاس ساتھ چلتے ھیں دونوں۔۔۔۔۔

نرگس اسے گھر سے باہر لے گ ئی۔۔۔۔۔۔۔

میڈیکل پر تو جانا نہیں آپ نے۔۔۔۔

بولیں کہاں لے چلوں۔۔۔۔

وہ بھی خوب جانتا تھاماں تھی اسکی۔۔۔۔

کہیں بھی لے چلو۔۔۔۔۔

عضد ساحل سمندر پر آیا وہ اسکے ایری ئے سے قریب تھا۔۔۔۔۔

نرگس نے اسکا ہاتھ ہاتھوں میں لیا۔۔۔۔۔

امی آپ پھر مجھے کچھ سمجھانا چاھتی ھیں رتابہ کے متعلق تو میں اس متعلق کچھ نہیں سننا چاہتا۔۔۔۔۔

نرگس اسے بڑے پیار سے دیکھنے لگی۔۔۔

کچھ اور کہنا ھے مجھے تم سے۔۔۔۔

جی بولیں۔۔۔۔

عضد تمھیں کبھی احساس ھوا اپنی ماں نا ھونے کا۔۔۔۔۔

وہ رک کر نرگس کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

یہ کیسا سوال ھے ؟؟

نرگس اپنے آنسو چھپاتی ادھر ادھر دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

وہ اسکے سامنے آ کھڑا ھوا۔۔۔

یہاں دیکھیں میری آنکھوں میں۔۔۔۔

اور پھر پوچھیں یہ سوال۔۔۔۔

نرگس نا دیکھ پائی۔۔۔۔

مایا کے طعنہ دیتے وقت کے رکے آنسو نرگس کے گالوں پر بہنے لگے۔۔۔۔۔

عضد نے تڑپ کر نرگس کا چہرہ ہاتھوں میں لیا۔۔۔۔۔

کیا ھوا آپکو۔۔۔

کیوں رو رہی ھے آپ۔۔۔

کسی نے کچھ کہا ھے آپ سے۔۔۔۔۔۔۔۔

نرگس نے نا میں سر ہلایا۔۔۔۔

کچھ تو ھے امی جو آپ مجھ سے چھپا رہی ھیں۔۔۔۔۔

مایا نے یار تابہ نے کچھ کہا ھے آپ سے۔۔۔۔

نہیں بیٹا انہوں نے کیا کہنا ھے۔۔۔۔۔۔۔

بس ویسے ہی مجھے یہ خیال آیا تو پوچھ لیا تم سے۔۔۔۔۔

آج سے پہلے تو کبھی یہ خیال نہیں آیا آپکو۔۔۔۔

مجھے تو نہیں آیا لیکن تمھیں آیا تھا ایک بار۔۔۔۔

جی یاد ھے مجھے میرے نکاح کے وقت میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں آپکا اپنا بیٹا ھوتا تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آگے عضد نرگس کا چہرہ دیکھ کر چپ ھو گیا۔۔۔

جہاں صرف دکھ اور ملال تھا۔۔۔۔

عضد مجھے کیوں احساس ھو رہا ھے کہ میں نے تمھاری زندگی رتابہ کیساتھ جوڑ کر اجیرن کر دی ھے۔۔۔۔۔

یہ سب آپ کیوں کہہ رہی ھیں آج۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے میری شکایت کی ھے نا آپ سے۔۔۔

نہیں بیٹا وہ تو خود اپنی زندگی کا سب سے بڑا شکوہ ھے۔۔۔۔

اس نے کیا کرنا ھے شکوے اور شکایت کر کے۔۔۔۔

اچھا چھوڑو ان باتوں کو یہ بتاؤ۔۔۔۔

مایا کیسی لڑکی ھے۔۔۔۔

نرگس کے فوراً پاپک بدلنے پر وہ سمجھ گیا کہ رتابہ نے کچھ کہا ھے۔۔۔۔

نرگس کی آنکھوں میں اب بھی آنسو تھے۔۔۔۔

نرگس کے بہتے ایک ایک آنسو پر عضد زہر کے گھونٹ پیتا رہا کہ نرگس اسے جان سے بھی پیاری تھی۔۔۔

آج تک اس نے اسطرح انکی آنکھوں میں اپنے لیۓ آنسو اور ملال نہیں دیکھا تھا۔۔۔

بتاؤ نا مایا کیسی لڑکی ھے۔۔۔۔۔

اچھی ھے لیکن آپ کیوں پوچھ رہی ھیں۔۔۔۔۔۔

تمھیں اسکے ساتھ کافی خوش دیکھا میں نے اسلیۓ پوچھ رہی ھوں۔۔۔۔۔۔

لیکن آپ کہنا کچھ اور چاہتی ھیں۔۔۔

کھل کر بات کریں امی الجھائیں مت مجھے۔۔۔۔۔

تم اپنی زندگی اپنی مرضی سے گزار سکتے ھو میرے فیصلے کی پاسداری کیلئے اپنی جوانی کے یہ قیمتی لمحات ضائع مت کرو۔۔۔۔۔۔

تم شادی کر لو مایا سے۔۔۔۔۔

عضد نرگس کی بات سن کر شاکڈ ھو گیا۔۔۔۔

کیا۔۔۔

کیا کہا آپ نے میں۔۔۔۔

شادی کر لوں مایا سے۔۔۔۔

وہ سر پکڑ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔۔۔۔

امی ایک لڑکی کو میرے ساتھ روتے دیکھ کر آپ نے شادی کر دی میری۔۔۔۔

اور اب دوسری لڑکی کیساتھ ھنستے ھوئے دیکھ کر کہہ رہی ھیں میں اس سے بھی شادی کر لوں۔۔۔۔

آپکو ھو کیا گیا ھے امی۔۔۔۔۔

اسطرح میرے کردار پر آپ لوگوں کے رونے اور ھنسنے کا شک کیوں کرنے لگ گ ئی ھیں۔۔۔۔

شک نہیں کر رہی میرے بچے۔۔۔۔۔۔

بس تمھیں خوش دیکھا اسکے ساتھ تو کہہ دیا۔۔۔۔۔

افففففف امی اسکا مطلب میں کسی کے ساتھ ھنس کر اب بات بھی نہیں کر سکتا۔۔۔۔

امی دوست ھے وہ میری بس۔۔۔۔۔۔۔

اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔۔۔۔

میں ہاتھ جوڑتا ھوں آپکے آگے پہلے ہی آپکے ایک فیصلے کو میں اب تک بھگت رہا ھوں۔۔۔۔

دوسرا فیصلہ نہیں مان سکتا امی۔۔۔۔

میں فیصلہ نہیں سنا رہی تمھیں مشورہ دے رہی ھوں۔۔۔۔۔

امی میرا کوئی ایسا ارادہ نہیں نا حال میں نا مستقبل میں۔۔۔۔۔

میں جس حال میں ھوں خوش ھوں۔۔۔۔

مجھے کسی کے ساتھ کی ضرورت نہیں۔۔۔

سوا آپکے پیار اور محبت کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میری تو جان بھی قربان ھے تم پر۔۔۔۔۔

آپکو میری قسم ھے آپ آج کے بعد کوئی ایسی بات نہیں سوچیں گی۔۔۔۔

وہ نرگس کا ہاتھ اپنے سر پر رکھ کر بولا۔۔۔

ٹھیک ھے میری جان۔۔۔۔۔

لیکن تمھیں اسطرح دیکھ بھی نہیں سکتی میں۔۔۔

میں ٹھیک ھوں بلکل اور مطمئن اور خوش بھی۔۔۔۔۔

اللہ تمھیں سدا خوش رکھے میری جان۔۔۔۔۔

اس نے نرگس کے ہاتھ چومے۔۔۔۔۔۔۔۔

دونوں نے ایک دوسرے کو جھوٹی تسلیوں سے مطمئن کیا۔۔۔۔

لیکن عارضی تھا یہ سب دونوں جانتے تھے۔۔۔۔۔

نرگس کو مایا نے شدت سے احساس دلایا تھا کہ وہ اسکی ماں نہیں ھے۔۔۔۔

اور رتابہ کیساتھ اسکا فیصلہ سراسر غلط ھے۔۔۔۔۔

اور یہاں عضد سے نرگس کے آنسو برداشت نہیں ھو رھے تھے کہ وہ رتابہ کی وجہ سے روئی۔۔۔۔۔۔۔

اور ایک بار پھر اس نے شک کی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

علی مایا کے کمرے میں بیٹھا سونگ سن رہا تھا۔۔۔

وہ نہا کر باہر نکلی۔۔۔۔۔

تم کب آئے۔۔۔۔۔

کب کا آچکا میڈم۔۔۔۔۔

اس نے گانے بند کی ئے۔۔۔۔

یار تم سے کچھ بات کرنی ھے۔۔۔۔۔۔

وہ بال ڈرائی یر سے سکھانے لگی۔۔۔۔۔۔

ہاں بولو۔۔۔۔

یار ھم دونوں کا اندازہ تو غلط نکلا۔۔۔۔

کونسا اندازہ۔۔۔۔

یہی کہ رتابہ عضد کی بیوی نہیں ھے۔۔۔۔

ہاں یہ تو ھے۔۔۔۔۔۔

وہ اسکے سامنے آکر بیٹھی۔۔۔۔

یہ بچہ دیکھا ھے تم نے۔۔۔۔

ہاں دیکھا ھے۔۔۔۔

یہ عضد کا بچہ نہیں ھے۔۔۔۔

ہاں شک تو مجھے بھی ھوا۔۔۔۔

لیکن پھر کس کا ھے۔۔۔۔

انٹی سے میں نے پوچھا تھا وہ کہہ رہی تھیں کہ بچہ رتابہ کا ھے اور رتابہ بیوہ تھی پہلے۔۔۔

اور یہ بچہ اسکے پہلے شوہر سے ھے۔۔۔۔۔

اوہ شٹ یار۔۔۔۔۔

کیا واقعی رتابہ بیوہ تھی پہلے۔۔۔۔۔

نہیں وہ نا بیوہ ھے نا طلاق یافتہ۔۔۔۔

علی نے حیرت سے ابرو اچکائے۔۔۔۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔۔۔

یار اگر وہ بیوہ یا طلاق یافتہ ھوتی تو عضد اس سے اتنی نفرت نا کرتا۔۔۔۔

اس دن تم نے دیکھا تھا نا اسکا رویہ جب ھم مال سے آئے تھے۔۔۔۔۔

کیسے وہ چلا چلا کر پوچھ رہا تھا کہ وہ آدمی کون تھا۔۔۔۔

عضد جیسا سلجھا ھوا انسان بلاوجہ رتابہ پر اسطرح شک نہیں کر سکتا۔۔۔

کوئی تو وجہ ھے اور وہ وجہ یہ بچہ بھی ھو سکتا ھے۔۔۔۔

علی کندھے اچکا کر بولا۔۔۔۔

لیکن عضد کی نفرت اور شک کا بچے سے کیا تعلق۔۔۔

ھو سکتا ھے وہ بچہ رتابہ کی ناجائز اولاد ھو۔۔۔۔۔۔

علی کے تو ھوش اڑ گئے۔۔۔۔

نہیں یار یہ کیسے ممکن ھے ایسی لڑکی نہیں وہ۔۔۔۔

تم اتنا غلط مت سوچو۔۔۔۔

میرے بھائی بات غلط سوچنے کی نہیں۔۔۔

انٹی نے کہا وہ بیوہ تھی۔۔۔

اور عضد نے مجھے کہا تھا کہ اسکا آگے پیچھے کوئی نہیں لاوارث ھے وہ۔۔۔

اگر وہ واقعی بیوہ ھوتی تو سوچو ذرا کسطرح اسکی پہلی شادی ھوئی۔۔۔

کس کیسا تھ ھوئی۔۔۔

کس نے کی۔۔۔۔

کوئی تو ھوتا اسکے پیچھے اسکے سسرال سے یا میکے سے۔۔۔۔۔

اور یار اپنی مرحوم اولاد کی نشانی کونسے والدین گھر سے باہر پھینکتے ھیں۔۔۔۔

کوئی تو آتا اس بچے کا وارث۔۔۔۔۔۔

کوئی دادا۔۔۔ دادی پھپھو چاچا۔۔۔۔۔۔۔

کوئی بھی نہیں تو کیا مطلب ھے اسکا پھر۔۔۔۔۔

بچہ ناجائز ہی ھوا نا۔۔۔۔۔۔

مایا کی سوچ بہت دور تک گ ئی تھی۔۔۔۔۔

علی نے تو یہ سب سوچا ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

اسکا منہ بونگوں کیطرح کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔۔

مایا ھنسی۔۔۔

منہ تو بند کر لو اپنا۔۔۔۔۔

علی کچھ نا بول سکا مایا کے ,آگے مذید کیونکہ وہ جانتا تھا اگر رتابہ کی صفائی میں وہ ایک لفظ بھی بولا تو مایا کے ہاتھوں اسکی خیر نہیں تھی۔۔۔۔۔

عضد لان میں بیٹھا اپنی سوچوں میں گم تھا۔۔۔

مایا اسے اکیلا دیکھ کر اسکے پاس چلی آئ۔۔۔۔

کیا کر رہے ہو۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔۔۔

پریشان ہو رتابہ اور ژیان کو لیکر۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔

تو پھر اتنا منہ کیوں لٹکا رکھا ہے۔۔۔۔۔۔

کوئ خاص وجہ نہیں۔۔۔

مجھ سے بھی چھپاؤ گے سب۔۔۔۔

مایا نے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔

وہ جواب میں خاموش رہا۔۔۔۔۔

ایک بات پوچھوں۔۔۔

ہاں پوچھو۔۔۔۔

زیان تمھاری شادی کے بعد پیدا ھوا تھا۔۔۔۔

یار تم کیوں ان معاملات میں اتنی دلچسپی لیتی ھو۔۔۔

تمھارا کیا واسطہ ھے ان سب باتوں سے۔۔۔۔۔۔

واسطہ ان باتوں سے نہیں لیکن تم سے دوستی کا ناطہ ضرور ھے۔۔۔

تمھیں اس طرح پریشان نہیں دیکھ سکتی۔۔۔۔۔

اگر نہیں دیکھ سکتی مجھے پریشان تو ایسے الٹے سیدھے سوال پوچھ کر مجھے مذید پریشان مت کیا کرو۔۔۔

الجھن ھوتی ھے مجھے ان سوالوں سے۔۔۔۔۔۔

وہ عضد کا اکتانا دیکھ کر اپنے اصل مدعے پر آئی۔۔۔۔

تم رتابہ کو طلاق کیوں نہیں دے دیتے۔۔۔۔۔۔

کیا۔۔۔

کیا کہا تم نے۔۔۔۔

عضد اسکا منہ تکنے لگا۔۔۔

میں نے کوئی انہونی بات نہیں کی۔۔۔۔۔

طلاق کا ہی کہا ھے۔۔۔۔۔

کب تک اس بے جان رشتے کو اسی طرح گھسیٹتے رھو گے۔۔۔۔۔۔

اپنی زندگی کا فیصلہ کرنے میں آزاد ھو تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں مجبوری کے نام پر اپنی زندگی عذاب بنا رکھی ھے تم نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنی زندگی بھی سہل کرو اور اسے بھی اس بے نام رشتے سے آزاد کرو۔۔۔۔۔۔۔

عضد گہری سانس لیکر تھکے ہوئے اعصاب کیساتھ مایا کو دیکھ کر بولا۔۔۔۔

میں اسے طلاق نہیں دے سکتا۔۔۔۔۔

کیوں نہیں دے سکتے۔۔۔۔۔

اسکا حق مہر ادا نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔

ایسا کیا لکھا ھے اسکے حق مہر میں کہ تم ادا نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔۔

میری جان لکھی ہے اسکے مہر میں۔۔۔۔۔۔۔

عضد کے جواب پر مایا اسکا منہ دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد اپنی کیفیت پر خود بھی کافی پریشان تھا کہ رتابہ کو لیکر اسے کیا ھوتا جارہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

کیوں وہ خود بھی اسکے ماضی سے اتنا خائف تھا۔۔۔۔۔۔

اگر وہ پسند بھی کرنے لگ گیا تھا رتابہ کو تو کس حد تک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں وہ اسے لیکر کسی بھی تیسرے کو برداشت نہیں کر پارہا تھا۔۔۔۔۔

اور یہ رتابہ کیا کر رہی تھی اس کے ساتھ اس نے کتنی بار منع کیا تھا کہ وہ اسے کسی کے ساتھ ڈسکس نا کیا کرے۔۔۔۔

تو پھر میری ہر بات وہ کیوں امی اور نمل سے کہہ دیتی ھے۔۔۔۔۔۔۔

مایا کیساتھ اس نے مجھے کیوں جوڑا۔۔۔۔۔

مایا تو صرف میری دوست ھے۔۔۔۔۔۔

امی سے کیوں کہا اس نے کہ میں مایا سے شادی کر لوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا وہ شک کرتی ھے مایا کے اور میرے ریلیشن پر؟؟

امی بھی پریشان تھیں بہت مایا کو اور مجھے لیکر۔۔۔۔

ایسا کیا کہا رتابہ نے امی سے۔۔۔۔۔۔

کہ وہ رو رہی تھیں۔۔۔۔۔

کتنے آنسو بہائے تھے امی نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ بہت دکھی ھو رہا تھا۔۔۔۔

اگر رتابہ کو شک تھا مجھ پر تو ایک بار بات کر کے کلیئر کر لیتی معاملہ۔۔۔

امی سے کیوں شکایت کی۔۔۔۔۔۔

وہ پھر دراز سے سگریٹ نکال کر پیتا رہا۔۔۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے اس نے ڈھیر لگا دیا۔۔۔۔۔

پھر کچھ نا سمجھ آیا تو اسکے کمرے میں گیا۔۔۔۔

رتابہ اور نرگس دونوں ہی جاگ رہی تھیں۔۔۔۔۔

کیا ھوا بیٹا تم سوئے نہیں ابھی تک۔۔۔۔۔

رتابہ کو بلانے آیا تھا۔۔۔۔۔

پھر وہ اسے دیکھ کر بولا۔۔۔

میرے کمرے میں آؤ ذرا۔۔۔۔۔۔

وہ نرگس کیطرف دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔

جاؤ بیٹا بلا رہا ھے وہ۔۔۔۔

رتابہ ڈر رہی تھی وہ جانتی تھی کہ اسکی خوب خبر لیگا اب وہ۔۔۔۔۔۔۔

اس نے آھستہ سے نا میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

جاؤ بیٹا اسے کچھ کام ھو گا۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد دروازے کے پاس ہی کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔

نرگس اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔۔۔

کچھ نہیں کہے گا وہ تمھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں ھوں نا یہاں۔۔۔

چلو شاباش جاؤ۔۔۔۔۔

جاتے ھوئے وہ مڑ مڑ کر نرگس کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

بلکل اسطرح جیسے چھوٹا سا بچہ اندھیرے میں جانے سے ڈر رہا ھو۔۔۔۔

عضد نے روم لاک کیا۔۔۔۔

وہ اندر آ کر صوفے پر بیٹھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ پنجوں کے بل اسکے سامنے بیٹھا۔۔۔

امی سے کیا کہا ھے تم نے۔۔۔۔۔۔

رتابہ اپنی انگلیاں چٹخاتی عضد کو دیکھنے لگی جو سفید کاٹن کے سوٹ میں ملبوس بے انتہا خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔۔

عضد نے اسکے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لی ئے۔۔۔۔

بولو امی سے کیا کہا ھے تم نے۔۔۔۔۔

وہ دھیمے لہجے میں بولی۔۔۔

کس بارے میں۔۔۔۔۔

میرے بارے میں

میں نے کچھ نہیں کہا۔۔۔۔۔

جھوٹ مت بولو۔۔۔۔

میں کیوں جھوٹ بولو نگی آپ سے۔۔۔۔

میں تمھیں پہلے بھی کافی بار منع کر چکا ھوں نا کہ مجھے کسی کیساتھ بھی ڈسکس مت کیا کرو۔۔۔۔

میری باتوں کا تم پر اثر کیوں نہیں ھوتا۔۔۔

میں سچ کہہ رہی ھوں میں نے امی سے کوئی بات نہیں کی۔۔۔

تو کیا میں جھوٹ بول رہا ھوں۔۔۔۔۔

ایک بار پھر تمھاری وجہ سے انہوں نے مجھے شک کی نظروں سے دیکھا ھے۔۔۔۔

میں نے آپکے متعلق کوئی ایسی بات نہیں کی امی سے جس سے آپکا کردار مشکوک ھو۔۔۔۔۔

اگر پھر بھی آپکو یقین نہیں تو پھر ٹھیک ھے۔۔۔۔

مان لیں۔۔۔۔

ہاں کی ھے میں نے بات۔۔۔۔

اب کیا کریں گے آپ۔۔۔۔۔۔

رتابہ بھی پل بھر غصے میں آگ ئی۔۔۔۔۔۔

ماریں گے مجھے۔۔۔۔

تو ٹھیک ھے مار لیں مجھے آپکے سامنے ھوں۔۔۔

مجھے مار کر ہی آپ کو تسکین ملنی ھے نا۔۔۔۔۔

عضد کو پہلے ہی اس پر غصہ تھا اوپر سے اسکا اقرار عضد کے غصے کو مذید بھڑکانے لگا۔۔۔۔

تسکین کے راستے تو مار پیٹ کے علاوہ اور بھی بہت سے ھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اٹھ کھڑی ھوئی۔۔۔۔۔

برخاست ھوگئی آپکی عدالت۔۔۔۔۔۔

جاسکتی ھوں میں اب۔۔۔۔

سزا کے بغیر تو نہیں جاسکتی تم۔۔۔۔۔

امی کی طبیعت ٹھیک نہیں زیان اکیلا ھے تنگ کرتا ھے وہ رات کو جانے دیں مجھے۔۔۔

سزائیں دیتے رہنا بعد میں۔۔۔۔

عضد نے اس ہاتھ سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔۔۔۔۔

اکیلا تو میں بھی ھوں۔۔۔۔۔

میری فکر تو تمھیں کبھی نہیں ھوئی۔۔۔۔۔۔

آپ بچے نہیں ھیں کہ آپکو سنبھالنا پڑے مجھے۔۔۔۔۔

کیوں جسے سنبھالنے جارہی ھو جانتی ھو نا وہ کس کا بچہ ھے۔۔۔۔۔۔

میرا بچہ ھے وہ عضد میں اس بات سے انکار نہیں کرسکتی۔۔۔۔۔۔۔

تو پھر میں کون ھوں۔۔۔۔۔

میرے رشتے سے کیوں تمھیں انکار ھے۔۔۔۔۔

میں نے کوئی انکار نہیں کیا کسی بات سے۔۔۔۔

فی الحال چھوڑیں مجھے جانے دیں۔۔۔۔

عضد نے اسے بانہوں میں لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

برا لگتا ھے میرا چھونا تمھیں۔۔۔۔۔۔

شرم آجاتی ھے تمھیں مجھ سے۔۔۔۔۔۔

عضد کے ارادے آج کچھ اور ہی لگ رھے تھے رتابہ کو۔۔۔۔۔

عضد پلیز چھوڑیں مجھے۔۔۔۔۔

عضد اسے اپنے ساتھ لی ئے بیڈ پر لیٹا۔۔۔۔۔

کیا کر رھے ھیں آپ یہ۔۔۔۔

وہ بری طرح ڈری۔۔۔۔۔

جو میرا جی چاہ رہا ھے وہی کرونگا۔۔۔۔۔

عضد نے اس پر اپنی گرفت ٹائٹ کی۔۔۔۔۔

عضد پلیز leave me

عضد نے کروٹ بدلی۔۔۔

اس نے جھٹ سے ہاتھ جوڑے۔۔۔۔۔

عضد نے اسکے جڑے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں جکڑے۔۔۔۔۔

کیا پلیز۔۔۔۔۔

رتابہ کے آنسو بہنے لگے۔۔۔۔۔

جو بھی سزا دینی ھے دے دو لیکن یہ سب نا کرو میرے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔

کیوں اتنا برا لگتا ھے میرا قریب آنا تمھیں۔۔۔۔۔

آپ جس نفرت کی آڑ میں قریب آتے ھیں نا وہ کسی صورت گوارا نہیں مجھے۔۔۔۔۔

رتابہ اسکے اتنا قریب تھی کہ وہ خود کو سنبھالے نہیں سنبھال پا رہا تھا۔۔۔

عضد کی نظر اسکے گردن پر موجود سیاہ تل پر پڑی۔۔۔۔

جیسے ہی اس نے اپنے لبوں سے اسے چھوا تو پھر وہ خود کو روک نا پایا۔۔۔۔

رتابہ بری طرح مچلی اسکی پہلو میں۔۔۔۔۔

کیا کر رھے ھو عضد نا کرو ایسا پلیز۔۔۔۔

عضد پلیز نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد پر اسکی قربت کا عجیب سا نشہ طاری ھوا اسوقت کہ اسے اپنا غصہ بھول گیا۔۔۔۔۔۔

وہ چاہ کر بھی خود کو اس سے جدا نا کر پایا۔۔۔۔

عضد نہیں کریں یہ سب۔۔۔۔۔

عضد پوری طرح سے اپنے جذبات کی لپیٹ میں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنی بہکی بہکی سانسوں اور دھڑکنوں کے شور میں اسے رتابہ کی التجا سنائی نا دی۔۔۔۔۔

عضد اپنے ھوش سے بیگانہ ھونے لگا تھا۔۔۔۔۔

باہر دروازے پر ناک ھوئی۔۔۔۔۔

عضد چھوڑو کوئی ھے دروازے پر عضد و

میری بات سنو۔۔۔۔

میں نے کچھ نہیں کہا کسی سے بھی۔۔۔۔

عضد دددد۔۔۔۔۔۔۔۔

ناک پھر دوبارہ ھوئی اور اب کی بار مسلسل ھونے لگی۔۔۔۔

تو عضد کی توجہ رتابہ سے ہٹی۔۔۔۔۔

ایک دم ھوش میں آنے پر اس نے خود کو رتابہ میں گم ھوتے دیکھا تو فورا پیچھے ہٹا۔۔۔۔۔

دروازے پر ھونے والی دستک اسکے بھٹکتے ھوئے جذبات پر ھوئی تھی۔۔۔۔

وہ لمحہ بھر کچھ سمجھ نا پایا۔۔۔۔۔

پھر رتابہ کیطرف دیکھا جو اپنے آپ میں سمٹی ھوئی تھی۔۔۔

دستک پھر ھوئی۔۔۔۔

عضد نے دروازہ کھولا۔۔۔

تو سامنے علی تھا۔۔۔۔

علی نے اسکے اڑتے رنگ دیکھ کر پوچھا۔۔۔

کیا ھوا تم اتنے بدحواس کیوں ھو رھے ھو۔۔۔

طبیعت تو ٹھیک ھے نا۔۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔

تم بولو کیوں آئے ھو۔۔۔

اتنی رات گئے۔۔۔۔

یار وہ بینک اسٹیٹمنٹ چیک کر رہا تھا۔۔۔

اسمیں مجھے کچھ پرابلم لگ رہی ھے۔۔۔

اسی سلسلے میں آیا ھوں۔۔۔

علی نے پیپرز اسکے سامنے رکھے۔۔۔۔

ٹھیک ھے میں دیکھ لونگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یار دونوں دیکھ لیتے ھیں ناساتھ۔۔۔

نہیں میں دیکھ لونگا تم جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔

علی نے اسکے روم میں جھانکنے کی کوشش کی روم میں کوئی نہیں تھا۔۔۔۔

عضد نے علی کی نظروں کو دیکھ کر پیچھے دیکھا رتابہ بیڈ پر نہیں تھی۔۔۔۔۔

وہ چلا گیا۔۔۔۔

عضد واپس اندر آیا۔۔۔۔

وہ واش روم میں تھی۔۔۔۔

باہر نکلو۔۔۔۔۔

وہ کچھ نا بولی۔۔۔۔

سنائی دے رہا ھے یا نہیں۔۔۔

باہر آؤ۔۔۔۔

کچھ نہیں کرونگا۔۔۔۔

وہ بہت رو رہی تھی۔۔۔۔

اسے اپنا آپ ایک بار پھر لٹتے دکھائی دیا تھا۔۔۔۔

وہ اذیت وہ تکلیف کیسے بھول سکتی تھی۔۔۔۔

جو اسکے دامن سے کانٹوں کیطرح چمٹ گ ئی تھی۔۔۔۔

جسکی چبھن اب بھی اسے پہلے جیسی محسوس ھوتی تو اسکے رونگٹے کھڑے ھو جاتے تھے۔۔۔۔۔۔

عضد لاک کھول کر اندر آیا وہ پیچھے کو ہٹی تو باتھ ٹب میں جا گری۔۔۔۔۔

کچھ نہیں کر رہا باہر آؤ۔۔۔۔۔

عضد نے اسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔۔۔۔

خوف کی کیوجہ سے اسکا جسم بھی کانپ رہا تھا۔۔۔۔

عضد نے زبردستی اسے اٹھایا۔۔۔۔۔۔۔۔

اور واش روم سے باہر لایا۔۔۔

رونا بند کرو اپنا۔۔۔۔۔

اس نے بیڈ پر بٹھا کر اسے پانی پلایا۔۔۔۔۔

اسکی اتنی سہمی ھوئی حالت دیکھ کر عضد شرمندگی سے بولا۔۔۔۔

سوری۔۔۔

مجھے امی کے پاس جانے دیں۔۔۔۔۔۔

نہیں ایسی حالت میں روتی ھوئی جاؤ گی۔۔۔۔۔۔۔

اس نے جلدی سے آنسو دوپٹے سے پونچھے۔۔۔۔۔۔

نہیں روؤ گی بس۔۔۔۔

آپ جانے دیں۔۔۔۔۔

پہلے تھوڑا سنبھال لو خود کو پھر چلی جانا۔۔۔۔۔۔

عضد بیڈ پر دوسری طرف لیٹا تو وہ صوفے پر جا بیٹھی۔۔۔۔۔

عضد کے سوتے ہی اپنے کمرے میں چلی گ ئی۔۔۔۔۔

نرگس زیان کو بازو پر لٹائے سو رہی تھی۔۔۔۔

وہ بھی ساتھ ہی لیٹ گ ئی۔۔۔۔۔

بھولا بھالا سا زیان علی کو بہت پیارا لگنے لگا تھا۔۔۔۔۔

دو چار دن میں ہی وہ بچے کیساتھ اچھا خاصا گھل مل گیا تھا۔۔۔۔

علی جیسے ہی گھر آتا۔۔۔۔

زیان اسے دیکھ کر بھاگتے ھوئے اسکے پاس آتا۔۔۔۔۔

علی اسے گود میں لیکر خوب پیار کرتا۔۔۔۔

رتابہ کو علی کا زیان کیساتھ اتنا پیار دیکھ کر بہت عجیب سا لگتا۔۔۔۔۔

البتہ مایا کے سامنے وہ زیان سے تھوڑا دور ہی رہتا تھا۔۔۔۔۔

عضد بھی دیکھ رہا تھا علی کا بے تحاشا پیار۔۔۔۔

لیکن وہ خاموش تھا۔۔۔

زیان کا ننھا سا وجود اسے اپنے سامنے برداشت نہیں ھوتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے ایک ہی بات ستاتی تھی کہ رتابہ کسی اور کے بچے کی ماں کیوں بنی تھی۔۔۔۔۔

وہ خود تو زیان سے پیار نہیں کرتا تھا لیکن علی کو روک بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔۔۔

نرگس کیساتھ بھی علی جلد ہی کلوز ھو گیا تھا۔۔۔۔

نرگس کو ماں جیسی عزت دیتا تھا وہ۔۔۔۔

نرگس بھی عضد کے ساتھ اسکا ماتھا چومتی تھی۔۔۔۔

کیونکہ وہ سیدھا آفس سے آکر نرگس کو سلام کرتا انکا ہاتھ چومتا تھا۔۔۔۔

اور آفس جاتے ھوئے بھی۔۔۔۔

نرگس کیلئے علی بھی جاذب اور عضد جیسا ہی تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صبح سارے کام سے فارغ ھو کر رتابہ نرگس کے پاس آکر بیٹھی۔۔۔۔۔۔

شام ھونے کو تھی۔۔۔۔

آج تو تم کافی مصروف رہی۔۔۔۔

ایک منٹ بھی میرے پاس نہیں آئی۔۔۔۔۔

نرگس نے اسکا جھکا جھکا سر دیکھا۔۔۔۔

کیا ھوا ھے۔۔۔۔

عضد نے کچھ کہا تو رات کو۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے سر جھکائے نا میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

نرگس نے ٹھوڑی سے اسکا چہرہ اونچا کیا۔۔۔

یہاں دیکھو میری طرف۔۔۔۔۔

رتابہ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔۔۔۔

کیا ھوا ھے تمھیں۔۔۔۔۔۔

کچھ نہیں امی۔۔۔۔

میری اک بات مانیں گی۔۔۔۔

ہاں بولو۔۔۔۔

امی مجھے آپ ساتھ لے جائیں اپنے پلیز۔۔۔۔

مجھے یہاں نہیں رہنا۔۔۔۔

کیوں کیا ھوا ھے بیٹا۔۔۔۔۔

کچھ نہیں بس کچھ دن کیلئے لے جائیں آپ۔۔۔۔۔۔

یہاں اکیلے رہ رہ کر میرا دل تنگ آگیا ھے۔۔۔۔

نمل سے بھی مل لونگی۔۔۔۔

لے جاؤنگی ساتھ میں لیکن وجہ سہی بتاؤ گی تب۔۔۔۔۔

امی کوئی وجہ نہیں ھے۔۔۔۔

مایا اور عضد کو لیکر پریشان ھو تم۔۔۔۔۔

نہیں امی بلکل بھی نہیں۔۔۔۔۔

تو پھر۔۔۔۔

ایک بات پوچھوں امی آپ سے۔۔۔۔۔

آپ سے میں نے کبھی عضد کی شکایت کی ھے؟؟

نہیں۔۔۔۔۔

کبھی انکی کردار کشی کی ھے۔۔۔۔۔

نہیں میری جان۔۔۔۔

میں نے جو بات کل کی تھی آپ سے وہ آپ نے عضد سے شیئر کی تھی؟؟؟

نرگس اسکے قریب ھو کر بیٹھی۔۔۔۔۔

نہیں تو۔۔۔۔

مجھے پاگل سمجھ رکھا ھے تم نے۔۔۔۔

میری تو عادت ھے میں اسے ھمیشہ سمجھاتی ھوں کہ تمھارے ساتھ اچھا رویہ رکھے۔۔۔۔۔۔

امی آپ مت کہا کریں کچھ بھی عضد سے۔۔۔۔

میرا نام بھی مت لیا کریں اسکے سامنے۔۔۔۔۔

اس نے تم سے کچھ برا بھلا کہا ھے کیا۔۔۔۔

نہیں امی۔۔۔۔

زیان کھلیتے ھوئے رتابہ کا دوپٹہ پکڑ کر بیڈ پر چڑھنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔۔

رتابہ نے دوپٹہ نماز کیطرح بکل مار کر پہنا ھوا تھا۔۔۔۔

اسکا دوپٹہ کھل کر زیان کے ہاتھ میں آگیا۔۔۔۔

نرگس کی نظر سیدھا رتابہ کی گردن پر پڑی۔۔۔۔

جہاں عضد کے دانتوں کے نشان تھے۔۔۔۔۔

جو اچھے خاصے گہرے تھے۔۔۔۔

رتابہ نے فورا دوپٹہ اوڑھا۔۔۔۔

عضد نے زبردستی کی ھے تمھارے ساتھ۔۔۔۔۔

رتابہ اب روک نا پائی خود کو۔۔۔۔۔۔۔۔

رو پڑی۔۔۔۔

نرگس نے اسے گلے سے لگا لیا۔۔۔۔۔۔۔

مجھے بلکل اندازہ نہیں تھا کہ وہ تمھیں اسطرح بھی اذیت دیتا ھے۔۔۔۔۔

امی آپ عضد کی دوسری شادی کر دیں۔۔۔۔۔

اگلہ حصہ قسط نمبر 34 میں ھے۔۔۔۔ سچی کہانی بد بخت

قسط نمبر 34

از قلم عرشی نور

صبح سارے کام سے فارغ ھو کر رتابہ نرگس کے پاس آ کر بیٹھی۔۔۔۔۔۔

شام ھونے کو تھی۔۔۔۔

آج تو تم کافی مصروف رہی۔۔۔۔

ایک منٹ بھی میرے پاس نہیں آئی۔۔۔۔۔

نرگس نے اسکا جھکا جھکا سر دیکھا۔۔۔۔

کیا ھوا ھے۔۔۔۔

عضد نے کچھ کہا تو رات کو۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے سر جھکائے نا میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

نرگس نے ٹھوڑی سے اسکا چہرہ اونچا کیا۔۔۔

یہاں دیکھو میری طرف۔۔۔۔۔

رتابہ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔۔۔۔

کیا ھوا ھے تمھیں۔۔۔۔۔۔

کچھ نہیں امی۔۔۔۔

میری اک بات مانیں گی۔۔۔۔

ہاں بولو۔۔۔۔

امی مجھے آپ ساتھ لے جائیں اپنے پلیز۔۔۔۔

مجھے یہاں نہیں رہنا۔۔۔۔

کیوں کیا ھوا ھے بیٹا۔۔۔۔۔

کچھ نہیں بس کچھ دن کیلئے لے جائیں آپ۔۔۔۔۔۔

یہاں اکیلے رہ رہ کر میرا دل تنگ آگیا ھے۔۔۔۔

نمل سے بھی مل لونگی۔۔۔۔

لے جاؤ نگی ساتھ میں لیکن وجہ سہی بتاؤ گی تب۔۔۔۔۔

امی کوئی وجہ نہیں ھے۔۔۔۔

مایا اور عضد کو لیکر پریشان ھو تم۔۔۔۔۔

نہیں امی بلکل بھی نہیں۔۔۔۔۔

تو پھر۔۔۔۔

ایک بات پوچھوں امی آپ سے۔۔۔۔۔

آپ سے میں نے کبھی عضد کی شکایت کی ھے؟؟

نہیں۔۔۔۔۔

کبھی انکی کردار کشی کی ھے۔۔۔۔۔

نہیں میری جان۔۔۔۔

میں نے جو بات کل کی تھی آپ سے وہ آپ نے عضد سے شیئر کی تھی؟؟؟

نرگس اسکے قریب ھو کر بیٹھی۔۔۔۔۔

نہیں تو۔۔۔۔

مجھے پاگل سمجھ رکھا ھے تم نے۔۔۔۔

میری تو عادت ھے میں اسے ھمیشہ سمجھاتی ھوں کہ تمھارے ساتھ اچھا رویہ رکھے۔۔۔۔۔۔

امی آپ مت کہا کریں کچھ بھی عضد سے۔۔۔۔

میرا نام بھی مت لیا کریں اسکے سامنے۔۔۔۔۔

اس نے تم سے کچھ برا بھلا کہا ھے کیا۔۔۔۔

نہیں امی۔۔۔۔

زیان کھلیتے ھوئے رتابہ کا دوپٹہ پکڑ کر بیڈ پر چڑھنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔۔

رتابہ نے دوپٹہ نماز کیطرح بکل مار کر پہنا ھوا تھا۔۔۔۔

اسکا دوپٹہ کھل کر زیان کے ہاتھ میں آگیا۔۔۔۔

نرگس کی نظر سیدھا رتابہ کی گردن پر پڑی۔۔۔۔

جہاں عضد کے دانتوں کے نشان تھے۔۔۔۔۔

جو اچھے خاصے گہرے تھے۔۔۔۔

رتابہ نے فورا دوپٹہ اوڑھا۔۔۔۔

عضد نے زبردستی کی ھے تمھارے ساتھ۔۔۔۔۔

رتابہ اب روک نا پائی خود کو۔۔۔۔۔۔۔۔

روپڑی۔۔۔۔

نرگس نے اسے گلے سے لگا لیا۔۔۔۔۔۔۔

مجھے بلکل اندازہ نہیں تھا کہ وہ تمھیں اسطرح بھی اذیت دیتا ھے۔۔۔۔۔

امی آپ عضد کی دوسری شادی کر دیں۔۔۔۔۔

رتابہ پاگل تو نہیں ھو گئی تم۔۔۔۔

بیوی ھو کر اسکی یہ بات کر رہی ھو۔۔۔۔۔

امی آج تک وہ مجھے قبول نہیں کر پایا۔۔۔۔

اب کب تک مجھے جھوٹی تسلیاں اور امیدوں کے سہارے رکھیں گی۔۔۔۔

مجھ میں تو امی اسے اپنا بنانے کے گُن نہیں۔۔۔۔۔

میرے ساتھ ساتھ وہ خود کو بھی بہت اذیت دیتا ھے۔۔۔۔

آزاد کر دیں اس قید سے امی اسے آپ۔۔۔۔

میں کہیں بھی ایک سائیڈ پر رہ لونگی۔۔۔۔۔

اسکی خدمت کرتی رھونگی کسی سے کچھ نہیں کہونگی۔۔۔۔۔۔۔

ایسا کیا ھو گیا ھے رتابہ کے تم ایک دم سے اتنی مایوس ھو گئی ھو۔۔۔۔۔

امی آپ نہیں جانتی وہ مجھ سے بدلے کی ضد میں میرے ساتھ خود کو تباہ کر رہا ھے۔۔۔۔

ایک بار اس زبردستی کی بھینٹ چڑھی تھی میں۔۔۔۔۔

دوبارہ وہ سب نہیں دوہرا سکتی۔۔۔۔۔

ابھی تو وہ کبھی کبھار اتنے اشتعال میں آتا ھے۔۔۔۔

مسلسل اسے اس آگ میں جلتا میں نہیں دیکھ سکتی امی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں کسی طرح بھی اسکے قابل نہیں۔۔۔۔

اور میں عضد کے چند بہکے ھوئے لمحات کی بھینٹ چڑھ کر ایک اور زیان پیدا نہیں کر سکتی۔۔۔۔

رتابہ کی یہ حالت دیکھ کر نرگس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ عضد کا منہ توڑ دیتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

امی کچھ عرصے کیلئے مجھے لے جائیں یہاں سے۔۔۔۔

اسے آزادی سے رہنے دیں۔۔۔۔۔

تم فکر نا کرو بیٹا میں لے جاؤ نگی تمھیں ساتھ۔۔۔۔

ایک تو تم بتاتی بھی کچھ نہیں ھو۔۔۔۔۔۔

ہر بات چھپاتی ھو مجھ سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنے درد کا غم کا اظہار کر لیا کرو بیٹا مجھ سے ماں نا سہی لیکن ماں جیسی ھوں میں تمھاری۔۔۔۔۔

رتابہ کافی دیر نرگس سے لپٹی رہی۔۔۔۔

وہ پیار سے اور شفقت سے اسکی کمر سہلا کر اسے تسلی دیتی رہی۔۔۔۔

عضد اور علی آج جلدی گھر آگ ئے تھے۔۔۔۔

عضد نے آتے ساتھ نرگس کو سلام کیا۔۔۔

نرگس نے جواب تھوڑے سخت لہجے میں دیا۔۔۔

عضد اس وقت نظریں نہیں ملا پا رہا تھا نرگس سے۔۔۔

کیونکہ نرگس جس انداز سے اسے دیکھ رہی تھی وہ انداز عضد کو سر جھکانے پر مجبور کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ تھکن کا بہانا بنا کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔

جہاں اسے بستر پر اپنی بانہوں میں لپٹی بے بس رتابہ نظر آئی۔۔۔۔۔۔

وہ منہ ہاتھ دھو کر باہر آیا۔۔۔۔

اور آئی ینے کے سامنے کھڑا خود سے ھم کلام ھوا۔۔۔

کیا چاھتا ھوں میں رتابہ سے۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک طرف میری انا ھے جو اسے قبول نہیں کرتی۔۔۔۔

اور ایک طرف رتابہ کا وجود۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جو پوری قوت سے میرے اندر سماتا جا رہا ھے۔۔۔۔۔

کیا میں بھی انہی مردوں شمار ھو رہا ھوں جو اپنی طاقت رتابہ جیسی کمزور عورت پر نکالتے ھیں۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔

نہیں عضد نہیں۔۔۔۔

بہت غلط کیا میں نے مجھے رتابہ کیساتھ زبردستی نہیں کرنی چاھیئے تھی۔۔۔۔۔

لیکن میں کیوں اسکو لیکر اتنا جنونی ھو جاتا ھوں۔۔۔۔

اسکے قریب جاتے ہی میری نفرت کا بت کیوں ٹوٹنے لگتا ھے۔۔۔۔۔

کیا میرا دل اور میرا وجود رتابہ کے وجود کا طلبگار ھوتا جا رہا ھے۔۔۔۔۔

لیکن یہ سب نفرت کی آڑ میں کیوں کرتا ھوں میں۔۔۔۔

محبت کے اظہار سے بھی تو قریب جا سکتا ھوں اسکے۔۔۔۔۔۔۔

عضد نے اپنا سر جھٹکا۔۔۔

آئی ندہ یہ سب زبردستی نہیں کرونگا میں۔۔۔۔

لیکن وہ بھی تو میرے پاس آنے سے اتنا سہم جاتی ھے۔۔۔

شوہر ھوں اسکا کوئی غیر تو نہیں۔۔۔

لیکن شاید میرا طریقہ غلط ھے۔۔۔۔۔

کیا یہ میری مردانگی کی تذلیل نہیں کہ میں محض اس سے بدلہ لینے کیلئے یہ سب کرنا چاھتا ھوں۔۔۔

لیکن جو کل کیا میں نے وہ بدلا تو نہیں تھا کچھ اور ہی تھا۔۔۔

کیا ھوس تھی میری۔۔۔۔۔

عضد کا دل زور زور سے دھڑکا۔۔۔۔۔۔

کیا وہ بھی آنے والے وقت میں مجھ پر انگلی اٹھانے کے قابل ھو گی کہ میں جھوٹی انا کا بہانا بنا کر ھوس کی آگ میں جھلستا ھوا مرد ھوں۔۔۔

جو اپنی جسمانی تسکین یا ضرورت کے تحت اسکے آگے ہتھیار ڈالنے پر مجبور ھو جاتا ھے۔۔۔

کیا واقعی میں بھی انہی مردوں میں شمار ھونے لگا ھوں۔۔۔۔

ابھی وہ انہی سوچوں میں گم تھا کہ رابی دستک دیکر اندر آئی۔۔۔۔۔

صاحب جی آپکو انٹی بلا رہی ھے۔۔۔۔۔

عضد گہری سانس لیکر نرگس کے پاس چل پڑا۔۔۔۔۔

جی امی آپ نے بلوایا مجھے۔۔۔۔۔

ہاں بیٹھو یہاں۔۔۔۔

نرگس بہت سیریئس تھی۔۔۔۔۔

تمھاری زندگی کب تک اسطرح میرے سمجھانے سے چلے گی۔۔۔۔۔۔۔

اپنی زندگی کو تم نے کیوں تماشا بنا کر رکھا ھوا ھے۔۔۔۔۔

وہ نرگس کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

جو اک عرصے بعد غصے میں آئی تھی۔۔۔۔۔

جسے دیکھو تمھاری زندگی کی کہانی اٹھائے پھر رہا ھے۔۔۔۔۔

کوئی دوست کوئی نوکر چاکر کسی سے تمھاری پرسنل لائف ڈھکی چھپی نہیں۔۔۔۔

سبھی کی نظروں میں ڈرامہ بنا کر رکھ دیا ھے تم نے خود کو بھی رتابہ کو بھی۔۔۔۔

کبھی کوئی زیان کے سوال کر رہا ھے مجھ سے تو کبھی تمھارے نکاح کے ثبوت مانگ رہا ھے۔۔۔۔۔

مجھے تو لگتا ھے دنیا کا سب سے انوکھا اور بھیانک رشتہ ھے تمھارا۔۔۔۔۔۔۔

وہ سر جھکائے سنتا رہا۔۔۔۔۔

زندگی جینی ھے رتابہ کیساتھ تو انسانوں کیطرح ڈھنگ سے جیو ورنہ اسے چھوڑ دو۔۔۔۔

اور اپنی راہ لو۔۔۔۔۔۔۔

وہ نرگس کیطرف دیکھ کر بولا۔۔۔۔

کیوں چھوڑوں میں اسے۔۔۔

نرگس انتہائی سخت لہجے میں بولی۔۔۔

کیوں مار کر ہی دم لوگے اسے۔۔۔۔۔۔

وہ چڑ گیا۔۔۔۔

اب کیا کہہ دیا ھے میں نے۔۔۔۔

کیا کیا ھے تم نے رات کو رتابہ کیساتھ۔۔۔۔

میں نے کیا کرنا تھا امی۔۔۔

گر گ ئی تھی واش روم میں وہ۔۔۔۔۔۔

جھوٹ مت بولو۔۔۔۔

حالت دیکھی ھے اسکی میں نے۔۔۔۔۔

مجھے تو شرم آ رہی ھے اپنی پرورش پر کہ کہاں مجھ سے غلطی ھو گ ئی۔۔۔۔۔

تم تو عضد حیوانیت کے درجے سے بھی نیچے گرتے جا رھے ھو۔۔۔۔۔۔

عضد دانت پیس کر رہ گیا۔۔۔۔۔

ایک طرف تم اسے بیوی نہیں سمجھتے کوئی حیثیت کوئی عزت نہیں دیتے ھو اور دوسری طرف اسکے ساتھ زبردستی کرتے ھو۔۔۔۔۔۔

اپنے صرف اسی حق کیلئے وہ تمھیں بیوی نظر آتی ھے۔۔۔۔۔

میں نے ایسا کچھ نہیں کیا امی۔۔۔۔۔

نرگس نے اسے بازو سے پکڑا۔۔۔۔۔۔۔۔

جو تم نے کیا ھے وہ میں دیکھ چکی ھوں۔۔۔۔۔۔

دل چاہ رہا ھے منہ توڑ دوں میں تمھارا۔۔۔۔۔۔

عضد کی برداشت اب جواب دینے لگی تھی۔۔۔۔۔

اگر اتنا ہی اپنا آپ سنبھالا نہیں جاتا نا تم سے تو دوسری شادی کر لو۔۔۔۔

اس بے سہارا بچی پر اسطرح زبردستی کر کے اپنی مردانگی مت آزماؤ۔۔۔۔

عضد کا غصہ اپنی پیک پر پہنچ گیا۔۔۔۔۔

یہ سب اس بے چاری نے کہا ھے کہ میں اپنا آپ سنبھال نہیں سکتا اور اپنی مردانگی۔۔۔۔۔۔

آگے وہ چپ ھو گیا۔۔۔

ابھی بتاتا ھوں میں اسے۔۔۔۔

نہیں سمجھا آج تک میں اسے اپنی بیوی۔۔۔۔۔

آج سمجھاتا ھوں میں اسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ کمرے سے باہر نکلا۔۔۔۔

نرگس لپکی اسکے پیچھے لیکن اس نے نرگس کو بھی روم میں لاک کر دیا۔۔۔۔

رتابہ اسکے کمرے میں کپڑے استری کر کے الماری میں لٹکانے آ رہی تھی۔۔۔۔

وہ اسے کھینچ کر اندر لے گیا۔۔۔۔۔۔۔

کپڑے آدھے باہر گرے آدھے اندر۔۔۔۔۔۔

نرگس اپنا دروازہ بجا بجاتی رہ گ ئی۔۔۔۔۔

تم سے پہلے بھی کہا تھا نا میں نے کہ میرے صبر کا امتحان مت لو جس دن میرا صبر جواب دے گیا تمھیں لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔۔۔۔۔

اسی بات کا دکھ ھے نا تم سب کو کہ میں تمھیں بیوی کی حیثیت نہیں دیتا۔۔۔۔۔

رتابہ کو نرگس کے دروازہ بجانے کی آواز آئی۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ دروازے کیطرف جاتی عضد نے اسے پکڑ کر بیڈ پر پٹخا۔۔۔۔

سنبھال نہیں سکتا نا میں خود کو اب تم سنبھالنا مجھے۔۔۔۔۔

عضد نے اسے اپنے شکنجے میں لیا۔۔۔۔

ھوس ھے نا مجھے تمھاری زبردستی کرتا ھوں نا میں تمھارے ساتھ۔۔۔۔۔

عضد غصے میں بلکل بہرا اور اندھا ھو گیا تھا۔۔۔۔۔

آج اس پر جو بھوت سوار ھوا تھا وہ رتابہ پر ہی اترنا تھا۔۔۔۔۔

اس نے مدد کیلئے نرگس کو پکارا۔۔۔۔

امی۔۔۔۔

امی۔۔۔۔

بچائیں مجھے۔۔۔

عضد نہیں۔۔۔۔۔

وہ چلاتی رہی۔۔۔۔۔

عضد چھوڑ دو۔۔۔

تکلیف سے رتابہ تڑپنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنے جوش میں ھوش کھو بیٹھا تھا۔۔۔۔

رتابہ کی چیخیں اسکی التجائیں دم توڑنے لگی تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنے غصے کا اس نے رتابہ کو اتنی بے دردی سے نشانا بنایا تھا کہ اسے خود بھی احساس نا ھوا کہ وہ کوئی بھیڑ بکری نہیں۔۔۔

انسان ھے۔۔۔۔۔

ہزار کوششوں کے بعد بھی رتابہ اس سے خود کو بچا نا سکی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نرگس بھی اسکی مدد کو نا پہنچ سکی۔۔۔

علی زیان کیسا تھ گھر آیا تو نرگس کی آوازیں سن کر اوپر بھاگتا ھوا آیا۔۔۔۔۔

عضد کھولو دروازہ۔۔۔

کیا کر رھے ھو اس بچی کیسا تھ تم۔۔۔۔۔

عضد۔۔۔۔۔۔

علی نے جلدی سے لاک کھولا۔۔۔۔۔

نرگس باہر آکر زور زور سے دروازہ بجانے لگی۔۔۔۔

اسکے ہاتھ بھی تھک گ ئے تھے۔۔۔۔۔۔۔

علی گھبرا گیا۔۔۔۔

کیا ھوا ھے انٹی کچھ بتائی یں تو سہی۔۔۔۔

بیٹا عضد لڑپڑا ھے رتابہ سے۔۔۔۔۔

اور اب غصے میں نا جانے کیا حال کیا ھے اسکا۔۔۔۔

مجھے کمرے میں بند کر دیا۔۔۔

اب خود بھی رتابہ کو لی ئے ساتھ کمرے میں ھے۔۔۔۔

نرگس رو رہی تھی کہ کہیں وہ اسکی جان ہی نا لے لے۔۔۔۔

علی نے بھی زور زور سے اسکا دروازہ پیٹا۔۔۔

عضد۔۔۔

اوپن داڈور۔۔۔۔۔۔

علی کے پہنچنے تک وہ اسکی حیا کہ تمام پردے چاک کر چکا تھا۔۔۔۔۔

رتابہ بلکل نڈھال ھو چکی تھی۔۔۔۔۔

اس پر کمبل ڈال کر اس نے دروازہ کھولا۔۔۔۔

نرگس نے اسے گریبان سے پکڑا۔۔۔۔۔

کیا کیا ھے تم نے اسکے ساتھ۔۔۔۔۔۔

دے دیا ھے اسے بیوی ھونے کا درجہ میں نے۔۔۔

نکاح کے بعد تو بیوی نہیں بنی تھی نا میری۔۔۔

بس یہی اک قصر رہتی تھی۔۔۔۔

پورے کر دی ئے ھیں آپ سب کے ارمان۔۔۔۔

پھر علی کیطرف دیکھ کر بولا۔۔۔۔۔

اور ان کے شک بھی۔۔۔

نرگس اور علی وہی دروازے پر کھڑے رہ گ ئے۔۔۔۔

وہ تیز تیز قدموں کیساتھ سیڑھیاں پھلاگتا ھوا گھر سے چلا گیا۔۔۔

روتے ھوئے زیان کو علی نے گود میں لیا۔۔۔۔

نرگس رتابہ کے پاس آئی۔۔۔

اسکی ھمت ہی نہیں ھو رہی تھی کہ وہ رتابہ سے کمبل ہٹا کر دیکھتی اسے۔۔۔۔

لیکن ہٹانا تو تھا۔۔۔۔۔

رتابہ نے تکلیف کی شدت سے کراہتے ھوئے ہاتھ نرگس کیطرف بڑھایا۔۔۔

امی۔۔۔۔۔

نرگس اسے گلے سے بھی نا لگا سکی جو اسکی حالت تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نرگس اور علی رتابہ کیساتھ ھوسپٹل میں تھے۔۔۔۔۔۔

علی سے پوچھ بیٹھا۔۔۔۔

انٹی یہ سب کیا ھے؟؟

کیوں عام میاں بیوی کیطرح انکا رشتہ نہیں آپس میں۔۔۔۔

میں تمھیں کچھ نہیں بتا سکتی۔۔۔۔۔

کیوں انٹی ایسا کیا ھے جو آپ نہیں بتا سکتیں۔۔۔

اپنا بیٹا سمجھ کر ہی بتا دیں ھو سکتا ھے میں آپکے کسی کام آ سکوں۔۔۔۔

میں نے اپنی سگی بیٹی کو بھی نہیں بتایا تو تمھیں کیسے بتا سکتی ھوں۔۔۔۔

بیٹا زندگی کے کچھ سچ پردے میں ہی رھیں تو اچھا ھے۔۔۔۔

اس میں انسان کی عزت مجروح نہیں ھوتی۔۔۔

انٹی میں آپ کا راز اپنے دل میں دفن کر لونگا۔۔۔۔

لیکن مجھے بتائیں یہ سب کیوں ھو رہا ھے ان دونوں کے بیچ۔۔۔۔۔۔۔۔

نرگس دیکھ چکی تھی کہ علی کسی صورت ٹلنے والا نہیں۔۔۔۔۔

نرگس نے اسے مختصر سے الفاظ میں حقیقت سے آگاہ کیا تو علی پر آشکار ھوئی رتابہ کی حقیقت۔۔۔۔۔۔۔

جسے جاننے کیلئے وہ بہت بے چین تھا۔۔۔۔۔

اب اسکے ارادے اور مضبوط ھو گئے تھے کہ وہ اب رتابہ کو کسی صورت تنہا نہیں چھوڑے گا۔۔۔۔۔

اسکے وارث بھی تلاش کریگا چاھے وہ زیر زمین ہی کیوں نا ھوں۔۔۔۔۔۔

اور اب اسکی ہر آزمائش کی ڈھال بنے گا وہ۔۔۔۔

اسکے ہر درد کا درماں بھی۔۔۔۔

عضد روڈ پر گاڑی بھگاتا رہا۔۔۔۔۔

رتابہ کی چیخ و پکار مسلسل اسکا پیچھا کر رہی تھیں۔۔۔۔

گاڑی سنسان روڈ پر عضد نے روکی۔۔۔۔

اسکا دم گھٹ رہا تھا۔۔۔۔

وہ گاڑی سے باہر آیا۔۔۔

یہ کیا کیا تم نے عضد اسکے ساتھ۔۔۔۔۔

ابھی تو تم اپنے آپ سے وعدہ کر رہے تھے کہ ایسا کچھ نہیں کرو گے۔۔۔۔

پھر یہ سب کیا کیا۔۔۔۔

ایسی کونسی زیادتی ہے جو تم نے اسکے ساتھ نہیں کی۔۔۔۔۔۔

کیا وہ اسی سلوک کے قابل تھی۔۔۔۔۔

اس نے کہا کیا تھا تم سے۔۔۔۔۔

ہر زیادتی ہر ظلم تم اس سے حد سے گزر کر کرتے ھو۔۔۔۔۔

اور آج یہ آخری حد بھی پار کر لی۔۔۔۔

اتنی تکلیف کیوں دیتے ھو اسے۔۔۔۔۔

کیوں؟؟؟

وہ خود سے بھی الجھ پڑا۔۔۔۔

اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ ایسا بھی کس بات کا غصہ تھا جو اس اتنی بربریت کا نشانا بنایا اسے۔۔۔

کتنا بلک بلک کر رو رہی تھی وہ۔۔۔۔ کتنی معافیاں مانگ رہی تھی مجھ سے۔۔۔

اور میں۔۔۔

بلکل بہرا ھو گیا۔۔۔

عضد سے برداشت نہیں ھو رہا تھا۔۔۔۔

وہ اپنے آپ سے گھبرا کر گھر آیا۔۔۔

اپنے کمرے میں گیا تو بیڈ پر اسکے خون کے قطرے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جو اسکے ساتھ کی ھوئی زیادتی کی گواہی دے رھے تھے۔۔۔۔۔

اس نے علی کو فون کیا۔۔

کہاں ھو تم سب۔۔۔۔

ھوسپٹل میں۔۔۔۔۔

کیوں۔۔۔۔

تم نے جو حال کیا ھے رتابہ کا آ کر اپنی آنکھوں سے دیکھو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ کچھ ہی دیر میں ھوسپٹل میں تھا۔۔۔۔۔

نرگس اسے دیکھ کر بولی۔۔۔۔

علی اس سے کہو یہ سامنے بھی نا آئے میرے۔۔۔۔

چلا جائے یہاں سے۔۔۔۔۔

ایک فیمیل ڈاکٹر نرگس کے پاس آئی۔۔۔۔

آپ نے کہا یہ شادی شدہ ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی۔۔۔۔

مجھے تو اسکی یہ حالت دیکھ کر ریپ کیس لگ رہا ھے۔۔۔۔۔

نہیں میم اللہ نا کرے۔۔۔

ایسی بات نہیں۔۔۔۔۔

اسکے شوہر کو بلوائی یں۔۔۔۔

مجھے ان سے کچھ بات کرنی ھے۔۔۔۔۔

علی نے سامنے عضد کیطرف اشارہ کیا۔۔۔

یہ ھیں۔۔۔

وہ عضد کو رتابہ کے سامنے لیکر گ ئی۔۔۔۔

نرگس بھی ساتھ ہی تھی۔۔۔۔۔

یہ بیوی ھے آپکی۔۔۔۔

عضد نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

کیا حالت کی ھے آپ نے اسکی جانتے ھیں آپ۔۔۔

دکھنے میں تو کافی ایجو کیٹڈ لگ رھے ھیں۔۔۔۔

لیکن اتنے جنگلی پن کا مظاہرہ کیا آپ نے۔۔۔۔

کی نازک سی لڑکی ھے یہ۔۔۔ kg پہلے خود کو دیکھیں پھر اسکو۔۔۔۔۔45

above..... سے بھی kg اور آپ 80

آپکے آدھے کے برابر ھے یہ۔۔۔۔

کس بات کا بدلہ لیا ھے آپ نے اس سے۔۔۔

عضد خاموشی سے سر جھکائے کھڑا تھا۔۔۔۔

کب ھوئی آپکی شادی اس سے۔۔۔۔۔۔۔۔

نرگس نے جواب دیا۔۔۔

ابھی کچھ دن ھوئے ھیں۔۔۔

ھوا ھے۔۔۔۔۔ operate لیکن انکا تو

جی میم وہ اسکی پہلی شادی تھی۔۔۔۔

بیٹا پیدا ھوا تھا اسکا۔۔۔

کتنے عرصے بعد شادی کی ھے اسکی دوسری۔۔۔

تین سال بعد۔۔۔۔

آپ خود بھی ایک عورت ھیں۔۔۔۔۔۔

اچھی طرح جانتی ھیں سب معاملات۔۔۔۔

کم عمر لڑکی ھے یہ اور بچہ بھی سرجری سے ھوا۔۔۔۔۔

لڑکی جیسی ہی تھی۔۔۔۔ unmarried تین سال بعد اسکی شادی ھوئی تو یہی سمجھ لیں

کیا لگتا ھے یہ آپکا۔۔۔۔

بیٹا ھے میرا۔۔۔۔۔

آپ نے اسے سمجھایا نہیں کہ وہ اس سے کتنی چھوٹی اور نازک سی بچی ھے۔۔۔۔۔

دونوں خاموش تھے۔۔۔۔

میں آپکے بیٹے کا لحاظ آپکی وجہ سے کر رہی ھوں۔۔۔۔

ورنہ ابھی اسکو جیل بھجوا دیتی میں۔۔۔۔

پھر وہاں اسکی عقل ٹھکانے آتی کچھ۔۔۔۔۔

جانتے ھیں آپ۔۔۔۔

اسٹیچز لگانے پڑے ھیں ھمیں اسے۔۔۔

کس قدر تکلیف اٹھائی ھو گی اس نے۔۔

اسکا اندازہ بھی ھے آپکو۔۔۔۔

کیسے اتنا ظلم کر لیتے ھیں آپ لوگ۔۔۔۔

کہاں مر جاتا ھے آپ لوگوں کا ضمیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر کو بہت افسوس تھا رتابہ کی حالت کا۔۔۔۔

عضد مذید نا سن سکا۔۔۔۔۔

وہ چلا گیا وہاں سے بھی۔۔۔۔

ڈاکٹر نرگس کو سمجھاتی رہی۔۔۔۔۔۔

اور وہ چپ چاپ سنتی رہی۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد گھر میں ہی تھا۔۔۔

مایا اسکے پاس آئی۔۔۔

یہ کیا سن رہی ھوں میں کیا کیا ھے تم نے رتابہ کیساتھ۔۔۔۔۔

پلیز یار مجھے کسی سے کوئی بات نہیں کرنی جاؤ یہاں سے۔۔۔۔۔۔

یہ کیا طریقہ ھے تمھارا بات کرنے کا۔۔۔۔

عضد اس پر چلایا۔۔۔۔

ایک بار کہہ دیا سمجھ نہیں آرہی جاؤ یہاں سے۔۔۔۔

اتنا غصہ اتنی اکڑ تمھیں ھے کس بات کی۔۔۔۔۔

عضد نے اسے بازو سے پکڑ کر کمرے سے نکالا۔۔۔۔

یہ کیا بد تمیزی ھے۔۔۔۔

نرگس ابھی ابھی گھر آئی تھی۔۔۔۔

مایا اسے دیکھ کر بولی۔۔۔۔

انٹی رھنے دیں ہر لحاظ بھول گیا ھے یہ۔۔۔۔

پہلی بار اسے اپنے مرد ھونے کا احساس ھوا ھے۔۔۔۔

شیٹ اپ یو۔۔۔۔۔۔

نرگس جانتی تھی غصے کا بہت تیز ھے وہ۔۔۔۔۔۔

اسے اسکے حال پر چھوڑ دو بیٹا۔۔۔۔۔

واقعی یہ ہر لحاظ بھول گیا ھے۔۔۔۔۔

عضد نے دروازہ بند کر لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نرگس رتابہ کا سامان پیک کرنے لگی۔۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد عضد اسکے پیچھے آیا۔۔۔۔

امی۔۔۔

خبر دار جو مجھے امی کہا تو۔۔۔۔۔۔

نہیں ھو سکتے تم میرے بیٹے۔۔۔۔۔۔

امی معاف کر دیں مجھے۔۔۔

میں کیوں کروں معاف۔۔۔

زیادتی تم نے اس معصوم کیساتھ کی ھے۔۔۔

میں نہیں کرنا چاھتا تھا یہ سب امی۔۔۔

وہ رو پڑا۔۔۔

میں نے آج تک اسکے ساتھ اسطرح نہیں کیا تھا۔۔۔

میں اسے یہ تکلیف کبھی بھی نہیں دینا چاھتا تھا۔۔۔

لیکن مجھ سے غلطی ھو گ ئی امی۔۔۔

مجھ سے غصے میں ھو گیا یہ سب۔۔۔۔۔

جو تم نے کرنا تھا وہ کر چکے ھو۔۔۔

اب مذید تمھارے کسی ظلم کیلئے میں اسے تمھارے ساتھ نہیں رہنے دے سکتی۔۔۔

تم خوش رھو اپنی زندگی میں۔۔۔۔۔

میں لے جا رہی ھوں اسے ساتھ۔۔۔۔۔

اب اس گھر میں وہ قدم بھی نہیں رکھے گی۔۔۔۔۔۔

نرگس کی بات سن کر عضد کے پیروں سے زمین ہی نکل گ ئی۔۔۔۔۔۔۔

آپ اسے نہیں لے کر جائیں گی۔۔۔۔۔۔

یہی رھے گی وہ میرے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم میں تو انسانیت باقی نہیں رہی نا۔۔۔

لیکن مجھ میں ھے۔۔۔۔

ایک دن بھی نہیں رھنے دونگی میں اسے تمھارے ساتھ۔۔۔۔

عضد کو رتابہ کی عادت ھو گ ئی تھی۔۔۔۔

اسکی انا اسکی نفرت سب ایک طرف تھا۔۔۔

لیکن رتابہ کے بغیر اسکا کوئی دن نہیں گزرا تھا۔۔۔۔۔

ان تین سالوں میں لمحہ لمحہ وہ اسکے ساتھ رہی تھی۔۔۔

اسکے بغیر رھنے کا تو اس نے تصور بھی نہیں کیا تھا کبھی۔۔۔۔۔۔۔

نہیں امی میں نہیں رہ سکتا اسکے بغیر۔۔۔۔

لیکن اسکے ساتھ بھی رھنے کے قابل نہیں ھو تم۔۔۔۔۔

وہ باآواز رونے لگا۔۔۔۔

اسے کھونے کے ڈر سے اسکے دور ھونے کے ڈر سے۔۔۔۔

وہ نرگس کیساتھ لپٹ گیا۔۔۔

امی میں معافی مانگ لونگا اس سے۔۔۔۔

میں اپنی ہر غلطی کا ہر ظلم کا ازالہ کرونگا۔۔۔

اب ایک آنسو بھی نہیں آنے دونگا اسکی آنکھ میں۔۔۔

لیکن پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں نہیں رہ سکتا مجھے عادت سی ھوگئی ھے اسکی۔۔۔۔

وہ بچوں کیطرح رو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نرگس نے اسے ہٹانا چاہا لیکن وہ اور بھی زور سے لپٹ گیا۔۔۔۔۔۔

میں نہیں رہ سکتا اسکے بغیر۔۔۔۔۔۔

میں نہیں رہ سکتا۔۔۔۔

میں نہیں رہ سکتا۔۔۔۔۔

اسے اتنی تکلیف پہنچا کر ہی تمھیں اس بات کا احساس ھوا ھے کہ تم نہیں رہ سکتے اسکے بغیر۔۔۔۔۔۔

اپنی نفرت کا شکار کرنے کے بعد ہی تمھارے اندر اسکے لی ئے رحم جاگا ھے۔۔۔۔۔

میں کچھ نہیں جانتا امی بس آپ اسے نہیں لے کر جائی یں گی۔۔۔۔۔۔

عضد کو بکھرتا اور ٹوٹتا دیکھ کر اسے سنبھالنا پڑا۔۔۔۔

ماں تھی اسکی۔۔۔۔۔

وہ ھوسپٹل گیا۔۔۔۔۔۔

رتابہ میڈیسن کیوجہ سے گہری نیند میں تھی۔۔۔۔۔۔

وہ جا کر اسکے قدموں میں بیٹھا۔۔۔۔۔۔

کافی دیر تک روتا رہا۔۔۔۔۔

نہیں کرونگا۔۔۔۔۔۔ Touch آج کے بعد کبھی بھی تمھاری اجازت کے بغیر تمھیں

تمھارے پاس نہیں آؤ نگا۔۔۔۔

جب تک تم خود میرے قریب نہیں آؤ گی۔۔۔۔

کوئی زیادتی کوئی سوال کوئی تکلیف نہیں دونگا اب تمھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنے اس رشتے کا کوئی حق نہیں مانگوں گا تم سے۔۔۔۔۔

بس ایک بار معاف کر دو مجھے۔۔۔۔۔

وہ اسکے قدموں میں تھا۔۔۔۔

اور رتابہ ھوش سے بیگانی پڑی ھوئی تھی۔۔۔۔

پھر اس نے اسکا ماتھا چوما۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد کے آنسو رتابہ کے بالوں میں گم ھونے لگے۔۔۔۔

علی وہیں موجود تھا۔۔۔۔

عضد کے آنے کے بعد گھر گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ کے پاس ہی بیٹھا وہ اپنی کی ھوئی ہر زیادتی کو یاد کر کے دل ہی دل میں اس سے معافی مانگتا رہا اسکے آنسو لگاتار بہتے رھے۔۔۔۔۔

بہت نادم تھا وہ اپنی ہر غلطی پر۔۔۔۔

اب وہ اسکا ازالہ چاھتا تھا۔۔۔۔۔۔

لیکن رتابہ عضد کو تلافی کا موقع دیگی یا نہیں۔۔۔۔۔۔

وہ اسکے ساتھ رہنا بھی چاھتی ھے یا نہیں۔۔۔۔

اب یہ سب رتابہ کی چاھت پر منحصر تھا۔۔۔۔۔۔۔

جاری ھے۔۔۔۔۔۔۔

اپی لانگ کرنی تھی اسلیۓ لیٹ ھوئی۔۔۔۔۔

کچھ اقساط میں اب اسے ختم کرونگی۔۔۔۔۔

اللہ کی امان میں رھیں۔۔۔۔۔۔ سچی کہانی بد بخت

قسط نمبر 35

از قلم عرشی نور

URDUNovelians

بہت نادم تھا وہ اپنی ہر غلطی پر۔۔۔۔۔

اب وہ اسکا ازالہ چاھتا تھا۔۔۔۔۔۔

لیکن رتابہ عضد کو تلافی کا موقع دیگی یا نہیں۔۔۔۔۔۔

وہ اسکے ساتھ رہنا بھی چاھتی ھے یا نہیں۔۔۔۔

اب یہ سب رتابہ کی چاھت پر منحصر تھا۔۔۔۔

رتابہ اب کچھ بہتر تھی۔۔۔

لیکن ذہنی طور پر وہ عضد سے بھی زیادہ شاکڈ اور پریشان تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

علی رتابہ کے پاس ہی تھا۔۔۔۔۔۔

زیان اسکے کندھے سے لگا سو رہا تھا۔۔۔۔۔

اب کیسی طبعیت ھے تمھاری۔۔۔۔

رتابہ کے پاس کوئی جواب نا تھا۔۔۔۔۔۔۔

سوا خاموش آنسوؤں کے۔۔۔۔۔۔

علی اسکا کرب محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔۔

کہ وہ کس قدر لاچار اور بے بس تھی۔۔۔۔۔۔

اسکے خاموش لبوں کی بے زبان دھائیاں اور چیخیں علی کے کانوں میں گونج رہی تھیں۔۔۔۔۔۔

علی بہت بے بس محسوس کر رہا تھا خود کو اسوقت کہ وہ اسے تسلی بھی نہیں دے سکتا تھا۔۔۔۔۔

کاش تم سے میرا کوئی رشتہ ھوتا۔۔۔۔۔۔۔۔

تو آج تمھیں اس حالت تک کبھی نا پہنچنے دیتا۔۔۔۔

تمھاری زندگی کے سارے کانٹے اپنی پلکوں سے چنتا۔۔۔

نرگس نماز پڑھ کر فارغ ھوئی تو رتابہ کے سرہانے آ کر بیٹھی۔۔۔۔

علی بیٹا زیان کو مجھے دے دو۔۔۔۔۔۔۔۔

اور تم جاؤ اب گھر کچھ ریسٹ کر لو میں ھوں یہاں۔۔۔۔۔

تمھاری ضرورت ھوئی تو بلوا لونگی۔۔۔۔۔۔

جی ٹھیک ہے انٹی۔۔۔۔

میں شام کو پھر چکر لگا لونگا۔۔۔۔

وہ اللہ حافظ کہہ کر چکا گیا۔۔۔۔۔

علی کے جاتے ہی وہ رتابہ کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔

کیسی ھے میری بچی۔۔۔۔۔

رتابہ نرگس کا ہاتھ تھام کر رونے لگی۔۔۔۔

امی کیوں زندگی کے ہر امتحان نے میرا ہی دامن تھام رکھا ھے۔۔۔۔

کیوں مجھے نجات نہیں ملتی۔۔۔

ان اذیتوں سے۔۔۔

ان تکلیفوں سے۔۔۔۔

نرگس اسکے بالوں میں ہاتھ پھیر کر بولی۔۔۔۔

جب بھی ھمیں لگے کہ زندگی کے حالات ھمارے موافق نہیں اور زندگی میں ہر چیز ھمیں اپنے ہاتھوں سے نکلتی ھوئی محسوس ھو تو ایک بار اس درخت کے بارے میں ضرور سوچنا جو ایک ایک کر کے اپنے سارے پتے کھو دیتا ہے۔۔۔۔

لیکن پھر بھی کھڑا رہتا ھے۔۔

اللہ سے اپنی ویرانی کا شکوہ نہیں کرتا اپنے ہی شاخوں کے دامن کو خالی دیکھ کر واویلا نہیں مچاتا کیونکہ وہ جانتا ھے کہ اس پت جھڑ کے بعد نئے سرے سے سر سبز و شاداب ھو گا دوبارہ۔۔۔۔۔۔۔

میری جان انسان کی زندگی بھی ایسی ھی ھے۔۔۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ سے اچھی امید رکھتے ھیں۔۔۔

ہر تکلیف ہر غم اپنے ساتھ ئی خوشیوں کا پیغام بھی لیے ھوتا ھے۔۔۔۔۔

بس ھمیں صبر کرنا پڑتا ہے۔۔۔۔۔

وہ اور بھی زیادہ رونے لگی

کیسی خوشیاں کیسا صبر۔۔۔۔۔۔

اور کیسی بہار کا انتظار۔۔۔۔

میری تو جڑیں ہی کاٹ دی گئی ھیں۔۔۔۔۔

میں کس کے سہارے کھڑی ھو سکتی ھوں اب۔۔؟۔

میرے سہاروں نے ہی بے آسرا کر دیا ھے مجھے۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ پاگل تو نہیں ھو گئ ھو۔۔۔۔ کیسی باتیں کر رہی ھو۔۔۔۔۔

وہ روتے روتے سسکیوں کے ہچکورے لینے لگی۔۔۔۔۔

آپکے عضد نے مجھے برباد کر دیا ھے امی۔۔۔۔۔۔

ابھی میرے پچھلے زخم نہیں بھرے تھے کہ عضد نے ایک اور زخم ایک اور درد کتنی بے دردی سے میری جھولی میں ڈال دیا۔۔۔۔۔۔

اللہ نا کرے بیٹا۔۔۔

تم برباد ھو۔۔۔۔۔

امی اجڑ گئی میں لٹ گئی میں۔۔۔۔

انہی ہاتھوں سے جن ہاتھوں میں آپ نے میری نگہبانی سونپی تھی۔۔۔۔۔

امی لوٹ لیا آپکے عضد نے مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔

نرگس کو اسکا تڑپنا اسکا رونا اب سمجھ آیا تھا۔۔۔

کہ وہ اپنی دانست میں سمجھ رہی تھی کہ عضد نے جو کیا وہ بھی گناہ تھا۔۔۔

رتابہ کی نظر میں وہ بھی زنا کا مرتکب ھوا تھا۔۔۔۔۔

نہیں میری جان ایسا نہیں کہتے۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد کیوں لوٹے گا تمھیں۔۔۔

شوہر ھے وہ تمھارا۔۔۔۔۔

میری جان ایسا نہیں سوچتے۔۔۔۔

وہ کل بھی تمھارا محافظ تھا۔۔۔۔

آج بھی تمھارا نگہبان تمھارا سائبان ھے۔۔۔۔۔۔

بس اسکا اپنا حق جتانے کا طریقہ غلط ھے۔۔۔۔۔۔۔

وہ سہی کام اپنی انا میں اپنے غصے میں غلط کر جاتا ھے۔۔۔۔۔

لیکن وہ غلط نہیں میری جان۔۔۔۔

نا اس نے تمھاری عزت لوٹی ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو کیا امی جو کچھ کیا اس نے وہ سہی تھا۔۔۔۔

اس نے میری آبرو میری عزت پامال نہیں کی۔۔۔۔۔۔

نہیں اس نے بہت غلط کیا۔۔۔

اسے زبردستی نہیں کرنی چاہیئے تھی۔۔۔۔۔

لیکن میری جان شوہر بیوی کیساتھ اگر یہ سب زبردستی بھی کر لے تو اسے زنا نہیں کہتے۔۔۔۔۔۔

میاں بیوی کی شرم وحیا ایک ھوتی ھے۔۔۔۔۔

انکے درمیان کوئی پردہ نہیں ھوتا۔۔۔۔۔۔۔

حتیٰ کہ جسمانی بھی نہیں۔۔۔۔۔

سر سے پاؤں تک عورت اپنے شوہر کی امانت ھوتی ھے۔۔۔۔۔

شوہر جب چاہے جیسے چاھے اپنی بیوی کو چھو سکتا ھے۔۔۔۔

دیکھ سکتا ھے۔۔۔

پیار کر سکتا ھے۔۔۔۔۔

عورت کو مرد کیلئے پیدا کیا گیا ھے۔۔۔۔۔۔

اسکی جیون ساتھی بنا کر۔۔۔۔

تم عضد کے نکاح میں ھو۔۔۔۔

اسکا تم پر اور تمھارا اس پر حق ھے۔۔۔۔

وہ جب چاھے تم یہ حق وصول کر سکتا ھے۔۔۔۔

لیکن یہاں اس نے زبردستی میں جو تمھیں تکلیف پہنچائی وہ سراسر غلط ھے۔۔۔

وہ بچوں کی طرح ٹکر ٹکر نرگس کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

لیکن نکاح سے پہلے یہ ناجائز اور غلط ھوتا ھے۔۔۔۔

اسلیے اسے نکاح سے پہلے حرام قرار دیکر زنا کا نام دیا گیا ھے۔۔۔۔۔

لیکن نکاح کے بعد یہ ناجائز نہیں جائز ھوتا ھے۔۔۔۔۔

اسی مرحلے سے گزرتے ھوئے عورت ماں بنتی ھے۔۔۔۔

میری جان اپنے معصوم سے ذہن سے یہ بات نکال دو کہ عضد نے زنا کیا ھے۔۔۔۔

اسکا طریقہ بہت غلط تھا۔۔ جسکی جتنی مذمت کی جائے کم ھے۔۔۔۔۔

وہ کچھ کچھ سمجھتے ھوئے فکر سے بولی تو کیا امی اب عضد پھر سے یہ سب کر سکتا ھے میرے ساتھ کیا اسے یہ سب کرنے کا حق ھے؟؟؟

ہاں کر سکتا ھے وہ یہ سب۔۔۔۔۔۔۔

ایک بار نہیں بار۔۔۔۔

لیکن اس طرح زبردستی اور تمھیں تکلیف پہنچا کر نہیں۔۔۔۔

بلکہ پیار سے محبت سے۔۔۔

تمھیں اپنے اعتماد میں لیکر تمھاری رضامندگی سے۔۔۔۔۔۔

امی اگر عضد نے پھر سے زبردستی کی تو۔۔۔۔۔۔

نہیں کریگا اب وہ۔۔۔۔

لیکن تم بھی بیٹا اپنے ماضی کے خول سے باہر نکلو۔۔۔۔

اپنا مقام اپنی حیثیت کو سمجھو۔۔۔۔۔۔۔

اگر عضد تم سے پیار کرنا چاھتا ھے یا تمھارے پاس آتا ہے تو اسے آنے دو۔۔۔۔۔۔

یہ حق اسے اللہ تعالیٰ نے دیا ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ھوتے ھیں۔۔۔

جو بیوی اپنے شوہر کے تمام حقوق پوری ایمانداری سے پورے کرتی ھے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں اعلیٰ مرتبے پر فائز کرتا ھے۔۔ں

جانتی ھو بیٹا جب میاں بیوی پیار سے ایک دوسرے کے قریب آتے ھیں تو انکی محبت دیکھ کر اللہ تعالیٰ بھی خوش ھوتا ھے۔۔۔۔۔

رتابہ حیرت سے یہ سب سنتی رہی۔۔۔۔۔۔

حقوق سارے بیوی کے نہیں ھوتے۔۔۔۔۔۔

شوہر کے بھی ھوتے ھیں۔۔۔۔۔

اگر شوہر کسی بھی معاملے میں بیوی کی حق تلفی کریگا تو روز قیامت اسکا جواب دہ ھوگا۔۔۔۔۔

اور بیوی کے ساتھ کی گئی زیادتی اور ناجائز کا خمیازہ اسے زندگی میں بھی بھگتنا پڑے گا۔۔۔

نرگس پیار سے اسے دیکھ کر اس سے سوال پوچھنے لگی۔۔۔۔۔

دنیا کا سب سے پہلا رشتہ کونسا تھا۔۔۔۔۔

رتابہ نے تحمل سے جواب دیا۔۔۔

میاں بیوی تھے آدم اور حوا بی بی۔۔۔۔۔۔

ھممم بلکل میری جان۔۔۔۔

ناماں باپ تھے۔۔۔

نا بہن بھائی۔۔۔

نا دوست نا احباب۔۔۔

دنیا کا سب سے پہلا اور خوبصورت ترین رشتہ میاں بیوی کا ھے۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبصورتی سے مرد اور عورت کو نکاح جیسے مضبوط بندھن میں باندھ کر انکو ایک دوسرے کا محرم اور ساتھی بنایا ھے۔۔۔

مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کیلیے لازم و ملزوم ہیں۔۔۔

دونوں ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے۔۔۔۔

رتابہ اپنے ساتھ سوئے ھوئے زیان کو پیار سے دیکھ کر بولی۔۔۔۔۔۔

امی کیا اب میں پھر سے ماں بنو گی۔۔۔۔۔

ہاں میری جان بن سکتی ھو اگر تم دونوں پیار اور محبت سے ایک دوسرے کو قبول کر لو تو۔۔۔۔۔

امی عضد پھر زیان کی طرح میرے بچے سے نفرت تو نہیں کریگا نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارے نہیں پگلی وہ تو اسکا اپنا بچہ ھو گا۔۔۔۔

کیسے نفرت کریگا وہ اپنے وجود کے حصے سے۔۔۔۔۔

زیان کو دیکھتے ہوئے رتابہ کی آنکھوں سے آنسو چھلکے۔۔۔

امی اگر میں اب ماں بن گئی تو وہ پھر زیان کے پاس بھی نہیں جانے دیگا مجھے۔۔۔۔ نا اسے دیکھنے دیگا نا پیار کرنے دیگا۔۔۔۔

وہ اسکا باپ نا سہی لیکن میں تو اسکی ماں ھو نا۔۔۔۔۔۔

وہ مجھ سے زیان کی ماں ھونے کا حق چھین لے گا امی۔۔۔۔۔

نہیں چھین سکتا وہ یہ حق۔۔۔۔

میں ھوں میری جان تمھارے ساتھ۔۔۔۔۔۔

اور زیان کی فکر اتنی مت کیا کرو۔۔۔۔۔۔

نمل اور جازب اس سے والدین کیطرح پیار کرتے ھیں۔۔۔۔۔۔۔

اسے ھم سب کے ھوتے ھوئے ماں باپ کی کمی محسوس نہیں ھو گی کبھی بھی۔۔۔۔۔۔

لیکن امی۔۔۔۔ وہ کچھ پوچھتے پوچھتے چپ یک دم چپ ھو گئ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نرگس اسکا چہرہ دیکھ کر اسکا خاموش سوال بن کہے سن چکی تھی۔۔۔۔

پھر زیان کے سر پر اپنا ہاتھ رکھ کر بولی۔۔۔۔

اس بات سے پریشان ھو کہ یہ بڑا ھو کر تم سے اپنے باپ کا سوال کریگا کہ کون ھے اسکا باپ۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے بڑی حیرت سے نرگس کو دیکھا۔۔۔۔۔

کہ وہ کیسے اسکی خاموشی کی زبان بھی سمجھ لیتی تھی۔۔۔۔۔

یہ سوال کرنے کا موقع ہی نہیں دونگی میں اسے۔۔۔۔

کیونکہ اب نمل اور جازب ہی اسکے ماں باپ ھیں۔۔۔۔

رتابہ کا دل بہت زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔۔۔۔

لیکن امی لوگ اور خاندان والے تو سب جانتے ھیں کہ یہ میرا بچہ ھے۔۔۔۔

نرگس مسکرائی۔۔۔۔۔۔

لیکن اس بچے کی پہچان تو عضد کے نام سے ہی ھے نا۔۔۔۔۔

تو پھر کیسا خوف اسکے سوال اور لوگوں کے جواب کا۔۔۔۔۔۔

عضد نے تمھیں قبول کر لیا ھے نا تو میری جان ایک دن زیان کو بھی قبول کر ہی لے گا۔۔۔۔۔

اسکے سارے خوف اور الجھے سوال نرگس نے بڑے سلیقے سے سلجھادی ئے تھے۔۔۔۔

رتابہ گھر شفٹ ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔

عضد کے نام سے بھی وہ ڈری اور سہمی ھوئ تھی۔۔۔۔۔

عضد کی ھمت نہیں ھو رہی تھی کہ وہ رتابہ کے سامنے آتا۔۔۔۔

وہ اسکا سامنا نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کہ اس نے محض غصے اور جذبات میں آکر اسے اتنی تکلیف پہنچائ تھی۔۔۔۔۔

وہ بلکل خاموش تھا کسی سے کوئی بات نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔

آفس میں بھی اپنے کام کی بات کرتا اور مصروف رہتا۔۔۔۔۔

مایا نے بہت کوشش کی کہ وہ اپنے اندر کے اس کرب سے اور گھٹن سے باہر نکلے۔۔۔۔۔۔۔

لیکن وہ نہیں نکل پا رہا تھا رتابہ کیساتھ کی ہوئی زیادتی نے اسے بہت بے چین کر دیا تھا۔۔۔

کیونکہ وہ اس طرح اسکے قریب نہیں آنا چاہتا تھا۔۔۔

اسکی نظر میں اس نے زبردستی کر کے اپنے اور رتابہ کے رشتے کی بہت توہین کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

نرگس کا رویہ عضد کیساتھ بہت سخت اور بلکل اجنبیت لیئے ہوئے تھا۔۔۔۔۔

لیکن وہ اسے مکمل طور پر نظر انداز کرتی ہوئی بھی اسے مسلسل نوٹ کر رہی تھی۔۔۔۔

اپنے آپ سے ہی جنگ کرتا عضد اسے دکھائی دے رہا تھا۔۔۔۔

آفس سے تھکا ہارا آ کر اس نے نرگس کو سلام کیا۔۔۔۔۔۔۔

مایا اور علی بھی وہیں موجود تھے۔۔۔۔۔

وہ سلام کر کے تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر کمرے میں جانے لگا تو اپنے کمرے سے نکلتی رتابہ سے ٹکرا گیا۔۔۔۔

رتابہ نے کیا سنبھلنا تھا اسکے چٹان جیسے مضبوط جسم سے ٹکرا کر۔۔۔۔

عضد نے ہی اسے تھاما۔۔۔۔۔

اس نے اپنی دراز پلکوں کی جھالر اٹھا کر عضد کیطرف دیکھا۔۔۔۔۔

بڑھی ہوئی شیو سوجھی ہوئی آنکھیں۔۔۔۔۔

بہت بکھرا بکھرا سا لگ رہا تھا وہ۔۔۔۔۔۔۔

اور اسکے منہ اور سانسوں سے سگریٹ کی بو بھی آ رہی تھی۔۔۔۔۔

عضد نے اس کے سنبھل کے کھڑے ہونے پر اسے فوراً چھوڑا۔۔۔۔۔۔

پھر سوری کہہ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔۔

اسکے اچانک سامنے آنے پر شرمندگی کے احساس سے وہ اسے دیکھ بھی نہیں پایا تھا۔۔۔۔۔

اور رتابہ کہ زخم بھی اسے دیکھ کر تازہ ہونے لگے تھے۔۔۔۔۔۔

دونوں ہی کا ایک دوسرے کا سامنا کرنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔۔

ایک کے دل میں تکلیف سہنے کا احساس جاگ جاتا اور دوسرے کے دل میں تکلیف دینے کا سبب۔۔۔۔۔۔

نرگس کچھ دن مذید ٹھہر گئ تھی۔۔۔۔۔

کہ وہ عضد اور رتابہ کو سمجھا کر انہیں ایک کرنے کی کوشش کر سکے۔۔۔۔۔

اور وہ جانتی تھی کہ اب اتنا مشکل بھی نہیں تھا یہ سب۔۔۔۔۔۔

کیونکہ عضد کی انا کے بت کو اس نے اپنی آنکھوں سے ٹوٹتے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

انکو تھوڑا وقت دینا چاھتی تھی وہ۔۔۔۔۔۔۔

کہ پہلے وہ کچھ سنبھل سکیں۔۔

عضد کی مرضی تو وہ جان چکی تھی۔۔۔۔

لیکن رتابہ کی مرضی بھی جاننا ضروری تھی

کہ وہ عضد کیساتھ رہنا چاھتی ھے یا اسکے ساتھ جانا چاھتی ھے۔۔۔۔۔۔

فی الحال اس نے اس باب کو کچھ دن بند ہی رہنے دیا۔۔۔۔۔۔

نمل کے فون پر فون تھے۔۔۔۔

اسے زیان بہت یاد آ رہا تھا۔۔۔۔۔

نرگس نے جانا تھا واپس۔۔۔۔۔

نرگس کی واپسی کا سن کر رتابہ نے نرگس کیساتھ جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔۔۔۔۔۔

شام کو عضد کے لوٹنے کا وہ شدت سے انتظار کر رہی تھی کہ رتابہ کو لے جانے کیلیے اسکی اجازت بھی درکار تھی آخر کو شوہر تھا وہ اسکا۔۔۔۔۔

عضد دیر سے گھر لوٹا۔۔۔۔

نرگس اسی کے کمرے میں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ میرے کمرے میں خیریت۔۔۔۔۔

ہاں خیریت ہی ھے۔۔۔۔

کب سے تمھاری منتظر ہوں۔۔۔۔

کچھ بات کرنی تھی تم سے۔۔۔۔۔

وہ سر جھکائے تھکے ہارے لہجے میں بولا۔۔۔۔

جی بولیں۔۔۔

لیکن وعدہ کرو میری پوری بات تحمل سے سنو گے۔۔۔۔

ناغصہ کرو گے ناٹو کو گے۔۔۔۔۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔۔

آپ بولیں۔۔۔۔

میں سن رہا ھوں۔۔۔۔

وہ صوفے سے ٹیک لگا کر نیم دراز ھو کر لیٹا۔۔۔۔

ایسے نہیں سنو گے۔۔۔

یہاں آؤ میرے پاس۔۔۔۔۔

کافی دن ھو گ ئے تھے اس نے عضد کا ماتھا نہیں چوما تھا۔۔۔

ناعضد اسکے گلے سے لگا تھا۔۔۔۔

بہت بے چین تھی اسکی ممتا۔۔۔۔

عضد کو اس طرح تنکا تنکا بکھرتا دیکھ کر۔۔۔۔۔

یہ انا بھی کیا چیز ھوتی ھے نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب انسان کے دل میں ڈیرہ ڈالتی ھے تو اسے اپنے انجام اور نقصان سے بلکل اندھا اور بہرا کر دیتی ھے۔۔۔۔۔۔

اور جب ٹوٹتی ھے تو انسان کو توڑ مروڑ کر رکھ دیتی ھے۔۔۔۔۔

وہ نرگس کے پاس آکر بیٹھا۔۔۔۔

جی بولیں۔۔۔۔۔

نرگس کا لہجہ اسوقت بھی سخت تھا۔۔۔۔

فی الحال وہ اس سے نرمی سے بات نہیں کرنا چاھتی تھی۔۔۔۔

تاکہ اسے اسکی غلطی کا احساس ھو۔۔۔۔

تم نے کیا فیصلہ کیا ھے۔۔۔۔۔

کس بات کا۔۔۔۔۔۔

رتابہ کا۔۔۔۔۔۔۔

آپ اب کیا فیصلہ کروانا چاھتی ھیں مجھ سے۔۔۔۔۔۔

میں نہیں کروانا چاھتی۔۔۔۔

لیکن رتابہ تمھارے ساتھ رہنے کو تیار نہیں۔۔۔۔۔۔۔

نرگس کی بات سن کر عضد کو یوں لگا۔۔۔۔

جیسے اسکا دل کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ھو۔۔۔۔۔

کیوں نہیں رہنا چاھتی وہ۔۔۔۔۔

کیوں تم بچے ھو چھوٹے کہ میں تمھیں یاد کرواؤں تمھاری زیادتیاں۔۔۔۔۔

امی اس سے پہلے میں نے کبھی اسکے ساتھ اس طرح نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔۔

میں مانتا ھوں میں نے زبردستی کی لیکن گناہ تو نہیں کیا۔۔۔۔

بیوی ھے میری وہ۔۔۔۔۔

اچھاااااا۔۔۔ تمھیں اب احساس ھوا تمھاری بیوی ھے وہ۔۔۔۔

اور بیوی کا یہ حال کرتے ھیں شوہر۔۔۔۔

جو تم نے کیا۔۔۔۔۔

عضد سر جھکا کر پیر انگھوٹے سے قالین کے ریشے اکھیڑنے لگا۔۔۔۔۔

تم اس بات کا اعتراف نہیں کرنا چاھتے کہ تم نے غلطی کی ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اعتراف ھے غلطی کا امی ازالہ بھی کرنا چاھتا ھوں۔۔۔۔۔

لیکن آپ اسے بھی سمجھائیں۔۔۔۔۔۔

میاں بیوی کے بیچ میں ہزار باتیں ہوتی ھیں۔۔۔۔۔

اب چھوٹی چھوٹی باتوں پر اس طرح چھوڑنے کا فیصلہ تو نہیں کیا جاتا نا۔۔۔۔۔۔۔

تم اسے چھوٹی سی بات کہتے ھو۔۔۔۔۔۔۔۔

کتنی اذیت میں تھی وہ جانتے ھو۔۔۔۔۔

اتنا خائف کر دیا ھے تم نے اسے خود سے کہ تمھارا نام لینے پر بھی وہ سہم کر رہ جاتی ھے۔۔۔۔۔

بہت مشکل سے میں نے اسے سمجھایا ھے تمھارے رشتے کے بارے میں۔۔۔۔

وہ معصوم اب تک اس بات پر ہلکان ھو رہی تھی کہ تم نے بھی اسکی عزت پر ہاتھ ڈالا ھے۔۔۔۔۔

اس بچی کو یہ بھی نہیں معلوم کہ تمھارے اور اسکے رشتے کی حقیقت کیا ھے۔۔۔۔۔

تمھارا قریب آنا تمھارا چھونا بھی اسے گناہ لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ ازدواجی زندگی کے تمام حقوق سے ناواقف تھی۔۔۔۔۔۔

عضد بے یقینی سے نرگس کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔۔

ایسے میں تم نے اسکے ساتھ زیادتی کر کے مذید خوفزدہ کر دیا ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب تنی جلدی وہ قبول نہیں کر پائے گی تمھیں۔۔۔۔۔۔

اسکا پاگلوں کی طرح رونا میں نے دیکھا ھے۔۔۔۔۔

وہ اتنی معصوم ھے عضد کے تمھارے اس اقدام کے بعد وہ یہی سمجھ رہی ھے کہ اب پھر ایک اور زیان پیدا ھوگا اور تم اس سے بھی نفرت کرو گے۔۔۔۔۔۔

عضد بہت پشیمان ھوا نرگس سے اسکی یہ حقیقت جان کر۔۔۔۔۔۔

اب خود سوچو کیا وہ رہ سکتی ھے تمھارے ساتھ ؟؟؟؟

آپ سمجھائیں تو رہ سکتی ھے وہ۔۔۔۔۔۔۔

میں اسکے ساتھ کوئی زبردستی نہیں کرنے والی۔۔۔۔۔

لیکن امی میرے ساتھ تو آپ نے ہر بار زبردستی کی اسکے معاملے میں۔۔۔۔۔۔

اب ایک بار میری خاطر اسے بھی حکم دے سکتیں ہیں آپ۔۔۔۔۔

نرگس عضد کا منہ دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔

جس پر اسوقت شرمندگی اور پشیمانی کے علاوہ کچھ نا تھا۔۔۔۔۔

امی میں وعدہ کرتا ھوں آپ سے اسکے کوئی زبردستی کوئی زیادتی نہیں کرونگا۔۔۔۔۔

جب تک اس نے خود ھمارے اس رشتے کو قبول نا کیا میں کوئ حق نہیں جتاؤنگا نا اسکے قریب جاؤنگا۔۔۔۔۔۔

وہ نرگس کی منت کرنے لگا۔۔۔

لیکن امی پلیز اسے لے جانے کی بات نا کرنا۔۔۔۔۔

میں نہیں رہ سکتا اب اسکے بغیر۔۔۔۔۔۔۔

نرگس اسکی آنکھوں میں رتابہ کیلئے امڈتی محبت دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

چاھنے لگے ھو اسے۔۔۔۔۔

عضد نرگس سے آنکھیں چرا کر بولا۔۔۔۔۔

نہیں چاھتا نہیں ھوں لیکن اسکے بغیر رہنا نہیں آتا امی مجھے۔۔۔۔۔

عضد کا انداز اتنا روہانسی تھا کہ نرگس کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔۔۔۔۔۔

تو میری جان اس بات کو تم قبول کیوں نہیں کر لیتے کہ تمھاری شدید نفرت شدید محبت میں بدلتی جا رہی ھے۔۔۔۔۔۔

کیوں اپنی جھوٹی انا کے ترازو میں تول کر رکھتے ھو اسے۔۔۔۔۔۔

میری جان بہت تکلیف دہ ھے اسکی زندگی ایسی جو ھم پہ گزرے تو ھم سے گزاری نا جائے۔۔۔۔

اتنا درد اتنی تکلیفیں اسکی اس مختصر سی زندگی کا کل سرمایہ ھیں۔۔۔۔۔۔

بیٹا تم چاھو تو اسکا ہر درد خوشی میں راحت بدل سکتے ھو۔۔۔۔۔

عضد نے سوالیہ نظروں سے ماں کو دیکھا۔۔۔۔۔ کہ کیسے۔۔۔۔۔

اسے پیار سے گائیڈ کرو۔۔۔

اسے مکمل عزت اور تحفظ دو۔۔۔

اپنی غلطیوں پر نظر ثانی کرو۔۔۔۔۔۔

دوسروں کو موقع نا دو کہ تمھاری غلطیاں لوگوں کے ہاتھوں تمھاری کمزوریاں بن جائیں۔۔۔۔۔

نرگس کا لہجہ اسے سمجھاتے سمے اپنے آپ نرم ھو گیا۔۔۔۔

میری جان میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ھوتے ھیں۔۔۔۔

جہاں تم اس پر انگلی اٹھاؤ گے تو تمھارا اپنا وجود بھی ننگا ھو گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میاں بیوی کا کام ایک دوسرے کی غلطیوں کو ڈھانپنا ھے۔۔۔۔۔

میری جان اپنی آگ میں انسان خود جلے تو بہتر ھے دوسرے لوگ تو صرف تماشا دیکھتے ھیں جلنے اور جلانے کا۔۔۔۔

کوئ بھی پرائ آگ میں کود کر خود کو نہیں جلاتا۔۔۔۔۔۔

سمجھ رھے ھو میں کیا کہنا چاہ رہی ھوں۔۔۔۔۔۔

عضد اسکے قدموں میں بیٹھ کر ہاں میں سر ہلانے لگا۔۔۔۔۔۔

اور میری جان وہی انسان کامیاب ھوتا ھے جس میں اپنی غلطی

کا اعتراف اور ازالہ کرنے کی ھمت اور جرات ھوتی ھے وہ کامیابی کے کسی نا کسی زینے تک ضرور پہنچا جاتا ھے۔۔۔۔۔۔

اسی طرح میری جان اپنی محبت کا اعتراف کرنا بھی بزدلی نہیں بہادری ھے۔۔۔۔۔۔

لیکن امی اب تو اسے بھی مجھ سے نفرت ھو گی نا۔۔۔۔۔

اسکی نفرت کو اسکے خوف کو اب محبت میں تبدیل کرنے کیلیے مجھے کیا کرنا ھو گا۔۔۔۔۔۔

نرگس نے بہت پیار سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔

دونوں ہی اسکے لیئے معصوم بچوں کیطرح تھے۔۔۔۔۔۔۔

میرے بچے محبت کوشش یا محنت سے حاصل نہیں ھوتی۔۔۔

یہ تو رب کی عطا ھے۔۔۔۔

نصیب ھے۔۔۔بلکہ بڑے ہی نصیب کی بات ھے۔۔۔زمین کے سفر میں اگر کوئی چیز آسمانی ھے تو وہ محبت ہی ھے محبت سے آشنا ھونے والے کبھی کسی کو درد سے آشنا نہیں کرتے۔۔۔۔

محبت وحدت سے کثرت اور کثرت سے وحدت کا سفر کرتی ھے۔۔۔۔

جانتے ھو۔۔۔۔

محبت جب زمین پر پاؤں رکھتی ھے تو آہٹ آسمانوں پر سنائی دیتی ھے۔۔۔۔

محبت کے سامنے نا ممکن اور وصال کچھ نہیں ھوتا۔۔۔

محبت پھیلے تو پوری کائنات ھے اور سمٹے تو قطرہ خون۔۔۔۔۔

وہ سر نرگس کی گود میں رکھ کر بولا۔۔۔۔

امی محبت جس سے ھو اسکی جدائی موت جیسی کیوں لگتی ھے؟؟؟؟؟

کیونکہ بیٹا محبت دو روحوں کا ملاپ ھے۔۔۔۔

اسمیں جسم نہیں روحیں ایک ھوتی ھیں۔۔۔

تو ایک کی بھی روح جب جدا ھونے لگے تو دوسرا وجود خود بخود بے جان ھونے لگتا ھے

۔۔۔۔۔۔۔

امی محبت کا زوال بھی ھوتا ھے کبھی۔۔۔۔۔۔

نہیں میری جان محبت لازوال سفر کا نام ھے۔۔۔۔

جسکا کوئی اختتام کوئی حد نہیں۔۔۔۔۔۔

وہ اچانک کچھ سوچ کر گھبرسیا سور نرگس کے گلے سے لگا۔۔۔۔

کیا ھوا میری جان۔۔۔۔۔۔

امی مجھے اک خوف اک ڈر محسوس ھو رہا ھے۔۔۔

ایسا نا ھو وہ اس نباہ کے مرحلے پر آ کر یہ نا کہہ دے کہ۔۔۔۔۔۔

اب نہیں۔۔۔۔۔

میرے دل میں تمھاری طلب نہیں رہی۔۔۔۔۔۔۔۔

نرگس اسے پیار سے تھپتھپانے لگی۔۔۔۔۔

میری جان انسان جب کسی کو چاھتا ھے نا تو بدلے میں چاھے جانے کی خواہش نہیں رکھتا۔۔۔۔

یہ محبت ھے سودا تھوڑی ھے کہ ایک ہاتھ دو دوسرے ہاتھ سے لو۔۔۔۔۔۔۔

تم اسے اپنی چاھت سے نوازتے جاؤاس سوچ سے آزاد ھو کر کہ وہ بھی تمھیں چاھے گی یا نہیں۔۔۔۔۔

لیکن یہ یاد رکھنا اللہ بنا کسی صلے کے نوازنے والے کو دوگنا عطا کرتا ھے۔۔۔۔

اب وہ چاھے۔۔۔۔

سخاوت ھو۔۔۔۔

رحم دلی۔۔۔

یا محبت۔۔۔۔۔۔۔

نرگس عضد کے کہنے پر مذید کچھ دن ٹھہر گئی۔۔۔۔۔

رابی رتابہ کیساتھ بیٹھی۔۔۔

باتیں کر رہی تھی۔۔۔۔

بی بی جی۔۔۔۔

آپ کو جو غزل کل ایاز کے پروگرام میں سنا رہی تھی میں کل وہ یاد ھے۔۔۔۔۔

ہاں یاد ھے کیوں۔۔۔۔

بی بی جی سنا دیں نا۔۔۔۔۔

میرا موڈ نہیں۔۔۔۔۔۔

بی بی جی سنا دیں نا۔۔۔۔

اتنا اچھی آواز ھے آپکی۔۔۔۔

نرگس بھی بولی۔۔۔۔

سنا دو بیٹا۔۔۔۔۔

عضد جو اندر آ رہا تھا رتابہ کو دیکھ کر رک گیا۔۔۔۔

میرے پاؤں چھلنی ھوئے مگر۔۔۔۔

کہیں رکا نا میرا سفر۔۔۔۔

عضد اسکی دل آویز آواز پر دروازے کی چوکھٹ سے سر لگائے اسے سننے لگا۔۔۔۔

میرے پاؤں چھلنی ھوئے مگر۔۔۔۔

کہیں رکا نا میرا سفر۔۔۔۔۔

میری نارسائی کے ہاتھ میں۔۔۔۔۔

ناچراغ ھے۔۔۔

نا کوئی ہنر۔۔۔۔۔

کسی راہ کی تلاش میں۔۔۔۔۔

ھے لہو لہو میری چشمِ تر۔۔۔۔۔۔۔

میری بے بسی کے حساب میں۔۔۔۔۔۔

اے میرے خدا۔۔۔۔۔

اے میرے معتبر۔۔۔۔۔

کوئی ھمسفر۔۔۔۔۔

کوئی ھمسفر۔۔۔۔۔

نرگس نے آج پہلی بار اسے سنا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ کھو سی گئی اسے لب و لہجے میں۔۔۔۔

اور یہاں عضد کا دل اسکے ایک ایک لفظ پر رک رک کر دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔۔

واہ بی بی جی واہ۔۔۔۔

کیا انداز بیاں ھے آپکا۔۔۔۔

نرگس بھی اسکی تعریف کرنے لگی۔۔۔۔۔

یہ درد بھی کتنا عجیب ھے ناجب اسے قلم کی زبان ملتی ھے سارے درد اپنے اندر سمو لیتا ھے۔۔۔

اور پھر ھماری آہ۔۔۔۔

لوگوں کی واہ واہ بن جاتی ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد نے اندر آکر نرگس کو سلام کیا۔۔۔۔۔

رتابہ نرگس کے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

عضد نے نرگس کے آگے سر کرتے ھوئے اس پر ایک نظر ڈالی تو وہ کانپ کر رہ گئی۔۔۔۔۔

نرگس نے اسکا ماتھا چوم کر اسے پاس بٹھایا۔۔۔۔

رتابہ آٹھ کر جانے لگی۔۔۔

کہاں جا رہی ھو بیٹا۔۔۔۔

بیٹھو یہاں۔۔۔۔

نہیں امی اب اور نہیں بیٹھ سکتی۔۔۔۔۔۔۔

وہ درد کا بہانا بنا کر چلی گئی۔۔۔۔۔

رتابہ۔۔۔

رتابہ۔۔۔۔

کہاں ھو۔۔۔

نرگس کمرے میں آکر اسے آواز دینے لگی۔۔۔۔

وہ ٹیرس میں کھڑی تھی۔۔۔۔

جی امی۔۔۔۔

اسی نہیں ابھی تک۔۔۔۔۔

نہیں نیند نہیں آ رہی۔۔۔۔۔

نرگس بھی اسکے ساتھ ٹیرس میں بیٹھ گئی۔۔۔

ھوا میں ہلکی ہلکی خنکی اور ٹھنڈ دونوں کے وجود میں اتر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

چاند پوری اپنی آب و تاب سے آسمان پر چمک رہا تھا۔۔۔۔

تمھیں عضد کیسا لگتا ھے بیٹا۔۔۔۔

وہ نرگس کو دیکھنے لگی کہ یہ کیسا سوال تھا۔۔۔

وہ چاند کو دیکھ کر گہرے سانس لینے لگی۔۔۔

برا لگتا ھے وہ تمھیں۔۔۔۔۔

نہیں امی۔۔۔

برا نہیں لگتا۔۔۔

اب مجھے صرف اس سے ڈر لگتا ھے بس۔۔۔۔۔

کیوں اب کیسا ڈر بیٹا۔۔۔

شوہر ھے تمھارا۔۔۔

تمھاری محبت کا تمھارے ساتھ کا تمھارے وجود کا تمھاری زندگی حقدار ھے وہ۔۔۔۔

امی ایک بار آپ نے اسکے ساتھ زبردستی کی تھی۔۔۔۔۔۔

اب وہ اپنا ہر حق مجھ سے زبردستی وصول کرتا ھے۔۔۔۔

ایسا اس نے کب کب کیا تمھارے ساتھ ؟؟؟؟؟؟

وہ سر جھکا کر بولی۔۔۔

ایک ہی بار کیا ھے امی۔۔۔

تو کیا اس ایک بار کی معافی تم اسے نہیں دو گی کہ وہ اسکی تلافی کر سکے۔۔۔۔

رتابہ نے سر اٹھا کر نرگس کو دیکھا۔۔۔۔۔

امی میرے ساتھ بھی ایک ہی بار زیادتی ھوئ تھی نا۔۔۔

تو کیا اس ایک بار کو وہ ان ساڑھے تین سالوں میں معاف کر سکا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا وہ بھول سکا یا اس نے مجھے بھولنے دیا۔۔۔۔۔

میری جان اپنے ماضی کو یہاں حال میں مت گھسیٹ کر لاؤ۔۔۔۔

امی وہ مجھے میرے ماضی میں روز گھسیٹ کر لے جاتا ھے۔۔۔

میں چھٹکارا حاصل کرنا بھی چاھوں تو نہیں کر سکتی۔۔۔

اسکی نفرت مجھے ہر لمحہ ہر گھڑی یہ احساس دلاتی ھے کہ میں استعمال شدہ اس ناپاک لباس کیطرح ھوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جو عضد جیسا پاکیزہ انسان اپنے جسم پر زیب تن نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔

نرگس پہلی بار رتابہ کہ جواب پر لاجواب ھوئ تھی۔۔۔۔۔

عضد اب وہ عضد نہیں رہا۔۔۔

بدل گیا بیٹا وہ۔۔۔۔

امی وہ اپنی نفرت کے خول سے وقتی طور پر باہر آتا ھے۔۔۔

پھر بہت جلد اسی خول میں واپس جا بستا ھے۔۔۔۔۔۔

نرگس دھیمے لیکن پر اعتماد لہجے میں بولی۔۔۔۔

نفرت نہیں کرتا وہ تم سے۔۔۔

اور وہ خول نفرت کا تھا یا انا کا۔۔۔۔۔

ٹوٹ کر پاش پاش ھو چکا ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب وہ محبت کی بانہیں پھیلائے تمھارا منتظر ھے۔۔۔۔۔۔

رتابہ بے یقینی کے سمندر میں ڈوب کر بولی۔۔۔۔۔۔

محبت نہیں اسکو مجھ سے۔۔۔۔۔

وہ صرف مجھ سے اپنی زندگی کے ان لمحات کا بدلہ لیتا ھے جو میری ھمسفری میں ضائع ھوئے۔۔۔۔۔

رتابہ بہت مایوس ھو چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد سے اور اسکے رشتے سے۔۔۔۔۔

نرگس اسکی حد درجہ مایوسی دیکھ کر بھی مایوس نہیں ھوئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میری جان اگر تم عضد سے علیحدگی کا فیصلہ کرنا چاھتی ھو تو کچھ باتیں اپنے سامنے رکھ کر فیصلہ لینا۔۔۔

تم پر میں عضد کیطرح کوئی دباؤ نہیں ڈالونگی۔۔۔۔۔

بیٹا کچھ حقائق جو مستقبل میں تمھیں پیش آسکتے ھیں ان سے آگاہ کرونا میرا فرض بنتا ھے۔۔۔۔

تاکہ تم سوچ سمجھ کر فیصلہ کرو۔۔۔۔۔

اور اس بات کا خوف دل میں مت رکھنا کہ عضد سے علیحدہ ھو کر میں تمھیں پناہ نہیں دونگی ۔۔۔۔

تم میری بیٹی ھو بلکل نمل کیطرح۔۔۔۔۔۔

میری جان ایک حادثے کا شکار تم پہلے سے ھو چکی ھو جسکا داغ تمھارے دامن سے مٹ نہیں سکتا۔۔۔۔۔۔

دوسرا داغ طلاق کا ھوگا۔۔

جو عورت کے ماتھے پر اس کیل کے نشان کیطرح لگا رہ جاتا ھے جسکو دیوار پر ٹھونک کر نکال بھی دیا جائے تو وہ اپنا نشان چھوڑ جاتی ھے۔۔۔۔۔۔

اور بیٹا طلاق واحد وہ جائز کام ھے جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ھے۔۔۔۔۔

جب یہ الفاظ مرد منہ سے نکالتا ھے تو زمین و آسمان کانپ کر رہ جاتے ھیں۔۔۔۔۔

میری جان مجھے اس لفظ کو ادا کرنے پر بھی ڈر لگ رہا ھے۔۔۔۔

اور کب تلک تم میرے پاس بھی رہ سکتی ھو۔۔۔۔

میرے جینے تک۔۔۔۔

چلو تمھیں نمل بہن بنا کر رکھ بھی لے ساتھ۔۔۔۔

تو کیا عضد اس گھر سے الگ ھو سکتا ھے۔۔۔

تم عضد کا سامنا کر سکو گی۔۔۔۔

ساری زندگی اس طلاق جیسے دھبے کیساتھ گزار سکتی ھو؟؟؟؟

آج تو معاشرہ تمھیں عزت کی نگاہ سے دیکھ رہا ھے کیونکہ تم معاشرے میں عضد کی منکوحہ کی حیثیت سے جی رہی ھو۔۔۔۔

کل لوگوں کا اور انکی سوالیہ اور بری نظروں کا سامنا کر سکو گی؟؟؟؟؟؟؟

کیا جواب دو گی سوال کرنے والے کو؟؟؟؟

میری جان ایسی عورت خود سوالیہ نشان بن کر رہ جاتی ھے۔۔۔۔۔

اور اس معاشرے کو اس دنیاداری کو ھم نظر انداز کر کے نہیں جی سکتے۔۔۔۔

کیونکہ ھمیں اسی معاشرے میں اسی دنیا میں دنیاداری کے ساتھ رہنا ھے۔۔۔۔۔

میں تمھیں کسی اور کے حوالے بھی نہیں کر سکتی۔۔۔۔

اپنے بیٹے پر تو مجھے یقین ھے کسی اور کی گارنٹی میں نہیں دے سکتی کہ کل کو کوئی تمھاری سچائی جان کر تمھارے ساتھ کیسا سلوک کرے۔۔۔۔

ایسا بھی ممکن ھے کہ پھر پلٹ کر تم عضد کے پاس نا آ سکو۔۔۔۔

اور زمانے کی ٹھوکریں تمھارا مقدر ھوں۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ ایک ٹک نرگس کو دیکھتی رہی۔۔۔۔۔

میری جان یہ مت سمجھنا کہ میں اپنے بیٹے کی وکیل بن کر آئی ھوں۔۔۔۔۔۔۔

میرا بیٹا اسوقت تمھاری زندگی کا ضامن ھے۔۔۔۔

اور وہ اپنی غلطی پر بہت نادم بھی ھے۔۔۔۔۔۔

بیٹا صبح کا بھولا کر لوٹ آئے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔۔۔۔۔

اور جو اپنے جرم کا اعتراف کر کے اسکے ازالے کی صورت لوٹ کر آئے تو ایسے شخص کو واپس لوٹا دینا انسان کی سب سے بڑی بے وقوفی ھوتی ھے۔۔۔۔

لوٹ کر واپس آپکے قدموں میں وہی آتا ھے جو آپکو کسی صورت بھی کھونا نہیں چاھتا۔۔۔۔۔۔

کیونکہ اسکے دل میں آپکی لگن آپکی سچی محبت واپس لاتی ھے۔۔۔۔۔۔۔۔

اور یہ بات بھی یاد رکھنا۔۔۔۔

عضد کیل ۓ تم کوئ متبادل راستہ نہیں ھو۔۔۔۔۔

نرگس کی آخری بات پر وہ حیرت سے پلکیں جھپکا کر بولی۔۔۔۔

امی عضد مجھے نہیں چھوڑنا چاھتا؟؟؟؟؟؟

نہیں میری جان۔۔۔

میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا عضد کو تم سے ایک ہی چیز جدا کر سکتی ھے اسکا نام ھے موت۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ نرگس کی ساری باتیں اچھی طرح سمجھ چکی تھی۔۔۔۔۔

میں تمھیں وقت دیتی ھوں سوچ سمجھ کر مجھے اپنا فیصلہ سنا دینا۔۔۔۔۔۔۔

امی سوچنا کیسا۔۔۔۔

میں نے عضد سے الگ ھونے کی بات ضرور کی ھے لیکن طلاق کا نہیں کہا۔۔۔۔۔

اور یہ بات آپ نے کیوں کہی کہ آپ عضد کیطرح مجھ پر اپنا حکم صادر نہیں کر سکتیں۔۔۔۔

اسکا مطلب یہی ھوا کہ آپ مجھے غیر سمجھتی ھیں۔۔۔۔۔

نہیں بیٹا غیر نہیں سمجھتی۔۔۔۔

میں نے اسلیئے ایسا کہا کہ کہیں تم یہ نا سمجھو کہ تمھارے آگے پیچھے کوئ نہیں اور میں اس بات کا فائدہ اٹھا رہی ھوں۔۔۔۔۔

امی آپ مجھ پر عضد کیطرح زبردستی کر سکتی ھیں۔۔۔۔

آپ ماں جیسی نہیں میری ماں ہی ھیں۔۔۔

کیونکہ اتنے پیار سے اتنی فکر سے ماں ہی بیٹی کو سمجھا سکتی ھے۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے آگے بڑھ کر نرگس کا ہاتھ چوما۔۔۔۔

نرگس کا دل چاہا وہ اپنی ساری ممتا اس پر نچھاور کر دے۔۔۔۔

امی میں آپکے بیٹے کی خوشیوں کی خاطر اس سے الگ ھونے کا سوچ رہی تھی۔۔۔

کیونکہ میرے ساتھ وہ اپنی بھرپور زندگی نہیں جی سکتا۔۔۔۔۔

نرگس نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں لیا۔۔۔۔

لیکن میری جان وہ تمھارے بغیر جینا بھی نہیں چاھتا۔۔۔۔۔

رتابہ کو یقین نہیں آ رہا تھا نرگس کی بات کا۔۔۔

وہ کیسے مان لیتی کہ عضد کے پاس اسکے سوا جینے کا دوسرا راستہ نہیں۔۔۔۔۔۔

لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ نرگس جھوٹ نہیں بولتی۔۔۔۔۔

امی آپ کیا چاھتی ھیں۔۔۔

بیٹا میں تم دونوں کو ایک ساتھ خوش دیکھنا چاھتی ھوں۔۔۔۔

یہ ناممکن ھے امی۔۔۔

نہیں چندا۔۔۔۔

اللہ پر یقین ھو تو ناممکنات پر جی نہیں اٹکتا۔۔۔

اپنا ایمان اپنا یقین اللہ تعالیٰ پر کامل رکھو۔۔۔۔

اور مانگتی رھو اس سے۔۔۔

مانگنے والے کو اللہ تعالیٰ وہ بھی عطا کر دیتا ھے جو اسکے وھم و گماں میں بھی نہیں ھوتا۔۔۔۔

اس بات کا یقین تم عضد کے دل کو ٹٹول کر کر سکتی ھو۔۔۔

جسکی دھڑکنیں تمھارا ورد کرنے لگی ھیں۔۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے اپنے دل میں جھانکا جہاں عضد کا نام اسکے یقین کیطرح دھندلا دھندلا موجود تھا۔۔۔۔۔

اور وہ وقت اب دور نہیں تھا جب یہ دھند چھٹنے والی تھی۔۔۔۔۔۔

مایا عضد کے ساتھ ضد کر کے اسے ساحل سمندر پر لے گئی کیونکہ وہ جانتی تھی وہ اسکی پسندیدہ جگہ ھے۔۔۔۔۔۔

وہ عضد کا ہاتھ تھامے ٹھنڈی ٹھنڈی ریت پر اسکے قدموں کیساتھ اپنے قدم اٹھانے لگی۔۔۔۔۔

تم کیوں اتنے پریشان ھو۔۔۔۔۔

وہ کیا کہتا اس سے۔۔۔۔۔

کہ وہ رتابہ کی محبت میں گرفتار ھونے لگا تھا۔۔۔۔

یہ وہی مایا تھی جسکے سامنے عضد نے پورے ھوش و حواس سے اقرار کیا تھا کہ وہ رتابہ کیساتھ خوشحال زندگی گزارنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔۔۔

اور اب بھی یہی مایا تھی جسکے سامنے وہ اس بات کا اقرار نہیں کر پا رہا تھا کہ اسکے تصور میں اسوقت ہر سو صرف رتابہ ہی رتابہ ھے۔۔۔۔۔

عضد بولو بھی کچھ خاموش کیوں ھو۔۔۔۔۔۔

کچھ نہیں یار بس ویسے ہی پریشان ھوں کہ اچھا نہیں کیا میں نے رتابہ کیساتھ۔۔۔۔۔۔۔

یار بس بھی کرو جانے بھی دو اس بات کو۔۔۔۔

اس میں تمھارا قصور بلکل بھی نہیں۔۔۔۔

اس نے کچھ تو ایسا کہا ھے نا تمھاری ماما سے جس پر انہوں نے تمھاری اتنی انسلٹ کی۔۔۔۔

آخر کو مرد ھو تم کس کس کی سنتے۔۔۔۔۔۔

رتابہ کو تمھارے غصے کا اچھی طرح سے علم ھے۔۔۔

تو پھر کیوں اس نے اپنے دل کی ساری بھڑاس آنٹی کے سامنے نکالی۔۔۔۔۔۔۔

اب اسکا نتیجہ اسے ہی بھگتنا تھا نا۔۔۔۔۔

نہیں یار ایسی بات نہیں۔۔۔۔۔۔

ایسی ہی بات ھے۔۔۔۔

تمھیں وہ اتنی معصوم لگتی ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن جو وہ دکھتی ھے وہ ھے نہیں۔۔۔۔۔

ھممممم عضد نے ہاں میں سر ہلا کر جان چھڑانی چاہی۔۔۔۔

کیونکہ وہ اب رتابہ کو لیکر کسی سے کچھ بھی ڈسکس نہیں کرنا چاھتا تھا۔۔۔۔۔

کرو۔۔۔۔ chill یار جو بھی ھوا جانے دو اپنا موڈ ٹھیک کرو اور

تم جس کے غم میں اتنا گھل رھے ھو نا اسے تمھاری ذرہ بھی فکر نہیں۔۔۔۔۔

وہ مسکرا کر بولا۔۔۔

تمھیں بہت فکر ھے میری۔۔۔۔۔

ظاہر ھے میرے دوست ھو۔۔۔۔

جانتے ھو جان سے بھی زیادہ عزیز ھو مجھے۔۔۔۔

اس طرح مجنوں بنتے تمھیں نہیں دیکھ سکتی۔۔۔۔۔

اچھاااااااجی۔۔۔۔

ہای جی۔۔۔۔

کیوں بھول گ ئے۔۔۔۔

اک تمھیں منانے کی خاطر اپنی جان داؤ پر لگا دی تھی میں نے۔۔۔۔

تو سوچو تمھیں اتنا اداس اور بکھرا بکھرا کیسے دیکھ سکتی ھوں۔۔۔۔

وہ تو جانتا ھوں میں بہت جذباتی اور پاگل ھو۔۔۔۔۔

ہاں عضد تم مجھے پاگل کہہ سکتے ھو۔۔۔۔۔

کیونکہ تمھاری دوستی میں پاگل پن سے بھی آگے جا چکی ھوں میں۔۔۔۔۔۔

عضد کو اسکا جنون اس وقت بات کرتے ھوئے اسکی آنکھوں میں بھی دکھائی دیا۔۔۔۔۔

ایسا کیا دکھتا ھے مجھ میں تمھیں جو اتنا چاھتی ھو۔۔۔۔۔

تمہی کو چاھتی ھوں عضد تم ہی تم دکھتے ھو۔۔۔۔۔۔

عضد اسوقت اسے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔۔۔۔

کیونکہ نرگس بھی گھر میں موجود تھی اور رتابہ بھی گھر سے جانا چاھتی تھی۔۔۔

ایسے میں وہ ڈر گیا کہیں مایا کے پھر کسی شدید رد عمل پر رتابہ اس سے علیحدگی کے فیصلے پر ڈٹ نا جائے۔۔۔۔۔۔

وہ مایا کو ہر گز یہ موقع نہیں دینا چاھتا تھا۔۔۔

اسلیے اسکے اقرار پر خاموش ھو گیا۔۔۔۔۔

یہ بھی جانتا تھا کہ مایا حد سے جذباتی لڑکی تھی۔۔۔۔۔۔

اور رتابہ پہلے ہی سے اسکی دوسری شادی کا ووٹ مایا کے حق میں دے چکی تھی۔۔۔۔۔۔

اور نرگس کو بھی اس پر کوئی اعتراض نا تھا۔۔۔۔

سارے حالات اسکے خلاف تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایسے میں خاموش رہنا ہی اسے بہتر لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نرگس کو جواب مل چکا تھا رتابہ کا کہ وہ عضد کیساتھ ہی رہے گی۔۔۔۔۔

لیکن کچھ عرصہ نرگس اسکے ساتھ رہے۔۔۔۔

نرگس کو ماننا پڑی اسکی بات۔۔۔۔

اس نے جازب کو بلوا کر زیان کو لاہور نمل کے پاس بھیج دیا۔۔۔۔۔

ابھی عضد کو اس نے رتابہ کے فیصلے سے آگاہ نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیونکہ عضد کو معاف کرنے کیلیے رتابہ کو کچھ وقت لگتا۔۔۔۔

نرگس بھی یہی چاہتی تھی کہ رتابہ اپنے دل میں بیٹھے سارے خوف اور وسوسے دور کر کے اسکے رشتے کو خوشی سے قبول کرے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد آفس جاکر فوراًہی واپس آگیا اور آتے ساتھ اس نے جلدی سے اپنا سامان پیک کیا۔۔۔

وہ لندن جارہا تھا۔۔۔

ھمدانی صاحب کو ہارٹ اٹیک ھوا تھا۔۔۔

انکی حالت کافی سیریئس تھی۔۔۔

وہاں کے آفس کا سارا کام ھمدانی سر کے ذمے تھا۔۔۔۔

علی اور مایا ابھی اس پوزیشن پر نہیں تھے کہ وہ آفس کے سارے معاملات دیکھ سکتے۔۔۔۔

مسز ھمدانی کے کہنے پر اس نے علی اور مایا کو کچھ نا بتایا۔۔

کیونکہ مایا کی جان تھی اسکے بابا میں وہ سن کر برداشت نا کر پاتی۔۔۔۔۔۔

اتفاق سے عضد کو لندن کا ٹکٹ بھی فوراًہی مل گیا تھا۔۔۔۔

وہ نرگس کو ساری بات بتا کر ایئر پورٹ نکلنے لگا تھا کہ رتابہ کا خیال آیا اسے۔۔۔

وہ کچن میں رابی کیساتھ کھانا پکا رہی تھی۔۔۔

اسکا دل چاھا کہ وہ ایک بار اسے گلے سے لگا کر اپنی غلطی کی معافی مانگ کر جائے لیکن وہ ایسا کر نا سکا۔۔۔۔۔

جاتے جاتے اسے اپنے سامنے دیکھ کر بہت بے چین ھوا۔۔۔۔

پھر اسے نرگس کے حوالے کر کے چل دیا۔۔۔۔۔۔

لندن پہنچ کر اس نے سیدھا ھسپتال کا رخ کیا۔۔۔۔۔

جہاں ھمدانی صاحب i.c.u میں تھے۔۔۔۔۔

مسز ھمدانی نے عضد کو دیکھ کر کچھ ریلیکس فیل کیا کہ اب وہ اکیلی نہیں تھیں۔۔۔۔

ھوسپٹل پہنچ کر اسے علم ھوا کہ ھمدانی صاحب کا بائ پاس ھونا تھا۔۔۔۔۔۔

اسے بیک وقت دونوں طرف توجہ دینی پڑ گئ ایک طرف ھمدانی صاحب تھے اور ایک طرف آفس ورک۔۔۔۔

عضد کے پاس سر کھجانے کا بھی وقت نا رہا تھا۔۔۔۔۔

ھمدانی صاحب کی حالت سیریئس دیکھ کر اس نے علی کو آفس ورک کے بہانے سے بلوا لیا۔۔۔۔

اب علی کے آنے سے اسکا بوجھ کچھ کم ھوا تھا۔۔۔۔

کرتا رہا۔۔۔۔ guide مایا کو وہاں عضد ساتھ ساتھ بزنس کیلیے

ھمدانی صاحب کا بائی پاس کامیاب ھو گیا تھا۔۔۔

اب وہ خطرے سے باہر تھے۔۔۔۔

علی کسی صورت بابا کو اس حال میں چھوڑنے کو تیار نا تھا۔۔۔۔

ھونے پر وہ پاکستان واپس گیا۔۔۔۔ recover لیکن ھمدانی صاحب کے کچھ

عضد کو یہیں لندن میں رکنا پڑا۔۔۔۔

آج اسے آئے ھوئے 20 دن گزر چکے تھے۔۔۔۔۔

مسلسل دن رات ھوسپٹل اور آفس ورک نے اسے اتنا تھکا دیا کہ وہ اپنی کیئر بھی نا کر سکا۔۔۔

اور بیمار پڑ گیا۔۔۔۔

اوپر سے رتابہ کی یاد رہ رہ کر اسے ستانے لگی کیونکہ وہ زیان کی پیدائش کے بعد بیس گھنٹے بھی

رتابہ سے دور نہیں رہا تھا۔۔۔۔

رتابہ اسکی عادت اسے اتنی پڑ گیا تھی کہ وہ ہر کام میں اس کو تلاش کرتا۔۔۔۔۔۔

اسوقت بھی وہ نرگس سے فون پر باتیں کرتے ھوئے رتابہ کا پوچھ رہا تھا۔۔۔۔

امی رتابہ کیسی ھے اب۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ھے وہ بیٹا۔۔۔

لیکن مجھے تم ٹھیک نہیں لگ رھے۔۔۔۔۔۔

آواز بھی بھاری بھاری لگ رہی ھے۔۔۔۔۔۔

نہیں امی ٹھیک ھوں بس تھک گیا ھوں بہت۔۔۔۔۔

رتابہ کو بھیج دوں لندن تمھارے پاس۔۔۔۔۔

نرگس نے اسکے دل کی بات کہہ دی تھی اسکا دل کھلکھلا اٹھا۔۔۔۔

جی امی اگر وہ آنا چاھتی ھے تو بھیج دیں۔۔۔

سچ میں اسکی کمی بہت محسوس ھو رہی ھے۔۔۔

ادھورا ادھورا لگ رہا ھے سب کچھ اسکے بغیر۔۔۔

نا گھر میں دل لگتا ھے نا کھانے پینے میں۔۔۔۔

نرگس کو ھنسی آگئی۔۔۔

اچھا بابا اچھا۔۔۔

میں کوشش کرتی ھوں اگر وہ رضامند ھوتی ھے تو۔۔۔

امی مجھے تو اسکے ساتھ نکاح کرنے پر بھی راضی کر لیا تھا۔۔اور اب اسے یہاں لندن آنے پر راضی نہیں کر سکتیں آپ۔۔۔۔۔۔

کہا تو ھے کوشش کرتی ھوں۔۔۔۔۔

نرگس نے رتابہ سے پوچھا تو وہ رتابہ کے منہ سے انکار نا نکل سکا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حالانکہ وہ جانا نہیں چاھتی تھی لیکن نا جانے کونسی قوت تھی ایسی جو اسکا دل مسلسل عضد کیطرف مائل کر رہی تھی۔۔۔۔۔

کچھ دنوں سے وہ عضد کے متعلق کچھ عجیب عجیب خواب دیکھ رہی تھی لیکن انکا ذکر نرگس سے نا کر سکی۔۔۔۔

البتہ خود وہ بہت پریشان تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور عضد کیلیے فکر مند بھی تھی بہت کہ اللہ جانے کیوں وہ مسلسل ایک اذیت میں تڑپتا ھوا اسکے خوابوں میں آ رہا تھا۔۔۔۔۔

رتابہ کو اکیلے جانے سے کافی ڈر لگ رہا تھا۔۔۔۔

مایا اور علی کیساتھ وہ جانا نہیں چاھتی تھی۔۔۔۔۔

وہ کبھی اکیلی گھر سے باہر نہیں نکلی تھی یہ تو دیس سے پردیس کا سفر تھا وہ بھی انتہائی طویل۔۔۔۔۔۔۔۔

نرگس کا ویزا پاسپورٹ نہیں تھا وہ بھی نہیں جا سکتی تھی اسکے ساتھ۔۔۔۔

اللہ اللہ کر کے بڑی محنت اور تسلیوں کیساتھ نرگس نے اسے ایئرپورٹ سے جہاز تک رخصت کیا۔۔۔۔

جہاز میں رتابہ کیساتھ ایک ادھیڑ عمر عورت تھی جو رتابہ کو ڈرا سہما ھوا دیکھ کر اسے اپنی طرف متوجہ کرنے لگی۔۔۔۔۔۔

یہ اسکا پہلا سفر تھا جہاز کا جو وہ عضد کے بغیر کر رہی تھی۔۔۔۔۔

اسے یقین نہیں تھا خود پر کہ وہ اکیلی اس سفر کے قابل ھو گی۔۔۔۔۔۔

لیکن اسکے ساتھ موجود عورت نے لندن پہنچنے تک رتابہ کا بڑا خیال رکھا۔۔۔۔

اور ایئرپورٹ پر بھی عضد کے آنے تک وہ اسکے ساتھ تھی۔۔۔۔۔۔

عضد کے آتے ہی رتابہ کی جان میں جان آئی۔۔۔

اور اسے اب جا کر یقین ھوا تھا کہ وہ سہی سلامت لندن پہنچ چکی ھے۔۔۔۔۔۔

عضد نے اس خاتون کا کافی شکریہ ادا کیا اور رتابہ کو لیکر گھر پہنچا۔۔۔۔۔۔۔

راستے میں کوئی بات نا ھوئی تھی انکے درمیان۔۔۔۔۔

گھر پہنچ کر عضد نے اس سے کھانے کا پوچھا۔۔۔۔

نہیں ابھی بھوک نہیں۔۔۔۔

اسکے چہرے سے لگ رہا تھا کہ وہ کافی تھک چکی ھے اور سوئ بھی نہیں تھی۔۔۔۔

عضد نے فریش جوس اسکے سامنے رکھا۔۔۔۔۔۔

یہ پی کر سو جاؤ۔۔۔

اٹھو گی تو بہتر فیل کرو گی۔۔۔۔۔

اس نے خاموشی سے عضد کی ہدایت پر عمل کیا اور جوس پی کر لیٹ گئ۔۔۔۔۔۔

عضد کا دل چاہ رہا تھا وہ اسے اپنی بانہوں میں لیکر اپنے ساتھ سلائے اسے۔۔۔

لیکن فی الوقت یہ ممکن نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔

وہ لیٹتے ساتھ ہی کچھ دیر میں سو گئ۔۔۔۔

عضد اسے گھنٹوں تک دیکھتا رہا۔۔۔۔۔۔۔

اسے دیکھ دیکھ اسکی آنکھیں نہیں تھک رہی تھیں۔۔۔۔۔

اس نے کھانا بھی نہیں کھایا اور بھوکا ہی اسے دیکھتے دیکھتے صوفے پر ہی سو گیا۔۔۔۔۔

صبح رتابہ کی آنکھ کھلی تو وہ صوفے پر سویا ھوا تھا۔۔۔۔

رتابہ کچن میں آئی چائے بنانے لگی۔۔۔۔۔۔

اسکے کمرے سے جاتے ہی عضد کی آنکھ کھل گئی۔۔۔

منہ ہاتھ دھو کر اسکے پیچھے آیا وہ۔۔۔۔۔

اٹھ گئی اتنی جلدی تم۔۔۔۔۔

وہ بنا پلٹے بولی۔۔۔

اتنی جلدی کہاں۔۔۔

تاہم دیکھا ھے 12 بج رھے ھیں۔۔۔

ھممممم میرے لیے بھی چائے بنائی ھے تم نے۔۔۔۔

جی۔۔۔

رتابہ نے چائے کا کپ اسکے سامنے رکھا۔۔۔۔

پھر جلدی سے آملیٹ بنا کر سلائس بھی سامنے رکھیں اسکے۔۔۔۔

تم نہیں کھاؤ گی۔۔۔

میں کھالونگی پہلے آپ کھالیں۔۔۔

کیوں میں کیوں کھالوں پہلے۔۔۔

تم نے اپنے لیے کیوں نہیں بنایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انڈہ ایک ہی تھا اسلیے۔۔۔

خیر میں سلائس کھالونگی۔۔۔۔۔

نہیں دونوں مل کر کھا لیتے ھیں۔۔۔۔۔۔۔

عضد پلیٹ لیکر اسکے قریب ھوا تو وہ عضد کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

وہ مسکرا کر بولا۔۔۔

ایسے کیوں دیکھ رہی ھو۔۔۔۔

تمھیں نہیں کھانے لگا میں۔۔۔۔۔

وہ بنا کچھ کہے چپ چاپ ناشتہ کرنے لگی۔۔۔۔

عضد بہت کچھ کہنا چاھتا تھا۔۔۔

بہت کچھ سننا چاھتا تھا۔۔۔

اپنی دی ھوئی آخری اذیت پر وہ اس سے معافی مانگنا چاھتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن رتابہ بلکل خاموش تھی۔۔۔۔

عضد کو رتابہ کی اس قدر خاموشی پر نرگس کی بات یاد آئی۔۔۔۔

عضد بیٹا وہ اپنی کیفیت کا اظہار الفاظ میں نہیں کر پاتی۔۔۔

اسکو سننا ھے تو وہاں سے سنو جہاں وہ خاموش ھو جاتی ھے۔۔۔۔

عضد کوشش کر رہا تھا کہ اسے سمجھے اور اسکی خاموشی کو سنے لیکن اس بار اسکی خاموشی پر بھی عضد کو زنگ آلود تالے پڑے ھوئے ملے۔۔۔۔

ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ بلکل خالی مکان ھو۔۔۔۔

سنو۔۔۔

جی۔۔۔۔

کچھ کہنا ھے تم نے۔۔۔۔۔

اس نے نا میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

مجھے نہیں کہنا۔۔۔

البتہ آپ کچھ کہنا چاھتے ھیں۔۔۔۔

عضد کافی حیران ھوا کہ وہ تو اسکی خاموشی سننے کی کوشش میں تھا۔۔۔

لیکن یہ کیا وہ تو اسکی سوچوں کو بھی پڑھ چکی تھی۔۔۔۔۔

وہ چائے کا کپ ہاتھوں میں لی ئے ٹھہر ٹھہر کر بولا۔۔۔۔۔

میں نے تمھارے ساتھ بہت غلط کیا۔۔۔۔

تمھارے اعتماد کو تمھاری عزت نفس کو بہت برے طریقے سے ٹھیس پہنچائی۔۔۔۔

عضد آپ نے جو کرنا تھا وہ کر چکے۔۔۔۔

میں آپ کو معاف تو کر دوں لیکن۔۔۔۔۔۔

لیکن کیا؟؟؟

عضد نے اسکی آنکھوں میی جھانکا۔۔۔

جہاں اسوقت بھی درد کی شدت سے آنسو تھے۔۔۔۔

لیکن میں بھول نہیں سکتی وہ سب کچھ۔۔۔۔

کیوں نہیں بھول سکتی۔۔۔۔

آپ میری جگہ ھوتے تو شاید آپ کو اسوقت اندازہ ھوتا کہ میں کس دوہرے کرب اور دوہری ذلت سے گزر رہی تھی۔۔۔۔

لیکن افسوس اس بات کا ھے کہ آپ میرا جگہ لیکر بھی میرا درد نہیں سمجھ سکتے۔۔۔۔۔

تم سمجھاؤ گی تو سمجھ جاؤنگا۔۔۔۔۔۔

میں کیسے سمجھا سکتی ھوں آپکو۔۔۔۔

پہلے میں خود کو سمجھانے کے قابل تو ھو جاؤں۔۔۔۔۔۔

رتابہ کے لہجے سے بیگانیت اور اجنبیت صاف صاف نظر آ رہی تھی۔۔۔۔۔

عضد سمجھ گیا کہ وہ اب اسکی ھو کر بھی اسکی پہنچ سے بہت دور جا چکی تھی۔۔۔۔۔

جہاں سے پلٹنا اسکے لیے بہت ہی مشکل اور دشوار تھا۔۔۔۔۔

مجھے تم م۔۔۔۔۔۔۔۔

ابھی عضد نے بات پوری کی ہی نہیں تھی کہ وہ اسکی بات کاٹ کر بولی۔۔۔۔۔

عضد کچھ غلطیاں انسان سے ایسی سرزد ھو جاتی ھیں کہ انکی تلافی ممکن نہیں ھوتی۔۔۔۔

اسی طرح کچھ گناھوں کا کفارہ بھی ممکن نہیں ھوتا۔۔۔۔۔

وہ رتابہ کی بات سن کر بولا۔۔۔۔۔

ایسا بھی کیا گناہ کر دیا ھے میں نے جسکا نا کفارہ ممکن ھے اور نا ازالہ۔۔۔۔۔۔

آپ نہیں سمجھ سکتے۔۔۔

epi 35 میں ھے۔۔۔۔۔ part 2 اگلا حصہ

part 2

سچی کہانی بد بخت

از قلم عرشی نور

عضد کچھ غلطیاں انسان سے ایسی سرزد ھو جاتی ھیں کہ انکی تلافی ممکن نہیں ھوتی۔۔۔۔

اسی طرح کچھ گناھوں کا کفارہ بھی ممکن نہیں ھوتا۔۔۔۔۔

وہ رتابہ کی بات سن کر بولا۔۔۔۔۔

ایسا بھی کیا گناہ کر دیا ھے میں نے جسکا نا کفارہ ممکن ھے اور نا ازالہ۔۔۔۔۔۔

آپ نہیں سمجھ سکتے۔۔۔

وہ اتنا کہہ کر اٹھی تو عضد نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا۔۔۔۔۔

پھر اسکے مڑ کر دیکھنے پر فوراً چھوڑ دیا۔۔۔۔

سوری۔۔۔۔

رتابہ عضد کے منہ سے وہ اقرار سننا چاھتی تھی جو اس نے نرگس کی زبانی سنا تھا۔۔۔۔

وہ عضد کا دل اسکی آنکھوں میں دھڑکتا دیکھنا چاھتی تھی۔۔۔۔۔

جسکی دھڑکن میں نرگس نے اسکے نام کا ورد سنا تھا۔۔۔۔

لیکن رتابہ کا لب و لہجہ دیکھ کر عضد بلکل مایوس ھو گیا تھا۔۔۔

وہ بازار کا کہہ کر گھر سے چلا گیا۔۔۔۔۔۔

اسکے جاتے ہی رتابہ کا دل بجھ سا گیا۔۔۔

ایک عجیب سی بے چینی اور بے کلی نے اسے آ گھیرا۔۔۔۔

اپنی دلی کیفیت پر وہ کافی گھبرائی ھوئی تھی۔۔۔۔۔

مسلسل دروازے پر نظرے جمائے بیٹھی رہی۔۔۔

صبح سے شام ھونے کو تھی عضد لوٹ کر گھر نہیں آیا تھا۔۔۔

رتابہ کافی پریشان ھو گئی کہ وہ اسے اس طرح چھوڑ کر کہاں چلا گیا۔۔۔۔

ایک ایک پل اسکا قیامت کی طرح گزر رہا تھا۔۔۔۔۔

پھر اچانک ڈور بیل بجی وہ بھاگتے ھوئے دروازے کی طرف آئی تو دوپٹہ پاؤں میں الجھا وہ منہ کے بل جا گری۔۔۔۔

بیل مسلسل بج رہی تھی۔۔۔

وہ جلدی سے اٹھی اور دروازہ کھولا تو سامنے مسز ھمدانی تھی۔۔۔

جو رو رہی تھیں۔۔۔۔

رتابہ کا دل انکو اس طرح روتا ھوا دیکھ کر ڈوبنے لگا۔۔۔۔۔

کیا ھوا انٹی۔۔۔۔

آپ یہاں۔۔۔

اور آپ رو کیوں رھی ھیں۔۔۔۔۔

انکل تو ٹھیک ھیں نا۔۔۔۔۔

وہ دروازے پر ہی کھڑی تھیں۔۔۔۔

ہاں انکل ٹھیک ھیں۔۔۔

لیکن عضدد د۔۔۔۔۔۔

جاری ھے۔۔۔۔۔۔۔ سچی کہانی

قسط نمبر 36

از قلم عرشی نور

بیل مسلسل بج رہی تھی۔۔۔۔

وہ جلدی سے اٹھی اور دروازہ کھولا تو سامنے مسز ھمدانی تھی۔۔۔۔

جو رو رہی تھیں۔۔۔۔

رتابہ کا دل انکو اس طرح روتا ھوا دیکھ کر ڈوبنے لگا۔۔۔۔۔

کیا ھوا انٹی۔۔۔۔

آپ یہاں۔۔۔

اور آپ رو کیوں رھی ھیں۔۔۔۔۔

انکل تو ٹھیک ھیں نا۔۔۔۔۔

وہ دروازے پر ہی کھڑی تھیں۔۔۔۔

ہاں انکل ٹھیک ھیں۔۔۔

لیکن عضددد۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ھوا عضد کو۔۔۔۔۔۔

عضد کا بہت برا ایکسیڈینٹ ھو گیا ھے۔۔۔۔۔۔۔

کککککک۔۔۔ کیاااااا۔۔۔۔۔۔

عضد کا ایکسیڈنٹ ؟؟؟؟؟؟

رتابہ کی سانسیں رکنے لگیں۔۔۔

اسے کھڑا ھونے کیلیے دیوار کا سہارا لینا پڑا۔۔۔۔۔۔

نہیں آنٹی ایسے کیسے ھو سکتا ھے۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔۔

میرے اللہ یہ کیا ھو گیا۔۔۔

رتابہ تو پاگل سی ھونے لگی۔۔۔

ھمیں کچھ دیر پہلے اطلاع ملی ھے۔۔۔۔۔۔

چلو میرے ساتھ۔۔۔۔

رتابہ کو عضد کا سن کر کچھ ھوش نا رہا۔۔۔۔

وہ ننگے پاؤں ہی چل پڑی مسز ھمدانی کیساتھ۔۔۔۔۔

تک پہنچی۔۔۔۔ i.c.u ھوسپٹل پہنچ کر وہ بھاگتے ھوئے

جہاں ھمدانی سر پہلے سے موجود تھے۔۔۔۔۔

رتابہ ہانپتی کانپتی ہوئی ھمدانی سے پوچھنے لگی۔۔۔

کہاں ھے عضد۔۔۔

کیسا ھے وہ اب۔۔۔۔۔

اسکی سانسوں سے سانسیں نہیں مل رہی تھیں۔۔۔۔۔

آنسو برسات کی طرح بہہ رھے تھے۔۔۔۔۔

ھمدانی صاحب نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔

ٹھیک ھو جائے گا وہ بیٹا دعا کرو اللہ تعالیٰ سے۔۔۔۔

رتابہ کو تو اب گلے لگانے والا بھی کوئی نہیں تھا یہاں۔۔۔۔

نارگس نا نمل نا عضد خود۔۔۔۔۔

بہت بری کیفیت میں تھی وہ خود بھی۔۔۔۔۔

انکل میں اسے دیکھنا چاھتی ھوں ایک بار۔۔۔۔۔

اسکا آپریشن ھو رہا ھے بیٹا۔۔۔

ڈاکٹرز نہیں جانے دیں گے اندر۔۔۔۔

آپریشن کس چیز کا۔۔۔۔

بیٹا روڈ کراس کرتے ھوئے اسے کنٹینر نے ھٹ کیا تھا۔۔۔

تو اسکی پسلیاں ٹوٹ گئیں ھیں۔۔۔۔

اور شاید ایک ٹانگ اور بازو بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے نا میں سر ہلایا۔۔۔

نہیں انکل اسے کچھ نہیں ھو سکتا اسے میں نے رب کے حوالے کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

میرا رب کیسے اسے اتنی تکلیف دے سکتا ھے۔۔۔

آپ مجھے دیکھنے دیں نا۔۔۔۔

کیا پتہ وہ عضد نا ھو۔۔۔۔۔

مسز ھمدانی نے اسے تسلی دینے کی کوشش کی پر وہ کچھ بھی سننے کو تیار نا تھی۔۔۔۔

بس روتے ھوئے اس نے ایک ہی ضد ٹھانی ھوئی تھی کہ اس نے عضد کو دیکھنا ھے۔۔۔۔۔

رو رو کر اس نے اپنا برا حال کر لیا تھا۔۔۔

بہت کوشش کی وہاں موجود دوسرے ڈاکٹرز نے بھی اسے بہلانے کی پر اس نے ایک ہی رٹ لگائے رکھی کہ عضد کو دیکھنا ھے ایک بار۔۔۔۔۔

وہ ڈاکٹر کے آگے ہاتھ جوڑے کھڑی تھی۔۔۔۔

ایک ڈاکٹر کو رحم آیا اس پر وہ اسے آپریشن کے فوراً بعد اندر لیکر آیا۔۔۔

کافی زیادہ زخمی تھا عضد۔۔۔

سر پٹیوں سے لپٹا ھوا تھا۔۔۔

دو پسلیاں ٹوٹی تھیں جن کا آپریشن ھوا تھا۔۔۔

فریکچر ھوئ تھی۔۔۔ tibia دائیں ٹانگ کی ایک ہڈی

فریکچر ھوئ تھی۔۔۔۔ carpus اور humerus bone اور بازو کی

عضد کی ناک میں نلکیاں لگی ھوئی تھیں سانس لینے کیلئے۔۔۔۔۔

لگے ھوئے تھے اور زخمی ہاتھوں پر کنولے۔۔۔۔۔ chest electrodes اور سینے پر

رتابہ اسکے زخمی ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر رونے لگی۔۔۔۔

اے میرے خدا اب کونسا امتحان باقی ھے میری بد بختی کا۔۔۔

اسے زارا کی بات یاد آئی۔۔۔

بہت بختوں والی ھے یہ اسکے قدموں کے ساتھ ھمارے یہاں خوش بختی آ ہی ھے۔۔۔

پھر اس اماں کی بات۔۔۔۔

اللہ کی رحمت ھو تم۔۔۔۔۔

تمھارے ھوتے ھوئے کسی کو کچھ نہیں ھو سکتا۔۔۔۔۔

تم جہاں جہاں جاؤ گی اللہ کی رحمت کے فرشتوں کے ساتھ جاؤ گی۔۔۔۔

اے میرے رب۔۔۔۔

کہاں ھے تیری رحمت۔۔۔۔۔

جو میرے ساتھ تھی۔۔۔۔

پھر اسے دیوی کی باتیں یاد آئیں۔۔۔۔۔۔

بد بخت ھے تو منحوس ھے۔۔۔۔

جہاں بھی جائے گی اپنی منحوسیت کی لپیٹ میں لے لے گی سب کو۔۔۔۔۔

جنم جلی۔۔۔۔

عضد کی حالت دیکھ کر وہ ٹوٹ سی گئی تھی۔۔۔۔

کیا واقعی وہ میری بد بختی کا شکار ھوا تھا۔۔۔۔۔

یا اسے میرے معاف نا کرنے کی سزا ملی ھے؟؟؟؟

لیکن میں نے اسی وقت عضد کو معاف کر دیا تھا۔۔۔

لیکن پھر بھی سزا عضد کو ہی کیوں ملی۔۔۔۔۔۔۔

باقی سب کیوں ماکافات کی قید سے رہا پھر رھے ھیں۔۔۔۔

میں نے تو کبھی کسی کو بد دعا بھی نہیں دی۔۔۔۔۔

میں نے آج تک مکافات عمل بھی نہیں چاھا کہ کوئ میرا سزاوار رھے۔۔۔۔۔۔

تو کیا عضد پر میری منحوسیت کا سایہ پڑا تھا۔۔۔۔

وہ گھٹی گھٹی سانسوں سے رونے لگی۔۔۔۔

ڈاکٹر نے اسے باہر جانے کو کہا۔۔۔

لیکن عضد کو اس حال میں چھوڑ کر جانے کو تیار نا تھی۔۔۔۔

اسے نرس نے زبردستی باہر نکالا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مسز ھمدانی نے اسے پکڑ کر بٹھایا۔۔۔۔۔

بیٹا ھمت کرو ایسا کرو گی تو عضد کو کون سنبھالے گا۔۔۔۔

شکر ادا کرو اللہ تعالیٰ کا اسکی جان بچ گئی۔۔۔۔

ورنہ جس روڈ پر اسکا ایکسیڈینٹ ھوا ھے وہاں کسی کا بچنا ناممکن ھے۔۔۔

بہت ھیوی ٹریفک ھوتا ھے۔۔۔۔

اللہ نصیب کرے اسے اسکی جوانی۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ھو جائے گا۔۔۔۔

بس تم صبر سے کام لو۔۔۔۔

وہ دل ہی دل میں گویا ھوئ۔۔۔۔

کیسے کر لوں صبر اب نہیں کر سکتی۔۔۔۔

وہ ہر اذیت خود پر سہہ سکتی تھی لیکن عضد کی تکلیف اسکی برداشت سے باہر تھی۔۔۔۔۔

رتابہ کے لندن جاتے ہی پہلی فلائٹ سے وہ لاھور آ گئ تھی۔۔۔۔۔

اور یہاں آ کر ایک ہی بار اسکی بات ھوئ تھی رتابہ سے۔۔۔۔۔۔۔

نرگس کا دل بہت اداس تھا۔۔۔۔

مسلسل وہ کالز کر رہی تھی عضد کا فون بند جا رہا تھا اور رتابہ فون اٹھا نہیں رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ پریشان ھو گئ۔۔۔۔۔۔

اسے عجیب سا دھڑکا لگا۔۔۔۔۔

بہت فکر مند ھو رہی تھی وہ رتابہ اور عضد کیلیے۔۔۔

کہ نا جانے عضد کیسے پیش آئے گا اسکے ساتھ اب۔۔۔۔

اور رتابہ کا کیا حال ھو گا؟؟؟؟؟

علی اور مایا کا نمبر بھی نہیں تھا اسکے پاس۔۔۔

ھمدانی صاحب کا نمبر بھی نہیں تھا اسکے پاس۔۔۔۔۔

نمل ماں کو اس طرح پریشان دیکھ کر سمجھانے لگی۔۔۔۔

امی کچھ نہیں ھوا گا۔۔۔

سب خیریت ھو گی

آپ کیوں اتنا پریشان ھیں۔۔۔۔۔

نہیں نمل میری پریشانی بلاوجہ کی نہیں۔۔۔

کچھ نا کچھ ضرور ھوا ھے۔۔۔۔۔

نرگس رو پڑی۔۔۔

امی کیا ھو گیا ھے یار آپکو۔۔۔۔

جازب بھی اٹھ کر باہر آ گیا۔۔۔

امی جان کیا ھوا ھے۔۔۔

جازب بیٹا میرا دل بہت پریشان ھے۔۔۔۔

کسی طرح بھی ممکن ھے تو عضد اور رتابہ سے میری بات کرواؤ۔۔۔۔

جازب نے انکا سر اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

کیا ھو گیا ھے امی۔۔۔

آپ تو ھم سب کو حوصلہ دیتی ھیں۔۔۔۔۔

پھر اچانک یہ سب۔۔۔۔۔۔

نرگس بہت بے چین تھی۔۔۔

میرے بچے ٹھیک نہیں جازب۔۔۔

کچھ ھوا ضرور ھے۔۔۔۔

نمل نے شاہ جی کو کال ملائی اور اسے کہا کہ وہ عضد کے گھر جا کر علی سے انکی بات کروائے۔۔۔۔

شاہ جی کراچی میں ہی تھا۔۔۔

کچھ گھنٹوں میں وہ وہاں موجود تھا۔۔۔۔۔

علی اور مایا گھر میں نہیں تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

چوکیدار سے علی کا نمبر لیکر اس نے نمل کو بھیجا۔۔۔

نمل نے اسی وقت علی کو کال کی۔۔۔۔

اور عضد کا پوچھا۔۔۔

سب خیریت ھو گی آپ سب کیوں اتنے پریشان ھیں۔۔۔

میں ان سے کانٹیکٹ کر کے آپ کو انفارم کرتا ھوں۔۔۔۔

نمل نرگس کو دیکھ کر خود بھی پریشان ھو گئ کہ ایسا بھی کیا مسئلہ تھا کہ اسکی ماں اس قدر بے چین تھی۔۔۔۔۔۔

نمل کچھ دیر بعد بار بار علی کا نمبر ڈائل کرتی جو بزی جا رہا تھا۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں علی کا فون آ گیا۔۔۔۔۔۔۔

نمل سے فون جازب نے لیا۔۔۔

اور جو خبر علی نے اسے دی وہ سن کر اسکے ہاتھ سے موبائل چھوٹ گیا۔۔۔۔

نرگس اسکے سامنے آ کھڑی ھوئی۔۔۔۔

کیا ھوا ھے بتاؤ مجھے۔۔۔۔

جازب خاموش تھا۔۔۔۔۔۔

نمل نے اسکی طرف دیکھ کر اشارے سے پوچھا۔۔۔۔

کیا ھوا۔۔۔۔

اس نے آرام سے نرگس کو گلے سے لگایا۔۔۔

بتاؤ نا مجھے کیا ھوا۔۔۔۔۔

امی عضد کا ایکسیڈینٹ ھوا ھے۔۔۔۔۔۔۔

اسکی بات سن کر نرگس کا دل بند ھونے لگا۔۔۔۔

جازب نے بڑی مشکلوں سے نرگس کو سنبھالا۔۔۔

ٹھیک ھے امی وہ۔۔۔

اسے کچھ نہیں ھوا بس ٹانگ اور بازو فریکچر ھوا ھے۔۔۔

میری بات کرواؤ عضد سے۔۔۔

میرا بچہ میری جان کتنی تکلیف میں ھو گا۔۔۔

میری رتابہ بھی اکیلی ھیں وہاں۔۔۔۔

میرے جانے کا کچھ کرو جازب۔۔۔۔۔۔

مجھے نہیں پتہ مجھے اپنے بچے کے پاس جانا ھے۔۔۔

نمل اور جازب نے پہلی بار نرگس کو اتنا مچلتے ھوئے دیکھا تھا۔۔۔

کسطرح وہ سب کا حوصلہ اور اعتماد بنتی تھی۔۔۔۔

آج جب بات اسکی اولاد پر آئی تو وہ خود برداشت نا کر سکی۔۔۔۔۔

عضد میں جان تھی نرگس کی۔۔۔۔

وہ بن پانی کے مچھلی کیطرح تڑپ رہی تھی۔۔۔۔

شاہ جی کا فون آیا۔۔۔۔

وہ بھی عضد کا سن کر کافی پریشان ھوا۔۔۔۔

اسکا ویزا بنا ھوا تھا۔۔۔

اس نے جلدی سے اپنا پاسپورٹ اور ٹکٹس ریڈی کیے۔۔۔۔۔۔

علی سے مسز ھمدانی کا نمبر لیکر جازب نے رتابہ سے بات کروائی۔۔۔۔

وہ بات ہی نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

نرگس مذید بے چین ھو گئی۔۔۔۔

عضد اب تک بیہوش تھا۔۔۔

اور رتابہ کی حالت نا قابل دید تھی۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے اللہ سے رو رو کر اپنے لیئے ھمت کی دعا کی۔۔۔

کہ اللہ پاک نے اسے اس آزمائش سے گزارا ھے تو اسے سہنے کی ھمت بھی عطا کرے۔۔۔۔

اسکا رواں رواں دعا بنا ھوا تھا۔۔۔

علی اور مایا بھی پریشان ھو گیئے۔۔۔۔۔

مایا سے تو صبر ہی نہیں ھو رہا تھا کہ وہ اڑ کر لندن جاتی۔۔۔

اسکی فلائٹ تین دن بعد کی کنفرم ھوئی تھی۔۔

کیا سے کسی ھو گیا تھا پل بھر میں۔۔۔

انسان سوچتا کیا ھے اور اسکے ساتھ تقدیر کرتی کیا ھے۔۔۔۔

کتنا بے بس اور لاچار ھو جاتا ھے انسان اس تقدیر کے ہاتھوں۔۔۔۔

جہاں اسکی ساری تدبیریں ساری کوششیں ہتھیار ڈال دیتی ھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد کو ھوش آ چکا تھا۔۔۔۔

رتابہ اجڑے چمن کیطرح اسکے سامنے ہی تھی۔۔۔۔۔

اسے سامنے دیکھ کر عضد کے آنسو کن پٹیوں پر بہنے لگے۔۔۔۔۔

اسی کی سوچوں میں وہ گم تھا جب اسکا ایکسیڈینٹ ھوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنے ھوش میں آنے پر اسے سارا منظر یاد آیا۔۔۔

کہ کسطرح اسے ٹرالر نے مار کر ھوا میں اچھال کر زمین پر پٹخا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

موت اسکے سر پر کھڑی تھی۔۔۔۔

اور ایک طرف رتابہ کا چہرہ تھا۔۔۔۔۔۔

خون سے لت پت تھا وہ۔۔۔

کوئی اپنا۔۔۔۔۔

کوئی شناسا چہرہ نا تھا اسکے قریب۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ روڈ پر پڑا درد کی شدت سے تڑپ رہا تھا۔۔۔۔۔

چند لمحے گزرے ہی تھے کہ سب لوگ اسکے ارد گرد جمع ھو گئے تھے۔۔۔۔۔

اسکے منہ سے خون کی پیک نکلی تھی اور آخری بار رتابہ کا نام۔۔۔۔

پھر وہ اپنی تکلیف نا سہتا ھوا ھوش سے بیگانا ھو گیا تھا۔۔۔۔۔۔

اور اب ھوش میں آنے کے بعد رتابہ کو اپنے سامنے دیکھ کر اسے یقین ھوا کہ وہ موت کی وادیوں سے پلٹ کر آیا تھا۔۔۔۔

رتابہ کیطرف اس نے ہاتھ بڑھایا۔۔۔

اس نے لمحہ بھی نا لگایا ہاتھ تھامنے میں۔۔۔۔

اب بھی وہ بول نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

ناعضد کے سینے پر سر رکھ سکتی تھی۔۔۔۔۔

خون کے آنسو رو رہی تھی وہ۔۔۔۔۔۔

عضد کے لب کھلے۔۔۔۔

ٹھیک ھوں میں اب۔۔۔۔۔۔۔

وہ بہت مشکل سے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں بول رہا تھا۔۔۔۔۔

تم نے مجھے معاف نہیں کیا تھا نا اسلیۓ شاید رب نے ایک بار اور جینے کی مہلت دے دی کہ۔۔۔۔۔

رتابہ نے روتے ھوئے عضد کے ھونٹوں پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔

بس کچھ نا کہیں پلیز۔۔۔۔۔

عضد نے اسکا ہاتھ اپنے لبوں سے ہٹایا۔۔۔۔

اب بھی نہیں بولنے دو گی۔۔۔۔

نہیں۔۔۔

آپ ٹھیک ھو جائیں پہلے پھر جتنا چاھے بول لینا۔۔۔

لیکن ابھی آپکی طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔۔۔۔

عضد کا سانس پھولنے لگا۔۔۔۔۔

تمھارے ھوتے ھوئے مجھے کچھ نہیں ھو سکتا۔۔۔۔

تم تو اللہ کی رحمت ھو نا۔۔۔۔۔

رتابہ اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

کہ وہ کیا سن رہی تھی عضد کے منہ سے۔۔۔۔

کیا یہ وہی عضد تھا؟؟؟؟؟؟

جو کل تک اسے کچرے کا ڈھیر سمجھتا تھا۔۔۔۔

اور آج اسی زبان سے وہ اسے اللہ کی رحمت کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

عضد پھر بولا۔۔۔۔۔۔

مجھ سے دور مت ھونا۔۔۔

ایک پل بھی۔۔۔۔

وہ آنسو پونچھتی بچوں کیطرح نا میں سر ہلانے لگی۔۔۔۔

نہیں ھونگی دور۔۔۔

بس آپ ٹھیک ھو جائیں۔۔۔۔۔۔

اچھا تو کیا میرے ٹھیک ھونے کے بعد چھوڑو گی مجھے۔۔۔

عضد آپ کیسی باتیں کر رھے ھیں۔۔۔۔۔

یہ وقت ان باتوں کا نہیں۔۔۔۔

ڈاکٹرز کی آنے پر دونوں چپ ھو گئے۔۔۔۔۔۔

نرگس عضد سے بات کر کے بھی سکون میں نہیں تھی۔۔۔

اسکی ممتا اسے دیکھنے کیلیے اسے بانہوں میں لینے کیلیے تڑپ رہی تھی۔۔۔

اسود بھی عضد کیساتھ تھا۔۔۔

شاہ جی بھی لندن پہنچ چکا تھا۔۔۔۔

وہ بنا آرام کیے ڈائریکٹ ھوسپٹل پہنچا۔۔۔۔۔

وہاں ھمدانی صاحب کو دیکھ کر چونک گیا وہ۔۔۔۔

کہ یہ مایا کے پاپا تھے۔۔۔۔۔

اس نے اپنا رویہ نارمل رکھا۔۔۔۔

رتابہ شاہ جی کو یہاں دیکھ کر کافی حیران ھوئی۔۔۔۔

شاہ جی نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔۔۔

تم پریشان نا ھو بہن۔۔۔

میں ھوں یہاں عضد کیساتھ اب۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم اکیلی نہیں ھو۔۔۔۔

مایا کے آنے تک عضد گھر شفٹ ھو گیا تھا۔۔

ھمدانی صاحب اسے اپنے گھر لے گ ئے تھے کہ رتابہ اکیلی تھی۔۔۔۔۔۔

مایا بھی پہنچ چکی تھی۔۔۔۔۔

عضد کو اس طرح دیکھ کر وہ اسکے سینے سے جا لگی۔۔۔۔

شاہ جی اور رتابہ سامنے ہی تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد کا آپریشن ھوا تھا۔۔۔

اس نے مایا کو پیچھے کیا۔۔۔۔

وہ رو رو کر اس سے گلے شکوے کرنے لگی۔۔۔۔۔

پھر اپنے بابا کا بھی خوب گلا کیا عضد سے کہ اسکے بابا کی ہارٹ سرجری بھی اس سے چھپا کر اس نے اچھا نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔

وہ بگڑتی اس بات پر لیکن عضد کی حالت دیکھ کر صبر کر گئ۔۔۔۔۔۔

شاہ جی کی موجودگی کا احساس اسے بعد میں ھوا۔۔۔

آپ یہاں۔۔۔

جی۔۔۔

لیکن کب اور کیسے۔۔۔۔

دو دن ھوئے ھیں۔۔۔

لیکن میرے گھر؟؟؟؟

جی چھوٹا بھائی ھے عضد میرا۔۔۔

اسی کیساتھ ھوں اب۔۔۔۔۔

نرگس کے لندن آنے کا انتظام شاہ جی کرنے لگے تھا۔۔۔۔

لیکن عضد نے منع کر دیا کہ وہ ٹانگ کا پلاسٹر کھلتے ہی پاکستان جائے گا۔۔۔۔۔

اسود بھی روز ہی چکر لگاتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد سب کی بے انتہا کیئر سے کافی جلدی بہتر ھونے لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نرگس کو اب شاہ جی اور اسود کا سن کر کچھ ڈھارس ملی تھی۔۔۔۔

رتابہ کو تو وقت ہی نا ملتا کبھی عضد کے پاس اسود ھوتا کبھی شاہ جی اور زیادہ ترمایا۔۔۔۔۔

عضد کے دائیں ہاتھ اور دائیں ٹانگ پر پلاسٹر چڑھا تھا۔۔۔۔

وہ بنا سہارے نا چل سکتا تھا نا کھا سکتا تھا۔۔۔۔۔

دس دن شاہ جی وہاں ٹھہرا پھر واپس پاکستان آ گیا۔۔۔۔

اور پاکستان آتے ہی سیدھا نرگس کے پاس پہنچا۔۔۔۔۔۔

نرگس شاہ جی کو دیکھ کر کافی مطمئن ھوئی۔۔

کیونکہ شاہ جی نے اچھی خاصی تسلی دی تھی۔۔۔۔

اور وہ روز عضد سے بات بھی کرتی تھی۔۔۔۔۔۔

شاہ جی نے اس گھر کے بڑے بیٹے ھونے کا عملی ثبوت دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

جازب بہت خوش تھا شاہ جی کے اسوقت میں ساتھ دینے پر۔۔۔۔

مایا کو عضد کیساتھ ساتھ آفس بھی دیکھنا پڑا۔۔۔۔

وہ آفس کے سارے معاملات لیکر رات گئے عضد کے ساتھ اسکے کمرے میں موجود ھوتی۔۔۔۔۔۔

رتابہ ان دونوں کا منہ دیکھتے دیکھتے سو جاتی تھی۔۔۔۔۔

مایا کے کمرے سے جانے پر وہ اسکی نیند خراب نہیں کرتا تھا۔۔۔۔۔

کہ شاہ جی کے جانے کے بعد سارا دن بچوں کیطرح وہ اسے سنبھالتی تھی۔۔۔۔

مایا نے بھی عضد کی خدمت میں کوئی کسر نا چھوڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔

لیکن عضد اسکے اتنا قریب آنے سے اریٹیٹ ھونے لگا تھا۔۔۔۔۔

وہ اکثر اسے ٹوک بھی دیتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن مایا پر کسی بات کا اثر نا ھوتا۔۔۔۔۔۔

مسز ھمدانی یہ بات اپنی بیٹی میں نوٹ کر چکی تھی کہ وہ عضد میں بہت زیادہ انوالو ھونے لگی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ماں تھی اسکی۔۔۔

چال سے بھی سمجھ سکتی تھی کہ وہ کیا چاھتی ھے۔۔۔۔۔

انکے گھر میں عضد دو ھفتے بڑی مشکل سے رکا پھر اپنے گھر چلا گیا۔۔۔۔۔

وہاں آکر اسے کچھ سکون اور تنہائ میسر آئ تھی۔۔۔۔

اسود روزانہ چکر لگاتا تھا۔۔۔

ساری ٹریٹمنٹ ساری میڈیسنز وہ اسکی خود کر رہا تھا۔۔۔

سرجیکل سرجن تھا وہ خود بھی۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ عضد کو کھانا اپنے ہاتھوں سے کھلاتی تھی۔۔۔۔

اور اکثر کھلاتے کھلاتے رو پڑتی۔۔۔۔

کہ عضد کی اس طرح وقتی معذوری میں بھی وہ برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔۔۔

عضد کو روز گرم میں گیلے ٹاول بھگو کر اسکو صاف کرنا اسکے کپڑے چینج کرنا۔۔۔

اسے برش کروانا۔۔۔۔۔

اسے کھلانا پلانا سب کچھ رتابہ بڑی خوش اسلوبی سے انجام دے رہی تھی۔۔۔۔۔

رتابہ نے اب اسکا خیال رکھتے ھوئے بلکل ماں جیسا روپ دھارا تھا۔۔۔۔۔

اور یہ سب کرتے ھوئے دن بدن وہ عضد کے دل میں اتر کر خون کیطرح اسکی رگوں میں شامل ھونے لگی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ جب عضد کے قریب آتی اسکا دل اسکے پہلو میں مچلنے لگتا تھا۔۔۔۔

بہت مشکل سے وہ اپنے آپ پر جبر کرتا ھوا صبر کرتا تھا۔۔۔۔

وہ کسی طرح بھی اب اسے اپنی ذات سے کوئی تکلیف کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاھتا تھا۔۔۔۔۔

مایا یہاں بھی روز چلی آتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک دو بار عضد نے اسے اگنور بھی کیا لیکن اس نے کوئی پرواہ نا کی۔۔۔۔۔۔

عضد اسکی دوستی یا محبت سے خائف نہیں تھا۔۔۔

بلکہ اسکے جنون سے ڈرتا تھا جو اسے اسکی آنکھوں میں ہر بار دکھائی دیتا تھا۔۔۔

عضد حیران تھا اسکے اس جنون پر کہ اس نے تو کبھی کوئی آس کوئی امید حتیٰ کہ اس سے کبھی پیار محبت کی بات بھی نہیں کی تھی۔۔۔۔۔

پھر کیوں وہ اسکی اتنی دیوانی ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

حالانکہ وہ جانتی تھی کہ عضد شادی شدہ ہے اور رتابہ کو چھوڑ بھی نہیں سکتا پھر بھی وہ کیوں اپنی یک طرفہ محبت میں اتنا بڑھتی چلی جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔

عضد کو رتابہ کی بھی بہت فکر تھی۔۔۔۔۔

آج پھر وہ ان دونوں کے بیچ رات گئے تک موجود تھی۔۔۔۔۔

رتابہ دوسرے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔۔۔۔

آج وہ اس سے بات کیئے بنا نہ رہ سکا۔۔۔۔۔۔

مایا تم یہ سب کیوں کر رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا سب؟؟؟

اس نے انجان بنتے ہوئے کندھے اچکائے۔۔۔۔۔

تم اچھی طرح جانتی ھو میں کس متعلق بات کر رہا ھوں۔۔۔۔

مجھے نہیں معلوم کیا کہنا چاہ رھے ھو کھل کر کہو یار۔۔۔۔

عضد کو غصہ آ رہا تھا اس پر۔۔۔۔

کیوں میرے اتنے قریب آنے کی کوشش کرتی ھو؟؟؟

کیوں میرا قریب آنا تمھیں برا لگتا ھے۔۔۔۔

ظاہر ھے یار تم جس انداز سے میری طرف بڑھ رہی ھو وہ سب ٹھیک نہیں۔۔۔۔۔

کیا سب ٹھیک نہیں؟؟؟؟

میری دوستی۔۔۔

میری محبت۔۔۔

میری کیئر۔۔۔

یا میں۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسے دیکھ کر بولا۔۔۔۔۔

یار دوستی تک تو ٹھیک ھے۔۔۔

لیکن میں تمھاری محبت افورڈ نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔

کیوں؟؟؟؟؟

محبت تم کر نہیں سکتے ھو۔۔۔

تو مجھے محبت کرنے سے روک بھی نہیں سکتے۔۔۔۔

وہ عضد آنکھوں میں پورے اعتماد کیساتھ مسکرا کر دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور دل ہی دل میں اپنے آپ کو بہلاتے ھوئے بولی۔۔۔۔۔

تم نہیں سمجھ سکتے مجھے نا میری محبت کو۔۔۔۔

میں تو تمھارے خواب بھی کھلی آنکھوں سے دیکھتی ھوں۔۔۔

دیکھ کر بولا۔۔۔۔۔ confident عضد اسکا

مایا تم خود کو مسلسل دھوکے میں رکھے ھوئے ھو۔۔۔

باہر نکلو اپنے اس فریب سے۔۔۔۔۔۔

میری نظر میں ایک اچھی دوست کے علاوہ تم اور کچھ نہیں۔۔۔

یار میں تم سے محبت نہیں کر سکتا میرے وہ جذبات ہر گز نہیں جو تمھارے دل میں ھیں میرے لیئے۔۔۔۔۔۔۔

وہ ڈھٹائی سے مسکرائی۔۔۔۔۔

تم مجھے دوست سمجھتے ھو نا یہی کافی ھے۔۔۔۔

وہ کیسے سمجھاتا اس سر پھری لڑکی کو۔۔۔۔

یار ایک بات میری دھیان میں رکھو۔۔۔۔۔

تم میرے اتنے قریب آنے کی کوشش میں مجھے خود سے اتنا ہی دور کر رہی ھو۔۔۔۔۔

یار کیسے مرد ھو تم۔۔۔۔۔

اتنے بزدل کہ ایک لڑکی کی محبت سے گھبرا رھے ھو۔۔۔۔۔

تمھارے معاملے میں۔۔۔

میں بزدل ہی اچھا ھوں۔۔۔۔۔

کیونکہ تم یہ بھول جاتی ھو کہ تم عورت ذات ھو۔۔۔۔۔۔

اور دوستی کی حدوں کو توڑتی ھوئی تم جتنا آگے جانے کوشش کر رہی ھو اتنا ہی پچھتاؤ گی۔۔۔۔۔۔

ابھی بھی وقت ھے ایک اچھے دوست کی حیثیت سے سمجھا رہا ھوں تو سمجھ جاؤ۔۔۔۔۔

اپنے لیے یک طرفہ محبت کے عذاب نا پالو۔۔۔۔۔۔۔

مایا آگے کچھ نا بولی۔۔۔

بس اسے دیکھنے لگی۔۔۔

تم جس کے پروں پر اڑنا چاھتے ھو۔۔۔۔۔۔

اسکے پر میں نے نا کاٹے میرا نام مایا نہیں۔۔۔۔۔۔

جلد ہی تم میرے قدموں پر واپس آؤ گے۔۔۔۔۔۔

کہاں کھو گئ؟؟؟؟

عضد نے چٹکی بجا کر اسے سوچوں سے باہر لایا۔۔۔۔۔۔

اس نے مذید کچھ نا پھر کچھ دیر بعد پرس اٹھا کر چل پڑی۔۔۔۔۔

عضد کے سر میں درد کر گئ تھی وہ۔۔۔۔۔۔

اس نے رتابہ کو آواز دی۔۔۔۔

وہ مایا کے جاتے ہی دروازہ بند کر کے عضد کے بلانے پر اندر آئ۔۔۔۔۔۔

یار میرا سر دبا دو پلیز۔۔۔۔۔

جی۔۔۔

وہ اسکے پاس بیٹھ کر سر دبانے لگی۔۔۔۔۔

سردی بہت زیادہ تھی۔۔۔۔

اسکے گرم گرم ہاتھ عضد کی روح تک کو پر سکون کر رہے تھے۔۔۔۔

وہ کچھ دیر میں سو گیا۔۔۔۔

رتابہ سر دباتے ھوئے وہیں سو گئ۔۔۔۔۔۔

عضد کی آنکھ کھلی رات کو تو وہ سردی سے خود میں سمٹی ھوئ اسکے سینے پر سر رکھے سو رہی تھی۔۔۔۔

عضد نے ایک ہاتھ سے آہستہ سے اس پر کمبل ڈالا۔۔۔۔۔

آج کافی عرصے بعد وہ اسکے سینے پر سر رکھے سوئ تھی۔۔۔۔۔

عضد کا دل چاہا وہ اسی طرح اسکے قریب رہے اور یہ رات کبھی ختم نا ھو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسود عضد کو باہر لے کر گیا تھا اپنا سہارا دیکر۔۔۔۔۔

سارا دن وہ بیڈ پر لیٹا رہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج باہر نکلا تو اسے بہت اچھا محسوس ھوا۔۔۔۔۔

یار ایک بات تو بتا کیا تو نے رتابہ کو قبول کر لیا ھے؟؟؟؟؟

وہ ٹھنڈی ھوا میں ٹھنڈی سانس بھر کر بولا۔۔۔۔

قبول تو اسے نکاح کے وقت کیا تھا۔۔۔۔۔

لیکن دل نے اب قبول کیا ھے۔۔۔۔۔

اسود کے چہرے پر خوشی پھیل گئی۔۔۔۔۔

شکر ھے یار اللہ پاک کا اس نے تیرے دل میں اس معصوم کیلیے رحم ڈالا ھے۔۔۔۔

نہیں یار صرف رحم نہیں محبت بھی ڈال دی ھے۔۔۔۔

ویسے یار تو نے زیادتیاں بھی بہت کی تھیں اسکے ساتھ۔۔۔۔۔

مجھے تو اب بھی اسکے وہ زخم نہیں بھولے جو تو نے دیئے تھے۔۔۔۔

تیرا رویہ دیکھ کر مجھے نہیں لگتا تھا وہ تیرے ساتھ زیادہ وقت گزار سکے گی۔۔۔۔۔۔

لیکن اس کی مجبوری نے اسے تیرا ہر ستم سہنے پر بھی مجبور کیئے رکھا۔۔۔۔۔۔

عضد سر جھکا کر اداسی سے بولا۔۔۔۔۔۔۔۔

بس یار وہ وقت نا یاد کروا۔۔۔۔۔۔

تیرا ایکسیڈنٹ کا سن کر مجھے ایک ہی دھڑکا لگا تھا کہ رتابہ کا صبر نا پڑ گیا ھو تجھ پر۔۔۔۔

لیکن تیرا رویہ دیکھ کر مطمئن ھوا کہ یہ محض حادثہ ھے اک۔۔۔۔۔

نہیں یار شاید تو ٹھیک کہہ رہا ھے یہ میرا مکافات ہی ھو۔۔۔

ھممممم چل خیر ھے یار جیسے بھی سہی تجھے اسکا احساس ھوا اس سے بڑی اور کیا بات ھو سکتی ھے۔۔۔۔

انسان میں انسانیت کا دوسرا نام ھے احساس ھے۔۔۔۔۔۔

ٹھنڈ بڑھنے لگی تھی۔۔۔

عضد کے زخم درد کر رھے تھے اب۔۔۔۔۔۔۔

اسود اسے سہارا دیکر گھر لانے لگا۔۔۔۔۔۔۔

ویسے یار ھے تو بہت لکی۔۔۔۔۔

جسطرح وہ تیری خدمت کر رہی ھے نا تو اسکے پاؤں بھی دھو کر پی تو کم ھے۔۔۔۔۔

واقعی سچ کہہ رہا ھے میں بہت خوش قسمت ھوں جو رتابہ جیسی بیوی ملی۔۔۔

پتہ ھے یار مجھے پہلے لگتا تھا وہ میرے لائق نہیں۔۔۔

لیکن اب یقین سے کہہ سکتا ھوں میں اسکے لائق نہیں تھا۔۔۔۔

جو ھو گیا اسے بھول جا۔۔۔

اور اسکے لائق بننے کی کوشش کر اب۔۔۔۔

کوشش تو میری بھرپور ھے بس وہ مجھے قبول کر لے اب۔۔۔۔

اسکا منتظر ھوں میں۔۔۔۔۔۔

اللہ تم دونوں کو جلد ایک کر دے یار میری تو ہر وقت یہی دعا ھے۔۔۔۔۔۔

کیونکہ میں پہلے بہت پریشان تھا تجھے لیکر لیکن اب تجھے پر سکون دیکھ کر اک بوجھ سا اترا ھے میرے من سے بھی۔۔۔۔۔

عضد کچھ دنوں سے نوٹ کر رہا تھا رتابہ سست سست تھی۔۔۔

اس نے محض شک کی بنا اسکا چیک اپ کروایا۔۔۔

کہ کہیں وہ اسکے بچے کی ماں تو نہیں بننے والی۔۔۔۔۔۔

نہیں تھی۔۔۔۔۔ pregnant لیکن رپورٹ کے مطابق وہ

تھی۔۔۔۔۔۔ weakness بس ذرا

عضد کی ٹانگ کا پلاسٹر کھل چکا تھا۔۔۔۔۔

لیکن بازو اور ہاتھ کا ابھی کچھ وقت تھا۔۔۔۔

اس نے آفس جانا اسٹارٹ کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔

آج پہلا دن تھا وہ کافی تھک کر واپس آیا مایا اسکے ساتھ ہی تھی کچھ دیر وہ رکی عضد کیلئے خود کافی بنائی رتابہ کو بھی اس نے کافی دی۔۔۔۔۔

پھر کچھ دیر بعد اپنے گھر چلی گئی۔۔۔۔۔۔

عضد سونے لگا تو اسے کچھ گرنے کی آواز آئی۔۔۔۔۔۔

وہ کمرے سے باہر آیا تو رتابہ پاؤں پکڑے کچن میں بیٹھی ھوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

گر گئی تھی وہ۔۔۔۔

اسکے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا وہ بھی ٹوٹ گیا۔۔۔۔۔۔

وہ اٹھ کر اسکے پاس آیا۔۔۔۔۔

یار کیسے گر گئی تم خیال سے نہیں چل سکتی۔۔۔۔۔

بس اچانک چکر سا آیا تو گر گئی۔۔۔۔۔

کہیں چوٹ تو نہیں لگی۔۔۔۔

گھٹنے پر لگی ھے۔۔۔۔۔

عضد نے اسکی طرف ہاتھ بڑھا کر اٹھنے میں مدد کی لیکن وہ چل نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔۔

اور نا ٹھیک سے بیلینس کا پا رہی تھی اپنا۔۔۔۔

کیا ھوا ھے تمھیں۔۔۔۔

نیند میں ھو کیا؟؟؟؟

اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

عضد نے اسے سہارا دیکر صوفے پر بٹھایا۔۔۔۔۔۔۔۔

طبیعت تو ٹھیک ھے نا تمھاری۔۔۔۔

جی طبیعت ٹھیک ھے۔۔۔۔

تو پھر چکرا کر گری کیوں ھو تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاید نیند بہت آ رہی ھے اسلیے۔۔۔۔

ھممممم ٹھیک ھے۔۔۔

ابھی سو جاؤ کل اسود کیساتھ ھو سپٹل چلتے ھیں تم بھی چیک اپ کروالینا۔۔۔۔۔

وہ نیند سے جھولے کھا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سو جاؤ۔۔۔۔

عضد نے اس پر کمبل ڈالا تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ سو گئی۔۔۔۔

عضد نے ہیٹر تیز کیا تاکہ روم کا ٹمپریچر بیلنس ہو کیونکہ رتابہ یہاں کی ٹھنڈ برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

عضد صبح اٹھا تو وہ سو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اور پورا دن اس نے سو کر گزار دیا۔۔۔۔۔۔۔

ایسا پہلی بار ہوا تھا۔۔۔

عضد نے بھی اسے جگانا مناسب نا سمجھا کہ پہلی بار وہ اتنی گہری نیند سوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

ہمدانی صاحب اوپن ہارٹ سرجری کے بعد آفس جانے کے قابل نہیں رہے تھے۔۔۔

دن بدن انکی صحت گرتی چلی جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔

کراچی میں علی ایک ساتھ دو فیکٹریاں نہیں سنبھال پا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہاں بھی بزنس دیکھنے والا فی الحال کوئی نا تھا۔۔۔

عضد کو کچھ دن مذید رکنا پڑ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

علی نے مایا کو پاکستان بلوایا۔۔۔۔

لیکن لندن کی فلائیٹس بھی کچھ دن سے معطل تھیں موسم کی خرابی سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیونکہ لگاتار تین دن سے برفباری ھو رہی تھی۔۔۔۔

ہر طرف ہر منظر نے برف کی چادر اوڑھ رکھی تھی۔۔۔۔۔

لیکن آج کچھ امن تھا۔۔۔۔۔۔

عضد کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔۔۔

وہ سو رہا تھا۔۔۔۔۔۔

مایا کا دل نہیں لگ رہا تھا گھر میں۔۔۔۔۔۔

موسم کچھ نارمل دیکھ کر وہ عضد کیطرف آ گئی۔۔۔۔

لیکن اسے سویا ھوا نا جگایا۔۔۔۔۔۔

رتابہ کو کچھ سامان اور گروسری لینی تھی۔۔۔۔۔۔

اسکے ہاتھ میں لسٹ دیکھ کر

مایا نے اسے مارکیٹ ساتھ لے جانے کا کہا۔۔۔۔۔

رتابہ نے عضد کو جگایا۔۔۔۔

وہ نیند میں بولا کیا ھوا؟؟؟

میں مایا کیساتھ مارکیٹ جارہی ھوں۔۔۔۔

اچھا یار چلی جاؤنا مجھے کیوں جگارہی ھو۔۔۔۔

وہ پھر سے منہ تک کمبل اوڑھے سو گیا۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے شال اوڑھی اور نکل پڑی مایا کیساتھ۔۔۔۔۔

ابھی وہ سامان لے ہی رہی تھی کی ہلکی ہلکی بارش شروع ھو گئ۔۔۔۔۔

اس نے جلدی سے کچھ سامان لیا اور کچھ چھوڑ دیا۔۔۔

مایا نے بھی کچھ خریداری کی۔۔۔۔۔

مایا نے کوئی بات بھی نا کی اس سے۔۔۔۔

بس آتے جاتے ھوئے گانے سنتی رہی۔۔۔۔۔۔

واپسی میں گاڑی بار بار رک رہی تھی۔۔۔۔

مایا نے بڑی مشکل سے گھر کے راستے تک گاڑی پہنچائ۔۔۔۔۔

سردی بہت زیادہ تھی۔۔۔۔

رتابہ کا حلق خشک ھو رہا تھا۔۔۔۔

مایا نے اسکے ہاتھ میں پانی کی بوتل دی۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے پانی پیا۔۔۔

اور ہلکی بارش کا منظر دیکھتی رہی۔۔۔

ساتھ میں اسے عضد کی بھی فکر تھی کہ اسکی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔۔

گھر سے کچھ فاصلے پر ہی گاڑی رکی ھوئ تھی۔۔۔

بیٹھ بیٹھ کر وہ تھک گئ۔۔۔۔

مایا نے اسے پیدل گھر جانے کا مشورہ دیا اور خود ڈرائیور کا انتظار کرنے لگی۔۔۔۔۔

وہ مایا کی بات سن کر کپکپاتی ھوئ گاڑی سے باہر آئ۔۔۔

اور شاپنگ بیگ ہاتھ میں لی ئے پیدل تیز تیز قدم اٹھاتی گھر کی طرف آنے لگی۔۔

اس پر پھر غنودگی سی طاری ھو رہی تھی۔۔۔

اس کے لڑکھڑاتے قدم دیکھ کر مایا نے گاڑی اسٹارٹ کی اور چلی گئی وہاں سے۔۔۔۔

گاڑی خراب ھونے کا محض بہانا کیا تھا اس نے۔۔۔۔

اور پانی میں اسے نشہ آور ڈرگ دی تھی۔۔۔

ایسا وہ ایک بار پہلے بھی کر چکی تھی جب رتابہ چکرا کر کچن میں گری تھی۔۔۔۔

مایا کو رتابہ سے عضد کیوجہ سے شدید نفرت تھی۔۔۔۔۔

وہ اسے کسی بھی طرح اذیت دینا چاھتی تھی۔۔۔۔

اور آج جو حرکت کی اس نے محض عضد کے دل میں اسکا شک پھر سے پیدا کرنے کیلیئے۔۔۔

کیونکہ وہ اب جان چکی تھی کہ عضد رتابہ کیطرف مائل ھونے لگا ھے۔۔۔۔۔

اب بدلہ وہ رتابہ کو اذیت پہنچا کر لینا چاھتی تھی۔۔۔۔۔

اور عضد کو بھی ذہنی ٹینشن دینا چاھتی تھی کہ وہ پھر سے اس پر غصہ ھو اور اسے مارے پیٹے۔۔۔۔۔

رتابہ کو چلتے ھوئے ایسا لگا وہ گر کر ابھی بیہوش ھو جائیگی۔۔۔۔

بڑی مشکل سے وہ گھر کے دروازے پر پہنچی۔۔۔۔۔۔۔

اور ڈور بیل بجائی۔۔۔۔

مایا نے جاتے ھوئے ڈور بیل کا سوئچ آف کر دیا تھا۔۔۔۔

عضد سویا ھوا تھا۔۔۔۔۔

رتابہ نے سن ھوتے دماغ کیساتھ دروازہ بجایا۔۔۔۔

لیکن اسے ہاتھوں میں بھی جان نا رہی.برف کیطرح ٹھنڈی ھو رہی تھی وہ۔۔۔۔

اس نے پھر سے کوشش کی دروازہ بجانے کی۔۔۔۔

لیکن چکرا کر دروازے پر ہی بیٹھ گئ۔۔۔۔۔

وہاں سے گزرتے ھوئے ایک مچلنا نے اسے دیکھا وہ اسکے پاس آئے۔۔۔۔

وہ نیم بیہوشی کی حالت میں تھی۔۔۔۔۔۔

انہوں نے زور زور سے دروازہ بجایا تو عضد کی آنکھ کھلی۔۔۔۔

اس نے آنکھیں مسلتے ھوئے دروازہ کھولا۔۔۔۔

تو باہر رتابہ کو عورت اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

ھیلو۔۔۔۔

میم ھیلو۔۔۔۔۔

عضد نے جلدی سے رتابہ کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ انگلش میں اس سے بات کرنے لگے۔۔۔

کہ اسکی ڈور بیل بھی نہیں بج رہی۔۔۔۔۔۔

عضد نے انکا شکریہ ادا کر کے جلدی سے اسے اٹھا کر کمرے میں لے گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد اسے ھوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔

اسکی گیلی شال اتاری اس نے۔۔۔۔۔

رتابہ رتابہ۔۔۔۔۔

کیا ھوا ھے تمھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے ہاتھ پاؤں اور ھونٹ نیلے ھو رھے تھے۔۔۔۔

اس نے جلدی سے مایا کو فون لگایا۔۔۔۔۔

وہ صاف مکر گئی کہ اسے نہیں پتہ وہ تو اسے گھر کے سامنے اتار کر گئی تھی۔۔۔۔

عضد پریشان ھو گیا تھا کہ اسے ھوا کیا ھے۔۔۔۔

وہ جلدی سے اسکے ہاتھ پاؤں مسلنے لگا۔۔۔۔۔

اسے ایک بار پھر وہ منظر یاد آیا جب اسے وہ فیکٹری میں طوفانی رات میں بھول آیا تھا۔۔۔۔۔

عضد سمجھا شاید وہ سردی کی وجہ سے پھر سے بیہوش ھوئی ھے۔۔۔۔۔۔۔

لیکن وہ یہ نا جان سکا کہ مایا نے اسے نشہ آور ڈرگ دی تھی۔۔۔۔

عضد نے اسکی حالت دیکھ کر اب کی بار جب رتابہ کو بانہوں میں لیا تو اسکی محبت اور قربت میں اسکا وجود پگھلتا گیا اور وہ اسکے حواسوں پر چھانے لگی۔۔ تو خود سے کی ئے سارے عہد وہ توڑ بیٹھا۔۔۔۔۔۔۔

یہاں لندن کی کمپنی کیلئے عضد نے پوری انویسٹیگیشن کے بعد ھمدانی صاحب سے مشورہ کر کیا۔۔۔۔۔ choose کے چیئرمین کی سیٹ کیلئے مسٹر جاوید کو

اب عضد کچھ ریلیکس ھو گیا تھا کہ وہ پاکستان جا سکتا ھے۔۔۔۔۔

مایا کو کچھ دن ٹھہرنا پڑ گیا کہ ھمدانی صاحب کی طبیعت کافی خراب تھی۔۔۔۔۔۔

عضد رتابہ کو لئے سیدھا پاکستان آیا۔۔۔۔

اسکے یہاں آتے ہی نرگس نمل اور زیان کو لئے کراچی آگئی۔۔۔۔

رتابہ نمل کیساتھ کافی خوش تھی۔۔۔۔۔۔

نمل بھی اب عضد کا رویہ دیکھ کر مطمئن تھی۔۔۔

لیکن مایا کا دھڑکا اسکے دل سے نا نکلا۔۔۔۔۔

کچھ دن وہ وہاں رکیں۔۔۔

علی نمل کو بھی اچھا لگا۔۔۔

علی زیان کیساتھ بہت خوش تھا۔۔۔۔۔۔

آخری دو دن جازب بھی آیا کراچی۔۔۔۔

پھر نمل اور نرگس انکے ساتھ ہی واپس گئیں۔۔۔۔۔

شاہ جی کو عضد کا علم ھوا تو وہ بھی اسکا حال احوال پوچھنے اسکے گھر کیطرف نکلا۔۔۔۔۔

راستے میں اچانک اسکی گاڑی کے آگے کوئی لڑکی آ گئی۔۔۔۔۔

اس نے فورا بریک لگائی اور گاڑی سے باہر آیا۔۔۔۔۔

سوری میم آپکو چوٹ تو نہیں لگی۔۔۔۔۔۔

اس لڑکی نے سر اٹھا کر شاہ جی کو دیکھا۔۔۔

تو دیکھتی رہ گئی کافی خوبصورت جوان تھا وہ۔۔۔۔۔

اس نے کھڑے ھو کر خود کو جھاڑا۔۔۔۔۔۔

آپ مجھے گھر ڈراپ کر دیں گے۔۔۔۔

جی ضرور آپ ایڈریس بتا دیں میں ڈراپ کر دونگا۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ گاڑی میں شاہ جی کیساتھ بیٹھی۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد شاہ جی نے اس سے پوچھا۔۔۔۔

کہاں جانا ھے آپ نے۔۔۔۔۔

وہ مسکرا کر بڑے دلفریب انداز میں بولی۔۔۔۔

جہاں آپ لے چلیں۔۔۔۔۔۔

میں سمجھا نہیں کیا مطلب آپکا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب اتنے بھی نا سمجھ نہیں۔۔۔۔

شاہ جی پھر بولا۔۔۔۔

رئیلی میں نہیں سمجھا آپ پلیز ایڈریس بتائیں اپنا۔۔۔۔۔

وہ گئیر پر ہاتھ رکھے شاہ جی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولی۔۔۔۔

ھم تو آپکے غلام ھیں آپکے لے چلیں جہاں آپکا دل چاھے۔۔۔۔

شاہ جی کو اب سمجھ آئی وہ کیا کہنا چاہ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

شاہ جی نے اسکا ہاتھ پیچھے ہٹایا۔۔۔۔۔۔

میڈم میں تو قبرستان جا رہا ھوں چلنا ھے ساتھ تو بولیں۔۔۔۔

قبرستان کا سن کر وہ گھبرائی۔۔۔۔

میرا مطلب ھے کسی ھوٹل یا فارم ھاؤس۔۔۔۔۔

شاہ جی کا چہرہ غصے سے لال ھو گیا۔۔۔۔

اس نے فوراً بریک لگائی۔۔۔۔

میم آپ جو سمجھ رہی ھیں نا میں ویسا نہیں۔۔۔۔۔۔

وہ حیرت سے شاہ جی کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

اسکا ظاہری حلیہ اور کم عمری دیکھ کر شاہ جی بولا۔۔۔۔

دیکھنے میں لگ رہا ھے شریف گھرانے کی ھو۔۔۔۔۔

وہ نظریں شاہ جی پر ٹکا کر بولی۔۔۔۔۔۔

میرا کوئی گھر نہیں۔۔۔۔۔

نام پوچھ سکتا ھوں آپ سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ گہری سانس لیکر سیٹ سے سر ٹکائے بولی۔۔۔۔

جو کام ھے وہی نام۔۔۔۔

وحشیا۔۔۔۔۔

شاہ جی اسکے جواب پر دانت پیس کر رہ گیا۔۔۔۔

کون کرواتا ھے تم سے یہ سب۔۔۔۔۔۔

وہ بڑے دھڑلے سے بولی۔۔۔

پیٹ۔۔۔۔۔

پیٹ کو بھرنے کیلیے اور بھی بہت سے کام ھیں۔۔۔

ضروری ھے کہ تم خود کو بیچ کر ہی اپنا پیٹ بھرو۔۔۔۔

اور بھی بہت سے راستے ھیں۔۔۔۔

وہ زور زور سے ھنسنے لگی۔۔۔۔

دیہاڑی دار مزدور کی اتنی اوقات کہاں کہ وہ اپنی تنخواہ پر تن۔ من اور پیٹ کی ضرورت ایک ساتھ پوری کر سکے۔۔۔۔۔

کیوں اتنا مشکل بھی نہیں ہزاروں عورتیں ھیں جو اپنے ہاتھ سے کما کر پوری فیملی کو پال رہی ھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے دیکھ کر آپکو کیا لگتا ھے مجھے کوئی چھوڑ سکتا ھے؟؟؟

اسکا سوال بہت گہرا تھا۔۔۔۔

شاہ جی کچھ بولنے ہی والا تھا کہ اس نے ٹوک دیا۔۔۔

آپ نے کچھ کرنا نہیں تو پلیز بھاشن بھی مت دیں۔۔۔۔

آپ کے بھاشن سے میری ضرورت نہیں پوری ھونی۔۔۔

مجھے اگلے اسٹاپ پر اتار دیں۔۔۔

ایسے نہیں اتارونگا۔۔۔۔

وہ منہ پر ہاتھ رکھ بڑے اسٹائل سے ھنسی۔۔۔

آگ ئے نا لائن پر۔۔۔۔۔

میں جانتی تھی۔۔۔۔

ھممم۔۔۔۔۔۔۔۔

ویسے کتنے پیسے لیتی ھو۔۔۔

گھنٹوں کے حساب سے لیتی ھوں۔۔۔۔۔۔

اچھا۔۔۔

پوری رات کے کیا لو گی۔۔۔۔

اس نے شاہ جی کی بات سن کر ہاتھ جھاڑے۔۔۔

دکھنے میں تو تم بھی شریف لگ رھے ھو۔۔۔

لیکن ھو نہیں۔۔۔۔

شاہ جی کو ھنسی آ گئی اسکی باتوں پر۔۔۔۔۔۔

کیا دے سکتے ھو۔۔۔۔

جتنا تم کہو اس سے دگنا۔۔۔۔

اس لڑکی نے گھڑی میں ٹائم دیکھا۔۔۔۔۔۔

رات کے نو بج رھے تھے۔۔۔۔

صبح کب تک فارغ کرو گے مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔

نو بجے تک۔۔۔۔

اوہ یعنی بارہ گھنٹے۔۔۔۔

ھممممم شاہ جی نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

اگر میں کہوں کہ حساب لاکھوں میں ھوا تو؟؟؟؟؟؟؟

شاہ جی بڑے والہانہ انداز میں بولا۔۔۔۔۔۔۔

دے دونگا۔۔۔۔

وہ ھنستی آنکھوں سے بولی۔۔۔۔

چلو پھر جانی دیر کس بات کی ھے۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی کے ھونٹوں پر بڑی دلچسپ مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔۔

شاہ جی نے اسکے نازک اور گورے سراپے پر ایک گہری نظر ڈالی اور گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔۔۔

اب تمھارا اصلی نام پوچھنے کی جسارت کر سکتا ھوں؟؟؟؟؟؟

وہ شاہ جی کے ہاتھ پر دوبارہ ہاتھ رکھ کر بولی۔۔۔۔

بندیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ھے۔۔۔۔

اگلی قسط بدھ کو ھو گی۔۔۔۔۔

شاد رھیں آباد رھیں۔۔۔۔ سچی کہانی بد بخت

قسط نمبر 37

از قلم عرشی نور

شاہ جی کے ھونٹوں پر بڑی دلچسپ مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔۔

شاہ جی نے اسکے نازک اور گورے سراپے پر ایک گہری نظر ڈالی اور گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔۔۔

اب تمھارا اصلی نام پوچھنے کی جسارت کر سکتا ھوں؟؟؟؟؟؟

وہ شاہ جی کے ہاتھ پر دوبارہ ہاتھ رکھ کر بولی۔۔۔۔

بندیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی نے اب کی بار اسکا ہاتھ نا جھٹکا۔۔۔۔۔

وہ ھونٹ سکیڑ کر بولا۔۔۔

اوہ۔۔۔۔

اچھا تو تم نون مسلم ھو۔۔۔۔۔

وہ اپنی بلوری آنکھوں سے شاہ جی گھور کر بولی۔۔۔۔

صاحب جی۔۔۔

عورت کیلی ئے عورت ھونا ہی کافی ھے۔۔۔۔۔۔

انسان کی خواہشات کا اور مرد کی ھوس کا کوئی دین مذہب نہیں ھوتا۔۔۔۔۔۔

نا اسکی خواہش کے آگے عورت کی عمر معنی رکھتی ھے۔۔۔۔۔

مرد جب اپنی چاہت پر آ جائے۔۔۔۔۔۔۔۔پھر کافر مسلمان یا حرام حلال نہیں دیکھتا۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی مسکرایا۔۔۔۔

مرد اب اتنے بھی برے نہیں۔۔۔۔۔۔۔

وہ ترچھی نگاہوں سے بولی۔۔۔۔

اچھی تو میں بھی نہیں۔۔۔۔۔۔

پھر اس نے جمنا بائی کو کال کر کے کہا کہ وہ صبح آئے گی۔۔۔۔۔

شاہ جی کی گاڑی ایک بنگلے کے اندر جا کر رکی۔۔۔۔۔

بندیا نے شاہ جی کیساتھ اندر داخل ہوئی۔۔۔۔

بنگلہ بے انتہا نفیس اور خوبصورت سامان سے آراستہ تھا۔۔۔۔

جو شاہ جی کے عمدہ ذوق کی عکاسی کر رہا تھا۔۔۔۔۔

شاہ جی نے اسے بیڈ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔

تم بیٹھو میں آتا ھوں ابھی۔۔۔۔۔۔

وہ کمرے کی ایک ایک چیز اٹھا کر دیکھنے لگی۔۔۔

جو لگ رہا تھا بہت قیمتی تھیں۔۔۔۔

شاہ جی کچھ دیر بعد اندر آیا۔۔۔۔۔۔

کھانا کھاؤ گی۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔

کیوں؟؟؟

میں کھانا کھا کر نکلتی ھوں گھر سے۔۔۔۔۔۔۔۔

خالی پیٹ کسی کی خدمت میں پیش ھونا مشکل ھو جاتا ھے۔۔۔۔

اچھا۔۔۔۔ تمھارے ساتھ اور بھی کوئی ھے؟؟؟

ہاں دو تین لڑکیاں اور ھیں۔۔

لیکن تم کیوں پوچھ رھے ھو۔۔۔

کوئی اور گاہک ھیں کیا؟؟؟

نہیں ویسے ہی پوچھ رہا تھا میں۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی نے دراز سے چیک بک نکالا کر بلینک چیک بندیا کے آگے رکھا۔۔۔

رقم لکھو اس پر۔۔۔۔۔۔

وہ چیک بک لیتے ھوئے بولی۔۔۔۔۔ابھی تمھارا کام نہیں ھوا۔۔۔

اسکے بعد لکھوں گی۔۔۔۔۔

کام ھو جائے گا تم پہلے رقم لکھو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بندیا کچھ سوچنے لگی۔۔۔۔

پھر بولی بارہ گھنٹوں کے حساب سے تو چھ لاکھ بنتے ھیں۔۔۔۔

چلو تم چار لاکھ دے دو۔۔۔۔

اس نے چار لاکھ کی اماؤنٹ لکھی۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی نے اسکا چیک چھوڑ کر اپنا دوسرا چیک نکالا۔۔۔۔

میں نے کہا تھا دگنا دونگا تمھیں۔۔۔

چھ کے حساب سے پھر بارہ لاکھ بنتے ھیں۔۔۔۔

شاہ جی نے بارہ لاکھ کا چیک اسکے ہاتھ میں دیا۔۔۔۔۔۔

وہ حیرت سے پھٹی آنکھوں سے کبھی شاہ جی کو دیکھتی اور کبھی بارہ لاکھ کے چیک کو۔۔۔۔

شاہ جی ابرو اٹھا کر بولا۔۔۔

کم ھیں کیا؟؟؟؟؟

نہیں بہت زیادہ ھیں۔۔۔۔

اتنا تو میں مہینوں نہیں کما سکتی۔۔۔۔۔

جتنا آپ نے ایک بار میں۔۔۔۔۔۔

شاہ جی اسکی بات کاٹ کر بولا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کب سے ھو اس فیلڈ میں۔۔۔۔۔

بندیا کا سر جھک گیا۔۔۔

جب سے اپنے رشتوں نے دھوکا دیا ھے۔۔۔۔۔

شاہ جی چیئر اسکے قریب کھسکا کر بیٹھا۔۔۔۔

کونسے اپنے رشتوں نے۔۔۔۔

باپ اور شوہر۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی نے سگریٹ سلگائی۔۔۔۔۔۔

کیوں باپ نے کیا کیا؟؟؟

اس نے ایک لڑکی کو اپنے ساتھ رکھنے کی خاطر مجھے ایک وحشی درندے کے حوالے کر دیا۔۔۔۔۔

شاہ جی نے اگلا سوال پوچھا۔۔۔۔۔

اور شوہر نے کیا کیا؟؟؟؟

شوہر نے میرے باپ سے بدلہ لینے کی خاطر اسی لڑکی کے پیچھے جو میرے باپ کی تحویل میں ھے۔۔۔۔

نا صرف مجھے بیچا بلکہ میری دودھ پیتی معصوم سی بچی کو بھی نگل گیا۔۔۔۔۔۔۔

کہاں ھیں وہ دونوں اب؟؟؟

نہیں معلوم مجھے۔۔۔۔۔

شاہ جی سگریٹ کا دھواں ھوا میں اڑا کر بولا۔۔۔۔

تم کبھی پلٹ کر اپنے گھر نہیں گئ۔۔۔۔۔۔

نہیں جا سکتی۔۔۔۔۔

کیوں؟؟؟

جب تک اپنے باپ اور شوہر کی معشوقہ سے اپنا بدلہ نہیں لے لیتی تب تک نا گھر پلٹ سکتی ھوں۔۔۔۔

اور نا موت کی آغوش میں سو سکتی ھوں۔۔۔۔۔

شاہ جی کو اسکی آنکھوں میں انتقام کی آگ بھڑکتی ہوئی نظر آئ۔۔۔۔۔۔۔

جو آہستہ آہستہ اسکے لہجے میں بھی اتر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

ابھی کس کے ساتھ رہ رہی ھو؟؟؟؟

جمنا بائی کیسا تھ۔۔۔۔۔

ھممممم صحیح۔۔۔۔

شاہ جی اٹھ کر پھر باہر گیا۔۔۔۔

اور پھر پلٹ کر واپس نا آیا۔۔۔۔۔۔

کافی دیر بند یا اسکی راہ تکتی رہی۔۔۔۔۔

پھر کمرے سے باہر آئی تو وہ کسی سے فون پر باتیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔

اسے دیکھ کر فون کاٹا۔۔۔۔

باہر کیوں آئی ھو؟؟؟

کیونکہ تم اندر نہیں آئے۔۔۔۔۔۔

آتا ھوں تم جاؤ۔۔۔۔۔

لیکن صاحب جی میں سو گئی تو؟؟؟؟؟؟؟

اٹھا لونگا۔۔۔۔۔۔۔

اچھا۔۔۔۔۔۔

وہ جمائی لیتی اندر واپس گئی تو بیڈ پر لیٹ کر شاہ جی کا انتظار کرتے کرتے سو گئی۔۔۔۔۔۔

اسکی آنکھ جب کھلی تو صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔۔۔۔۔۔

اس نے اپنے آس پاس دیکھا۔۔۔

شاہ جی نہیں تھا۔۔۔۔۔

اور وہ اکیلی تھی بلکل۔۔۔۔۔

اس نے اٹھ کر اپنا آپ سامنے ڈریسنگ ٹیبل پر لگے شیشے میں دیکھا۔۔۔۔۔

بلکل صحیح سلامت تھی وہ۔۔۔۔

ناکاجل پھیلا ھوا تھا ناھونٹوں کی لپ اسٹک اتری تھی۔۔۔

بال بھی بلکل سلیقے سے رات جیسے ہی لپیٹے ھوئے تھے۔۔۔۔۔

پل بھر اسے سب کچھ خواب سا لگا۔۔۔۔۔۔

وہ بے یقینی کے سمندر میں غوطہ زن ھوتی باہر آئی۔۔۔۔

کوئی بھی نا تھا۔۔۔۔

اس نے ہر کمرے کا دروازہ کھول کر جھانکا۔۔۔۔

گھر بلکل خالی تھا۔۔۔۔

اسکی نظریں شاہ جی کو ڈھونڈنے لگیں۔۔۔۔

وہ کچن سے چائے کی ٹرے ہاتھ میں لیے برآمد ھوا۔۔۔۔۔

اٹھ گئ تم۔۔۔۔۔۔

کہاں تھے تم؟؟؟

وہ حیرت سے پوچھنے لگی۔۔۔۔۔

یہیں تھا۔۔۔۔

لیکن رات کو تم آئے نہیں میرے پاس نا مجھے جگایا۔۔۔۔۔

چھوڑو اس بات کو رات گئ بات گئ۔۔۔۔۔

چائے پی لو تمھارا ٹائم پورا ھونے والا ھے۔۔۔۔۔

وہ اک ٹک شاہ جی کو دیکھتی رہی۔۔۔۔۔

شاہ جی چائے کے سپ لیکر بولا۔۔۔۔

پی لو اتنی بری نہیں بناتا میں۔۔۔۔

بندیا کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگ گ ئے۔۔۔۔۔

اررررےےےےےے۔۔۔

کیا ھوا رو کیوں رھی ھو؟؟؟

شاہ جی کے پوچھنے پر وہ اور بھی زیادہ رونے لگی۔۔۔۔۔

سنا تھا تمھارے خدا کے فرشتے انسان کے ساتھ ساتھ ھوتے ھیں۔۔۔

آج اپنے ساتھ بھی دیکھ لیا۔۔۔۔۔

میں فرشتہ نہیں گنہگار سا عام سا انسان ھوں۔۔۔۔

نہیں تم انسان نہیں میرے لیئے بھگوان ھو۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ھے تم رونا تو بند کرو۔۔۔۔۔

شاہ جی نے پانی کا گلاس اسکے سامنے رکھا۔۔۔۔۔

دنیا کہ اب تک ہزار مرد دیکھے ھیں۔۔۔۔۔

ہر روپ میں۔۔۔ میں نے مرد کو شیطان پایا ھے۔۔۔۔۔

جو اپنی ھوس میں لمحہ بھر کیلیئے بھی ھمیں انسان نہیں سمجھتا۔۔۔۔

وہ بس ھمارے جسم کو نوچتا ھوا اپنی ایک ایک پائی وصول کرتا ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جانتے ھو ھمارے سامنے ان مردوں کی شرافت برھنہ ھوتی ھے جو شرافت کا چولہ پہنے معاشرے میں بڑے مہذب کہلاتے ھیں۔۔۔۔۔

اور لوگوں کو شرم و حیا کا درس دے رہے ہوتے ہیں۔۔۔

ایسے مرد ہمارے سامنے لباس میں بھی بے لباس ہی ہوتے ہیں۔۔۔

دیکھو بندیا۔۔۔۔۔

تم اور تم جیسی ہزاروں عورتیں ہیں جو یہ کام اپنی مرضی سے نہیں کسی نا کسی مجبوری سے کرتی ہیں۔۔۔

کچھ محبت میں اندھی ہو کر یہاں آتی ہیں اور کچھ تم جیسے حالات کا سامنا کرتی ہوئ۔۔۔۔۔

لیکن تم کو وحشیا اور پیشہ ور جسم فروش عورت کا نام بھی تو ہم جیسے مردوں نے ہی دیا ہے۔۔۔۔

یہ دھندا یہ کوٹھے یہ سب ہم جیسے شرافت کا لبادہ اوڑھے مردوں کا کاروبار ہے جہاں تم جیسی لڑکیاں ملازمت کرتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور ان مردوں کے دل بہلاتی ہیں جو سماج کیلئے ناسور ہیں۔۔۔۔۔

شاہ جی کی بات پر بندیا کے آنسو ایک بار پھر بہنے لگے۔۔۔۔۔۔

تم جیسی ہی عورتیں ہیں جو مردوں کی اصل قیمت جانتی ہیں۔۔۔

کہ اس جسم کے بازار میں وہ کتنے روپوں میں بکتے ہیں۔۔۔۔۔

ورنہ ھمارے گھر کی عورتوں کیلی ئے تو ھم انمول ھیں اور ھماری خدمت میں دن رات ایک کر کے وہ اپنے لیے ھمیں جنت کا راستہ سمجھتی ھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن ھمارے من اور تن کی جہنم تم جیسی عورتیں ہی سہار سکتی ھیں۔۔۔۔۔

جانتی ھو تمھارے یہاں آکر مرد تمھیں خریدتا نہیں اپنے آپ کو بیچتا ھے۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنا سودا کرتا ھے وہ کہ کس حد تک اور کتنے میں خود کو بیچ سکتا ھے۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی کا اک اک لفظ اسکے رگوپے میں شامل ھو رہا تھا۔۔۔۔

کیسا بیوپاری تھا یہ۔۔۔۔

جس نے بندیا کا جسم نہیں اسکا مان سمان خرید لیا تھا۔۔۔۔۔۔

کیا ایسے مرد بھی ھیں دنیا میں؟؟؟؟؟

جو اپنے نام کا مطلب اپنے کردار میں لی ئے اس دھرتی پر موجود ھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چلو نو بجنے والے ھیں۔۔۔

ناشتہ کر لو پھر چلتے ہیں۔۔۔۔۔

وہ داغدار آنچل سے اپنے آنسو پونچھنے لگی جو آج تک اسکی آنکھوں سے کسی کیلی ئے نا بہہ سکے تھے۔۔۔۔۔۔

شاہ جی کو اس وقت اسکی بے بسی پر بہت شرمندگی ھو رہی تھی کہ آخر کو وہ بھی تو مرد ہی تھا۔۔۔۔۔۔

پھر شاہ جی کیسا تھ وہ گاڑی میں بیٹھی۔۔۔۔۔

وہ سیدھا اسکے گھر کے سامنے جا کر رکا۔۔۔۔

بندیا نے حیرت سے اسے دیکھا کہ وہ یہاں تک آیا کیسے اس نے تو اپنا اتہ پتہ نہیں بتایا تھا۔۔۔۔

شاہ جی نے اسے اپنا موبائل نمبر دیا۔۔۔۔۔

سنو۔۔۔۔۔

یہ نمبر رکھ لو جب بھی ضرورت پڑی ایک کال کر لینا۔۔۔۔

لیکن کسی مرد کے حوالے اب خود کو مت کرنا۔۔۔۔۔۔

بندیا کی تو زبان ہی بند ھو گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی نے اسکی آنکھوں کے آگے چٹکی بجائی۔۔۔۔۔

ھیلووووو۔۔۔۔

بندیا نے چونک کر شاہ جی کو چھوا۔۔۔۔۔

کیا ھوا؟؟؟

دیکھ رہی ھوں چھو کر کہ واقعی انسان ھو یا انسان کے روپ میں بگھوان۔۔۔۔۔۔

انسان ہی ھوں میں بھگوان نہیں ھو سکتا تمھارا۔۔۔

نام کیا ھے تمھارا؟؟؟؟؟

کیوں کیا کرو گی نام کا؟؟؟

پوجا کرو نگی تمھاری۔۔۔۔۔

وہ مسکرا کر بولا۔۔۔۔

شاہ جی کہتے ھیں لوگ مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد کو جب سے رتابہ سے محبت ھوئی تھی اسکا رتابہ سے دور رہنا نا ممکن ھوتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔

رتابہ عضد کے بدلتے روئیے پر حیران تھی کہ کسطرح عضد پتھر سے موم بنا تھا۔۔۔۔۔

اسکی دعائیں رب نے سن لیں تھی۔۔۔۔۔۔

پہلے وہ دعا میں ہر وقت صرف عضد کے دل میں رحم ڈالنے کی دعائیں کرتی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اور اب وہ اپنے لیے بھی دعا مانگنے لگی تھی۔۔۔۔۔۔

لیکن اسکے دل میں اب بھی ڈر موجود تھا کہ نا جانے کب اور کس بات پر عضد پھر سے نا بدل جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی کایا پلٹنے میں ذرا دیر نہیں لگتی تھی۔۔۔۔۔۔

نمل اور نرگس کے جاتے ہی دوسرے دن مایا بھی واپس آ چکی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ پہلے تو رتابہ سے بات تک نا کرتی تھی۔۔۔۔

لیکن اسکی محبت عضد کی آنکھوں میں دیکھ کر اسکے من کی نفرت اب زباں تک آ گئی تھی۔۔۔۔۔

اسے جب موقع ملتا وہ بات بات پر رتابہ کو ٹوکتی اور باتیں سناتی تھی۔۔۔۔

لیکن یہ سب وہ عضد کی غیر موجودگی میں کرتی تھی۔۔۔۔

رتابہ خاموشی سے برداشت کر لیتی تھی۔۔۔۔

کیونکہ یہ سب سہنے کی عادت اسے بچپن سے تھی۔۔۔اور وہ یہ بات بھی اچھے سے جانتی تھی کہ مایا اس طرح لڑائی کر کے گھر کا ماحول خراب کرنا چاہتی ھے۔۔۔۔۔

اسلیے رتابہ اسے خاموشی سے برداشت کرنے لگی اور اتنا ہی زیادہ رتابہ کی خاموشی اسکی برداشت سے باہر ھونے لگی۔۔۔۔۔۔

علی نے ایک دو بار اسے دیکھا تو سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔۔

لیکن وہ اب علی کی سمجھ سے باہر ھوتی جارہی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ عضد سے جنونی محبت کر بیٹھی تھی۔۔۔۔۔۔

اسکا بس اپنے آپ پر بھی نہیں چلتا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ رتابہ اور عضد کو ایک ھوتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔۔

اسکی حاسد محبت نے اسکی پرسنالٹی کو اسکی انسانیت کو بھی مسخ کر رکھ دیا تھا۔۔۔۔

وہ مسلسل رتابہ کی کسی خطا کی منتظر تھی۔۔۔۔۔

جسکے بلبلوتے پر وہ عضد سے اسکو جدا کرنا چاھتی تھی۔۔۔۔

اس جنون میں وہ یہ بھی بھول گئی کہ عضد سے رتابہ کو جدا کر کے وہ ھو سکتا ھے عضد اسکے قابل بھی نا رہتا۔۔۔۔۔۔

اسکا چڑچڑا پن دن بدن بڑھتا جارہا تھا۔۔۔۔۔

جسے علی اور عضد بھی محسوس کر رھے تھے۔۔۔۔

رات کا کھانا وہ سب ساتھ ہی کھا رھے تھے لیکن رتابہ نا آئ۔۔۔

عضد کھانا چھوڑ کر اسکے پیچھے گیا۔۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر لیٹی ھوئ تھی۔۔۔

کیا ھوا کھانا کھانے نیچے کیوں نہیں آئ۔۔۔۔

وہ اٹھ کر بیٹھی اور اپنے لمبے سیاہ بال لپیٹنے لگی۔۔۔۔

مجھے بھوک نہیں۔۔۔

کیوں؟؟؟

بس ویسے ہی دل متلی کر رہا ھے۔۔۔۔۔۔۔۔

اوہ اچھا۔۔۔۔۔

لیکن کچھ تو کھالو؟؟؟

ابھی نہیں۔۔۔

بھوک لگی تو کھالو نگی۔۔۔۔

عضد واپس نیچے آیا لیکن اس نے کھانا نہیں کھایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رات کو خالی پیٹ رتابہ کو نیند نہیں آ رہی تھی کبھی دائیں کبھی بائیں وہ کروٹیں بدلتی رہی۔۔۔

عضد اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

وہ ہاتھ سے پکڑ کر اسے نیچے لایا۔۔۔۔۔۔۔

اور کھانے کی ٹیبل پر بٹھایا۔۔۔۔

وہ فرج کھولے کھڑا تھا۔۔۔۔

رتابہ اٹھ کر پاس آئی۔۔۔۔۔

آپ جائیں میں کھالونگی کھانا۔۔۔۔

نہیں میرے سامنے کھاؤ گی تب جاؤنگا۔۔۔

رتابہ نے کھانا نکال کر گرم کیا اور ٹیبل پر رکھا۔۔۔۔

عضد میز پر کہنیاں ٹکائے بڑے پیار سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اسکے مسلسل اسطرح دیکھنے پر رتابہ جھینپ سی گئی۔۔۔۔

لیکن عضد اسکے کھانا کھانے تک یونہی اسے نظروں میں لیئے بیٹھا رہا۔۔۔۔۔

رتابہ سے کھانا نا کھایا گیا۔۔۔

وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

تو عضد نے اسے ہاتھ سے پکڑا۔۔۔

یہ دو نوالے کھانے تھے تم نے بس۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں کھایا جا رہا مجھ سے۔۔۔۔

بیٹھو ادھر میں کھلاتا ھوں۔۔۔۔

میرا دل نہیں چاہ رہا اس نے ہاتھ چھڑایا۔۔۔

لیکن عضد بضد تھا۔۔۔

اس نے رتابہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے واپس بٹھایا۔۔۔

اب ہلنا مت چپ کر کے بیٹھی رھو۔۔۔۔۔۔۔

اسکا لہجہ حکمانہ تھا۔۔۔۔

عضد نے نوالہ اپنے ہاتھ سے بنا کر اسکے منہ میں ڈالا۔۔۔

اسے کھانا پڑا اب۔۔۔۔

عضد نے کچھ نوالے ہی کھلائے تھے کہ اس نے عضد کا ہاتھ روکا۔۔۔

اور کافی منع کیا کہ وہ خود کھالے گی وہ بچی تو نہیں لیکن عضد نے اسے موقع نا دیا کہ وہ اپنے ہاتھ سے کھاتی۔۔۔۔

بس ایک اور۔۔ایک اور۔۔ کہہ کر عضد نے اسے پوری روٹی کھلائی۔۔۔۔۔۔

آخری نوالہ اسکے ہاتھ میں تھا جو عضد نے زبردستی اسکے منہ میں ڈالا تو رتابہ کے دانتوں تلے اسکی انگلی آگئی۔۔۔۔

اس کے منہ سے آؤچھ کی آواز نکلی۔۔۔۔تو رتابہ ڈر گئی۔۔۔۔

عضد ہنس پڑا۔۔۔۔

وہ فوراً سوری بولی۔۔۔

نا بابا سوری سے کام نہیں چلے گا۔۔۔۔۔

اس نے بغیر چبائے نوالہ حلق سے نگلا۔۔۔۔

تو پھر۔۔۔۔۔

وہ اسکی سیاہ چمکدار آنکھوں میں جھانک کر بولا۔۔۔

اب تمھیں مجھے بھی کھلانا ہوگا اپنے ہاتھوں سے۔۔۔۔

آپ نے تو کھا لیا تھا کھانا۔۔۔

نہیں جناب آپکے بغیر دل ہی نہیں چاہا۔۔۔

تو کیا آپ بھی بھوکے ھیں۔۔۔۔

وہ پیٹ پر ہاتھ رکھ کر بولا۔۔۔

بہت زیادہ۔۔۔

تو پہلے بتاتے نا۔۔۔۔

چلو اب بھی بتا دیا ھے نا!!!!!!!۔۔۔

اب تم کھلاؤ گی۔۔۔۔

اس نے جلدی سے سالن پلیٹ میں ڈالا۔۔۔

اور عضد کو کھلانے لگی۔۔۔۔۔

اسکی انگلی بھی عضد کے دانتوں تلے آئی تو اس نے فوراً ہاتھ واپس کھینچا۔۔۔

بدلہ لے لیا نا آپ نے۔۔۔۔

نہیں یار بدلہ لینا ھوتا تو ایسے نا لیتا۔۔۔۔

اچھا!!!!۔۔

پھر کیسے لیتے۔۔۔۔۔

عضد اپنی feelings کا اظہار نا کر سکا۔۔۔۔

لیکن اسکی بولتی آنکھوں نے رتابہ کو وہاں سے اٹھنے پر مجبور کر دیا۔۔۔۔۔۔

کہاں بھاگ رہی ھو۔۔۔

میرا پیٹ نہیں بھرا ابھی۔۔۔۔

وہ کچن سے نکلتے ھوئے پلٹ کر بولی۔۔۔

نہیں بھرنے والا آج آپکا پیٹ۔۔۔

مجھے نیند آرہی ھے میں جارہی ھوں۔۔۔۔۔

مجھے بھی آرہی ھے نیند میں بھی آرہا ھوں۔۔۔۔۔

کرنا مشکل تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ accept رتابہ کیلئے عضد کا یہ روپ فوری طور پر

کیونکہ وہ چار سال ھونے کو تھے اس نے عضد کے دو ہی روپ دیکھے تھے۔۔۔۔۔

ایک اس پر وقتی ترس کھاتا ھوا اور دوسرا نفرت کا۔۔۔۔۔

اب عضد کی محبت کا روپ انوکھا تھا اسکے لیئے۔۔۔۔

عضد بھی اسکے ساتھ کوئی زور یا زبردستی نہیں کرنا چاھتا تھا۔۔۔۔

وہ اسے چاھنے لگا تھا اور وہ یہ بھی چاھتا تھا کہ رتابہ اپنی چاھت کے اقرار کیساتھ اسکے قریب آئے۔۔۔۔۔

دے رہا تھا کہ وہ خوشی space اسکے لی ئے رتابہ کو کچھ وقت چاھی ئے تھا اور عضد اسے سے اور محبت کیسا تھ اپنے اس ازدواجی رشتے کو قبول کرے۔۔۔۔۔۔۔

عضد کا موڈ آج بہت اچھا تھا۔۔۔

کافی دنوں بعد آج وہ اپنے کمرے میں بیٹھا رومینٹک مووی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

رتابہ سارے کام نمٹا کر کمرے میں آئی۔۔۔

یہاں آؤ۔۔۔

عضد نے اسے اپنے سا تھ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔

وہ اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھی۔۔۔۔۔۔۔

فلم اچھی لگتی ھے تمھیں؟؟

نہیں میں نے کبھی نہیں دیکھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھا کرو یار وقت اچھا گزر جاتا ھے۔۔۔۔

کیوں ان میں ایسا کیا ھے کہ وقت اچھا گزرے۔۔۔۔

دیکھو گی تو پتہ چلے گا۔۔۔۔۔

اس نے ٹی وی اسکرین پر نظر ڈالی۔۔۔۔۔

جہاں شاہ رخ خان اور سونالی کا رومانوی سین چل رہا تھا۔۔۔

یہ سب ھوتا ھے فلموں میں۔۔۔۔

میں بھی ھوتا ھے۔۔۔۔ دیکھو گی زمانے کے رنگ تو سیکھو گی نا۔۔۔۔۔۔۔ ہاں real life

وہ اٹھ کر بیڈ کے دوسری طرف جا کر لیٹ گئی۔۔۔۔۔

مجھے نہیں دیکھنے ایسے رنگ۔۔۔۔

اچھا یعنی ڈائریکٹ مجھے ہی رنگنا پڑے گا تمھیں اپنے رنگوں میں۔۔۔۔

کونسے رنگوں میں اس نے عضد کیطرف دیکھا۔۔۔۔

عضد اسکو خود سے قریب پا کر اسوقت اسکی آنکھوں میں دیکھ کر خود کو زیادہ بے چین نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایسے رنگوں میں۔۔۔

عضد نے ریمونٹ سے ٹی وی کی طرف اشارہ کیا تو۔۔۔۔۔۔۔ رتابہ نے شرما کر کمبل منہ تک اوڑھ لیا۔۔۔۔۔

عضد نے اسوقت اسکا شرمانا دیکھا تو اسکا دل چاہا وہ اسے بانہوں میں بھر کر خوب پیار کرے لیکن وہ رتابہ کی مرضی نا دیکھ کر رک گیا۔۔۔

اپنے جذبات اپنے من میں لیے وہ فلم کا پورا گانا ساتھ ساتھ گنگنا رہا تھا۔۔۔

دیوانہ میں تیرا دیوانہ۔۔۔۔

محبت کیا ھے اب یہ جانا۔۔۔۔۔

نظریں جو جھوم کے آئیں تجھے چوم کے چھانے لگا نشہ۔۔۔۔۔۔

آنکھوں نے تیری۔۔۔

آنکھوں سے میری جانے کیا کہا۔۔۔

جانے کیا کہا۔۔۔

اپنے ہی رنگ میں مجھ کو تو رنگ لے۔۔۔۔۔

یہی تو کہا۔۔۔

بس یہی تو کہا۔۔۔

رنگائی مجھ کو دو گے کیا صنم۔۔۔۔

تو رکھ لے میری لاج اور شرم۔۔۔۔۔

دیوانہ میں تیرا دیوانہ۔۔۔۔۔

عضد کی اِواز رتابہ کو خواب و خیال کی دنیا میں لے گئ۔۔۔۔

سانسوں نے تیری دھڑکن سے میری جانے کیا کہا۔۔۔

جانے کیا کہا۔۔۔

افففف کیا ادا ھے سب کو پتہ ھے پوچھتے ھو کیا۔۔۔۔

پوچھتے ھو کیا۔۔۔

اشارہ کر رھے ھیں کیا یہ پل۔۔۔۔۔

تمھارے ہونٹوں پر لکھوں غزل۔۔۔۔۔۔

عضد کے اس بول پر رتابہ کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔۔۔۔

دیوانہ میں تیرا دیوانہ۔۔۔۔

دیوانہ دل ھوا دیوانہ۔۔۔۔۔۔۔

نمل زیان کے ساتھ لیٹی ھوئ تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

باہر بیل بجی تو اسے دروازہ کھولنے جانا پڑا۔۔۔

نرگس نماز پڑھ رہی تھی۔۔۔۔۔

دروازے پر چھوٹا سا بچہ تھا۔۔۔۔۔

اس نے مٹھائ سے بھری پلیٹ نمل کے ہاتھ میں تھمائ۔۔۔

یہ کس لیے لائے ھو۔۔۔۔

آنٹی ھمارے یہاں پیاری سی منی آئ ھے۔۔۔

اسکی خوشی میں لایا ھوں۔۔۔۔

نمل کی آنکھوں میں نمی سی تیرنے لگی۔۔۔۔۔

اس نے کچن میں بے دلی سے مٹھائ نکالی اور پلیٹیں بچے کو واپس دے کر زور سے دروازہ بند کیا۔۔۔۔

ایک بار پھر سے ماں نا بننے کا احساس اور اپنی خالی گود اسے خون کے آنسو رلانے لگی۔۔۔۔

نرگس اسکے پاس آئ۔۔۔۔

جو اداسی کی چادر اوڑھے روئ روئ آنکھوں سے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔۔

کیا ھوا میری جان۔۔۔۔۔۔

نماز نہیں پڑھی تم نے؟؟؟

نہیں امی۔۔۔۔

کیوں؟؟؟

دل نہیں چاہ رہا۔۔۔۔۔

یہ کیا بات ھوئ؟؟؟

بس امی۔۔۔۔ نمل کے لہجے میں مایوسی اور ناراضگی چھلک رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ خالی خالی آنکھوں سے ماں کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

آپ نے پڑھ لی نماز؟؟؟؟

جی۔۔۔۔۔

امی آپ میرے لیے دعا کرتی ھیں۔۔۔۔۔۔۔

نرگس نے اسکا سوال سن کر ہلکے سے اسکے سر پر چپت لگائ۔۔۔۔۔

پگلی ماں کی دعا مکمل کہاں ھوتی ھے جب تک اسمیں اولاد کا نام نا ھو۔۔۔۔۔۔

عورت جب ماں بنتی ھے نا تو پھر اپنے لی ئے کچھ نہیں مانگ پاتی۔۔۔۔۔۔

اسکی ہر راحت اولاد کی خوشی میں پنہا ھوتی ھے۔۔۔۔۔

امی کہتے ھیں ماں اور رب کے بیچ کوئی پردہ نہیں ھوتا۔۔۔۔

پھر جو عورت ماں نہیں بن سکتی تو کیا وہ رب کے قریب نہیں ھو سکتی؟؟؟؟؟

اسکی ارمانوں کی یلغار تلے نرگس کی ممتا گھٹ کر رہ گئی۔۔۔۔۔۔

میری جان رب تو ان سے بھی دور نہیں جو اسکی واحدانیت سے انکار کیے بیٹھے ھیں۔۔۔۔

وہ ان کیلیے ان پتھر کے بتوں میں بھی موجود ھے جس سے وہ پر امید ھو کر مانگتے رہتے ھیں۔۔۔۔۔۔

تم تو اسکے محبوب کی امتی ھو میری جان۔۔۔۔۔

وہ تم سے دور کیسے رہ سکتا ھے؟؟؟؟؟

نمل ماں کو دیکھ کر بولی امی میں اللہ سے مانگ مانگ کر تھک گئی ھوں۔۔۔۔۔

میری بچی ھم اللہ سے عاجزی کیساتھ مانگتے رہنا چاھیے۔۔۔۔۔

لیکن دعا کو اپنی ضد بنا کر نہیں بیٹھ جاتے۔۔۔

اللہ سے ناراض ھو کر ھم جی سکتے ھیں؟؟؟ ھم تو ھیں ہی اللہ سے ناراض۔۔۔۔ ھم راضی ھوتے ہی کب ہیں؟؟؟ مگر میرا رب ھم سے راضی رہتا ھے۔۔۔۔

میری جان ھم رب کے بغیر جی سکتے ھیں اس کی عبادات کے حق سے غفلت برت سکتے ھیں۔۔۔

اپنی دعاؤں کو قبول نا ھوتا دیکھ کر اسکی راہ سے اپنے قدم پیچھے کھینچ لیتے ہیں۔۔۔۔۔

لیکن وہ ھم سے ناراض ھو کر ھماری سانس نہیں کھینچتا پانی نہیں روکتا کھانا نہیں روکتا۔۔۔۔ وہ دیتا ہی جاتا ھے، اور دیتا ہی رہتا ھے لیتا نہیں ھے۔۔۔۔

وہ رب اللہ ھے محبت کا راز ھے سراپا نور ھے۔۔۔۔ ھم پکاریں تو سہی اسے دل سے۔۔۔ میری بچی جب دل کی گہرائیوں سے الفاظ دعا بن کر نکلتے ہیں نا تو میرا رب ان الفاظ کو قبولیت کی چادر اوڑھا دیتا ھے۔۔۔۔

اللہ اور دعا۔۔۔۔

انسان کا ربط اللہ سے ھے ہی دعا کی صورت۔۔۔

بلکل ایسے جیسے ایک ڈوری کے دو سِرے ھوتے ھیں۔۔۔

دعا ھے تو ھم ھیں۔۔۔ اللہ ھے تو ھم ھیں۔۔۔۔ وہ تو اپنا مالک ھے نا۔۔۔۔ بس یہی یقین، یہی یقین ھو کہ وہ اپنا ھے۔۔۔۔

جب وہ اپنا ھے تو سب اپنا ھے۔۔۔۔

تم تھک گئ ھو لیکن وہ تو آج نہیں تھکا۔۔۔

کروڑوں عربوں کی تعداد سے انسانوں کو دیکھ رہا سن رہا ھے۔۔۔۔۔۔

وہی اک ذات ازل سے ھم کو سنبھالے ھوئے ھے۔۔۔۔

جو ھمیشہ سے تھا اور ھمیشہ رھے گا۔۔۔۔۔۔

یہ دنیا اسکے رنگ۔۔۔

پھول بادل ھوا پانی خوشبو جانور انسان یہ رشتے یہ ناطے۔۔۔

یہ گھر تمھارے یہ اعضاء انکی حرکت سب کچھ اسکی عطا ھے۔۔۔

اسکی عطاؤں سے بھی ھم نظریں پھیر لیتے ھیں۔۔۔

کیا کبھی اپنی خطاؤں پر خود سے بھی گلہ کیا ھم نے؟؟؟

کبھی ناراض ھوئے ھیں ھم خود سے؟؟؟؟

نمل نے نقاہت سے ناں میں سر ہلایا۔۔۔۔

تو کیا یہ تمھاری خود غرضی نہیں۔۔۔۔۔۔

نمل ماں سے لپٹ گئی۔۔۔۔

نرگس بڑے پیار سے اسے تھپکی دیتے ھوئے بولی۔۔۔

وضو بناؤ اور اپنا فرض پوری خوشنودی کیساتھ ادا کرو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حافظ صاحب سعودیہ سے واپس آ چکے تھے۔۔۔۔

زیان بہت زیادہ بیمار تھا۔۔۔۔۔

رتابہ کا دل بہت اداس تھا اپنے بچے کا سن کر۔۔۔۔۔

اس نے عضد سے لاھور جانے کہا تو اس نے آفس کی مصروفیت سامنے رکھ دی۔۔۔۔

رتابہ نے سارا دن اداس گزارا۔۔۔

کھانا بھی نا کھایا اس نے۔۔۔

عضد سے دوبارہ اس نے کال کر کے پوچھا۔۔۔۔

تو عضد نے صاف منع کر دیا کہ ابھی کچھ ہی دن ھوئے تھے انکو یہاں سے گئے ھوئے۔۔۔۔۔

وہ وہیں صوفے پر روتے روتے سو گئی۔۔۔۔

علی گھر جلدی آ گیا تھا۔۔۔۔

اسے اسطرح صوفے پر سویا دیکھ کر اسکے پاس آیا۔۔۔۔

رابی بھی وہی تھی۔۔۔

کیا ھوا اسے ایسے یہاں کیوں سو رہی ھے ؟؟؟

صاحب جی زیان بیمار ھے بہت یہ جانا چاہ رہی تھیں لاھور عضد صاحب نے منع کر دیا۔۔۔۔

ابھی وہ یہ بات ہی کر رہی تھی کہ عضد اور مایا ایک ساتھ اندر آئے۔۔۔۔۔۔۔

علی دو قدم پیچھے ھوا رتابہ سے۔۔۔۔

عضد نے بھی پوچھا رابی سے۔۔۔

صاحب جی پورا دن کچھ نہیں کھایا انہوں نے ابھی رو رو کر سوئی ھیں۔۔۔

اچھاااا۔۔۔

وہ اسکے پاس آیا۔۔۔

آنسو اسکی پلکوں پر موتی کیطرح چمک رھے تھے۔۔۔۔۔۔

عضد نے احتیاط سے اسے اٹھایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے نیند میں سر اٹھا کر ایک نظر عضد کو دیکھا پھر سو گئی۔۔۔

وہ اسے گود میں لیے اپنے کمرے میں آیا۔۔۔

مایا ایک ٹک کھڑے یہ سب دیکھتی رہی۔۔۔۔

علی بھی وہی تھا جو مایا کے چہرے پر ناگواری کے آثار بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

تم کیوں غصے میں ھو تمھیں کیا ھوا ھے ؟؟؟

کچھ نہیں وہ پرس صوفے پر پھینک کر خود بھی گرنے کے انداز میں بیٹھی۔۔۔۔۔۔

علی کو کچھ کچھ شک ھونے لگا تھا کہ وہ عضد کیساتھ رتابہ کو دیکھ کر برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہیں یہ رتابہ کی جگہ لینے کی کوشش تو نہیں کر رہی۔۔۔

اگر عضد رتابہ کیساتھ اسے بیوی کا حق دیکر انصاف کیساتھ چلا تو مایا میں انکی زندگی میں تمھارے یہ بڑھتے قدم روک لونگا۔۔۔۔

رتابہ کی زندگی میں تمھیں اسکی جگہ کبھی بھی نہیں لینے دونگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ من ہی من میں خود سے ہی سوال جواب کرنے لگا۔۔۔۔۔

URDUNovelians

نمل جازب کی گود میں سر رکھے لیٹی ھوئ تھی۔۔۔

ایک بار پھر ان کے درمیان عضد اور رتابہ کے ٹاپک پر بات ھو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

نمل پریشان تھی بہت۔۔۔

اسے پریشان دیکھ کر جازب اسکے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اسے تسلی دینے لگا۔۔۔

رات کے دس بج رھے تھے۔۔۔۔۔

نمل نمل نمل۔۔۔۔

دیکھو تو کون آیا ھے؟؟؟

وہ دونوں نرگس کی آواز پر باہر آئے تو سامنے عضد اور رتابہ تھے۔۔۔۔

ان دونوں نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا کہ ابھی وہ انکا ذکر ہی کر رھے تھے اور وہ انکے سامنے موجود تھے۔۔۔۔۔

نمل اور رتابہ بڑی گرمجوشی سے ملیں۔۔۔۔

جازب اور عضد بھی بغلگیر ھوئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حافظ صاحب بھی کمرے سے باہر آئے۔۔۔

رتابہ کا ماتھا چوما۔۔۔۔

پھر عضد کو گلے لگا کر اسکا حال احوال پوچھا۔۔۔۔

انکے اچانک سرپرائز پر سبھی بہت خوش تھے۔۔۔۔۔

رتابہ نمل کیساتھ اسکے کمرے میں گئ جہاں زیان سو رہا تھا۔۔۔

سوئے ھوئے زیان کو گود میں لی ئے وہ اسے چوم چوم کر تھک نہیں رہی تھی۔۔۔۔۔

بس کر دو یار کیا کھا جاؤ گی اسکو آج۔۔۔۔۔

اسی کیلی ئے تو آئی ھوں۔۔۔۔۔

نمل شکوہ کرتے ھوئے بولی اچھاااا تم پھر ھم سب کس کھاتے میں ھیں۔۔۔۔۔

تم سب بھی ساتھ ہی ھو اسکے یار کہاں الگ ھو مجھ سے۔۔۔

رتابہ نے جلدی سے اسے گلے سے لگایا۔۔۔۔۔

تو اس نے زور سے اسے دبایا۔۔۔

بہت خوشی ھوئی مجھے تمھارے آنے سے۔۔۔۔۔

مجھے تو بتا دیتی نا۔۔۔۔

عضد نے خود مجھے نہیں بتایا تھا ایئر پورٹ پر جا کے معلوم ھوا کہ فلائٹ لاھور کی ھے۔۔۔۔

پھر رتابہ اور وہ اپنی پرانی یادوں میں چلی گ ئی یں۔۔۔۔۔

رتابہ گوپال کو اور اسکا پیار یاد کر کے بہت روئی۔۔۔۔

وہ ایک بار گوپال سے ملنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔۔

نمل نے اسکے ساتھ وعدہ کیا کہ اب وہ کراچی آئی تو اسے ساتھ لیکر جائی یگی اور گوپال سے ملوائے گی۔۔۔۔۔۔

آج کام والی نہیں آئی تھی نمل رتابہ کے اٹھنے سے پہلے ہی گھر صاف کرنا چاہ رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ باہر صحن میں آئی تو رات کو چلنے والی تیز ھوا سے پورا صحن مٹی سے بھرا ھوا تھا۔۔۔۔۔

سردی اب ڈھل چکی تھی۔۔۔۔

وہ ایک ہاتھ میں پانی کا پائپ لی ئے دوسرے ہاتھ میں جھاڑو لی ئے دھڑا دھڑ تیزی سے فرش دھو رہی تھی۔۔۔۔

جازب کسی کام سے باہر گیا ھوا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ گھر لوٹا تو اسکے ہاتھ میں جھاڑو دیکھ کر ھنس پڑا۔۔۔

ھنس کیوں رھے ھو تم۔۔۔۔وہ کمر پر ہاتھ رکھے بولی۔۔۔۔

اللہ خیر کرے آج تو خیر نہیں شاید میری بھی۔۔۔۔

ہاتھ میں جھاڑو ھے باگڑ بلی کے۔۔۔۔

وہ گندے جوتے سمیت بڑبڑاتا ھوا صحن سے گزر کر اندر جانے لگا۔۔۔۔۔

تو پیچھے سے چلاتی ھوئ نمل کی آواز پر کانوں میں انگلیاں ڈالے رک گیا۔۔۔۔

یہ کیا کیا ھے تم نے یار کتنی مشکل سے دھویا تھا میں نے تم نے سارا گندا کر دیا۔۔۔

جازب نے دیکھا اسکی مٹی سے بھرے جوتوں کے نشان تھے فرش پر۔۔۔۔۔۔۔

افففففف کتنا برا چلاتی ھو یار۔۔۔۔

کوئ بات نہیں دوبارہ دھو لینا۔۔۔۔۔

جازب کو شرارت سوجھی وہ فرش پر جوتے رگڑ کر صاف کرنے لگا یہ لو صاف ھو گۓ جوتے اب بس خوش۔۔۔

نمل نے غصے سے فرش کیطرف دیکھا جہاں سے صاف تھا وہاں سے بھی سارا گندا ھو گیا۔۔۔

جاااااااززززززب۔۔۔۔۔۔

وہ اسکی طرف جھاڑو لیکر ایسے بھاگی جیسے کوئ تلوار ہاتھ میں لی ۓ دشمن کے پیچھے بھاگتا ھے۔۔۔

جازب اسے دیکھ کر فوراً بولا۔۔۔۔

ابے رک جاااا گرے۔۔۔۔۔گی۔۔۔

ھوتی جھاڑو سمیت فرش پر آن slip ابھی جازب کا جملہ پورا نہیں ھوا تھا کہ وہ پانی سے گری۔۔۔۔

اسے فرش پر آڑھا ترچھا گرتا دیکھ کر جازب قہقہہ لگاتے ھوئے اسکے پاس آیا۔۔۔۔

جو فرش پر گری خونخوار نظروں سے اسکے ھنسنے پر اسے گھور رہی تھی۔۔۔۔۔۔

جازب نے ہاتھ بڑھایا اسکی طرف اٹھنے کیلیے۔۔۔۔

تو ہاتھ میں ہاتھ دینے کے بجائے نمل نے گیلا جھاڑو اسکے سر پر دے مارا۔۔۔۔۔۔۔

جازب اس حملے کیلیے بلکل تیار نا تھا گیلا جھاڑو سر پر پڑتے ہی اب چلانے کی باری جازب کی تھی۔۔۔

اور ھنسنے کی باری نمل کی۔۔۔۔

اس نے جھاڑو سمیت نمل کو اٹھایا۔۔۔۔۔۔

تیری تو میں۔۔۔۔۔۔۔۔وہ دانت پیس کر رہ گیا۔۔۔۔

اتارو نیچے ورنہ دوسرا جھاڑو پڑے گا اب پھر سے۔۔۔

وہ اسے اپنے ساتھ زور سے بھینچ کر بولا۔۔۔۔

مار کر تو دیکھو تم۔۔۔۔۔

اچھا کیا کرو گے تم۔۔۔۔۔۔

کچا چبا جاؤنگا تمھیں۔۔۔۔۔

جازب کے ارادے دیکھ کر وہ بولی۔۔۔۔۔۔

چھوڑو امی آ رہی ھیں۔۔۔

جازب نے جلدی سے اسے نیچے اتارا۔۔۔۔۔

نرگس نہیں تھی وہ خجل سا ھو گیا۔۔۔۔۔

نمل ایک بار پھر ھنسی۔۔۔۔۔

تو وہ پھر اسکی طرف لپکا۔۔۔

نمل نے فرش سے پائپ اٹھا کر اسکا رخ اپنی طرف بڑھتے ھوئے جازب کیطرف کیا۔۔۔۔

جازب نے بہت زور سے اسے بانہوں میں جکڑا ھوا تھا۔۔۔۔

وہ ھنستے ھنستے شرارت سے ایک دوسرے کو پورا بگھو چکے تھے۔۔۔

رتابہ جو نیند سے اٹھ کر کھڑکی کے پاس آئی تھی پردہ سرکانے انکا یہ منظر کھڑے کب سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

اسے معلوم نا تھا کہ عضد اسکے پیچھے کھڑا انکو بھی اور اسے بھی دیکھ رہا ھے۔۔۔۔

وہ سر جھٹک کر اپنی دھن میں جیسے ہی پلٹی تو پیچھے کھڑے عضد سے ٹکرا کر ڈر گئی۔۔۔

عضد کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے جھک کر رتابہ کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

میرے ساتھ فلم دیکھتے ھوئے رومانس پسند نہیں۔۔۔۔

دیکھا جارہا ھے۔۔۔۔۔ romance live اور یہاں چھپ چھپ کر

وہ اپنی چوری پکڑے جانے پر عضد کی نظروں کا سامنا نا کر سکی۔۔۔۔۔

اور اسکی طرف پیٹھ کر کے بولی۔۔۔۔۔۔۔۔

ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔

عضد اسکے بہت قریب تھا۔۔۔

اچھا۔۔۔

تو پھر کیسی بات ھے۔۔۔۔۔

اسکی ھمت ہی نا ھوئی پلٹنے کی واپس کیونکہ عضد کا انداز جاذب سے کی گنا رومانوی لگ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آفس سے چھٹی تھی انکی آج علی پھر پورا دن گھر سے غائب تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مایا بڑی شدت سے اسکے انتظار میں تھی۔۔۔۔۔

وہ رات گئے گھر لوٹا تو وہ اس پر برس پڑی۔۔۔۔

کہاں جاتے ھو تم؟؟؟؟

ہر ویک اینڈ پر تم غائب ھو جاتے ھو ایسی کونسی مصروفیات اپنا رکھی ھیں تم نے مجھے بھی بتاؤ ذرا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یار تم ہر بات پر جھگڑتی کیوں ھو۔۔۔۔۔۔۔

جہاں بھی گیا تھا تمھیں اس سے کیا۔۔۔

میری اپنی بھی اک پرسنل لائف ھے۔۔۔۔۔

جو میں اپنی مرضی سے گزار سکتا ھوں۔۔۔۔

اچھا تو پھر میں ابھی پاپا کو فون لگاتی ھوں اور بتاتی ھوں انکو کہ تمھاری اب اک پرسنل لائف بھی ھے جو ھم سے چھپا کر رکھی ھے تم نے۔۔۔۔۔۔

علی نے اسکے ہاتھ سے فون لیا۔۔۔

یار پاپا پہلے ہی ٹھیک نہیں ھیں۔۔۔۔

انکو پریشان مت کرو۔۔۔۔

تم جب تک بتاؤ گے نہیں میں خاموش نہیں بیٹھوں گی۔۔۔

اچھاااا۔۔۔

لیکن پرامس کرو پاپا سے اسکا ذکر نہیں کرو گی نامامامے۔۔۔۔

پھر بتاتا ھوں تمھیں کہاں تھا میں۔۔۔۔

او کے پرامس۔۔۔۔۔

علی نے جیسے ہی نام لیا کہ وہ کس کے پاس جاتا ھے تو مایا

ہتھے سے اکھڑ گئی۔۔۔۔

کیا۔۔۔کیا۔۔کیا کہا تم نے؟؟؟؟؟

شرم نہیں آتی تمھیں وہاں جاتے ھوئے جانتے بھی ھو کہ وہ ھمارے دشمنوں کا گھر ھے پھر بھی تم وہاں جاتے رھے۔۔۔۔

یار وہ دشمن نہیں ھیں ھمارے۔۔۔

ہاں تو کیا ھے پھر۔۔۔۔

اس قاتل خاندان سے کیا تعلق ھے تمھارا؟؟؟؟؟

مایا زور زور سے چلانے لگی۔۔۔۔

علی نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔

آہستہ بولو۔۔۔

باہر تک تمھاری آواز جا رہی ھے۔۔۔۔

مایا نے اسکا ہاتھ جھٹک کر پیچھے کیا۔۔۔

اگر پاپا کو پتہ چلا تو تمھاری ٹانگیں توڑ دیں گے وہ۔۔۔۔

تم نے ابھی پرامس کیا تھا پاپا کو نہیں بتاؤ گی۔۔۔۔۔

انکو تو میں واقعی نہیں بتا سکتی کیونکہ انکی کنڈیشن ایسی نہیں کہ وہ یہ بات برداشت کر سکیں۔۔۔

لیکن اگر تم دوبارہ گئے وہاں تو میں ماما کو بھی بتا دونگی۔۔۔۔۔

اور وہاں پہنچ کر انکو بھی آئینہ دکھاؤنگی کہ اب وہ مذید کیوں ھمیں برباد کرنا چاھتے ھیں۔۔۔۔۔

ایسا کچھ نہیں کرو گی تم۔۔۔۔

میں کچھ بھی کر سکتی ہوں تم اچھے سے جانتے ھو مجھے۔۔۔۔۔۔

وہ اسکا ردعمل دیکھ کر جھٹ سے کان پکڑ کر بیٹھ گیا۔۔۔

اچھا بابا سوری اب نہیں جاؤنگا بس۔۔۔۔۔

دل چاہ رہا ھے تمھارا سر پھاڑ دوں میں۔۔۔۔۔

یار تمھیں ذرا ڈر نہیں لگا۔۔۔۔

تمھیں کوئ نقصان پہنچا دیں وہ کچھ کر دیں تمھارے ساتھ۔۔۔۔۔

وہ مایا کے ہاتھ پکڑ کر بولا۔۔۔

ایسا کچھ نہیں ھے یار میں کافی بار ملا ھوں ان سے اگر وہ اتنے گہرے دشمن ھوتے ھمارے تو میں اب تمھارے سامنے زندہ سلامت ھوتا؟؟؟؟؟؟

جو بھی ھے میں نہیں جانتی تم آئندہ انکے پاس نہیں جاؤ گے۔۔۔

مایا نے اسکا ہاتھ اپنے سر پر رکھا۔۔۔۔۔

کھاؤ میرے سر کی قسم۔۔۔۔۔

اچھا نا۔۔۔

نہیں جاؤنگا۔۔۔

اب بس خوش۔۔۔۔۔۔

اس نے بڑی مشکل سے مایا کو بہلایا۔۔۔۔

عضد دوپہر سے کہیں باہر گیا ھوا تھا۔۔۔

شام ھونے کو تھی وہ نہیں لوٹا تھا۔۔۔۔۔

سبھی اسکے منتظر تھے۔۔۔۔

جب وہ گھر آیا تو شاہ جی اسکے ساتھ تھا۔۔۔۔۔

سب نے ملکر کھانا کھایا۔۔۔۔

پھر باہر آگ ئے موسم بہار تھا ہلکی ہلکی ٹھنڈی ھوا میں گھاس پر ملکر بیٹھے۔۔۔۔۔

شاہ جی نے سب کو ساتھ دیکھ کر اس سے غزل سنانے کی فرمائش کی۔۔۔۔۔

کیونکہ کافی عرصہ گزر گیا تھا اس نے جازب کے دلفریب انداز میں شاعری نہیں سنی تھی۔۔۔

نمل کافی خوش ھوئ اور بھاگ کر رتابہ کو پکڑ کر باہر لائ۔۔۔

نرگس بھی موجود تھی۔۔۔۔

کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ dedicate جازب نے غزل سنانے میں پہل کی اور غزل نمل کو

اَدائیں حشر جگائیں، وُہ اِتنا دِلکش ہے،

خیال حرف نہ پائیں، وُہ اِتنا دِلکش ہے،

چمن کو جائے تو دَس لاکھ نرگسی غنچے،

زمیں پہ پلکیں بچھائیں، وُہ اِتنا دِلکش ہے،

اُداس غنچوں نے جاں کی اَمان پا کے کہا،

لبوں سے تتلی اُڑائیں، وُہ اِتنا دِلکش ہے،

یہ شوخ تتلیاں، بارِش میں اُس کو دیکھیں تو،

اُکھاڑ پھینکیں قبائیں، وُہ اِتنا دِلکش ہے،

حلال ہوتی ہے پہلی نظر تو حشر تلک،

حرام ہو جو ہٹائیں، وُہ اِتنا دِلکش ہے،

غزال نقشِ قدم چوم چوم کر پوچھیں،

کہاں سے سیکھی اَدائیں، وُہ اِتنا دِلکش ہے،

جفا پہ اُس کی فدا کر دُوں سوچے سمجھے بغیر،

ہزاروں، لاکھوں وَفائیں، وُہ اِتنا دِلکش ہے،

تمام آئینے حیرت میں غرق سوچتے ہیں،

اُسے یہ کیسے بتائیں، وُہ اِتنا دِلکش ہے،

صنم کی تجھ کو قسم قیس روک دے یہ غزل،

رَفیق مر ہی نہ جائیں، وُہ اِتنا دِلکش ہے.....!!

سبھی نے واہ واہ کر کے اسکو داد دی۔۔۔

نرگس بڑے پیار سے رتابہ کیطرف دیکھا۔۔۔

میری بیٹی رتابہ کا بھی بڑا خوبصورت انداز ھے۔۔۔۔۔

سنادو تم بھی بیٹا کچھ۔۔۔۔۔۔

امی مجھے اسوقت یاد نہیں کچھ۔۔۔۔۔۔۔۔

چلو کچھ اشعار ہی سنادو۔۔۔

وہ نرگس کا پیار بھرا انداز دیکھ کر انکار نا کر سکی۔۔۔

لیکن مجھے اس غزل کے دو تین اشعار ہی یاد ھیں۔۔۔۔

نمل بولی چلو ھم تمھارا ساتھ دیں گے جہاں تم بھولی۔۔۔۔

اس نے ایک نظر عضد کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر غزل سنائی۔۔۔

دیر لگی آنے میں تم کو شکر ھے پھر بھی آئے تو۔۔۔۔۔۔

آس نے دل کا ساتھ نا چھوڑا ویسے ھم گھبرائے تو۔۔۔۔۔

آگے وہ خاموش ھوئی۔۔۔

عضد کی پسندیدہ غزل تھی یہ۔۔۔۔

اگلا شعر عضد نے اپنی گھمبیر آواز میں سنایا۔۔۔۔

شفق دھنک مہتاب گھٹائیں تارے نغمے بجلی پھول۔۔۔

اس دامن میں کیا کیا کچھ ھے وہ دامن ہاتھ میں آئے تو۔۔۔۔۔

چاہت کے بدلے ھم تو بیچ دیں اپنی مرضی تک۔۔۔۔۔

کوئی ملے تو دل کا گاہک کوئی ہمیں اپنائے تو۔۔۔۔۔۔۔۔

اگلا شعر رتابہ کی آواز میں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں میرا یہ انگیز تبسم مد نظر جب کچھ نہیں۔۔۔۔۔

ہائے انجان کوئی اس دھوکے میں آئے تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر عضد نے ساتھ دیا اسکا۔۔۔

سنی سنائی بات نہیں یہ تو اپنے اوپر بیتی ھے۔۔۔۔۔۔۔

پھول نکلے ھیں شعلوں سے چاہت پھر آگ لگائے تو۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر رتابہ کی آواز گونجی۔۔۔۔۔۔

جھوٹ ھے سب تاریخ خود کو دہراتی ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا خوابِ بچپن میرا تھوڑا سا دوہرائے تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آخری شعر عضد کی زبانی تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جو مکمل طور پر اسکا دل کا ترجمان تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نادانی اور مجبوری میں یارو کچھ تو فرق کرو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اک بے بس انسان کرے کیا جب ٹوٹ کے دل کسی پر آئے تو۔۔۔۔۔

اسکے اِخری شعر کو پھر جازب نے دوہرایا۔۔۔۔۔

اک بے بس انسان کرے کیا جب ٹوٹ کے دل کسی پر آئے تو۔۔۔۔

واہ واہ۔۔۔۔۔

سب نے دونوں کا انداز بہت سراہا۔۔۔۔۔۔۔

دو دن کے بعد وہ لوٹ آئے تھے کراچی۔۔۔۔۔۔

مایا کی جان میں جان آئی تھی عضد کو دیکھ کر۔۔۔۔۔

اسکا چہرے کی رونق لوٹ آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

وہ خود بھی بے بس تھی اپنی محبت کے آگے جو عضد کی ہٹ دھرمی کے باوجود بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی۔۔۔۔

مایا آفس سے گھر جلدی آئی تو عضد گھر نہیں تھا نا رتابہ تھی۔۔۔۔

اسکا موڈ آف ھو گیا۔۔۔

رابی سے پوچھا وہ دونوں کہاں گئے ھیں۔۔۔۔

رتابہ بی بی کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی انکو ھوسپٹل لیکر گئے ھیں۔۔۔۔۔

وہ سوچ میں میں پڑ گئی کہ آئی تو چنگی بھلی تھی اچانک سے کیا ھو گیا اسے۔۔۔۔

اب تو اس نے اسے کوئی نشہ آور ڈرگ کوئی ایسی چیز نہیں دی تھی۔۔۔۔۔۔۔

عضد گھر آیا تو وہ منتظر بیٹھی تھی۔۔۔۔۔۔

مایا کافی دنوں سے نوٹ کر رہی تھی کہ عضد رتابہ کا حد سے زیادہ خیال رکھ رہا تھا۔۔۔۔

اور اسکی فکر میں وہ اسے کافی بار نظر انداز بھی کر جاتا جو مایا سے برداشت نا ھوتا۔۔۔۔

وہ حد سے زیادہ رتابہ سے بد تمیزی کرنے لگ گئی تھی۔۔۔۔۔

رتابہ پھر بھی صبر کے گھونٹ پیتی رہی۔۔۔۔

آج وہ رابی کیساتھ بازار گئی تھی۔۔۔۔۔۔

کچھ خریدنا تھا اسے۔۔۔

ڈرائیور انکے ساتھ تھا۔۔۔۔۔

وہ سامان گاڑی میں رکھ کر بیٹھی۔۔۔۔۔۔

تو باہر جھانکتے ھوئے رتابہ کی نظر گاڑیوں کے شیشے صاف کرتے ہوئے گوپال پر پڑی۔۔۔

ڈرائیور گاڑی پارکنگ سے نکال کر آگے لے جا چکا تھا۔۔۔

اس نے جلدی سے گاڑی رکوائی۔۔۔۔۔۔۔۔

اور رابی کو بنا بتائے گوپال کیطرف بھاگنے لگی جو گاڑی والے سے پیسے اور ایک تھیلی لیکر چھاؤں کی تلاش میں آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔

رابی رتابہ کو آوازیں دیتی رہ گئ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے اسوقت گوپال کے علاوہ نا کچھ سنائ دے رہا تھا نا دکھائ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ بھاگتے ھوئے اسکے پیچھے جا رہی تھی۔۔۔۔

گوپال روڈ کے ایک طرف کارنر پر درخت تلے بیٹھا اپنے ہاتھ میں لی ئے تھیلی کو کھنگال رہا تھا۔۔۔۔۔

رتابہ بھاگتی ھوئ اس تک پہنچی تو اسکے قدموں میں جا گری۔۔۔۔

ابھی اس نے سر اٹھایا ہی نہیں تھا کہ وہ پل بھر میں اسے پہچان گیا۔۔۔۔۔

اسکے ملگجے سے لاچارگی غربت اور تھکاوٹ سے بھرے چہرے پر زندگی کی نوید سی دوڑی۔۔۔۔

میری بچی میری بختی۔۔۔۔۔۔۔

جاری ھے۔۔۔۔۔

اگلی قسط ایک دن بعد جمعہ کو ھوگی۔۔۔۔۔۔۔ سچی کہانی بدبخت

قسط نمبر 38

از قلم عرشی نور

رتابہ بھاگتی ھوئی اس تک پہنچی تو اسکے قدموں میں جا گری۔۔۔۔

ابھی اس نے سر اٹھایا ہی نہیں تھا کہ وہ پل بھر اسے پہچان گیا۔۔۔۔۔

اسکے ملگجے سے لاچارگی غربت اور تھکاوٹ سے بھرے چہرے پر زندگی کی نوید سی دوڑی۔۔۔۔

میری بچی میری بختی۔۔۔۔۔

بختی نے سر اونچا کیا۔۔۔۔۔۔

اور گوپال کے میلے کچیلے ہاتھ ہاتھوں میں لیئے پاگلوں کیطرح چومنے لگی۔۔۔۔۔۔

گوپال کی چہرے کی پر جمی گرد اسکے آنسوؤں سے دھلنے لگی۔۔۔۔۔

گوپال نے کپکپاتے اور میل سے سیاہ ھوتے ہاتھوں کے کٹورے میں رتابہ کا آنسوؤں سے تر چہرہ لیا۔۔۔۔۔

میری بختی کیسی ھے تو۔۔۔۔۔۔

اسکے منہ سے خوشی کے مارے الفاظ ہی نہیں نکل رھے تھے۔۔۔۔۔

گوپال نے اسکا ماتھا چوما۔۔۔۔۔

روڈ سے گزرتے ہوئے کئی لوگ یہ منظر دیکھ رھے تھے۔۔۔۔۔

رابی حیران تھی کہ یہ کون تھا۔۔۔۔ جسے دیکھ کر رتابہ پاگلوں کیطرح روڈ سے بھاگتی آئی تھی اسے ناگاڑیوں کی فکر تھی نا اپنی جان کی۔۔۔

کبھی وہ گاڑیوں کے سامنے آجاتی کبھی گاڑیاں اسے دیکھ کر ہارن بجاتی اسکے پاس بریک لگاتیں اور کتنی ہی گاڑیوں سے ٹکراتے اور انکے نیچے آتی ہوئی بچی تھی وہ۔۔۔۔

رابی ہانپتی سانسوں کیساتھ

اس تک پہنچی۔۔۔۔۔

اس نے دیکھا بوسیدہ سے پرانے کپڑوں میں ملبوس جسکے پیروں میں ڈھنگ کے جوتے تک نا تھے رتابہ ان مٹی سے بھرے قدموں میں اس بوڑھے شخص کے سینے میں منہ چھپائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

بی بی جی اٹھیں۔۔۔

یہ آپ کیا کر رہی ہیں۔۔۔۔

گوپال نے سر اونچا کر کے رابی کو دیکھا جو رتابہ کو بی بی جی کہہ کر پکار رہی تھی۔۔۔۔

رابی نے اسے اٹھایا۔۔۔۔۔

وہ گوپال کا ہاتھ پکڑ کر اٹھی اور گاڑی میں گوپال کو بٹھایا۔۔۔۔۔

رابی اور ڈرائیور اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

آپ مجھے کہاں چھوڑ کر چلے گی ئے تھے؟؟؟؟

پلٹ کر میری خبر تک نالی کہ میں زندہ بھی ھوں یا نہیں۔۔۔۔۔

وہ بڑے پیار سے گوپال سے شکوہ کناں تھی۔۔۔۔۔۔

تیرا اگلہ بجا ھے۔۔۔۔

میں آیا تھا لوٹ کر لیکن مجھے تو کہیں نہیں ملی۔۔۔۔

گلی گلی کوچہ کوچہ بھکاریوں کی طرح تجھے ڈھونڈتا رہا۔۔۔۔

جیسے کوئی اپنا آپ کھو بیٹھتا ھے ایسے کھو گئی تھی تو مجھ سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے گوپال کی حالت دیکھی تو اس سے برداشت نہیں ھوا۔۔۔۔

آج اس نے گوپال کو ماما جی نہیں بابا جان کہہ کر پکارا۔۔۔۔۔

اسکے منہ سے یہ لفظ سننے کیلیے وہ ترس جاتا تھا۔۔۔۔۔۔

لیکن دیوی کے ڈر سے وہ نہیں بول سکتی تھی کہ اس نے زبان کاٹنے کی دھمکی دے رکھی تھی۔۔۔کہ وہ گوپال کو اپنا باپ نہیں کہہ سکتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رابی اور ڈرائیور کی آنکھیں پھٹ کر باہر آئیں جب انہوں نے اس بھکاری جیسے حلیے والے شخص کو رتابہ کے منہ سے بابا جان کہتے سنا تھا۔۔۔۔۔۔

یہ کیا حالت بنا رکھی ھے آپ نے۔۔۔۔۔

چہرہ دیکھیں اپنا۔۔۔

اور یہ کیا اتنے میلے کپڑے۔۔۔۔

کیا ھو گیا ھے آپ کو؟؟؟

بس میری بچی تو آئی تھی تو میرے بخت جاگے تھے۔۔۔۔

جس دن سے تو جدا ھوئی تو اپنے ساتھ ساتھ میرے بخت بھی لے گئی۔۔۔۔۔

تجھی سے تو یہ فقیر شاہ بخت بنا تھا۔۔۔۔۔

گوپال کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ وہ بھوکا پیاسا ھے۔۔۔۔

رحیم چاچا گھر چلیں۔۔۔۔۔

رتابہ نے ڈرائیور کو گھر جانے کا کہا۔۔۔۔۔

جی بیگم صاحبہ اس نے گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔۔

گوپال نے رتابہ کیطرف دیکھا۔۔۔

توانکی بیگم صاحبہ ھے۔۔۔۔

اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

مجھے پتہ تھا تیرے بختوں میں یہ سب ایک دن ضرور ھوگا۔۔۔۔۔

راج کریگی تو۔۔۔

ماہ رانی جیسا بخت ھے تیرا۔۔۔۔۔

شادی ھوگئ ھے نا تیری؟؟؟

جی چار سال ھونے والے ھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا نام ھے اسکا۔۔۔

گوپال نے بڑی چاہ سے پوچھا۔۔۔۔۔

عضد شاہ۔۔۔۔۔

گوپال نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا کہ اسکا نصیب مسلمان گھر میں لکھا تھا کیونکہ اس کے بچپن کے طور طریقوں سے وہ جانتا تھا کہ اسکی رگوں میں کسی مسلمان کا خون ھے۔۔۔۔۔۔

گوپال نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سدا سہاگن رھے میری بچی۔۔۔۔

بختی نے گوپال کے ہاتھ پھر ہاتھوں میں لیکر چومے۔۔۔

میری اک بات مانے گی اسوقت۔۔۔۔۔۔۔

جی حکم تو کریں آپ۔۔۔۔۔

حکم نہیں میری التجا ھے بیٹا کہ مجھے اپنے گھر مت لیکر جا۔۔۔۔۔

کیوں نا لیکر جاؤں آپکی بختی کا گھر ھے بابا جان۔۔۔۔

گوپال نے اسکے آگے ہاتھ جوڑے۔۔۔۔

میری نادان سی بچی سمجھ میری بات اس حلیے میں تیرے ساتھ تیرے گھر نہیں جا سکتا میں۔۔۔۔۔

آپ کی کوئی بات نہیں سنوں گی میں اب۔۔۔۔

آپ کو چلنا ھوگا میرے ساتھ۔۔۔۔

گوپال کے دل میں ڈر تھا کہ کہیں اسے بختی کیساتھ دیکھ کر کوئی اسے کمتر ھونے کا طعنہ نا دے یا اسکی وجہ سے بختی کی زندگی میں کوئی مشکل نا آ جائے۔۔۔۔

مان جا میری بات یہ دیکھ میں ہاتھ جوڑتا ھوں تیرے۔۔۔۔۔۔۔

آؤنگا تیرے گھر میں۔۔۔

لیکن اس حالت میں نہیں جانا چاھتا۔۔۔

میری بچی کیا کہے گی گھر والوں سے کون ھوں میں؟؟؟؟

گوپال کو اپنے آپ سے شرم آ رہی تھی اسوقت کہ اسے غربت اور لاچاری نے کیا سے کیا بنا دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب کوئی آپ سے پوچھتا تھا میرے متعلق کون ھوں میں؟؟

توآپ کیا کہتے تھے؟؟

بیٹی ھے میری۔۔۔۔۔

وہ وقت اور تھا بختی تو میرے پاس تھی۔۔۔۔

لیکن اب تو شادی شدہ ھے تیرا اک مقام اک حیثیت ھے۔۔۔۔

اور کیوں مجھے لے جا کر اپنی زندگی میں ایسا بوجھ ڈالنا چاھتی ھے کہ لوگ تجھے میرے ساتھ دیکھ کر سوال کرنے لگ جائیں۔۔۔۔۔

کتنے لوگوں کو تسلی بخش جواب دے گی۔۔۔۔

کہ میں پہلے کہاں تھا؟؟؟؟؟؟

اب کیوں ملا تجھے؟؟؟؟

اور کیوں تجھے خود سے جدا کیا؟؟؟؟؟

اور کیا حیثیت اور کیا اوقات ھے میری۔۔؟؟؟

کیوں مجھے ظاہر کر کے اپنی زندگی خراب کرتی ھے؟؟؟؟؟

گوپال نے ڈرائیور کو روکا کہ وہ گاڑی یہیں روکے۔۔۔۔۔

رتابہ ماننے کو تیار نا تھی۔۔۔۔۔

بڑی مشکل سے اسے گوپال نے بہلایا تھا۔۔۔۔

لیکن اسے معلوم تھا اب کی بار بھی گوپال ایسا ہی کریگا اسے نہیں ملے گا دوبارہ۔۔۔۔۔

گوپال نے اسکی قسم کھا کر اسے یقین دلایا کہ وہ ضرور آئے گا اسکے پاس۔۔۔۔

اور رتابہ سے اسکا ایڈریس بھی لیا۔۔۔۔۔

جو ڈرائیور نے لکھ کر دیا۔۔۔۔۔

رتابہ کے کہنے پر ڈرائیور نے گاڑی ھوٹل کے پاس روکی۔۔۔۔

رتابہ گوپال کا ہاتھ تھامے جب ھوٹل میں داخل ھوئی تو ہر نظر اسی پر نظریں جمائے تھی۔۔۔

کہ وہ کس فقیر کا ہاتھ تھامے اندر آئی تھی۔۔۔۔

گوپال کی نظریں شرم سے جھکی ہوئی تھیں۔۔۔

وہ گوپال کو لیکر ٹیبل پر بیٹھی۔۔۔۔۔۔۔

اور کھانا آرڈر کیا۔۔۔۔

گوپال سے اتنا کچھ اپنے سامنے دیکھ کر کھایا ہی نہیں گیا۔۔۔

وہاں کے لوگوں کا لام لباس دیکھ کر پھر اپنے آپ کو دیکھ کر اسکی بھوک ہی ختم ھو گئ تھی۔۔۔۔۔

اس کھانا سارا پیک کروایا۔۔۔۔

پھر جتنی بھی رقم اسکے پاس بچی تھی اس نے کھانے کے ساتھ پیک کروادی۔۔۔

وہ جانتی تھی گوپال اس سے ایک پائی نا لیگا۔۔۔۔۔

گوپال اس سے نہیں ملنا چاھتا تھا دوبارہ کیونکہ وہ جانتا تھا اسکے حوالے سے ہی اسکی زندگی تباہی و برباد ھو سکتی ھے۔۔۔۔

وہ بختی سے ملکر بہت خوش تو تھا لیکن اپنے ساتھ جڑی اسکی حقیقت سے وہ خوفزدہ بھی تھا۔۔۔

پھر بابو کا خوف بھی وہ جھٹلا نہیں سکتا تھا

کہ اسکے لگائے گئے الزامات پر دنیا آنکھیں بند کر کے یقین کر سکتی تھی۔۔۔۔

کیونکہ اسکے پاس بختی کا باپ ھونے کا کوئی ثبوت نا تھا۔۔۔۔۔

رتابہ گوپال کو اسکے بتائے ھوئے اسٹاپ پر لائی۔۔۔۔۔

ڈرائیور نے گاڑی ہجوم سے ہٹا کر ایک سائیڈ پر روکی۔۔۔۔۔

اس نے پھر سے گوپال سے وعدہ کیا ملنے کا۔۔۔۔۔

وہ اسے سینے سے لگا کر اپنے آنسو حلق سے زہر کیطرح اتارنے لگا۔۔۔۔۔

کہ یہ اب اسکی بختی سے آخری ملاقات تھی۔۔۔۔۔۔

اب وہ سکون سے مر سکتا تھا کہ اسکی بختی اپنے بخت کے تخت تک پہنچ چکی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ گاڑی سے اترا تو بختی اسکے ساتھ اتری۔۔۔۔

اور ایک بار پھر گوپال کا ہاتھ تھامے اسے بے یقیں نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

اسکی نظریں بختی کی نظروں سے مل نا سکیں۔۔۔

بابا جان۔۔۔۔۔۔

یہاں دیکھیں میری طرف۔۔۔۔۔

نہیں دیکھ سکتا بختی تجھے میں۔۔۔۔۔۔۔

میری نگاہوں میں اتنی تاب نہیں کہ تیرے خاموش سوالوں کا جواب دے سکیں۔۔۔۔۔

اس نے بختی کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا۔۔۔۔۔

لیکن بختی نے مضبوطی سے تھام لیا۔۔۔۔

گوپال کی سانسیں اسکے حلق میں اٹکنے لگیں۔۔۔۔۔

چھوڑ دے بختی مجھے۔۔۔۔

اس نے معصوم سے بچے کیطرح نا میں سر ہلایا۔۔۔۔

اپنے مخصوص انداز میں سر ایک طرف کندھے سے جھکائے وہ بولی۔۔۔۔۔

آپ نے چھوڑا تھا مجھے؟؟؟؟

تب تو بچی تھی اب بڑی ھوگئ ھے اپنے گھر بار والی۔۔۔

جا اپنا گھر اپنی زندگی سنبھال۔۔۔۔۔۔۔

آپ نے مجھے اسلیے بڑا کیا تھا۔۔۔

گوپال نے اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچا۔۔۔۔

جو میرا فرض تھا میں نے پورا کیا۔۔۔۔۔۔

اب تیرا جو فرض ھے تو پورا کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بابا کیا میں اب صرف بیوی بن کر رھونگی۔۔۔

بیٹی بننے کا فرض گنوا چکی میں؟؟؟؟؟

ہاں گنوا چکی ھے تو تیرا مجھ پر اور میرا تجھ پر اب کوئی حق نہیں۔۔۔۔۔

رتابہ کے آنسو روانی سے بہنے لگے۔۔۔۔

ایسا تو نا کہیں۔۔۔۔

جا گھر جا سکون سے جی اپنی زندگی۔۔۔۔

یہ زندگی بھی تو آپکی دان کی ھوئی نے نا۔۔۔۔۔

بس کر دے بختی بس چپ ھو جا۔۔۔۔۔۔

اور جا اپنے گھر۔۔۔۔

میں آؤنگا تجھ سے ملنے۔۔۔۔

اتنا کہہ کر گوپال اس سے دو قدم پیچھے ہٹا اور پھر دوڑ لگا دی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ اسکے پیچھے آئے گی۔۔۔۔

رتابہ کا ہاتھ ھوا میں لہراتا رہ گیا۔۔۔۔

گوپال نے پلٹ کر پیچھے دیکھا تک نہیں ایسے جیسے وہ پلٹا تو پتھر کا بت بن جائے گا۔۔۔۔

وہ اپنی آستینوں سے آنسو صاف کرتا بھاگتا رہا اور دیکھتے ہی دیکھتے کچھ ہی پل میں وہ ایک بار پھر اسکی نظروں سے اوجھل ھو گیا۔۔۔۔۔

رتابہ یونہی پتھرائی ہوئی کھڑی رہی۔۔۔۔۔

رابی نے اسے گاڑی میں بٹھایا۔۔۔۔۔

اور ڈرائیور کو بھی سختی سے منع کیا کہ آج جو بھی ھوااسکا ذکر وہ کسی کے ساتھ نا کرے۔۔۔۔

ڈرائیور اپنے نام کی رحیم تھا۔۔۔۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ ماجرا کیا ھے۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی آنکھیں بھی بھیگنے لگیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ فکر نا کریں بیگم صاحبہ میری بیٹی جیسی ھے۔۔۔

اسکا رحیم چاچا کبھی بے رحمی نہیں دکھا سکتا۔۔۔۔۔۔

رابی نے فی الحال رتابہ سے کوئی سوال نا کیا کہ اس نے رو رو کر خود کو ہلکان کیا ھوا تھا۔۔۔۔۔

گھر پہنچ کر رتابہ سیدھا اپنے کمرے میں گئی۔۔۔۔

رابی اسکے پیچھے پیچھے تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بی بی جی بس کر دیں رونا اب۔۔۔۔۔۔

آپکی طبیعت خراب ھوئی تو میں کیا کہو نگی عضد صاحب سے کیا ھوا ھے آپکو۔۔۔۔۔

وہ روتے ھوئے بولی۔۔۔

میں خود بتا دونگی عضد کو۔۔۔۔

نہیں بی بی جی ابھی عضد صاحب سے کچھ مت کہنا۔۔۔۔۔

رابی کافی سمجھدار تھی اور رتابہ کی خیر خواہ اور دوست بھی۔۔۔۔۔

اس نے بڑے اطمینان سے رتابہ کو سمجھایا۔۔۔۔

تو وہ اسکے کہنے پر چپ ھو گئ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مایا کو خاموش اور کچھ اپ سیٹ دیکھ کر عضد پوچھے بنا نا رہ سکا۔۔۔۔۔۔

کیا ھوا ھے پریشان لگ رہی ھو۔۔۔۔

ہاں یار پریشان تو ھوں میں۔۔۔۔۔

کیوں؟؟؟

..... علی کی وجہ سے

علی کی وجہ سے لیکن کیوں؟ عضد نے حیرت کا اظہار کیا۔۔۔

یار تم جانتے ھو وہ ہر ویک اینڈ پر گھر نہیں ھوتا۔۔۔۔۔

ہاں اکثر گھر نہیں ھوتا۔۔۔لیکن اسمیں پریشانی والی کونسی بات ھے؟؟

عضد بات پریشانی والی ھے اسلیے پریشان ھوں میں۔۔۔۔

تو شیئر کرلو۔۔۔ھو سکا تو تمھاری مدد ضرور کروں گا۔۔۔۔

مایا پین کو ٹیبل پر گھمانے لگی۔۔۔۔

میں انوالو تو نہیں وہ۔۔ activities بولو بھی۔۔۔غلط

عضد نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔۔۔۔

مایا نے گہری سانس لیکر عضد کو دیکھا۔۔۔

یہی سمجھ لو۔۔۔

اوہ اچھا عضد بھی سیریئس ھو گیا۔۔۔۔

کسی لڑکی وڑکی کا چکر تو نہیں۔۔۔۔۔۔

ھو بھی تو میں کچھ کہہ نہیں سکتی۔۔۔

عضد نے اسکے ہاتھ سے پین لیا جو وہ مسلسل اپنی الجھن میں اسے گھمائے جا رہی تھی۔۔۔۔۔

کر رہی ھو اب بتا بھی دو۔۔۔۔۔create یار کیوں سسپینس

عضد میرے تایا کا قتل ھوا تھا آج سے تقریباً 32 سال پہلے۔۔۔۔

عضد پوری خاموشی اور توجہ سے اسے سننے لگا۔۔۔

میرے تایا نے پسند کی شادی کی تھی۔۔۔

کسی جاگیر دار گھرانے کی بیٹی سے۔۔۔۔۔

دونوں خاندان کسی پرانی دشمنی کی وجہ سے ایک دوسرے کے سخت خلاف تھے۔۔۔۔۔

تائی کو انکے گھر والوں نے نا صرف جائیداد سے بلکہ اپنے نام اور خاندان سے بھی مکمل طور پر عاق کر دیا تھا۔۔۔

اسوقت میرے تایا بھی اپنے علاقے کے وڈیرے تھے۔۔۔۔۔

بہت مال دولت تھی انکے پاس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ ہی عرصہ وہ تائی کے ساتھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔

پھر میری تائی کے بھائی نے طیش میں آکر میرے تایا پر قاتلانا حملہ کیا تھا۔۔۔

کچھ دنوں بعد انکی death ۔۔۔ ہو گئی تھی۔۔۔

آدھی سے زیادہ جائیداد تائی کے نام تھی۔۔۔

تایا ابو کے انتقال کے بعد انہوں نے ساری جائیداد پاپا کے نام کر دی اور اپنے لیے صرف وہ حویلی رکھی جس میں وہ تایا ابو کیساتھ رہتی تھیں۔۔۔۔

ھمارے خاندان والے بھی تایا کے قتل کا بدلا لینا چاھتے تھے۔۔

لیکن پاپا نے سب کو خبردار کیا کہ وہ یہ خون خرابا نہیں چاھتے۔۔۔

انہوں نے اپنے بھائی کا قتل معاف کر دیا تھا۔۔۔۔

اسی دوران تائی کے چھوٹے بھائی کا کسی نے قتل کر دیا اسکا الزام پاپا پر لگا دیا گیا۔۔۔

آئے دن انکو قتل کی دھمکیاں ملتی تھیں۔۔۔۔

پھر ایک بار ان پر بھی حملہ ھوا جس میں علی اور ماما بھی بری طرح زخمی ہوئے تھے۔۔۔۔

پاپا وہ سب کچھ چھوڑ کر ماما اور علی کو لیکر نا صرف وہ شہر بلکہ ملک ہی چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔

پاپا نے آج تک پلٹ کر پیچھے نہیں دیکھا۔۔۔

لیکن نا جانے علی کو کیسے انکا پتہ چلا۔۔۔۔

اور اب وہ یہاں کراچی آ کر ان سے ملنے جاتا ھے۔۔۔۔

جہاں اسکی جان کو اب بھی خطرہ ھو سکتا ھے کیونکہ انکی یہ قبیلوں کی جنگ نسل در نسل چلتی ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد بھی سن کر کافی پریشان ھوا۔۔۔۔

لیکن علی جب سب کچھ جانتا ھے تو وہاں وہ کس سے ملنے جاتا ھے؟؟؟؟؟

تائی سے جواب اپنے اسی بھائی کیساتھ رہتی ھیں جو میرے تایا کے قاتل تھے۔۔۔۔

اوہ اچھاااا۔۔۔

لیکن تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا یہ سب؟؟؟

کیسے بتاتی مجھے خود ابھی پتہ چلا ھے کہ یہ وہاں جاتا ھے۔۔۔

عضد مایا کو دیکھ کر بولا بات تو واقعی پریشانی والی ھے۔۔۔۔۔۔۔

لیکن تم ٹینشن مت لو میں سمجھاؤ گا اسے۔۔۔

تو کیا تمھاری تائی نے شادی نہیں کی تھی پھر۔۔۔۔۔

اسکا مجھے علم نہیں۔۔۔۔۔

بچے ھیں تمھارے تایا کہ؟؟؟

پاپا نے بتایا دو بیٹے تھے انکے۔۔۔۔۔

عضد نے مایا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔۔

U don't worry

میں بات کروں گا اس سے۔۔۔

یار میں پاپا کو بھی نہیں بتا سکتی انکی کنڈیشن ایسی نہیں کہ وہ یہ سب برداشت کر سکیں۔۔۔۔

اور میں بھی پریشان ھوں بہت کہ اللہ نا کرے وہ اپنی کسی پرانی دشمنی کی بھینٹ علی کو نا چڑھا دیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ کچن میں عضد کیلیے رات کا کھانا بنانے میں مصروف تھی۔۔۔۔

عضد گھر میں نہیں تھا نا علی موجود تھا۔۔۔

رابی نے رتابہ کو آواز لگائی۔۔۔۔

بی بی جی۔۔۔

وہ شاہ صاحب آئیں ھیں۔۔۔۔

رتابہ نے چولہے کی آنچ ہلکی کی۔۔۔۔

اچھا انکو بٹھاؤ ڈرائنگ روم میں میں آتی ھوں۔۔۔۔

بی بی جی وہ باہر لان میں ہی بیٹھ گئے ھیں۔۔۔۔

رتابہ نے اپنا دوپٹہ ٹھیک سے اوڑھا اور باہر آکر سلام کیا۔۔۔۔

شاہ جی نے اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر سلام کا جواب دیا۔۔۔

وہ وہیں شاہ جی کیساتھ بیٹھی۔۔۔۔۔۔۔۔

دونوں آپس میں خیر خیریت کی باتیں کر رہے تھے۔۔۔۔

مایا کچن میں رابی کو جوس کا آرڈر دینے آئی تو کھڑکی سے باہر شاہ جی کو دیکھا۔۔۔۔۔

رتابہ شاہ جی کے کہنے پر خود چائے بنانے کیلئے جیسے ہی اٹھی تو ایک دم سے اسے چکر آئے وہ گرنے لگی تھی لیکن شاہ جی نے فوراً اسے تھام لیا۔۔۔۔

اور واپس کرسی پر بٹھایا۔۔۔۔

کیا ھوا ھے تمھیں؟؟؟

کچھ نہیں بس ویسے ہی چکر سے آگئے۔۔۔۔۔

کھانا پینے کا خیال نہیں رکھتی ھو کیا؟؟؟

حالت دیکھو اپنی ایسے لگتا ھے جیسے 15.16 کی بچی ھو۔۔۔۔۔

کھایا پیا کرو یار۔۔۔۔

جی کھاتی تو ھوں۔۔۔۔

عضد کے کان کھینچنے پڑیں گے مجھے لگتا ھے وہ تمھارا خیال نہیں رکھتا۔۔۔۔۔

رتابہ فورا بولی نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔۔

شاہ جی نے پھر سے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

عضد کیسا تھ ساتھ اپنا خیال بھی رکھا کرو۔۔۔

بستر پہ پڑ گئی تو کوئی نہیں پوچھنے والا تمھارا۔۔۔

اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

مایا سینے پر ہاتھ باندھے بڑے ہی اسٹائل سے چلتی ہوئی انکے پاس آئی۔۔۔۔۔

کیا باتیں ہو رہی ہیں دونوں میں۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی مایا کو دیکھ کر مسکرایا۔۔۔۔۔

آپ بھی بیٹھ جائیں ساتھ اندازہ ہو جائیگا کیا باتیں چل رہی ہیں۔۔۔

وہ رتابہ کو کھوجتی ہوئی نظروں سے دیکھ کر بولی۔۔۔۔

اندازہ تو مجھے ہے پہلے سے ہی۔۔۔۔۔

رتابہ مایا کو دیکھ کر اٹھنے لگی۔۔۔

میں چائے بنا کر لاتی ہوں آپکے لیے۔۔۔۔۔

ارے نہیں نہیں۔۔۔ شاہ جی نے اسے روکا۔۔۔۔

تم بیٹھو یہیں تمھاری طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔

میں پھر کبھی پی لونگا۔۔۔۔۔۔

مایا شاہ جی کے سامنے بیٹھی۔۔۔۔

آپ کا آنا کیسے ھوا آج یہاں۔۔۔۔۔۔۔

ویسے ہی یہاں سے گزر ھوا تو سوچا عضد سے ملتا چلوں۔۔۔۔

اچھا لیکن عضد تو گھر میں نہیں ھے۔۔۔۔۔۔

نو پرابلم آپ سب تو ھیں نا۔۔۔

مجھ سے تو آپکا کوئی تعلق نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپکو دیکھ کر لگتا ھے آپ تعلق بنانے میں دیر نہیں لگاتیں۔۔۔

شاہ جی نے ڈائیریکٹ اسکے کردار پر چوٹ کی۔۔۔۔۔

کیا مطلب؟؟ وہ ماتھے پر بل ڈالے بولی۔۔۔۔

شاہ جی اپنی بات کا پہلو بدل کر بولا۔۔۔۔

ھے آپکی۔۔۔۔ attractive personality مطلب یہی کہ کافی

مایا اپنی تعریف پر خوشی سے کھلکھلائی۔۔۔۔۔

اوہ رئیلی۔۔۔۔۔

یقین نہیں آتا تو آئینے میں دیکھ لیا کریں خود کو۔۔۔

مایا کو ھنسی آگئی۔۔۔

وہ بڑے غرور سے بولی۔۔۔۔

آئینہ جھوٹ بھی تو بول سکتا ھے۔۔۔۔۔۔۔

نہیں مایا میم آئینہ کبھی بھی جھوٹ نہیں بولتا اسکا کام ہی صاف گوئی ھے۔۔۔

بس انسان اپنا باطن دیکھنے سے قاصر رہتا ھے۔۔۔۔۔۔

بڑی گہری باتیں کرتے ھیں آپ۔۔۔۔

رتابہ انکے درمیان سے اٹھی۔۔۔

تم کہاں جارہی ھو۔۔۔۔۔

آتی ھوں کچھ دیر میں وہ چلی گئی وہاں سے۔۔۔۔۔

شاہ جی اور مایا باتیں کرتے رھے آپس میں۔۔۔۔۔

رتابہ چائے کیساتھ کباب لیکر حاضر ھوئی۔۔۔۔

ارے واہ کیا کہنے یار مجھے کباب بڑے پسند ھیں۔۔۔ کباب دیکھ کر شاہ جی کی بھوک چمک اٹھی۔۔۔۔

ویسے ایک بات ھے کھانا بڑا ہی بہترین بناتی ھو تم جب سے تمھارے ہاتھ کا کھانا کھایا ھے نا میں تو فین ھو گیا ھوں تمھارا۔۔۔

شاہ جی نے کھل کر رتابہ کی تعریف کی۔۔۔۔۔

دل چاھتا ھے روز آجایا کروں کھانے۔۔۔۔۔

رتابہ خوش دلی سے بولی۔۔۔۔

آپکو کس نے روکا ھے آپکا اپنا ہی گھر ھے آجایا کریں۔۔۔۔۔

شاہ جی مزے سے کباب کھاتے ھوئے بولا۔۔۔

سوچ لو پھر برداشت کر لو گی روز مجھے۔۔۔۔

رتابہ مسکرائی۔۔۔۔

اس میں برداشت کرنے والی کونسی بات ھے۔۔۔۔۔

آپ غیر تو نہیں ھماری فیملی کا حصہ ھیں۔۔۔۔۔

مایا کافی غور سے رتابہ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

جو مسکرا کر شاہ جی کی باتوں کا جواب دے رہی تھی۔۔۔۔۔۔

شاہ جی نے کباب کی پلیٹ اور اپنے بھوکے پیٹ کیساتھ پورا انصاف کیا اور سارے کباب کھا گیا۔۔۔

لو جی تمھاری پلیٹ تو کر دی میں نے صاف۔۔۔۔۔

رتابہ نے خالی پلیٹ اٹھائی۔۔۔۔

اور لا دیتی ھوں آپکو۔۔۔۔

نا بابا نا بس اتنے ہی کافی ھیں۔۔۔۔

پھر وہ ہاتھ جھاڑ کر کھڑا ھوا۔۔۔

اچھا میں چلا عضد تو اب تک نہیں آیا۔۔۔۔۔

آپ کی بات تو ھوئی تھی آتے ہی ھونگے وہ۔۔۔۔رتابہ نے اسے روکنا چاہا۔۔۔۔

نہیں رتابہ اب چلونگا میں۔۔۔۔

مجھے کہیں اور جانا ھے۔۔۔۔

مایا کو اسکی باتیں بڑی دلچسپ لگی تھیں۔۔وہ بھی بولی

بیٹھ جاتے کچھ دیر اور آپ۔۔۔

نہیں میم پھر آؤنگا اور اسکے ہاتھ کا کھانا کھا کر جاؤنگا۔۔۔

شاہ جی نے بڑے پیار سے رتابہ کا سر تھپتھپایا۔۔۔۔

مایا مسکراہٹ سے نچلا دانت ھونٹوں تلے دبا کر بولی۔۔۔

لگتا ھے بڑے عادی ھیں آپ اسکے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر کچھ ٹھہر کر بولی۔۔۔۔۔

ہاتھوں کے۔۔۔

شاہ جی اسکی بات کا منطق سمجھ چکا تھا۔۔۔

وہ مسکراتا ھوا شان بے نیازی سے بولا۔۔۔۔۔ ھم آپکے عادی بھی ھو سکتے ھیں ان جیسی عادت اپنا لیں تو۔۔۔۔

مایا شاہ جی کا کھرا جواب سنکر کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ اس نے اللہ حافظ کہہ کر اپنے قدم تیزی سے دروازے کیطرف بڑھائے۔۔۔

URDUNovelians

جازب اور نمل کا روز کا معمول تھا وہ رات کو باہر ٹہلنے جاتے تھے۔۔۔

کبھی زیان انکے ساتھ ھوتا اور کبھی نا ھوتا۔۔۔۔

پر غور کیا۔۔۔۔۔ behave یار تم نے عضد کے

نمل اسکے ساتھ چلتے چلتے اسکے سامنے کھڑی ھوئ۔۔۔۔

ہاں میں نے کافی لچک محسوس کی اس کے لب و لہجے میں اسکے انداز میں۔۔۔۔

جازب اسکا ہاتھ پکڑ کر وہی سیمینٹ کے بنے بینچ پر بیٹھا۔۔۔۔

تم نے صرف لچک محسوس کی۔۔۔

لیکن میں نے اسکی آنکھوں میں رتابہ کیلیے اسکا دل دھڑکتا محسوس کیا ھے۔۔۔۔۔۔

امی بھی کہہ رہی تھیں کہ عضداب بدل رہا ھے۔۔۔۔ لیکن مجھے اس میں صرف رتابہ کیلیئے نرمی نظر آئ محبت نہیں۔۔۔۔۔۔

کیونکہ محبت میاں بیوی کے درمیان تمام فاصلوں کو طے کرتی قربت کا دوسرا نام ھے۔۔۔۔

جبکہ ان کے درمیان فاصلہ کل بھی تھا آج بھی ھے۔۔۔۔۔۔۔

نمل کے چہرے پر اتنی خوشی نہیں تھی۔۔۔۔۔

تمھاری کوئی بات ھوئ رتابہ سے اس متعلق۔۔۔۔۔۔جازب اسکی طرف دیکھ کر بے صبری سے پوچھنے لگا۔۔۔۔۔

ہاں ھوئ تھی لیکن اسکا جواب عارضی طور پر تسلی بخش تھا۔۔۔۔۔

یا شاید جھوٹی تسلی جو وہ یا تو مجھے دے رہی تھی یا اپنے آپ کو دینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

نمل کے جواب پر جازب افسوس سے بولا۔۔۔۔

یار رتابہ کیسا تھ بڑی زیادتی ھے یہ کہ عضد اسے اپناتا بھی نہیں اور چھوڑتا بھی نہیں۔۔۔۔۔۔

شاید اب آنیوالے وقت میں چھوڑ دے۔۔۔۔ نمل کا لہجہ آنے والے خدشات کا ڈر لیے ھوئے تھا۔۔۔۔۔

کیوں تمھاری سوئی یار ہر بار مایا پر آکر اٹک جاتی ھے۔۔۔۔۔

جازب کو چڑ سی ھونے لگی تھی اب نمل کے اس شک پر۔۔۔۔۔

وہ اٹھ کھڑا ھوا۔۔۔۔

اسٹریٹ لائٹ کی ہلکی ہلکی روشنی میں اسکا سایہ اسکی قدو قامت سے بھی دراز ھو رہا تھا۔۔۔۔۔

نمل جازب کے بڑھتے ھوئے سائے کو خاموشی سے تکنے لگی۔۔۔۔

چلو یار اٹھو گھر چلتے ھیں۔۔۔۔۔

پھر اسکی آواز پر اپنی سوچوں سے باہر آئی اور جازب کا ہاتھ تھامے اسکے ساتھ گھر کیطرف آنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔

ناجانے کیوں عضد اور رتابہ کو کچھ قریب ھوتا دیکھ کر بھی اسکے دل سے مایا کا کھٹکا نہیں نکل رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

عضد اور علی ایک ساتھ باہر گۓ تھے ابھی تک وہ لوٹ کر نہیں آۓ تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ لاؤنج میں بیٹھ کر عضد کا انتظار کرتے کرتے تھک گئ تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مایا اپنے کمرے سے باہر آئ تو رتابہ کو صوفے پر لیٹا دیکھ کر اسکے پاس چلی آئ۔۔۔۔۔

سنو۔۔۔۔

رتابہ نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔۔۔۔

شاہ جی کیساتھ کیا رشتہ ھے تمھارا۔۔۔۔۔۔؟؟؟

کیوں آپ کیوں پوچھ رہی ھیں۔۔۔۔؟؟؟

لگتا ھے مراسم کافی پرانے ھیں تمھارے شاہ جی سے۔۔۔۔

آپ کہنا کیا چاھتی ھیں۔۔۔۔وہ اٹھ کر بیٹھی۔۔۔۔۔

مایا اسکی آنکھوں میں جھانک کر دیدہ دلیری سے بولی۔۔۔۔۔

وہی جو تم کہنا نہیں چاھتی۔۔۔۔

رتابہ کو سمجھ نا آئ وہ کس بارے میں بات کر رہی ھے۔۔۔۔۔

میں کیا کہنا نہیں چاھتی اور آپ مجھ سے کیا سننا چاھتی ھیں۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟

مایا نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔

گھبرا کیوں رہی ھو۔۔۔

میں تو بس یہ سچ جاننا چاہتی ھوں کہ جب یہ پہلی بار یہاں آیا تھا تو تمھیں ساتھ لیکر آیا تھا۔۔۔۔

اور تمھارا سر راہ ہنگامی حالات میں اسی کو ملنا محض اتفاق تو نہیں ھو سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ اسکی بات سن کر سخت لہجے میں بولی۔۔۔۔۔۔

دیکھیں مایا آپ ھمدانی انکل کی بیٹی ھیں اور عضد کی دوست بھی اسلیے میں آپکی ہر بات آپکا ہر رویہ برداشت کر لیتی ھوں۔۔۔۔۔

لیکن اسکا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ آپکی اس قدر گھٹیا سوچ کو بھی برداشت کروں۔۔۔۔۔

نا جانے کہاں سے آج رتابہ میں اتنی ھمت آئ تھی کہ وہ مایا کیساتھ مایا کے ہی لہجے میں مخاطب ھوئ تھی۔۔۔۔۔۔

اونہہ۔۔۔مایا رعونت بھرے لہجے میں بولی۔۔۔۔

گھٹیا تعلقات رکھتی ہو تو سچ بھی اب تمھیں گھٹیا ہی لگے گا نا۔۔۔۔۔۔

رتابہ کو آج پہلی بار اتنا غصہ آیا تھا۔۔۔۔

وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور انگلی اٹھا کر بلند آواز میں کہا۔۔۔۔

بسسسسس۔۔۔۔۔۔ میرے کردار پر بات مت کرنا آئندہ ورنہ۔۔۔۔۔

مایا اس سے دو قدم قریب ہوئی۔۔۔۔۔۔۔

اور اکڑ کر بولی ورنہ کیا۔۔۔۔۔۔۔؟؟؟؟

بولو نا ورنہ کیا۔۔۔؟؟؟؟؟

رتابہ اس سے پیچھے ہٹی۔۔۔۔۔

کیوں بولتی بند ہو گئی تمھاری؟؟؟؟

بس اتنا سا دم خم تھا تمھارے اندر۔۔۔

سچ بول نہیں سکتی تو جھوٹ کی پٹی دوسروں کی آنکھوں پر کب تک باندھتی پھرو گی؟؟؟

رتابہ اس کے بدلتے تیور دیکھ کر کچھ سہم گئی تھی۔۔

گھر میں بھی کوئی نا تھا۔۔۔

اور رابی بھی اپنے کوارٹر میں تھی۔۔۔۔۔۔

میں آپ سے کوئی بات نہیں کرنا چاھتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اتنا کہہ کر وہ جانے لگی تو مایا نے اسے بازو سے پکڑا۔۔۔

تم عضد کو سچ بتا کیوں نہیں دیتی۔۔۔۔

کونسا سچ؟؟؟؟؟

یہی کہ شاہ جی تمھارے ناجائز بچے کا باپ ھے۔۔۔۔۔۔۔

مایا کی بات سن کر رتابہ کو ایسے لگا جیسے کسی نے اسکے کان میں پگھلتا ھوا سیسہ انڈیل دیا ھو۔۔۔۔

اتنا بڑا الزام وہ کیسے برداشت کرتی وہ بھی شاہ جی کے متعلق جسے وہ اپنا بڑا بھائی مانتی تھی۔۔۔۔۔

رتابہ نے اسکے لحاظ کا چولا اتار پھینکا۔۔۔

اور ایک زوردار چماٹ مایا کے منہ پر دے ماری۔۔۔۔۔

مایا کو آج پہلی بار کسی نے طمانچہ رسید کیا تھا وہ بھی رتابہ جیسی بزدل اور ڈرپوک لڑکی نے۔۔۔۔ جسے وہ کسی نالی کا معمولی کیڑا سمجھتی تھی۔۔۔۔۔

مایا نے اسے کندھوں سے پکڑ کر زور سے جھنجھوڑا۔۔۔

تم نے مجھے۔۔۔

مجھے۔۔۔۔۔

مجھے تھپڑ مارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسکی آواز در و دیوار سے ٹکرا کر باہر عضد کے کانوں تک گئی۔۔۔۔۔۔

جو ابھی ابھی گھر میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے خود کو چھڑانے کی کوشش کی۔۔۔اور بنا کسی خوف کے بولی تمھاری بات کا میرے پاس اس سے بہتر اور کوئی جواب نہیں تھا۔۔۔۔۔

مایا کا اب اپنے ہوش میں رہنا ناممکن تھا۔۔۔

عضد مایا کی آواز سن کر بھاگتا ہوا اندر آیا۔۔۔

مایا نے اپنے دونوں ہاتھوں سے رتابہ کو شانوں سے پکڑا ہوا تھا۔۔۔ایسے لگ رہا تھا وہ آج رتابہ کی جان لے لیگی۔۔۔۔۔۔

عضد ان دونوں کو دیکھ کر بلند آواز میں بولا۔۔۔۔۔

کیا ہو رہا ہے یہ سب۔۔۔۔۔؟؟؟

مایا نے اسے دیکھ کر رونا شروع کر دیا اور بھاگتی ھوئی اسکے پاس آئی۔۔۔۔

کیا ھوا ھے؟؟؟

وہ مایا کو روتا دیکھ کر رتابہ سے پوچھنے لگا۔۔۔۔۔۔

رتابہ تو خاموش ہی رہی لیکن مایا روتے روتے بولی۔۔۔۔۔

آج شاہ جی آیا تھا اور تمھاری غیر موجودگی میں اسے شاہ جی کیساتھ اتنا کلوز دیکھ کر میں نے صرف اتنا پوچھا کہ اتنی کلوز تم عضد کیساتھ بھی نہیں ھو جتنی شاہ جی کیساتھ ھو۔۔۔۔

کیا تمھاری کوئی پرانی جان پہچان ھے شاہ جی سے تو اس نے میرے منہ پر تھپڑ دے مارا۔۔۔۔۔

رتابہ مایا کے سفید جھوٹ پر اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔۔۔۔

عضد نے گردن گھما کر رتابہ کو دیکھا۔۔۔

اسکا رخ رتابہ کی طرف تھا تم نے اسے تھپڑ مارا ھے؟؟؟؟ وہ مایا کے منہ پر اس انگلیوں کے نشان دیکھ چکا تھا۔۔۔۔۔

اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

کیوں؟؟؟؟

اسی سے پوچھ لیں آپ۔۔۔

مایا رو رو کر اپنی صفائی دینے لگی

عضد میں قسم کھا کر کہتی ھوں میں جھوٹ نہیں بول رہی۔۔۔۔

پوچھو اس سے کیوں اسے میری بات اتنی بری لگی۔۔۔

کیوں اس نے مجھے شاہ جی کے نام پر تھپڑ مارا۔۔۔۔

مایا بولتی ہی گئی اور رتابہ سر جھکائے خاموشی سے کھڑی رہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک آنسو نہیں تھا اسکی آنکھ میں اسوقت مایا کا یہ روپ دیکھ کر وہ ششدر رہ گئی۔۔۔۔۔

عضد نے رتابہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے کمرے میں لے گیا۔۔۔۔

اسکے جاتے ہی مایا نے اپنے آنسو صاف کیئے۔۔۔۔

مجھے تھپڑ مارا ھے نا تم نے اب دیکھنا میں اسکا بدلہ تم سے کیسے لیتی ھوں۔۔۔۔

عضد نے رتابہ کو صوفے پر بٹھایا اور خود اسکے قدموں میں پنجوں کے بل بیٹھا۔۔۔۔۔۔

رتابہ کو پیٹ میں درد ھو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مایا کیا کہہ رہی ھے تمھارے متعلق۔۔۔۔۔؟؟؟ عضد کا لہجہ برف کیطرح ٹھنڈا تھا۔۔۔۔۔

اسکے سوال پر وہ خاموش رہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد نے اسکی ٹھوڑی اونچی کر کے اسکا رخ اپنی طرف کیا۔۔۔

یہاں دیکھو میری طرف۔۔۔۔

رتابہ نے آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے دیکھا اور بولی۔۔۔۔

جس انداز سے مایا نے بات کی ھے ایسی کوئ بات نہیں۔۔۔

آپ شاہ جی کو بھی جانتے ہیں اور مجھے بھی۔۔۔۔

تم نے تھپڑ کیوں مارا اسے۔۔۔۔

رتابہ نے جس بات پر اسے تھپڑ مارا تھا عضد کا وہی سوال پوچھنے پر اس نے اپنی آنکھیں اور مٹھیاں سختی سے میچ لیں۔۔۔۔۔

عضد نے اسکے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لی ئے۔۔۔۔۔

میں کچھ نہیں کہونگا تمھیں بولو اس نے کیا کہا ھے تم سے۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے نا میں سر ہلایا۔۔۔۔

میں نہیں بتا سکتی آپ اسی سے پوچھ لیں۔۔۔۔۔۔

عضد کو غصہ آنے لگا تھا۔۔۔۔

بیوی میری تم ھو وہ نہیں۔۔۔۔

رتابہ کے آنسو عضد کے ہاتھوں پر گرنے لگے جو رتابہ کی گود میں تھے۔۔۔۔۔

لیکن یقین آپکو اس پر ھے مجھ پر نہیں۔۔۔۔۔

اگر تم پر یقین نا ھوتا تو ابھی تم سے نا پوچھتا۔۔۔۔

اس نے جھکی پلکیں اٹھا کر عضد کی آنکھوں میں دیکھا تو عضد کا دل مچل کر رہ گیا۔۔۔۔۔

اگر یقین ھے آپکو مجھ پر تو پھر یہ تصدیق کیسی۔۔۔۔۔؟؟؟

عضد جانتا تھا کہ وہ اپنی صفائی میں ایک لفظ نہیں بولے گی۔۔۔۔

وہ عام لڑکیوں کیطرح نہیں تھی۔۔۔۔

نا گلہ کرنا۔۔۔

نا شکوہ کرنا۔۔۔۔

نا ناراض ھونا۔۔۔۔

نا اپنی بات منوانا۔۔۔

نا اپنا آپ شئیر کرنا۔۔۔۔

نا دوسروں کی بات کرنا۔۔۔

۔۔۔۔۔نا اپنا حال بیان کرنا۔

غلط کو غلط اور صحیح کو صحیح ثابت کرنے کی سکت بھی نا تھی اس میں۔۔

کیا وقت اور حالات نے اسے اتنا کمزور کر دیا تھا؟؟؟؟

یا پھر یہ صبر کی کونسی منزل تھی جہاں وہ تنہا ڈیرہ ڈالے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی خاموشی میں اسکی شخصیت میں سمندر کی گہرائی جیسا سکوت تھا۔۔۔۔۔۔

عضد اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔

پھر اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبا کر کمرے سے باہر چلا گیا۔۔

نیچے آکر اسکے قدم مایا کے روم کی طرف بڑھے۔۔۔

عضد کو اپنے کمرے میں آتا دیکھ کر وہ روتے ھوئے اس سے جا لپٹی۔۔۔۔

عضد نے اسے بازو سے پکڑ کر آھستہ سے پیچھے کیا۔۔۔۔۔

وہ بہت برے طریقے سے رو رہی تھی۔۔۔۔

عضد یقین کرو میرا میں نے اس سے کوئی غلط بات نہیں کی۔۔۔

عضد جانتا تھا کہ کوئی تو ایسی بات ضرور ھوئی ھے جس پر رتابہ نے اسے تھپڑ مارا تھا۔۔۔

ورنہ رتابہ ایسے کیسے ہاتھ اٹھا سکتی تھی وہ بھی مایا پر جسکے غصے اور جنون سے عضد خود بھی احتیاط کرتا تھا۔۔۔۔

عضد نے اسے خاموش کروایا۔۔۔۔

اچھا بس رونا تو بند کرو۔۔۔۔

بتاؤ مجھے کیا ھوا تھا۔۔۔۔

مایا نے رتابہ کا گرنا اور شاہ جی کے سنبھالنے سے لیکر اسکی تعریف تک کو اپنے شکوک بھرے لہجے میں لپیٹ کر عضد کو بتایا۔۔۔۔۔

جانتے ھو عضد میں نے ابھی اس سے یہ بھی پوچھا تھا کہ شاہ جی جب پہلی بار یہاں آیا تھا تو تمھیں لیکر آیا تھا۔۔۔ تم شاہ جی کو ہی کیوں ملی تھی اس دن جب حالات شہر کے خراب تھے۔۔۔

ناڈرائیور کو ملی تم۔۔۔

ناکسی ٹیکسی میں آئی تم۔۔۔۔۔

بس اس سے برداشت نہیں ھوا اور اس نے مجھے تھپڑ مارا عضد مجھے۔۔۔۔۔

وہ اپنے بال ہاتھوں میں جکڑ کر رونے لگی۔۔۔۔۔

تم خود سوچو یہ اتفاق کیسے ھو سکتا ھے کہ تم جب بھی نہیں ھوتے گھر وہ یہاں آ دھمکتا ھے۔۔۔

اور لندن بھی پہنچ گیا تھا وہ تمھارے ایکسیڈینٹ کا سنکر۔۔۔۔

حالانکہ آنا تمھارے بھائی کو چاھیے تھا لیکن یہ دوڑا چلا آیا کیوں؟؟؟؟؟

اور میں نے رتابہ میں یہ بات نوٹ کی ھے وہ کسی سے کوئی بات نہیں کرتی۔۔۔

علی سے بھی بات کرتے ھوئے جھجھکتی ھے۔۔۔۔

پھر شاہ جی سے اتنے دھڑلے سے کیسے بات کر لیتی ھے؟؟؟

شاہ جی کیساتھ کیا رشتہ ھے تمھارا اور اسکا؟؟؟؟؟

عضد کو اس نے شک میں ڈالنے کی بھرپور کوشش کی۔۔۔۔

جس میں مکمل کامیاب ھو سکتی تھی لیکن عضد شاہ جی کو جانتا تھا کہ وہ اسکے بڑے بھائی جیسا ھے۔۔۔۔

لیکن مایا کے سامنے وہ خاموش رہا۔۔۔۔۔۔

کیونکہ اس وقت مایا کو ریلیکس کرنا تھا اس نے۔۔۔۔۔

اگر وہ اسے کچھ کہتا تو وہ کچھ بھی کر سکتی تھی اپنے ساتھ۔۔۔۔۔

عضد مجھے تمھاری پرواہ نا ھوتی تو میں اسکا حشر بگاڑ دیتی لیکن میں صرف تمھیں دیکھ کر رک گئی۔۔۔۔

تمھاری خاطر اس مایا نے اسکا طمانچہ بھی سہہ لیا جو کسی کی تلخ نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی برداشت نہیں کرتی۔۔۔۔

وہ عضد کو اپنا یقین دلانے لگی۔۔۔۔

عضد میں نے اسلیے اس سے یہ پوچھا کیونکہ تم موجود نہیں تھے۔۔۔۔۔۔

تمھارے سامنے اسکی زبان ہی بند ھو جاتی ھے۔۔۔

لیکن شاہ جی کے سامنے اسکی مسکراہٹ ہی ھونٹوں سے جدا نہیں ھو رہی تھی۔۔۔۔۔

تمھارے سامنے وہ ڈری سہمی رہتی ھے لیکن تم سے ہٹ کر اسکا روپ اسکے رنگ ڈھنگ ہی الگ ھیں۔۔۔۔۔

عضد خاموشی سے سنتا رہا بولا کچھ بھی نہیں۔۔۔۔

اسے یہاں مایا کے سامنے کچھ بھی بولنا مناسب نا لگا۔۔۔

کہہ تو وہ بھی وہی کچھ رہی تھی جو اس نے دیکھا اور محسوس کیا تھا۔۔۔عضد صرف اس بات کو لیکر پریشان تھا کہ رتابہ نے تھپڑ کس بات پر مارا تھا مایا کو؟؟؟

اور مایا یہ سب کیوں کہہ رہی تھی آج سے پہلے تو مایا نے شاہ جی کے متعلق ایسی کوئ بات نہیں کی تھی۔۔۔۔

اور رتابہ نے تو کبھی مایا کے سامنے سر تک نہیں اٹھایا تھا آج کیا ھوا تھا ایسا؟؟؟؟

مایا پر وہ یقین نہیں کر سکتا تھا اور رتابہ نے ایک ہی بات کر کے اسے خاموش کروا دیا تھا کہ

اگر یقین ھے مجھ پر تو پھر یہ تصدیق کیسی؟؟؟؟؟؟

مایا کے دل میں تھپڑ کھانے کے بعد رتابہ کی نفرت نے مذید شدت اختیار کر لی تھی۔۔۔۔۔

ایک طرف عضد کی محبت کا جنون تھا اور دوسری طرف رتابہ کیساتھ اسکی نفرت دشمنی کا روپ دھارنے لگی تھی۔۔۔۔۔

ایک دو بار عضد نے بھی اسکا تلخ رویہ نوٹ کیا تھا رتابہ کیساتھ۔۔۔۔

لیکن رتابہ نے آج تلک عضد کے سامنے اسکا نام تک زبان پر نہیں لایا تھا۔۔۔۔

عضد واش روم میں منہ ہاتھ دھو رہا تھا۔۔۔۔

اسکا فون مسلسل بج رہا تھا۔۔۔۔

شاہ جی کال تھی۔۔۔۔

عضد نے واش روم سے رتابہ کو آواز دی۔۔

کس کا فون ھے؟؟؟؟

اس نے عضد کو آواز لگائی۔۔۔۔

شاہ جی کا ھے۔۔۔۔

تو اٹھالو۔۔۔۔

رتابہ نے کال اٹھائی۔۔۔

السلام و علیکم۔۔۔۔

وعلیکم السلام کیسی ھو۔۔۔۔

ٹھیک ھوں۔۔۔۔

عضد کہاں ھے۔۔۔

واش روم میں ھے آپ کچھ دیر بعد کال کر لیجیئے گا۔۔۔

او کے میں باہر ہی گھر کے۔۔۔۔۔

عضد آجائے تو بتا دو اسے۔۔۔

جی ٹھیک ھے اس نے فون کاٹ دیا۔۔۔۔

رتابہ نے کمرے سے ہی رابی کو آواز دی کہ چوکیدار سے کہو شاہ صاحب گھر کے باہر ھیں انکو ڈرائنگ روم میں بٹھا دیں۔۔۔۔۔

وہ عضد کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگی۔۔۔

وہ تولیئے سے منہ رگڑتا باہر آیا۔۔۔۔

شاہ جی آئے ھیں۔۔۔۔۔

اچھا۔۔۔۔۔۔

وہ بالوں میں کنگھی کرتا اسے زبردست چائے کا کہہ کر شاہ جی کے پاس چلا گیا۔۔۔

رتابہ نے چائے رابی کے ہاتھ اندر بھیجی۔۔۔

شاہ جی نے اس سے پوچھا۔۔۔

میری بہن کہاھے آج؟؟؟؟

عضد نے اسے اندر بلوایا۔۔۔۔

اس نے سلام کیا تو شاہ جی نے اٹھ کر اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔

ناراض ھو کیا مجھ سے؟؟

شاہ جی پوچھے بغیر رہ نا سکا۔۔۔۔

نہیں تو میں کیوں ھونے لگی آپ سے ناراض۔۔۔۔۔

شاہ جی نے عضد کے سامنے ہی پوچھا۔۔۔

کسی نے کچھ کہا ھے؟؟؟؟

نہیں۔۔۔۔۔۔

وہ شاہ جی کو سر اٹھا کر دیکھ نہیں پا رہی تھی جو الزام مایا نے لگایا تھا۔۔۔۔۔

وہ زیادہ دیر نا بیٹھی اور چلی گئی۔۔۔۔۔۔

عضد کچھ دیر میں اسکے پیچھے آیا کیا ھوا ھے؟؟؟ موڈ کیوں آف ھے تمھارا۔۔۔۔

آپکو لگ رہا ھے ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔۔

اچھاااااا۔۔۔ چلو تم کہتی ھو تو مان لیا۔۔۔

کھانے میں کیا بنایا ھے؟؟؟

ساگ گوشت اور دال چاول ھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ھے کھانا لگا دو وہ کھانا کھا کر جائے گا۔۔۔۔۔

رتابہ نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

جی بہتر۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد۔۔۔۔۔

وہ سب کھانے کی میز پر تھے۔۔۔۔

مایا کو بھی اب علم ھوا تھا کہ شاہ جی آیا ھوا ھے۔۔۔۔

رتابہ مایا کی موجودگی میں شاہ جی کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔

آج علی بھی موجود تھا بہت خوش ھوا تھا وہ شاہ جی سے ملکر۔۔۔

شاہ جی نے کھانا کھاتے ھوئے آج رتابہ کی تعریف نا کی تھی۔۔۔۔

مایا نے اسے ٹہکا دیا۔۔۔۔

لگتا ھے آج کا کھانا آپ کو پسند نہیں آیا۔۔۔

شاہ جی نے چاول کھاتے ھوئے مایا کیطرف سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔۔

عضد کو رتابہ کا نا ھونا ذرا عجیب لگا تھا لیکن اس نے اظہار نا کیا۔۔۔۔

اچھا بنا ھے اسلیے کھا رہا ھوں۔۔۔۔۔

مایا نے طنز بھرے لہجے میں مسکرا کہا۔۔۔

جس دن آپ آئے تھے عضد نہیں تھا اس دن تو تعریفوں کے پہاڑ اٹھا رکھے تھے آپ نے۔۔۔۔۔

شاہ جی اسکا انداز سمجھ گیا تھا۔۔۔۔۔

اس نے وہیں ہاتھ روک لیا۔۔۔۔

اور عضد سے کہا رتابہ کہاں ھے؟؟؟؟

کچن میں ھو گی۔۔۔

تم نے ہاتھ کیوں روک دیا کھانا تو کھاؤ۔۔۔۔

نہیں یار بس پیٹ بھر گیا ھے۔۔۔۔

علی نے بھی اسکی منت کی لیکن اس نے ایک نوالہ بھی منہ میں نا ڈالا۔۔۔۔

عضد نے رتابہ کو آواز دی۔۔۔۔

وہ کھیر ہاتھ میں لیے ڈائینگ ٹیبل پر آئی۔۔۔۔۔

شاہ جی نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور جتنے نوٹ تھے وہ رتابہ کے سامنے رکھے۔۔۔۔

یہ لو تمھارا انعام۔۔۔

اس دن بھی خالی ہاتھ تھا۔۔۔۔

وہ پیسے دیکھ کر بولی۔۔۔

یہ کیا ھے بھائی؟؟؟؟

اتنا اچھا کھانا کھلانے پر بھائی کیطرف سے انعام ھے۔۔۔۔

میں نہیں لے سکتی یہ۔۔۔۔

عضد بھی بولا یہ کیا کر رہے ھو یار ایسے نہیں ھوتا واپس رکھو یہ پیسے۔۔۔۔

یار رتابہ کے ہاتھ کا کھانا جب بھی کھاتا ھوں اسکے ہاتھوں سے ماں کے ہاتھ کا ذائقہ اور خوشبو آتی ھے۔۔۔۔۔۔۔

اور بھائی ھونے کے ناطے اسے اتنا بہترین کھانا کھلانے پر انعام نہیں دے سکتا؟؟؟

علی بولا بلکل دے سکتے ھیں آپ۔۔۔۔۔۔۔۔اٹھالو رتابہ ایسے بھائی قسمت والوں کو ملتے ھیں۔۔۔۔۔

شاہ جی مسکرایا۔۔۔

نہیں بھائی ھونے کے ناطے میں زیادہ خوش قسمت ھوں

ایسی بہنیں کہاں سب بھائیوں کے نصیب میں ہیں جن سے ماں کی خوشبو آئے۔۔۔۔۔۔

عضد اور مایا نے ایک ساتھ شاہ جی کو دیکھا جس نے رتابہ کو بہن سے ماں جیسی عزت بخشی تھی۔۔۔۔

رتابہ بھی شاہ جی کو دیکھتا رہ گئی کہ کسطرح شاہ جی نے تعریف کرتے ھوئے اسے زمین سے اٹھا کر آسمان پر لا بٹھایا تھا۔۔۔

شاہ جی سے گھومتی ھوئی عضد کی نظر مایا پر جا ٹکی۔۔۔

جسکے چہرے سے ناگواری کے تاثرات چھپائے نا چھپ رھے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مایا وہاں انکے درمیان زیادہ دیر نا ٹھہر سکی۔۔۔۔

شاہ جی جانے کیلئے اٹھا تو کال پر بات کرتے ھوئے عضد نے اسے رکنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔۔

رتابہ علی کی پرواہ کیے بغیر شاہ جی سے بولی۔۔۔۔

آپ عضد کی غیر موجودگی میں گھر نا آیا کریں پلیز۔۔۔۔۔۔

رتابہ کا التجایا لب و لہجہ دیکھ کر وہ پوچھے بنا نا رہ سکا۔۔۔

کسی نے کچھ کہا تو پلیز شیئر کر سکتی ھو مجھ سے۔۔۔۔

ضروری نہیں بھائی کہ میں کچھ کہوں۔۔

بہت سی باتیں انسان بن کہے بھی سمجھ سکتا ھے۔۔اور اس معاملے میں آپ کافی سمجھدار ھیں۔۔۔۔۔

علی بڑی حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ کیا معاملہ تھا رتابہ کیوں کہہ رہی تھی شاہ جی سے اسطرح۔۔۔۔۔

شاہ جی نے ٹیبل پر دونوں ہاتھ رکھے پھر گہری سانس لیکر اٹھا۔۔۔۔۔۔۔۔

پریشان مت ھو اب ایسا نہیں ھوگا۔۔۔۔۔۔۔

عضد فون بند کر کے آیا تو شاہ جی نے اجازت چاہی علی اور عضد گاڑی تک باہر اسکے ساتھ ہی آئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

واپسی پر شاہ جی سوچتا رہا کہ اس نے جو اندازہ پہلے دن لگایا تھا مایا کو دیکھ کر وہ بلکل درست ثابت ھوا تھا۔۔۔۔

وہ مکمل طور پر عضد کو اپنے رنگوں میں رنگنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اور عضد اسکے ہاتھ کا کھلونا بنا ھوا تھا وہ جس طرف اسکی چابی گھماتی وہ اسطرف چلنے لگتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مایا کا انداز اسکا لہجہ اسکی نگاھیں اسکے من میں چھپے چور کی عکاسی کرتے ھوئے شاہ جی کو صاف دکھائی دے رہے تھے۔۔۔۔۔

رتابہ کا جھکا ھوا سر اور اسے گھر سے آنے سے روکنا۔۔۔۔

وہ سب سمجھ گیا تھا کہ یقینا مایا نے کچھ کہا ھوگا۔۔۔

نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔ behave ورنہ آج سے پہلے تو اس نے کبھی ایسا

نرگس کیساتھ عضد فون پر باتیں کر رہا تھا۔۔۔۔

جی امی سب ٹھیک ھے۔۔۔۔

عضد بیٹا ایک گزارش کرنی ھے تم سے۔۔۔۔۔

امی مائیں گزارش نہیں حکم دیا کرتی ھیں بیٹوں کو۔۔۔۔

نرگس نے بڑے پیار سے عضد سے بات کی۔۔۔۔

میری جان تمھاری محبت کا سلسلہ کہاں تک پہنچا۔۔۔۔۔

شاہ جی کو نرگس نے ہی بھیجا تھا عضد کے یہاں کہ وہ انکو دیکھ کر آئے کہ کیسے حالات ھیں ان دونوں کے بیچ۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی نے مایا کے خدشات سے نرگس کو آگاہ کر دیا تھا۔۔۔۔

اسلیے اب وہ عضد سے یہ ٹاپک ڈسکس کر رہی تھی۔۔۔۔۔

کونسی محبت امی۔۔۔۔۔

وہی جسکی خاطر تم میرے سینے سے لپٹ کر روئے تھے۔۔۔۔۔

کہیں اب اسے رلا تو نہیں رہے؟؟؟

نہیں امی کیسے رلا سکتا ھوں۔۔۔۔۔۔۔اب اسکا رونا مجھ سے برداشت نہیں ھوتا۔۔۔۔

نرگس کو سن کر تسلی ھوئی۔۔۔۔۔

دیکھو میری جان۔۔۔

محبت اچھائیوں کو ہی چاھنے کا نام نہیں۔۔۔۔۔۔

لیکن امی محبت تو اسی سے ھوتی ھے نا جو دل کو اچھا لگتا ھے۔۔۔اور دل کو وہی اچھا لگتا ھے جو حقیقت میں اچھا ھو۔۔۔۔۔۔

نرگس دھیمے انداز میں بولی۔۔۔۔

محبت صرف خوبیوں سے نہیں ھوتی جس سے محبت ھو جائے نا تو اسے اسکی خامیوں اور کمزوریوں سمیت اپنایا جاتا ھے۔۔۔۔۔۔

میری جان مضبوط ترین ھوتا ھے وہ رشتہ جہاں عیب گنوائے نہیں بلکہ چھپائے جاتے ھیں۔۔۔۔۔

بلکل اس رب عظیم اور ھمارے تعلق کیطرح۔۔۔۔۔۔

جو ھماری ایک ایک نیکی کو سنبھال کر رکھتا ھے۔۔۔۔

اور ھماری بے شمااااار خطاؤں کو معاف کر دیتا ھے۔۔۔۔

وہ ھمارے گناھوں کی ھماری کوتاہیوں کی ھماری نافرمانی کی گنتی نہیں رکھتا۔۔۔۔۔۔

لیکن ھماری چھوٹی چھوٹی نیکیاں تا قیامت اجر دینے کیلیے سنبھال کر رکھتا ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد نرگس کی باتوں میں کھو سا گیا۔۔۔

امی وہ تو اللہ ھے نا بلکل بے نیاز اور رحیم۔۔۔۔۔

میرے بچے اللہ کی ذات نے اپنی تمام صفات کسی نا کسی انسان کے اندر رکھی ھیں۔۔۔

کوئ سخی ھے تو کوئ کریم۔۔۔

کوئ صبور ھے تو کوئ رحمٰن اور رحیم۔۔۔۔

جانتے ھو اللہ نے اپنا ثبات انسان کے پیکر میں رکھا ھے۔۔۔۔۔

اب بیٹا انسان وہی بڑا ھوتا ھے جو دوسروں کے سارے تضاد انکی طبیعتوں کا فرق۔۔۔ حالات خیالات۔۔۔۔۔ سارے رنگوں کو خوش دلی سے قبول کر لے۔۔

اگر مسلک مختلف ھو نا تو اپنا مسلک چھوڑے بنا دوسرے کے اعتقادات کی تعظیم کرتا رھے۔۔۔

اور اگر کلچر مختلف ھو تو اعتراضات کیے بغیر دوسرے کے کلچر کو بھی اچھا سمجھتا رھے اپنائے بیشک نا اسے۔ لیکن رنگ نسل طبقاتی اونچ نیچ لباس زبان غرض یہ کہ زیادہ سے زیادہ تضاد اور فرق کو زندگی کا اور انسان کو انسان سے ممیّز کرنے کی سہولت سمجھ کر قبول کر لے لیکن ان امتیازات کی وجہ سے نفرت کا شکار نا ھو۔۔۔۔۔۔

وہ نرگس کو لفظ بہ لفظ سن اور سمجھ رہا تھا۔۔۔

میری جان محبت کا سبق سیکھنا ھے نا تو اللہ کی ذات پر اسکی صفات پر غور کرنا پھر خود کو ٹٹولنا اور دیکھنا رب کی کتنی صفات کے اہل ھو تم؟؟؟؟؟؟؟

اور ہاں میری جان اگر رب سے محبت کے دعویدار ھو تو پھر شک کا بیج دل میں کسی کو نا بونے دینا۔۔۔۔۔۔۔۔

کیونکہ جہاں محبت ھو وہاں شک کی گنجائش نہیں ھوتی۔۔۔۔

اور جہاں محبت شک کی نذر ھو جائے تو اسکا کفارہ ممکن نہیں ھوتا۔۔۔۔

وہ پھر شرک کے زمرے میں آتی ھے جو نا قابل معافی اور نا قابل تلافی ھے۔۔۔۔۔۔۔

پر تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ land line numbe کال

نرگس کی ساری باتیں علی بھی اپنے روم میں فون کا کریڈل اٹھائے سن رہا تھا۔۔۔۔

وہ ایسی حرکت نا کرتا لیکن نرگس کی باتیں ہی ایسی تھیں جس نے اسے یہ سب سننے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔

کتنا مضبوط ایمان اور کردار تھا نرگس کا۔۔۔

علی مبہوت سا ہو کر رہ گیا۔۔۔۔۔

عضد کو اپنے لیے شاپنگ کرنی تھی وہ رتابہ کو بھی ساتھ لے گیا۔۔۔۔

واپسی پر اسکی گاڑی سگنل پر رکی تو رتابہ کی نظریں مسلسل گوپال کو تلاش کر رہی تھیں۔۔۔

یہیں تو ملا تھا اسے اسکا بابا گوپال۔۔۔۔۔۔۔

عضد اسے باہر جھانکتا دیکھ کر بولا۔۔۔۔

کسے ڈھونڈ رہی ہو؟؟؟؟

اس نے گردن گھما کر عضد کو دیکھا پھر مایوسی سے بولی کسی کو نہیں۔۔۔

تو پھر کب سے باہر کیوں جھانک رہی ہو؟؟؟

رتابہ نے سچ بول ہی دیا۔۔۔

گوپال ماما ملے تھے مجھے یہاں کچھ دن پہلے۔۔۔۔۔

اوہ رئیلی۔۔۔ عضد نے سن گلاسز اتار کر اسے دیکھا۔۔۔۔

ملی تم ان سے پھر۔۔۔۔

جی۔۔۔۔۔

تو کہاں ھیں اب وہ؟؟؟

مجھ سے بھی ملواؤ کسی دن انہیں۔۔۔۔۔۔

انکا ایڈریس نمل کو پتہ ھے۔۔۔۔

ھممممم ٹھیک ھے تم لے لینا ساتھ چلیں گے کسی دن ان سے ملنے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ عضد کی بات سن کر کافی خوش ھوئی۔۔۔

اسکے چہرے پر اتنی خوشی دیکھ کر عضد بھی خوش ھوا۔۔۔۔۔

Part 2 میں ھے۔۔۔۔۔ part 2 اگلا کچھ حصہ

Epi 38

سچی کہانی بد بخت

از قلم عرشی ن?

سچی کہانی بد بخت

قسط نمبر 39

از قلم عرشی نور

اچھا یہ بتاؤ بختی کا جو بچہ ھے وہ کس کا ھے؟؟؟؟؟

بندیا لاپرواہی سے ادھر ادھر نظریں گھمائے بولی۔۔۔۔

ھوگا میرے باپ گوپال کا یا میرے شوہر بابو کا۔۔۔۔۔۔

اسکی بات سن کر مایا نے ایک دم گاڑی کو بریک لگائی۔۔۔۔

تو بندیا کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔۔۔۔۔

کیا کر رہی ھیں آپ دھیان سے چلائیں۔۔۔۔۔۔

سوری۔۔۔۔۔

مایا کا فون بجنے لگا۔۔۔۔

اس نے ھونٹوں پر انگلی رکھ بندیا کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔۔

فون عضد کا تھا۔۔۔۔۔

کہاں ھو تم؟؟؟؟

ویسے ہی گاڑی لیکر ڈرائیو پہ نکلی ھوں آتی ھوں کچھ دیر میں۔۔۔۔۔

آفس نہیں جانا تم نے۔۔۔۔

جانا ھے لیکن کچھ دیر ھو جائیگی تم اور علی چلے جاؤ۔۔۔۔

او کے۔۔۔۔۔

اس نے فون کاٹا۔۔۔۔

بندیا نے اس سے پوچھا۔۔۔۔

مجھ سے تو سب جان لیا لیکن آپ نے نہیں بتایا کہ بختی کو آپ کیسے جانتی ھیں؟؟

مایا گاڑی کا موڑ کاٹتے ھوئے بولی۔۔۔۔۔یہی سمجھ لو کہ اس نے میرے حق پر بھی ڈاکہ ڈال رکھا ھے۔۔۔۔۔

اوہ اچھا تو آپ اسلیۓ اس سے بدلہ لینا چاھتی ھیں۔۔۔۔

ہاں۔۔۔۔۔

ھے وہ؟؟؟؟ attached کیا آپکے شوہر کے ساتھ

نہیں میری محبت پر قابض ھے۔۔۔

بندیا نے نا سمجھتے ھوئے مایا کیطرف دیکھا۔۔۔۔

سمجھا دونگی سب۔۔یہ بتاؤ تم اس تک پہنچی کیسے؟؟؟

کل دیکھا تھا اسکو ایک گاڑی میں۔۔۔

پیچھا تو نہیں کر سکی لیکن گاڑی کا نمبر نوٹ کر لیا تھا۔۔۔

ھممممم گڈ۔۔۔

گاڑی میں جسکے ساتھ دیکھا تھا جانتی ھو وہ کون ھے؟؟؟؟

نہیں۔۔۔

وہ اسکا شوہر ھے۔۔۔

بندیا کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔۔۔

کہ یہ کیا سن رہی تھی وہ۔۔۔

بختی اتنے امیر اور خوبصورت آدمی کی بیوی کیسے ھو سکتی ھے؟؟؟

پھر اس نے حیرت اپنی آنکھوں میں سمیٹ کر سوال کیا۔۔۔

تو جس بچے کا آپ پوچھ رہی ھیں وہ اسکا اس شوہر سے نہیں؟؟؟؟

نہیں۔۔۔

تو کیا وہ بچہ پہلے سے اسکی گود میں تھا بچے سمیت اس نے قبول کیا ھے بختی کو؟؟؟؟

ہاں وہ کہتی ھے کہ اسکی شادی پہلے بھی ھوئ تھی کسی سے بیوہ ھے وہ۔۔۔۔۔

بندیا حقارت سے بولی۔۔۔

جھوٹ بولتی ھے وہ۔۔۔۔۔۔

لیکن جیسا اسکا شوہر دیکھا ھے میں نے اسے دیکھ کر یقین نہیں ھو رہا کہ وہ بختی سے شادی کر سکتا ھے وہ بھی ایک بچے کیساتھ۔۔۔۔۔

زبردستی ھوئ ھے اسکی شادی۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ بلکل پسند نہیں کرتا بختی کو نا اسے بیوی سمجھتا ھے۔۔۔۔

کیوں؟؟؟

کیونکہ وہ مجھے چاھتا ھے۔۔۔۔۔

لیکن اس بختی جسکا نام اب رتابہ ھے اسکے ھوتے ھوئے وہ مجھ سے شادی نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔

بندیا کو ھنسی آ گئ۔۔۔۔

اوکے میم میں سمجھ گئ۔۔۔مجھے بختی چاھیے۔۔۔اور آپ کو آپکی محبت۔۔۔۔۔

مایا نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔۔۔۔

وعدہ ھے اس بندیا کا آپ سے آپ کو آپکی محبت مل کر رھے گی۔۔۔۔

وہ ساتھ ساتھ اسے گھر کا راستہ گائیڈ کر رہی تھی۔۔۔۔

یہاں سے لیفٹ۔۔۔

بس بس یہ سامنے والا ہی گھر ھے۔۔۔۔۔۔۔

مایا نے گاڑی روکی۔۔۔۔

بندیا نے اس سے ہاتھ ملایا۔۔۔

بندیا نام ھے میرا۔۔۔۔

وہ اسکا ہاتھ خوشی سے تھام کر بولی۔۔۔۔

انعم نام ھے میرا۔۔۔مایا اپنا اصلی نام ہضم کر گئی۔۔۔۔

اسے اپنا نمبر دیکر وہ چلی گئی۔۔۔۔

بندیا خوشی خوشی گھر کے اندر داخل ھوئی۔۔۔۔۔

مایا واپسی کا راستہ پوچھتے ھوئے کلفٹن تک پہنچی۔۔۔۔

راستے میں وہ سوچتی رہی کہ کس قدر معصوم بنی پھرتی ھے رتابہ اور اسکی اصلیت ھے کیا۔۔

یہ ھے تمھارا اصلی روپ۔۔۔۔۔۔

کتنا بے وقوف بنا رکھا ھے تم نے عضد کو بھی اور اسکے گھر والوں کو بھی۔۔۔۔

اب تمھارا یہ معصومیت کا نقاب میں اتارونگی۔۔۔۔۔۔

تمھارا اصلی چہرہ جلد سب کے سامنے لاؤنگی۔۔۔۔

آخر کو اس تھپڑ کا جواب بھی تو تمھیں دینا ھے نا جو تم نے میرے منہ پر مارا تھا۔۔۔۔

اب دیکھو تمھیں کتنے طمانچے پڑتے ھیں۔۔۔۔۔۔۔

بہت حیران تھی وہ رتابہ کی اصلیت بندیا سے جان کر۔۔۔۔۔۔

وہ انہی سوچوں کو سوچتی گھر پہنچی۔۔۔۔۔

نرگس نے فون پر آج رتابہ کی اچھی خاصی خبر کی تھی۔۔۔۔۔

مجھے بڑا گلہ ھے بیٹا تم سے۔۔۔۔

کیوں امی ایسا کیا ھو گیا؟؟؟

مجھے یہ بتاؤ تم عقل کے ناخن کب لو گی۔۔۔۔

ھوا کیا ھے امی۔۔۔۔

میں نے کتنا سمجھایا لیکن تم نہیں سمجھتی ھو۔۔

کیوں اپنی زندگی برباد کرنے پر تلی ھوئی ھو۔۔۔۔۔

آپ کچھ بتائیں گی یا ڈانٹتی رھیں گی مجھے۔۔۔۔

رتابہ مجھے سمجھ نہیں آتا تمھیں کسطرح سمجھاؤں۔۔۔۔۔عضد کو اپنی طرف مائل کیوں نہیں کرتی ھو تم۔۔۔۔

میں بتا چکی ھوں تمھیں وہ پسند کرنے لگا ھے۔۔۔۔۔

پھر بھی تم کیوں اس سے اب تک بدگمان ھو؟؟؟

امی نہیں ھوں میں بدگمان۔۔۔یہ سب آپ سے کس نے کہا ھے۔۔۔۔

وہ تو مجھے اب چاھنے لگا ھے نا میں تو اسے اسی دن سے چاھتی ھوں جس دن میرے نام سے اسکا نام پہلی بار جڑا تھا۔۔۔۔

تو پھر میری جان اقرار کیوں نہیں کر پاتی ھو اپنی محبت کا اسے یقین کیوں نہیں دلاتی ھو اپنے ھونے کا۔۔۔

کیسے کروں اقرار آپ بتائیں نا۔۔۔۔

رتابہ کے اس قدر بھولے پن پر نرگس سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

یہ سب بھی تمھیں میں سکھاؤنگی اب؟؟؟؟

اچھاآپ ناراض ناھوں میں کوشش کرتی ھوں۔۔۔۔

بیٹاکب تک اس طرح دوسروں کی انگلی تھام کر زندگی گزاروگی۔۔۔۔

بچی نہیں رہی اب تم۔۔

ایک بچے کی ماں ھو۔۔۔کچھ تو عقل سے کام لو۔۔۔۔

اور یہ مایا کا کیا چکر ھے؟؟؟

کونسا چکر؟؟؟

شاہ جی کے متعلق اس نے کیا کہا ھے تم سے؟؟؟؟

رتابہ حیران ھو رہی تھی کہ یہ ساری باتیں نرگس کو کس نے بتائی ھیں۔۔۔۔

اس نے کیا کہنا ھے کچھ نہیں کہا امی۔۔۔۔۔۔۔

جھوٹ مت بولو مجھ سے۔۔

مجھے شاہ جی نے سب بتا دیا ھے۔۔۔۔۔

رتابہ فون کا کریڈل دوسرے کان سے لگا کر بولی۔۔۔

اوہ اچھا تو شاہ جی نے شکایت کی ھے آپکو۔۔۔۔

ہاں۔۔کیونکہ اسے میں نے بھیجا تھا تمھارے پاس۔۔۔۔

آج اسکی ٹھیک ٹھاک کلاس لی تھی نرگس نے۔۔۔۔۔

یہ بتاؤ تم ڈرتی کیوں ھو مایا سے؟؟؟؟؟؟

کیوں اسکی ہر جائز ناجائز بات برداشت کرتی ھو؟؟؟؟

کیوں اپنے دفاع میں اپنے حق میں نہیں بولتی؟؟؟؟؟؟

کس بات کا ڈر ھے تمھیں؟؟؟

وہ نظریں جھکائے بولی۔۔۔

کسی بات کا نہیں ھے امی۔۔۔۔

رتابہ اب تک میں نے ہر ممکن کوشش کی ھے کہ تمھارا گھر بسا رھے۔۔۔۔

لیکن میری کوشش سے یہ سب ٹھیک نہیں ھو سکتا جب تک تم خود سے کوشش نہیں کرو گی۔۔۔۔۔

کیوں عضد کو اپنے اعتماد میں نہیں لیتی تم؟؟؟؟؟

جیون ساتھی ھے وہ تمھارا اب تو وہ تمھیں چاھنے لگا ھے میری جان اسکی چاھت کو کھلے دل سے قبول کرو۔۔۔اسکی محبت کی اسکی توجہ کی اسکی ہر اونچ نیچ کی ساتھی ھو تم۔۔۔۔

اور وہ بھی تمھارا ھے صرف تمھارا۔۔۔۔کیوں اس سے فاصلہ رکھے ھوئے ھو؟؟؟

مایا کو دیکھا ھے اسکے ساتھ ؟؟؟؟

وہ بیوی لگتی ھے اسکی۔۔۔۔۔

تمھاری حرکتیں یہی رہیں نا تو اس نے اپنا یہ خواب بہت جلد حقیقت میں بدل لینا ھے۔۔۔۔

.....امی کہہ تو رہی ھوں کوشش کرونگی اب

دیکھو رتابہ میں ہر وقت ہر بات میں تمھارا ساتھ نہیں دے سکتی۔۔۔

مانا تمھارے اندر بہت صبر ھے تم ہر طرح کا ظلم زیادتی برداشت کر سکتی ھو۔۔۔۔۔

لیکن اپنے حق پر تو ڈٹ کر کھڑی ھونا سیکھو۔۔۔۔

بیٹا اتنی خاموشی بھی نہیں اچھی کہ کوئ تمھارے ہاتھوں سے تمھاری زندگی چھین کر لے جارہا ھو اور تم اسے روک بھی نا سکو۔۔۔۔

کیا عضد کو کسی اور کا ھوتا دیکھ سکتی ھو تم؟؟؟

رتابہ کا دل اچھل کر اسکے حلق میں دھڑکنے لگا۔۔۔۔۔۔

نہیں امی ایسا نہیں ھوگا۔۔۔نا میں ھونے دونگی۔۔۔۔۔

تو پھر عضد سے اپنا آپ شئیر کرو۔۔۔

عضد سے اپنا تعلق مضبوط کرو۔۔۔۔

اپنی پریشانی۔۔اپنے دل کی باتیں۔۔اپنی محبت حتی کہ اپنا ماضی بھی شئیر کرو۔۔۔اور بلا جھجک کرو۔۔

یہ جو اپنے اندر خاموشی کا سمندر لئے بیٹھی ہو نا تو یاد رکھنا اسی میں ڈوب کر تم نے برباد اور پھر ایک دن جاں بحق ہونا ھے۔۔

نرگس کا لہجہ آج سخت تھا۔۔۔۔۔

دیکھو رتابہ بہت سی باتیں ھماری روزمرہ کی زندگی میں معنی خیز یا کسی خاص اہمیت کی حامل نہیں ھوتیں۔۔۔لیکن کچھ باتیں بہت خاص اور اھم ھوتی ھیں جو دو فریقین کے متعلق ھوں تو انکو خود ایک دوسرے سے شئیر کرنی چاھئے۔۔۔۔

جب تیسرا فریق اسی بات کو لیکر تمھارے بیچ آتا ھے تو یاد رکھنا بات تو ھو سکتا ھے وہی کرے وہ لیکن لہجہ اس تیسرے فریق کا ھوگا تمھارا نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور جتنا دل پر انسان کا لب و لہجہ اثر کرتا ھے اتنی نصیحت بھی اثر نہیں کرتی اور نا تجربہ۔۔۔۔

سمجھ رہی ھو میری بات میں کیا کہنا چاہ رہی ھوں۔۔۔۔

جی امی سمجھ رہی ھوں۔۔۔

اپنے پلو سے باندھ لو میری باتیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی امی عمل بھی کرو نگی اب ان پر۔۔۔۔

اپنا حق آج کل دنیا چھین کر لیتی ھے اور ایک تم ھو کہ اپنے لب سی ئے بیٹھی ھو۔۔۔۔۔

میری جان یہ دنیا ھے نفسا نفسی کا عالم ھے یہاں۔۔۔۔

کوئ کسی کا نہیں۔۔۔

اگر تمھیں کوئ اپنا سمجھ رہا ھے تو اسکی بن کر رھو۔۔۔۔۔

اپنا آپ کس کس کے ہاتھوں میں سونپ کر خاموش تماشائی بنی رھو گی۔۔۔۔۔

دینا کے رنگ ڈھنگ سمجھو۔۔اسی میں جینا ھے تم نے۔۔۔۔

خاموش رہ کر تم اس زندگی سے یا اس دنیا سے فرار نہیں ھو سکتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جہاں جاؤ گی یہ تمھارے ساتھ ساتھ بھاگے گی۔۔۔۔

اپنے آپ کو کھلونا نا بناؤ اور نا عضد کو کھلونا بننے دو۔۔۔

ایسا نہیں ھوتا میری جان کہ دوسرے تم دونوں کی زندگی سے کھیلتے رھیں۔۔۔۔۔ بہلتے رھیں۔۔۔۔۔

اور تم چپ چاپ تماشائ بنی دیکھتی رھو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جانتی ھو میں اب تک عضد سے مایوس نہیں ھوئ تھی لیکن تم نے مجھے مایوس کر دیا ھے خود سے۔۔۔۔۔۔

رتابہ رونے لگ گئ۔۔۔

ایسا تو نا کہیں امی۔۔۔۔۔

بیٹا جانتی ھو جھوٹ اور بہکاوا اتنا خطرناک ھوتا ھے کہ وہ سچ سامنے آنے تک بہت سی زندگیاں نگل چکا ھوتا ھے۔۔۔۔۔۔

پھر پچھتاوے کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آتا۔۔۔

انسان سسکتا تڑپتا رہ جاتا ھے کہ اس نے وقت پر اپنا دفاع کیوں نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔

اپنی آگ میں انسان خود جل لے تو بہتر ھے۔۔۔دوسروں کی لگائی ھوئ آگ میں خود کو جلنے دینا کہاں کی عقل مندی ھے؟؟؟؟

رتابہ نرگس کی باتوں پر اپنی ہر غلطی کا محاسبہ خود کرتی رہی۔۔۔۔۔

راستے کا پتھر نا بنو جو سب تمھیں ٹھوکریں مار مار کر گزریں۔۔۔۔

مضبوط چٹان کیطرح بنو جسے بڑے سے بڑا طوفان بھی اپنی جگہ سے اکھاڑ نہیں سکتا۔۔۔۔۔

نرگس فون کاٹ چکی تھی لیکن اسکی باتیں ایک ایک کر کے رتابہ کے ذہن کے بند دریچوں پر دستک دینے لگیں۔۔۔۔۔۔۔

انسان کو اتنا کڑوا بھی نہیں ہونا چاھئے کی کوئ تھوک جائے۔۔۔

اور نا اتنا میٹھا کہ کوئ چاٹ جائے۔۔۔۔۔۔

اپنی زندگی کی ہر جنگ اپنے کندھوں پر لڑو۔۔۔۔بوجھ نا بنو دوسروں کیلئے۔۔۔۔

اپنی قدر خود کرنا سیکھو۔۔۔۔

ورنہ لوگ تمھیں اپنے پیروں تلے روند کر آگے بڑھتے رھیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

علی شام کو آفس سے جلدی چھٹی لیکر گھر جانا چاہ رہا تھا۔۔۔۔

عضد نے اس سے پوچھا۔۔۔

کہاں جارھے ھو؟؟؟

یار طبیعت کچھ ٹھیک نہیں میری گھر جارہا ھوں۔۔۔۔۔

عضد نے غور سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

چلو میں بھی ساتھ ہی چلتا ھوں تمھارے میں بھی تھک گیا ھوں کافی۔۔۔۔۔

علی تھوڑا گھبرا گیا۔۔۔۔

یار میں کسی کام سے مارکیٹ بھی جا رہا ہوں۔۔۔

تم تھکے ہوئے کیسے جاؤ گے میرے ساتھ۔۔۔۔۔۔

کوئی بات نہیں یار اچلتے ہیں ساتھ ساتھ۔۔۔۔۔

عضد اپنا کوٹ اٹھا کر علی کیساتھ چل پڑا۔۔۔۔۔

علی کو اپنی تائی سے ملنے جانا تھا پچھلے ویک اینڈ پر بھی وہ نہیں جا سکا تھا۔۔۔

کافی دن ھو گ ئے تھے تائی نے فون کر کے اسے بلوایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

علی بلکل خاموشی سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔

اس نے گاڑی گھر کیطرف لی۔۔۔۔

یہ کیا تم تو بازار جانے کا کہہ رھے تھے۔۔۔۔

ہاں لیکن دل نہیں چاہ رہا میرا اب۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں؟؟؟؟

بس ویسے ہی۔۔۔۔۔

ھممم میں جانتا ھوں کہیں اور جانے کا دل تھا تمھارا۔۔۔

علی نے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

کہاں؟؟؟؟

اپنی تائی کے پاس۔۔۔

علی نے گاڑی کی اسپیڈ آھستہ کی۔۔۔۔۔

تمھیں بتا دیا مایا نے سب۔۔۔

ہاں جانتا ھوں میں سب کچھ۔۔۔

یار اس نے جو بتایا وہ 100٪ سچ نہیں۔۔۔۔

تو پھر تم بتا دو اگر اس نے سب سچ نہیں بتایا تو۔۔۔۔۔۔۔

میں نہیں جانتی سب۔۔۔کہ تائی امی کے بھائی نے قتل نہیں کیا تھا میرے detail وہ اتنی تائے کا۔۔۔۔۔

تو پھر کس نے کیا تھا؟؟؟؟

یار وہ لڑنے آئے تھے تایا ابو سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسی لڑائی کے دوران تایا ابو نے پسٹل نکال لی تھی۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو مارتے لیکن تایا ابو سے چھینتے ھوئے ان سے خود ہی پسٹل چل گئی۔۔۔۔

اور گولی انکے سینے سے آر پار ھوئ تھی۔۔۔۔۔

دونوں کے گاڈز بھی ساتھ ساتھ تھے۔۔۔۔۔

ان میں بھی فائرنگ کا تبادلہ ھوا تھا۔۔۔۔۔

اور تائ کے بھائ بھی بری طرح زخمی ھوئے تھے۔۔۔۔ لیکن تایا ابو چل بسے اور انکی جان بچ گئی۔۔۔

اگر ایسا ھے تو پھر انہوں نے تمھارے پاپا پر حملہ کیوں کیا۔۔۔

کیونکہ انکے کسی اور دشمن نے چھوٹے بھائ کا قتل کر کے الزام پاپا پر لگا دیا تھا۔۔۔۔۔۔

ھممم یہ سب تو ٹھیک ھے لیکن اسکے بعد تمھارے پاپا سب کچھ چھوڑ کر چلے گ ئے تھے۔۔۔

ان سے کوئ رابطہ کوئ تعلق نہیں رکھنا وہ رکھنا چاھتے ہیں۔۔۔

تو پھر تم کیوں جاتے انکے پاس؟؟؟؟؟؟؟

یار میری مجبوری ھے جانا۔۔۔

لیکن کیوں؟؟؟؟؟

علی نے گہری سانس لیکر سامنے دیکھا۔۔۔

رہنے دو اسکو بات کو۔۔۔

بات کی ھے اب تو پوری کرو۔۔۔

ایسی کیا بات ھے جو تمھیں ان کی دشمنی سے بھی ڈر نہیں لگتا اور تم چلے جاتے ھو وہاں۔۔۔

یار وہ دشمن نہیں ھیں ھمارے ختم کر دی ہے ہیں انہوں نے یہ سارے سلسلے۔۔۔

تم یقین سے کیسے کہہ سکتے ھو؟؟؟؟؟عضد بڑی گہری نظر سے دیکھ رہا تھا علی کو۔۔۔۔۔

یار میری تائی کے دو بیٹے تھے۔۔۔۔۔۔۔

عضد نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

ہاں جانتا ھوں بتایا تھا مایا نے۔۔۔

انکا ایک بیٹا میں ھوں۔۔۔۔۔۔

کیاااااا۔۔۔عضد گردن گھمانے کیساتھ ساتھ اسکی بات سن کر پورا اسکی طرف گھوما۔۔۔

جی۔۔۔

پاپا نے تائی امی سے منت کر کے مجھے گود لیا تھا کہ انکے بھائی کا ایک بچہ انکے پاس بھی ھو وہ بھی ھمارے وارث اور حقدار ہیں میں۔۔۔۔۔

اور یہ بات مایا نہیں جانتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو پھر تمھیں کیسے پتہ یہ سب۔۔۔۔۔۔

یار میرے.برتھ سرٹیفکیٹ پر پاپا کا نام نہیں تھا۔۔۔وہ میرے ہاتھ لگا تو میں نے پاپا سے پوچھا انہوں نے سب بتا دیا مجھے۔۔۔۔

اور میری ضد پر انکا ایڈریس دیا کہ میں ایک بار اپنی ماں سے ملنا چاھتا تھا بس۔۔۔

اب ان سے ملکر دل نہیں مانتا تو ہر ویک اینڈ پر میں اپنی ماں سے ملنے جاتا ھوں۔۔۔

اور جسے میری بہن قاتل بنا کر بیٹھی ھے اسی شخص کو اب میں اسکی جان سے بھی عزیز ھوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں جب پہلی بار گیا تھا ان سے ملنے تو انہوں نے بنا پوچھے اور بنا میرے بتائے مجھے فورا پہچان لیا تھا۔۔۔

کہ میں انکا چھوٹا بھانجا حبان علی ھوں۔۔۔۔۔۔

عضد نے حیرت سے ابرو اچکائے۔۔۔۔۔۔۔۔

اور تمھارا بڑا بھائی؟؟؟؟

اسکا نام سبحان علی ھے اس سے نہیں ملا میں اب تک؟؟؟

کیوں؟؟؟

کیونکہ وہ یہاں نہیں ھوتا۔۔۔

کہاں ھوتا ھے وہ؟؟؟؟

اسکی الگ ہی اپنی دنیا ھے۔۔۔

وہ ماں سے ملنے آتا ھے کبھی کبھار بس۔۔۔۔۔

ھممممم اوکے۔۔۔

تم نے ملنا ھے اپنی ماں سے۔۔۔

ہاں یار وہ منتظر ھے میری۔۔۔۔

ٹھیک ھے مجھے گھر ڈراپ کر دو چلے جاؤ پھر۔۔۔۔۔

نہیں تم بھی ساتھ ہی چلو۔۔۔۔

عضد اسکے ساتھ ہی چلا گیا۔۔۔

تمھیں مایا کو یہ سب بتا دینا چاھیے۔۔

یار بتا دونگا لیکن پاپا کچھ بہتر ھو جائیں تب۔۔۔اسکی عادت سے واقف تو ھو پورا گھر سر پر اٹھا لیگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہ اسے ھم سب نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔۔۔۔

ھممم تم کہو تو میں اس سے بات کر سکتا ھوں۔۔۔

بہت پریشان ھے وہ تمھارے لیے۔۔۔۔

ہاں تم کر لو بات لیکن پڑے گی وہ پھر بھی میرے ہی گلے۔۔۔۔۔

تو خیر ھے نا یار تم بھی ڈھول سمجھ کر بجا لینا تھوڑا اسے۔۔۔۔۔۔

علی ھنس پڑا عضد کی بات پر۔۔۔

یار ڈھول نہیں وہ توپ ہے پوری۔۔۔۔

دیکھتی سنتی نہیں بس جو کام اسکے خلاف ھو گولے برسانا شروع کر دیتی ھے۔۔۔۔۔

عضد بھی ھنسا۔۔۔۔

دونوں کی ھنسی سے ٹینشن کا ماحول ختم ھوا تھا۔۔۔

علی بھی ریلیکس تھا اب کہ اسے عضد کی سپورٹ مل گئ تھی۔۔۔۔

اور مایا عضد کی کوئ بات نہیں ٹال سکتی تھی۔۔۔۔۔

مایا گھر آئی تو علی اور عضد دونوں غائب تھے۔۔۔۔۔

رتابہ گاڑی کی آواز سن کر نیچے آئی کہ عضد آیا ھوگا۔۔۔

لیکن مایا کو دیکھ کر وہ واپس اوپر جانے لگی۔۔۔۔۔

مایا نے اسے حکمانہ لہجے میں اسے روکا۔۔۔۔۔

رکو۔۔۔۔

مایا کی آواز پر وہ رکی۔۔۔۔۔

جی۔۔۔۔

وہ چمکتی آنکھوں کیساتھ اپنے ھونٹوں پر زبان پھیرتی اسکے پاس آئی۔۔۔۔

اور اسکا بکل مارا ھوا دوپٹہ کھولا۔۔۔۔۔۔

تم پر یہ روپ نہیں جچتا۔۔۔

کیا مطلب؟؟؟ رتابہ نے اسکے ہاتھ سے اپنا دوپٹہ لیا جو وہ پورا اتار چکی تھی۔۔۔۔

مطلب یہ کہ جو تم ھو نہیں وہ بننے کی کوشش کیوں کرتی ھو۔۔۔

رتابہ دوٹوک لہجے میں بولی۔۔۔۔

میں آپ سے کوئی بات نہیں کرنا چاھتی میرے معاملات سے دور رہا کریں۔۔۔۔۔

نہیں رہ سکتی دور کیونکہ مجھ سے تمھارا یہ دوغلا پن اور یہ دوہرا روپ بلکل برداشت نہیں ھوتا۔۔۔۔

تو کس نے کہا ھے مجھے برداشت کریں آپ۔۔۔

میرا آپ سے کوئ تعلق نہیں۔۔۔

اور پلیز اگر میں خاموش ھوں تو اسکا یہ مطلب یہ ہر گز نہیں کہ میں اندھی بھی ھوں۔۔۔

سب سمجھتی ھوں میں آپ کیا چاھتی ھیں۔۔۔۔

مایا اکڑ کر بولی۔۔

کیا سمجھتی ھو سب تم؟؟؟

جانتی تو میں بھی بہت کچھ ھوں لیکن خاموش ھوں فی الحال۔۔۔۔

اور رہی بات تعلق کی تو۔۔۔۔۔

تعلق میں تم جیسے نیچ لوگوں سے رکھنا بھی نہیں چاہتی۔۔۔۔۔

رتابہ کو غصہ آنے لگا۔۔۔

آپ آج پھر حد سے بڑھ رہی ھیں لگتا ھے اس دن والا تھپڑ بھول گئ ھیں آپ۔۔۔۔

رتابہ کی بات پر وہ زہریلے ناگ کی طرح پھن مارتی ھوئ بولی۔۔۔۔

اس دن کے تھپڑ کا جواب تو تمھیں اب بہت جلد ملے گا۔۔۔

اور ایسا ملے گا کہ ساری زندگی یاد رکھو گی۔۔۔۔۔

آپ مجھے ویسے بھی نہیں بھول سکتیں۔۔۔ہر وقت آپکی ہدایت کی دعا جو مانگتی ھوں۔۔۔

کیونکہ آپ جیسی اونچی شان والی لڑکیاں ھمیشہ ھم جیسی نیچ لڑکیوں کے شوہروں کو دل میں بسائے اونچے اونچے خواب دیکھنے لگتی ھیں پھر کچھ نا پا کر منہ کے بل نیچے گرتی ھیں۔۔۔۔

تو عقل ٹھکانے آتی ھے انکی۔۔۔

مایا کو اسکا جواب سن کر آگ لگ گئی تھی۔۔۔

اس نے رتابہ کو سیڑھیوں سے دھکا دیا۔۔۔

تو وہ سیدھا منہ کے بل قریب آتے علی کے قدموں میں گری۔۔۔

عضد بھی اسکے ساتھ ہی اس سے دو قدم پیچھے تھا۔۔۔۔

مایا کو دھکا دیتے ھوئے وہ دیکھ چکا تھا۔۔۔

علی نے جلدی سے رتابہ کو اٹھایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد سے برداشت نہیں ھوا تھا۔۔۔

وہ مایا کیطرف خونخوار نظروں سے بڑھا۔۔۔

یہ کیا بد تمیزی ھے تمھاری۔۔۔۔۔

وہ پوری قوت سے چلا کر بولی۔۔۔۔

اپنی لاڈلی سے نہیں پوچھو گے کیا بکواس کی ھے اس نے میرے اور تمھارے بارے میں۔۔۔۔۔

رتابہ کو پیٹ میں شدید درد ھونے لگا تھا کہ وہ مایا کے دھکا دینے سے دو چار سیڑھیوں سے ہی نیچے گری تھی لیکن گری زور سے تھی۔۔۔

شیٹ اپ یو۔۔۔۔ عضد بھی چلایا اس پر۔۔۔

اور علی بھی۔۔۔

حد ھوتی ھے مایا بد تمیزی کی بھی۔۔۔۔۔

کیوں اسطرح دھکا دیا ھے تم نے اسے۔۔۔۔

رتابہ پیٹ ہاتھ رکھے جھکی تو عضد نے اسے اپنی گود میں لیا آکر نمٹتا ھوں میں تم سے۔۔۔۔

علی نے اسے بازو سے پکڑ کر نیچے کھینچا۔۔۔۔

کیا کیا ھے تم نے اسکے ساتھ۔۔۔

تمھیں میری فکر ھونی چاھیے نا کہ اسکی۔۔۔

تمھاری بیوی نہیں وہ اسکی۔۔۔۔۔

ابھی مایا بول کی رہی تھی کہ آج علی سے تھپڑ کھا بیٹھی۔۔۔۔

بند کر دو اپنی بکواس۔۔۔۔

وہ چلا چلا کر علی کو جلی کٹی سنانے لگی۔۔۔۔

پتہ نہیں کونسا جادو ھے اس ذلیل لڑکی کے پاس کہ سب مردوں کو اپنا حمایتی بنا لیتی ھے۔۔۔۔

چھوڑو مجھے۔۔۔۔۔

وہ گھسیٹتا ھوا اسے اسی کے کمرے میں لیکر گیا۔۔۔۔

اور زور سے اسے بیڈ پر پٹخا۔۔۔۔

پاپا سے بات کرتا ھوں میں تم لندن میں ہی اچھی ھو یہاں رہنے کے قابل نہیں ھو تم۔۔۔۔۔۔

تم جس قابل ھو میں بھی جانتی ھوں۔۔۔۔۔

کیا چکر چل رہا ھے تمھارا ابھی میں اچھے سے جانتی ھوں سب۔۔۔

تم کیا بتاؤ گے پاپا کو میں بتاتی ھوں سب۔۔۔۔

اس گھٹیا ذات کی لڑکی کی وجہ سے تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا ھے۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد بھی کمرے میں آ چکا تھا۔۔۔

کسے کہا ھے تم نے گھٹیا۔۔۔

وہ اسکے بے حد قریب کھڑا ھوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

علی نے اسے پیچھے کیا۔۔۔

تو وہ علی کو وارن کرنے لگا۔۔۔

خبر دار جو تم بیچ میں آئے تو۔۔۔

عضد نے اسے جبڑوں سے پکڑا۔۔۔

کیا بکواس کرتی رہتی ھو میری غیر موجودگی میں اسکے ساتھ تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

علی نے عضد کو پیچھے کیا۔۔۔۔

لیکن۔اس نے علی کو بھی پیچھے دھکیلا۔۔۔۔

بولو کیا گھٹیا پن دیکھا ھے اسمیں تم نے۔۔۔

مایا نے اسے دھکا دے کر خود سے پیچھے کیا۔۔۔

میں وہ سب دیکھ رہی ھوں جو تمھیں نظر نہیں آ رہا۔۔۔

اسکی معصوم صورت پر تم مرد ہی مر مٹ سکتے ھو۔۔۔

اسکا چہرہ کتنا گھناؤنا ھے تم نہیں جانتے۔۔۔۔

ایک طرف تم اسے بیوی بنانے کے چکروں میں ھو اور وہ کسی اور ہی چکر میں ھے۔۔۔۔۔

کبھی شاہ جی پر اور کبھی میرے بھائی علی پر ڈورے ڈال رہی ھے۔۔۔۔

اس بات پر ایک نہیں دو تین چماٹیں اس نے عضد سے کھائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

علی نے عضد کی کھینچ کر اس سے پیچھے ہٹایا۔۔۔۔

وہ خود کے بال نوچ نوچ کر چلانے لگی۔۔۔

ہاں ہاں مارو تم سب مجھے ملکر مارو۔۔۔۔

کر رہی تھی۔۔۔ react وہ بلکل پاگلوں کی طرح

یہ جو طمانچے تم نے میرے منہ پر مارے ھیں نا۔۔۔۔آنے والا وقت نے یہ طمانچے تمھارے منہ پر مارنے ھیں۔۔۔

پھر تمھاری آنکھیں کھلیں گی۔۔۔۔

علی نے بڑی مشکل سے اسکے ہاتھ پکڑے۔۔۔

وہ علی کو بھی مارنے لگی تھی۔۔۔۔

چھوڑ دو مجھے۔۔۔

تم بھی اسی کی زبان بولتے ھو۔۔۔۔

تمھیں بھی اس نے اپنے قابو میں کر لیا ھے۔۔۔۔

عضد کے تھپڑ کھا کر بھی وہ بعض نا آئی۔۔۔۔

بس مایا بس۔۔۔شیٹ اپ یو۔۔۔۔

عضد شیر کیطرح دھاڑا اس پر۔۔۔۔

میں لے جاؤنگا یہاں سے اسے۔۔۔

لیکن تمھاری وجہ سے اگر اسے یا میرے بچے کو کچھ ھوا تو یاد رکھنا تمھیں جان سے مار دونگا

میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ مسلسل چلاتے ھوئے بولی۔۔۔

عضد کے تھپڑوں سے اسکے ھونٹ سے ہلکا ہلکا خون رس رہا تھا۔۔۔

کونسا بچہ جو تمھارا ھے ہی نہیں۔۔۔۔۔۔۔

عضد دانت پیس کر بولا۔۔۔

وہ بچہ جو اسوقت اسکی کوکھ میں ھے۔۔۔۔۔

ماں بننے والی ھے وہ میرے بچے کی خبردار جو تم نے آج کے بعد اس پر نگاہ بھی ڈالی تو۔۔۔۔۔

مایا جتنے جنون سے اسوقت چلا رہی تھی عضد کی بات سن کر یک دم وہ ٹھنڈی پڑ گئی۔۔۔۔۔

کیا کیا کہا تم نے۔۔۔

وہ ماں بننے والی ھے تمھارے بچے کی۔۔۔ لیکن تم تو۔۔۔۔

عضد ہاں میں سر ہلا کر بولا۔۔۔۔

ہاں she is pregnant for me.....

وہ اپنا سارا غصہ سارا جنون پل بھر میں بھول گئی۔۔۔

اور ھونکوں کیطرح منہ کھولے حیرت سے آنکھیں پھیلائے عضد سے پوچھنے لگی لیکن کب اور کیسے ؟؟؟؟؟؟؟ وہ کیسے ھو سکتی ھے pregnant.....

مایا کا دماغ سن ھو رہا تھا۔۔۔۔

علی بھی سن کر کچھ حیران سا ھوا تھا۔۔۔

عضد تو چلا گیا وہاں سے لیکن اپنے جملے اسکے کمرے میں گونجتے ھوئے چھوڑ گیا۔۔۔۔

علی کو مایا نے دھکے دے کر کمرے سے باہر نکالا تھا۔۔۔

اور پھر سارے کمرے کی چیزیں اس نے زمین پر غصے سے پٹخنا شروع کر دیں۔۔۔۔

عضد کی آواز اسے اب بھی صاف صاف سنائی دے رہی تھی۔۔۔

She is pregnant for me...

She is pregnant for me....

وہ اپنے بال نوچ نوچ کر رونے لگی۔۔۔۔۔۔۔

یہ کیسے ہو گیا اور کیوں ہوااااااااااا۔۔۔۔۔

اسکی چیخیں علی باہر کھڑا سن رہا تھا۔۔۔

البتہ عضد اپنے کمرے میں جا چکا تھا۔۔۔۔۔

وہ غم و غصے سے پاگل ہو رہی تھی۔۔

تھی۔۔۔۔ pregnant کہ یہ کیسے ممکن تھا کہ رتابہ عضد کیلیے

نہیں۔۔

نہیں۔۔

یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔

مجھے جلد کچھ کرنا ہو گا۔۔۔

وہ ادھر ادھر موبائل ڈھونڈنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

پھر دروازہ کھول کر باہر آئی۔۔۔

علی اسکے پیچھے بھاگا۔۔۔

سنو مایا۔۔۔

مایا۔۔

میری بات سنو۔۔

مایا فرش سے اپنا پرس اٹھاتی دوبارہ کمرے میں لاک ہو گئی۔۔۔

علی اسے پکارتا ہی رہ گیا۔۔۔

اس ڈر سے کہ نا جانے اب وہ کیا کرے گی۔۔۔۔

علی نے دو چار دھکوں سے دروازے کا لاک توڑا۔۔۔

وہ اندر فرش پر بیٹھی موبائل گود میں لیئے رو رہی تھی۔۔۔۔

علی کی بہن تھی وہ بہت نازو میں پلی۔۔۔۔۔

اسے اسطرح دیکھ کر اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

لیکن وہ کیا کرتا عادت کی بھی وہ ایسی تھی بلکل جنونی پاگل۔۔۔

علی اسکے سامنے بیٹھا اسکا منہ تکنے لگا۔۔۔۔

اب کیا دیکھنے آئے ہو کہ تم دونوں کے طمانچوں نے میرا منہ توڑا یا نہیں۔۔۔

وہ اسکے قریب ھوا۔۔۔

سوری یار۔۔۔

چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔

تماشا ختم ھو چکا ھے اب۔۔۔۔

علی نے بہت کوشش کی اسے بہلانے کی۔۔۔

بے فکر رھو مارنے نہیں لگی میں خود کو تم دونوں اسکے لیئے کافی ھو۔۔۔

اسکے آنسو لگاتار بہہ رھے تھے۔۔۔۔

علی کی آنکھیں بھی بھیگ سی گئیں کہ بہن ھو کر اس نے اسکی ذات پر کیچڑ اچھالا تھا۔۔۔۔

لیکن وہ اسکی حالت دیکھ کر گلہ بھی نا کر سکا۔۔۔۔

لیکن عضد اور رتابہ کی نظروں میں اس نے گرا دیا تھا آج پھر اپنے بھائی کو۔۔۔۔۔۔۔

کیسے سامنا کرونگا اب میں عضد کا۔۔۔

کیا سوچے گا وہ میرے بارے میں کہ میں اسکی بیوی پر نظر رکھے ھوا تھا۔۔۔

علی کو بہت شرمندگی ھو رہی تھی یہ سوچ کر ہی۔۔۔۔

مایا نے اسے بار بار ایک ہی بات بولی۔۔۔۔

چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔

وہ اٹھ کر سر جھکائے اپنے کمرے میں آ گیا۔۔۔۔۔۔

رتابہ کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔۔۔

عضد رابی کو اسپیشلی اسکا خیال رکھنے کو کہہ کر گیا تھا۔۔۔۔

اور کچھ میڈیسن دے گیا کہ یہ اسے جوس کے ساتھ دے دینا۔۔۔۔

رابی نے زبردستی رتابہ کو جوس پلایا۔۔۔

تو اس نے کچھ دیر بعد الٹی کر دی۔۔۔۔۔۔

رابی کافی سمجھدار خاتون تھی اور تین بچوں کی ماں بھی۔۔۔۔

وہ رتابہ کی حالت سے فوراً سمجھ گئی۔۔۔

رتابہ منہ دھو کر واش روم سے باہر آئی تو رابی اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔۔۔

تم کیوں مسکرا رہی ہو اتنا خیریت ہے۔۔۔۔

وہ رتابہ کے گلے سے لگ گئی۔۔۔۔

ارے ے ے ے کیا ھوا ھے مجھے بھی بتاؤ نا۔۔۔۔

رابی نے چھلکتی آنکھوں سے اسکا ماتھا چوما۔۔۔

ھیں۔۔۔ pregnant بی بی جی مجھے لگتا ھے آپ

رتابہ کی تو ایک پل زمین ہل گئ۔۔۔

جی نہیں ایسا نہیں ھو سکتا۔۔۔۔

کیوں نہیں ھو سکتا۔۔رابی نے کمر پر ہاتھ رکھے پوچھا۔۔۔۔۔۔

بس میں نے کہہ دیا نا وہ بیڈ پر لیٹتے ھوئے بولی۔۔۔

بی بی جی آپ صاحب جی سے پوچھ لینا میری بات سو فیصد درست ہے۔۔۔۔۔۔

رتابہ سن کر تھوڑی گھبرائ۔۔کہ یہ کیسے اور کب ھو گیا۔۔۔۔۔

وہ تو عضد کے اتنا قریب نہیں آئ تھی۔۔

اور عضد نے جو اسکے ساتھ زبردستی کی تھی اس بات کو بھی دو تین ماہ گزر چکے تھے۔۔۔

یہ کیسے ممکن تھا پھر۔۔۔۔۔

عضد شام کو گھر آیا تو وہ سو رہی تھی۔۔۔

عضد تھکا ہارا پاؤں پسارے اس سے کچھ فاصلے پر لیٹا تو وہ جاگ گئ۔۔۔۔۔۔

اس نے عضد کو سلام کیا۔۔۔

اس نے آنکھوں پر بازو رکھے اسکے سلام کا جواب دیا۔۔۔۔

رتابہ اس کے قریب ھوئی اور آنکھوں سے اسکا بازو ہٹایا۔۔۔

اس نے رتابہ کو دیکھا پھر تکیہ سے اپنا سر اونچا کیا۔۔۔۔۔

طبیعت کیسی ھے تمھاری؟؟؟

ٹھیک ھوں۔۔۔

درد تو نہیں اب پیٹ میں۔۔۔

اس نے نا میں سر ہلایا تو اسکی لٹیں اسکے چہرے پر پھیل گئیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد نے اسے بڑے پیار سے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ پوچھنا چاہتی ھو۔۔۔۔۔

اس نے بچوں کیطرح ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

تو پوچھو نا۔۔۔۔۔چپ کیوں ھو۔۔۔۔

رتابہ نے دراز سے ٹیبلیٹس نکال کر عضد کے سامنے رکھیں۔۔۔۔

یہ کس چیز کی ھیں؟؟؟؟

.....سلیپنگ پلز ھیں

یہ آپ نے کیوں لا کر رکھی ہیں یہاں۔۔۔۔۔

مجھے کھانی پڑتی ھیں اکثر اسلیئے۔۔۔۔۔۔

پہلے تو نہیں کھاتے تھے آپ۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد اس پر نظریں جمائے نیم دراز تھا۔۔۔

اب مجھے نیند نہیں آتی۔۔۔۔

کیوں؟؟؟؟

عضد کو کیوں۔۔کیا کب یہ لفظ پسند نہیں تھے لیکن اسوقت رتابہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ وہ اسے ٹوک نا سکا۔۔۔۔۔

کیونکہ تم پاس ھوتی ھو اسلیئے۔۔۔وہ صاف گوئی سے بولا۔۔۔۔۔

میرے پاس ھونے سے کیا مطلب ھے آپکا؟؟؟ میں نے کبھی تنگ تو نہیں کیا آپکو۔۔۔۔۔

عضد اپنا نچلا ھونٹ دانتوں تلے چبا کر بڑے والہانہ انداز سے بولا۔۔۔۔

اب کرتی ھو نا تنگ اسلیئے کھانی پڑتی ھیں مجھے یہ پلز۔۔۔۔

رتابہ نے پلکیں جھکا لیں۔۔۔

عضد کا صبر جواب دینے لگا تھا۔۔۔بڑی مشکل سے وہ اسے چھونے سے خود کو روکے ھوا تھا۔۔۔

رتابہ اپنے دوپٹے کے پلو کو بار بار انگلیوں پر لپیٹ کر کھول رہی تھی۔۔۔۔۔

عضد اسکی بے چینی بھانپ گیا تھا۔۔۔۔

کچھ اور بھی کہنا ھے تم نے۔۔۔۔

جی۔۔۔

اسکی جھکی ہوئی پلکوں کے سائے اسکے گالوں پر پڑ رھے تھے۔۔۔۔

رابی کچھ کہہ رہی تھی آج مجھ سے۔۔۔۔

کیا؟؟؟؟

وہ کہہ رہی تھی کہ میں۔۔۔۔۔آگے وہ رک گئی۔۔۔۔

عضد اسکے چہرے پر حیا کے آتے جاتے رنگوں سے لطف اندوز ہوتے ہوئے بولا۔۔۔۔

کیا میں؟؟؟؟

وہ۔۔۔رتابہ جھجھک رہی تھی۔۔۔

آگے بولو بھی اب۔۔۔۔۔

ھوں۔۔۔ pregnant وہ کہہ رہی تھی میں

عضد اسکی بات سن کر تکیہ گود میں لیکر بیٹھ گیا۔۔۔

ہاں ٹھیک کہہ رہی ھے وہ۔۔۔۔۔

رتابہ نے بے یقینی سے نگاھیں اٹھا کر عضد کو دیکھا۔۔

افففففف اللہ مار ڈالا۔۔۔ عضد اسکے دیکھنے سے گاہل ھوتا ھوا تکیہ منہ پر رکھے واپس لیٹا۔۔۔

رتابہ نے تکیہ اسکے منہ سے ہٹایا۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔pregnant کب سے ھوں میں

ھوئے ھیں۔۔۔ days یا 35

وہ عضد کیطرف خاموشی سے دیکھنے لگی۔۔۔۔

مجھے غلط مت سمجھو میں ان مردوں میں سے ہر گز نہیں جو اپنا یہ جائز حق ناجائز طریقے سے

ھے۔۔۔ important منوائیں۔۔۔ میرے لی ئے اب تمھاری مرضی بہت

اس نے عضد کی طرف بنا دیکھے پوچھا۔۔۔

تو پھر میں پریگننٹ کیسے ھوئی۔۔۔

مایا جی کی بدولت۔۔۔

کیا مطلب؟؟؟؟؟

تمھیں یاد ھے لندن کی وہ بارش جب تمھیں وہ ساتھ لے کر گئ تھی اور ٹھنڈ نا سہتے ھوئے بارش میں بھیگ کر تم بیہوش ھوئ تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ان دونوں کو اب تک اس بات کا علم نہیں ھوا تھا کہ وہ بیہوش نہیں ھوئ تھی بلکہ مایا نے (رتابہ کو نشہ آور ڈرگ دی تھی۔۔۔

تمھاری حالت دیکھ کر تمھیں خود سے الگ نا کر سکا میں۔۔۔

لیکن تمھاری پریگنینسی کا مجھے بھی پتہ نہیں چلا۔۔۔۔

یہاں آکر معلوم ھوا۔۔۔۔۔ کہ تم پریگننٹ ھو۔۔۔۔۔

آپ نے مجھ سے کیوں چھپائ یہ بات۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکی جھکی آنکھوں پر اپنا چہرہ جھکا کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بہت قریب تھا وہ رتابہ کے۔۔۔۔۔

تمھاری ناراضگی کے ڈر سے نہیں بتا سکا۔۔۔۔

ناراض تو میں اب بھی ھو سکتی ھوں۔۔۔

پھر منانے کی اجازت دیکر روٹھ سکتی ھو۔۔۔۔۔

رتابہ نے عضد کے بدلتے تیور دیکھ کر فوراً اپنی بات کا پینترا بدلا۔۔۔۔

آپ کو بھوک لگی ھے؟؟؟

عضد نے نا میں سر ہلایا۔۔۔ کیوں تمھیں لگ رہی ھے؟؟؟

جی۔۔۔

تو چلو آؤ ساتھ کھاتے ہیں کھانا۔۔۔۔۔۔۔

وہ اٹھا بیڈ سے۔۔۔ رتابہ اٹھنے لگی تو اس نے روک دیا۔۔۔

نانانا۔۔۔ تم بیٹھی رھو میں کھانا رابی سے اندر ہی منگوا لیتا ھوں۔۔۔۔۔۔۔

وہ رابی کو کھانے کا کہنے نیچے آیا۔۔۔۔۔

تو ایک پل مایا کے کمرے کے باہر اسکے قدم رک گ ئے۔۔۔۔

وہ آج آفس بھی نہیں آئی تھی۔۔۔۔

کل جو بھی ھوا اسے افسوس بہت تھا۔۔۔ کہ اسے مایا پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاھی ئے تھا۔۔۔۔

لیکن اس نے بات ہی ایسی کی تھی کہ اس سے برداشت نا ھوا۔۔۔

عضد نے وہ ہاتھ اپنا غور سے دیکھا جس سے اس نے مایا کو چانٹے مارے تھے۔۔۔۔۔۔

پھر افسوس سے اپنی مٹھی بھینچ کر اوپر آیا۔۔۔

عضد۔۔۔

ھممممم ایک بات پوچھوں آپ سے؟؟؟؟؟

ایک ہی کیوں ساری باتیں پوچھ لو آج ہی۔۔۔وہ اسکے ربرو ھو کر بیٹھا۔۔۔۔۔۔۔

آپ خوش ھیں؟؟؟

کس بات سے؟؟؟؟

رتابہ اپنے دانتوں تلے اپنے نچلے ھونٹ کا کونا چبا کر بولی۔۔۔۔۔

اسی بات سے۔۔۔

کس بات سے یار بات تو بتاؤ۔۔۔

جو ابھی آپ نے بولی۔۔۔۔۔

میں نے تو بہت سی باتیں بولی ھیں۔۔۔۔عضد اسے تنگ کرنا چاہ رہا تھا۔۔۔

اس نے دوبارہ پوچھا ہی نہیں۔۔۔

تو عضد اسکی کیفیت پر ھنسنے لگا۔۔۔۔۔

یار تم تو ایسے شرما رہی ھو بولتے ھوئے بھی جیسے میں کوئی غیر ھوں۔۔۔۔

میرے بچے کے بارے میں پوچھنا چاہتی ھو نا کہ میں خوش ھوں؟؟؟

رتابہ نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

بہہت زیادہ خوش ھوں۔۔۔عضد کا چمکتا چہرہ اسکی خوشی کی مکمل عکاسی کر رہا تھا۔۔۔

رتابہ کو اچانک سے زیان کا خیال آیا۔۔۔کہ عضد نے کیا کیا تھا اسکے ساتھ۔۔۔

عضد کو اتنا خوش دیکھ کر خوش تو وہ بھی تھی لیکن اسکی خوشی ادھوری سی تھی۔۔۔

گزرے ہوئے وقت کے آثار اب بھی اسکے دل میں موجود تھے۔۔۔۔

اسے زیان بہت یاد آیا۔۔۔

کتنا بد بخت ھے میرا وہ بچہ بھی میری طرح۔۔۔۔

جسکی پیدائش پر اسکی اپنی ماں بھی خوش نا تھی۔۔۔

اک بوجھ کی اک داغ کی صورت اس نے اپنی کوکھ میں پالا تھا اسے۔۔۔۔۔

اسکی امید لگنے سے اسکے پیدا ھونے تک سب کے چہروں پر اداسی تھی۔۔۔۔۔

اور وہ خود کس قدر تکلیف اور عذاب سے گزری تھی۔۔۔۔۔۔

سارے لمحات لمحہ لمحہ اسکی آنکھوں کی پتلیوں پر لہرانے لگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو وہ اپنے آنسو عضد کے سامنے اپنے حلق میں اتارنے لگی۔۔۔

جو اسکا حلق چیرتے ھوئے اسکے اندر قطرہ قطرہ لہو کیطرح بہہ رھے تھے۔۔۔۔۔۔۔

کیا ھوا؟؟؟؟

عضد کو اسکے لہجے کی نمی محسوس ھونے لگی۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔

اسکی کچھ نہیں میں بہت کچھ تھا۔۔۔۔

بیتے وقت کی ذلت۔۔۔ کربناک درد۔۔۔۔۔ شکوے۔۔۔آنسو۔۔۔۔

رسوائیاں۔۔دوھائیاں۔۔۔۔

رتابہ کی آنکھیں دھواں دھواں ھونے لگیں۔۔۔۔

عضد نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔۔۔۔

کیا تم خوش نہیں ھو؟؟؟

وہ عضد سے ہاتھ چھڑا کر کھڑکی کے پاس آگئی۔۔۔۔

عضد اسکے پشت پر کھڑا ھوا۔۔۔

رتابہ۔۔۔۔

وہ پلٹنا نہیں چاھتی تھی کہ عضد اسے روتے ہوئے دیکھے۔۔۔۔

عضد نے کندھوں سے پکڑ کر اسکا رخ اپنی طرف کیا۔۔۔۔

پریشان ھو گزرے ھوئے وقت سے؟؟؟؟؟؟؟

اس نے پلکیں اٹھا کر عضد کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

توآنسو موتی کی طرح اسکے گال پر بہنے لگے۔۔۔

عضد اسکا چہرہ ہاتھوں میں لیکر اسکے آنسو پونچھنے لگا۔۔۔۔

جو گزر گیا جو سو گزر گیا۔۔۔۔

اسکا غم مت کرو۔۔۔

.....وہ سب اب کبھی نہیں ھو گا۔۔

آج بھی مایا آفس نہیں آئی تھی۔۔۔

علی بھی عضد کے سامنے نہیں آیا تھا۔۔۔

آج دو دن ھو گ ئے تھے۔۔۔۔۔

عضد آفس کی چئیر پر بیٹھا سوچوں میں گم تھا۔۔۔

کہ اچانک مایا کی باتیں اسے یاد آنے لگیں۔۔۔۔۔

پتہ نہیں کونسا جادو ھے اس ذلیل لڑکی کے پاس کہ سب مردوں کو حمایتی بنا لیتی ھے۔۔۔۔

میں وہ سب دیکھ رہی ھوں جو تمھیں نظر نہیں آتا۔۔۔۔

اسکا چہرہ کتنا گھناؤنا ھے تم نہیں جانتے۔۔۔۔۔ایک تم ھو کہ اسے بیوی بنانے کے چکروں میں ھو اور وہ کسی اور ہی چکر میں ھے۔۔۔۔

پہلے شاہ جی اور اب میرا بھائی علی۔۔۔۔

ایک دم چونک کر عضد نے آنکھیں کھول لیں۔۔۔۔

آج یہ طمانچے جو تم نے میرے منہ پر مارے ھیں نا۔۔۔آنے والے وقت نے یہ طمانچے تمھارے منہ پر مارنے ھیں۔۔۔۔پھر تمھاری آنکھیں کھلیں گی۔۔۔۔

عضد کا حلق خشک ھو رہا تھا۔۔۔

اس نے منرل واٹر کی بوتل اٹھائی اور غٹاغٹ بغیر سانس لیے پانی پینے لگا۔۔۔۔

علی آج دوسری فیکٹری سے اسکے آفس میں آیا تھا۔۔۔

ناک دیکر وہ اندر آیا۔۔۔۔

عضد سیدھا ھو کر بیٹھا۔۔۔۔

علی کا سر جھکا ھوا تھا۔۔۔۔

عضد تم سے معافی چاھتا ھوں۔۔۔جو بھی ھوا اس دن اچھا نہیں ھوا۔۔۔۔۔

تم کیوں مانگ رھے ھو معافی تم نے تو کچھ نہیں کیا۔۔۔۔

یار مایا نے جو کہا پلیز اسکی کسی بات کو دل پر مت لینا۔۔۔وہ ویسے ہی منہ پھٹ ھے غصے میں الٹا سیدھا بول جاتی ھے۔۔۔۔۔۔

اس نے جو میرے بارے میں کہا اس میں کوئی سچائی نہیں۔۔۔

عضد سیٹ پر جھولتا بڑی غور سے اسے گھور رہا تھا۔۔۔۔۔

پھر اسکی بات سن کر بولا۔۔۔۔

تم سے اس متعلق میں نے کوئی سوال نہیں کیا تو پھر تم اپنی صفائی کیوں پیش کر رھے ھو۔۔۔۔

یار بہت غلط کہا اس نے۔۔۔

میری ھمدردی کو نا جانے کیوں اس نے شک کے ترازو میں تولا۔۔۔۔

عضد نے گہری سانس خارج کرتے ھوئے اسے جواب دیا۔۔۔۔

مایا اتنی پاگل بھی نہیں کہ بلاوجہ الزام لگائے وہ بھی اپنے بھائی پر۔۔۔۔۔

علی نے سر اٹھا کر عضد کو دیکھا جسکے چہرے پر ملال اور شک کے ملے جلے اثرات تھے۔۔۔۔۔

تمھیں کیا لگتا ھے ؟؟ میں اتنی گھٹیا سوچ رکھ سکتا ھوں ؟؟؟؟

عضد خاموشی سے دانت پیسنے لگا۔۔۔۔۔

علی نے شرمندگی سے عضد کے آگے ہاتھ جوڑے۔۔۔

خدا کا واسطہ ھے یار مجھے یار تابہ کو لیکر دل میں کوئی شک مت پالنا۔۔۔۔۔

ھوئی ھے۔۔۔ settle بڑی مشکل سے تمھاری زندگی

مایا کی باتوں میں آکر اسے شک کی نذر مت کرو۔۔۔

میں تلاش کر رہا ھوں دوسرا گھر۔۔۔۔۔

چلے جائیں گے ھم دونوں بہن بھائی۔۔۔۔ جیسے ہی کچھ بہتر انتظام ھو گیا۔۔۔۔

عضد نے کافی آرڈر کی۔۔۔

پھر اسکی طرف مڑا۔۔۔

میں نے تمھیں گھر چھوڑنے کیلیے تو نہیں کہا۔۔۔۔

علی ٹیبل پر نظریں جمائے افسوس سے کہنے لگا۔۔۔

لیکن مایا نے رہنے کے قابل بھی نہیں چھوڑا۔۔۔۔۔

چلو ٹھیک ھے جیسے تمھاری مرضی۔۔۔

لیکن مجھے نا پہلے کوئی اعتراض تھا تمھارے گھر میں رہنے پر۔۔۔

اور نا اب کوئی اعتراض ھے تمھارے گھر چھوڑنے پر۔۔۔۔۔۔

گھر تمھارے پاپا کا ھے جو مجھے اس جاب کی وجہ سے ملا ھوا ھے۔۔۔۔۔

جب تک چاھو رہ سکتے ھو۔۔۔۔۔۔

علی کی نظریں ملا کر نا دیکھنے پر عضد کچھ کچھ شش و پنج میں مبتلا ھوا تھا۔۔۔

لیکن اس نے اظہار نا کیا اور اس معاملے کو رفع دفع کیا۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ رتابہ پر کسی قسم کا ذہنی دباؤ نہیں ڈالنا چاھتا تھا نا اس پر شک کرنا چاھتا تھا۔۔۔

لیکن علی اسکے شک کا شکار ھو چکا تھا۔۔۔۔۔۔

میں ھے۔۔۔۔ part 2 اگلا حصہ

part 2 کل صبح شیئر ھوگا۔۔۔۔۔

Epi 39

سچی کہانی بد بخت

از قلم عرشی نور

رابی بہت خوش تھی رتابہ کی پریگنینسی سے۔۔۔

اس سے صبر نا ھوا اس نے نرگس کو فون کر کے یہ خوشخبری سنائی تو نرگس پل بھر سکتے میں آ گئی۔۔۔۔

نمل نے نرگس کو دیکھ کر پکارا۔۔۔

امی۔۔۔امی۔۔۔۔۔

کیا ھوا۔۔۔۔

نرگس نے بے یقینی سے نمل کیطرف دیکھا۔۔۔

خوشی سے اسکے آنسو بہنے لگے۔۔۔

نمل ڈر گئی۔۔۔

امی کیا ھوا۔۔۔۔

نرگس نے نمل کو گلے سے لگا لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

امی خیریت تو ھے بتائیں کیا ھوا ھے؟؟؟

نرگس نے مسکراتے ھوئے آنسو پونچھے۔۔۔۔۔

عضد باپ بننے والا ھے۔۔۔۔۔

خبر تھی یا دھماکا۔۔۔۔

نمل کی آنکھیں حیرت سے پورے چہرے پر پھیل گئیں۔۔۔۔

کیا۔۔۔۔۔۔

امی آپ سچ کہہ رہی ھیں۔۔۔۔۔

نرگس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

نمل ماں کو لیئے خوشی سے جھوم اٹھی۔۔۔۔۔

وہ اس قدر خوش تھی کہ جیسے رتابہ نہیں وہ خود ماں بننے والی تھی۔۔۔۔۔۔

دونوں ماں بیٹیوں نے سجدہ شکر ادا کیا۔۔۔۔

یا اللہ میں کسطرح تیرا شکر ادا کروں۔۔۔۔

تو بہت رحیم ھے۔۔۔ کریم ھے۔۔۔۔

دونوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نا تھا۔۔۔۔

جازب بھی گھر میں تھا اسکی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔۔

یہ خبر سن کر وہ بھی بہت خوش تھا۔۔۔

لیکن اپنے باپ نا بننے کی چھبن اسکے دل میں گہری ھونے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کاش وہ ایک بار ہی سہی باپ بن سکتا۔۔۔۔

نمل مچل رہی تھی رتابہ سے ملنے کو۔۔۔۔لیکن جازب کی حالت کے پیش سبب وہ جا نا سکی۔۔۔۔

لاھور کی سیٹ ایک ہی کنفرم ھوئ۔۔۔۔

صبح یہاں رابی نے خبر دی تھی اگلی صبح نرگس کراچی میں تھی۔۔۔۔۔۔

وہ زیان کو بھی ساتھ ہی لے آئ تاکہ نمل پوری طرح جازب کا خیال رکھ سکے۔۔۔

شاہ جی کو اس نے فون کیا۔۔۔

وہ انکو ریسیو کرنے آیا۔۔۔

وہ عضد اور رتابہ کو سرپرائز دینا چاھتی تھی۔۔۔

عضد سو رہا تھا۔۔۔

جب نرگس گھر پہنچی۔۔۔

رتابہ جاگ رہی تھی۔۔۔

لیکن اپنے کمرے میں تھی۔۔۔

زیان کو رابی نے شاہ جی سے لے لیا۔۔۔۔

وہ واپس چلا گیا۔۔۔۔

نرگس نے انکا دروازہ بجایا۔۔۔

رتابہ نے واش روم سے آواز لگائی آجاؤ رابی دروازہ کھلا ھے۔۔۔۔

نرگس اندر آئی اور عضد کے پاس بیٹھی۔۔۔

اسکا چہرے پر ہاتھ پھیر کر اسے چوما تو وہ جاگ گیا۔۔۔

ایک دم سے سامنے نرگس کو دیکھ کر پہلے تو حیران ھوا پھر خوشی سے لپٹ گیا نرگس سے۔۔۔

امی جان آپ۔۔۔۔۔۔

نرگس نے اسے چھوٹے سے بچے کیطرح بار بار چوما۔۔۔

تم نے اتنی بڑی خوشخبری مجھ سے چھپائی۔۔۔۔

امی بتانے لگا تھا آپ کو آج۔۔۔

رتابہ نرگس کی آواز سن کر جلدی سے باہر آئی۔۔۔

میری جان میری بچی۔۔۔نرگس نے اسے اپنی بانہوں کے حصار میں لیا۔۔۔۔۔

تو اس نے چھم چھم برستی آنکھوں سے عضد کیطرف دیکھا جسکی خوشی ماں کو دیکھ کر دوبالا ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

علی زیان کے آنے سے بہت خوش تھا۔۔۔

وہ جب آفس سے واپس آتا ہر وقت اسے اپنے ساتھ رکھتا۔۔۔

زیان بھی اسکی گود سے اترنے کا نام نا لیتا۔۔۔

عضد زیان سے علی کا اتنا پیار دیکھ کر مشکل سے برداشت کر رہا تھا کہ وہ کیوں رتابہ کے اس پہلے بچے میں اتنا انٹرسٹ لیتا ھے؟؟؟

مایا عضد سے معافی مانگ چکی تھی۔۔۔

نرگس کے آنے سے گھر کا ماحول کچھ بہتر ھو گیا تھا۔۔۔

مایا زیادہ تر اپنے کمرے تک ہی محدود رہتی۔۔۔۔

نرگس نے خدا کا شکر ادا کیا تھا۔۔۔

یہ سب دیکھ کر وہ کافی مطمئن اور خوش تھی۔۔۔

لیکن وہ زیادہ دن رتابہ کے پاس ٹھہر نا سکی۔۔۔۔

جازب کی طبیعت زیادہ خراب ھونے کی وجہ سے اسے واپس جانا پڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے زیان کو اپنے پاس رکھنا چاہا کچھ دن۔۔۔

امی میں نے اپنے بچے کا بچپن بلکل نہیں دیکھا۔۔۔

نا اسکی شرارتیں دیکھ سکی۔۔۔

نا اسے اپنی انگلی پکڑ چلنا سکھا سکی۔۔۔۔۔

نا اسکے گرنے پر بھاگ کر اسے تھام سکی۔۔۔۔

اب جب پھر سے ماں بننے لگی ھوں تو اسکا احساس مجھے سونے نہیں دیتا۔۔۔۔۔

امی کچھ دن کیلئے اسے چھوڑ جائیں میرے پاس۔۔۔۔

دیکھو رتابہ۔۔۔۔۔اپنے اور عضد کے رشتے کے درمیان زیان کو مت لاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کئی سالوں کی دعاؤں اور تکلیفوں کے بعد آج تمھیں یہ خوشیوں بھرے دن ملے ھیں۔۔۔۔۔

کیوں اپنی خوشیوں کو گرہن لگاتی ھو۔۔۔۔۔۔

امی میرا بچہ ھے یہ میری کوئی جائیداد نہیں کہ میں اسے اپنی ممتا سے دوسرا بچہ ملنے پر عاق یا محروم کر دوں۔۔۔۔۔

تمھیں کون کہہ رہا ھے اسے اپنی ممتا سے محروم رکھو۔۔۔۔۔

میں آئی ھوں یہاں بنا تمھارے کہے اسے ساتھ لائی ھوں۔۔۔۔

پھر لے آؤنگی ساتھ۔۔۔لیکن اپنی یا نمل کی غیر موجودگی میں اسے تمھارے اور عضد کے درمیان نہیں چھوڑ سکتی۔۔۔۔۔

رتابہ رونے لگی۔۔۔۔۔

امی بس کچھ دن کی بات ھے پھر آپ اسے لے جانا۔۔۔۔

رتابہ سمجھنے کی کوشش کرو میری جان۔۔۔۔۔

اچھا چلو میں کچھ دن اور ٹھہر جاتی ھوں بس خوش۔۔۔۔۔۔۔

لیکن امی نمل پریشان ھے آپکے بغیر اور جازب کا سن کر آپ بھی اپ سیٹ ھیں۔۔۔

آپ جائیں۔۔۔۔۔

ناجانے کون سی بات تھی کہ رتابہ زیان کو چھوڑنے کیلئے تیار نا تھی۔۔۔۔۔

نرگس اسے پیار سے بہلا کر زیان کو ساتھ لے گئ۔۔۔

اور جازب کے ٹھیک ھونے تک زیان کیساتھ ہی واپس آنے کا وعدہ کر کے گئ۔۔۔۔۔۔۔۔

نرگس کے جانے کا مایا شدت سے انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ جانتی تھی رتابہ اور عضد کے رشتے کو مضبوطی سے جکڑ کر باندھنے والی زنجیر تھی وہ۔۔۔۔

جس کی موجودگی میں وہ عضد اور رتابہ کو جدا نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔

اور نا ہی عضد پر رتابہ کا ماضی کھول سکتی تھی۔۔۔۔۔

عضد کے سامنے اب اس نے رتابہ کا ذکر کرنا بلکل چھوڑ دیا تھا۔۔۔

اور اسکے باپ بننے کی خوشی میں خوشی سے شریک ھونے لگی۔۔۔۔

عضد روٹین چیک اپ کیلئے اسے ھوسپٹل لیکر گیا ھوا تھا۔۔۔۔۔

مایا نے وہاں بندیا کو انکے پیچھے بھیجا۔۔۔۔

عضد واپسی میں کار پارکنگ سے اپنی گاڑی نکال رہا تھا۔۔۔۔

رتابہ بھی اسکے ساتھ ہی تھی۔۔۔۔۔۔

وہاں کسی آدمی نے عضد کو روکا۔۔۔۔۔

اسلام و علیکم صاحب جی۔۔۔

عضد نے جواب دیا۔۔۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔

صاحب جی آپکی مدد چاھیے تھی۔۔۔۔۔

جی بولو۔۔۔۔

وہ مجھ سے گاڑی نہیں نکل رہی۔۔۔۔۔ میم صاحبہ بھی نہیں نکال پا رہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ گاڑی پارکنگ سے نکال دیں گے۔۔۔۔۔۔

عضد اپنی گاڑی سے باہر آیا۔۔۔۔

کیسے ڈرائیور ھو تم کہ گاڑی نہیں نکل رہی تم سے۔۔۔۔۔

صاحب جی ڈرائیور نہیں ھوں میں۔۔۔۔۔

چوکیدار ھوں پارکنگ کا۔۔۔۔

اوہ اچھا۔۔۔۔

عضد اسکے ساتھ چلنے لگا۔۔۔۔

گاڑی کچھ دور تھی۔۔۔۔

عضد گاڑی کے پاس پہنچا تو اک نازک سی دوشیزہ نے عضد کے ہاتھ میں چابی تھمائی۔۔۔۔۔۔

اور عضد کیساتھ ہی گاڑی میں بیٹھی۔۔۔۔

عضد گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا تو اس نے عضد کیطرف دیکھا۔۔۔۔

بختی سے کیا رشتہ ھے آپکا؟؟؟؟

عضد کے ہاتھ جہاں تھے وہیں رک گ ئے۔۔۔۔۔اسکے منہ سے بختی نام سن کر۔۔۔۔۔۔

عضد نے بہت حیرانی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

آپ کیسے جانتی ہیں اسے۔۔۔۔

وہ بڑے ناز و انداز سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر بولی۔۔۔۔

اسے کون نہیں جانتا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔عضد نے دوٹوک لہجے میں کہا۔۔۔۔۔یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔۔۔۔۔۔

وہ مسکرا کر بولی۔۔۔۔۔

اونہہ بختی سے جڑے بیس سالوں کے سارے سوال جواب آپکو مجھ سے مل سکتے ہیں۔۔۔۔۔

آپ ھیں کون؟؟؟؟؟

جو بھی بتادونگی اتنی بے صبری اچھی نہیں۔۔۔۔

خیر یہ بتاؤ بچہ وچہ گرانے تو نہیں لائے اسے ھوسپٹل۔۔۔۔۔

عضد کے تو ھوش اڑنے لگے تھے اس لڑکی کی بات سن کر۔۔۔۔۔۔

اسے حیران اور پریشان کر کے پھر بولی۔۔۔۔

مجھے بعد میں گھور لینا۔۔۔

گاڑی تو نکالو باہر۔۔۔۔۔۔

Part 1 ?عضد نے گاڑی پار

سچی کہانی بد بخت

سیکنڈ لاسٹ اپی 40

از قلم عرشی نور

تمھیں دیکھا اسکے ساتھ اچھے فیملی کے لگے سلجھے ھوئے اسلیے تمھیں گاڑی کے بہانے سے بلوایا۔۔۔

عضد کا دل پریشانی سے زور زور سے دھڑکنے لگا۔۔۔

اس نے عضد کو اپنا نمبر دیا۔۔۔۔

اسکے بارے میں جو بھی جاننا چاھتے ھو۔۔یہ کون ھے؟؟ کہاں سے آئی ھے؟؟؟اسکا بیک گراؤنڈ کیا ھے؟؟؟ تم تک کیسے پہنچی؟؟؟؟

اس سے پہلے یہ کہاں تھی؟؟؟

اس کے بچپن سے لیکر اسکی جوانی تک سے جڑے بیس سالوں کے ایک ایک پل کا حساب ھے میرے پاس۔۔۔۔۔

بس ایک ملاقات کر لینا۔۔۔۔۔۔

عضد بہت حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا کہ وہ کون ھے اور کیا کہہ رہی ھے۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد اسکے ہاتھ سے نمبر لیکر گاڑی سے اترا۔۔۔۔۔

اس لڑکی نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور عضد کو بائے بائے کہتی نکل گئی۔۔۔۔۔

عضد کافی دیر اسکا نمبر ہاتھ میں لیے وہی قدم جمائے کھڑا رہا۔۔۔۔۔

پھر اپنے ذہن کیطرح بھاری بھاری قدم اٹھاتا اپنی گاڑی کیطرف آیا جہاں رتابہ اسکا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

کہاں چلے گئے تھے آپ۔۔۔۔وہ فکریہ انداز میں بولی۔۔۔۔۔

کہیں نہیں۔۔۔

عضد نے سنجیدگی سے جواب دیا اور گاڑی چلانے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک ہاتھ اسکا اسٹیرنگ پر تھا اور دوسرے بازو کی کہنی دروازے سے ٹکائے انگلیاں اپنی گردن پر رکھے وہ اس لڑکی کی باتوں میں گم تھا۔۔۔۔۔

کہیں بچہ وچہ گرانے تو نہیں آئے اسکے ساتھ ھو سپٹل؟؟؟؟؟

بختی کے چکروں سے نکل آؤ تو بہتر ہو گا۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ اسے اتنا سنجیدہ اور کھویا کھویا دیکھ کر پوچھے بنا نا رہ سکی۔۔۔۔۔

کیا ھوا ھے آپ پریشان لگ رھے ھیں۔۔۔۔۔

عضد اپنی سوچوں سے باہر آیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ھممممم نہیں کچھ نہیں بس ویسے ہی۔۔۔۔۔۔

پریشان ھو گیا تھا وہ بہت زیادہ۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن اس نے رتابہ سے کچھ نا کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گھر آئے تو عضد نے رابی سے کھانا لگانے کو کہا۔۔۔۔

رتابہ کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔۔۔۔۔

اسکا دل بہت متلی کر رہا تھا۔۔۔۔

عضد واش روم میں فریش ھونے گیا۔۔۔۔

تو منہ دھوتے سمے وہ لڑکی آئینے میں اسکے سامنے تھی۔۔۔۔

خیر یہ بتاؤ بچہ وچہ گرانے تو نہیں لائے اسے ھو سپٹل۔۔۔۔۔

شریف لگتے ھو شکل سے بخت کے چکر سے نکل آؤ تو بہتر ھو گا تمھارے لیے۔۔۔۔۔

بہت کوشش کی عضد نے اسے جھٹلانے کی لیکن اسکا لہجہ اسکی باتیں نا چاہتے ہوئے بھی عضد کے دل و دماغ پر سوار ھونے لگیں۔۔۔

ایسی کیا حقیقت تھی رتابہ کی جو نمل بھی نہیں جانتی تھی۔۔۔۔

اور رتابہ خود بھی بتانے سے قاصر تھی۔۔۔۔

رتابہ نے دروازے پر دستک دی۔۔۔۔

تو وہ باہر آیا۔۔۔۔

ھو رہی تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔ vomitings رتابہ کو

سے اسکی حالت دوہری ھونے لگی۔۔۔ vomitings وہ بھاگتے ہوئے اندر گئی اور

عضد اسکے پاس ہی تھا۔۔۔۔

وہ اسے تھام کر باہر لایا۔۔۔

دی۔۔۔۔۔ tablet پھر اپنے ہاتھوں سے اسے

نارمل رکھے ھوئے تھا۔۔۔۔۔۔ behave اسکے سامنے وہ اپنا

رابی دستک دیکر اندر آئی اور کھانے کی ڈش سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر باہر چلی گئی۔۔۔۔۔

رتابہ نے کھانا کھانے سے منع کر دیا۔۔۔۔۔

عضد اسکی فکر سے بولا۔۔۔۔

ھے کھانا نہیں کھاؤ گی تو مذید ویک ھو جاؤ گی۔۔۔ weakness پہلے ہی تمھیں اتنی

وہ تکیے میں منہ دیے لیٹ گئی۔۔۔۔

عضد نے اسے پکڑ کر بٹھایا۔۔

چلو کھانا کھاؤ۔۔۔۔۔

نہیں نا مجھے پھر الٹی ھو جائے گی۔۔۔۔۔

عضد نے اسے غور سے دیکھا اترے اترے چہرے کیساتھ وہ اور بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کوئی بات نہیں تم الٹی کر دینا میں سیدھی کر لوں نگا۔۔۔۔

عضد کا انداز ایسا تھا کہ رتابہ کو ھنسی آ گئی۔۔۔۔۔

تو وہ کھلکھلا کر ہنسی۔۔۔۔

عضد نے پہلی بار اسے اسطرح اپنے سامنے ھنستے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

عضد کو قوس قزح کے سارے رنگ اسکے گندمی چہرے پر بکھرتے نظر آئے۔۔۔۔۔

اسکے جادوئی حسن میں کھو سا گیا تھا وہ۔۔۔۔

عضد نے پکڑ کر اسے بٹھایا اور خود اسکے پیچھے بیٹھا اور اسے اپنی بانہوں کے حصار میں لی ئے اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلانے لگا۔۔۔۔۔

وہ اس وقت اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ عضد کچھ دیر پہلے ہونے والی ہر بات بھول گیا۔۔۔۔۔۔

کھانا کھا کر وہ اسے واک کیلئے باہر لان پر لے آیا۔۔۔

اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے واک کروائی۔۔۔

وہ تھک کر گھاس پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

بس اب اور نہیں چل سکتی۔۔۔۔

عضد اسکے سامنے بیٹھ گیا۔۔۔

اور تاروں بھری رات کے اندھیرے میں بھی اسکا چہرہ چمک رہا تھا۔۔۔۔۔

مایا یہ منظر دیکھ کر جل بھن کر رہ گئی کہ یہ کیا؟؟؟

بندیا سے ملاقات کے بعد بھی عضد اسکے ساتھ ہے؟؟؟؟؟

وہ ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر ٹینشن سے اندر پلٹی۔۔۔۔

اور بندیا کو فون ملایا۔۔۔

اس نے مایا کو تسلی دی کہ اسکا کام جلد ھو جائے گا۔۔۔۔۔

بس وہ صبر اور تحمل سے کام لے۔۔۔۔۔۔۔

عضد آفس میں اپنے کام میں بزی تھا۔۔۔۔۔۔

جب کال آپریٹر نے عضد کو کال پر بتایا کہ باہر کوئ لڑکی آئ ھے جو آپ سے ملنے کا کہہ رہی ھے۔۔۔

عضد تھوڑا حیران ھوا کہ اس سے ملنے کون سی لڑکی آسکتی ھے؟؟؟؟؟؟؟

عضد نے اسے اندر آفس میں بلوالیا۔۔۔۔۔۔

اس لڑکی کو عضد دیکھ کر اپنی سیٹ سے کھڑا ھو گیا۔۔

کہ یہ تو وہی لڑکی تھی جو اسے کچھ دن پہلے ھوسپٹل میں ملی تھی۔۔۔

لیکن یہ آفس تک کیسے پہنچی؟؟؟؟؟

عضد کی بغیر اجازت کے وہ اسکے سامنے چیئر پر بیٹھی۔۔۔۔

حیران ھو رھے ھو مجھے یہاں دیکھ کر۔۔۔۔۔

عضد کرسی پر واپس بیٹھ کر بولا۔۔۔۔

جی۔۔۔۔۔۔

آج صبح تم مجھے خیابان سحر کے پاس نظر آئے تو تمھارا پیچھا کرتے ھوئے آفس دیکھا۔۔۔

اور اب کچھ دیر میں تمھارے سامنے ھوں۔۔۔۔۔۔

عضد خاموش تھا بلکل۔۔۔۔

تم نے تو میرا نام تک نہیں پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد بڑی سنجیدگی سے بولا۔۔۔

جی بتادیں نام بھی اور بختی کے ساتھ آپکا رشتہ بھی۔۔۔۔۔۔

نام میرا بندیا ھے۔۔۔۔۔۔

اور بختی سے کیا رشتہ ھے میرا یہ جاننے کیلیے تمھیں میرے ساتھ جانا ھوگا۔۔۔۔۔

لیکن کہاں؟؟؟؟

وہ عضد کی حیرت سے پھیلی آنکھوں میں دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔۔

جہاں سے بختی بھاگی تھی۔۔۔۔۔

عضد نے بمشکل اپنا تھوک گلے سے نگلا۔۔۔کہ کیا حقیقت تھی بختی کی جو اس لڑکی کو معلوم تھی۔۔۔۔

کوئ چائے پانی ہی پوچھ لو مہمان ھوں تمھاری۔۔۔۔۔

عضد نے جلدی سے کافی آرڈر کی۔۔۔۔۔۔۔

بندیا کے نظریں مسلسل عضد پر تھیں۔۔۔۔

عضد کو بہت عجیب سا لگ رہا تھا اتنے پر تجسّس انداز سے اسکا دیکھنا۔۔۔۔۔۔

وہ سامنے پڑی فائل پر نظریں جمائے بولا۔۔۔۔

آپ اتنا تو بتا سکتی ھیں پلیز۔۔۔۔۔ بختی کو اتنے سالوں سے کیسے جانتی ہیں؟؟؟؟

جتنا میں اسے جانتی ھوں اتنا وہ خود بھی خود کو نہیں جانتی۔۔۔۔۔۔

عضد سے صبر نہیں ھو رہا تھا وہ بہت تذبذب کا شکار ہو رہا تھا۔۔۔۔

لیکن اتنی گہرائی میں آپ جانتی کیسے ھیں اسے؟؟؟؟؟

بندیا مسکراتی آنکھوں سے کافی کا کپ ٹیبل پر رکھے بولی۔۔۔۔

میرے ساتھ میرے سامنے ایک گھر میں بڑی ھوئ ھے وہ۔۔۔۔۔۔

کیا؟؟؟؟

لیکن اسے تو اسکے ماما گوپال نے پالا تھا۔۔۔۔۔

جی۔۔۔۔۔

مجھے بھی اسی گوپال نے پالا ھے۔۔۔۔۔

گوپال کے نام پر اسکے لہجے کی کڑواہٹ عضد کو بھی محسوس ھوئی۔۔۔۔۔

آپ کیا لگتی ھیں گوپال کی؟؟؟؟

یہ بھی بتا دونگی پہلے میرے ساتھ تو چلیں۔۔۔۔

وہ کافی ختم کر کے کھڑی ھوئی۔۔۔۔

عضد نے گاڑی کی چابی اٹھائی اور

اسکے ساتھ چل پڑا۔۔۔۔

بندیا اسے راستہ گائیڈ کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

ایک بات تو بتائیں۔۔۔

آپ مجھے بختی کے بارے میں یہ سب کیوں بتانا چاہتی ہیں؟؟؟

کیونکہ میں نہیں چاھتی بختی اب اپنے جھوٹ سے مذید کسی کی زندگی برباد

کرے۔۔۔۔۔۔۔۔

کیسا جھوٹ؟؟؟عضد گاڑی کا گیئر بدلتے ہوئے بولا۔۔۔

اپنے عیبوں پر پردہ ڈال کر معصوم اور مظلوم بننے کا جھوٹ۔۔۔۔

عیب؟؟؟؟؟عضد ماتھے پر تیور چڑھا کر پوچھنے لگا۔۔۔۔۔

مجھے لگتا ھے تم بختی کو بلکل نہیں پہچان سکے۔۔۔

جبھی تو اسے اپنی انگلی کے ساتھ لگائے پھر رھے ھو۔۔۔۔۔

عضد اسکے کہنے پر گاڑی کا موڑ کاٹتے ھوئے بولا۔۔۔

آپ نمل کو جانتی ھیں؟؟؟

جی جانتی ھوں حافظ صاحب کی بیٹی ھے نا۔۔۔۔۔

عضد نے ایک بار حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

اس بیچاری سیدھی سادی لڑکی کی زندگی بھی اس نے برباد کر دی۔۔۔۔۔۔

نمل کی زندگی برباد؟؟؟

میں کچھ سمجھا نہیں۔۔۔۔۔

نمل آج سے چار سال پہلے کڈنیپ ھوئی تھی اسکی وجہ سے۔۔۔۔

عضد کے ہاتھ اسٹیرنگ چلاتے ھوئے رک گئے۔۔۔۔۔۔

گاڑی کو بریک لگا کر وہ پورا بندیا کی طرف گھوما۔۔۔۔۔

نمل کڈنیپ ھوئ تھی؟؟؟ بختی کی وجہ سے؟؟؟؟

ہاں۔۔۔۔

عضد کو یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔

یہ کیسے ممکن تھا؟؟؟

گاڑی چلاؤ بس ذرا سا آگے جانا ھے پھر وہاں جس سے مرضی ھے پوچھ لینا۔۔۔۔

بندیا کے کہنے پر اس نے گاڑی ایک گلی کر کارنر پر کھڑی کی۔۔۔۔

یہاں رہتی تھی بختی۔۔۔

جاؤ کسی کا بھی دروازہ بجا کر پوچھو۔۔۔

بختی اور نمل کا۔۔۔۔

عضد گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔

اور غور سے اس گلی کے ایک ایک گھر کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

پھر کچھ قدم آگے بڑھائے۔۔۔

اسکو مناسب نا لگا کہ وہ کسی کا دروازہ بجاتا۔۔۔۔

ایک جگہ اسکے قدم ٹھہر گئے جو گوپال کے برابر میں تیسرا گھر تھا۔۔۔۔۔۔

اس گھر سے اچانک ہی ایک عورت بڑی سی چادر میں خود کو لپیٹے باہر نکلی تو عضد کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

جو بڑے غور سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ اسکے پاس آئی۔۔۔

کسی کا گھر تلاش رہے ھو کیا؟؟؟؟؟

عضد نے چونک کر اس عورت کو دیکھا۔۔۔

جی۔۔۔۔۔

کس کا گھر پوچھنا ھے نام بتاؤ میں بتاتی ھوں تمھیں۔۔۔۔

نمل اور بختی کا۔۔۔

اتنے عرصے بعد اس گلی میں کوئ نمل اور بختی کا پوچھنے آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ عورت حیرانی سے آنکھیں پھاڑے عضد کو دیکھنے لگی۔۔۔۔ جیسے اس نے کسی دہشت گرد کا پوچھا تھا۔۔۔

وہ رازداری کے انداز میں عضد کے کچھ قریب ھوئ۔۔۔

تم ھو کون؟؟؟؟؟

عضد اس عورت کے قریب آنے پر دو قدم اس سے پیچھے ہٹا۔۔۔

....میں انکا دور پرے کا رشتے دار ھوں

کس کا؟؟

بختی کا یا نمل کا۔۔۔۔۔

اب وہ کنفیوز ھو گیا کہ کس کا رشتے دار بنتا۔۔۔۔

وہ سر کے پیچھے بالوں پر ہاتھ پھیر کر بولا۔۔۔۔

نمل کا۔۔۔۔

اچانک سے اس عورت کے حیرت کے آثار افسوس میں بدل گ ئے۔۔۔

ہائے بہت برا ھوا بیچاری کیسا تھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لگتا ھے بابو تمھیں کچھ نہیں پتہ۔۔۔۔۔ خیر یہ بتاؤ آئے کہاں سے ھو۔۔۔۔۔۔

عضد کو کوفت ھونے لگی تھی اس عورت کے سوالوں سے۔۔۔۔

وہ عضد کی ٹپ ٹاپ دیکھ کر کافی متاثر ھوئ تھی۔۔۔

کہاں سے آئے ھو تم؟؟؟

وہ گہری سانس لیکر بمشکل بولا۔۔۔۔۔۔۔

لاھور سے۔۔۔۔

اااووہ اتنی دور سے آئے ھو۔۔تو باہر کیوں کھڑے ھو اندر آؤ نا۔۔۔۔

وہ زبردستی عضد کو اندر لے گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد کے دوبارہ نمل کا پوچھنے پر وہ رو دینے والے انداز میں بولی۔۔۔۔۔۔۔۔آنسو ایک بھی نہیں تھا اسکی آنکھوں میں۔۔۔

کیا بتاؤں بیٹا۔۔۔

نمل بچی جب کو کچھ لوگ اٹھا کر لے گئے تھے۔۔۔اسکی شادی سے ٹھیک تین دن پہلے۔۔۔۔۔

یہ بات سن کر عضد پر حیرت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔۔۔۔۔

وہ اپنے خشک آنکھوں کو دوپٹے کے کونے سے رگڑتی آگے بولی۔۔۔۔

حافظ صاحب یہ سب برداشت نا کر سکے۔۔۔

مرتے مرتے بچے وہ۔۔۔۔

پھر کچھ دن بعد نمل بیٹی آگئی تھی واپس۔۔۔۔

لیکن یہاں کے ظالم لوگوں نے ان کو رہنے نا دیا۔۔ نمل کی بد نامی مے قصے گھر گھر میں ھونے لگے تھے۔۔۔۔۔

سب کے گھروں میں بچیاں تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔ کوئ بھی اس بد نامی کیساتھ ان کو اس محلے میں برداشت نہیں کرتا تھا۔۔۔۔۔

سب نے ملکر اس محلے سے باپ بیٹی کو نکال کر ہی دم لیا۔۔۔۔۔

پتہ نہیں اب کہاں مارے مارے پھر رھے ھونگے۔۔۔۔۔

وہ بھرائی ہوئی آواز میں بول رہی تھی۔۔۔

عضد تو دم بخود صوفے پر بیٹھا رہ گیا۔۔۔

کہ اتنی بڑی حقیقت سے وہ ناوقف تھا نمل کی۔۔۔ کیا ھوا تھا نمل کیساتھ ؟؟؟؟

کون لوگ تھے وہ؟؟؟

کیوں کے گ ئے تھے شادی سے پہلے نمل کو؟؟؟؟؟

عضد نے اٹکتے الفاظ میں پوچھا۔۔۔۔۔۔۔

پھر نمل کی شادی کا کیا ھوا؟؟؟

بس بیٹا ایسی لڑکیوں کو کون قبول کرتا ھے موت کے علاوہ۔۔۔۔

عضد نے اگلا سوال ڈرتے ڈرتے پوچھا۔۔۔۔

اور بختی کہاں ھے؟؟؟؟

بد بختی کے نام پر تو اس عورت کا ایسے منہ بنا جیسے کسی نے نیم کا شربت پلا دیا ھو۔۔۔

ہائے ہائے۔۔اس بد بخت کا کیا پوچھتے ھو۔۔۔

نمل کے اغوا ھوتے ہی وہ بھاگ گئ یہاں سے۔۔۔۔۔

کس کے ساتھ بھاگی وہ؟؟؟؟

یہ تو اسے ہی معلوم ھو گا۔۔۔۔

بڑی معصوم بنی پھرتی تھی لیکن اسکے لچھن بعد میں پتہ چلے سب کو۔۔۔۔

عضد کو یوں محسوس ھوا جیسے اسکا دل کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ھو۔۔۔۔

اسکی ھمت ہی نا ھوئ کچھ اور پوچھنے کی۔۔۔۔

ھم نے تو یہی سنا ھے جس نے پالا تھا اسے بیٹی کیطرح اسی کے حق پر ڈاکا ڈالا ھے اس نے۔۔۔

اللہ معاف کرے۔۔۔۔وہ کانوں کو ہاتھ لگا کر مذید بولی۔۔۔

جس تھالی میں کھایا اسی میں چھید۔۔۔۔۔۔

توبہ توبہ اللہ جھوٹ نا بلوائے۔۔۔۔۔۔

ھم نے تو یہ بھی سنا ھے کہ دیوی جس نے اسے پالا تھا اسکی بیٹی کا گھر بھی اسی بختی نے اجاڑا ھے اور تو اور نمل کے اغوا میں بھی اسی کا ہاتھ لگتا ھے۔۔۔

کیونکہ جب نمل اغوا ھوئ تھی تو یہ بھی اسی کے ساتھ تھی۔۔۔۔

اب سوچنے والی بات ھے نا بابو جی کہ ان چوروں نے نمل کو اٹھا لیا اور اسے ہاتھ تک نہیں لگایا کیوں؟؟؟

آخر کو یہ بھی تو لڑکی کی تھی نا۔۔۔۔۔۔

وہ اور بھی بہت کچھ بولتی رہی لیکن عضد میں مذید کچھ سننے کی ھمت نا رہی تھی۔۔۔۔

وہ ایک دم سرخ چہرے کیساتھ کھڑا ھوا اور اللہ حافظ کہتا وہاں سے باہر نکل کر گاڑی کیطرف آیا۔۔۔

بندیا گاڑی میں ہی موجود تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد نے جلدی سے وہاں سے گاڑی نکالی اور ریش ڈرائیونگ کرتا اس علاقے سے باہر آیا۔۔۔

بندیا نے اسکے کپکپاتے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔

کیا ھوا اتنے غصے میں کیوں ھو؟؟؟؟؟؟؟

عضد کی آنکھیں انگاروں کیطرح دہک رہی تھیں۔۔۔۔اس نے بندیا کا ہاتھ پیچھے جھٹکا۔۔۔۔

آپ مجھے گوپال سے ملوا سکتی ھیں؟؟؟؟؟

عضد کے چہرے پر غم و غصہ دیکھ کر بندیا کے اندر تک سکون سا اترا۔۔۔

ہاں لیکن وہ اب ان بدنام گلیوں میں نہیں رھتے۔۔۔

اپنی عزت بچانے کی خاطر کہیں اور شفٹ ھو گئے ہیں وہ۔۔۔۔

کہاں؟؟؟؟؟

بندیا اسے گوپال کے نئے گھر تک لے گئی۔۔۔۔

اور دور سے اسے گھر دکھا کر خود گاڑی سے اترتے ھوئے کہنے لگی۔۔۔۔گوپال نا ملا تو دیوی سے مل لینا گوپال کی بیوی ھے وہ۔۔۔۔

عضد نے گاڑی گھر کے سامنے کھڑی کی اور دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔۔۔۔۔

اندر سے بھاری زنانہ آواز آئی کون ھے؟؟؟؟؟

عضد نے گوپال کا پوچھا۔۔۔

تو اپنی آواز کیطرح بھاری بھرکم جسم کیساتھ ایک عورت دروازے سے نمودار ھوئی۔۔۔

جو عضد کو اور پھر اسکی لمبی چم چماتی گاڑی دیکھ کر کچھ ٹھٹھک سی گئی۔۔۔۔

گوپال سے ملنا ھے مجھے۔۔۔

وہ تو ابھی نہیں ھیں گھر میں۔۔۔۔۔

آپ کون ھو؟؟؟؟

عضد نے اپنا نام بتانے کے بجائے دیوی کا پوچھا۔۔۔۔

دیوی آنٹی ھیں گھر؟؟؟؟

وہ عضد کو سر سے پیر تک دیکھ کر بولی ہاں میں ھوں دیوی۔۔۔

میں اندر آ سکتا ھوں آپ سے کچھ کام ھے مجھے۔۔۔۔

پہلے تو وہ ایک پل خاموش رہی پھر دروازہ پورا کھول کر سائیڈ پر ھوئی۔۔۔۔۔

آ جاؤ اندر۔۔۔۔

عضد گھر کے دروازے سے سر جھکا کر داخل ھوا۔۔۔۔

وہ اس یقین کے ساتھ آیا تھا کہ یقیناً پڑوس والے سنا سنایا جھوٹ بول رھے ھونگے۔۔۔اسکی بختی ایسی نہیں ھو سکتی تھی۔۔۔۔

گھر میں داخل ھوتے ہی وہاں کی غربت منہ کھولے عضد کا منہ چڑا رہی تھی۔۔۔

گھر بلکل ساز و سامان سے خالی تھا۔۔۔۔۔

صرف ایک کمرے میں فرش پر چٹائی بچھی ہوئی تھی۔۔۔۔

دیوی نے عضد کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔

وہ ایک طرف دروازے کے پاس کونے پر بیٹھا۔۔۔

دیوی اس سے کچھ فاصلے پر آسن مارے بیٹھی۔۔۔

ہاں بولو کیا کام ھے تمھیں ھم سے کیا پوچھنا چاھتے ھو؟؟؟؟؟

عضد نے اسکو غور سے دیکھا۔۔۔

ہری ہری آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے اور ڈھیلا ڈھالا تھکان سے بھرا جسم صاف بتا رہا تھا کہ وہ حالات اور بھوک سے لڑنے والے لوگ تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد نے دیوی سے نظریں ہٹائیں اور اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر وائلٹ نکالا اور دروازے کے پیچھے رکھ دیا جس میں کچھ ہزار موجود تھے۔۔۔۔

پھر صحن میں جھانک کر اپنی آنکھوں کی نمی چھپاتا ھوا بولا۔۔۔۔

مجھے بختی کے بارے میں کچھ پوچھنا ھے۔۔۔۔

عضد کے سوال پر دیوی کے تن بدن میں آگ سی لگ گئی۔۔۔

اس منحوس کا نام بھی اپنی زبان پر لانا میں پاپ (گناہ) سمجھتی ھوں۔۔۔۔۔۔

عضد انکی طرف دیکھنا نہیں چاھتا تھا۔۔۔

آنٹی پلیز مجھے جاننا ھے بختی کے بارے میں کون تھی وہ؟؟

کیسے ملی آپکو؟؟

کیا ھوا آپ کے ساتھ ؟؟؟

لیکن تم کیوں جاننا چاہتے ھو یہ سب؟؟؟؟ دیوی کا لہجہ بہت سخت تھا۔۔۔

یہ میں آپ کو بعد میں بتاؤنگا۔۔۔

پہلے آپ بتائیں مجھے پلیز۔۔۔۔۔۔

دیوی کچھ لمحہ ٹھہر کر جب بولی تو اسکا ایک ایک لفظ عضد کا دل چیرنے لگا۔۔۔

دیوی کی آواز آہستہ آہستہ سسکیوں میں بدل گئی۔۔۔۔

میرے ہی گھر میں اسے میں نے پناہی دی اور اس نے میری ہی ناک تلے میرے شوہر کیساتھ آنکھ مچولی کھیلی۔۔۔

اس نے اپنے باپ جیسے شخص کو بھی نہیں بخشا۔۔۔۔

ناجائز سنمبدھ (تعلقات) تھے اسکے اپنے ماما گوپال کیساتھ۔۔۔۔۔

ماما ماما کہتی تھی بدذات۔۔۔

سانپ کو اپنی آستین میں پالا میں نے اس نے نا میرا لحاظ کیا نا میری بچی کا۔۔۔۔۔

اسکا گھر بھی برباد کر دیا۔۔۔۔

دیوی اپنا ہر شک ہر الزام ایک ایک کر کے عضد کو بتاتی چلی گئ۔۔۔

پھر آخر میں وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگی۔۔۔

اس ظالم بابو نے میری بچی سے اس بد بخت کے بھاگ جانے کا بدلہ لیا۔۔۔بیچ دیا اس نے میری بیٹی کو۔۔۔۔

اسکے باپ کو بھی رحم نا آیا۔۔۔۔

اسے چھپاتا پھر رہا تھا اسے بھی چھوڑ کر وہ بھاگ گئ۔۔۔۔

صرف اس بد بخت کیوجہ سے میری بچی کا باپ باپ نا بن سکا اور شوہر شوہر نا بنا۔۔۔۔

اسکا سر پیٹ پیٹ کر رونا عضد سے برداشت نا ھوا۔۔۔۔

اس نے بڑی مشکل سے اٹھنے کی ھمت کی اور دیوی کو روکا۔۔۔۔

یہ کیا کر رہی ھیں آپ۔۔۔

دیوی جھولیاں بھر بھر بختی کو بد دعائیں دینے لگی۔۔۔

میں کبھی معاف نہیں کرونگی اسے۔۔۔۔

کھا گئ وہ میرے گھر کو کھا گئی وہ ھمیں۔۔۔۔۔

کیڑے پڑیں اس میں سسک سسک کے مرے وہ۔۔۔۔۔۔

دیوی سینہ پیٹ پیٹ کر رونے لگی۔۔۔۔۔۔

عضد سے بلکل برداشت نا ھوا یہ سب۔۔۔۔

وہ دھواں دھار ھوتی آنکھوں کے ساتھ اٹھا اور سنسان روڈ کیطرف نکل آیا۔۔۔۔۔۔

یہ کیا ھو گیا تھا پل بھر میں۔۔۔

ابھی تو اسکی دنیا آباد بھی نہیں ھوئی تھی پوری طرح سے اور برباد ھونے چلی تھی۔۔۔

یہ کیسی بھیانک حقیقت سامنے آئی تھی رتابہ کی۔۔۔۔۔

وہ اپنے بال ہاتھوں میں لے کر جکڑنے لگا۔۔۔

نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں یہ سچ نہیں ھو سکتا۔۔۔

نہیں ھو سکتا یہ سچ۔۔۔۔

عضد نے شدت سے اپنا سر اسٹیرنگ سے مار مار کر رونے لگا۔۔۔۔۔

روتے روتے اسکے منہ سی رال ٹپکنے لگی کہ یہ یہ سب بختی کا ماضی کیسے ھو سکتا ھے۔۔۔۔۔

بند یا۔۔۔ اسکے محلے والی عورت اور دیوی ان تینوں کی آوازیں چیخیں مارتی عضد کو چاروں طرف سنائی دے رہی تھیں۔۔۔۔

اسکا دل چاہا وہ مار ڈالے اپنے آپ کو۔۔۔۔۔

کوئی نا تھا اسوقت اس کی حالت زار دیکھنے کو۔۔۔۔

وہ آسمان کیطرف منہ پر ہاتھ رکھے چیخ چیخ کر رویا۔۔۔۔۔

رتابہ۔۔۔۔۔۔۔ تم نے مجھے اندھیرے میں کیوں رکھا کیوں؟؟؟؟؟؟؟؟

کیوں؟؟؟؟ اتنے جھوٹ بولے؟؟؟؟؟

عضد رگوں سے درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔۔۔۔

اسکا دل بند ھونے لگا۔۔۔

وہ دل پر ہاتھ رکھے اسٹیرنگ سے سر ٹکائے پھوٹ پھوٹ کر روتا رہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نا جانے کتنا وقت اسی طرح بیت گیا تھا۔۔۔

وہاں سے اکا دکا گزرتے ھوئے لوگوں نے نوٹ کیا تو وہ اسکی گاڑی کے پاس آئے۔۔۔۔۔۔۔

اور شیشے پر دستک دی۔۔۔

وہ اپنے ھوش و حواس میں نہیں تھا۔۔۔۔۔

زور زور سے باہر کھڑے دو آدمیوں نے پھر سے شیشے پر ہاتھ مارا۔۔۔

عضد نے سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔

اور شیشہ نیچے کیا۔۔۔

اسکی ناک اور آنکھوں سے پانی جاری تھا۔۔۔۔

کیا ھوا صاحب جی سب خیرث تو ھے نا؟؟؟؟

عضد نے بازو سے اپنا چہرہ اور ناک صاف کیا۔۔۔۔

پھر ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

جی ٹھیک ھے سب۔۔۔

صاحب جی طبیعت ٹھیک نہیں تو پاس ہی ھمارا کچا مکان ھے آ جائیں یہاں آپ۔۔۔

عضد نے نا میں سر ہلایا۔۔۔

وہ اسکی حالت دیکھ چکے تھے کہ کافی خراب لگ رہی تھی۔۔۔۔

صاحب جی آپکی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی آپ کہیں تو ھم چھوڑ آتے ھیں آپکو۔۔۔

عضد نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ میں ٹھیک ھوں۔۔۔

پھر گاڑی اسٹارٹ کی اور انکو ہاتھ ہلاتا آگے نکل گیا۔۔۔۔

اسے خود نہیں معلوم تھا کہ وہ کہاں جا رہا ھے۔۔۔

بس گاڑی چلاتا رہا وہ۔۔۔

فون بھی مسلسل بج رہا تھا عضد بلکل بہرہ سا ھو گیا تھا۔۔۔

اسکی گاڑی سنسان علاقے سے نکلتی ھوئی لوگوں کے رش میں جا پہنچی۔۔۔

وہ کراچی کے ساحل ہاکس بے پہنچ چکا تھا۔۔۔

اس نے وہاں سے بھی گاڑی آگے بگھائی۔۔۔

اور بلکل خالی جگہ پر گاڑی روکی۔۔۔۔۔۔

پھر گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔

سمندر کی ٹھنڈی ٹھنڈی ھواؤں نے اسے خوش آمدید کیا۔۔۔

وہ ریت سے چلتا ھوا پانی میں آ کھڑا ھوا۔۔۔

سمندر کی موجیں اسکے قدموں کو چھو کر واپس پلٹنے لگیں۔۔۔

اسکا دل چاہ رہا کاش اسکی سوچیں وہ سب باتیں بھی ان لہروں کیطرح پلٹ سکتیں۔۔۔۔

اپنی سوچوں میں گم وہ اتنا آگے بڑھتا گیا کہ لہریں اسکے سینے کو چھونے لگیں۔۔۔

بڑی بڑی موجوں نے اسے پورا اپنی لپیٹ میں لیا۔۔۔

اسکے قدم ڈگمگائے تو وہ ان لہروں سے الٹے قدم پیچھے ہٹا۔۔۔۔

وہ جتنا پیچھے پلٹ رہا تھا رتابہ کا معصوم سا چہرہ اسکے قریب آنے لگا۔۔۔۔۔۔

رو رو کر بھی وہ تھک چکا تھا۔۔۔

نرگس کی باتیں اب اسکا پیچھا کرنے لگیں۔۔۔۔۔

میری جان محبت اور شک بیک وقت دل میں بسیرا نہیں کر سکتی۔۔۔۔

جہاں محبت ھو وہاں شک کی گنجائش نہیں ھوتی۔۔۔۔

پھر جو حالت اسکی زیادتی کرنے سے رتابہ کی ھوئی تھی وہ بھی اسکے سامنے تھی۔۔۔

عضد بیٹا اس معصوم کو تو یہ بھی نہیں معلوم کہ میاں بیوی کے تعلقات ھوتے کیا ھیں؟؟؟؟

وہ یہی سمجھ رہی ھے کہ تم نے بھی اسکی عزت پر ہاتھ ڈالا ھے۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ وہیں سمندر کے بیچ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب مایا اسکے سامنے تھی۔۔۔۔

شاہ جی اور علی پر ڈورے ڈال رہی ھے یہ۔۔۔۔۔

وہ ان سب آوازوں سے گھبرا کر اٹھا اور گھر کیطرف آنے لگا۔۔۔۔۔

علی مایا رتابہ سب بہت پریشان تھے کہ بنا بتائے وہ کہاں جا سکتا تھا۔۔۔۔۔

گھر کے قریب پہنچ کر اسکا بلکل من نہیں کر رہا تھا کہ وہ گھر میں داخل ھوتا۔۔۔

یہی سوچ رہ رہ کر اسکو ستا رہی تھی کہ ان دونوں بھائیوں کے نصیب میں کیا لکھا تھا؟؟؟؟؟

نمل کی سچائی جازب جانتا ھے یا نہیں۔۔۔۔

نمل کیسا تھ کیا ھوا تھا؟؟؟؟؟

کس نے اغوا کیا تھا اسے؟؟؟

اور رتابہ پر لوگ اسکے اغواء ھونے کا الزام کیوں دھر رھے تھے۔۔۔۔۔

رتابہ کیا چاھتی تھی نمل سے؟؟؟؟

اور اس نے اتنا کچھ کیوں چھپایا؟؟؟؟؟؟؟؟؟

کیوں اسے ساری سچائی سے آگاہ نہیں کیا؟؟؟؟

اور یہ کس موڑ پر اسکی ھولناک سچائی سامنے آئی تھی جب وہ اس سے محبت کر بیٹھا تھا۔۔۔۔

لیکن یہ کیسی محبت تھی؟؟؟؟

شک تو نہیں کر رہا میں اس پر لیکن اسکی حقیقت بھی قابل تسلیم کہاں ھے؟؟؟؟؟

وہ کیوں نہیں بتاتی کہ اسکے بچے کا باپ کون ھے؟؟؟؟؟

اپنے آپ سے سوال کرتا اپنے آپ سے الجھتا وہ کافی دیر گھر کے باہر گاڑی میں بیٹھا رہا۔۔۔۔۔

رات ھو چکی تھی۔۔۔۔

علی اسے ڈھونڈتا ھوا گھر آیا تو اسکی گاڑی سامنے ہی کھڑی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ جلدی سے باہر آیا تو عضد آنکھیں میچے سیٹ سے ٹیک لگائے بیٹھا ھوا تھا۔۔۔

علی اسے اندر لایا۔۔۔

تو مایا لان میں تھی۔۔۔

بھاگتی ھوئی وہ عضد کے پاس آئی۔۔۔۔

کہاں تھے تم؟؟؟؟

عضد کچھ نا بولا اسکے کپڑوں پر سمندر کی مٹی صاف بتا رہی تھی کہ وہ کہاں تھا۔۔۔۔۔

وہ نظریں چرائے بولا۔۔۔

کسی کام سے گیا ھوا تھا۔۔۔اتنا کہہ کر وہ رکا نہیں۔۔۔اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔

رتابہ جائے نماز پر بیٹھی اس کے لیئے رو رو کر باآواز دعائیں کر رہی تھی۔۔۔۔

عضد کو دیکھ کر وہ فوراً اٹھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہاں تھے آپ؟؟؟

وہ دانت پیستا ھوا اسکا چہرہ دیکھنے لگا جو اسوقت آنسوؤں سے تر تھا۔۔۔۔۔۔

وہ اسکے قریب ھوئی عضد کہاں تھے آپ؟؟؟؟

جہاں تم تھی پہلے۔۔۔۔عضد کے لہجے میں سرد مہری تھی۔۔۔۔

کیا مطلب؟؟؟اس نے گھبرا کر پوچھا۔۔۔۔

عضد نے اسے بازوؤں سے جکڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم گوپال کے گھر سے کیوں بھاگی تھی اور کس کے ساتھ ؟؟؟؟؟

رتابہ اسے اچانک یہ سوال پوچھنے پر سٹپٹا گئی۔۔۔۔

ممم میں نے۔۔۔ میں آپ کو سچ بتا چکی ھوں۔۔۔۔

عضد نے زور سے اسے جھٹکا دیکر غراتے ھوئے کہا۔۔۔۔

ادھورا سچ بتایا ھے تم نے مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔

بتاؤ گوپال سے کیا تعلق تھا تمھارا؟؟؟؟؟؟

وہ عضد کی آنکھوں میں حیرت سے سمٹی دیکھتی رہی۔۔۔

تم سے پوچھ رہا ھوں گوپال سے کیسے تعلقات تھے تمھارے؟؟؟؟

بیٹی جججججے۔۔۔۔۔

ابھی اس نے جملا پورا ادا ہی نہیں کیا تھا کہ اک زناٹے دار تھپڑ عضد نے اسے مارا وہ فرش پر جا گری۔۔۔۔۔

وہ پنجوں کے بل اسکے قریب بیٹھا۔۔۔۔۔۔

اور کھا جانے والی نظروں سے اسے گھور کر بولا۔۔۔

یہ بابو کون ھے؟؟؟؟

اب رتابہ کو عضد کے غصے کی وجہ سمجھ آئ تھی کہ اسکی ملاقات بابو سے ھوئ تھی۔۔۔۔۔۔

عضد نے اسے جبڑوں سے پکڑا۔۔۔

بتاؤ مجھے بابو کون ھے؟؟؟؟

مجھے نہیں معلوم۔۔۔رتابہ نے بھیگی پلکیں جھپکتے ھوئے خفیف انداز میں کہا۔۔۔

جو عضد کو بمشکل سنائ دیا۔۔۔

اس نے ایک اور تھپڑ مارا رتابہ کو۔۔۔۔۔۔۔۔

جو پوچھ رہا ھوں سچ بتا دو ورنہ جان سے مار دونگا میں تمھیں۔۔۔۔

عضد نے اس پر جھک کر اسکا گلہ زور سے دبایا۔۔۔

وہ خود کو چھڑانے کیلئے ہاتھ پاؤں مارنے لگی۔۔۔۔اور مشکل سے بولی۔۔۔

وہ غلط آدمی تھا۔۔۔۔۔

مجھھھ پررررری نننظررر۔۔۔۔۔رتابہ کے الفاظ اسکی سانسوں کے ساتھ رکنے لگے۔۔۔۔۔۔۔

عضد نے اسکا گلہ چھوڑا۔۔۔تو وہ کھانستے ہوئے زور زور سے سانس لینے لگی۔۔۔

اسکا چہرہ سرخ ھو گیا تھا۔۔۔۔

کچھ سنبھلنے کے بعد وہ بولی۔۔۔۔

آپ کو بابو کا کس نے بتایا؟؟؟؟

مجھے وہ سب بتایا گیا ھے جس سے تم نے ھم سب کو اندھیرے میں رکھا ھوا تھا۔۔۔۔۔

میں نے کچھ جھوٹ نہیں بولا آپ سے۔۔۔

گوپال ماما نے مجھے بابو سے بچانے کیلئے ہی مسز جمال کے یہاں چھوڑا تھا۔۔۔۔۔

جھوٹ بول رہی ھو تم۔۔۔۔

میں کیوں جھوٹ بولونگی آپ سے۔۔۔۔۔۔۔

جن کی سن کر آ رھے ھو وہ بھی تو جھوٹ بول سکتے ہیں نا۔۔۔رتابہ چلائی۔۔۔۔

عضد نے آج پھر اس پر ہاتھ اٹھایا تھا وہ یہ بھول گیا تھا کہ وہ اسکے بچے کی ماں بننے والی ھے۔۔۔۔

عضد بس کرو اب بس۔۔۔

تھک گئی ھوں میں تمھارا شک سہتے سہتے۔۔۔۔۔

اور کتنا یقین کرو گے لوگوں پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مار دو مجھے جان سے لیکن یہ بے یقینی کی مار نا مارو۔۔۔۔۔

دل چاہ رہا ھوں تمھارے ساتھ میں خود کو بھی مار ڈالوں۔۔۔

عضد نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا۔۔۔۔اور گھسیٹتا ھوا کمرے سے باہر نکالنے لگا۔۔۔

نکلو میرے کمرے سے باہر۔۔۔

نہیں میں ایسے نہیں جاؤنگی پہلے بتائیں مجھے کون ملا تھا آپ سے؟؟؟؟؟

کس نے کیا کہا ھے آپ سے؟؟؟

عضد نے اسے دھکا دیکر کمرے سے باہر نکالا۔۔۔

وہ سیڑھیوں کے پاس آکر گری۔۔۔۔

علی اسے دیکھ کر بھاگتا ھوا اوپر آیا۔۔۔

کیا ھوا ھے رتابہ؟؟؟؟؟

وہ اٹھنے کے بھی قابل نہیں تھی۔۔۔۔

علی نے اسے اٹھانا چاہا تو اس نے منع کر دیا۔۔۔۔

اور اٹھنے کی کوشش کی۔۔۔

پھر عضد کا دروازہ زور زور سے بجانے لگی۔۔۔

عضد کھولو دروازہ میری بات سنو۔۔۔۔

عضد پلیز۔۔۔۔

علی پریشانی سے بولا ھوا کیا ھے کچھ بتاؤ گی مجھے تم۔۔۔۔؟؟؟؟

وہ علی کو نظر انداز کرتے ھوئے بولی چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔۔۔

چھوڑ دو مجھے میرے حال پر خدا کا واسطہ ھے چلے جاؤ۔۔۔۔

علی اپنے کمرے میں لوٹ آیا۔۔۔۔۔

وہ وہیں دروازے سے سر ٹکائے زار و قطار رونے لگی۔۔۔

عضد میری بات سنو پلیز۔۔۔۔

عضد اوپن داڈور۔۔۔۔۔

وہ دروازہ پیٹ پیٹ کر تھک گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کس نے کیا کہا ھے بتاؤ تو سہی۔۔ عضد دددد۔۔۔۔۔

اس پر ہاتھ اٹھا کر عضد خود بھی بہت رویا تھا۔۔۔۔

وہ اپنے ہاتھ کو ڈریسنگ ٹیبل پر مار مار کر رویا۔۔۔۔۔۔

پاگل سا ھو رہا تھا وہ۔۔۔۔

اور رتابہ نے اسی دروازے پر بیٹھے پوری رات گزار دی۔۔۔۔

عضد پوری رات نا سویا۔۔۔۔

اسے بستر سے بھی رتابہ کی خوشبو آ رہی تھی۔۔۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ کیا کر جاتا۔۔۔۔

اس نے سارا بستر اٹھا کر فرش پر پھینکا۔۔۔۔۔

اور فرش پر بیٹھے روتا رہا۔۔۔۔۔

مایا رتابہ کا یہ حال دیکھ کر بڑے سکون سے سوئ تھی۔۔۔۔

علی بھی رات کو بار بار دروازہ کھول کر جھانکتا رتابہ اسی دروازے پر بیٹھی ھوئ تھی۔۔۔۔۔

عضد صبح آفس جانے کیلیے اپنے کمرے سے باہر آیا تو رتابہ نے اسکا راستہ روکا۔۔۔

وہ اپنے بازو کے کف فولڈ کرتا سیڑھیاں اترنے لگا۔۔۔۔

وہ اسکے پیچھے آئ تیزی سے تو سیڑھیاں اترتے ھوئے اسکا پاؤں سلپ ھوا۔۔۔۔

اسکی آواز سن کر عضد تیزی سے پیچھا مڑا۔۔۔۔

اور بجلی کی سی تیزی سے اسے تھام لیا۔۔۔

وہ لپٹ گئی عضد سے۔۔۔۔۔

اس نے آہستہ سے رتابہ کو خود سے الگ کرنا چاہا پر وہ اور بھی زیادہ زور سے لپٹ گئی۔۔۔۔

عضد کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔۔۔

کتنا انتظار تھا اسکو اس پل کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج وہ پل آیا بھی تو اسکے لیے ناقابل برداشت تھا۔۔۔۔

عضد نے اپنے دل پر پتھر رکھ کر اسے خود سے الگ کیا۔۔۔۔

لیکن وہ اسکے پیروں میں آ بیٹھی۔۔۔۔۔۔

عضد پلیز اسطرح مجھے خود سے جدا مت کرو۔۔۔۔

عضد نے جھک کر اس کے ہاتھ اپنی ٹانگوں سے ہٹائے تو اس کے آنسو رتابہ کے گالوں پر گرے۔۔۔۔۔

وہ اسے روتا بلکتا چھوڑ کر بغیر ناشتے کے ہی آفس چلا گیا۔۔۔۔

رابی نے نرگس کو فون کر کے یہاں بلوایا کہ رتابہ کی طبیعت ٹھیک نہیں وہ یہاں کراچی آ جائیں۔۔۔۔

نرگس پریشان ہو گئی تھی۔۔۔

یہاں جازب کو ڈبل ٹائیفائڈ کا اٹیک ھوا تھا اور زیان بھی ٹھیک نہیں تھا اسے بھی بخار تھا۔۔۔۔۔

رابی نے دو تین بار کال کر کے نرگس کو یہاں آنے کا کہا۔۔۔

عضد اور رتابہ دونوں سے بات نہیں ھو پا رہی تھی نرگس کی۔۔۔

نرگس کو عجیب وسوسوں نے آ گھیرا۔۔۔

وہ جازب اور نمل کو چھوڑ کر کراچی آنے لگی زیان کو اسے ساتھ لانا پڑا کہ نمل ایک ساتھ زیان اور جازب کی کیئر نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔۔۔

عضد بہت پریشان تھا۔۔۔

ایک طرف سارے ثبوت رتابہ کے خلاف تھے لیکن ایک طرف اسکا دل تھا جو عجیب ہی شش و پنج میں مبتلا تھا۔۔۔۔۔

عضد نے حافظ صاحب کو سعودیہ میں کال ملائی۔۔۔

خیر خیریت کے بعد وہ اپنی بات پر آیا۔۔۔

انکل آپ سے کچھ پوچھنا تھا۔۔۔

ہاں پوچھو بیٹا۔۔۔

انکل نمل کی شادی پہلے بھی کہیں طے ھوئ تھی؟؟؟؟

عضد کے اچانک اس سوال پر حافظ صاحب کا دل دہل کر رہ گیا کہ وہ یہ سب کیسے جانتا ھے؟؟؟

اس بات کا علم تو نرگس کو بھی نہیں تھا۔۔

پھر حافظ صاحب کا خیال رتابہ پر گیا۔۔

کچھ لمحے بعد وہ سنبھل کر بولے۔۔۔۔

بیٹا جس نے یہ سب بتایا ھے اس سے پورا سچ بھی پوچھ ہی لیتے۔۔

وہ دوٹوک لہجے میں بولا۔۔

مجھے آپ سے جاننا ھے سچ۔۔۔

ہاں بیٹا جازب سے پہلے وہ کسی اور کے نام سے منسوب تھی۔۔

کیا ھوا تھا ایسا انکل کہ آپ وہاں نمل کی شادی نا کر سکے۔۔۔

بس بیٹا قسمت میں نہیں تھی۔۔۔

عضد بیگانیت کے بھرے تاثر سے بولا۔۔

ھوئ تھی شادی سے کچھ دن پہلے؟؟؟ kidnapped انکل یہ سچ ھے کہ نمل

اسکی بات سن کر حافظ صاحب کا سر جھک گیا۔۔۔

ہاں بیٹا سچ ھے یہ لیکن میری بچی محفوظ اور باعزت لوٹی تھی واپس اسے کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا تھا۔۔اللہ کی حفاظت میں رہی وہ۔۔۔۔۔

انکل یہ بات جازب اور امی کے علم میں ھے؟؟؟؟؟

جازب جانتا ھے۔۔لیکن نرگس کو اس بات کا علم نہیں۔۔۔

لیکن بیٹا میں ہاتھ جوڑ کر تم سے التجا کرتا ھوں یہ بات نرگس کو نا پتہ چلے۔۔۔

وہ سہہ نہیں پائے گی کہ میں اسکی بیٹی کی حفاظت بھی نا کر سکا۔۔۔۔

حافظ صاحب اپنی بیٹی کی پدرانہ محبت سے ہار کر التجا کر رھے تھے۔۔۔۔۔۔

اور رتابہ کو بھی منع کرنا کہ اس نے تم سے تو ذکر کیا ھے لیکن نرگس سے نا کرے۔۔

جی ٹھیک ھے۔۔۔

اس نے اللہ حافظ کہہ کر فون رکھا ہی تھا کہ اسکے سامنے اسکے آفس میں آج پھر بندیا موجود تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی طرف بڑی شوخی سے بندیا نے ہاتھ بڑھا کر ھیلو کہا۔۔۔۔

عضد نے اسکی طرف ہاتھ نا بڑھایا۔۔۔۔۔

بندیا کو اسوقت سامنے دیکھ کر عضد کے سپاٹ چہرے پر کسی قسم کا کوئی تاثر نا تھا۔۔۔

اس نے ھنستے ھوئے ہاتھ پیچھے کیا اور اسکے سامنے کرسی پر دھنس کر بیٹھی۔۔۔

کیا سوچا ھے تم نے؟؟ بختی سے ملو گے دوبارہ۔۔۔ یا جان چھڑاؤ گے اس سے؟؟؟؟

یہ تمھارا مسئلہ نہیں میں ھینڈل کر لونگا اس معاملے کو۔۔۔وہ اپنے لہجے کی نرمی بالائے طاق رکھ کر بولا۔۔۔

اچھاااا رتابہ نے اپنی ایک آنکھ کا ابرو اٹھا کر پوچھا۔۔۔

کہیں اس سے شادی تو نہیں کر بیٹھے؟؟؟؟

عضد اسے بے چینی سے دیکھنے لگا لیکن بولا کچھ نہیں۔۔۔۔

اسکا چہرہ نظروں میں لیئے بندیا بال پین گھماتی پھر سے بولی۔۔۔۔

اسکا ایک بچہ بھی ھے؟؟؟اس بچے سے ملے کبھی تم؟؟؟ یا پھر اسکا بھی علم نہیں تمھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد بیزاری سے پہلو بدل کر بولا۔۔۔۔

ہاں بچہ ھے اسکے پاس۔۔۔

اوہ اچھاااا۔۔۔۔

اس نے کیا بتایا اس بچے کے بارے میں کہ مر گیا اسکا باپ؟؟؟؟

عضد نے اپنا جھکا سر اٹھا کر چونک کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔اور صرف جی کہہ سکا۔۔۔۔۔

بندیا زور زور سے ھنسی میں جانتی تھی وہ یہی کہے گی۔۔۔۔

عضد کو اسوقت اسکی ھنسی بلکل نا بھائی۔۔۔۔۔

تم جانتی ھو اس بچے کا باپ کون ھے؟؟؟؟؟

بندیا نے زور زور سے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

ہاں جانتی ھوں۔۔۔دو ہی بندے ھو سکتے ھیں۔۔۔

عضد نے سانس روک کر پوچھا کون؟؟؟؟؟؟؟؟؟

بابو یا پھر گوپال۔۔۔۔

گوپال کا نام سن کر عضد کے پیروں تلے سے زمین ہی نکل گئی۔۔۔۔۔

وہ عضد کو حیران چھوڑ کر مذید بولی۔۔۔۔

پتہ کروادونگی تمھیں۔۔

وہ میرے باپ کی تحویل سے بابو کیساتھ بھاگی تھی۔۔۔۔

ھوئ یا پہلے سے تھی۔۔۔۔ pregnant اب یہ بابو ہی بتا سکتا ھے کہ وہ اسکے پاس آ کر

عضد کا دل اسطرح دھڑک رہا تھا جیسے پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔۔۔۔

تم نے بتایا نہیں تمھارا بختی سے کیا رشتہ ھے؟؟؟؟

عضد نہیں بتانا چاھتا تھا اسے کچھ بھی۔۔۔

اتنا کچھ جانتی ھو تو یہ بات کیوں نہیں جانتی کہ بختی سے کیا تعلق ھے میرا؟؟؟؟؟

وہ اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں دھنسا کر بولی۔۔۔

پہلے تو نہیں جانتی تھی لیکن آج تمھیں دیکھ کر اندازہ ھو رہا ھے کہ کوئ تعلق نہیں اسکے ساتھ ..... تمھارا بلکہ بہت گہرا رشتہ ھے

عضد حیران تھا کہ وہ کیسے جانتی ھے سب کچھ۔۔۔۔۔۔

آپ نے یہ نہیں بتایا کہ آپ گوپال کی کیا لگتی ھیں۔۔۔۔

بتا دونگی وقت آنے پر۔۔۔

آپ گوپال کی اس بیٹی کو جانتی ھیں جسکا شوہر بابو تھا۔۔۔۔

بندیا نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

عضد نے اسکے لئے چائے منگوائ۔۔۔

کچھ دیر وہ بیٹھی رہی پھر جاتے جاتے بولی۔۔۔۔۔

میں چلتی ھوں۔۔۔

لیکن بہت جلد اسکے بچے کا باپ تمھارے سامنے ھو گا۔۔۔

پھر فیصلہ کرنا کہ کیا کرنا ھے تم اپنے اور بختی کے رشتے کا۔۔۔۔۔

عضد اسے جاتا دیکھتا ہی رہ گیا جو اسکے ذہن کے سارے سوال پڑھ کر خود ہی جواب دیکر جا چکی تھی۔۔۔۔۔۔

عضد گھر لوٹا تو نرگس کو گھر میں دیکھ ٹھٹھک گیا۔۔۔

نرگس اسکے چہرے کے تاثرات دیکھ کر گلہ کرتے ھوئے بولی۔۔۔

کیا ھوا خوش نہیں ھوئے مجھے دیکھ کر۔۔۔۔

نہیں امی ایسی بات نہیں۔۔۔

اس نے نرگس کو گلے سے لگایا۔۔۔۔بہت ضبط کرنا پڑا اسے کہ نرگس اسے سینے سے لگائے اسکے دل کا حال نا جان لے۔۔۔۔۔

وہ اسکا ماتھا چوم کر بولی۔۔۔۔

کیا حال بنایا ھوا ھے۔۔۔

آنکھوں کے پپوٹے ایسے کیوں سوجھ رھے ھیں تمھارے جیسے پوری سوئے نہیں اور روتے رھے ھو۔۔۔۔۔۔۔

وہ فوری طور پر نرگس کو کچھ بتانا نہیں چاہ رہا تھا کہ پہلے ہی سے وہ بہت پریشان تھی۔۔۔۔۔

کچھ نہیں امی بس طبیعت ٹھیک نہیں میری۔۔۔۔

کیا ھوا ھے تم دونوں کو رتابہ بھی ٹھیک نہیں تم بھی۔۔۔

اور دونوں کا چہرہ بھی بجھا بجھا سا ھے۔۔۔۔

خیریت تو ھے نا۔۔۔

جی امی سب ٹھیک ھے۔۔۔

وہ جہاں بھر کی فکر لیئے عضد کو دیکھ کر بولی۔۔۔

لیکن مجھے نہیں لگ رہا سب ٹھیک ھے۔۔۔۔

عضد اسکا دھیان ادھر ادھر بٹانے لگا۔۔۔

امی چھوڑیں ان باتوں کو یہ بتائیں کہ جازب کیسا ھے اب۔۔۔۔

وہ ٹھیک نہیں بیٹا۔۔۔

تو آپ یہاں کیوں آئی ھیں اسے ایسے چھوڑ کر۔۔۔

رابی کا نام نرگس نہیں لے سکتی تھی تو اس نے اپنا بہانا کر لیا۔۔۔

مجھے یاد بہت آ رھے تھے تم دونوں۔۔۔

مجھ سے رہا نا گیا تو آ گئی۔۔۔۔

علی زیان کو گود میں لی ئے لاؤنج میں آیا۔۔۔۔

زیان کو دیکھ کر عضد کا خون کھولنے لگا تھا۔۔۔۔

لیکن نرگس کی موجودگی میں اسے زہر کے گھونٹ پینے پڑے۔۔۔۔

رتابہ رات کو اسکے کمرے میں آئی تو عضد اس پر پھر سے بگڑا۔۔۔

کیوں آئی ھو یہاں۔۔۔

میں تمھاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاھتا نکلو یہاں سے باہر۔۔۔

کہاں جاؤں میں امی کے پاس؟؟؟

کیا بتاؤں گی انکو کیوں آئی ھوں یہاں۔۔۔

میں بتا دونگا۔۔۔۔

تم نکلو میرے کمرے سے باہر۔۔۔عضد نے اسے بازو سے پکڑ کر باہر نکالا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ دیر تو وہ وہاں کھڑی رہی پھر اپنے بوجھل دماغ اور بوجھل قدموں سے چل کر اپنے بستر تک آئی تو گرتے ھوئے ایسے لیٹی جیسے بے جان سا وجود جان نکلنے پر ڈھیر ھو جاتا ھے۔۔۔۔

نرگس سو چکی تھی سفر کی تھکان سے۔۔۔۔

صبح سات بجے نرگس کی آنکھ نمل کے فون سے کھلی۔۔۔۔

رتابہ بھی اٹھ گئی۔۔۔۔

فون سن کر نرگس رونے لگ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ نیند سے آنکھیں ملتی انکے پاس آئی۔۔۔

کیا ھوا امی جان؟؟؟؟

بیٹا عضد کی ممانی کا انتقال ھو گیا ھے؟؟؟؟؟

نرگس جلدی سے اٹھ کر عضد کے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔

وہ سو رہا تھا۔۔۔

نرگس نے اسے جگایا۔۔۔۔

عضد اٹھ کر بیٹھا۔۔۔

امی آپ اتنی صبح صبح خیریت؟؟؟؟؟؟

نرگس کو روتا دیکھ کر وہ جلدی سے بیٹھا۔۔

کیا ھوا امی؟؟؟؟

بیٹا تمھاری ممانی کی ڈیتھ ھو گئی ھے۔۔۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔۔۔

بیٹا جلدی سے میرے ٹکٹس کنفرم کرو۔۔

جی امی ابھی کرتا ھوں۔۔

اس نے بستر چھوڑا اور ائیر پورٹ کال کر کے ٹکٹس کنفرم کی۔۔۔

نو بجے کی فلائیٹ سے انکو اتفاق سے ٹکٹ مل گیا۔۔۔

لیکن ٹکٹ ایک ہی ملا۔۔

عضد نے اپنا ٹکٹ اگلے دن کا کنفرم کیا۔۔۔

رتابہ نے جلدی سے نرگس کی پیکنگ کی۔۔۔

عضد کو ائیر پورٹ پہنچنا تھا۔۔۔

آٹھ بجنے والے تھے۔۔۔

اس نے منہ ہاتھ بھی نا دھویا۔۔۔۔۔

اور نرگس کو ائیر پورٹ لے گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انکے جہاز کے ٹیک آف کرنے تک وہ وہی تھا۔۔۔

گھر آ کر وہ پھر سے سو گیا۔۔۔۔

عضد نرگس کو سب کچھ بتانا چاھتا تھا کیونکہ اب وہ رتابہ کے ماضی کو اس سے چھپا کر نہیں رکھ سکتا تھا۔۔۔

کیونکہ نرگس کو اعتماد میں لے کر ہی وہ کوئ فیصلہ کر سکتا تھا۔۔۔۔

رتابہ یہاں الگ پریشان تھی کہ نرگس سے وہ بھی بات کرنا چاھتی تھی۔۔۔

کہ اب وہ عضد کے زندگی میں صرف بیوی کی حیثیت نہیں رکھتی تھی اسکے بچے کی ماں بھی بننے والی تھی۔۔۔

عضد کے دل سے ہر وھم ہر وسوسہ ہر شک وہ دور کرنا چاھتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن عضد اسکی بات سننے کو تیار ہی نا تھا۔۔۔

عضد کا دل صرف بندیا کی باتوں سے برا نہیں ھوا تھا۔۔۔

رتابہ کے متعلق ہر ملنے والے انسان نے بہت برے طریقے سے اسکی کردار کشی کی تھی۔۔۔

رتابہ نے مغرب کی نماز پڑھ کر دعا کیلیے ہاتھ اٹھائے تو رابی زیان کو گود میں لیئے اس کے پاس آئی۔۔۔

بی بی جی زیان کو بہت بخار ھو رہا ھے۔۔۔

رتابہ نے دعا چھوڑ کر زیان کو گود میں لیا۔۔۔

بخار کافی تیز تھا۔۔۔

بی بی جی یہاں پچھلی گلی میں کلینک ھے اک وہ ڈاکٹر ھیں بھی چائلڈ اسپیشلسٹ۔۔۔۔۔۔

زیان کو وہاں لے چلتے ھیں۔۔۔

رتابہ جلدی سے اٹھی اور چادر پہن کر رابی کے ساتھ چلی گئی۔۔۔

عضد اور مایا جلدی گھر آگئے تھے

آج۔۔۔

صبح عضد کی اسلام آباد کی فلائیٹ تھی۔۔۔

وہ گھر آیا تو رتابہ نہیں تھی آج سامنے۔۔۔۔

مایا تو اسے تھکا ھوا دیکھا تو کافی بنا کر لے آئی۔۔۔

عضد نے شکریہ ادا کرتے ھوئے اس سے کافی لی۔۔۔

وہ دونوں کافی پی ہی رھے تھے کہ رتابہ بدحواس ھوتی زیان کو گود میں لیۓ بھاگتی ھوئی اندر آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد اور مایا دونوں چونک گیۓ اس کے اسطرح اچانک بھاگ کر اندر آنے سے۔۔۔۔

رابی اسکے پیچھے ہی تھی۔۔۔

اسکا سانس بھی پھول رہا تھا۔۔۔۔

عضد نے رابی سے پوچھا۔۔۔

کیا ھوا ھے؟؟؟

رابی پھولتی سانسوں کے درمیان بولی۔۔۔۔۔

صاحب جی وہ کتا۔۔۔ ھمارے پیچھے لگ گیا تھا۔۔۔

اسی سے ڈر کر بھگاتے ھوئے آئے ھم۔۔۔۔۔

رتابہ رابی کے سفید جھوٹ پر اسے دیکھتی ہی رہ گئ۔۔۔۔

لیکن رتابہ کا اتنا سہما ھوا سراپا دیکھ کر عضد کو معاملہ کچھ اور ہی لگا۔۔۔

اسکا پورا جسم کپکپا رہا تھا۔۔۔

اور زیان کو بھی اسطرح اس نے اپنے ساتھ بھینچا ھوا تھا جیسے کوئی اس سے چھین لے گا۔۔۔

وہ جلدی سے زیان کو سینے سے لگائے سیڑھیاں پھلانگتی اپنے کمرے میں جانے لگی تو باہر گیٹ پر شور کی آواز سن کر رک گئ۔۔۔۔

باہر چوکیدار کے ساتھ کوئ جھگڑ رہا تھا۔۔۔

میں کہتا ھوں مجھے اندر جانے دو۔۔۔۔۔

ملنا ھے مجھے تمھارے صاحب سے باہر بلاؤ اسے۔۔۔

ورنہ میں پولیس کو بلا لونگا۔۔۔

عضد اور مایا نے بھی اسکی بلند آواز سنی۔۔۔

وہ دونوں باہر آئے۔۔۔

عضد گیٹ کر آیا۔۔۔

کون ھو بھئ تم اور یہ کیا طریقہ ھے بات کرنے کا۔۔۔

وہ نہایت بد تمیزی سے چوکیدار کا گریبان پکڑے ھوئے تھا۔۔۔

عضد نے اسکے ہاتھ پیچھے کی ئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ عضد کیطرف دیکھ کر غصے سے بولا۔۔۔

بختی کہاں ھے؟؟؟؟؟

اسکے منہ سے بختی کا نام سن کر عضد ٹھٹھک گیا کہ یہ کون تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے پھر اپنا جملہ دوہرایا۔۔۔

بختی کہاں ھے؟؟؟؟؟

عضد نے اس سے پوچھا کون ھو تم؟؟؟؟؟؟

بابو نام ھے میرا۔۔۔

جا کر بتاؤ اسے بابو آیا ھے۔۔۔

عضد اسکی بات سن کر صرف اتنا بولا کہ یہاں کوئی بختی نہیں رہتی۔۔۔۔۔۔۔

دیکھو صاحب میں نے خود اسے اپنی آنکھوں سے اندر جاتے دیکھا ھے اسے۔۔۔۔۔

اگر آپ نے اسے میرے حوالے نا کیا تو میں اگلی بار پولیس کیساتھ آؤنگا۔۔۔۔۔۔

اسکی آواز کافی بلند تھی۔۔۔۔۔

عضد باہر گلی میں تماشا نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔

وہ اسے اندر لے آیا۔۔۔۔

کیا چاھتے ھو تم؟؟؟؟؟

مجھے بختی چاھیے کسی بھی قیمت پر۔۔۔۔

عضد بڑی مشکل سے ضبط کیۓ ھوئے تھا۔۔

بختی نہیں مل سکتی اب تمھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھو صاحب تم بڑے لوگ ھو میں فضول کی کوئ بحث نہیں کرنا چاھتا۔۔۔

اسے میرے سامنے لاؤ۔۔۔

میرا بچہ میرا وارث ھے اسکے پاس۔۔۔۔۔

مایا ایک کونے میں کھڑی یہ سب منظر دیکھ رہی تھی۔۔۔

بابو کی آواز سن کر رتابہ نے خود کو کمرے میں بند کر لیا۔۔۔۔

تم کیسے یقین سے کہہ سکتے ھو کہ وہ تمھارا بچہ ھے؟؟؟

صاحب ثبوت بھی دے دونگا۔۔۔۔

فی الحال اسے میرے سامنے لاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ورنہ اگلی بار میں پولیس کو ساتھ لاؤنگا کہ میری ہونے والی بیوی اور میرے بچے کو تم نے زبردستی اس گھر میں رکھا ہوا ہے۔۔۔۔۔

عضد اسکی بات سن کر کافی غصے میں آ گیا۔۔۔

.... دھمکی دے رہے ہو مجھے

نہیں دھمکی نہیں دے رہا سمجھا رہا ہوں۔۔۔ شریف آدمی ہو بڑے نام والے یہاں پولیس کی گاڑی آئی تو کسی کو منہ نہیں دے سکو گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس بختی سے کہو مجھے میرا بچہ چاہیے واپس۔۔۔۔۔

عضد نے گہری سانس اندر کھینچی۔۔۔۔

اچھا تمھیں صرف اپنا بچہ چاہیے۔۔۔۔۔

ہاں صاحب۔۔۔اس نے میرا گھر میری زندگی تباہی کی ہے۔۔۔

مجھے محبت کے سہانے خواب دکھا کر لوٹا۔۔۔ کھایا۔۔۔اور پھر مجھے دھوکہ دیکر بھاگ گئی۔۔۔۔

اپنا سب کچھ لٹا چکا ہوں اس بختی پر۔۔۔۔

لیکن ایسی بدکردار عورت کے پاس میں اپنی اولاد نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔۔

مجھے میرا بچہ میرا وارث چاھی ئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کسی بھی قیمت پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔۔۔

عضد اپنی سانس اندر کھینچ کر اوپر آیا۔۔۔

بختی کا دروازہ بند تھا۔۔۔۔۔

عضد نے اسکا دروازہ بجایا۔۔۔۔

اس نے نا کھولا۔۔۔

کیونکہ وہ بابو کی ساری باتیں سن چکی تھی۔۔۔۔

عضد نے اسے آواز لگائی۔۔۔

دروازہ کھولو رتابہ اور باہر آؤ۔۔۔

بتاؤ مجھے کون ھے یہ؟؟؟؟

رتابہ نے دروازہ نا کھولا۔۔۔

عضد لاک توڑ کر اندر آیا۔۔۔۔

وہ سوئے ھوئے زیان کو اپنے ساتھ لگائے ایک کونے میں بیٹھی ھوئی تھی۔۔۔۔

عضد اسکے پاس آیا۔۔۔۔

بابو کا بچہ ھے نا یہ؟؟؟؟

رتابہ نے نا میں سر ہلایا۔۔۔

عضد بے انتہا غصے میں تھا۔۔۔

عضد میری بات سنو وہ جھوٹ بول رہا ھے۔۔۔

عضد یہ اسکا بچہ نہیں ھے۔۔۔۔۔

عضد اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا۔۔۔۔۔۔۔

اور باہر لاتے ھوئے بولا۔۔۔۔

اگر نہیں ھے اسکا بچہ تو پھر سامنا کرو اسکا بتاؤ اسے۔۔۔

وہ باہر آئی تو اسکی جان کا اسکی عزت کا دشمن اسکے سامنے ہی کھڑا ھوا تھا۔۔۔۔۔۔

بابو کو دیکھ کر رتابہ کی اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئ۔۔۔۔

دیکھ بختی آرام سے کہہ رہا ھوں۔۔۔۔۔۔۔

میرا بچہ دے دے مجھے۔۔۔

بندیا مجھے سب بتا چکی ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب تو اس کو مجھ سے مذید دور نہیں رکھ سکتی۔۔۔

حوالے کر دے میرا بچہ مجھے۔۔۔۔

وہ آگے بڑھا۔۔۔

رتابہ چلا کر بولی نہیں ھے یہ تمھارا بچہ۔۔۔

جھوٹ مت بولو۔۔۔

جھوٹ میں نہیں بولتا۔۔۔

تو بولتی ھے سب سے۔۔۔

Part 2 جاری ھے۔۔۔۔۔۔

سچی کہانی بد بخت

سیکنڈ لاسٹ اپی

از قلم عرشی نور

URDUNovelians

اسکی بے زبان آنکھوں نے عضد کو واضح طور پر کہہ دیا تھا کہ اب وہ لوٹ کر آنا بھی نہیں چاھتی۔۔۔۔۔

پھر وہ رکی نہیں اور گاڑی میں بیٹھے بابو کی طرف لپکی۔۔۔۔

بابو گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔۔

عضد بے یقینی سے بھاگتے ھوئے اسکے پیچھے آیا تھا۔۔۔

لیکن وہ باہر کا دروازہ عبور کر چکی تھی۔۔۔۔

بابو نے دیر نا لگائی۔۔۔۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے اسکی فراٹے بھرتی ھوئی غائب ھو گئی۔۔۔۔

رتابہ بہت دور تک بھاگی تھی گاڑی کے پیچھے۔۔۔۔

سب لوگ اسے رک رک کر دیکھ رھے تھے۔۔۔

اسکی آواز بلکل بیٹھ گئی تھی۔۔۔

چلا چلا کر۔۔۔۔۔

بابو رک جاؤ۔۔۔

بابو۔۔۔۔۔۔

تھک ہار کر وہ روڈ تک آ گئی تھی جہاں سے بابو کی گاڑی اسکی نظروں سے او جھل ھوئی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ اپنے ننگے سر ننگے پاؤں روڈ پر ہی بیٹھ گئی۔۔۔۔

عضد اسکے پیچھے ہی تھا۔۔۔۔۔

اسے دور سے روڈ پر بیٹھا دیکھ کر وہ رک گیا۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے روتے ھوئے سر اپنے گھٹنوں پر رکھا۔۔۔

میرا بچہ میرا زیان۔۔۔ یارب اسے اپنی امان میں رکھنا۔۔۔۔

میں تو تیرے ھوتے ھوئے بھی بے امان رہی میرے بچے کو بے امان نا کرنا۔۔۔۔۔۔

وہ رو رو کر ہلکان ھو گئ۔۔۔۔۔

عضد اسکے قریب آیا۔۔۔

عضد کی سانسوں سے سانسیں نہیں مل رہی تھیں۔۔۔۔۔

وہ بھی ننگے پاؤں تھا۔۔۔۔۔۔

اپنے پاس رتابہ عضد کو محسوس کر چکی تھی۔۔۔۔۔۔

لیکن سر اٹھا کر عضد کو دیکھنا بھی اس نے گوارا نا کیا۔۔۔۔۔

گھر چلو۔۔۔۔ عضد کی بارعب آواز پر اس نے منہ پھیر کر کہا میرا کوئی گھر نہیں۔۔۔۔

یہاں روڈ پر تماشا مت کرو۔۔۔

گھر چلو شرافت سے۔۔۔۔۔۔عضد نے اسکا ہاتھ پکڑا تو رتابہ نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔۔۔

اور اٹھ کر سروس روڈ کے کنارے چلنے لگی۔۔۔۔۔

وہ بلکل پاگل ھوگئ تھی زیان کے غم میں۔۔۔۔۔

عضد اسکے پیچھے پیچھے تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ میں تم سے کہہ رہا ھوں گھر چلو۔۔۔۔۔اسطرح میں تمھیں نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔۔۔

وہ غصے سے لال پیلی ھوتی عضد کیطرف پلٹی۔۔۔۔

اور چنگھاڑتے ھوئ بولی۔۔۔

چھوڑ نہیں سکتے تو بخش دو مجھے۔۔۔۔۔۔۔

نہیں جانا مجھے تمھارے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کبھی بھی نہیں۔۔۔

چلے جاؤ یہاں سے ورنہ یہاں روڈ پر سر پٹخ پٹخ کر میں اپنی جان دے دونگی۔۔۔۔۔۔

علی ابھی آفس سے واپس آ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

وہ ان دونوں کے قریب سے گزر گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن گلی کا موڑ کاٹتے ھوئے وہ اسے

عضد نظر آیا۔۔۔

اس نے گاڑی آگے بڑھائی لیکن عضد کو دیکھ کر واپس مڑا اور گاڑی عضد کے پاس لا کھڑی کی۔۔۔

اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ دونوں یہاں سڑک پر کیا کر رہے تھے۔۔۔

وہ جلدی سے باہر نکلا۔۔۔

کیا ھوا عضد۔۔۔۔

عضد اسکی آواز سن کر رک گیا۔۔۔

لیکن رتابہ تیز تیز قدموں سے راستوں سے بے خبر آگے بڑھتی چلی گئی۔۔۔اسے اتنا بھی نہیں معلوم تھا کہ وہ کہاں جا رہی ھے۔۔۔

بس دیوانہ وار عضد کی آوازوں سے اپنے کان بہرے کیے چلتی رہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد کیا بتاتا علی کو اسکی حالت دیکھ کر علی بہت پریشان ھو گیا تھا۔۔۔۔

یار اسے روک لو۔۔۔

ھوا کیا ھے کچھ بتاؤ بھی۔۔۔۔

بات کرتے ھوئے ان دونوں کی نظر رتابہ پر تھی جو ایک پل بھی نا ٹھہری تھی۔۔۔۔

بتادو نگاسب لیکن تم اسے روک لو۔۔۔۔۔۔

مایا بھی انکو ڈھونڈتی ھوئ پیچھے

آ گئ۔۔۔

مایا کو دیکھ کر علی نے صرف اتنا کہا کہ تم اسے گھر لے کر جاؤ میں آتا ھوں۔۔۔۔

علی نے عضد کے کندھے پر ہاتھ رکھا تم جاؤ میں دیکھتا ھوں اسے۔۔۔۔

مایا نے ہاتھ پکڑ کر عضد کو گاڑی میں بٹھایا اور گھر لے گئ۔۔۔۔۔

اسے رتابہ نظر نا آئ تھی کیونکہ وہ بہت دور جا چکی تھی۔۔۔۔۔

عضد تم کیوں پاگلوں کیطرح behave کر رھے ھو۔۔۔۔

اس نے جانا تھا وہ چلی گئ۔۔۔

اگر اسے تمھاری محبت یا عزت کی ذرا بھی پرواہ ھوتی تو وہ ایک قدم اور نا اٹھاتی تمھاری بات سن کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہیں نہیں جا سکتی وہ۔۔۔عضد کا لہجہ اتنا سخت تھا کہ مایا کی ھمت ہی نا ھوئ دوبارہ رتابہ کا نام لینے کی۔۔۔

علی بہت پریشان تھا کہ ایسا بھی کیا ھوا تھا۔۔۔۔

وہ گاڑی میں بیٹھ کر رتابہ کے پیچھے آیا۔۔۔۔۔

رتابہ رکو۔۔۔۔

وہ علی کی آواز بھی ان سنی کر کے چلتی رہی۔۔۔

اپنے ھوش و حواس میں نہیں تھی وہ۔۔۔۔۔

علی گاڑی سے باہر نکل کر اسکے سامنے آن کھڑا ھوا۔۔۔۔

وہ یک دم علی کو سامنے دیکھ کر رکی۔۔۔۔۔

کیا ھوا ھے رتابہ؟؟؟

لڑائ ھوئ ھے عضد سے؟؟؟؟؟

اس نے ناں میں سر ہلایا۔۔۔

ھوا کیا ھے بتاؤ گی کچھ۔۔۔۔

زیان میرا بچہ۔۔۔۔۔

اسکے آنسو دیکھ کر اور زیان کا نام سن کر علی چونکا کہ کیا ھوا ھے زیان کو؟؟؟؟؟

.....وہ لے گیا زیان کو

کون لے گیا زیان کو؟؟؟؟

علی کو کچھ سمجھ نا آئی۔۔۔۔۔

بابو لے گیا میرے بچے کو۔۔۔

اسکی آواز حلق سے نہیں نکل رہی تھی۔۔۔

لیکن اسکے گلے کی کھنچتی رگیں اس بات کا ثبوت تھیں کہ وہ کس قدر اذیت سے رو رہی تھی۔۔۔۔

اچھا چلو گھر چل کر بات کرتے ھیں۔۔۔۔۔

نہیں جانا مجھے گھر۔۔۔

میرے بچے کے پاس لے چلو مجھے۔۔۔۔۔

وہ مار دیگا میرے بچے کو۔۔۔۔۔

میں تمھارے آگے ہاتھ جوڑتی ھوں علی بچالو میرے بچے کو۔۔۔۔۔

خدا کا واسطہ ھے علی میرے بچے کو بچالو۔۔۔۔۔

علی پریشان ھو گیا کہ کون لے گیا زیان کو؟؟؟؟؟؟

بتاؤ تو سہی کون لے گیا ھے زیان کو؟؟؟

بابو لے گیا زیان کو بچالو اسے وہ مار ڈالے گا میرے بچے کو۔۔۔

میں پاؤں پڑتی ھوں تمھارے وہ اسے قدموں میں بیٹھ گئ۔۔۔

علی نے اسے اٹھایا اپنے قدموں سے۔۔۔۔۔

اچھا اٹھو بتاؤ مجھے ھوا کیا ھے؟؟؟؟؟؟؟

علی نے بڑی مشکل سے اسے گاڑی میں بٹھایا۔۔۔

اور پانی کی بوتل اسکی طرف بڑھائ۔۔۔

لو پانی پیو اور آرام سے بتاؤ کیا ھوا؟؟؟؟؟

اس نے پانی کا ایک گھونٹ ناپیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور ہچکیاں لیتی ھوئ بولی۔۔۔

بابو لے گیا میرے بچے کو وہ کہتا ھے وہ اسکا باپ ھے۔۔۔

جھوٹ بولتا ھے وہ اسکا باپ نہیں ھے۔۔۔۔۔

علی کو کچھ سمجھ نا آیا وہ کہہ کیا رہی ھے؟؟؟؟

کون بابو؟؟؟

کہاں سے آیا وہ اور زیان کا باپ ھونے کی بات کیوں کر رہا ھے؟؟؟؟؟؟؟؟؟

مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی سہی سے بتاؤ میں ضرور تمھاری مدد کرونگا۔۔۔۔

اس نے روتی بلکتی ھوئی رتابہ کو بے بسی سے دیکھ کر کہا۔۔۔

میں سب جانتا ھوں تمھارے بارے میں مجھے نرگس آنٹی نے بتایا تھا۔۔۔۔۔۔

اعتبار کر سکتی ھو تم مجھ پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ علی نے بڑی نرمی اور محبت سے اپنے الفاظ کی ادائیگی کی۔۔۔

رتابہ اپنی خالی جھولی میں نظریں جمائے بولی۔۔۔

بابو گوپال ماما کا داماد تھا۔۔۔

شروع سے ہی اسکی بری نظر تھی مجھ پر۔۔۔۔

اس سے مجھے بچانے کی خاطر ماما نے مجھے خود سے دور کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ الٹے سیدھے الزام لگانے اور دھمکانے لگ گیا تھا ماما کو۔۔۔

اب اسے میرے بچے کا اس گھر کا میری ساری زندگی کا علم کیسے ھوا میں نہیں جانتی۔۔۔

مجھے نہیں پتہ وہ کیسے یہاں تک پہنچا اور اسے کس نے بتایا کہ زیان۔۔۔۔۔۔۔۔

آگے رتابہ کی ھمت ہی نا ھوئی بولنے کی۔۔۔

وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رونے لگی۔۔۔۔

لیکن وہ زیان کو لیکر کیسے گیا؟؟؟؟؟؟؟؟

وہ میرا پیچھا کرتے ھوئے گھر تک آیا اور گلی میں شور شرابہ کرنے لگا تھا۔۔۔۔۔

عضد اسے اندر لے آیا۔۔۔۔

اور مجھ سے زیان کو چھین کر بابو کے حوالے کر دیا۔۔۔

کیونکہ بابو ثبوت دینے کو تیار ھے کہ زیان اسکا ہی بچہ ھے۔۔۔۔

عضد نے اسکی باتوں پر یقین کر لیا ھے۔۔۔۔۔۔۔

لیکن میں اللہ کی قسم کھا کر کہتی ھوں بابو کا بچہ نہیں ھے وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بابو کی ھوا سے بھی مجھے اللہ رب العزت نے اور گوپال ماما نے دور رکھا۔۔۔۔۔۔

وہ رو رو کر علی کو یقین دلا رہی تھی کہ بابو اسکے بچے کا باپ نہیں۔۔۔۔۔۔۔

علی نے غصے سے پنچ اسٹیرنگ پر مارا۔۔۔۔

لیکن عضد یہ بے وقوفی کیسے کر سکتا ھے؟؟؟؟

ھوگا۔۔۔ورنہ اتنا بڑا قدم عضد صرف بابو کے strong reason ضرور کوئی نا کوئی بہکاوے میں آکر نہیں اٹھا سکتا۔۔۔

کہیں نا کہیں اور بھی لوگ ھوں گے۔۔۔۔۔ جنہوں نے تمھارے حالاتِ زندگی پر نظر رکھی ھوئی ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

خیر تم فکر نا کرو میں کچھ کرتا ھوں۔۔۔۔

ابھی گھر چلو۔۔۔۔

نہیں مجھے اب اس گھر میں نہیں جانا۔۔۔۔۔

علی کے لہجے میں جہاں بھر کی حیرت تھی۔۔۔۔

کیوں نہیں جانا۔۔۔۔

وہ اپنے چہرے کا رخ پھیر کر بولی بس نہیں جانا۔۔۔

آپ مجھے کہیں بھی لے جائیں کسی یتیم خانے میں کسی ٹرسٹ میں لیکن گھر کا نا کہیں۔۔۔۔۔

اسکی بے بسی اسکی لاچارگی اسکی سسکیوں سے اٹ اٹ کر باہر آ رہی تھی۔۔۔۔

میرا کوئی گھر نہیں۔۔۔۔

اس کے آخری الفاظ اتنے کربناک تھے کہ علی کی آنکھیں بھی نم ھو گئیں۔۔۔۔۔

اسکا ایک ایک لفظ بین کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ھمارے ھوتے ھوئے تم کسی ٹرسٹ کا کسی یتیم خانے کا حصہ نہیں بن سکتی۔۔۔۔

تم چلو ساتھ میں عضد سے بات کرتا ھوں زیان کو لے آئیں گے ھم۔۔۔

مجھے گھر نہیں جانا۔۔۔مجھے میرے بچے کے پاس لے جاؤ۔۔۔

خدا کا واسطہ ھے میرے بچے کا پتہ کر دو۔۔۔

میں چلی جاؤنگی اپنے بچے کو لیکر کہیں دور۔۔۔۔۔۔۔

زیان بھی مل جائے گا تم فکر نا کرو۔۔۔۔۔

میں ساتھ ھوں تمھارے۔۔۔۔۔

آپ نہیں جانتے بابو کتنا ظالم انسان ھے مار دیگا وہ میرے بچے کو۔۔۔۔۔

اچھا تم رونا تو بند کرو۔۔۔

بابو اسکو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ جانتا ھے کہ تم تک پہنچنے کا راستہ صرف زیان ھے۔۔۔۔

بس تم کچھ حوصلہ کرو میں کچھ کرتا ھوں۔۔۔

وہ گاڑی گھر کی طرف لانے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو رتابہ نے اسے پھر کہا وہ گھر نہیں جائیگی۔۔۔۔

رتابہ تم پاگل تو نہیں ھو گئی۔۔۔۔

کہاں جاؤ گی پھر۔۔۔

آخر کو گھر تو تمھارا وہی ھے نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں نہیں نہیں۔۔۔۔

وہ بچوں کیطرح نا میں سر ہلا کر بولی وہ گھر نہیں جائے گی۔۔۔۔۔

اچھا تو پھر بولو کہاں لے جاؤں تمھیں؟؟؟

کوئی اور ٹھکانا ھے تمھارا؟؟؟؟

وہ بے بسی سے اپنے ھونٹ کاٹنے لگی۔۔۔

کہ خدا کی اتنی بڑی دنیا میں اسکے لی ئے کوئی جگہ نا تھی۔۔۔۔

اور وہ اسوقت نمل کے پاس لاھور بھی نہیں جا سکتی تھی۔۔۔۔

نرگس جو اسکی سب سے بڑی ڈھال تھی وہ بھی یہاں نہیں تھی۔۔۔۔

علی نے گاڑی گھر کے راستے سے واپس لی اور سیدھا رتابہ کو اپنی ماں کے پاس لے آیا۔۔۔۔۔

راستے رتابہ کو علی نے اپنے بارے میں سب کچھ بتایا۔۔۔۔

اسکا سب سن کر رتابہ مذید دکھی ھو گئی کہ وہ انکو کتنا خوشحال سمجھتی تھی۔۔۔

لیکن ہر اک انسان کی زندگی میں کوئی نا کوئی دردناک کہانی ضرور ھوتی ھے۔۔۔۔

زندگی جنت کسی کی بھی نہیں ھوتی۔۔۔

رتابہ نے علی کو منع کیا کہ وہ اسکے بارے میں کچھ نا بتائے اپنی ماں کو۔۔۔۔۔

علی نے بڑے پیار سے سر ہلا کر اسے مطمئن کیا۔۔۔

راستے میں علی نے گاڑی شاپنگ مال کے باہر روکی۔۔۔

اور رتابہ کے ننگے پیروں میں جوتے ڈالنے کیلئے اترا۔۔۔

تین چار سائز کے جوتے گاڑی میں لایا کہ اسے ننگے پاؤں مال میں نہیں لے جا سکتا تھا۔۔۔

رتابہ کو ایک جوڑی فٹ آئی تو پھر اسے اتار کر وہ مال کے اندر لے گیا کہ وہ وہاں اپنا حلیہ کچھ ٹھیک کر سکے۔۔۔۔

علی کے پاس اپارٹمنٹ بھی تھا جو اس نے دو دن پہلے لیا تھا مایا اور اپنے لیے۔۔۔

لیکن وہ اسے اکیلا وہاں نہیں لے جا سکتا تھا کہ وہ پہلے ہی اتنی خوفزدہ تھی ایسے میں وہ اسے تنہا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔۔

نا اسکے ساتھ وہ اپارٹمنٹ میں اکیلا رہ سکتا تھا۔۔۔

عضد کی موجودگی میں اپنی بہن کیساتھ وہ گراؤنڈ پورشن پر رہتا تھا وہ ایک الگ بات تھی۔۔

لیکن اکیلے اسکے ساتھ رہنا علی کو خود مناسب نا لگا۔۔۔

اور نا ہی رتابہ رہ سکتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گھر اسکا قریب آن پہنچا تھا۔۔۔

سنو۔۔۔

تمھیں بابو کا کوئی ایڈریس معلوم ھے ؟؟؟؟؟

رتابہ نے نا میں سر ہلایا۔۔۔۔

گوپال کا؟؟؟؟

اس نے پھر نا میں سر ہلایا۔۔۔۔

اوہ شٹ یار۔۔۔۔

تمھیں کچھ معلوم بھی نہیں علاقے کا نام معلوم ھے ؟؟؟؟

جی۔۔ نار تھ کراچی۔۔۔۔۔

ھممم ٹھیک ھے۔۔۔۔ علی لہجے میں سنجیدگی سمو کر بولا۔۔۔

لو آگیا میرا گھر۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے گردن گھما کر گھر کیطرف دیکھا۔۔۔

اچھی خاصی بڑی حویلی تھی وہ۔۔۔۔۔۔۔۔

علی کی گاڑی اندر داخل ھوئی۔۔۔۔۔

سب گاڈز نے ایک ساتھ کھڑے ھو کر علی کو سلام کیا۔۔۔

علی ان سب کو مسکراتا ھوا جواب دیکر رتابہ کو لیے اندر آیا۔۔۔۔۔

اسکی ماں سامنے ہی نماز پڑھ رہی تھی۔۔۔۔

سلام پھیرتے ہی وہ علی کو دیکھ کر پھولے نا سمائی۔۔۔۔۔

میرا بچہ میرا لعل۔۔۔

ماں صدقے۔۔۔

اس نے اٹھ کر علی کا ماتھا چوما۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ انکے چہرے کو دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔۔۔

اتنا پر نور چہرہ جیسے کوئی بزرگ ھستی ھو۔۔۔۔۔

رتابہ نے انکو سلام کیا۔۔۔۔

علی نے رتابہ کا تعارف کروایا۔۔۔۔

ماں جی یہ عضد شاہ کی بیوی ھے۔۔۔۔۔۔

وہ کسی کام سے لندن گیا ھے مایا بھی ساتھ ہی ھے۔۔۔

یہ اکیلی تھی گھر میں اسے یہاں لے آیا۔۔۔۔۔۔

علی کی ماں (سبحانہ) نے رتابہ کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھا آؤ بیٹا آؤ۔۔۔۔۔۔

اسے اپنا ہی گھر سمجھو۔۔۔۔

عضد میرے بیٹوں جیسا ھے۔۔۔۔

علی کھڑے کھڑے واپس لوٹنا چاھتا تھا۔۔۔۔

امی میں کچھ دنوں میں اسے لے جاؤنگا یہاں سے۔۔۔آپ نے اسکا بہت خیال رکھنا ھے۔۔۔۔

سبحانہ نے گھر کے سارے افراد کو آواز دیکر بلوایا۔۔۔۔

علی نے جاتے ھوئے رتابہ کے سر پر ہاتھ رکھا تو اسکی آنکھیں پھر سے چھلک پڑیں۔۔۔۔

بھائی ھوں تمھارا فکر نا کرو سب بہتر ھوگا۔۔۔۔۔

علی کافی دیر سے گھر لوٹا۔۔۔۔

آگے آیا تو عضد اپنے کمرے میں زندہ لاش کیطرح پڑا ھوا تھا۔۔۔۔

کمرے کی ہر چیز بکھری ھوئی تھی۔۔۔۔۔۔

علی اسکے پاس آکر کھڑا ھوا۔۔۔۔۔

عضد۔۔۔۔

عضد بلکل بہرہ سا ھو گیا تھا۔۔۔

عضد۔۔۔۔۔ علی نے گہری آواز سے اسے پکارا۔۔۔

وہ اٹھ کر بیٹھا۔۔۔

رتابہ کہاں ھے؟؟؟؟

نہیں آئی وہ۔۔۔۔

تو کہاں گئی پھر۔۔۔

میں اسے امی کے پاس چھوڑ آیا ھوں۔۔۔

بہت جذباتی اور غصے کی کیفیت میں تھی وہ۔۔۔

زبردستی گھر نہیں لا سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک دو دن میں لے آؤنگا۔۔۔۔۔

لیکن مجھے تم بتاؤ۔۔۔۔۔

کیا ھوا ھے یہ سب؟؟؟؟

زیان کو تم نے بابو کے حوالے کیوں کیا؟؟؟؟

عضد کی آواز آنسوؤں سے بوجھل تھی۔۔۔ جسکا بچہ تھا وہ لے گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم کیسے یقین سے کہہ سکتے ھو کہ وہ بابو کا ہی بچہ تھا؟؟؟؟؟

میں نہیں بتا سکتا۔۔۔عضد نے آنکھیں چراتے ہوئے کہا۔۔۔۔

نرگس آنٹی نمل اور جازب کو کیا جواب دو گے؟؟؟؟

یہی کہ نہیں بتا سکتے۔۔۔۔۔

یار نہیں بتانا چاھتا میں کچھ بھی۔۔۔۔۔۔

تم جانتے ھو جسکے حوالے تم نے زیان کو کیا ھے وہ کون ھے؟؟؟

گلی پھرنے پھرنے والا آوارہ انسان ھے وہ۔۔۔۔۔

یار مجھے تو حیرت ھوتی ھے تم پر۔۔۔۔۔

چار سال تم رتابہ کے ساتھ رھے تمھیں اتنا بھی اندازہ نہیں ھوا کہ وہ معصوم بھی ھو سکتی ھے؟؟؟؟؟؟؟؟؟

عضد نے اندرونی کرب سے اپنی مٹھیاں بھینچی تو اسکے اعصاب تن گئے۔۔۔۔۔۔۔

میں بھی یہی سمجھتا تھا۔۔۔۔۔۔

لیکن میں نہیں ڈسکس کرنا چاھتا اسے تم سے یا کسی سے بھی۔۔۔۔۔

تمھیں کس نے کہا وہ گنہگار ھے؟؟؟؟؟؟

بابو نے؟؟؟؟

جس نے بھی کہا تم رہنے دو اس بات کو۔۔۔۔

علی نے اپنے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈال کر پوچھا۔۔۔۔۔۔

زیان کو کہاں لیکر گیا ھے بابو؟؟؟؟؟؟؟؟

مجھے نہیں معلوم عضد نے سادہ لہجے میں جواب دیا۔۔۔۔

اگر اس نے اس معصوم کو جان سے مار دیا تو؟؟؟؟؟

کوئی باپ اپنے بچے کو جان سے نہیں مار سکتا۔۔۔۔۔

علی نے بہت کوشش کی کہ عضد اسے کچھ بتائے لیکن عضد نے اسے مایوس ہی لوٹایا۔۔۔

زیان کو تو میں ڈھونڈ لونگا۔۔۔۔۔۔

اور یہ ثبوت بھی تمھیں اب میں پیش کرونگا کہ وہ بابو کا بچہ نہیں ھے۔۔۔۔۔

لیکن تم اتنا سوچ لینا اگر زیان کو کچھ ھوا تو رتابہ ماں تمھارے بچے کی بھی بننے والی ھے۔۔۔۔۔

اور تو اور نرگس آنٹی کی جان ھے اس بچے میں۔۔۔۔

تم اسکے ماضی کے جوش میں اتنے ھوش کھو بیٹھے کہ پیچھے مڑ کر دیکھا تک نہیں کہ آگے ھوگا کیا؟؟؟؟؟؟؟؟

علی نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی حالت کافی قابل رحم تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

علی اسے کہے بنا نا رہ سکا۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ کے بغیر تم رہ نہیں سکتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اسے اپنے ساتھ رکھنے کا ڈھنگ بھی تمھیں نہیں آتا۔۔۔۔۔

تم اتنے کمزور مرد ھو میں نے کبھی نہیں سوچا تھا۔۔۔۔۔۔۔

علی بڑے افسوس سے کہہ کر مذید نا رکا چلا گیا اسکے کمرے سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر مایا کے کمرے میں آکر اسے ساری حقیقت پتہ چلی کہ ھوا کیا تھا۔۔۔۔

یہ سب سن کر وہ پریشان ھو گیا تھا کہ بابو یہاں تک آیا کیسے ؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

مایا بندیا کا نام حذف کر گئی تھی۔۔۔۔۔

اور رتابہ کے تمام حالات کا بابو کو کیسے علم ھوا؟؟؟؟

کون تھا اس سب کے پیچھے ؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

علی اپنی سوچوں میں گم اپنے بستر پر آکر لیٹا۔۔۔۔۔۔

اور سوچتا رہا کہ زیان تک کیسے پہنچا جائے ؟؟؟

اس سے صبر نا ھوااس نے نرگس آنٹی کو کال کی۔۔۔

صبح ئ کی فلائیٹ تھی۔۔۔

اسکی حالت جانے والی نہیں تھی۔۔۔۔۔۔۔

اس نے نرگس کو عضد کے ایکسیڈینٹ کا کہا کہ ہلکی سی چوٹ آئ ھے وہ نہیں آ سکتا۔۔۔۔

نرگس عضد کا سن کر کافی پریشان ھوئ تھی۔۔۔۔

علی نے انکو کال کرنے سے منع کیا کہ وہ آرام کر رہا ھے۔۔۔۔۔

صبح سوئم تھا اسکی بھابھی کا وہ سوئم پورا کر کے ایمرجنسی فلائیٹ کے ذریعے کراچی پہنچی۔۔۔۔۔۔

علی پولیس کو بھی انفارم نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔

کہ بات رتابہ اور اسکے بچے کی تھی۔۔۔۔۔۔

رتابہ سو بار اسے فون کر کے زیان کا پوچھ چکی تھی۔۔۔۔۔

عصر کی اذان کیساتھ ہی نرگس کراچی ائیرپورٹ پر تھی۔۔۔۔۔

علی ہی اس کو ریسیو کرنے آیا اور ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔۔۔۔۔

اور اپنے جھوٹ بولنے پر معذرت کی۔۔۔۔۔

زیان کا سن کر شدت جذبات سے نرگس کا کلیجہ منہ کو آ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

وہ سر پیٹ کر رہ گئی کہ یہ عضد نے کیا کیا تھا؟؟

گھر آتے ہی نرگس اسکے کمرے میں گئی۔۔۔

وہ آفس نہیں گیا تھا۔۔۔۔

بلکہ سگریٹ کے گہرے گہرے کش لگاتا صوفے پر نیم دراز تھا۔۔۔۔۔

نرگس کی طرف اسکی پیٹھ تھی۔۔۔۔۔۔۔

اندر آتے ہی نرگس کو اچانک سامنے دیکھ کر اس نے سگریٹ ایش ٹرے میں پھینکا۔۔۔

امی آپ۔۔۔

نرگس نے عضد کے منہ پر طمانچوں کی برسات کر دی۔۔۔۔

وہ بوکھلا کر رہ گیا۔۔۔۔

کیا ھوا ھے امی۔۔۔۔

اس نے نرگس کے ہاتھ پکڑے۔۔۔۔

کیا کیا ھے تم رتابہ کیسا تھ ؟؟؟

کہاں ھے میرا بچہ زیان؟؟؟؟؟؟

نرگس اسے گریبان سے پکڑ کر جھنجوڑ جھنجھوڑ کر پوچھ رہی تھی۔۔۔۔

بتاؤ مجھے کہاں ھے زیان؟؟؟؟؟

وہ بمشکل نرگس کی طرف دیکھ کر بولا۔۔۔۔۔

جسکا بچہ تھا وہ لے گیا ھے اسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں ھے وہ بابو کا بچہ۔۔۔

امی اسی کا ھے وہ بچہ جو کچھ اس نے مجھے بتایا ھے اور لوگوں نے جہاں آپکی لاڈلی رہ کر آئی ھے اور جنکے ساتھ رہی ھے ان سے پوچھی ھے ساری حقیقت۔۔۔۔

اسکا ظاہری سراپا کچھ اور ھے امی اور باطن کچھ اور۔۔۔۔۔۔

نرگس کو بہت بڑا دھچکا لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی اتنی کاوشوں کے بعد وہ دونوں ایک ھونے جا رھے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ھوا تھا ایسا انکے بیچ۔۔۔

کس کی باتوں پر عضد ایمان کے آیا تھا۔۔۔۔

اور زیان۔۔۔۔

زیان کو تو اس نے اپنے سینے لگا کر پالا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ کیسے جدا ھو سکتی تھی اس سے۔۔۔۔

اور نمل۔۔۔

نمل کی تو وہ زندگی کی امید اسکا سہارا بن چکا تھا۔۔۔۔

یہ کیا کیا عضد تم نے کیا کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے زیان چاھیے کسی بھی قیمت پر اسے لے کر آؤ گے اب تمہی۔۔۔۔

رتابہ کا ماضی کیا تھا مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔۔۔۔۔

مجھے میرا بچہ چاھیے۔۔۔۔

جانتے ھو زیان نمل کی زندگی ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمھارا بھائی باپ نہیں بن سکتا تا حیات اس نے زیان کو اپنا بیٹا تسلیم کر لیا تھا۔۔۔

عضد تم سب کچھ پل بھر میں سب تباہ کر دیا۔۔۔۔

تمھارے ہاتھ ذرا نہیں کپکپائے اس معصوم کو ماں سے چھینتے ھوئے۔۔۔۔۔۔۔

نرگس بہت زیادہ رو رہی تھی۔۔۔۔

میں تمھیں اپنا دودھ نہیں بخشو نگی۔۔۔۔۔

مجھے میرا بچہ میرا زیان اور میری بھولا کر دو۔۔۔۔۔۔۔

اس نے بلکتی ھوئی نرگس کو تھام کر بیڈ پر بٹھایا۔۔۔

امی آپ نہیں جانتی بابو کو۔۔۔

اس نے عدالت تک کی دھمکی دی ھے کہ وہ کیس کر دیگا ھم پر اگر میں نے اسے اسکا بچہ نا دیا تو۔۔۔۔۔

نرگس اپنا سر پکڑ کر رہ گئی۔۔۔

اس نے تمھیں ڈرایا اور تم اسکی گیدڑ بھگتیوں سے ڈر گئے۔۔۔۔

امی بچہ نہیں ھوں میں کہ کوئی میری انگلی تھام کر مجھے جس راہ پر چاھے گا لے چلے گا۔۔۔۔

میں نے پہلے ہر بات کی تصدیق کی ھے تب اسکے حوالے بچہ کیا ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیا تم نے؟؟؟ Dna test اچھا

لاؤ مجھے دکھاؤ کہاں ھے تمھارا تصدیق نامہ۔۔۔۔۔۔۔۔

نرگس آج اسے بخشنے کو تیار نا تھی۔۔۔

عضد غصے سے پاگل ھوتی ماں کو دیکھنے لگا جسے رتابہ کے بچے کا دکھ تھا لیکن وہ اپنے بچے کو سننے کو تیار ہی نا تھی۔۔۔۔

مجھے میرا بچہ لا کر دو۔۔۔۔۔

ورنہ میری نظروں سے دور ھو جاؤ۔۔۔۔۔

میں تمھارا منہ بھی نہیں دیکھو نگی۔۔۔۔۔

مجھے تو حیرت ھو رہی ھے میں نے ایسی پرورش تو نہیں کی تھی تمھاری۔۔۔۔

یہ شک یہ ظلم یہ زیادتیاں یہ سب کہاں سے سیکھ لیا تم نے۔۔۔۔

عضد مجھے اس قدر تم دکھی کرو گے میں نہیں جانتی تھی۔۔۔

محبت ھو جس سے تو پھر اسکی برائیاں نہیں دیکھی جاتیں۔۔۔۔

تم اپنی ذات سے محبت کرتے ھو بس۔۔۔۔۔۔

تمھیں اپنی پاکیزگی دکھائی دیتی ھے صرف۔۔۔۔

اتنے پاکیزہ نا بنو کہ تمھارے قابل میں بھی نا رھوں۔۔۔۔۔

وہ بچی بھی اسی رب کی بندی ھے جسکے تم ھو۔۔۔۔

اگر یہ سب میرے ساتھ ھوتا کیا تم مجھے بھی اٹھا کر گھر سے باہر پھینک دیتے۔۔۔۔۔۔

عضد کی روح تک تڑپ گئی۔۔۔

ایسا تو نا کہیں امی۔۔۔۔۔

کیوں نا کہوں میں ایسا۔۔۔۔۔

میرے ساتھ بھی تمھارے ساتھ بھی کسی کے ساتھ بھی یہ سب ھو سکتا ھے نا۔۔۔۔۔

ذرا خوف خدا نہیں تمھارے اندر باپ بننے والے ھوا گر بیٹی کے باپ بن گئے تو ایسا نا ھو تمھارے ظلم کا ازالہ۔۔۔۔۔۔آ گے نرگس کی زبان بند ھو گئ۔۔۔۔

لیکن عضد کی روح تک کانپ کر رہ گئ۔۔۔۔۔۔

نرگس کی حالت کے پیش سبب اسے بندیا سے رابطہ کرنا پڑا۔۔۔۔

لیکن بندیا نے صاف انکار کر دیا کہ وہ نہیں جانتی بابواب کہاں ھوتا ھے۔۔۔۔۔۔۔

عضد کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے۔۔۔

ایک طرف رتابہ تھی جو اسے چھوڑ کر جا چکی تھی۔۔۔

اور ایک طرف نرگس جو زیان کے ملے بغیر اسے کسی صورت چھوڑنے کو تیار نا تھی۔۔۔۔۔۔۔

عضد نے شاہ جی سے رابطہ کیا۔۔۔۔

اور اسے اپنے آفس بلایا۔۔۔۔۔

شاہ جی اس سے دو گھنٹے کا وقت لیا۔۔۔۔۔

اور جب وہ اسکے آفس پہنچا تو وہاں سے جاتے ھوئے بندیا کو دیکھا۔۔۔۔۔

کافی حیران ھواوہ کہ بندیا یہاں کیا کر رہی تھی۔۔۔۔

گاڑی کی چابی انگلی میں گھماتا وہ عضد کے آفس میں داخل ھوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سلام دعا ھوئی دونوں کے بیچ تو شاہ جی نے سب سے پہلے اس سے بندیا کا پوچھا۔۔۔

یارا ابھی تمھارے آفس سے اک لڑکی کو جاتے ھوئے دیکھا ھے۔۔۔۔

جانتے ھو اسے کون ھے وہ؟؟؟؟

کون سی لڑکی۔۔۔۔

بندیا نام ھے اسکا۔۔۔۔۔

نہیں پر سنلی تو نہیں جانتا جاب کیلیے آئی تھی۔۔۔

عضد نے یہاں جھوٹ بولا کیونکہ وہ نہیں چاھتا تھا رتابہ کی ساری سچائی کسی اور کے سامنے کھلے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چاھے وہ اسکا سگا بھائی ہی کیوں نا ھو۔۔۔

شاہ جی پانی پیتے ھوئے بولا۔۔۔

دے دے یارا اسے جاب مجبور اور حالات کی ماری لڑکی ھے۔۔۔۔

اچھاااا تم کیسے جانتے ھو اسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عصد نے اپنا رویہ بظاہر نارمل رکھا۔۔۔۔

بس یار اتنا ہی جانتا ھوں بیچاری کیسا تھ باپ اور شوہر نے ملکر دھوکہ کیا وہ بھی ایک لڑکی کی خاطر۔۔۔۔۔

شاہ جی کی بات سن کر عضد کے کان کھڑے ھو گ ئے۔۔۔

کہ ایک اور گواہ اسے رتابہ کے خلاف ملا تھا۔۔۔

وہ کس کس کو جھٹلاتا۔۔۔

تم جانتے ھو اسکے باپ اور شوہر کو؟؟؟؟؟

نہیں میں بس اس سے ایک بار ملا تھا وہ بھی کچھ ماہ پہلے۔۔۔

خیر چھوڑو یہ بتاؤ تم کیوں پریشان ھو۔۔۔۔۔۔۔

اتنی ایمرجنسی میں کیوں بلایا ھے مجھے؟؟؟؟؟

عضد کسطرح بتاتا اسے سچائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ صرف اتنا ہی کہہ سکا کہ رتابہ کا بیٹا اسکا باپ چھین کر لے گیا ھے۔۔۔۔۔

اسے تلاش کرنا ھے کہ نرگس نے اسے اپنے بچوں کیطرح پالا تھا وہ اسکے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔۔۔۔

شاہ جی بھی سن کر کافی پریشان ھوا تھا۔۔۔

بابو کا کچھ علم نا تھا عضد کو سوا اسکے کہ وہ ھندو ھے اور اسکا نام بابو ھے۔۔۔۔۔۔

شاہ جی نے وہیں بیٹھے بیٹھے اپنے ساتھیوں کو کال کی اور بابو کو ڈھونڈنے کا کہا۔۔۔۔۔اور اسکا ظاہری حلیہ عضد کی زبانی بتایا۔۔۔۔۔

پھر اسے تسلی دیکر اٹھا کہ رات تک بابو کا پتہ چل جائے گا۔۔۔۔

اتنے بڑے شہر میں بابو کو ڈھونڈنا ناممکن تھا لیکن شاہ جی کیلئے یہ کوئی مسئلہ نہیں تھا۔۔۔۔

رتابہ اپنے بچے کیلیے اسقدر بے چین تھی کہ اسکی بھوک پیاس بلکل ختم تھی۔۔۔۔۔۔

سب کی منت سماجت پر وہ بہت ہی مشکل سے ایک دو نوالہ منہ میں ڈال تو لیتی لیکن وہ نوالہ اسکے حلق سے نیچے نا اترتا۔۔۔

اور وہ قے کرنے کیلیئے واش روم بھاگ جاتی۔۔۔

بہانا اسکے پاس پریگننینسی کا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

سبحانہ نے اسکا پل پل خیال رکھا۔۔۔۔۔۔

اسکے لاکھ انکار پر بھی وہ اسے بہت چاؤ سے جوس پلا لیتی۔۔۔۔

رات بھی وہ اسکے ساتھ سوتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہاں آکر رتابہ کو ایک پل کی بھی تنہائ میسر نا ھوئ تھی۔۔۔۔

سبحانہ سائے کیطرح رتابہ کے ساتھ تھی۔۔۔۔۔

وہ واش روم میں جا کر گھٹ گھٹ کر روتی۔۔۔۔۔

اور ساری رات بستر پر اسکی آنکھوں میں کٹ جاتی کہ نا جانے اسکے بچے کیساتھ کیسا سلوک کر رہا ھو گا بابو۔۔۔

اس نے کچھ کھایا بھی ھو گا یا نہیں۔۔۔۔

یا بھوک سے بلک بلک کر رو رہا ھو گا وہ۔۔۔۔۔۔

ایک پل بھی اسے چین نا ملا۔۔۔

اسکا لمحہ لمحہ کانٹوں پر لوٹتے ھوئے گزر رہا تھا۔۔۔۔

فجر کی اذان میں ابھی کچھ وقت باقی تھا۔۔۔۔۔

رتابہ ھمت کر کے اٹھی اور وضو بنا کر کمرے کے ایک کونے میں اپنے رب کے سامنے حاضر تھی۔۔۔۔

تہجد کے نوافل ادا کر کے اپنے آنسوؤں سے رب کو تلاشنے لگی۔۔۔۔۔

یارب العالمین کہاں ھے تو؟؟؟؟

کہاں ھے تو؟؟؟؟

سجدے میں سر رکھنے سے پہلے اسکے آنسو سجدہ ریز تھے۔۔۔۔

دیکھ اپنی اس بد بخت کی بد بختی۔۔۔۔۔۔

آ جا اب تو ہی کسی روپ میں مسیحا بن کر۔۔۔۔۔

تیرے دنیاوی خداؤں سے میں تھک چکی ھوں۔۔۔۔

تقدیر لکھنے والی تیری ہی ذات ھے نا تو پھر کیوں ان دنیاوی خداؤں کے ہاتھ میری قسمت کی تختی تھمائی۔۔۔۔۔۔جس پر ہر انسان اپنی اپنی مرضی کی کہانی میں میرے کردار کو ڈھال رہا ھے۔۔۔۔۔

یا اللہ تیری بارگاہ میں کب میری التجا پوری ھو گی؟؟؟

کیا میں اپنوں کیلے اسی طرح ترستی رھو نگی۔۔۔۔۔

جو اپنے بنے وہ بھی بیگانے ھو رھے ھیں اب۔۔۔۔۔

اور کتنا امتحان باقی ھے یا اللہ۔۔۔۔

میں اس سے زیادہ بوجھ نہیں سہہ سکتی۔۔۔۔

رحم کر دے مجھ پر بھی میرے بچے پر بھی۔۔۔۔

روتے روتے اسکی ہچکیاں بندھ گئی۔۔۔۔۔

تو وہ واش روم میں چلی گئی کہ کہیں سبحانہ نا جاگ جائے۔۔۔۔۔

فجر کی اذان میں سبحانہ اٹھی تو اسے واش روم سے سسکیوں کی آواز سنائی دی۔۔۔

اس نے دروازہ بجایا تو رتابہ جلدی سے منہ دھو کر باہر آئی۔۔۔۔

اسکی پلکیں جھکی ھوئی تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سبحانہ نے اسکا پانی اور آنسو سے تر چہرہ ہاتھوں میں لیا۔۔۔

بیٹی میں بوڑھی ضرور ھوں لیکن اندھی نہیں۔۔۔

چہرے پر بہاتے پانی اور آنکھ سے بہتے پانی میں فرق کر سکتی ھوں۔۔۔۔۔

بتاؤ کیا ھوا ھے؟؟؟

کیوں رو رہی تھی۔۔۔۔

کیا بتاتی وہ اپنی ذلت کی داستان۔۔۔۔۔۔۔

کچھ ث آنٹی وہ عضد یاد آ رھے تھے بہت۔۔۔۔

نا بیٹا نا۔۔۔

تمھارے یہ آنسو کسی کی یاد میں نہیں بہہ رھے۔۔

بلکہ انکی داستان تمھارے چہرے پر رقم ھے کہ تمھاری روح تک گاہل ھے کسی غم میں۔۔۔۔۔

رتابہ نے آنسو کے بوجھ تلے دبی پلکیں اٹھا کر سبحانہ کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جس نے اسکے بے زبان آنسوؤں کا ان کہا درد بھی جانچ لیا تھا۔۔۔۔۔

انکی نگاھیں رتابہ کی روح تک کو ٹٹول چکی تھیں۔۔۔۔۔

رتابہ کا دل چاہا وہ انکے گلے سے لگ جائے۔۔۔

اسے سبحانہ میں نرگس کا پیار بھرا چہرہ دکھائی دیا تو وہ اس سے لپٹ گئ۔۔۔۔۔

رتابہ کو سینے سے لگائے ہوئے سبحانہ کے دل سے اسکے درد کی ھوک سی اٹھنے لگی۔۔۔۔۔۔

بہت بے چین ھوگئ تھی سبحانہ اسے سینے سے لگا کر۔۔۔۔۔

پھر روتی ھوئ رتابہ کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیا۔۔۔۔۔

بیٹا کس اذیت سے گھٹ گھٹ کر جی رہی ھو چاھو تو بتا سکتی ھو۔۔۔۔۔۔۔

اس نے دوپٹے کے پلو سے ناک کا بہتا پانی صاف کیا۔۔۔۔

ابھی میں کچھ نہیں بتا سکتی آپکو۔۔۔۔۔

بس میرے حق میں دعا کریں اللہ پاک میرے لی ئے آسانی کرے۔۔۔۔

سبحانہ نے اسے زیادہ فورس نا کیا۔۔۔۔

چلو ٹھیک ھے تمھاری مرضی ھے جب دل مانا تو اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر لینا۔۔۔

لیکن یوں باتھ روم میں چھپ چھپ کر مت رونا اللہ کے آگے آنسوؤں کی جھڑی لگانا نا جانے اسے کونسا آنسو تمھارا پسند آ جائے اور تمھاری مشکل آسان ھو جائے۔۔۔۔۔

سبحانہ اسے پیار سے دلاسا دیتی ھوئی وضو بنانے چلی گئی۔۔۔۔۔

نرگس نے کھانا پینا چھوڑ رکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اور نا وہ رتابہ سے ملی تھی۔۔۔

وہ زیان کے بغیر نہیں جانا چاھتی تھی رتابہ کے سامنے۔۔۔۔

شاہ جی کو جلد ہی بابو کا پتہ چل گیا تھا۔۔۔

وہ عضد کے آفس پہنچا تو وہاں علی بھی موجود تھا۔۔۔

وہ تینوں اک ساتھ نکلے بابو کے ٹھکانے پر۔۔۔۔

بابو تک یہ خبر کسی نے پہنچا دی تھی کہ شاہ جی کے بندے اسے ڈھونڈ رھے تھے۔۔۔

وہ شاہ جی کا نام ہی سن کر اتنا خوفزدہ ھوا کہ اپنے اڈے سے ہی زیان کو گھر میں چھوڑ کر فرار ھو گیا۔۔۔۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ شاہ جی کو سچائی کا علم ھوا تو وہ اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا۔۔۔۔۔۔

شاہ جی عضد اور علی تینوں ایک ساتھ اسکے گھر پہنچے۔۔۔

گیٹ پر تالا تھا۔۔۔

شاہ جی کے ایک آدمی نے فائر سے گیٹ کا تالا توڑا۔۔۔۔

عضد ان سب سے پہلے اندر داخل ھوا۔۔۔۔۔

زیان ایک کمرے میں فرش پر بے سدھ پڑا ھوا تھا۔۔۔۔۔

عضد اس بچے کو دیکھ کر پسینے پسینے ھو گیا۔۔۔اور آگے بڑھ کر اسے گود میں لیا۔۔۔۔۔

اسکی ننھی ننھی سانسیں سست رفتاری سے چل رہی تھیں۔۔۔۔

آنسو اسکے معصوم سے چہرے پر جمے ھوئے تھے۔۔۔۔۔

اور بخار کی حدت سے وہ تک رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

آج پہلی بار عضد نے اسے گود میں لیکر اتنے قریب سے دیکھا تھا۔۔۔۔

اسے زیان کے چہرے میں اپنے بچپن کے نقوش محسوس ھوئے۔۔۔۔۔

علی اور شاہ جی بھی اندر آئے۔۔۔۔

علی نے زیان کو عضد کی گود سے لیا۔۔۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ منٹوں میں ھوسپٹل پہنچ گ ئے۔۔۔۔۔۔

بابو کو گھر میں تلاش کرتے ھوئے واش روم میں ٹنگے ٹاول سے علی نے بابو کے بالوں کا سیمپل لے لیا تھا۔۔۔۔

زیان کچھ گھنٹوں کی ٹریٹمنٹ سے کچھ بہتر ھوا تو اپنی ہراساں آنکھوں سے ٹکر ٹکر ان کے چہروں کو دیکھ کر رونے لگ گیا۔۔۔۔

پھر علی کو دیکھ کر اس نے اپنے ننھے ننھے سے ہاتھ اسکی طرف پھیلائے۔۔۔۔

تو علی نے اسکا چہرہ اسکے ہاتھ چومے۔۔۔

عضد نم ھوتی آنکھوں سے شاہ جی کے گلے سے لگا اور اسکا شکریہ ادا کیا۔۔۔۔۔

چلو اسے آنٹی کے پاس لے جاتے ھیں۔۔۔۔۔

شاہ جی نے مشورہ دیا۔۔۔۔

نہیں۔۔۔پہلے رتابہ کے پاس۔۔۔۔عضد اس بچے کو پیار سے دیکھ کر بولا۔۔۔۔۔۔

جو علی کے سینے میں منہ چھپائے اس سے اسطرح لپٹا ھوا تھا جیسے بچہ ماں سے۔۔۔

کیوں رتابہ گھر میں نہیں کیا۔۔۔شاہ جی مصنوعی حیرت سے بولا۔۔۔۔

میرے گھر میں ھے وہ۔۔۔ علی زیان کے بالوں میں پھیر کر کہنے لگا۔۔۔۔

کیا۔۔۔شاہ جی کو اب کی بار کافی حیرت ھوئی۔۔۔۔

تمھارے گھر لیکن کیوں؟؟؟

علی نے غصیلے تیوروں سے عضد کیطرف گھور کر کہا اس سے پوچھو۔۔۔۔

وہ عضد کی طرف گھوما پر جواب بلکل ندارد۔۔۔۔

شاہ جی کا رخ اب پھر سے علی کیطرف تھا۔۔۔

کب سے وہ وہاں؟؟؟؟

دو دن سے۔۔۔

اوہ اچھا۔۔۔

پہلے وہاں جاؤ گے تم۔۔۔۔

علی زیان کو اسی طرح سینے سے لگائے اٹھا۔۔۔

جی وہی جانا ھے ھم نے۔۔۔۔

اگر اعتراض نا ھو تو میں چل سکتا ھوں ساتھ ؟؟؟؟

ہاں کیوں نہیں یار بڑے بھائی جیسے ھو میرے تم نا بھی کہتے میں تمھیں تب بھی لے جاتا۔۔۔۔

اب کی بار گاڑی عضد نے ڈرائیو کی راستہ ایک دو بار علی نے گائیڈ کیا۔۔۔۔۔۔

رات کے دو بج رھے تھے۔۔۔۔۔

گاڑی سے اترتے ھوئے عضد نے احتیاط سے سوئے ھوئے زیان کو اپنی گود میں لیا۔۔۔

اس نے نیند میں ڈر کر عضد کو شرٹ سے پکڑ لیا۔۔۔ بلکل اسطرح جیسے رتابہ ڈر کر اسکے سینے سے چمٹ جاتی ھے۔۔۔۔

گھر پہنچتے ہی گاڈ نے علی کو سلام کیا۔۔۔

اور شاہ جی کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا۔۔۔

اسکی حیرت پر علی اور عضد نے بھی اسے دیکھا۔۔۔۔

شاہ جی گاڈ کو اشارہ کر کے خاموشی رہنے کو کہا۔۔۔۔۔۔

رتابہ جاگ ہی رہی تھی۔۔۔۔۔

گاڑی کی آواز سن کر وہ جلدی سے بھاگتی ھوئی باہر آئی تو اندر کیطرف آتے عضد سے ٹکرائی۔۔۔۔

عضد نے زیان کیساتھ ساتھ اسے بھی پھرتی سے سنبھالا۔۔۔۔۔

اسے چھوتے ہی عضد کی رگوں میں اسکا لمس اترنے لگا۔۔۔۔

وہ پیچھے ہٹی عضد سے۔۔۔

تو اسکی گود میں اپنا بچہ دیکھ کر دیوانوں کیطرح اس سے زیان کو لیا۔۔۔۔۔

اندھیرے میں بھی وہ ماں کو پہچان گیا تھا۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے چھلکتی آنکھوں سے اسے سو بار چوما۔۔۔

اس نے بھی ماں کو چوما۔۔۔۔

اور اپنی معصوم سی آواز سے پکارا۔۔۔۔

ماما۔۔۔۔۔

رتابہ نے اشکبار آنکھوں سے اسے دبوچ لیا اپنے ساتھ ماں صدقے میرا بچہ میری جان۔۔۔۔

علی کے ماموں بھی اٹھ چکے تھے۔۔۔۔۔۔۔

انہوں نے لاؤنج میں آکر لائٹس آن کیں۔۔۔۔۔

رتابہ نے پھر عضد کیطرف دیکھا۔۔۔

اسکے دائیں جانب شاہ جی تھا اور بائیں جانب علی۔۔۔

علی کے ماموں سکندر نے سبحانہ کو جگایا۔۔۔

وہ بھی اٹھ کر باہر آئی تو ان سب کو ایک ساتھ دیکھ کر وہ خوشی سے چہکی اور لپکتی ھوئی شاہ جی کیطرف آئی۔۔۔۔

میرا سبحان۔۔۔۔

عضد اور علی نے حیرت سے پہلے ایک دوسرے کو پھر شاہ جی اور ماں جی کو دیکھا۔۔۔

جو محبت سے ایک دوسرے سے لپٹے ھوئے تھے۔۔۔۔

علی کچھ پل سکتے میں آ گیا۔۔۔

ماں جی یہ ھے سبحان؟؟؟؟؟

سبحانہ نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

شاہ جی اسکی طرف مڑا۔۔۔

علی حیرت اور افسوس کے ملے جلے احساس سے کہنے لگا۔۔۔۔

تم جانتے تھے میں تمھارا بھائی ھوں۔۔۔

تم نے مجھے پھر بھی نہیں بتایا یار۔۔۔۔۔

علی نے پہلے زور سے اسکے سینے پر پنچ مارا پھر ایک دوسرے کی محبت میں ڈوبتے ھوئے گلے سے لگے۔۔۔۔۔

رتابہ سے زیادہ عضد حیران تھا کہ وہ شاہ جی کا بھائ تھا۔۔۔

اور اس نے خوامخواہ شک کیا علی کے کردار پر۔۔۔

جو اس وقت اسکی سب سے بڑی سپورٹ بنا تھا۔۔۔

شاہ جی اور علی دونوں نے ملکر باری باری رتابہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔۔

عضد شرمندگی کے احساس میں ڈوبتا چلا گیا۔۔۔۔۔

سکندر بھی شاہ جی سے ملا۔۔۔۔

اس نے سب کو بیٹھنے کیلئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن وہ جلدی میں تھے جانا چاھتے تھے نرگس کے پاس۔۔۔۔

رتابہ زیان کو لیے ماں جی کے کمرے میں چلی گئ۔۔۔۔۔

علی اسکے پیچھے آیا۔۔۔

چلو رتابہ گھر چلتے ھیں نرگس آنٹی بہت بے چینی سے تمھاری منتظر ھیں۔۔۔۔

مجھے نہیں جانا۔۔۔اسکے انکار پر وہ پھر ایک بار بولا۔۔۔

دیکھو رتابہ عضد نے جو بھی کیا ھے یا کس کے کہنے میں آکر کیا ھے تم سامنے آؤ گی تو کھل کر بات ھو گی تبھی کسی فیصلے پر ھم پہنچ سکتے ھیں۔۔۔۔۔

مجھے نہیں جانا وہاں۔۔۔اب کی بار رتابہ کا لہجہ حتمی تھا۔۔۔۔۔

علی اسے فورس نا کر سکا۔۔۔۔

اس نے عضد کو صاف صاف کہہ دیا کہ وہ نہیں جانا چاھتی۔۔۔۔

سب کے سامنے عضد بحث نہیں کرنا چاھتا تھا۔۔۔

وہ علی کیساتھ گھر واپس آنے لگا۔۔۔۔۔۔۔

تو شاہ جی بھی انکے ساتھ جو لیا کہ اسے کچھ ضروری کام تھا۔۔۔۔

وہ ماں جی سے جلد آنے کا وعدہ کر کے گیا۔۔۔۔۔

پورے راستے عضد خاموش تھا۔۔۔۔

شاہ جی نے اور علی نے کافی کوشش کی کہ وہ ان کو کچھ بتائے پر اسکے ھونٹوں پر پڑے تالے نا کھلے انکے سامنے۔۔۔۔

البتہ آنکھوں سے آنسو بند توڑ کر باہر آ چکے تھے۔۔۔۔۔

نرگس نے زیان کے ملنے کی خبر سنی تو اسکی جان میں جان آئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے پہلی فرصت میں شکرانے کے نوافل ادا کیئے۔۔۔۔

نرگس کو فون پر شاہ جی اطلاع دے چکا تھا۔۔۔۔۔۔

نرگس بہت بے قراری سے انکا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ پہنچ گئے تھے گھر۔۔۔۔۔

مایا مزے سے سو رہی تھی اسے نہیں معلوم تھا کہ شاہ جی اس کراچی شہر کا بادشاہ تھا۔۔۔۔

بابو پاتال میں بھی ھوتا تو شاہ جی اسے نکال باہر لاتا۔۔۔۔

نرگس نے ان تینوں کو باری باری دیکھا۔۔۔۔

رتابہ اور زیان کہاں ھیں؟؟؟؟

شاہ جی نے آگے بڑھ کر نرگس کے کندھوں پر ہاتھ رکھا۔۔۔

ماں جی وہ میرے گھر میں ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں آنا چاہتی وہ۔۔۔۔۔

نرگس نے عضد کیطرف دیکھا۔۔۔

کیا سن رہی ھوں میں؟؟؟؟

ایسا کیا کہہ دیا ھے تم نے اسے؟؟؟؟؟؟؟؟

کہ وہ آنا ہی نہیں چاہتی۔۔۔۔۔

علی اور شاہ جی ایک ساتھ بولے ھم نے بھی بہت ہوچھا لیکن یہ کچھ بتا ہی نہیں رہا۔۔۔۔۔۔

نرگس عضد کے بے حد پاس آکر کھڑی ھوئی۔۔۔۔

پھر اسکے جھکے سر کو اونچا کیا۔۔۔۔۔۔۔

شرم آرہی ھے ان کے سامنے بتاتے ھوئے؟؟؟؟

سچائی تو رتابہ کی ھے نا جسے تم سزا کی سولی پر لٹکائے بیٹھے ھو۔۔۔۔۔۔۔۔

تو پھر اسکی ذات سے جڑے سچ سے تمھاری کیسی شرم؟؟؟

کیسی حیا؟؟؟؟؟

نہیں کرنا disclose شاہ جی عضد کو دیکھ کر سمجھ گیا تھا کہ وہ انکے سامنے اپنی پرابلم چاھتا۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے اجازت چاہی اور چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن علی وہاں سے نا ہلا۔۔۔

عضد نے کہا جو ھوا ھے ھمارے بیچ امی میں صبح آپکو بتا دونگا اور ان سب سے ملوا بھی دونگا۔۔۔۔

عضد کی بات سن کر علی کے کان کھٹکے۔۔۔۔

وہ پہلے سے ہی جانتا تھا کہ ان دونوں کے درمیان کوئی تیسرا ضرور تھا جس نے انکو ایک ھوتا دیکھ کر الگ کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔

پل بھر اسکا شک مایا پر گیا۔۔۔۔

لیکن مایا نے ان دنوں کوئی ایسی حرکت کوئی ایسی بات نا کی تھی جو رتابہ یا عضد کے خلاف ھوتی۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد صبح سب کے اٹھنے سے پہلے نرگس کو گھر سے لے گیا۔۔۔

دیوی بند یا اور اسکے محلے والوں سے ملکر پل بھر کیلیۓ نرگس کے پیروں تلے سے بھی زمین نکل گئی تھی۔۔۔

کہ ان سب کی زبان ایک کیسے ھو سکتی تھی۔۔۔۔

وہ سب ایک ساتھ جھوٹ کیسے بول سکتے تھے؟؟؟؟؟

پھر عضد نے شاہ جی سے بھی پچھوایا کہ وہ بندیا کے بارے میں کیا کہہ رہا تھا۔۔۔

نرگس شاہ جی سے بھی یہ سب سن کر بیحد پریشان ھوگئ تھی۔۔۔۔

گھر آکر وہ خاموشی سے اپنے بستر پر لیٹی۔۔۔۔

دیوی کی سینہ کوبی۔۔۔ بندیا کا رونا۔۔۔۔

محلے والوں کی باتیں۔۔۔

سب کی آوازیں نرگس کے کانوں میں گونج رہی تھیں۔۔۔۔

لیکن یہ سب سن کر بھی نرگس کا دل رتابہ کے معصوم ھونے کی گواہی دے رہا تھا کہ جو سچائ اپنے متعلق رتابہ نے بتائ تھی نمل کی زبان پر بھی وہی حقیقت تھی ایک بات بھی اسکی جھوٹ نا نکلی تھی۔۔۔۔

عضد نرگس کے کمرے میں آکر انکے قدموں میں بیٹھا۔۔۔

امی جان۔۔۔

اب بتائیں آپ میں کیا کروں؟؟؟؟

کس کی بات پر یقین کروں۔۔۔۔

میرا قصور ان سب باتوں میں کہا ھے؟؟؟

میں شک نہیں کرتا رتابہ پر۔۔۔۔

لیکن اسکی زندگی سے جڑے جو حقائق سامنے آئے ھیں۔۔

میں انکا سامنا کیسے کروں امی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ نرگس کی گود میں سر رکھ کر سسکتا ھوا رونے لگا۔۔۔۔۔

نرگس کو اسے سمجھانا بھی تھا اور سنبھالنا بھی تھا۔۔۔

کہ جانے انجانے میں وہ اپنے آپ کو بھی سزا کی سولی پر لٹکائے ھوئے تھا۔۔۔۔۔

عضد تمھیں محبت ھے رتابہ سے؟؟؟؟؟؟؟

اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

کیسی محبت ھے؟؟؟؟

ایسی محبت امی کہ یہ سچ جان کر بھی میں اسے خود سے دور نہیں کر سکتا۔۔۔۔

وہ بیشک مجھے قبول نا کرے اب۔۔۔۔۔۔۔

لیکن میرے سامنے میرے نام سے تو منسوب رھے نا اتنا ہی کافی ھے۔۔۔۔

عضد یہ محبت نہیں ھے خود غرضی ھے۔۔۔۔۔۔

جانتے ھو محبت میں ذاتی آزادی کو طلب کرنا شرک ھے۔۔۔۔

بیک وقت انسان دو افراد سے محبت نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔

اس نے سوالیہ نظروں سے ماں کو دیکھا۔۔۔۔

کہ دوسری محبت کہاں سے آگئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نرگس نے بڑے تحمل سے اسکی سوالیہ نظروں کا جواب دیا۔۔۔۔۔

تمھاری محبت دو طرفہ ھے۔۔۔۔۔۔۔رتابہ کے ساتھ ساتھ اپنی ذات کو بھی چاھتے ھو تم۔۔۔۔

اور اسطرح کی محبت ایک طرح کی غلامی ھوتی ھے۔۔۔۔۔

کیا تم ساری زندگی اسے اپنا غلام بنا کر رکھنا چاھتے ھو۔۔۔۔

اس نے ناں میں سر ہلایا۔۔۔۔

عضد مجھے تمھاری محبت آج تک سمجھ ہی نہیں آئی۔۔۔۔

کیسا چاھتے ھو تم اسے۔۔۔۔

مانا تمھاری زندگی بہت پاکیزہ گزری ھے۔۔۔اسمیں تمھارا کوئی کمال نہیں۔۔۔۔۔۔

یہ اس رب کی عطا ھے کہ تم کچھ خطاؤں سے پاک ھو۔۔۔۔۔

لیکن بیوی کے معاملے میں تم بہت بڑے خطا کار اور گنہگار ھو۔۔۔۔

اللہ نے لعنت قرار دی ھے اس شخص پر جو اپنی بیوی کے حق میں ظلم کرے اور کوتائی سے کام لے۔۔۔۔۔

تمھارے ایک ایک عمل کی پوچھ گچھ ھو گی روز محشر۔۔۔۔۔

کیوں اس معصوم اور لاوارث بچی کی آہ لیتے ھو۔۔۔۔۔۔

خدا کے غضب سے ڈرو اسکی پکڑ بہت سخت ھے میرے بچے۔۔۔۔۔

قرآن اٹھا کر دیکھو کئ مقامات پر اللہ نے میاں بیوی کے حقوق پر بہت زور دیا ھے۔۔۔۔

نرگس نے سورۃ النساء کی آیت نمبر 19 تلاوت کی۔۔۔۔۔۔۔

ترجمہ۔۔۔۔اور ان عورتوں کیساتھ خوبی سے گزارا کرو، اور اگر وہ تم کو ناپسند ھوں تو ممکن ھے کہ ایک شے کو تم ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اسکے اندر کوئ بڑی منفعت رکھ دے۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد کے آنسو اور بھی تیز رفتاری سے بہنے لگے۔۔۔۔۔۔

بیٹا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ھے۔۔۔۔

مؤمنین میں سے کامل ترین ایمان اس شخص کا ھے جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ھے۔۔۔۔۔۔

اب اس بات کا فیصلہ تم خود کرو کہ تم کتنے کامل ایمان والے ھو۔۔۔۔اور بہتر مرد ھو اسکے حق میں؟؟؟ یا بدترین مرد؟؟؟؟

امی میں نے آج تک اسکے ساتھ کوئی بے ایمانی نہیں کی۔۔۔۔۔

اسے دھوکہ نہیں دیا۔۔۔۔۔

کبھی اس سے جھوٹ نہیں بولا۔۔۔۔

کبھی اسکی ضرورت سے نظریں نہیں چرائیں۔۔۔۔۔

اور نا ہی کبھی یہ احسان جتلایا ھے کہ میں ہی تھا جس نے اسے قبول کیا۔۔۔۔۔۔

لیکن امی میں نے یہ سب نہیں سوچا تھا کہ جس رتابہ کو میں نے قبول کیا ھے اسکا ماضی اتنا بھیانک ھو گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نرگس جانتی تھی اسکا گلہ بھی بجا تھا۔۔۔۔

جسطرح رتابہ کے خلاف سب حقائق سامنے آئے تھے اچھا خاصا انسان بھی جذبات میں آکر حد سے گزر سکتا تھا۔۔۔۔۔

اور اپنی بیوی کے ایسے معاملات دیکھ کر تو مرد غیرت کے نام پر قتل بھی کر دیتے ہیں۔۔۔۔

لیکن یہاں رتابہ کے ساتھ ساتھ عضد کے ارمانوں کا بھی قتل عام ھوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ظاہر سی بات ھے برے سے برا مرد بھی اپنے لیے نیک بیوی چاھتا ھے۔۔۔

اور عضد ان تمام برائیوں سے بری الزماں تھا جسکی لپیٹ میں اسوقت ھمارا پورا معاشرہ ھے۔۔۔۔

لیکن عضد کی زندگی کی شروعات ہی رتابہ کے ناکردہ گناہ سے ھوئی تھی۔۔۔

اور اب تو حالات ہی کچھ اور تھے۔۔۔۔۔۔

نرگس کو رتابہ اور عضد دونوں پر بہت رحم آ رہا تھا۔۔۔۔

اس نے عضد کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

عضد اللہ تعالیٰ نے اسے تمھارے نکاح میں دیکر مرد ھونے کی حیثیت سے تمھیں اسکا سربراہ مقرر کیا ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سربراہ ھونے کی حیثیت سے کتنی غفلت برتی ھے تم نے اسکے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ روہانسی لہجے میں بولا۔۔۔

امی کیا میں کسی حق کا حقدار نہیں ھوں؟؟؟؟؟

کیا شوہر ھونے کی حیثیت سے میں اتنا بھی روادار نہیں کہ وہ مجھے اپنے سچ سے آگاہ کرے۔۔۔۔۔۔

کیوں دھوکے میں رکھا ھوا ھے اس نے ھمیں۔۔۔۔۔

کیوں نہیں بتایا سب کچھ ایک بار میں ہی۔۔۔۔۔

کیوں اسکا ماضی مجھے لوگوں کی زبان سے سننا پڑا۔۔۔۔

جو کوئ بھی اسے میرے ساتھ دیکھتا ھے تو اسکے کردار پر انگلی کیوں اٹھاتا ھے ؟؟؟؟؟

امی میں اسکی طرف سب کچھ بھلا کر دل و جان سے بڑھنے کی کوشش میں تھا۔۔۔۔

لیکن نا صرف میرا دل توڑا ھے بلکہ اس نے تو میری جان ہی لے لی۔۔۔۔۔

میرے جینے کے انداز ہی بدل دیئے ھیں اس نے۔۔۔۔۔

جو میں نہیں تھا نا بننا چاھتا تھا وہ بنا دیا اس نے مجھے۔۔۔

اپنے ہی عکس سے میں خود بھی خود سے خوفزدہ ھوں اب۔۔۔۔۔

عضد کا رونا نرگس سے دیکھا نہیں جا رہا تھا وہ کیسے یقین دلاتی اسے جو یقیں اسے رتابہ پر خود تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد اگر اسکا کردار اتنا ہی برا ھوتا یا اسکے تعلقات واقعی میں شرمناک درجے تک غلط ھوتے تو تمھاری زیادتی اور زبردستی کے وقت ڈاکٹرز اسکے ان میرڈ ھونے کا ثبوت نا دیتے۔۔۔۔۔

نا اسکی وہ حالت ھوتی۔۔۔۔۔۔

نا وہ چار سال تمھاری بے اعتنائی برداشت کرتی۔۔۔۔

اگر سچ میں اسکا کردار داغدار ھوتا تو وہ کب کی تمھیں چھوڑ کر جا چکی ھوتی۔۔۔۔

بابو اور بندیا کے مطابق وہ تم سے بھی تنگ آ کر بھاگ سکتی تھی۔۔۔۔۔

لیکن اس نے ایسا کوئ قدم نہیں اٹھایا۔۔۔۔

تمھیں حال میں اس کی بدکرداری نظر آئ کہیں؟؟؟؟؟

عضد نے نا میں سر ہلایا۔۔۔

تو میرے بچے ھوش سے کام لو۔۔۔۔

جن لوگوں نے رتابہ کے کردار پر روشنی ڈال کر تمھیں اسکا ماضی دکھانے کی کوشش کی ھے۔۔۔۔

۔انکے اپنے کردار پر بھی کچھ سوچ کر دیکھو فرشتہ صفت اور مظلوم ھو سکتا ھے وہ بھی نا ھوں۔۔۔۔۔۔

یہ بھی ممکن ھے رتابہ سچی ھو اور سارے گواہ سارے ثبوت جھوٹے ھوں۔۔۔۔۔۔ تمھارے یقین کیطرح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو امی بولتی کیوں نہیں وہ؟؟؟؟؟

کیا اسے مجھ پر اعتماد نہیں۔۔۔۔۔

اس اپی کا کچھ حصہ کل شیئر کرو نگیسچی کہانی بدبخت۔۔۔۔

از قلم عرشی نور۔۔۔

کا بقیہ حصہ جو مکمل شیئر نہیں ھوا یہاں part 2 اور part 1 سیکنڈ لاسٹ اپی کے شیئر کر رہی ھوں۔۔۔۔

جھوٹ مت بولو۔۔۔

جھوٹ میں نہیں بولتا۔۔۔

تو بولتی ھے سب سے۔۔۔۔

ھم سب کو تباہ کر کے بھی تجھے سکون نہیں ملا۔۔۔

بھول گئ وہ رات۔۔۔۔

جب گوپال سے بھاگ کر آئ تھی تو۔۔۔۔۔۔کہ اب اس بوڑھے کیساتھ تیرا گزارا نہیں۔۔۔۔۔۔

اور بندیا کو میں نے تیرے کہنے پر گھر سے نکال دیا تھا۔۔۔۔

یاد کر وہ وقت جب تو نے رو رو کر مجھ سے کہا تھا کہ تو دیوی سے اسکے ظلم کا بدلہ لینا چاھتی ھے۔۔۔۔۔۔۔۔

تیرے آنسو دیکھ کر میں اندھا ھو گیا تھا اور اپنی چار دیواری سے نکال کر بندیا جیسی ستی ساوتری بیوی کو بیچ بازار میں بٹھا دیا تھا میں نے۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد کو اب پتہ چلا تھا کہ بندیا بابو کی بیوی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ عضد کی طرف پلٹا۔۔۔

غصے سے اسکا چہرہ اور آنکھیں لاوے کیطرح ابل رہی تھیں۔۔۔

وہ حقارت سے رتابہ کیطرف اشارہ کر کے بولا۔۔۔۔۔

اس لڑکی نے اپنے امید سے ھونے کی خبر سنا کر مجھ سے گھر اپنے نام لکھوالیا۔۔۔

اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے مجھے روڈ پر لا کر غائب ھو گئ۔۔۔۔۔۔

رتابہ روتے ہوئے چیخی۔۔۔۔

جھوٹ مت بولو۔۔۔۔۔

وہ عضد کو لاچارگی سے دیکھ کر بولی۔۔۔۔

عضد یہ سب جھوٹ بول رہا ھے۔۔۔۔۔۔۔۔

ایسا کچھ بھی نہیں ھوا تھا عضد یقین کرو میرا۔۔۔۔

عضد کیسے یقین کرتا وہ تو خود یہ سب جان کر اپنی جان عذاب میں ڈالے ھوئے تھا۔۔۔کہ اسکے ساتھ ھوا کیا ھے؟؟؟؟ کیا رتابہ اسے بھی دھوکہ دے رہی تھی؟؟؟؟؟؟

بس بکواس بند کر اب اپنی۔۔۔

اور شکر کر صرف اپنا بچہ لینے آیا ھوں۔۔۔

اپنی زندگی کی تباہی کا بدلہ چکانے پر آیا تو۔۔تو جینے کے قابل نہیں رھے گی۔۔۔۔

تو کیا سمجھتی تھی تیری حقیقت کبھی سامنے نہیں آئے گی۔۔۔

اور تو سب کی آنکھوں میں دھول جھونک کر کامیاب ھوتی رھے گی۔۔۔۔۔۔۔۔

میرا گھر برباد کر کے بندیا کو تباہ کر کے تو کب تک آباد رہ سکتی ھے؟؟؟؟؟؟؟؟؟

ذرا سا بھی ڈر خوف نہیں تیرے اندر۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے میرا بچہ واپس دے دے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد نے رتابہ سے زیان کو لینا چاہا۔۔۔۔۔

تو اس نے عضد کے ہاتھ جھٹکے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ دے دو اسکا بچہ اسے۔۔۔۔

نہیں عضد یہ جھوٹ بول رہا ھے۔۔۔۔۔۔

یہ اسکا بچہ نہیں ھے۔۔۔۔۔

دیکھ بختی۔۔۔

تو سب کو دھوکہ دے سکتی ھے لیکن اب میں تیرے دھوکے میں آنے والا نہیں۔۔۔

بچہ دے دے ورنہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے ھو گی تو۔۔۔۔۔۔

وہ اس سے زیان کو لینے آگے بڑھا جو رو رہا تھا یہ چیخ و پکار سن کر۔۔۔۔۔

عضد نے اسکے ہاتھ پیچھے کیے۔۔۔

اور رتابہ سے زیان کو چھین کر بابو کے ہاتھوں میں دیا۔۔۔

زیان رتابہ کا دوپٹہ پکڑ کر رو رہا تھا۔۔۔۔۔۔

بابو نے اسکے ہاتھ سے بختی کا دوپٹہ کھینچ کر چھڑایا۔۔۔۔

رتابہ پاگلوں کی طرح بابو سے زیان کو لینے کیلیے آگے بڑھی۔۔۔۔۔

تو عضد نے اسے پکڑ لیا۔۔۔۔

ایک طرف زیان بابو کی گود میں چیخ چلا رہا تھا۔۔۔۔

دوسری طرف رتابہ کی چیخیں تھیں۔۔۔

نہیں عضد نہیں۔۔۔۔۔

چھوڑ دو مجھے عضد۔۔۔

...وہ اسکا بچہ نہیں ھے۔۔

عضد نے بڑی مشکل سے رتابہ کو قابو کیا۔۔۔۔

زیان اچھل اچھل کر بابو کی گود سے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ زیان کو لیئے اسکے کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔

رتابہ بن پانی کے مچھلی کیطرح تڑپی عضد چھوڑ دو مجھے نہیں ھے وہ اسکا باپ۔۔۔

عضد میں ہاتھ جوڑتی ھوں تمھارے آگے۔۔۔۔۔

خدا کا واسطہ ھے عضد اس درندے کے ہاتھ سے لے لو میرا بچہ وہ اسکا نہیں ھے۔۔۔۔

رتابہ کی فلک شگاف چیخیں پورے گھر میں گونج رہی تھیں۔۔۔۔

وہ اسکا بچہ نہیں ھے۔۔۔ جھوٹ بول رہا ھے وہ۔۔۔۔

عضد کی آنکھوں میں خون اترا ھوا تھا۔۔۔۔

بابو کا بچہ نہیں تو پھر کس کا ھے وہ؟؟؟؟

بولو کس کا بچہ ھے وہ؟؟؟؟

عضد کی دھاڑتی آواز پر رتابہ اسکی آنکھوں میں جھانک کر بولی۔۔۔

نہیں بتا سکتی تمھیں۔۔۔۔

کیوں شرم آ رہی ھے بتانے میں کہ گوپال کا بچہ ھے؟؟؟؟؟؟؟؟

عضد کی بات نے رتابہ کا دل چیر کر رکھ دیا۔۔۔۔

وہ عضد کا گریبان پکڑ کر پوری قوت سے چلائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بس عضد بس۔۔۔

اسکے آگے ایک لفظ مت بولنا۔۔۔

اتنا شدید رد عمل عضد نے پہلی بار دیکھا تھا اسکا۔۔۔۔

نا جانے کہاں سے اس میں اتنی طاقت آگئی تھی کہ اس نے چھ فٹ لمبے چوڑے عضد کو دھکا دیکر پیچھے کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور بابو کے پیچھے بھاگی۔۔۔۔۔

رتابہ رکو۔۔۔۔۔۔۔

عضد اسکے پیچھے آتا ھوا بولا۔۔۔۔

اگر اس گھر کی دہلیز سے اسوقت تم نے ایک قدم بھی باہر نکالا تو یاد رکھنا اس دہلیز کے دروازے تم پر ھمیشہ کیلئے بند ھو جائیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بابو کے پیچھے بھاگتے ھوئے عضد کی بات سن کر اسکے قدم ایک دم رکے۔۔۔۔

اس نے گردن گھما کر لہولہان ھوتی آنکھوں سے صرف عضد کو دیکھا تھا اور بس۔۔۔

اسکی بے زبان آنکھوں نے عضد کو واضح طور پر کہہ دیا تھا کہ اب وہ لوٹ کر آنا بھی نہیں چاھتی۔۔۔۔۔۔

پھر وہ رکی نہیں اور گاڑی میں بیٹھے بابو کی طرف لپکی۔۔۔۔

بابو گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

part 2 بقیہ حصہ

یہ بھی ممکن ھے رتابہ سچی ھو اور سارے گواہ سارے ثبوت جھوٹے ھوں۔۔۔۔۔۔ تمھارے یقین کیطرح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو امی بولتی کیوں نہیں وہ؟؟؟؟؟

کیا اسے مجھ پر اعتماد نہیں۔۔۔۔۔

نرگس نے اسکے آنسو پونچھ کر اسکی آنکھوں میں جھانک کر پوچھا۔۔۔

تمھیں یقین ھے اس پر؟؟؟؟؟

اس سوال کا کوئی جواب نا تھا عضد کے پاس۔۔۔

لیکن کچھ توقف کے بعد وہ نظریں پھیر کر بولا۔۔۔

امی یقین ہی تو کر بیٹھا تھا اس پر۔۔۔۔

تھا سے کیا مطلب؟؟؟

یقین نہیں اس پر تو اسے آزاد کر دو اس بے یقینی کے بندھن سے۔۔۔۔

اور خود کو بھی آزاد کرو۔۔۔

یہ روز روز کا محشر برپا کرنے سے بہتر ھے کہ تم ایک ہی بار اس عذاب سے نکال لو خود کو۔۔۔۔

پل بھر عضد کو ایسے لگا جیسے اسکی روح کسی نے کھینچ لی ھو۔۔۔۔۔۔

اسکے سانس حلق میں جا اٹکے۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں امی میں اسے چھوڑ نہیں سکتا۔۔۔۔۔۔

لیکن عضد تم اسے رکھ بھی نہیں سکتے ساتھ۔۔۔۔ نرگس کا لہجہ حتمی تھا۔۔۔۔۔۔

تمھارے رشتے کی ڈور بہت کچی ھے۔۔۔۔۔

جو ہلکے سے جھٹکے سے ٹوٹ جاتی ھے۔۔۔اب تو میں اس میں گرہ لگا لگا کر خود بھی تھک گئ ھوں۔۔۔۔۔۔۔

بہت مشکل ھے تم دونوں کا ازدواجی رشتے میں ساتھ رہنا۔۔۔۔۔

جب جب اسکے خلاف کوئی لب کھولے گا تب تب تم شکوک کی دلدل میں دھنستے جاؤ گے۔۔۔۔

وہ تو اپنے غلط یا صحیح ھونے کی گواہی خود بھی نہیں دیتی تمھیں کیسے اور کب تک یقین دلاتی رھے گی کہ وہ کہاں غلط تھی اور کہاں صحیح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

قطرہ قطرہ زہر پی کر خود مرنے اور دوسروں کو مارنے سے بہتر ھے ایک ہی بار زہر پی لو۔۔۔۔۔

نرگس کی بات پر عضد کا ضبط اسقدر ٹوٹا تھا کہ اسکے نقش اسکے چہرے پر ابھر آئے تھے۔۔۔۔۔

نرگس نے رتابہ سے فون پر بات کرنا چاہی لیکن اس نے منع کر دیا۔۔۔۔۔۔۔

وہ نرگس سے نا بات کرنا چاہتی تھی نا ملنا چاھتی تھی۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ نرگس اسے پیار سے واپس لے جائیگی۔۔۔

اور نرگس کے آگے اسے ہتھیار ڈالنے پڑ جائیں گے۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ نرگس کے احسانوں کے بوجھ تلے دبی ھوئ تھی۔۔۔

نرگس کے سامنے وہ سر اٹھا کر انکار کی جرات نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔۔

نرگس رتابہ کے نا ملنے پر پریشان تھی۔۔۔۔۔

جازب اب پہلے سے کچھ بہتر تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

نرگس نے جازب کی طبیعت کی پرواہ کیے بغیر نمل کو کراچی بلوالیا۔۔۔۔۔

وہ بھی دوسرے دن کراچی پہنچ چکے تھے۔۔۔۔۔

اب کی بار نرگس نے ساری حقیقت سے نمل کو آگاہ کیا۔۔۔۔

تواس نے ہر بات سن کر اسکی تردید کی کہ ایسا ممکن ہی نہیں۔۔۔

گوپال ایسا ہر گز نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گوپال کو وہ اچھے سے جانتی تھی اور رتابہ کو بھی۔۔۔۔

لیکن رتابہ کے بچے کی سچائی جان کر اسے بہت بڑا دھچکا لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رو رو کر اس نے آسمان سر پر اٹھا لیا تھا کہ اسکی جان سے پیاری دوست نے کتنی اذیتیں کتنی تکلیفیں جھیلی تھیں وہ بھی تنہا۔۔۔۔۔۔

مایا کو اب عضد تک پہنچنے کے راستے کٹھن دکھائی دے رہے تھے کہ زیان بھی لوٹ آیا تھا۔۔۔

اور نمل کی موجودگی اسکے لیے کسی بڑے خطرے سے کم نا تھی۔۔۔۔۔

شاہ جی سے جب عضد نے بندیا کے بارے میں دوبارہ پوچھا تو شاہ جی کی چھٹی حس نے فورا گواہی دی کے کہیں نا کہیں بندیا کا کردار عضد اور رتابہ کے بیچ ضرور آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مایا کے علم میں یہ بات بلکل نہیں تھی کہ شاہ جی بندیا کو بھی جانتا ہے۔۔۔۔۔

مایا نے فی الحال خود کو مکمل طور پر اس معاملے سے دور رکھا ہوا تھا۔۔۔

وہ بس چپ چاپ سارا تماشا دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

نمل نے یہ سارا معاملہ شاہ جی کے سپرد کر دیا۔۔۔۔۔۔

کہ وہ ہر بات کی تحقیق تک پہنچے۔۔۔۔۔۔

اس نے شاہ جی کو یہ بھی بتا دیا کہ بندیا بابو کی بیوی تھی۔۔۔۔۔

شاہ جی کی ساری گرہیں اب جا کر کھلی تھیں کہ بندیا جس لڑکی کا ذکر کر رہی تھی وہ کوئی اور نہیں رتابہ ہی تھی۔۔۔۔۔

شاہ جی نے نمل سے وعدہ کیا کہ وہ بہت جلد ساری سچائی سامنے لے آئے گا۔۔۔۔۔۔۔

عضد آفس میں اپنی چیئر سے سر ٹکائے گہری سوچوں میں گم تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

آج دوسری فیکٹری سے مایا اسکے پاس آئی۔۔۔

اسے دیکھ کر اسے رونا آگیا۔۔۔۔۔

بڑھی ہوئی شیو بڑھے ہوئے بال آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے سرخ ہوتی آنکھوں کی پتلیاں۔۔۔۔

بلکل زرد پڑ گیا تھا اسکا چہرہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے روتا دیکھ کر عضد سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔۔۔

تم کیوں پریشان ہوتی ہو یار معاملات میرے ہیں ٹھیک ہو ہی جائیں گے۔۔۔۔۔۔

عضد تمھاری یہ حالت مجھ سے نہیں دیکھی جاتی۔۔۔

پلیز خود کا خیال تو رکھو۔۔۔

سب تم پر ہی اپنا غصہ اتار رہے ھیں۔۔۔

کوئ بھی یہ نہیں دیکھ پا رہا کہ تم کس عذاب سے گزر رہے ھو۔۔۔اور نا ہی کوئی یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا ھے کہ رتابہ تم سے اپنی محرومیوں کا بدلہ لے رہی ھے۔۔۔۔۔۔

اور اسمیں بھی سراسر تمھاری ہی غلطی ھے۔۔۔۔

عضد اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر بولا۔۔۔۔

کونسی میری غلطی ؟؟؟؟

عضد برا مت ماننا میری بات کا۔۔۔۔۔وہ اجازت طلب لہجے میں بولی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں مانوں گا بولو تم۔۔۔۔

عضد تم کردار میں رتبے میں اس سے برتر ھو۔۔۔۔طاقتور اور گناھوں سے آزاد ھو۔۔۔۔

رتابہ تمھارے مقابلے میں خود کو کمتر۔۔محکوم۔۔۔اور حقوق و فرائض کی رسی سے بندھا جانور سمجھتی ھے۔۔۔۔۔

تمھاری عادات اور تمھارا برتاؤ اس کے دل میں غلامی اور قید کی کیفیت کو جنم دے رہے تھے۔۔۔۔

اور تم یہ جانتے ھو غلامی اور قید دونوں ہی انسان کو بغاوت پر اکساتی ھیں۔۔۔۔

عضد بہت توجہ سے اسکی بات سن رہا تھا۔۔۔۔۔

یہ حالات تو بجا مگر تم جانتے ھو تمھاری اس بے اعتنائی اور لاپرواہی کو لیکر اسکا کیا حال ھوتا ھوگا؟؟؟

چار سال سے وہ یہ سب کیوں برداشت کر رہی ھے؟؟؟؟

کبھی سوچا ھے تم نے؟؟؟اس نے عضد کیطرف دیکھا۔۔۔۔

نہیں سوچا۔۔۔ عضد نے سادگی سے جواب دیا۔۔۔

یار وہ کمزور ضمیر کی مالک ھے اور کمزور ضمیر کے لوگ ھمت کر کے ان حالات سے بھاگ نکلنے جیسی عادات سے واقف نہیں ھوتے۔۔۔۔

وہ جب کسی کے ماتحت ھوتے ھیں نا توانکے ساتھ جیسا بھی برا سلوک رواں رکھو تو وہ بغاوت پر نہیں بلکہ غداری اور دھوکا دہی پر اپنے دل کو آمادہ کر لیتے ھیں۔۔۔۔

وہ پھر تم جیسوں لوگوں سے بھاگتے نہیں بلکہ جھوٹی مسکراہٹ اور فریبی جی حضوری کا ساتھ لیتے ہوئے تمھارے ساتھ وابسطہ ھو کر اندر ہی اندر تمھیں ذلیل و خوار کرنے میں مگن ھو جاتے ھیں۔۔۔۔

تمھاری عزت سے سانجھ ختم کر کے دوسرے آقاؤں کے ماتحت ھوتے چلے جاتے ھیں۔۔۔

اور اپنی انا کو تسکین پہنچاتے رہتے ھیں۔۔۔۔۔

عضد اسکی پوری بات سن اور سمجھ کر بولا۔۔۔۔

تمھارا کہنے کا مقصد ھے کہ رتابہ مجھ سے اپنی زیادتیوں کا بدلہ لے رہی ھے۔۔۔۔۔

تمھیں محسوس نہیں ھو رہا یہ سب؟؟؟؟

کہاں سے آیا بابو؟؟؟

کیسے پہنچا تم تک؟؟؟؟

اور وہ کیوں چلی گئی شاہ جی کے گھر تمھیں چھوڑ کر؟؟؟

تمھاری عزت کا تماشا گھر گھر لگا ھوا ھے۔۔۔۔

پہلے میں پھر علی پھر بابو پھر شاہ جی تمھارے گھر والے اور اب شاہ جی کے بھی گھر والے۔۔۔۔

سب کی زبان پر تمھاری کہانی ھے۔۔۔۔۔۔۔

اور سب کی نظر میں گنہگار اور ظالم بھی تمہی ھو۔۔۔۔

ابھی وہ مذید عضد سے کچھ کہتی لیکن عین اسی وقت شاہ جی کی آمد ھو گئی۔۔۔۔۔

مایا کو اب وہاں رکنا مناسب نا لگا۔۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ شاہ جی کی روح تک کو کھنگالتی ھوئی آنکھوں کا سامنا نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔

عضد آفس سے تھکا ہارا آ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔۔۔

نمل اسکے پیچھے آئ۔۔۔۔

اور دروازے پر دستک دیکر اندر داخل ھوئ۔۔۔۔۔۔

وہ واش روم میں تھا۔۔۔

باہر آیا تو نمل سامنے ہی تھی۔۔۔۔

نمل کو سامنے دیکھ کر اسے اسکی کڈنیپنگ والی بات یاد آئ۔۔۔۔

عضد کا دل چاہا وہ اس سے پوچھے اس متعلق کہ کیا ھوا تھا۔۔۔۔

لیکن وہ نا پوچھ سکا۔۔۔کہ ابھی اسکی اپنی کشتی منجھدار میں پھنسی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

نمل نے اسے اپنے پاس بلایا۔۔۔

وہ اسکے سامنے سر جھکائے بیٹھا۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد میں نے کبھی تم سے رتابہ ماضی کے متعلق کوئ بات نہیں کی۔۔۔۔۔

نا کبھی تم نے پوچھا۔۔۔۔۔

لیکن مجھے یہ سب سن کر بہت افسوس ہوا کہ تم نے غیروں کی سن لی لیکن مجھ سے کسی بات کی تصدیق نہیں کی۔۔۔۔

عضد خاموشی سے اسے سننے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد میں نے رتابہ کے ساتھ کافی وقت گزارا ھے۔۔۔اسکی دوست ھونے کے ناطے میں سب کچھ جانتی ھوں اسکے بارے میں۔۔۔۔

عضد نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر سب کچھ جانتی ھو تو پھر بابو کو بھی جانتی ھو گی۔۔۔۔

نمل نے جھوٹ سے کام نا لیا صاف صاف الفاظ میں بات کی۔۔۔

نہیں اتنا نہیں جانتی لیکن یہ ضرور جانتی ھوں کہ اس گھٹیا انسان کے ساتھ رتابہ کا کوئ تعلق نہیں۔۔۔

اور جہاں تک بات ھے گوپال کی تو سوچنا بھی مت کہ انہوں نے کبھی رتابہ کو میلی نظر سے دیکھا بھی ھو۔۔۔۔

رتابہ انکو اپنی بچیوں سے بھی زیادہ عزیز تھی۔۔۔

تم اور میں یا کوئی بھی دوسرا گوپال اور رتابہ کا رشتہ نہیں سمجھ سکتا۔۔۔۔۔

کیونکہ گوپال کا رتابہ سے کوئی ایک رشتہ نہیں۔۔۔

وہ رتابہ کی ماں بھی ھے اور باپ بھی۔۔۔ محافظ بھی ھے اور سائبان بھی۔۔۔۔

بہن بھی ھے بھائی بھی۔۔۔۔

دھوپ بھی ھے چھاؤں بھی۔۔۔۔۔

آنکھ بھی ھے آنسو بھی۔۔۔

درد بھی ھے درماں بھی۔۔۔۔

تم نے سوچ بھی کیسے لیا گوپال انکل کے متعلق۔۔۔۔۔۔

جانتے ھو تمھاری رتابہ بھگوان ھے گوپال کا۔۔۔

وہ اسکی تعظیم میں اپنا ماتھا ٹیک کر پوجتے ھیں اسے۔۔۔۔۔۔

عضد اپنے لب بھینچ کر بولا۔۔۔۔

میں نے کبھی کچھ نہیں سوچا تھا۔۔۔۔۔۔ایسا۔۔۔

نا کبھی اس سے ماضی کا سوال کیا تھا کہ وہ کون ھے کہاں سے آئی ھے؟؟؟؟؟

بس میرا سوال اس سے زیان کا تھا اور ھے کہ وہ کس کا بچہ ھے؟؟؟

اس نے تم سے بھی جھوٹ بولا۔۔۔

نمل تاسف سے بولی۔۔۔۔

ہاں میں مانتی ھوں اس نے مجھ سے بھی زیان کے متعلق غلط بیانی سے کام لیا ھے۔۔۔۔

یہاں وہ قصور وار ھے لیکن اس نے امی سے یا تم سے جھوٹ نہیں کہا۔۔۔۔۔۔۔

تمھیں وہ جس حال میں ملی۔۔۔

اور جسطرح تم سے شادی ھوئی اسکی ظاہر ھے کسی بھی مرد کیلئے یہ سب سہنا آسان نہیں تھا۔۔۔۔

آنکھوں دیکھی مکھی کوئی نہیں نگلتا۔۔۔۔

اور تم نے تو ایک ایسی لڑکی کو قبول کیا جسکے ماضی کے بارے میں تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔۔۔۔۔۔۔

ھمارا معاشرہ کسی طور پر قبول نہیں کر سکتا رتابہ جیسی عورت کو۔۔۔۔

اور تم جیسے سلجھے ھوئے اپنی ذات میں مکمل مرد سے تو یہ توقع ہی نہیں لگائی جا سکتی کہ بخشی کا ہاتھ تھام کر تم اپنی زندگی گزار سکتے ھو۔۔۔

نہیں کرتے۔۔۔ deserve یہ سچ ھے کہ رتابہ کو تم

امی نے بھی یہاں جلد بازی میں کام لیا۔۔۔

خیر جو ھونا تھا سو ھو گیا۔۔۔۔

لیکن یہ تم نے کیا کیا ھے؟؟؟؟

اعتبار کے کس مقام پر لا کر تم نے دھتکارا ھے رتابہ کو؟؟؟؟؟

اب وہ شکوہ کناں لہجے میں مخاطب تھی عضد سے۔۔۔۔۔۔

جو بلکل خاموشی سے اسے سنے جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔

بندیا پائل دیوی آنٹی یہ سب تو ازل سے ہی رتابہ کی دشمن ھیں۔۔۔

وہ تو اسکے منہ میں ڈالا نوالہ بھی چھین لیتی تھیں۔۔۔۔

تمھارے ساتھ دیکھ کر ان سے یہ کیسے ہضم ھوتا کہ انکے ٹکڑوں پر لاوارث پلنے والی بد بخت آج شاہ بخت کیسے بن گئ؟؟؟؟؟

عضد نے کافی دیر بعد اسکی تقریر کے آخری سوال پر لب کھولے۔۔۔۔۔۔

لیکن نمل یہ بھی تو سوچو کہ ایک بیٹی اپنے باپ پر اتنا بڑا الزام کیسے لگا سکتی ھے؟؟؟

نمل کندھے اچکا کر بولی۔۔۔

الزام ہی تو ھے لگانے میں کسی کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔۔ نا زبان گونگی ھوتی ھے نا نیت سامنے آتی ھے۔۔۔۔۔

نازمین پھٹتی ھے ناآسمان نگلتا ھے۔۔۔۔۔

نمل کا لہجہ سخت ھو گیا تھا۔۔۔۔۔

عضد اپنی بات پر زور دیکر بولا۔۔۔۔

لیکن اپنے ہی باپ اور شوہر پر کیوں لگا رہی ھے وہ الزام کچھ تو ایسا معاملہ ھے نا۔۔۔۔۔

دیکھو عضد باپ کا الزام اس لیے لگایا کہ وہ انکے زیر سایہ پلی۔۔۔۔۔

اور شوہر کا اسلیئے کہ وہ اسکے اشاروں پر چل سکتا تھا۔۔۔۔

انکے علاوہ بندیا نے کسی اور کا ذکر کیوں نہیں کیا؟؟؟؟

کیونکہ کسی اور کے خلاف وہ اپنا جھوٹ سچ ثابت نہیں کر سکتیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن تمھیں تمھارے سارے سوالوں کا جواب میں ثبوت سمیت جلد ہی دونگی۔۔۔۔۔۔

عضد نے کن اکھیوں سے رتابہ کی طرف دیکھا پھر اپنا رخ دوسری طرف موڑ لیا۔۔۔۔

اک بات تو بتاؤ۔۔۔۔

یہ سب سن کر تم نے خود کیوں نہیں پوچھا رتابہ سے؟؟؟؟

عضد کی آنکھیں سرخ ھو رہی تھیں۔۔۔۔

ھم دونوں میں اتنی قربت نہیں ھوئی تھی کہ ایک دوسرے کو شیئر کرتے۔۔۔۔

لیکن اسکے باوجود میں نے کئی بار اس سے پوچھا کہ زیان کس کا بچہ ھے۔۔۔وہ ھمیشہ یہی کہتی رہی اسے نہیں معلوم۔۔۔۔

اور بابو ڈنکے کی چوٹ پر یہ بات ثابت کرنے کو تیار تھا کہ وہ اسی کا بچہ ھے۔۔۔۔

عضد یہ بات اس سے نا کر سکا کہ تم جب اغواء ھوئی تھی تو ھو سکتا ھے یہ سب معاملات تب ھوئے ھوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور وہ یہ بھی نا کہہ سکا کہ تمھارے اغواء کا ذمہ دار بھی سب لوگ رتابہ کو ہی ٹھہرا رھے ھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ نمل کی اغواء کے چند دن بعد ہی لوگوں کے مطابق وہ گھر سے فرار ھوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

لیکن نمل اسکے چہرے کے تاثرات سے سمجھ گئی تھی۔۔۔۔۔

وہ اسے کھوجتی ھوئی نظروں سے دیکھ کر بولی۔۔۔۔۔

کہیں تمھارے ذہن میں یہ سوال تو نہیں کہ میرے کڈنیپ ھونے کے بعد یہ سب ھوا ھو؟؟؟؟؟

عضد نے ایک دم چونک کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔

بولو نا یہی سوال کرنا چاھتے ھو لیکن کر نہیں پا رھے۔۔۔۔۔

عضد گہری سانس لیکر اپنا پہلو بدل کر رہ گیا نمل کے اسطرح دیکھنے پر۔۔۔۔

میرے کڈنیپ کے بعد جو بھی ھوا رتابہ کیساتھ وہ ساری سچائی میں تمھیں بتادونگی۔۔۔

لیکن مجھے یقین ھے رتابہ نے امی سے جھوٹ نہیں بولا ھوگا۔۔۔۔۔

عضد کچھ نا بولا خاموش ہی رہا۔۔۔۔۔۔۔۔

ویسے تمھیں یہ بات بھی میرے پڑوس سے ہی معلوم ھوئی ھوگی۔۔۔۔۔۔۔

عضد ہاں میں سر ہلاتے ھوئے بولا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی اور اسکا الزام بھی رتابہ کے سر پر ھے کہ اس نے تمھیں کڈنیپ کروایا تھا۔۔۔۔

نمل عضد کی یہ بات سنکر تلملا اٹھی لیکن بڑی مشکل سے اس نے اپنے اعصاب کو کنٹرول کیا۔۔۔

یہ بکواس تم سے کس نے کی؟؟؟؟

تمھارے محلے والوں نے کی۔۔۔۔

اچھا تو جنکے پاس تمھیں بندیا لے گئی یقیناً انہی نے کی ھوگی۔۔۔۔

عضد سنجیدگی سے بولا۔۔۔

نہیں۔۔۔ بندیا نے مجھے کچھ بھی ایسا نہیں کہا۔۔۔

نمل کو غصہ آنے لگا تھا۔۔۔ تو کھر کس کی باتوں پر اندھا یقین کر بیٹھے ھو تم؟؟؟؟

صرف دیوی پر؟؟؟؟؟

عضد نے ناں میں سر ہلایا۔۔۔

عضد تم مجھ پوری تفصیل سے بتا سکتے ھو ھوا کیا تھا کب کون کہاں کیسے تم سے ملا۔۔ نمل رعضد کے منہ سے سب سننا چاھتی تھی۔۔۔۔تاکہ کسی حتمی نتیجے تک پہنچ سکے۔۔۔۔۔۔۔۔

بندیا اور بابو تم تک کیسے پہنچے؟؟؟؟؟

بندیا کے ملنے سے بابو کے گھر آنے تک ساری بات بتائی۔۔۔۔۔ A to Z عضد نے

اسکی بات تحمل سے سن کر نمل نے اس سے ایک سوال پوچھا۔۔۔

تم کیا چاھتے ھو اب؟؟؟؟

عضد اپنی جگہ سے کھڑا ھو گیا۔۔۔

میں رتابہ کو چھوڑ نہیں سکتا۔۔

وہ اسکے مقابل آکر کھڑی ھوئی۔۔۔۔۔۔۔۔

اور رکھ بھی نہیں سکتے ساتھ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد نے غصیلی نگاھوں سے اسے گھورا۔۔۔

میں سچ کہہ رہی ھوں۔۔۔ عضد یہ سب سن کر تو اچھا خاصا انسان بھی پاگل ھو سکتا ھے۔۔۔

اور غصے اور غیرت کے نام پر جان تک لے سکتا ھے۔۔۔۔

یہ تو تم ھو جو رتابہ کیسا تھ اتنا کچھ سہتے آ ئے۔۔۔۔

اور یہ کہنا بھی غلط ھیکہ تم دونوں کے رشتے میں ظلم صرف رتابہ نے سہا۔۔۔

تم نے بھی اسکے ناکردہ گناھوں کی سزا برابر کاٹی ھے۔۔۔۔۔

تمھاری جگہ کوئی اور ھوتا تو لمحہ بھی نا لگاتا اور طلاق کے تین الفاظ رتابہ کے منہ پر مار کر اسے گھر سے نکال دیتا۔۔۔۔۔

تم دونوں صابرین میں سے ھو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کیسا تھ ھے۔۔۔۔۔۔

تم نے رتابہ کے ماضی کو اسے اپنے ساتھ جوڑ کر برداشت کیا اور رتابہ نے اپنا حال تم سے جڑ کر سہا۔۔۔۔۔

نمل عضد کی اندرونی تکلیف کا اندازہ اسکے ظاہری حلیئے سے باآسانی کر سکتی تھی۔۔۔

وہ مذید بولی۔۔۔۔

پہلے میں تمھیں غلط سمجھتی تھی لیکن اب اندازہ ھوا ھے کہ غلط تم بھی نہیں ھو۔۔۔

شوہر ھونے کی حیثیت سے تمھارا حق بنتا ھے کہ تم اسکے بارے میں پوری جانکاری رکھو۔۔۔۔

چاھے وہ اسکا ماضی ھو حال ھو یا مستقبل۔۔۔۔۔۔

غلط رتابہ بھی ھے کہ اس نے تمھیں اعتماد میں نہیں لیا۔۔ لیکن یہ کہنا بھی درست نہیں کہ اس نے تمھیں دھوکہ دیا یا اندھیرے میں رکھا۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد کو نمل کی بات سن کر کچھ تسلی ھوئی کہ اسکے اپنوں میں کوئی ایک تھا جو آج اسکے حق میں بولا تھا۔۔۔۔۔

بات کرتے کرتے نمل کا لہجہ بھیگنے لگا۔۔۔

وہ بیچاری تو خود اپنی قسمت کی کال کوٹھری میں بند ھے کہاں تم پر اپنے وہ دریچے کھولتی جو آج تک اس پر نا کھل سکے۔۔۔۔

عضد نے پلٹ کر گہری نگاھوں سے نمل کو دیکھا۔۔۔

میں جانتی ھوں تم ھم سب سے زیادہ رتابہ کے ساتھ مخلص ھو۔۔۔اسے اذیت اپنی ذات سے پہنچا کر بھی تم نے اسے تنہا کبھی نہیں چھوڑا۔۔۔

اپنے نام کیطرح اپنے ساتھ لیئے پھرتے ھو اسے۔۔۔۔

لیکن میں یہ بھی جانتی ھوں۔۔۔۔۔

عضد کسی بھی اخلاص بھرے تعلق میں ایک دوسرے کے صبر کو آزمانا اور پھر نفرت کی آگ سے جھلسے ھوئے ارمان کیساتھ نکل کر محبت کی آگ میں کود جانا بھی آسان نہیں۔۔۔۔

عضد کے دل سے اک ٹھیس سی اٹھی۔۔۔

وہ اپنے ٹوٹے پھوٹے جذبات لہجے میں سمو کر بولا۔۔۔۔۔

اسکی حقیقت کا تذبذب زہر کی طرح پھیلتا جا رہا ھے میری رگ رگ میں۔۔۔

میں نہیں سمجھ پا رہا کہ وہ میری خواہش تھی یا میرے لیئے مرگ تمنا ھے۔۔۔۔۔۔

نمل کا دل تڑپ اٹھا یہ جان کر کہ عضد کو اب اپنی زندگی سے کوئی دلچسپی کوئی لگاؤ نہیں رہا۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی بیزاری رتابہ کی غیر موجودگی میں اسکے انگ انگ سے چھلک رہی تھی۔۔۔۔۔

بہت بری طرح سے اسکی ذات آج مسمار ھوتی نظر آ رہی تھی جو محبت کے ابتدائیہ مراحل میں کل تک زیر تعمیر تھی۔۔۔۔

عضد کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں اور اسکے دل سے ایک ہی آواز نکلی اے کاش۔۔۔۔

یہ سب خواب ھو یا جھوٹ ھو کچھ بھی سچ نا ھو۔۔۔۔۔

عضد نے اپنا رخ کھڑکی کیطرف کر لیا۔۔۔۔

عضد تم اب تک اپنے آپ سے تنہا جنگ کرتے رھے اور رتابہ اپنے نصیب سے۔۔۔۔

لیکن اب ان سب باتوں کا اپنے انجام تک پہنچنا ضروری ھے۔۔۔۔

اچھا ہی ھوا کہ سب کھل کر سامنے آیا اب اسمیں کتنا جھوٹ اور کتنا سچ ھے یہ بھی سامنے لانا ضروری ھے۔۔۔۔

اور تمھارے سارے شکووں کو بھی تسلی بخش جواب ملنے چاھیے تا کہ اپنی آنے والی زندگی کو لیکر تم تمام حقائق کی روشنی میں بہتر فیصلہ کر سکو۔۔۔۔۔۔

نمل نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم اکیلے نہیں ھو میں بھی تمھارے ساتھ ھوں۔۔۔۔۔

آج پہلی بار نمل نے عضد کو اپنے ساتھ کا یقین دلایا تھا۔۔۔۔۔۔

اسکو نمل سے کچھ ڈھارس سی محسوس ھوئی کہ وہ ہر لحاظ سے عضد کیلیے قابل یقین تھی۔۔۔۔۔

عضد کے بعد نمل کا اگلا ٹارگٹ دیوی تھی وہ اپنے پرانے گھر گئی اسے وہاں کوئی نا ملا۔۔۔۔۔

وہ گھر واپس آئی اور شاہ جی کے ذریعے دیوی کا گھر معلوم کیا اور علی کیساتھ دیوی کے سامنے موجود تھی۔۔۔۔

دیوی اسے اتنے سالوں بعد یک دم اپنے سامنے دیکھ کر ششدر رہ گئی۔۔۔۔۔۔۔

پھر اپنی حیرت سمیٹ کر اسے اندر آنے کو کہا۔۔۔

اندر آ کر نمل پھٹ پڑی اس پر۔۔۔۔۔

بہت افسوس ھوا آنٹی مجھے یہ جان کر کہ آپ نے اپنے شوہر گوپال پر اتنا گھناؤنا الزام لگایا۔۔۔

آپ کو شرم نہیں آئی اپنی دو بیٹیوں کیطرف دیکھ کر بھی۔۔۔۔

دیوی تو انتہا درجے کی بد تمیز خاتون تھی اور اب تو بات تھی بختی کی جس کے نام پر دیوی کے اندر انسانیت مکمل طور پر ختم ھو جاتی تھی۔۔۔۔

اب اس نے تمھیں اپنا وکیل بنا کر بھیجا ھے تو کان کھول کر سن لے میری بات۔۔۔۔

آج آئی ھے میرے در پر اس کم ذات کے کہنے پر دوبارہ مت آیو۔۔۔

نمل اسی کی طرح کرخت لہجے میں جواب دیتی بولی۔۔۔

میں اس کم ذات کے کہنے پر نہیں آئی بلکہ آپکی ذات دیکھنے آئی ھوں۔۔۔

جو اسے نیچا دکھانے کیلئے شرمناک مقام تک نیچے آ گری ھے۔۔۔۔۔۔۔۔

دیوی اسکی بات پر بلبلا اٹھی۔۔۔

دیکھ نمل میں تیرے منہ نہیں لگنا چاھتی چلی جا یہاں سے۔۔۔۔

جاؤنگی میں لیکن آپکا دروغ گو اور بھیانک چہرہ آپکو آئینے میں دکھا کر جاؤنگی۔۔۔۔۔

دیوی اپنے جاہلانا انداز میں چلا کر بولی۔۔۔

ھمیں آئینہ دکھانے سے پہلے اس بد بخت کا پس آئینہ دیکھ جسے دیکھ کر تجھے اپنے آپ سے بھی شرم آئے گی۔۔۔۔۔

بختی کے نام پر نمل جو شیلے انداز میں گویا ھوئ۔۔۔۔

ذرا بھی آپکی آنکھوں میں خوف نہیں حالانکہ اس پر ظلم کی انتہا کرتے کرتے آج اپنی بیٹی بندیا کا اور اپنا انجام دیکھ کر بھی آپکا دل نہیں کانپا۔۔۔۔

آپ کیا سمجھتی ھے بندیا کی اس حالت کی ذمہ دار بختی ھے؟؟؟؟

نہیں بختی نہیں اسکی ذمہ دار آپ ھیں۔۔۔۔

آپکی بچی آپکی بے رحمی کی سزا بڑی بے رحمی سے کاٹ کر رہی ھے۔۔۔۔۔۔۔

جس بختی کو آپ بھوک سے مارتی تھیں۔۔۔

آج آپکی اپنی بیٹی اپنی بھوک مارنے کیلئے لوگوں کے آگے اپنا تن بیچتی ھے۔۔۔۔۔

جس بختی کے بدن پر اسے بھیک میں دی ئے ھوئے پرانے کپڑے بھی برداشت نہیں ھوتے تھے۔۔۔۔

آج آپکی بیٹی روز اپنے کپڑے اتارنے کا معاوضہ لیتی ھے۔۔۔۔۔۔

دیوی کا سانس رکنے لگا۔۔۔۔۔۔

یاد کریں وہ وقت جب بختی کو آپ بچے ھوئے جوٹھے کھانے کھلاتی تھیں۔۔۔

اور آج کا وقت دیکھیں انہی ہاتھوں سے لوگوں کے جوٹھے برتن دھوتی ھیں تو آپکو کھانا ملتا ھے۔۔۔۔۔۔

یہ اس بختی کے ساتھ کی ھوئی ہر ناجائز اور ظلم کا بدلہ ھے جسکا قرض آج آپکے حالات اور آپکی اولاد چکا رہی ھے۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے تو رحم آتا ھے گوپال انکل پر جس نے بھگوت گیتا کیطرح کسی لاوارث بچی کی حفاظت کی اس کو پالا۔۔۔۔

آج اسی کی گیتا در در اپنی پامال کر رہی ھے۔۔۔۔۔

نمل کے آنسو جھر جھر بہنے لگے۔۔۔۔

دیوی کو تو جیسے سانپ ہی سونگھ گیا تھا۔۔۔۔

اسکی پٹر پٹر کرتی زبان پر یک دم تالے پڑ گئے۔۔۔۔

آنٹی جس جھوٹ کی آگ میں آپ نے بختی کو جھونکا ھے نا اسی آگ کے جھونکے سے آپ کو اپنا آپ زندہ نا جلانا پڑ جائے۔۔۔۔۔۔

نمل نے آج ٹھان لی تھی کہ وہ دیوی کے مردہ ضمیر کو جگا کر ہی جائیگی۔۔۔۔۔

آپ نے ایک بار نہیں بار بار بختی کو تباہ کیا اور صرف بند یا ہی کافی نا ھو شاید۔۔۔۔۔

اب بھی وقت ھے معافی مانگ لیں اس سے ایسا نا ھو کہ آپکے رہتے مکافات چکانے کی باری اب پائل کے کندھوں پر آ جائے۔۔۔۔۔۔

بہت بد دعائیں دیتی تھی آپ اسے۔۔۔۔۔۔۔

آج دیکھیں خود کو۔۔۔

اسکے صبر نے آپکی بد دعائیں پلٹ کر آپکے منہ پر دے ماری ھیں۔۔۔

دیوی سن ھوتے اعصاب کیساتھ بس اسے دیکھتی رہی۔۔۔۔

آنسو بھی کچھ پل جم سے گئے تھے اسکی آنکھوں میں۔۔۔۔

اسکی انسانیت کیطرح۔۔۔۔

لیکن آج نمل کی باتوں نے اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔۔۔۔

وہ نمدیدہ نمدیدہ ھوتی روح سے جاتی ھوئی نمل کو دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔۔

شام کا وقت تھا موسم ابر آلود تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی ڈرائیو کرتا ھوا بندیا کے گھر پہنچا۔۔۔۔۔

اسے اپنی چوکھٹ پر دیکھ کر وہ خوشی سے پاگل سی ھونے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی کے ہاتھ میں کچھ پیپرز تھے۔۔۔۔

اسکے کمرے میں آکر شاہ جی نے پیپرز اسکے سامنے رکھے۔۔۔۔

وہ انکو ٹٹولنے لگی۔۔۔یہ کیا ھے؟؟؟؟؟؟؟؟؟

اس گھر کے کاغذات ھیں۔۔۔۔جواب تمھارے نام ھے۔۔۔۔۔

شاہ جی کی بات سن کر وہ جہاں بھر کی حیرت آنکھوں میں لیئے بولی۔۔۔۔۔

ککککک۔۔کیا۔۔۔۔۔

یہ گھر رررر ممم۔۔ میرے نام پر؟؟؟؟؟

شاہ جی کے لبوں پر اسکی حیرت سے پھیلی آنکھیں دیکھ کر مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔۔

ہاں میں نے خرید لیا تھا کافی ٹائم پہلے بس مصروفیت کی وجہ سے آ نہیں سکا۔۔۔۔۔

اتنا کہہ کر شاہ جی نے سگریٹ سلگایا۔۔۔۔

اس احسان کی وجہ جان سکتی ھوں؟؟؟

احسان ضروری تو نہیں کسی خاص وجہ سے کیا جائے۔۔۔۔

میری عادت ھے میں ایک بار جس سے تعلق جوڑ لوں پھر اسکا دکھ سکھ میرا دکھ سکھ بن جاتا ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بندیا نے ستائشی نظروں نے شاہ جی کو دیکھا۔۔۔۔۔۔

کیا واقعی میں تم مجھ سے تعلق رکھنا چاھتے۔۔۔۔۔

وہ سگریٹ اپنے خوبصورت گلابی ھونٹوں کے درمیان رکھ کر بولا۔۔۔

تعلقات رکھنے والا نہیں نبھانے والا بندہ ھوں میں۔۔۔۔

وہ تو مجھے اندازہ ھو گیا ھے۔۔۔

شاہ جی سگریٹ کا کش لیکر بولا۔۔۔۔۔۔۔

اندازے انسان کے اکثر غلط بھی ثابت ھو سکتے ھیں۔۔۔

بندیا بڑے ہی فخریہ انداز میں کہنے لگی۔۔۔۔

سب کچھ غلط ھو سکتا ھے لیکن تم غلط نہیں ھو سکتے۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی کو ھنسی آ گئی اسکی بات سن کر۔۔۔

اچھاااا۔۔۔ ویسے اک بات پوچھوں تم سے۔۔۔۔۔

ہاں پوچھو۔۔۔۔۔

تمھارے اس انتقام کا کیا ھوا جسکی تپش میں اسوقت بھی تم جلتی ہوئی محسوس ھو رہی ھو۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ کانچ کی میز پر آڑھی ترچھی لکیریں انگلی سے لگاتے ھوئے شاہ جی کی بات سن کر رک گئی۔۔۔۔

پھر بڑے افسوس سے آہ بھرتی بولی۔۔۔

ملا تھا ایک موقع پر۔۔۔۔۔۔

نکل گیا میرے ہاتھ سے۔۔۔

لیکن ہار میں نے بھی نہیں مانی اپنا بدلہ لیکر ہی دم لونگی۔۔۔۔

شاہ جی نے اسکی بات سن کر اسے بڑے پیار سے اپنے ساتھ کی پیشکش کی۔۔۔۔۔

ویسے چاھو تو شیئر کر سکتی ھو۔۔۔۔۔اس میں بھی تمھارا ساتھ دینے کو تیار ھوں۔۔۔۔شاہ جی اسے اپنے اعتماد میں لینے لگا۔۔۔۔

اس نے پلکیں اٹھا کر شاہ جی کو دیکھا۔۔۔

وہ مسکرایا۔۔۔گھور کیوں رہی ھو ایسے۔۔۔

سچ کہہ رہا ھوں۔۔۔۔اعتبار کر سکتی ھو۔۔۔۔۔

بندیا اس پر اعتماد کیا کرتی وہ تو روز اول سے ہی اس پر ایمان لے آئی تھی۔۔۔۔

بندیا نے اسے بتا دیا کہ وہ بختی تک کیسے پہنچی تھی۔۔۔۔

اور اس نے بابو کو اسکے گھر بھیج دیا تھا۔۔۔۔

لیکن اس نے مایا کا نام نا لیا۔۔۔۔۔

شاہ جی نے بڑے اطمینان سے انجان بنتے ھوئے اسکی بات سنی۔۔۔

اچھا تو بختی اور تمھارے باپ کے بارے میں یہ سب تمھیں بابو نے بتایا تھا؟؟؟؟

ہاں بابو نے ہی اس حقیقت سے پردہ اٹھایا تھا۔۔۔۔۔

تمھارے یا کسی اور کے سامنے تمھارے باپ نے کبھی کوئی غلط حرکت کی تھی بختی سے؟؟؟؟

نہیں دنیا والوں کے سامنے تو میرا باپو اسے دیوی کی طرح پوجتا تھا۔۔۔۔۔۔

ھممممم یعنی بابو نے ان سب باتوں سے تمھیں آگاہ کیا۔۔۔

اور پھر تم نے اپنی ماں اور مایا کو بتایا یہ سب۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ شاہ جی کے گورے گورے ہاتھوں پر اپنا نازک سا دودھیا ہاتھ رکھ کر بولی۔۔۔۔

ہاں اور آج تمھیں بتایا۔۔۔۔۔۔

شاہ جی بظاہر اسکا ساتھ دیتے ہوئے اسکا ہاتھ تھام کر افسوس سے بولا۔۔۔۔

میں تمھارے ساتھ ھوں۔۔۔

تمھیں برباد کرنے والے اور اس مقام تک پہنچانے والے سب تمھارے سامنے لے آؤنگا۔۔۔۔۔۔

لیکن ایک سوال پوچھنا ھے تم سے۔۔۔۔۔۔شاہ جی گہری سوچ میں سوچتا ھوا بولا۔۔۔۔۔۔

ہاں پوچھو۔۔۔

عضد کو کیسے جانتی ھو؟؟؟؟

عضد کا نام سن کر بندیا ٹھٹک سی گئی۔۔۔۔

کون عضد؟؟؟؟؟؟

وہ اسکی بلوری آنکھوں میں جھانک کر بولا۔۔۔ میں نے تمھیں ایک بار اسکے آفس سے نکلتے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جھوٹ مت بولنا مجھ سے۔۔۔

بندیا نے الٹا شاہ جی سے سوال کیا۔۔۔

تم کیسے جانتے ھو عضد کو؟؟؟؟

شاہ جی کو اصل کردار تک پہنچنے کیلیئے اس سے جھوٹ بولنا پڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پرانی دشمنی ھے اس سے میری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی اور عضد کی دشمنی کا سنکر بندیا کو ڈھارس ہوئی۔۔۔

پھر آرام سے مایا کا بھی سچ بھی اگل دیا اس نے۔۔۔۔

شاہ جی فورا سمجھ گیا کہ بندیا جس انعم لڑکی کا ذکر کر رہی ھے وہ مایا ہی ھے۔۔۔۔

مایا کو اس معاملے میں ملوث پا کر شاہ جی کو دھچکا لگا پر اس نے خود کو کنڑول کیا۔۔۔

یہ انعم کون ھے؟؟؟

اور کیا چاھتی ھے؟؟؟

عضد سے؟؟؟؟؟؟؟

بندیا اپنے لمبے سنہری بالوں کو چہرے سے ہٹاتی بولی۔۔۔

عضد سے کچھ نہیں چاھتی وہ۔۔۔۔۔۔۔۔

بلکہ عضد کو چاھتی ھے۔۔۔

جو اسوقت مکمل اس بد بخت کے شکنجے میں ھے۔۔۔۔

وہ کم ذات لوگوں کی محبتوں پر بھی ڈاکے ڈالنے لگی ھے۔۔۔۔

شاہ جی مذید کچھ نا سن سکا بختی کے بارے میں وہ سگریٹ ایش ٹرے میں مسل کر اٹھا۔۔۔

کہاں جا رھے ھو؟؟؟ بندیا نے اسے روکا۔۔۔

تمھاری ادھوری خواہش پوری کرنے۔۔۔۔۔۔

بندیا نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔

تم واقعی سچ کہہ رھے ھو؟؟؟

شاہ جی نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

اور جاتے جاتے پلٹا۔۔۔۔

جب تک سب تمھارے سامنے نا آ جائیں اسکا ذکر کسی تیسرے سے مت کرنا کہ میں تمھارے ساتھ تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بندیا نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر خم کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

جو حکم میرے آقا۔۔۔۔۔

شاہ جی پھر کچھ اور کہنے کیلیے رکا۔۔۔۔۔

ذرا اپنے گھر کی بھی خبر لے لیا کرو۔۔۔۔۔۔

پائل اچھے راستے پر نہیں چل رہی کہیں ایسا نا ھو جس دلدل میں تم ھو کل وہ بھی اسی مقام پر تمھیں ملے۔۔۔۔۔۔

بندیا شاہ جی کی بات سن کر ہکا بکا رہ گئی۔۔۔

اور بھاگتے ھوئے اسکے پاس آئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم کیسے جانتے ھو پائل کو؟؟؟؟؟

یہ بات رہنے دو اور میری بات پر غور کرو۔۔۔

اسے میں نے مکیش کمار کے ساتھ دیکھا تھا۔۔۔۔

وہ بندیا کے ھوش اڑاتا نکل گیا۔۔۔۔

اور بندیا وہاں پتھر کا بت بنی کھڑی رہی کہ وہ اسکے بارے میں ساری معلومات کیسے رکھ سکتا ھے؟؟؟؟؟؟؟؟؟

URDUNovelians

علی شاہ جی اور نمل ان تینوں کے درمیان تھی یہ ساری باتیں۔۔۔

مایا نرگس عضد کسی کو نہیں معلوم تھا کہ انکے بیچ کیا چل رہا ھے۔۔۔

بابو نے بھی بھاگنے کے بعد خوف سے کسی سے رابطہ نا کیا تھا۔۔۔۔۔

بندیا کی مایا سے ایک دو بار بات ھوئ لیکن بندیا نے شاہ جی کا کوئی ذکر نا کیا۔۔۔۔۔

مایا اپنا گیم الٹنے پر بہت رنجیدہ تھی۔۔۔۔۔

کہ اس نے کیا سوچا تھا اور یہ کیا ھو گیا تھا۔۔۔۔۔۔

عضد بہت پریشان تھا کہ اب اسکی اور رتابہ کی زندگی کا کیا ھو گا؟؟؟؟؟؟؟؟

عضد یہ بات سہہ نہیں پا رہا تھا کہ رتابہ اسے چھوڑ کر جا سکتی ھے۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں بیڈ سے ٹیک لگائے لیٹا ھوا تھا۔۔۔۔

کہ اسے اچانک اپنے آس پاس رتابہ محسوس ھوئ۔۔۔۔

اس نے فوراً آنکھیں کھولیں تو وہ موجود نا تھی۔۔۔

وہ بہت بے چین اور بے قرار ھو گیا تھا۔۔۔

آج کتنے دن ھو گۓ تھے اس نے رتابہ کو دیکھا تک نہیں تھا۔۔۔

اسکی آنکھیں بھی ترس گئ تھیں۔۔۔۔۔۔

اس نے نا کھانا کھایا نا گھر میں کسی کی غیر موجودگی نوٹ کی چابی اٹھائی اور سیدھا شاہ جی کی ماں کے گھر پہنچ گیا۔۔۔۔۔

ماں جی بہت محبت سے ملی اس سے۔۔۔

لیکن رتابہ اپنے کمرے سے باہر نا آئی۔۔۔۔۔۔۔

عضد کی آواز سننے کو اسکے کان ترس گئے تھے۔۔۔

وہ دروازے سے لگی عضد کی آواز سن کر روتی رہی۔۔۔۔

عضد مایوس ہی لوٹ گیا۔۔۔

وہ اسے لینے آیا تھا۔۔۔

رتابہ نے صاف انکار کر دیا تھا کہ وہ نہیں ملنا چاھتی عضد سے۔۔۔۔

سبحانہ زبردستی نا کر سکی۔۔۔اور عضد سے معذرت کر لی۔۔۔۔

رتابہ جانتی تھی کہ عضد اسے دیکھتے ہی دیوانہ وار اس سے لپٹ جائے گا۔۔۔۔

اور وہ بھی اس سے الگ نا ھو سکے گی۔۔۔۔

بس ایک دوسرے ایک ملاقات کی دوری پر تھے وہ دونوں۔۔۔۔۔۔

وہ ڈرائیو کرتا ھوا سگنل پر رکا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو برابر والی کار سے گانے کی آواز سن کر اسکی آنکھیں نم ھونے لگیں۔۔۔۔۔۔۔

بڑے کم نظر تھے ھم۔۔۔

گنہگار تھے ھم۔۔۔۔۔

مگر تیرے دل کو لبھاتے رھے ھیں۔۔۔۔۔۔۔۔

یہی سوچ کر تم بھلا دو خطائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تجھے ھم بہت یاد آتے رھے ھیں۔۔

فقط اک ملاقات مانگی ھے تم سے۔۔۔۔

ملا کر نظر کو گزر جایئے گا۔۔۔۔۔

سگنل کب کھل چکا تھا۔۔۔۔

وہ گم صم وہیں رکا رہا۔۔۔۔۔

پیچھے کھڑی گاڑیوں کے ہارن بجنے پر بھی وہ اپنی سوچوں سے باہر نا نکل سکا۔۔۔۔

ایک آدمی نے گاڑی سے نکل کر اسے ھوش کی دنیا میں واپس لایا۔۔۔۔

تو اس نے گاڑی روڈ پر آگے بڑھائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابھی وہ گھر نہیں پہنچا تھا کہ شاہ جی نے اسے کال کی کہ وہ فوراً اسکی حویلی میں آئے جو ڈیفنس سائیڈ پر تھی۔۔۔۔۔۔

عضد کچھ دیر میں وہاں موجود تھا۔۔۔۔

نمل نرگس اور علی سب وہاں پہلے سے موجود تھے۔۔۔۔۔

دیوی اور پائل بھی وہیں تھیں۔۔۔۔

عضد سب کو ساتھ دیکھ گھبرا گیا کہ کیا ھوا ھے؟؟؟

کچھ ہی پل میں شاہ جی ہال میں داخل ھوا بندیا اسکے ساتھ تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

نمل اور عضد بندیا کو شاہ جی کیساتھ دیکھ کر کافی حیران ھوئے۔۔۔۔۔

اور بندیا نمل کو دیکھ کر۔۔۔۔۔

دیوی نے آگے بڑھ کر بندیا کو گلے سے لگایا آج کئی سالوں بعد اسکی ماں اسکا دیدار کر رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ اسکے ایک ایک نقش کو چوم چوم کر رو رہی تھی۔۔۔۔

پھر اسے اپنے ساتھ لگائے شاہ جی کے اشارے پر صوفے پر بیٹھی۔۔۔۔

شاہ جی نے اپنے ایک ساتھی کو آواز دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بابو کو لیکر آؤ۔۔۔۔۔

شاہ جی کے دو ساتھی بابو کو پکڑے ھوئے ان سب کے سامنے تھے۔۔۔۔۔۔

بابو کا حال مار کھا کر اتنا برا تھا کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ھو پا رہا تھا۔۔۔۔

شاہ جی کے کہنے پر انہوں نے بابو کو فرش پر بٹھا دیا۔۔۔۔

شاہ جی ابھی اسکے پاس ہی آیا تھا کہ وہ کہنیوں کے بل رینگتا ھوا بندیا کے قدموں سے لپٹ گیا۔۔۔۔۔

مجھے معاف کر دے بندیا۔۔۔

مجھے معاف کر دے۔۔۔۔

میں نے تجھ سے بختی اور تیرے باپ کے متعلق سب جھوٹ بولا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ چلا چلا کر بول رہا تھا۔۔۔۔

یہ سب میں نے بختی کو حاصل کرنے کیلئے کیا تھا۔۔۔۔

قصور تیرے باپ کا نہیں میرا تھا۔۔۔۔۔۔۔

میں نے بختی کو اپنی ھوس کا نشانا بنانا چاہا تھا لیکن تیرے باپ کے ھوتے ھوئے میرا یہ خواب پورا نا ھو سکا۔۔۔۔

اسلیۓ اس پر میں نے یہ سارے الزامات لگائے تھے کہ وہ مجھ سے ڈر کر بختی کو میرے حوالے کر دے۔۔۔۔۔۔۔

بختی بلکل بے قصور ھے۔۔۔۔

وہ اپنا سر بندیا کے پیروں پر رگڑ کر بولا۔۔۔

معاف کر دے مجھے۔۔۔

میں نے تجھے بھی برباد کر دیا۔۔۔

اور خود کو بھی۔۔۔۔

وہ دھاڑیں مار مار کر اپنے آپکو پیٹنے لگا۔۔۔

رپورٹ عضد کے سامنے رکھی۔۔ DNA علی نے زیان اور بابو کی

عضد نے رپورٹ کو چھوا تک نا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ غصے سے زخمی شیر کیطرح بابو پر جھپٹا۔۔۔۔

اسے گھونسوں اور لاتوں سے مارتا رہا۔۔۔۔۔

شاہ جی علی اور اسکے بندوں سے بھی وہ قابو میں نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بابو اسکی مار کھا کر بیہوش ھو گیا۔۔۔۔۔

سب نے بڑی مشکل سے عضد کو کنڑول کیا۔۔۔۔

علی تو اسکا غصہ دیکھ کر اتنا خوفزدہ ھو گیا تھا کہ جب اسے مایا کا پتہ چلا تو یہ اسکے ساتھ کیا کرے گا۔۔۔۔۔

مایا کی سچائی ابھی دونوں بھائیوں کے درمیان تھی۔۔۔۔

کہ یہاں مایا بھی بابو کے جھوٹ کا شکار ھوئی تھی۔۔۔۔

ان سب باتوں میں مایا کا اتنا قصور تھا کہ اس نے بندیا کو عضد تک پہنچنے کا راستہ بنایا تھا۔۔۔۔۔

باقی سب کچھ بندیا نے اپنی مرضی سے کیا تھا۔۔۔۔۔۔

شاہ جی نے بڑی مشکل سے اس بپھرے ہوئے عضد کو اپنے سینے سے بھینچا تھا۔۔۔۔

وہ شاہ جی کے سینے سے لگ کر تڑپ تڑپ کا با آواز رویا۔۔۔۔

ہر آنکھ اور وہاں کی در و دیوار بھی اسوقت اشکبار تھیں۔۔۔۔۔۔۔

دیوی اور بندیا نے نمل کے پاؤں پڑ کر معافی مانگی۔۔۔۔

دیوی اپنے دل پر ہاتھ رکھ کراہتے ھوئے بولی۔۔۔۔

بلکل سہی کہہ کر گئی تھی تو میری بچی میری بندیا نے میرے ظلم کا بدلہ چکایا ھے۔۔۔۔

شاہ جی نے بندیا اور دیوی کی منت سماجت دیکھ کر رتابہ کو اپنی حویلی میں لایا۔۔۔۔۔

رتابہ کو دیکھتے ہی بندیا اور دیوی اسکے قدموں میں آ گریں۔۔۔

رتابہ یہ سب دیکھ کر کافی حیرانی سے شاہ جی کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

شاہ جی نے بڑی محبت سے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

رتابہ کے چہرے کو دیکھ کر اسوقت شاہ جی کی آنکھیں بھی بھیگ گئ تھیں۔۔۔۔۔

وہ سر پٹخ پٹخ کر معافی مانگ رہی تھیں رتابہ سے۔۔۔۔۔

رتابہ نے دیوی آنٹی کو اوپر اٹھایا۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر بندیا کو۔۔۔

جن ہاتھوں نے ھمیشہ رتابہ پر ہر طرح کا ظلم ڈھایا تھا آج وہی ہاتھ اسکے سامنے جڑے ھوئے تھے۔۔۔۔۔

کتنا کٹھن ھوتا ھے یہ مرحلہ جب آپ کو زندگی بھر ذلیل اور رسوا کرنے والے خود اپنی رسوائیوں کے خوف سے فرار حاصل کرنے کیلئے آپ سے اپنے ان تمام مظالم کی معافی چاھتے ھیں جو آپکے لئے ناقابل فراموش ھوتے ھیں۔۔۔۔۔۔۔

وہ مجرموں کیطرح کھڑی ہی رہیں اسکے سامنے ہاتھ جوڑے اور شاید تا قیامت کھڑی رہتیں وہ اگر انکو رتابہ معاف نا کرتی۔۔۔۔۔

بندیا کی صورت میں بہت سخت سزا کاٹی تھی دیوی نے بھی اور خود بندیا نے بھی۔۔۔۔

اللہ ایسا مقام کسی دشمن کی بہن بیٹی پر بھی نا لائے کہ وہ گھر کی زینت سے بازاروں کی رونق بن جائے۔۔۔۔

شاہ جی سے رتابہ کا رونا دیکھا نہیں جا رہا تھا۔۔۔۔

کیونکہ جس انداز سے وہ رو رہی تھی شاہ جی کو ایسے لگا کہ اسکے آنسوؤں میں آج سارا جہان ڈوب جائیگا۔۔۔۔۔۔۔

گناہ کرنے والا اگر اپنے گناھوں سے شرمندہ ھو کر ان سے توبہ کر کے معافی کا طلبگار ھو تو رب تعالیٰ بھی انکو معاف فرما دیتا ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ تو رتابہ تھی دکھوں کی ماری۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج رب نے اسے یہ مقام دیا تو اس نے فرعونیت کا لبادہ نا اوڑھا۔۔۔۔۔

بلکہ رب کو غفور الرحیم جان کر انکو معاف کر دیا۔۔۔۔

کہ وہ بھی تو رب سے اپنی ہر چھوٹی بڑی خطا کی معافی چاہتی تھی۔۔۔۔۔

مانا دیوی نے ہر طرح کا ظلم ضرور ڈھایا تھا رتابہ پر لیکن اسکی عزت کی حفاظت اس نے اپنی بچیوں کیطرح ہی کی تھی۔۔۔

کبھی اسے گھر سے باہر نہیں نکالا تھا نا کسی لالچ میں آکر اسے کسی کے ہاتھ بیچا تھا نا اسکا ہاتھ کسی ایرے غیرے کے ہاتھ میں تھما کر اسے گھر سے چلتا کیا تھا۔۔۔۔

وہ کہتی دن میں ہزار بار تھی کہ اسے گوپال نکال دے گھر سے۔۔۔

لیکن یہ ہمت اٹھارہ سالوں میں دیوی نے خود بھی نا کی تھی نا اسکی بیٹیوں نے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن جسطرح کے حالات کا سامنا بندیا نے کیا تھا اسطرح کے حالات رتابہ کے نصیب میں اللہ تعالیٰ نے نہیں لکھے تھے۔۔۔۔

اور پھر وہ اس گوپال کی بیوی اور اولاد تھی جس گوپال نے اپنے سینے سے لگا کر اسے اپنی دھڑکنوں میں چھپا کر پالا تھا۔۔۔۔

بندیا اور دیوی جا چکی تھیں وہاں سے۔۔۔

شاہ جی اسے گھر واپس لے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ رتابہ سے پوچھے بنا نا رہ سکا کہ اس نے ایک ہی پل میں انکو کیسے معاف کر دیا؟؟؟؟؟

رتابہ نے گاڑی سے باہر آسمان کیطرف جھانکا۔۔۔۔

اور پر سکون لہجے میں کہنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ھے کہ۔۔۔۔

مظلوم اور اللہ تعالیٰ کے بیچ کوئی پردہ نہیں ھوتا۔۔۔۔۔

پھر میں مظلومیت سے ظلمت کا راستہ کیسے اختیار کر لیتی؟؟؟؟

کیسے اللہ تعالیٰ کے اور اپنے بیچ پردے حائل کر لیتی۔۔۔

وہ خود اتنا بڑا غفور الرحیم ھے کہ پوررررررری دنیا کے گناہ پل بھر میں معاف کر سکتا ھے تو میں کون ھوتی ھوں؟؟؟؟؟؟

جو اپنے ساتھ ھونے والے چند سالوں کے مظالم کا بدلہ لیتی؟؟؟؟

شاہ جی نے بڑے فخریہ انداز میں اسے دیکھا۔۔۔۔۔

میرے سارے معاملات اس رب العالمین کے سپرد ھیں۔۔۔

جس نے آج ان گنہگاروں کو خود سے پہلے میرے سپرد کیا۔۔۔۔

میں کیا میری اوقات کیا؟؟؟؟؟

رب نے اپنے بندوں کی عاقبت کا فیصلہ مجھ جیسی ادنی سی بندی کے ہاتھ میں تھمایا۔۔۔۔۔۔

تو میں فرعون یا یزید بن کر گھاٹے کا فیصلہ کیوں کرتی؟؟؟

شاہ جی اسے سراہے بنا نا رہ سکا۔۔۔۔۔۔۔

ھو سکتا ھے بھائ میرے ذریعے سے اللہ انکو ہدایت کی راہ پر لانے کا منتظر ھو؟؟؟

بہت دور تک سوچا تھا رتابہ نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں نے انکو دکھا دی اس رب کی راہ۔۔۔۔

آگے اللہ جانے اور اللہ کے کام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

علی مایا کو آفس سے سیدھا شاہ جی کی حویلی پر لایا جہاں شاہ نے بابو کو اپنی قید میں کے رکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

مایا حویلی دیکھ کر بولی یہ تم مجھے کہاں لائے ھو؟؟؟

علی نے اسے اپنے سامنے بٹھایا۔۔۔۔

کچھ ضروری باتیں کرنی تھیں تم سے اسلیے یہاں شاہ جی کی حویلی لایا ھوں۔۔۔۔۔

ایسی کونسی بات تھی جو تم گھر میں نہیں کر سکتے تھے؟؟؟

مایا اسے گھور کر بولی۔۔۔۔۔

نہیں کر سکتا تھا گھر میں یا باہر یا کہیں بھی۔۔۔۔

علی کا انداز آج بات کرنے کا مایا کو بہت عجیب لگا۔۔۔۔

علی کوئی تہمید باندھے بنا صاف گوئی سے مخاطب ھوا مایا سے۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں رتابہ کا گھر تباہ کرنے پر تلی ھوئی ھو تم؟؟؟؟؟

کیا چاھتی ھو تم؟؟؟؟

وہ غصے سے کھڑی ھوئی کیا بکواس ھے یہ؟؟؟؟؟

علی اسکے کہ اتنا قریب ھو کر غرایا کہ وہ سہم کر رہ گئی۔۔۔

بکواس نہیں کر رہا میں۔۔۔۔

مایا دو قدم اس سے پیچھے ہٹی تو اپنے پیچھے کھڑی بندیا سے ٹکرائی۔۔۔۔۔۔۔

جب پلٹ کر اسے دیکھا تو بندیا کیساتھ دروازے پر زخموں سے چور چور بابو بھی موجود تھا۔۔۔۔۔

کیوں رک گئی نا سانس انکو سامنے دیکھ کر۔۔۔۔۔

اب یہ مت کہنا کہ انکو جانتی نہیں ھو۔۔۔۔۔

مایا اپنا پول کھل جانے پر بری طرح بدحواس ھوئی تھی۔۔۔۔۔۔

اور ساری سچائی جان کر اسکا دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اسمیں سما جائے۔۔۔۔۔۔

شاہ جی بھی وہیں موجود تھا۔۔۔۔

علی نے اسے اپنے اور شاہ جی کے رشتے کے متعلق بھی سچ بتا دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جسے جان کر اسے ایک اور دھچکا لگا تھا۔۔۔۔۔

شاہ جی کا دل چاہ رہا تھا وہ اسے گولی مار دے کیونکہ اس نے زیان کا الزام اس پر بھی لگایا تھا۔۔۔۔۔

مایا بلکل گونگی ھو گئی تھی۔۔۔۔۔ایک لفظ شرمندگی کے مارے اسکے منہ سے نا نکلا تھا۔۔۔۔۔

بس آنسو تھے جو لگاتار اسکے گالوں پر بہہ رھے تھے۔۔۔۔

علی اسے دیکھ کر بولا۔۔۔۔

مجھے گھن آ رہی ھے اپنے آپ سے کہ میں تم جیسی بہن کا بھائی ھوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمھارا تو بس نہیں چلا ورنہ تم زیان کا الزام میرے سر بھی لگا دیتی اگر میں رتابہ سے پہلے مل چکا ھوتا تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد کو یہ سب معلوم ھوا کہ تم بھی اسکی بربادی میں شامل ھو تو جانتی ھو وہ جان سے مار دیگا تمھیں۔۔۔۔

مایا نے روتے ہوئے علی اور شاہ کے آگے ہاتھ جوڑے پلیز عضد کو یہ سب مت بتانا۔۔۔

میں معافی مانگ لونگی رتابہ سے بھی نمل سے بھی لیکن پلیز عضد کو یہ سب مت بتانا۔۔۔

وہ دونوں ہاتھوں میں اپنا چہرہ لیکر پھوٹ پھوٹ کر روئی۔۔۔۔

شاہ جی نے اپنے لب کافی دیر بعد کھولے۔۔۔۔

تمھاری حرکتیں دیکھ کر ھمیں نہیں لگتا کہ تم ھمارا خون ھو۔۔۔۔

پھر وہ مایا اور بندیا دونوں سے مخاطب ھوا۔۔۔۔۔

اگر رتابہ تمھاری وجہ سے بابو کے ہاتھ لگ جاتی تو میں تمھیں زندہ زمین میں گاڑ دیتا تم دونوں کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی کا غصہ اسکے تیکھے نقوش پر غصب ڈھا رہا تھا۔۔۔۔

یار تم سب نے ملکر اس معصوم سی بے ضرر سی لڑکی کیساتھ کتنے کھلواڑ کی ہے۔۔۔ کتنے ظلم کتنے الزام لگائے۔۔۔۔

صرف اسلیے کہ وہ لاوارث ھے۔۔۔۔

اور تم جیسے چاھو گی اسے اپنے ہاتھوں کی کٹھ پتلی بنا کر اپنے اشاروں پر نچاؤ گی۔۔۔

اب دیکھو اپنا حال غور کرو کون کس کے ہاتھوں کی کٹھ پتلی بنا ھے۔۔۔۔۔۔

جس رتابہ کو تم سب نے ملکر تباہ و برباد کرنے کی کوشش کی آج اسی رتابہ کے ہاتھ میں تمھاری نجات ھے۔۔۔

تم سب نے ملکر اسے ذلیل و خوار کرنا چاہا۔۔۔۔۔

اور آج خود اپنی ہی نظروں میں ذلیل و خوار ھو کر رہ گئ ھو۔۔۔۔۔

علی بھی پیچھے نا رہا اس نے بھی مایا کو کھری کھری سنائیں۔۔۔۔۔

عضد کو پانے کیلئے تم اتنی اندھی ھو گئ تھی کہ سچ جھوٹ کی تمیز ہی بھول گئ۔۔۔۔۔

اور یہ بھی بھول گئ کہ جسے تم برباد کر رہی ھو اسے عضد کے ساتھ آباد کرنے والا اللہ موجود ھے۔۔۔۔۔۔

جو تمھاری ساری سازشوں کو دیکھ اور سن رہا ھے۔۔۔۔۔

اور اسکے آگے تمھاری ایک سازش بھی کامیاب نا ھو سکی۔۔۔۔۔۔

مایا شرم سے زمین میں گڑتی چلی گئ۔۔۔۔

عضد کو چاھتی ھو تم تو چاھنے کا سلیقہ بھی تو سیکھو۔۔۔۔

کسی کو برباد کر کے اپنی مکاریوں سے محبت حاصل کرنے کا یہ کونسا طریقہ ھے ؟؟؟؟؟

مایا اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے چلائی۔۔۔۔۔۔

بسسسسسسسس بس کر دو۔۔۔

بس کر دو اب میں مذید کچھ نہیں سن سکتی۔۔۔۔۔۔

علی بھی رو پڑا کہ یہ تھی اسکی بہن جس پر وہ جان دیتا تھا۔۔۔

وہ علی کی شرٹ پکڑے خوب روئی۔۔۔۔۔

علی اسکے ہاتھ جھٹک کر روتا ھوا بولا۔۔۔۔

تم سے تو رشتہ بھی ایسا ھیکہ کچھ بگاڑ بھی نہیں سکتا تمھارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسے وہاں چھوڑ کر چلا گیا۔۔۔

شاہ جی بندیا کو باہر تک چھوڑنے آیا۔۔۔۔۔

بندیا نے پھر نہایت شرمندگی سے شاہ جی سے بار بار معافی مانگی۔۔۔۔۔۔

کہ مایا بھی اسکے کہنے میں آئی تھی۔۔۔۔۔

علی مایا کو وہاں چھوڑتے ھوئے یہ بھول گیا تھا کہ مایا کس حد تک جذباتی ھے۔۔۔۔

اپنی ہار اس نے تسلیم کر تو لی تھی۔۔۔۔۔

لیکن احساس شرمندگی نے اسے جینے کا موقع نا دیا۔۔۔۔

وہ اپنے جذبات کے ہاتھوں اس قدر مجبور ھو گئ تھی کہ اس نے خود کو آگ لگا لی۔۔۔۔

شاہ جی گھر کے باہر ہی تھا۔۔۔۔

بندیا کو گاڑی میں بٹھا کر وہ ابھی گھر میں داخل نہیں ھوا تھا کہ مایا کی فلک شگاف چیخیں اسے سنائ دیں۔۔۔۔۔

وہ تیزی سے اندر بڑھا تو اپنی طرف بھاگ کر آتے ھوئے اپنے ساتھی سے ٹکرایا۔۔۔۔

شاہ جی اس نے آگ لگا لی خود کو۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی تیزی سے بھاگتے ہوئے اندر آیا تو آگ نے پورا اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔۔۔۔۔

شاہ جی نے ہال کا پردہ کھینچ کر اتارا اور اسے پردے میں لپیٹ کر آگ بجھائی۔۔۔۔۔۔

لیکن وہ شاہ جی کے بچانے کے باوجود جل چکی تھی۔۔۔۔۔

URDUNovelians

یہ قسط مکمل شئ ر نہیں ھوئی۔۔۔

اسکا بقیہ حصہ صبح شئ ر کرونگی۔۔۔۔۔۔

ایک ساتھ پوسٹ کرنے سے کچھ میمبرز کنفیوزڈ ھو جاتے ھیں۔۔۔۔۔۔۔

خوش رھیں آباد رھیں۔۔۔۔۔۔ سچی کہانی بد بخت

آخری قسط کا بقیہ حصہ

از قلم عرشی نور

شاہ جی نے ہال کا پردہ کھینچ کر اتارا اور اسے پردے میں لپیٹ کر آگ بجھائی۔۔۔۔۔۔

لیکن وہ شاہ جی کے بچانے کے باوجود جل چکی تھی۔۔۔۔۔

نمل اور نرگس رتابہ کے پاس تھیں۔۔۔۔۔۔۔

نمل کو بہت گلہ تھا کہ اس پر کیا کچھ بیت گیا تھا لیکن اس نے نمل کو بھنک تک نا لگنے دی تھی۔۔۔۔۔۔

سجانہ نرگس کیساتھ ہال میں ہی بیٹھی ھوئ تھی۔۔۔۔

زیان انکے سامنے کھیلنے کودنے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔

نمل رتابہ کو لیے اسکے کمرے میں تھی۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ سب کچھ کھل کر سب کے سامنے آ چکا ھے۔۔۔۔

لیکن زیان کا علم کسی کو نہیں؟؟؟؟؟؟؟

کس کا بچہ ھے وہ تم مجھے تو بتا سکتی ھو نا۔۔۔۔۔

رتابہ کا سر جھکا ھوا تھا۔۔۔۔۔

تم کس سے ڈر رہی ھو اب؟؟؟؟

ھم سب تمھارے ساتھ ھیں۔۔۔۔

میں امی۔۔شاہ جی علی پھر کس بات کا ڈر ھے؟؟؟؟

میں نہیں جانتی کہ زیان کس کا بچہ ھے۔۔۔

یہ کیسی بات ھوئی نمل اس پر بگڑنے لگی۔۔۔۔۔

رتابہ نے نمل کے بگڑتے تیور دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔۔۔

میں سچ کہہ رہی ھوں میں اسکو نہیں جانتی۔۔۔

راہ چلتے ھوئے لوٹنے والوں کو کون پہچان سکتا ھے؟؟؟؟؟

کتنی ہی بچیوں کا عورتوں کا روزانہ ریپ ھوتا ھے اس دنیا میں۔۔۔۔

سب گناہ کرنے والے ہاتھ کہاں آتے ھیں۔۔۔۔۔

ناسب کو سزا ملتی ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نمل اسکی آنکھوں میں اعتماد دیکھ کر دیکھتی رہ گئ۔۔۔۔۔

تم سچ کہہ رہی ھو؟؟؟؟؟

وہ ایک ٹک اسے دیکھ کر بولی۔۔۔

تم جانتی ھو میں جھوٹ نہیں بولتی۔۔۔۔۔

اسوقت اسکا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسکا چہرہ دروغ گو کا چہرہ نہیں۔۔۔۔۔۔۔

نمل نے ٹاپک بدلہ۔۔۔

تم نے اپنی اگلی زندگی کے بارے میں کیا سوچا ھے؟؟؟؟؟

کچھ نہیں سوچا۔۔۔۔

عضد کی حالت دیکھی ھے تم نے؟؟؟؟؟

نہیں دیکھنا چاھتی وہ سفاکی سے بولی۔۔۔۔۔

کیوں؟؟؟؟

کیونکہ اس نے میرے اور گوپال ماما کے رشتے پر شک کیا۔۔۔۔

وہ ساری دنیا کے الزام لگا دیتا مجھ پر لیکن اس بات پر یقین نا کرتا کہ گوپال ماما میرے بچ۔۔۔۔۔

رتابہ اپنا چہرہ شرم سے ڈھانپ کر زمین میں گڑنے لگی۔۔۔۔

نمل نے اسے گلے سے لگایا۔۔۔۔۔

بس رتابہ بس۔۔۔۔

اب رونا نہیں ھے تم نے۔۔۔۔

رونے کے دن اب انکے ھیں جنہوں نے تمھیں برباد کرنا چاہا تھا۔۔۔۔

لیکن میری جان یہاں عضد کا بھی قصور نہیں۔۔۔۔۔

تمھاری زندگی کے پہلو ہی اس قدر الجھے ھوئے تھے کہ وہ الجھتا ہی چلا گیا۔۔۔۔۔

اور اسے الجھانے والے وہ ہاتھ تھے جن ہاتھوں میں تمھاری زندگی کا لمحہ لمحہ گزرا تھا۔۔۔۔

تم سب کو معاف کر سکتی ھو تو اس عضد کو کیوں نہیں معاف کر سکتی جس نے تمھیں ان حالات میں بھی قبول کیا تھا جن میں تم اپنے لیے بھی نا قابل قبول تھی۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے بھیگی پلکوں سے نمل کو دیکھا۔۔۔

تم خود سوچو۔۔۔۔

جو حادثہ تمھارے ساتھ ھوا اسکے بعد تم نے خودکشی کے علاوہ کونسا راستہ چننا تھا؟؟؟

یا زیان جیسے بچے کی ماں بن کر تمھیں کونسا مرد قبول کر سکتا تھا؟؟؟؟؟

جانتی ھو رتابہ میں تو لاوارث نہیں تھی۔۔۔۔

نا میرے ساتھ جازب نے کوئی ایسی حرکت کی تھی پھر بھی اس معاشرے میں میرے لیے کوئی جگہ کوئی مقام نا تھا۔۔۔

اور جس شخص کیساتھ میری زندگی جڑنے والی تھی اس نے بھی مجھ سے میری بے گناہی کا ثبوت مانگا تھا شادی سے پہلے۔۔۔کہ آیا میں کہیں استعمال شدہ تو نہیں اب؟؟؟

اسکی ماں ہاتھ جوڑ کر میرے رشتے سے انکار کر کے گئی تھی کہ وہ مجھے اپنا کر کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہ؟ سچی کہانی بد بخت

آخری قسط کا بقیہ حصہ

از قلم عرشی نور

URDUNovelians

شاہ جی نے ہال کا پردہ کھینچ کر اتارا اور اسے پردے میں لپیٹ کر آگ بجھائی۔۔۔۔۔۔

لیکن وہ شاہ جی کے بچانے کے باوجود جل چکی تھی۔۔۔۔۔

نمل اور نرگس رتابہ کے پاس تھیں۔۔۔۔۔۔

نمل کو بہت گلہ تھا کہ اس پر کیا کچھ بیت گیا تھا لیکن اس نے نمل کو بھنک تک نا لگنے دی تھی۔۔۔۔۔

سبحانہ نرگس کیساتھ ہال میں ہی بیٹھی ھوئ تھی۔۔۔۔

زیان انکے سامنے کھیلنے کودنے میں مصروف تھا۔۔۔۔

نمل رتابہ کو لیے اسکے کمرے میں تھی۔۔۔۔۔۔

رتابہ سب کچھ کھل کر سب کے سامنے آ چکا ھے۔۔۔۔

لیکن زیان کا علم کسی کو نہیں؟؟؟؟؟؟؟

کس کا بچہ ھے وہ تم مجھے تو بتا سکتی ھو نا۔۔۔۔۔

رتابہ کا سر جھکا ھوا تھا۔۔۔۔۔

تم کس سے ڈر رہی ھو اب؟؟؟؟

ھم سب تمھارے ساتھ ھیں۔۔۔۔

میں امی۔۔شاہ جی علی پھر کس بات کا ڈر ھے؟؟؟؟

میں نہیں جانتی کہ زیان کس کا بچہ ھے۔۔۔

یہ کیسی بات ھوئی نمل اس پر بگڑنے لگی۔۔۔۔۔

رتابہ نے نمل کے بگڑتے تیور دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔۔۔

میں سچ کہہ رہی ھوں میں اسکو نہیں جانتی۔۔۔

راہ چلتے ھوئے لوٹنے والوں کو کون پہچان سکتا ھے؟؟؟؟؟

کتنی ہی بچیوں کا عورتوں کا روزانہ ریپ ھوتا ھے اس دنیا میں۔۔۔۔

سب گناہ کرنے والے ہاتھ کہاں آتے ھیں۔۔۔۔۔

ناسب کو سزا ملتی ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نمل اسکی آنکھوں میں اعتماد دیکھ کر دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔۔

تم سچ کہہ رہی ھو؟؟؟؟؟

وہ ایک ٹک اسے دیکھ کر بولی۔۔۔

تم جانتی ھو میں جھوٹ نہیں بولتی۔۔۔۔۔

اسوقت اسکا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسکا چہرہ دروغ گو کا چہرہ نہیں۔۔۔۔۔۔۔

نمل نے ٹاپک بدلہ۔۔۔

تم نے اپنی اگلی زندگی کے بارے میں کیا سوچا ھے؟؟؟؟؟

کچھ نہیں سوچا۔۔۔۔

عضد کی حالت دیکھی ھے تم نے؟؟؟؟؟

نہیں دیکھنا چاھتی وہ سفاکی سے بولی۔۔۔۔۔

کیوں؟؟؟؟

کیونکہ اس نے میرے اور گوپال ماما کے رشتے پر شک کیا۔۔۔۔

وہ ساری دنیا کے الزام لگا دیتا مجھ پر لیکن اس بات پر یقین نا کرتا کہ گوپال ماما میرے بچ۔۔۔۔۔

رتابہ اپنا چہرہ شرم سے ڈھانپ کر زمین میں گڑنے لگی۔۔۔۔

نمل نے اسے گلے سے لگایا۔۔۔۔۔

بس رتابہ بس۔۔۔۔

اب رونا نہیں ھے تم نے۔۔۔۔

رونے کے دن اب انکے ھیں جنہوں نے تمھیں برباد کرنا چاہا تھا۔۔۔۔

لیکن میری جان یہاں عضد کا بھی قصور نہیں۔۔۔۔

تمھاری زندگی کے پہلو ہی اس قدر الجھے ھوئے تھے کہ وہ الجھتا ہی چلا گیا۔۔۔۔

اور اسے الجھانے والے وہ ہاتھ تھے جن ہاتھوں میں تمھاری زندگی کا لمحہ لمحہ گزرا تھا۔۔۔

تم سب کو معاف کر سکتی ھو تو اس عضد کو کیوں نہیں معاف کر سکتی جس نے تمھیں ان حالات میں بھی قبول کیا تھا جن میں تم اپنے لیے بھی نا قابل قبول تھی۔۔۔۔۔

رتابہ نے بھیگی پلکوں سے نمل کو دیکھا۔۔۔

تم خود سوچو۔۔۔۔

جو حادثہ تمھارے ساتھ ھوا اسکے بعد تم نے خودکشی کے علاوہ کونسا راستہ چننا تھا؟؟؟

یا زیان جیسے بچے کی ماں بن کر تمھیں کونسا مرد قبول کر سکتا تھا؟؟؟؟

جانتی ھو رتابہ میں تو لاوارث نہیں تھی۔۔۔۔

نا میرے ساتھ جازب نے کوئی ایسی حرکت کی تھی پھر بھی اس معاشرے میں میرے لیے کوئی جگہ کوئی مقام نا تھا۔۔۔

اور جس شخص کیساتھ میری زندگی جڑنے والی تھی اس نے بھی مجھ سے میری بے گناہی کا ثبوت مانگا تھا شادی سے پہلے۔۔۔کہ آیا میں کہیں استعمال شدہ تو نہیں اب؟؟؟

اسکی ماں ہاتھ جوڑ کر میرے رشتے سے انکار کر کے گئ تھی کہ وہ مجھے اپنا کر کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہیں رھیں گی۔۔۔۔۔

محلے والوں نے رسوا کر کے ھمیں نکالا تھا وہاں سے۔۔۔

اب تم اپنی جانب غور کرو۔۔۔۔

اور موازنہ کرو کہ تمھیں آج کہاں ھونا چاھئے تھا؟؟؟؟

کسی گمنام قبرستان میں یا بد چلن عورت کا لقب لیکر کسی یتیم خانے میں؟؟؟

کون یقین کرتا تمھاری بے گناہی پر؟؟؟؟؟

نمل کی بات سن کر رتابہ کے رونگٹے کھڑے ھو گئے۔۔۔۔۔

میری جان میں تمھیں طعنہ نہیں دے رہی بلکہ سمجھا رہی ھوں کہ معاشرے میں عضد کے بغیر تمھاری کیا حیثیت کیا مقام ھے؟؟؟؟

جانتی ھو لاوارث لڑکیوں کی یا ریپ کا شکار ھونے والی لڑکیوں کی شادیاں عضد جیسے پارس شہزادوں سے نہیں ھوتی۔۔۔۔

بلکہ کسی لولے لنگڑے۔۔۔اندھے

موالی یا رنڈوے یا عمر رسیدہ جوان بچوں کے باپ سے ھوتی ھے۔۔۔۔۔

اگر یہ سب نا ھو تو اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔۔۔

پھر بندیا جیسی بے گھر بے عزت بے آبرو زندگی ھوتی ھے۔۔۔۔۔

رتابہ کیساتھ ساتھ نمل خود بھی رو پڑی۔۔۔۔

تم نے عضد کی زیادتیاں بہت برداشت کی ھیں۔۔۔

لیکن اس نے تم سے جڑی وہ ذلت جھیلی ھے۔۔۔۔

جسکے نام پر مرد عورتوں کو زندہ زمین میں دفن کر دیتے ھیں۔۔۔

نرگس بھی اندر آ گئی تھی۔۔۔۔۔

رتابہ بیٹا ھم یہاں اسکے وکیل بن کر یا تمھارے جج بن کر نہیں آئے۔۔۔۔۔

بلکہ عضد کی ذات کا چھپا وہ پہلو اجاگر کرنے آئے ھیں جس سے ھم خود بھی واقف نہیں تھے۔۔۔

عورت بہت کمزور ھوتی ھے اسکے آنسو دیکھ کر ہر دوسرا بندہ ھمدردی میں اسکا سہارا بننے کی کوشش کرتا ھے کہ عورت مظلوم ھے۔۔۔۔۔۔۔

لیکن عضد کو یہاں ھم سب نے تنہا چھوڑ دیا۔۔۔اور سب تمھاری سائیڈ ھو گئے۔۔۔۔۔

صرف اسلیئے کہ وہ اک مرد ھے۔۔۔

اسے کسی کے سہارے کی کسی کیساتھ کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔

اور تم بھی اسے تنہا چھوڑ کر ایک طرف ھو گئ۔۔۔۔

نمل اندر آتے زیان کو گود میں لیکر بولی۔۔۔

رتابہ زندگی کے مشکل ترین موڑ پر اس نے تمھیں خود سے جدا نہیں کیا۔۔۔۔۔۔۔۔

زیان کے پیدا ھونے سے یہ گوپال اور بابو کی حقیقت جاننے تک بھی اس نے تمھیں طلاق نہیں دی۔۔۔۔

بلکہ دیوانوں کیطرح وہ تمھارے لیے تڑپ رہا ھے۔۔۔

اور جانتی ھو وہ تمھاری سچائ جانے بنا ہی تمہں میں اس دن لینے آیا تھا۔۔۔۔

وہ تمھاری اور اپنے ھونے والے بچے کی خاطر اپنی غیرت کو بھی مارنے کیلئے تیار تھا۔۔

نرگس نے ہاتھ جوڑے رتابہ کے آگے مت ٹھکراؤ اسے جس نے تمھاری ٹھوکروں کو اپنا نصیب سمجھ کر قبول کیس ھے۔۔۔۔

رتابہ نے نرگس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر چومے۔۔۔۔

نہیں امی پلیز ہاتھ مت جوڑیں آپ۔۔۔۔۔۔

میں عضد کو کھو کر خود بھی نہیں جی سکتی کہ میری روح کی گہرائیوں میں بستا ھے وہ۔۔۔

بس وقتی طور پر غم و غصے میں اپنے لیے میں تھوڑی خود غرض ھو گئ تھی۔۔۔

لیکن مجھے آپ لوگ تھوڑا سا وقت دے دیں۔۔۔

میں خود لوٹ آؤنگی۔۔۔۔

بس کچھ دن میں یہ سب بھولنا چاھتی ھوں میں۔۔۔۔۔۔

نمل اور نرگس گھر آ گئ واپس لیکن آج وہ مایوس نہیں لوٹی تھیں۔۔۔۔۔

مایا کے جلنے کی خبر سن کر سبھی ھوسپٹل پہنچ چکے تھے۔۔۔۔

جازب بھی آج ہی لوٹا تھا کراچی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مایا زندہ تو بچ گئ تھی لیکن اسکا آدھا جسم جھلس گیا تھا۔۔۔۔

رتابہ مایا کی خیریت کیلیے اللہ کے حضور حاضر تھی۔۔۔۔۔

عضدائیر پورٹ پر جازب کو لینے پہنچا تو اسکی حالت دیکھ کر جازب نے پریشانی سے اسے گلے سے لگایا۔۔۔۔

یہ کیا حالت بنا رکھی ھے میرے بھائی تم نے۔۔۔۔۔

جازب نے اسکا زرد چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیا۔۔۔۔

اس نے گھر پہنچتے ھوئے مختصر سا قصہ جازب کو سنایا۔۔۔۔

جازب نے اسی وقت اسے گاڑی شاہ جی کی ماں کے گھر موڑنے کو کہا۔۔۔۔۔۔

کہ وہ جا کر خود رتابہ کو لیکر آئے گا۔۔۔۔

عضد اسے لے گیا شاہ جی کی بڑی حویلی میں۔۔۔

عضد رتابہ کے سامنے نا گیا۔۔۔

شاہ جی کے ماموں سکندر جازب کو مہمان خانے میں لے آیا۔۔۔

جو انکی حویلی کے دوسری جانب تھا۔۔۔

عضد گاڑی میں ہی بیٹھا ھوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

سکندر اندر آ کر رتابہ سے کہا کہ اسکا جیٹھ اس سے ملنے آیا ھے۔۔۔

رتابہ جائے نماز سے اٹھی۔۔۔

اور مہمان خانے کیطرف چل پڑی جہاں جازب اسکا منتظر تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ کو نہیں معلوم تھا کہ عضد بھی جازب کے ساتھ آیا ھے۔۔۔

ڈرائنگ روم میں داخل ھو کر رتابہ نے جازب کو سلام کیا۔۔۔

جازب اسکے سر پر ہاتھ رکھنے کیلیے آگے بڑھا تو رتابہ دو قدم پیچھے ہٹی۔۔۔۔۔۔

جازب خجل سا ھو گیا اپنا ہاتھ واپس پیچھے کرتے ھوئے اس نے رتابہ سے کہا۔۔۔

ناراض ھو اب تک ھم سب سے؟؟؟؟؟؟؟؟؟

اس نے ناں میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

کیا فیصلہ کیا ھے تم نے کب تک اس طرح غیروں کے در پر بیٹھی رھو گی۔۔۔۔۔۔

گھر چلو میں لینے آیا ھوں تمھیں۔۔۔۔۔۔۔۔

بھول جاؤ جو ھونا تھا سو ھو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنی زندگی۔۔۔۔

رتابہ نے جازب کی بات کاٹی۔۔۔۔

آپ بھول سکتے ھیں وہ سب میں نہیں بھول سکتی۔۔۔۔۔۔

جازب نے شرمندگی سے سر جھکایا۔۔۔۔۔

میں اپنی غلطی تسلیم کرتا ھوں بہت غلط کیا تھا میں نے تمھاری دوست کیساتھ جسکی سزا بھی میں کاٹ چکا ھوں۔۔۔۔۔۔

لیکن تمھارا اسطرح مجھ سے گریزاں رہنا اچھی بات نہیں۔۔۔

میری ذات سے تو تمھیں کوئی تکلیف یا نقصان نہیں پہنچا۔۔۔

رتابہ جو دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔۔۔۔۔

اب وہ دو قدم آگے کو بڑھ کر جازب کے قریب ھوئی۔۔۔

جازب کو اسطرح رتابہ کا پاس آنا کافی ناگزیر گزرا۔۔۔۔

میرے گریز کیوجہ نمل نہیں ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور جس دن میں نے پہلی بار آپ کو نمل کیساتھ دیکھا تھا تو میرے نروس بریک ڈاؤن ھونے کیوجہ بھی نمل نہیں تھی۔۔۔۔۔

جازب نے اسکے چہرے کو بغور دیکھا جو آھستہ آھستہ ان دیکھی آگ میں جھلستا ھوا محسوس ھوا اسے۔۔۔

پھر کیا وجہ ھے تمھارے مجھ سے اس گریز کی؟؟؟؟

رتابہ نے اپنا رخ پھیر لیا۔۔۔

اچھا ٹھیک ھے تمھیں جو بھی شکایت ھے مجھ سے تم گلہ کر سکتی ھو۔۔۔

عضد کی نسبت سے میں تمھارا بھی بڑا بھائی ھوں۔۔۔۔

بھائی کا لفظ سن کر رتابہ تڑپ کر پلٹی۔۔۔۔

جازب اسکے انداز سے تھوڑا گھبرا گیا۔۔۔

ایسے کیوں دیکھ رہی ھو۔۔۔

بات کرنے سے پہلے رتابہ کے آنسو گالوں پر بہنے لگے۔۔۔۔

دیکھ رہی ھوں اس بے رحم شخص کو جسکی وجہ سے آج دربہ در ھوں میں۔۔۔۔۔

کیا مطلب؟؟؟؟ میں سمجھا نہیں جازب نے حیرت سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔

وہ آنسو بازو سے پونچھتی اٹکتے الفاظ میں بولی۔۔۔۔

بھول گئ وہ رات آپکو جسمیں جیتی جاگتی آپکی نشانی اپنی کوکھ میں لیکر آپکے بھائ کی زندگی میں شامل ھوئ تھی۔۔۔۔۔

جازب کے پیروں تلے زمین ہل کر رہ گئ۔۔۔۔

کیا کہہ رہی ھو یہ تم۔۔۔۔۔

رتابہ خون بہاتی آنکھوں سے اسکے سامنے تھی۔۔۔۔

ٹھیک کہہ رہی ھوں میں۔۔۔۔

بیوی تو میں آپکے چھوٹے بھائ کی ھوں لیکن ماں۔۔۔۔۔۔

ماں میں آپکے بچے کی ھوں۔۔۔۔۔۔

زیان کسی اور کا نہیں آپکا بچہ ھے۔۔۔۔۔۔

جازب کے سر پر تو جیسے قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔۔۔۔

رتابہ نے ڈرائنگ روم کی لائٹس آف کیں۔۔۔۔۔

لان کی ملگجی سی روشنی میں جازب نے اسے دیکھا۔۔۔

وہ اسکے بے حد قریب آئی۔۔۔

غور سے دیکھو اس چہرے کو کچھ یاد آیا؟؟؟؟

جازب کو اسکا چہرہ یاد نا تھا کیونکہ اس نے نشے کی حالت میں ایک جھلک ہی دیکھی تھی اسکی۔۔۔۔۔

لیکن رتابہ کو یاد تھا جازب کا چہرہ کیونکہ اس نے کڑکتی بجلی کی روشنی میں خود پر گرے ھوئے جازب کو غور سے دیکھا تھا۔۔۔۔

اور دوسری بار جب اسکے سر پر کینڈل اسٹینڈ مارا تھا۔۔۔۔۔کیسے بھول سکتی تھی وہ اس چہرے کو۔۔۔۔۔۔

جو اسکی تباہی کا رسوائی کا سبب بنا تھا۔۔۔۔

جازب کو وہ سارا منظر یاد آیا جب

وہ اصلحے کی ڈیل کسی پارٹی سے کرتا ھوا واپس آ رہا تھا۔۔۔۔۔

اسکے کچھ دشمنوں نے اسے اکیلا دیکھ کر اسکا تعاقب کیا تھا۔۔۔

اسکے پاس اس وقت اصلحہ بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔

وہ اپنی گاڑی چھوڑ کر گلی کی طرف نکل آیا تھا۔۔۔۔

اور ایک چھوٹی دیواروں والے بند گھر میں کود گیا تھا۔۔

گھر کے اندر بڑی احتیاط سے وہ لاک توڑ کر داخل ھوا تھا۔۔۔۔

موسم کی خرابی کے باعث اسکا فون بھی نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

اسے اکیلے کمرے میں بیڈ پر لیٹی لال لباس میں نمل یاد آنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے جیب سے سگریٹ تلاش کی تو نہیں تھی۔۔

اسکا موبائل فون بجنے لگا کال اسد کی تھی۔۔۔۔

جازب نے اسے ایڈریس سمجھایا کہ وہ کہاں ھے۔۔۔۔

لاھور اسکا اپنا شہر تھا وہ یہاں کی ہر گلی سے واقف تھا۔۔۔۔

اس نے پھر دوسرے جیب میں ہاتھ ڈالا۔۔اس میں شراب کی بوتل تھی۔۔جو ڈیل کرتے ھوئے اسکے شراب پینے سے نا کرنے پر اسکے جیب میں سردار خان نے ڈالی تھی۔۔۔

جازب کو نمل کی یاد اسکا احساس بہت تڑپا رہا تھا۔۔۔۔

اس نے بوتل منہ کو لگا لی۔۔۔۔

اتنے میں دروازہ کھول کر کوئی اندر آیا تھا۔۔۔۔

وہ بیڈ کے ایک طرف جھک کر بیٹھا۔۔۔۔۔۔

اندر کمرے میں کینڈل جلاتی سرخ فراق میں ملبوس ایک لڑکی داخل ھوئی۔۔۔۔

جس نے اندر آتے ہی لباس بدلا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

جازب شراب کے نشے میں تھا اسوقت۔۔۔۔

اسی نشے کے دوران وہ اس لڑکی کے پاس آیا تو اپنا آپ سنبھال نا سکا۔۔۔۔۔۔۔۔

اس لڑکی کے جسم سے اٹھتی خوشبو میں اسے نمل کی خوشبو آنے لگی۔۔۔۔

وہ اس پر نشے کی حالت میں ٹوٹ پڑا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ نازک سی دھان پان سی لڑکی خود کا بچاؤ نا کر سکی اور جازب کے نشے میں اسکی مدھوشی کا شکار ھو گئی۔۔۔۔

شراب کے نشے میں جازب کو کچھ علم نا تھا کہ وہ کیا اور کیوں کر رہا ھے؟؟؟؟؟

وہ سب یاد آنے پر جازب اپنے قدموں پر کھڑا نا رہ سکا۔۔۔

اور لڑکھڑاتا ھوا صوفے کا سہارا لیکر زمین پر جا بیٹھا۔۔۔۔

جازب نے بے یقینی سے اپنے بال اپنی مٹھی میں جکڑ لی ئے۔۔۔

وہ لڑکی۔۔۔

وووووہ تم تھی؟؟؟؟؟

ہاں میں تھی وہ بد بخت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جس نے آپکے ساتھیوں کی آمد سے بھاگ کر اپنی عزت ان سے بچانے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔۔

اور وہ میرے پیچھے بھاگے بھی تھے۔۔۔۔۔

جانتے ھو آپ سے بھاگ کر میں نے کہاں پناہ لی تھی؟؟؟؟؟

جازب اس کیفیت میں نہیں تھا کہ اسے جواب دے پاتا۔۔۔۔

میں نے آپکے بھائ عضد کی گاڑی میں پناہ لی تھی۔۔۔

اسوقت دو لڑکوں اور عضد کے بیچ مار پیٹ اور لڑائی جاری تھی۔۔۔۔

اور میں نے جس گاڑی میں چھپ کر پناہ لی تھی وہ آپکے بھائ کی تھی۔۔۔۔۔۔

قسمت بھی کیسے کھیل کھیلتی ھے نا۔۔۔میں آپکے ہی ہاتھوں لٹ کر آپکے ہی گھر جا پہنچی۔۔۔۔۔

اور نرگس آنٹی نے شک کی بناہ پر عضد سے میری شادی کر دی۔۔۔

اور پھر نو ماہ بعد زیان پیدا ھوا۔۔۔۔۔۔۔۔

جانتے ھو آپ میں نے کس قدر اذیت ذلت سہی ھے کتنی سزا کاٹی ھے آپکی اس غلطی کی؟؟؟؟؟

رتابہ نے لائٹس آن کیں۔۔۔۔

اسکے چہرے پر وہ سارے درد ایک ایک کر کے عیاں ھو رھے تھے جو اس نے اپنی جان پر تنہا سہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

پاگلوں کیطرح روتے ھوئے وہ بنار کے بولے گئ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ نے تو ایک ہی بار لوٹا تھا نا مجھے۔۔۔۔

لیکن عضد کی نفرت نے چار سال کے 48 مہینوں میں پل پل لوٹا مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔

ان بد بختوں میں سے ھوں میں جو لاوارث ھوں تو انکی زمین واقف نہیں بنتی اور جب آپ جیسے مردوں کے ہاتھ چڑھ جائیں تو انکو فلک بھی اپنے سائے میں نہیں لیتا۔۔۔۔۔

رتابہ کے الفاظ برچھیوں کی طرح جازب کے دل و دماغ پر برس رھے تھے۔۔۔۔۔

ھم لاوارث لڑکیوں کا کوئ گھر کوئ ٹھکانا نہیں ھوتا۔۔۔

ھم توانسان بھی نہیں ھوتیں۔۔۔۔

ناھماری عزت ھوتی ھے۔۔۔۔

مرد کے سامنے ھم راہ میں پڑے گوشت کے اس ٹکڑے کی مانند ھیں جسے وہ کتوں کی طرح دم ہلا کر چاٹنا اپنا رزق سمجھتا ھے۔۔۔۔۔

اور پھر اپنے پنجوں میں گاڑ کر نوچ نوچ کر کھاتا ھے۔۔۔۔

اسے دیکھ کر آس پاس کے مذید کتے بھی جمع ھونے لگتے ھیں کہ اس میں انکا بھی حصہ ھے۔۔۔۔۔

رتابہ نے یہاں ان سب بدنیت مردوں پر چوٹ کی جو اسکی زندگی کا حصہ بنے تھے۔۔۔

جازب دم بخود اسے سنتا رہا۔۔۔

جو لڑکیاں مردوں کی ھوس کی بھینٹ چڑھتی ھیں جانتے ھو ان پر پھر اپنے محرم رشتے بھی اعتبار نہیں کرتے۔۔۔۔۔

اور جو میری طرح بے گھر ھوں توانکو باپ کیطرح پالنے والے مرد کو بھی شک کی نظر سے دیکھا جاتا ھے۔۔۔۔۔۔۔

ایسی لڑکیوں کے ساتھ ھمدردی کے دو بول بولنے والا بھی زناکار ھوتا ھے۔۔۔۔۔

قدم قدم پر ھمیں یہ احساس دلایا جاتا ھے کہ ھم استعمال شدہ کچرے کے ڈھیر پر پڑے اس ٹشو پیپر کی مانند ھیں جن پر تھوکا جا سکتا ھے بس۔۔۔۔۔۔۔۔

جازب کے اعصاب کو اسکے کربناک آنسوؤں نے جکڑ لیا تھا۔۔۔۔

کچھ بھی کہنے سے وہ قاصر تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جانتے ھو مجھے گوپال ماما نے ماں کیطرح اپنے آپ کو سینچ کر پالا تھا۔۔۔۔۔۔

مجھے کھانے کو آدھی روٹی ملتی تھی اور کبھی ملتی ہی نہیں تھی۔۔۔۔۔۔۔

میرے حصے کی روٹی وہ اپنی جیب میں چھپا لیتے تھے۔۔۔۔

اور سب کے سونے کا انتظار کر کے میرے پاس دوڑے چلے آتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلاتے تھے۔۔۔۔۔۔۔

جب مجھے دیوی آنٹی سزا کے طور پر سرد ھوا میں بٹھا دیتی تھی تو وہ خود نرم بستر چھوڑ کر ان ٹھٹھرتی راتوں میں مجھے اپنے سینے سے لگا کر سلاتے تھے کہ کہیں سردی سے میں بیمار نا پڑ جاؤں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میرا اوڑھنا میرا بچھونا انکی شفقت بھری باتیں تھیں۔۔۔

لیکن اس ظالم سماج نے انکو بھی نا بخشا۔۔۔انکے ماتھے پر بھی میں کلنک کا ٹیکا بن کر رہ گئ۔۔۔۔

لوگوں کے ضمیر نہیں کانپے نا انکی زبان گنگ ھوئ۔۔۔۔

جو میرا ماہی باپ تھا اسے میرے ہی بچے کا باپ بنا دیا۔۔۔۔۔

صرف اسلیئے کہ اسکے پاس میرے باپ ھونے کا ثبوت نا تھا۔۔۔

جسطرح اب میں زیان کے آپکا باپ ھونے کا ثبوت نہیں دے سکتی۔۔۔۔۔

رتابہ کی بات سن کر اسکے وجود پر اسطرح لرزاں طاری ھوا جیسے زمین زلزلہ آنے پر بڑی سے بڑی مضبوط سے مضبوط عمارتوں کو ڈھا کر زمین بوس کر دیتی ھے۔۔۔۔۔۔۔

کیا ھے اس معاشرے اس دنیا کی یہاں کے لوگوں کی حقیقت؟؟؟

جہاں مجھ جیسی ہزاروں بہن بیٹیوں کیلیے کوئ پناہ گاہ نہیں۔۔۔۔

جن سے ھونے والی کسی بھی غلطی کی معافی نہیں۔۔۔۔۔۔۔

آپ مرد ھمیں اپنے وقتی جنون اور لطف کا سامان بناتے وقت یہ کیوں نہیں سوچتے کہ خدا تو معاف کر دیگا آپکو۔۔۔۔

لیکن یہ دنیا یہ لوگ ھمیں معاف نہیں کریں گے۔۔۔

ھم سے پیدا ھونے والے ایک بچے کے کتنے باپ بن جاتے ھیں یہ کیوں نہیں سوچتے؟؟؟؟؟؟

اب رتابہ کی سسکیاں بندھ گئی تھیں۔۔۔۔

جازب کے ھونٹوں کے قفل اسوقت ٹوٹے تھے جب رتابہ کی زبان بند اور آنسو بولنے لگے تھے۔۔۔۔۔

میں نے وہ سب ھوش و حواس میں یا جان بوجھ کر نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔۔

نشے میں مجھ سے یہ غلطی ھوگئ۔۔۔۔۔مجھے اتنا گھٹیا انسان نا سمجھو تمھاری دوست نمل بھی میری تحویل میں محفوظ تھی۔۔۔۔۔

رتابہ کے لہجے میں صدیوں کی تھکان تھی۔۔۔

نمل کو اسکے پیچھے دعا کے اٹھتے ہاتھوں نے محفوظ رکھا تھا۔۔۔۔

جبکہ میرے پیچھے جھولی بھر بھر بددعائیں تھیں۔۔۔۔۔

جازب کی آنکھوں میں بھی آنسوؤں کی جھڑی تھی۔۔۔۔۔۔

میری نیت میں کھوٹ نہیں تھا اپنی اس غلطی کا ازالہ کرنا چاھتا تھا میں۔۔۔۔ میرے ساتھیوں نے تمھیں اسکے بعد تلاش کیا کہ میں تم سے نکاح کر لیتا۔۔۔۔

یہاں رتابہ کو پارلر والی بات یاد آئی کہ تمھارے جانے کے بعد کچھ ن ئے چہرے میرے گھر (کے آس پاس مجھے دکھائی دی ئے تو میں نے وہ گھر ہی چھوڑ دیا۔۔۔

میرے ساتھیوں نے تمھیں تلاش کیا کہ میں تم سے نکاح کر لوں۔۔۔۔

لیکن فرعون کے گھر میں اسکے زیر سایہ موسیٰ کو پالنے والے رب کے فیصلے بھی تو دیکھو۔۔۔

اس نے تمھارے بچے کو لاوارث نہیں چھوڑا اسکے وراث کے ہی گھر میں پیدا کیا اور اسے پالنے کا بندوبست کیا۔۔۔

اور مجھے وہ سزا دی جس پر میں ساری زندگی بھی روتا رہوں تو سزا پوری نا ہو۔۔۔

بد بخت تم نہیں بد بخت تو میں ہوں۔۔۔۔ نا باپ سکتا ہوں اب اور نا اپنے بچے کو زمانے کے سامنے اس سچائی سے قبول کر سکتا ہوں کہ یہ میرا بچہ ہے۔۔۔۔۔۔اور میں اسکا حقیقی باپ۔۔۔۔۔۔

جازب اتنی شدت سے رویا کہ اپنی بند مٹھیوں کے ناخن اسکے ہاتھ کی ہتھیلیوں میں دھنس گ ئے۔۔۔۔

میں تو تم سے معافی بھی مانگنے کے لائق نہیں۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے اسکی طرف بڑے تاسف سے دیکھا۔۔۔۔

آپ مجھے اپناتے یا نمل کو؟؟؟

داغدار تو آپ نے ھم دونوں کو کیا تھا۔۔۔اسوقت اگر نمل اور میں سامنے ھوتیں تو کس کو اپناتے آپ؟؟؟؟؟

وہ بلا جھجھک بولا۔۔۔ تمھیں اپناتا کیونکہ تمھارے لیے میں نے آگے جینے کا کوئی راستہ ہموار نہیں چھوڑا تھا۔۔۔۔۔

رتابہ کی آنکھیں رو رو کر اب سلگ رہی تھیں۔۔۔۔۔

گنہگار ھوں تمھارا خطاکار ھوں۔۔۔

جو چاھے سزا دے سکتی ھو بنا کچھ کہے قبول ھو گی مجھے۔۔۔۔۔

رتابہ کے آنسوؤں کی طرح اسکا وجود بھی دہکتی آگ کیطرح سلگ رہا تھا۔۔۔۔۔

رتابہ اسکے جھکے سر کو دیکھتی رہی اسکی ترستی ھوئی سچائی کے ادھورا پن مکمل زبان بول رہا تھا۔۔۔۔۔۔

ھونٹ انگارے چوم کر جل بجھے ھیں۔۔۔۔۔۔

... تعلق اپنے انجام کو پہنچا

...افسوس کیا جا چکا

...صبر کی تلقین تحمل سے سُنی گئی

.اعتبار کی دھجیاں پتھرائی ہوئی آنکھوں کے سامنے دفنادی گئیں

لیکن۔۔۔۔

لیکن گھٹن سے بھرے ہوئے سینے میں سانس کھینچتی ھوں توآہ نکلتی ہے۔۔۔۔۔

اندمال کے بعد بھی تمہاری بے توفیق قربت کا داغ

بصارت پر خراشیں ڈالتا رہے گا۔۔

دل میں اُترتی ہوئی خلش شریانوں کو چیر کر گزرتی رہے گی۔۔۔۔۔۔

.....جراحت کے بعد بھی

کھال میں دھاگہ پروتی ہوئی سوئی کی چبھن دماغ کے گودے میں سوراخ کرتی رہے گی

گزرے وقت کیساتھ میرے لیئے بھول جانا اِتنا مشکل نہیں ھوگا اب۔۔۔۔۔۔

جتنا مشکل آپکو معاف کرنا ہے

کہ آپ نے میری اُس پارسائی کو داغ دار کر دیا۔۔۔۔

جو مجھے میری ماں کیطرح عزیز تھی۔۔۔۔۔۔

جازب بنا کفن کے ہی زمین میں گڑنے لگا تھا۔۔۔۔۔۔

مرد چاھے سو زنا بھی کر لے وہ ایک غسل لیکر پاک ھو جاتا ھے۔۔۔اسکے دامن پر کوئ داغ کوئ دھبہ باقی نہیں رہتا۔۔۔۔۔۔

لیکن عورت وہ شفاف آئینہ ھے جس پر پڑنے والی دراڑیں کبھی بھرا نہیں کرتیں۔۔۔

بلکہ یہ دیکھنے والے کو بھی کئ ٹکڑوں میں بانٹ دیتی ھیں۔۔۔۔

رتابہ کے آئینے میں اپنا حقیقی چہرہ دیکھ کر کرچی کرچی جازب خود بھی بکھر چکا تھا۔۔۔۔۔

لیکن اسے یہاں خود سے زیادہ عضد کی فکر تھی۔۔۔۔

لیکن ان سب باتوں میں عضد کا کوئ قصور نہیں اسکی زندگی میں تو لوٹ کر آسکتی ھو۔۔۔۔۔۔۔

اسے تو معاف ککککک۔۔۔۔۔۔

نہیں مسٹر جازب نہیں۔۔۔۔رتابہ نے اسے ٹوکا۔۔۔۔۔

بعض اوقات دوسروں کے تلخ لہجوں پر ضبط تو کیا جا سکتا ھے۔۔۔اذیت ناک باتوں پر خاموش بھی ھوا جا سکتا ھے۔۔۔خطاؤں کو درگزر بھی کیا جا سکتا ھے۔۔۔۔

لیکن کوئ تعلق مذید قائم نہیں رکھا جا سکتا۔۔۔۔۔

جازب مایوسی سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکی آنکھوں میں جھانک کر بولی۔۔۔۔۔

جسے خطاؤں میں میرا روح رواں ھونا چاھئے۔۔۔

وقت آنے پر وہ ساتھ نا دے پائے گا شاید آپکے ازالوں کیلئے۔۔۔۔۔۔۔

اب کیا بتائیں ٹوٹے ھیں کتنے کہاں سے ھم۔۔۔۔

خود کو سمیٹتے ھیں یہاں سے وہاں سے ھم۔۔۔

اب تو سراب سے ہی بجھانے لگے ھیں پیاس۔۔

لینے لگے ھیں کام یقیں کا گماں سے ھم۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جازب جا چکا تھا۔۔۔۔۔

رتابہ اپنا درد اپنے ساتھ سمیٹے ھوئے اپنا خالی دامن خالی ہاتھوں پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔۔

اک جمود سا طاری تھا اس پر۔۔

وہ خیالوں میں سب کو سامنے کھڑا کیۓ ان سے مخاطب تھی۔۔۔۔

چلی جاؤنگی میں تم سب کی زندگی سے دور کبھی نا لوٹ کر آنے کیلئے۔۔۔۔۔۔۔۔

اتنی۔۔۔ دووووور جاؤنگی جہاں تم میں سے کسی کو میری سانسوں کی خبر بھی نا ملے گی۔۔۔۔۔

دروازے پر ھونے والی دستک سے اسکی سوچوں کا جمود ٹوٹا۔۔۔۔ سجانہ کے گھر کی میڈ نے اندر آکر اسے بتایا کہ آپکے گھر سے کسی رابی کی کال آئی ھے۔۔۔۔۔

رابی کی کال۔۔۔ وہ زیر لب بڑبڑا کر اٹھی۔۔۔۔

اور باہر آکر فون اٹھایا۔۔۔

رابی رو رہی تھی۔۔۔

اسکا رونا سن کر رتابہ پریشان ھوگئی کہ کہیں مایا کو کچھ ھو تو نہیں گیا؟؟؟؟

رابی نے اسے روتے روتے کہا۔۔۔

بی بی جی جلدی گھر آئیں خدا کا واسطہ ھے بی بی جی عضد صاحب کو پتہ نہیں کیا ھو گیا ھے؟؟؟؟؟

رتابہ کا دل ایک دم سے بند ھو گیا۔۔۔

کیوں ھوا کیا ھے عضد کو؟؟؟

مجھے نہیں معلوم بی بی جی گھر میں بھی کوئی نہیں سب مایا بی بی کو دیکھنے گئے ھیں۔۔۔

علی صاحب بھی فون نہیں اٹھا رھے آپ جلدی آ جائیں۔۔۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ھے وہ اپنے ساتھ کچھ کر نا لیں۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے فون یو نہی پھینکا اور بھاگتے ہوئے باہر آئی۔۔۔

اور جلدی سے ڈرائیور کو گھر جانے کا کہا۔۔

اسکی یہ سوچ کر ہی جان نکل رہی تھی کہ کہیں جازب نے اسے زیان کا بتا تو نہیں دیا۔۔۔

وہ اللہ سے خیر مانگتی گھر تک پہنچی تو بھاگتے ھوئے عضد کے کمرے تک بکھرتی سانسوں کیساتھ کھڑی تھی۔۔۔

عضد دددد۔۔۔

عضد دددد۔۔۔

دروازہ کھولو۔۔۔۔۔۔

عضد کی اندر سے باآواز رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے وہاں سے رابی کو جانے کیلیے کہا۔۔۔

رابی آنسو دوپٹے سے پونچھتی اپنے کوارٹر میں چلی گئی۔۔۔

رتابہ نے جلدی سے ہال کا دروازہ بند کیا کہ بات جو بھی ھو لیکن کسی اور کے کان میں نا پڑے۔۔۔

کچن کے کیبنیٹ سے گھر کی چابیاں تلاش کر کے دوڑتی ھوئی اوپر آئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جلدی میں ساری چابیاں لگا کر دروازے کا لاک کھولنے لگی۔۔۔۔۔

پانچ چھ چابیاں لگانے کے بعد دروازہ کھلا تو جلدی سے دروازہ کھول کر جب اس نے اندر کا منظر دیکھا تو اسکی رہی سہی جان بھی نکل گئ۔۔۔۔۔

ہر چیز فرش پر ٹوٹ کر جا بجا بکھری ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

شیشہ بھی چور چور فرش پر بکھرا ہوا تھا۔۔۔۔

عضد نے خود کو مار کر اپنا منہ سر توڑ لیا تھا۔۔۔۔

اسوقت بھی وہ بیڈ سے سر پٹخ رہا تھا۔۔۔۔

رتابہ بھاگتے ہوئے اسکے پاس آئ۔۔۔۔وہ اپنے ہوش و حواس میں نا تھا۔۔۔۔۔

بیڈ سے سر ٹکراتے ہوئے رتابہ نے اپنی ہتھیلی بیڈ پر رکھی۔۔

اسکا ہاتھ بھی خون سے بھر گیا۔۔۔۔۔۔۔

عضد کیا کر رہے ہو یہ۔۔۔

عضد میں رتابہ۔۔۔ تمھاری رتابہ۔۔۔

اسکے لیے اپنا آپ بھی سنبھالنا اسوقت مشکل تھا۔۔۔۔۔

اسے روکتے ہوئے وہ اسکی گود میں جا گری تھی۔۔۔۔۔

یہاں دیکھو میری طرف۔۔۔۔عضد دددد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے چلا کر عضد کو پکارا۔۔۔

وہ اسے دیکھ کر دیوانہ وار اس سے چپک گیا۔۔۔

اور اسے پکار پکار کر اسطرح چلانے لگا جیسے کوئ بچہ ماں کا جنازہ اٹھانے پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر روتا ھے۔۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ کی تو جان ہی نکل گئ۔۔۔

کیا ھوا ھے عضد بتاؤ تو کچھ کیا ھوا ھے۔۔۔۔۔۔

وہ خون بھرے ہاتھوں سے رتابہ کا چہرہ ہاتھوں میں لیکر بولا۔۔۔

تم نے۔۔۔

تم نے زیان کی سچائ مجھ سے کیوں چھپائ۔۔۔۔۔

یا اللہ۔۔۔رتابہ کی روح حلق میں جا اٹکی۔۔۔۔۔۔

بتاؤ کیوں چھپایا مجھ سے کیوں؟؟؟؟؟؟؟

وہ زور زور سے خود کو طمانچے مارنے لگا۔۔۔۔۔۔

کیوں نہیں بتایا کہ وہ جازب کا بچہ ھے۔۔۔۔۔

عضد کا پاگل پن اس سے سنبھالے نہیں سنبھل رہا تھا۔۔۔۔

عضد مجھے نہیں معلوم تھا پہلے۔۔۔۔

اگر معلوم ھوتا تو میں جان لے لیتی اپنی لیکن تمھاری زندگی میں شامل نا ھوتی۔۔۔۔

پہلے نہیں جانتی تھی بعد میں تو جان گئ تھی نا۔۔۔

کیوں نہیں بتایا مجھے بولو۔۔۔۔

عضد کے منہ سے تھوک بھی بہنے لگا تھا نا جانے وہ کب سے رو رہا تھا۔۔۔

عضد بات سنو میری پلیز ھوش کرو عضد دددد۔۔۔۔

رتابہ نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔۔۔۔۔۔

کیوں تم نے میرے اتنے ظلم سہے۔۔۔۔اتنے طعنے اتنے الزام برداشت کیئے۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں رتابہ کیوں۔۔۔۔

عضد کے وجود کیطرح اسکے الفاظ بھی ٹوٹنے لگے تھے۔۔۔۔۔۔۔

تم نے کچھ دیر پہلے کیا کہا تھا جازب سے کہ تم کوئ تعلق نہیں رکھنا چاہتی مجھ سے۔۔۔۔۔

اس نے رتابہ کو پوری قوت سے اپنے ساتھ جکڑا ھوا تھا۔۔۔۔

وہ اپنے تمام ظلم یاد کر کے چیخ چنگھاڑ کر رو رہا تھا۔۔۔

میں نے کیا کچھ نہیں کیا تمھارے ساتھ۔۔۔۔۔

رتابہ نے اسکی ناک اور منہ سے بہتا پانی اپنے ہاتھوں سے صاف کیا۔۔۔

عضد بات سنو میری۔۔۔

عضد پلیز سنبھالو خود کو۔۔۔

نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں رتابہ نہیں۔۔۔

جسم پر لگے گھاؤ بھر بھی جاتے ہیں اور دینے والے کو بھلایا بھی جا سکتا ھے۔۔۔ مگر جب بات روح کی ھو تو ناضربیں بھولتی ہیں ناضربیں لگانے والے۔۔۔اور پھر معافی اختیار میں ہی نہیں رہتی۔۔۔۔

اور مجھے معاف کرنا تمھارے لیے ممکن نہیں۔۔۔اسلیئے مجھے جینے کا بھی کوئ حق نہیں۔۔۔

مجھ جیسے شخص کو مر جانا چاہیے۔۔۔

اس نے رتابہ کو پیچھے دھکیلا۔۔۔

اور الماری کی طرف لپک کر دراز کھنگالنے لگا۔۔۔

الماری تک آتے ھوئے اسکے شیشے کے ٹکڑوں سے اسکے ننگے پاؤں چھلنی ھو گئے لیکن اسے کسی درد کا احساس تک نا ھوا۔۔۔۔

کیا کر رہے ھو یہ تم رتابہ نے اسے روکنا چاہا۔۔وہ جس بات سے ڈر رہی تھی وہی ھوا۔۔۔۔

عضد نے پسٹل نکال لی۔۔۔۔

رتابہ اکیلی تھی مدد کیلیے کسی کو بلا بھی نہیں سکتی تھی کہ جو راز عضد پر افشاں ھوا تھا وہ کسی اور پر ظاہر نہیں کر سکتی تھی۔۔

وہ جانتی تھی اسکا ایک سچ بہت سی زندگیاں نگل سکتا تھا۔۔۔۔

اسلیے یہ دکھ اس نے کانٹوں پر لہو لہان قدموں سے چلتے ھوئے اکیلے سہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ دکھ۔۔کچھ درد۔۔کچھ اداسیاں بہت ہی ذاتی ھوتی ھیں جنکو ھم چاہ کر بھی کسی پہ عیاں نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔۔

اسی طرح وہ بھی اس درد میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاھتی تھی۔۔۔۔

اسکے اس درد میں کسی بھی دوسرے کی شراکت جان لیوا ثابت ہو سکتی تھی۔۔۔۔۔۔ جن میں سب سے پہلے نرگس اور نمل تھیں۔۔۔۔

لیکن یہاں تو عضد بھی موت کے دوہرائے پر کھڑا تھا۔۔۔۔

کس کس کا دکھ وہ جھیلتی۔۔۔۔۔

سب کو دکھوں سے بچانے کیلئے اس نے ہر دکھ ہر الزام اپنے اوپر سہا۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ جانتی تھی اسکے پیچھے زندگی بھر رونے والا کوئی نا تھا۔۔۔

....عضد یہ کیا کر رہے ھو تم

مارنا ھے نا تو مجھے مارو پہلے جس نے تم سے سچ چھپایا۔۔۔

وہ اس سے پسٹل چھیننے لگی۔۔

عضد بلکل پاگل ھو گیا تھا۔۔۔

ھمیشہ ھمیشہ اس بھائی کی غلطیوں کا ازالہ میں نے بھگتا۔۔۔

بچپن سے جوانی تک۔۔۔

اسکول سے یونیورسٹی تک اسکے ہر غلط کام کی سزا میرے حصے میں آئی۔۔۔۔

لیکن یہ کیا ھوا رتابہ میرے ساتھ کیا ھوا؟؟

کتنا روکا تھا اسے امی نے میں نے کتنے واسطے ڈالے تھے کہ جازب اس دنیا سے باہر نکل آؤ۔۔۔۔

ورنہ کسی دن ایسا نقصان کر بیٹھو گے جسکا ہرجانہ جان دیکر بھی ادا نا کر پاؤ گے۔۔۔۔۔

اور وہی ھوا۔۔۔

وہ اپنی زندگی کا سب سے بڑا نقصان کر بیٹھا۔۔۔۔

لیکن میں نے کیا کیا؟؟؟؟

اس نے تو ایک ہی بار میں لوٹا تمھیں۔۔۔۔

اور میں نے بار بار اپنی زبان سے تمھاری عزت کے پرخچے اڑائے میں نے بار بار تمھیں برھنہ کیا۔۔۔۔

روتے روتے وہ الٹیاں کرنے لگ گیا۔۔۔۔۔۔

رتابہ مسلسل اسکے ہاتھ سے پسٹل چھیننے کی کوشش میں تھی۔۔۔۔۔۔۔

اگر تم نے خود کو مارا تو میں بھی مار ڈالونگی خود کو۔۔۔

وہ اسوقت اپنے اندر کے اٹھتے طوفان کی زد میں مکمل طور پر آچکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ کیا کر رہا تھا اسے خود بھی علم نا تھا۔۔۔۔۔

کیا ہو جاتا اگر میں اسے قسمت کا لکھا سمجھ کر تمھیں قبول کر لیتا۔۔۔۔۔اور تمھیں ذلیل اور رسوا نا کرتا۔۔۔۔۔

رتابہ نے اپنا سر اسکے قدموں میں رکھا۔۔۔۔۔

عضد صرف تمہی میرے نہیں میں بھی تمھاری قصوروار ھوں۔۔۔

تمھیں اعتماد میں لیکر سب بتانے کی ھمت نہیں کر سکی۔۔۔

اپنے لب سی کر تمھیں اندھیرے میں رکھا۔۔۔ میرے ساتھ جو بھی کیا تم نے اسکی بڑی وجہ میں خود بھی ھوں۔۔۔۔

عضد معاف کر دو مجھے تم۔۔۔۔۔۔

میں تمھارا سامنا نہیں کر سکتا اب رتابہ۔۔۔۔۔۔زنا قابل معافی ھے لیکن میں۔۔۔۔۔۔

وہ پسٹل کے ٹرگل پر انگلی رکھ چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔اور پسٹل اسکی کن پٹی پر تھی۔۔۔۔۔۔

رتابہ ہاتھ جوڑ کر کھڑی ھوئ۔۔۔۔

یہ ظلم مت کرو میرے ساتھ۔۔۔۔

ظلم تو میں نے جو کرنے تھے وہ کر چکا۔۔۔ تمھیں جیتے جی خود سے جدا نہیں کر سکتا بس موت ہی وہ واحد راستہ ھے جس سے تمھیں مجھ جیسے انسان سے نجات مل سکتی ھے۔۔۔۔۔

رتابہ کا گلہ رونے سے بیٹھ گیا تھا۔۔۔

اس نے پسٹل عضد کے ہاتھ سے پھر چھینی۔۔۔

اور پوری قوت سے چلائ۔۔۔۔

عضد دد د مجھے تم سے نجات نہیں تمھارا ساتھ۔۔۔۔

ابھی وہ جملا مکمل کر ہی نہیں پائ تھی کہ پسٹل چھیننے کے دوران عضد سے گولی چل گئ۔۔۔۔۔

ساااااتھ چاہیے۔۔۔۔رتابہ کے الفاظ اسکے اندر ہی دم توڑ گئے۔۔

خون کے قطرے تیزی سے رتابہ کے پیروں پر گرنے لگے۔۔۔۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ عضد سمیت زمین پر آ گری۔۔۔۔۔۔

فائرنگ کی آواز سے چوکیدار دوڑتا ھوا اندر آیا پر ہال کا دروازہ بند تھا۔۔۔۔۔

اس نے اور ڈرائیور نے ملکر دو چار دھکوں سے دروازے کا لاک توڑا اور بھاگتے ھوئے اوپر آئے۔۔۔۔۔

رابی بھی انکے ساتھ ہی تھی۔۔۔۔

گولی عضد کو لگی تھی۔۔۔

اپنی اکھڑتی سانسوں سے وہ بس اتنا کہہ سکا ھو سکے تو مجھے معاف کر دینا۔۔۔۔۔۔۔۔

نرگس اور نمل شاہ جی کیساتھ ابھی ابھی گھر میں داخل ھوئ تھیں کہ چوکیدار اور ڈرائیور کو خون میں لے پت عضد کو گاڑی میں ڈالتے دیکھ کر ان پر قیامت ٹوٹ پڑی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نرگس تو عضد کا خون دیکھ کر بیہوش ہی ھو گئ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسے ھوسپٹل لے گئے۔۔۔۔رتابہ نے اسکا ہاتھ اتنی مضبوطی سے جکڑا ھوا تھا اپنے ہاتھ میں کہ آپریشن تھیٹر میں جاتے ھوئے کھینچ کر اسکا ہاتھ چھڑایا ڈاکٹرز نے۔۔۔۔

نمل رتابہ سے پوچھ پوچھ کر تھک گئی کہ کیا ھوا تھا کیسے لگی عضد کو گولی۔۔۔۔۔

وہ کچھ بھی نا بتا سکی بس روتی رہی۔۔۔۔۔

جازب شاہ جی کی اس حویلی میں تھا جہاں وہ سب ساتھی ملکر اکثر رہا کرتے تھے۔۔۔۔

حویلی کی چھت پر کھلے آسمان تلے وہ اپنی آہ و فغاں کے ساتھ بیٹھا ھوا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اسکی سننے والا کوئی نا تھا۔۔۔۔

وہ اپنا یہ درد کس کو سناتا؟؟؟؟

کس کو بتاتا؟؟؟؟؟

کون تھا اسکا غم بانٹنے والا؟؟؟

کس کے کندھے پر سر رکھے وہ اپنی حالت زار پر زار و قطار روتا؟؟؟

نمل سے شادی کر کے تو اس نے اپنی غلطی کی تلافی کر لی تھی۔۔۔ لیکن جو ظلم اس نے رتابہ کی ساتھ کیا تھا اسکی تلافی کیسے ممکن تھی؟؟؟؟؟؟؟

آج اسے احساس ھوا تھا کہ بخت کے تخت سے یک لخت اتارے جانے کا دکھ کتنا جان لیوا ھے۔۔۔۔

اسے اب یہ کرب زندگی بھر سہنا تھا اور چپ رہنا تھا۔۔۔۔۔

انہی سوچوں میں گم اس کے کانوں میں اسد کی آواز گونجی۔۔۔۔

تم بھول کیوں نہیں جاتے اس حادثے کو؟؟؟

انسان خطا کا پتلہ ھے خطائیں ھوتی رہتی ھیں۔۔۔

ایسی کوئ خطا نہیں جسکی معافی یا تلافی ممکن نا ھو۔۔۔۔

اگر تجھے غلطی کرنے کا موقع ملا ھے تو یاد رکھ پھر تجھے زندگی اسکی تلافی کا بھی موقع ضرور دیگی۔۔۔۔۔

بس وہ موقع ہاتھ سے جانے نا دینا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جازب اٹھا اور وضو بنا کر اپنے ٹوٹے ھوئے پر لیکر عالم غیب تک آن پہنچا۔۔۔ جہاں حقیقت کے آئینے میں ادراک کا چہرہ نظر آتا ھے۔۔۔ جہاں در و دیوار پر تقدیر کی سچائی درج ھے۔۔۔

اسے بلند آواز میں اپنی سسکیوں کے دوران یہی سنائی دے رہا تھا کہ رب العزت نے تجھے تیری غلطی کی سزا ایک بار دے دی ھے اسکی قدرت ایک ہی غلطی کی سزا بار بار نہیں سناتی۔۔۔۔۔۔

البتہ تیرے گڑگڑانے پر تجھے معاف کر سکتی ھے۔۔۔

بلکل اس طفل بادشاہ کی طرح جس نے اپنی بادشاہت کے دور میں کسی عورت کو زنا کی ئے بغیر نا بخشا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔روز اسکے دربار میں ایک ئی عورت پیش ھوتی جسے زنا کے بعد وہ انعام سے نواز کر رخصت کرتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنے دور کا سب سے بڑا زانی انسان تھا وہ۔۔۔۔۔۔۔

جب وہ مرا تو اسکے جنازے میں شرکت کیلئے کوئ تیار نا تھا۔۔۔

پھر اس ناممکنات کو ممکن بنانے والی ذات نے اسکی بخشش کی گواہی خود دی اور اسکے محل پر چھائی ہوئی بدلی میں اللہ کی گواہی درج تھی۔۔۔

کہ میں نے طفل کو بخش دیا۔۔۔۔

وجہ بخشش کی اسکے دربار میں حاضر کی جانے والی ایک مجبور عورت تھی جسکے آنسوؤں پر اس نے رحم کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جازب سے تو ایک ہی بار یہ گناہ ھوا تھا جسکا اس نے ازالہ بھی چاہا تھا اور زندگی بھر اسکی سزا بھی کاٹنی تھی اس نے۔۔۔۔

بعض اوقات ھماری زندگی کے اتار چڑھاؤ۔۔۔ ان میں آنیوالی تکالیف ضروری نہیں ھوتا کہ وہ اللہ کی آزمائش ھو۔۔۔۔ یہ ان آزمائشوں کا ماکافات بھی ھو سکتا ھے جو ھماری وجہ سے دوسروں کی زندگی میں آتی ھیں۔۔۔۔

ھم روتے ھیں گڑگڑاتے ھیں اللہ سے شکوہ کرتے ھیں کہ وہ میری نہیں سنتا یا میرے ہی ساتھ یہ کیوں کیا؟؟؟ لیکن یہ سوچنے سے قاصر ھوتے ھیں کہ کوئی ایسا گناہ ضرور کیا ھے ھم نے جسکی سزا زندگی اسطرح بھی دیتی ھے۔۔۔۔۔۔۔

انسان کی فطرت ھے وہ ھمیشہ اپنی طاقت اپنا غصہ خود سے کمزور پر نکالتا ھے۔۔۔ خود سے طاقتور کیساتھ اسکی جرات نہیں ھوتی۔۔۔۔۔

لیکن وہ یہ بھول جاتا ھے کہ کمزور کا رب بھی وہی المتین (طاقت والا) جسکے آگے تمھاری ساری طاقتیں ساری تدبیریں بیکار ھیں۔۔۔۔۔

جازب آنسوؤں کا سمندر لیئے اللہ کے آگے سر بسجود تھا۔۔۔۔۔

اسے آکر ایک ساتھی نے اطلاع دی کہ

اسکے بھائی کو گولی لگی ھے اور وہ ھوسپٹل میں ھے۔۔۔

شاہ جی نے کہا ھے کہ فوراان سے رابطہ کریں۔۔۔۔۔

گولی عضد کو دائیں طرف سینے میں لگی تھی جو اسکے پھیپھڑے کو چھوتی ھوئی کندھے کی ہڈی میں جا پھنسی تھی۔۔۔۔

آپریشن سے گولی نکالی جا چکی تھی۔۔۔۔ عضد کی حالت بھی خطرے سے باہر تھی۔۔۔۔۔۔۔

لیکن وہ ابھی تک ھوش میں نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

جازب آدھے گھنٹے میں ھوسپٹل تھا۔۔۔

میں آیا۔۔۔ i.c.u جازب بھائی کو دیکھنے ڈاکٹر کی اجازت سے

جہاں رتابہ سجدے میں سر رکھے اپنے رازداں ساتھی سے محو گفتگو تھی۔۔۔۔۔۔

اے میرے رب مجھے تو نے اس مقام پر لا کھڑا کیا ھے جہاں محشر کا سماں ھے اور سارے گنہگار میرے سامنے ھیں۔۔۔

ایک ایک کر کے سب اپنے اپنے جرم کا اعتراف کر رھے ھیں اور معافی کے طلبگار بھی ھیں۔۔۔۔۔

لیکن میرے رب مجھے اتنی ھمت اتنا حوصلہ بھی دے کہ میں انکو تیری رحمت کے پے در پے اعلی ظرفی کا مظاہرہ کرتے ھوئے معاف کر سکوں۔۔۔۔۔۔

انسان کے اثبات میں اپنی صفات کا پیکر رکھنے والے رب۔۔۔۔

میرا حوصلہ بن کہ میں انکو بھی معاف کر سکوں۔۔۔۔۔

میری طاقت بن کہ میں انکو بھی معاف کر سکوں۔۔۔

تاکہ تیرے حضور حاضر ھوتے وقت جب میرے گناہ تیرے سامنے ھوں تو تو بھی مجھے معاف کر سکے۔۔۔

جازب کی موجودگی کا اسے اسوقت احساس ھوا جب اسے قدموں کی چاپ اپنے قریب سنائ دی۔۔۔

اس نے سجدے سے سر اٹھا کر دیکھا تو جازب ہاتھ جوڑے شرمسار اسے آگے سر جھکائے بیٹھ گیا۔۔۔

رتابہ جانتی تھی کہ مانگتے ہاتھوں کا دکھ کیا ھوتا ھے؟؟؟

انکی تڑپ کیا ھوتی ھے؟؟؟

اگر رتابہ کے لاوارث مانگتے ہاتھوں کی خاموشی اور انکا کرب کوئ سن سکتا تو مر جاتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جازب کی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کی روانی بتا رہی تھی کہ رتابہ نے اگر اسے معاف نا کیا تو وہ اپنی جان پر یہ عذاب نا سہہ پائے گا۔۔۔۔

اور ایک اور جان کا ضیاع وہ اپنی جان پر نہیں جھیلنا چاھتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے بات کر کے جازب کے اور اپنے بیچ کی خاموشی توڑی۔۔۔۔۔

میں نے جہاں اتنے سال یہ راز چھپائے رکھا اب بھی چھپا لیتی لیکن میں نے آپ سب کیطرف لوٹ کر نہیں آنا تھا واپس۔۔۔اسلیے آپکو سچائی سے آگاہ کیا کہ آپ اسے خود سے یہ سمجھ کر کبھی جدا نا کریں کہ یہ کسی اور کی ناجائز اولاد ھے۔۔۔۔۔(ناجائز اولاد کے لفظ پر دونوں کا دل چھلنی ھوا تھا)

باپ ھونے کی حیثیت سے آپکو آپکی اولاد کا بتانا میرا حق تھا تاکہ وہ باپ کی شفقت سے محروم نا رہ سکے۔۔۔۔

رتابہ اسکے سارے ان کہے ان سنے سوالوں کا جواب دے رہی تھی۔۔۔۔۔

جہاں تک بات عضد کے علم کی ھے تو اسے میں نے اس لیئے لاعلم رکھا کہ میں ان بھائیوں کے بیچ نفرت کی دیوار نہیں بن سکتی تھی جو عرصہ دراز کے بعد امی کی دعاؤں سے ایک ھوئے تھے۔۔۔۔

آپ دونوں کی بیچ پھر سے نفرت کا بیج میں نہیں بو سکتی تھی۔۔۔

جازب اسکی بات سن کر پچھتاوے کی آگ میں جلتا ھوا بولا۔۔۔۔

اگر تمھارا دل مانتا ھے تو مجھے معاف کر سکتی ھو۔۔۔۔

اگر سزا دینا چاھتی ھو تو میری جان بھی حاضر ھے۔۔۔

اگر اپنی بے گناہی ثابت کرنا چاھتی ھو تو سب کے سامنے میں اپنا جرم قبول کرنے کو بھی تیار ھوں۔۔۔۔۔

رتابہ نے اس پر اک سرسری سی نظر ڈالی۔۔۔۔

آپ میرے گنہگار ھیں لیکن میں اس خطا میں آپکی سزاوار نہیں بننا چاہتی۔۔۔

میں معاف کر سکتی ھوں آپ کو اس امید پر کہ جسطرح میں نے اس راز کو راز رکھا ھے آپ بھی مرتے دم تک اسے راز ہی رکھیں گے۔۔۔۔۔۔

جازب نے پلکوں کی جنبش سے سر ہاں میں ہلایا۔۔۔ تو آنسو اسکی پلکوں سے ٹوٹ کر اسکی بانجھ جھولی میں گرے۔۔۔۔۔۔

URDUNovelians

خود کو سنبھال کر وہ عضد کیطرف دیکھ کر بولا۔۔۔۔

عضد اس حالت تک کیسے پہنچا؟؟؟؟؟؟

میری وجہ سے۔۔۔۔۔۔۔

یہ الزام بھی اس نے اپنے ذمہ لے لیا لیکن ایک بھائی کو دوسرے بھائی کے سامنے زندگی بھر شرمسار نا ھونے دیا۔۔۔۔۔۔

ان رشتوں کا نا ھونے کا یا کھونے کا درد رتابہ سے زیادہ کون محسوس کر سکتا تھا۔۔۔وہ اپنے جیتے جی یہ کیسے سہہ لیتی کہ ایک ماں کے پیٹ سے جنم لینے والے جازب اور عضد اپنے خونی رشتوں کے ھوتے ھوئے زندگی بھر کیلئے ایک دوسرے سے جدا ھو جاتے۔۔۔۔

جازب عضد کے ماتھے پر بوسہ لی ئے باہر جانے سے پہلے وہ امن جی کے الفاظ دوہراتا گیا۔۔۔۔۔

تم اللہ کی رحمت ھو۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے تہیہ کر لیا تھا کہ عضد کے ھوش میں آتے ہی وہ اپنی جان گروی رکھ کر اسے اس راز کو ھمیشہ کیلیے دفن کر دینے کا وعدہ لے گی۔۔۔۔۔

اسے ارادے کو لیکر وہ پھر سے اپنے رب سے مسلسل ھم کلامی میں تھی۔۔۔۔۔۔

سالوں کے دکھ لمحوں میں ختم نہیں ہوتے۔۔۔بعض دفعہ معافی مانگنے والا تو معافی مانگ کر اپنی تکلیف کم کرنے کی کوشش کرتا ھے۔۔۔۔۔یا پھر اپنا اگلا راستہ آسان کرتا ھے۔۔۔لیکن دوسری طرف معاف کرنے والا کبھی کبھی ایسے مقام پر ھوتا ھے کہ وہ معافی مانگنے والے کو تو معاف کر دیتا ھے مگر اس تکلیف کو نہیں بھول پاتا جو سزا جو ہجر کے لمحے عذاب بن کر گزرے

ھوں وہ نہیں بھول پاتے۔۔۔وہ بار بار ٹھکرائے جانے کا احساس۔۔ محبت روٹھ جانے کی تکلیف۔۔ تلخ الفاظ۔۔ تلخ لہجہ۔۔سب پھر بھی ذہن میں کہیں نقش ھو جاتے ھیں۔۔ پھر اتنا ظرف دکھا کر معاف کر دینا۔۔

واللہ صبر کرنا آسان تو نہیں۔۔۔۔۔

لیکن صبر کی منازل طے کرتے ھوئے معاف کر دینا اتنا مشکل بھی نہیں کہ اسمیں انسان دوہری اذیت سے خود کو بچالیتا ھے۔۔۔۔

رتابہ کے سامنے یہاں معافی کی صورت میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت موجود تھی۔۔۔۔

جنہوں نے اپنے چچا کا کلیجہ نکال لینے والوں کو بھی رب تعالیٰ کی رضا کی خاطر معاف کیا تھا۔۔۔۔۔۔

اور صبر کی مثال میں کربلا کے میدان میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل تھی۔۔۔۔

جو ہر بات کا علم پہلے سے رکھنے کے باوجود اللہ کی رضا کے آگے اپنا سر قلم ھونے کیلیے خیمے لگائے موجود تھے۔۔۔۔۔۔۔

اور صبر کرنے والوں کیلئے اللہ کا فرمان بھی اسکے حافظے میں تھا۔۔۔۔۔۔۔

کہ اللہ صبر کرنے والوں کیساتھ ھے۔۔۔۔۔۔

پھر وہ کیسے نا صبر کرتی۔۔۔

اور کیسے نا معافی سے کام لیتی۔۔۔۔۔۔

کہ وہ ذات اسکے ساتھ تھی جو جاوداں ہے۔۔۔۔۔

گوپال نوکری کی تلاش میں دوسرے شہروں میں در بہ در پھر رہا تھا۔۔۔

شاہ جی اور علی مسلسل اسکی تلاش میں تھے۔۔۔۔۔

جازب اپنی تمام محرومیوں کیساتھ لاھور چلا گیا۔۔۔۔۔

رتابہ عضد کے پاس ہی تھی۔۔۔۔

کئی گھنٹوں سے وہ بار بار عضد کے چہرے کو پیار سے تکتی رہی۔۔۔

جتنی بار وہ اسے دیکھتی ہر بار اسکی محبت کا خمار اسکے دل میں بڑھتا چلا گیا۔۔۔

رتابہ نے جھک کر عضد کی خندہ پیشانی پر اپنے لب رکھے تو اسکی پلکوں سے آنسو ستاروں کی مانند ٹوٹ کر اسکی پیشانی پر پھیل گ ئے۔۔۔۔۔

عضد نے ہلکی سی حرکت کی آنکھوں سے پہلے اسکے لب کھلے جن پر ایک ہی نام تھا۔۔۔

رتابہ۔۔۔

وہ اسوقت اسکی دھڑکنوں سے بھی زیادہ قریب تھی۔۔۔۔

عضد دد در تابہ نے بھرائی ھوئی آواز میں اسے پکارا۔۔۔۔

اسکی آواز سن کر عضد نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔

رتابہ کا چہرہ دیکھتے ہی اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔۔

جنکو رتابہ نے اپنی ہتھیلیوں میں جذب کیا۔۔۔اور اللہ کا شکر ادا کیا۔۔۔۔۔

عضد اپنے خشک ھونٹوں سے بولا۔۔۔۔۔ تم نے مجھے معاف۔۔۔۔۔ رتابہ نے اسکے ھونٹوں پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔

اب بھی معاف نا کرتی آپکو تو شاید پھر میری کسی بھی خطا پر میرا رب مجھے معاف نا کرتا۔۔۔۔۔۔۔۔

عضد کی آنکھیں اندر کے کرب سے جل رہی تھیں۔۔۔۔۔

وہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام کر بولا۔۔۔۔

مجھے چھوڑ کر تو نہیں جاؤ گی۔۔۔۔۔

رتابہ نے اسکا ہاتھ اپنے دل سے لگایا۔۔۔۔۔

مر نا جاؤں آپ سے جدا ھو کر۔۔۔

عضد نے ایک ہاتھ سے اسکا چہرہ خود سے قریب کیا اور اسکی نم آنکھوں کو چوم کر اپنے خشک ھونٹ تر کی ئے۔۔۔۔

پھر اسے اپنے زخموں کی پرواہ کیے بنا سینے سے لگاتے ھوئے رتابہ کی آنکھوں میں اپنا دل دھڑکتا دیکھ کر عضد کو شدت سے احساس ھوا کہ ضروری ھوتی ھے ھم مزاجی بھی۔۔۔اکیلا عشق تعلق کو بچا نہیں سکتا۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے عضد کو سمجھا دیا تھا کہ زیان کا ذکر وہ کسی سے نا کرے حتی کے جازب سے بھی کوئ سوال نا کرے نا پھر سے اس حقیقت کو نفرت کا جواز بنا کر بھائ سے دوری اختیار کرے۔۔۔ کہ عضد کا ایک سوال جازب کو ھمیشہ کیلئے شرمندگی سچی کہانی بد بخت

کا بقیہ حصہ۔۔۔۔۔۔ part 2 آخری قسط

از قلم عرشی نور

محبت پھیلے تو پوری کائنات۔۔۔۔۔

اور سمٹے تو صرف تم۔۔۔۔۔۔

عضد نے اسکا ناک پکڑ کر دبایا تو وہ اسکی محبت کے سحر سے باہر آئ۔۔۔۔۔۔اور سامنے دیکھا وہ گھر پہنچ چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اتر کر گاڑی سے اندر جانے لگی

عضد اسکے پیچھے پیچھے آیا۔۔

اس نے پلٹ کر دیکھا کیا ھوا ھے؟؟؟؟

آفس نہیں جانا۔۔۔

اس نے بچوں کیطرح ناں میں سر ہلایا۔۔۔۔

پھر کسی کو سامنے نا دیکھ کر اسے ہاتھ سے پکڑ کر ڈرائنگ روم میں لے آیا۔۔۔

رتابہ جانتی تھی وہ اسے پیار کیے بنا آفس نہیں جاتا تھا۔۔۔۔

اس نے جلدی سے رتابہ کا چہرہ ہاتھوں میں لیا۔۔۔

اور اسکا ماتھا اسکی آنکھیں اسکے گال اور اسکے لبوں پر زور سے بوسہ لیا۔۔۔

بس کریں نا۔۔۔

رتابہ نے اسے پیچھے دھکیلا۔۔۔

نہیں دل چاہ رہا جانے کو یار۔۔۔وہ رتابہ سے لپٹ گیا۔۔۔۔

افففففف عضد بہت ھو گیا بس۔۔۔وہ بلکل سیریئس ھو گئ۔۔۔اور

اس نے زبردستی اسے آفس بھیجا کہ آج اسکی میٹنگ تھی۔۔۔۔۔۔

اسے تقریباً دھکیل کر رتابہ نے گاڑی تک لایا۔۔۔

وہ گاڑی میں بیٹھ کر اسے وارن کرنے لگا کہ لوٹ کر آنے دو مجھے سارا حساب برابر کرونگا۔۔۔۔۔

رتابہ نے مسکرا کر اسے اللہ حافظ کہا۔۔۔۔۔

تو اسکی مسکراہٹ دیکھ وہ اپنے ہاتھ مسلتا بولا۔۔۔۔۔

واللہ۔۔۔

پھول بھی اسطرح نہیں کھلتے جیسے تم مسکراتی ھو۔۔۔۔

اتنا کہہ کر عضد نے اسے ڈرانے کیلیے شرارت سے ایک پاؤں گاڑی سے باہر نکالا۔۔۔

تو اسکے ارادے بھانپ کر وہ وہاں سے گولی کی طرح فرار ھوئی۔۔۔۔

عضد کا بلند قہقہہ اسے اپنے پیچھے سنائی دیا۔۔۔۔

وہ سارا دن عضد کی باتوں میں کھوئی رہی۔۔۔۔۔۔۔

کتنے خوبصورت انداز سے اس نے محبت کو بیان کی زبان دی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

علی ہر دوسرے دن دیوی کے یہاں چکر لگاتا کہ گوپال آیا یا نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ کس شہر میں تھا زندہ بھی تھا یا نہیں کوئ نہیں جانتا تھا۔۔۔۔۔

شاہ جی کے بندے اسے تین چار شہروں میں ڈھونڈ رہے تھے۔۔۔

بندیا دیوی اور پائل کیساتھ انکے گھر میں رہنے لگی تھی۔۔۔۔۔

جو گھر شاہ جی نے اسے گفٹ کیا تھا وہ اس نے جمنا بائی کے نام کر دیا تھا۔۔۔

شاہ جی کے کہنے پر جمنا بائی نے اس گھر کو عورتوں کیلئے بوتیک میں بدل دیا تھا۔۔۔۔

جہاں وہ بندیا اور اس جیسی کئ لڑکیوں کو نوکری دیکر اپنے ساتھ ہی رکھنے لگی تھی۔۔۔۔۔

جمنا بائی کو کافی لڑکیوں کا علم تھا وہ جوانی سے بڑھاپے تک اس جسم فروشی کی دنیا میں رہی تھی۔۔۔۔۔

جہاں ممکن ھوتا وہ کسی نا کسی تک پہنچ کر انھیں ساتھ لے آتی۔۔۔۔

شاہ جی جمنا بائی کو مکمل سپورٹ کر رہا تھا۔۔۔اسکے پاس پیسوں کی کوئ کمی نا تھی۔۔۔

بندیا نے بھی اسکا بھرپور ساتھ دیا۔۔۔۔۔

جمنا بائی شاہ جی کو بھگوان سمجھ کر پوجنے لگی تھی۔۔۔۔

کہ اسے اپنی زندگی کے تیس سالوں میں شاہ جی جیسا کوئ مرد نا ملا تھا۔۔۔۔۔۔۔

علی آج پھر آیا بندیا کے یہاں تو دیوی نے اسے اندر بلایا۔۔۔

ابھی کچھ ہی دیر ہوئ تھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ اتفاق سے گوپال گھر آ گیا۔۔۔

کچن سے نکلتی دیوی اسے دروازے سے اندر داخل ھوتا دیکھ کر ہکا بکا رہ گئ۔۔۔

اسکی حالت فقیروں سے بھی بدتر تھی۔۔۔

لیکن ہاتھوں میں اسکے راشن پانی کے تھیلے اور کچھ پیسے تھے جو اس نے چپ چاپ دیوی کے قدموں میں رکھے۔۔۔۔۔

دیوی اپنے اس دیوتا جیسے شوہر کو اپنے سامنے زندہ سلامت دیکھ کر اسکے قدموں میں جھک گئ۔۔۔

گوپال فوراً پیچھے ہٹا۔۔۔

یہ کیا کر رہی ھے تو۔۔۔۔

علی بھی کمرے سے باہر آیا۔۔۔

گوپال کی نظر علی پر اور پھر گھر پر پڑی جو ساری ضروریات کے ساز و سامان سے آراستہ تھا۔۔۔۔

وہ ششدر سا رہ گیا کہ یہ سب کیا تھا۔۔۔۔

دیوی نے اسے سارے حالات سے آگاہ کیا۔۔۔

تو گوپال ہاتھ جوڑے علی کے آگے گھٹنے ٹیکنے لگا ہی تھا کہ علی نے گوپال کو گلے سے لگایا۔۔۔۔

گوپال زار زار رویا۔۔۔۔

بندیا بھی آ چکی تھی۔۔۔

وہ باپ کو دیکھ کر اسکے قدموں سے اسطرح لپٹی جیسے بختی بچپن میں اسکے قدموں سے دیوی کے ڈر سے لپٹ جاتی تھی۔۔۔

گوپال زمین پر جا بیٹھا۔۔۔

اور بندیا کو سینے سے اسطرح بھینچا جیسے وہ اسے ساری کائنات سے چھپانا چاہ رہا تھا۔۔۔

ایک پل وہ باپ کے سینے سے جدا نا ھوئ تھی۔۔۔۔

علی نے بختی کے متعلق گوپال سے پوچھا۔۔۔۔

تو گوپال نے اسکی ساری حقیقت بتانے میں لمحہ نا لگایا۔۔۔

اور اسکے بچپن کی کچھ چیزیں اپنے ایک پرانے سے صندوق نما بکس سے نکال کر اور کچھ تصاویر لیکر وہ علی کے سامنے حاضر تھا۔۔۔

جسمیں بختی کے بچپن کی فراق ایک سونے کی انگوٹھی اور تین سال کی عمر میں دو تصاویر تھیں۔۔۔۔۔

گوپال نے علی کو بتایا کہ وہ اسکی بہن کو ایک ایکسیڈینٹ میں ملی تھی۔۔۔۔

بہت سے لوگوں سے آس پاس سے پوچھا کہ یہ کس کی بچی ھے کسی کو نہیں معلوم تھا۔۔۔۔۔۔

اسکی بہن نے اسے کسی یتیم خانے میں داخل کرنے کے بجائے اسے خود گود لے لیا۔۔۔۔

اور اسکے اس دنیا سے جانے کے بعد بختی اسکے پاس تھی۔۔۔۔۔۔

علی اسکی تصویریں اور سامان لیکر اپنے گھر گیا جہاں شاہ جی اسکے آنے سے کچھ دیر ہی پہلے نکل چکا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ شاہ جی سے مشورہ کرنے آیا تھا کہ رتابہ کی یہ بچپن کی تصاویر اخبار میں شائع کی جائیں ھو سکتا ھے اسکے والدین زندہ ھوں اور وہ پہچان لیں رتابہ کو۔۔۔۔۔۔

علی پھر رتابہ کی ایک تصویر جیب سے نکال کر غور سے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

تصویر بہت زیادہ پرانی ھو چکی تھی اسکا چہرہ دھندلا دھندلا دکھائی دے رہا تھا۔۔۔۔۔

علی نے اسکی تصویر ایک سائیڈ پر رکھ کر صوفے سے اپنا سر ٹکایا۔۔۔۔۔ وہ بہت تھکا ھوا تھا۔۔۔۔۔

اسکی ماں جی نماز سے فارغ ھو کر اسکے پاس آ کر بیٹھی۔۔۔اور اسکا ماتھا چوم کر اس پر سورتیں پڑھتے ھوئے دم کرنے لگیں۔۔۔۔۔۔

علی نے آنکھیں کھولیں اور ماں کے ہاتھ پکڑ کر چومے تو اسکی چھوٹی انگلی میں بچے کی انگوٹھی دیکھ کر وہ ھنس کر دیکھنے لگیں۔۔۔۔

یہ کیا کس کی انگوٹھی پہن رکھی ھے تم نے؟؟؟

علی نے اتار کر ماں کو دکھائی۔۔۔

امی یہ رتابہ کی ھے۔۔۔

سبحانہ انگوٹھی دیکھ کر مسکرائی پھر علی کو واپس کی۔۔

بہت پیاری اور نیک بچی ھے نا جانے کس کی اولاد ھے؟؟

میری تو دلی دعا ھے کہ اللہ جلد از جلد اسے اسکے اصلی وارثوں تک پہنچا دے۔۔۔۔۔

اور تمھاری بھی اس معاملے میں مدد فرمائے۔۔۔۔

علی نے آمین کہا۔۔۔

آج تمھاری بہن بھی زندہ ھوتی تو رتابہ جتنی ھوتی۔۔۔۔لیکن اللہ نے اسے بہت جلد ہی اپنے پاس بلا لیا۔۔۔۔۔

علی ماں سے مصنوعی ناراضگی کا اظہار کرتے ھوئے گلہ کرنے لگا۔۔۔

شاہ جی کو یہ بات معلوم تھی کہ ھماری اک بہن بھی تھی آپ نے مجھے نہیں بتایا تھا میرے پہلی بار ملنے پر۔۔۔۔۔

سجانہ نے پیار سے اسے گلے سے لگایا۔۔۔

کیا کرتی میرے بچے بتا کر۔۔۔۔

سالوں بیت چکے ھیں اس بات کو۔۔۔۔۔

سجانہ کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔۔۔ علی نے ماں کے آنسو صاف کی ئے۔۔۔۔

اور جاتے ھوئے دوسری جانب پڑی رتابہ کی تصویر جیب میں ڈالنے لگا تو سجانہ کی نظر رتابہ کی تصویر پر پڑی۔۔۔۔۔

اس نے علی سے تصویر لیتے ھوئے کہا۔۔۔۔

یہ کہاں سے لی تم نے؟؟؟؟

سجانہ تصویر کو غور سے دیکھا۔۔۔۔

اور اس تصویر پر ہاتھ پھیر کر زیر لب بڑبڑای۔۔۔

ملائکہ۔۔۔۔۔۔۔

علی نے حیرت سے ماں کو دیکھا۔۔۔۔

کون ملائکہ ماں جی؟؟؟؟

وہ تصویر کو چومتے ہوئے بولی میری بچی ملائکہ۔۔۔۔۔۔

سکندر سے لی ھے تم نے یہ تصویر؟؟؟؟؟؟

عضد کے ھوش اڑنے لگے امی غور سے دیکھیں یہ آپکی بیٹی ملائکہ نہیں ھے۔۔۔۔۔

علی بیٹا آنکھیں اندھی بھی ھو جائیں نا تو ماں اپنی اولاد کو پہچانتی ھے۔۔۔۔۔۔

علی ماں کی بات سن کر حواس باختہ ہو کر انکے قدموں میں بیٹھا امی یہ کیا کہہ رہی ھیں آپ؟؟

وہ اسکی بے یقینی پر آہستہ سے بولی۔۔۔کیوں تمھیں یقین کیوں نہیں آرہا؟؟؟؟

علی کی آنکھیں حیرت سے پورے چہرے پر پھیلیں۔۔۔۔۔

آپ نے تو کہا تھا کہ ھماری بہن مر چکی ھے۔۔۔۔۔

لیکن امی جسکی تصویر آپ کے ہاتھ میں ھے یہ زندہ ھے۔۔۔۔۔۔۔

علی کی بات سن کر سبحانہ کو تو غش آ گیا۔۔اور اسکا سر علی کے کندھوں پر جھولنے لگا۔۔۔

ماں جی۔۔۔۔ماں جی۔۔۔۔

اس نے ماں کو گود میں لیکر انکا چہرہ تھپتھپایا۔۔۔۔

بانو۔۔۔ بانو۔۔۔۔وہ بلند آواز میں چلایا۔۔۔۔۔۔

جی صاحب جی۔۔۔

پانی لاؤ جلدی سے۔۔۔۔

وہ بھاگ کر پانی لائی۔۔۔

علی نے پانی کی چھینٹے ماں کے منہ ماریں۔۔۔۔۔

توآنکھیں کھولتے ہی وہ بھاگتے ھوئے سکندر کے کمرے میں آئی اور دھڑام سے دروازہ کھول کر اندر داخل ھوئی۔۔۔۔

وہ فون پر کسی سے مخاطب تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اچانک دروازہ کھول کر سبحانہ کے اندر آنے پر چونکا۔۔۔۔

علی بھی ماں کے پیچھے تھا۔۔۔۔

وہ سکندر کا گریبان پکڑ کر بولی۔۔۔۔۔۔

کہاں ھے میری بچی۔۔۔ میری ملائکہ۔۔۔۔۔۔۔۔

سکندر نے آرام سے بہن کو کندھوں سے تھاما۔۔۔۔۔

تمھارے ایکسیڈینٹ میں چل بسی تھی وہ اس دنیا سے۔۔۔۔

سجانہ بلند آواز میں چلائی۔۔۔۔

جھوٹ بول رہے ہو تم۔۔۔۔۔۔

میری بچی مری نہیں تھی۔۔۔۔۔۔۔

سکندر اپنی بہن کا جنون دیکھ کر پریشانی سے بولا۔۔۔۔

مجھے کیا ضرورت ہے جھوٹ بولنے کی۔۔۔۔۔۔

سجانہ زار و قطار رو پڑی۔۔۔۔

تم نے جھوٹ بولا مجھ سے میری بچی زندہ ہے۔۔۔ سکندر میری ملائکہ زندہ ہے۔۔۔۔وہ اسکا گریبان پکڑ کر جھنجوڑنے لگی۔۔۔۔

سکندر نے علی کی طرف دیکھا جو پتھر کا بت بنا ماں اور ماموں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

سکندر نے سجانہ کو آرام۔سے بیڈ پر بٹھایا۔۔۔۔

کس نے کہا ہے تم سے یہ سب؟؟؟

سجانہ نے علی کے ہاتھ میں پکڑی تصویر سکندر کو دکھائی۔۔۔۔۔

یہ تصویر دیکھ رہے ہو اس نے سکندر کے سامنے تصویر پر ہاتھ مار کر بولی۔۔۔۔

دیکھ رہے ہو یہ تصویر یہ میری بچی ملائکہ کی ہے۔۔۔۔

سکندر نے علی کی طرف دیکھا۔۔۔

آنسو حیرت کے مارے علی کی آنکھوں میں آنسو جم گ ئے تھے۔۔۔۔

ماموں جان ماں جی کے ہاتھ میں جو تصویر ھے وہ بچی زندہ ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سکندر کے پیروں تلے زمین ہل کر رہ گئ۔۔۔۔۔۔۔

سبحانہ سر پر ہاتھ رکھے روتے ھوئے بولی سکندر تم نے مجھ سے جھوٹ کیوں بولا تھا؟؟؟؟

کیوں مجھے تم نے 22 سال اندھیرے میں رکھا کیوں؟؟؟؟؟

سکندر نے سبحانہ کے سر پر ہاتھ رکھا میری مجبوری تھی۔۔۔۔

علی انکے سامنے آکر کھڑا ھوا۔۔۔۔

کیسی مجبوری؟؟؟؟

تمھارے باپ کے مرنے کے بعد یہ یہاں سے چلی گئ تھی۔۔۔

خاندان سے تو یہ پہلے ہی باہر تھی لیکن پھر اپنی حویلی بھی چھوڑ گئ۔۔۔۔۔۔۔

لیکن میں اپنے بندوں کے ذریعے اسکی خبر گیری میں رہا۔۔۔۔۔

تمھاری ماں کا جب ایکسیڈینٹ ھوا اسوقت میں بھی یہاں نہیں تھا۔۔۔۔۔

ایکسیڈینٹ کی خبر مجھے کچھ دن بعد ملی تو میں ان سے ملنے ھوسپٹل گیا۔۔۔۔

سر پر گہری چوٹ لگنے سے اسے کچھ بھی یاد نا تھا۔۔۔اور دماغی دورے پڑتے تھے اسے۔۔۔۔

مجرے آدمی شاہ جی کو حویلی لے آئے تھے۔۔۔۔۔

میں نے بہت تلاش کیا ملائکہ کو لیکن اسوقت میرے پاس نا کوئ تصویر تھی نا میں نے بچی دیکھی تھی۔۔۔۔۔

پانچ سال تمھاری ماں کو دماغی دورے پڑتے رھے۔۔۔۔۔

کافی علاج اور دعاؤں کی بعد یہ پانچ سال بعد ٹھیک ھوئ۔۔۔۔۔

پھر میں اسے اسکی بچی کے گم ھونے کی خبر کیسے سناتا؟؟؟؟

یہ تو ممتا کی تڑپ میں پاگل ھو جاتی اسلیے اس سے جھوٹ بولا۔۔۔۔۔۔۔۔

علی سکندر سے حقیقت سن کر سبحانہ سے لپٹ کر اس قدر رویا کہ اس نے زمین آسمان ایک کر دیا۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ اسکی بہن تھی۔۔۔اور کیا کیا درد جھیل کر وہ بڑی ھوئ تھی۔۔۔۔۔

اسکا ایک ایک درد علی کے سامنے تھا۔۔۔۔۔۔

سبحانہ اور علی کو سکندر نے اپنے ساتھ لگایا۔۔۔۔۔

کہاں ھے یہ بچی؟؟؟؟

علی آنسوؤں سے مغموم آواز میں بولا۔۔۔۔

رتابہ ہی ملائکہ ھے۔۔۔۔۔۔۔

سبحانہ نے جب رتابہ کا سنا تو اس نے سانس لی ئے بنا علی سے کہا مجھے میری بچی کے پاس لے چلو علی جلدی کرو۔۔۔

کہیں میرا دم ہی نا نکل جائے۔۔۔۔

علی نے ماں کے ہاتھ چومے۔۔۔۔

ماں جی پہلے میں آپکو اس شخص کے پاس لے کر جاؤنگا جس نے سیپ میں چھپے موتی کیطرح ھماری بہن کو اپنے پاس رکھا۔۔۔۔۔۔

سکندر اور سبحانہ کو لی ئے وہ سیدھا بندیا کے گھر آیا اور گوپال سے ملوایا۔۔۔۔

سبحانہ اور سکندر دونوں ہاتھ جوڑے اسکا شکر ادا کرنے لگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بندیا اور دیوی پر جب بختی کی حقیقت آشکار ھوئی تو وہ حیرت زدہ رہ گئیں۔۔۔۔۔۔

گوپال نے علی کے سامنے ہاتھ جوڑے۔۔۔۔۔بیٹا ایک بار مجھے میری بختی سے ملوادو۔۔۔۔۔

علی نے گوپال کو زور سے گلے سے لگایا۔۔۔۔۔

آج بھی وہ آپکی بیٹی آپکی بختی ھے۔۔۔۔

ھم سب کی بختی۔۔۔۔

علی کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

بندیا نے فوراً شاہ جی کو فون کر کے اطلاع دی۔۔۔۔

علی سبحانہ گوپال اور سکندر کو لیکر عضد کے گھر پہنچا۔۔۔۔۔

ان سب کو ایک ساتھ اسطرح روتا تڑپتا دیکھ کر نرگس اور مسز ھمدانی جو لاونج میں ہی بیٹھی تھیں پریشان ہو گئیں۔۔۔۔۔

علی بنا دیر کیے بھاگتا ھوا اوپر آیا اور زور زور سے دروازہ بجایا۔۔۔

عضد نے دروازہ کھولا۔۔۔

وہ اسے پیچھے ہٹا کر رتابہ کا ہاتھ تھامے نیچے آیا اور سب کے سامنے اسے کھڑا کیا۔۔۔۔۔

ھمدانی صاحب اور عضد بھی باہر آئے۔۔۔

شاہ جی بھی آگیا۔۔۔۔۔

سب کو شدت جذبات سے روتا دیکھ وہ حیران پریشان کھڑے تھے۔۔۔۔

علی کی آواز نے سب پر چھایا سکوت توڑا۔۔۔۔

عضد رتابہ ھماری سگی بہن ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

علی کی بات تھی یا دھماکہ۔۔۔۔۔

نرگس عضد اور رتابہ تینوں بے یقینی سے ایک دوسرے کو تکنے لگے۔۔۔۔۔۔

علی نے مختصر الفاظ میں ساری بات بتائی۔۔۔۔

شاہ جی سبحانہ اور علی تینوں ہی اسکی طرف حسرت سے بانہیں پھیلائے کھڑے تھے۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے ایک نظر تینوں کو دیکھا پھر سب کے پیچھے ایک طرف کونے میں کھڑے گوپال کو دیکھا۔۔۔۔۔۔

وہ اپنی برداشت کے سارے بند توڑ کر سب سے پہلے دیوانہ وار بھاگ کر گوپال کے گلے سے جا لگی۔۔۔۔۔

ماما جی۔۔۔۔۔

گوپال اپنی بختی کو سینے سے لگائے پھوٹ پھوٹ کر رویا۔۔۔۔

گوپال نے اسکا ماتھا چوما۔۔۔۔

جا میری بچی اپنے وارثوں سے مل۔۔۔۔۔

جن کیلئے تو سسک سسک کر دعائیں مانگتی تھی۔۔۔۔۔

وہ گوپال کے سینے سے الگ ہو کر سبحانہ سے جا لپٹی۔۔۔۔۔

سبحانہ نے اسے اتنے زور سے اپنے سینے سے لگایا کہ رتابہ کو لگا اسکی پسلیاں سبحانہ کی پسلیوں میں دھنس جائیں گی۔۔۔

سبحانہ نے اسے سو بار چوما اسکا سر اسکی آنکھیں اسکے گال اسکی ناک وہ اسے بار بار چومنے لگی۔۔۔

پھر اس نے پاس کھڑے علی کو دیکھا جسکی بدولت وہ ماں تک پہنچی تھی۔۔۔۔

علی نے تڑپ کر اسے سینے سے لگایا۔۔۔۔۔۔

پھر شاہ جی نے۔۔۔۔

کتنا درد کتنی اذیتیں کیا کچھ نہیں سہا تھا اس نے۔۔۔۔

سکندر نے بھی اسکا سر سینے سے لگا کر چوما۔۔۔۔۔۔

عضد علی اور شاہ جی کے گلے سے لگا۔۔۔۔

ھمدانی نے اسکا ماتھا چوما۔۔۔۔

جب میں نے پہلی بار دیکھا تھا اسی وقت میرے دل نے تمھاری کشش بہت محسوس کی میں اسوقت اپنے اس احساس کو کوئی نام دے سکا تھا۔۔۔۔۔۔

کیسی سچائی سامنے آئی تھی۔۔۔۔

بار بار علی شاہ جی سبحانہ اسے گلے سے لگاتے اور اسکا ماتھا چومتے۔۔۔۔۔

عضد نے گوپال کو سینے سے بھینچا۔۔۔۔۔۔

ماما جی آپ نا ھوتے تو شاید آج بختی ھمارے بختوں میں نا ھوتی۔۔۔۔۔۔۔۔

آج وہ کتنے رشتوں کے بیچ تھی۔۔۔۔

اس نے تو ایک وارث مانگا تھا رب سے لیکن اسکے وارث تو اتنے تھے کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔۔

کسی کے آنسو رک نہیں رھے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

سب اسقدر خوش تھے جیسے کوئی مر کر دوبارہ زندہ ھوا ھو۔۔۔۔۔

رتابہ کی زبان پر ایک ہی جملہ تھا۔۔۔

کہ اسے اب تک یقین نہیں آ رہا کہ وہ آج اپنے وارثوں کے بیچ موجود ھے۔۔۔۔۔۔۔اسے یہ سب اک خواب سا لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

نرگس نے روتی ھوئی رتابہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔اور اپنے رب کی تعریف میں بولنے لگی۔۔۔۔

میری بچی میری جان۔۔۔۔

وہ جسکا نام ھے الخبیر۔۔۔یعنی خبر رکھنے والا۔۔۔۔

وہ کیسے تمھاری سسکیوں سے بے خبر رہ سکتا تھا؟؟؟

وہ جسکا نام ھے الودود۔۔۔یعنی محبت کرنیوالا۔۔۔

وہ کیسے اس محبت کی لاج نا رکھتا جو تمھیں اس سے ھے۔۔۔

وہ جسکا نام ھے المتین۔۔۔یعنی طاقت والا۔۔۔۔

وہ کیسے تمھیں کمزور رہنے دے سکتا تھا؟؟؟

وہ پاک ذات جسکا نام ھے الوکیل۔۔۔۔یعنی کام بنانے والا۔۔۔

پھر وہ کیسے تمھاری کہانی کو ادھورا رہنے دے سکتا تھا۔۔۔۔۔

تم نے بڑی ھمت سے صبر کیا اور اللہ صبر کرنیوالوں کیساتھ ھے۔۔۔

شاہ جی گوپال کو گھر چھوڑنے گیا تو سارے راستے میں گوپال نے بختی کے بختوں کا ذکر کیا۔۔۔

شاہ صاحب اس بچی کا نام میں نے بختی اسلیے رکھا تھا کہ جس دن سے اس نے میرے گھر قدم رکھا تھا اسکے قدموں سے میرے بھاگ کھل گ ئے۔۔۔

میں ایک غربت کا مارا مزدور تھا میرا اپنا گھر بھی نا تھا۔۔۔۔۔۔

اس بختی کے ساتھ میرے بخت دنوں میں بدلے میں مزدور سے ٹھیکدار بنا پھر کرائے کے گھر سے اپنے ذاتی گھر بنایا۔۔۔

پھر سالوں بعد مجھے بھگوان نے اولاد سے نوازا۔۔۔۔۔

میں نے اس بچی کو اپنے دین پر گامزن بھی نہیں کیا تھا۔۔۔۔

کیونکہ اس بچی کو گود میں لیتا تھا تو ایک عجیب ہی مہک آتی تھی۔۔۔۔

میں اسے مندر لے کر جاتا گود میں اٹھا کر تو یہ چیخنا چلانا شروع کر دیتی تھی۔۔۔۔

اور اذان کی آواز پر اسکا مرجھایا ھوا چہرہ کھل کھلا جاتا تھا۔۔۔

میں نے اسے اپنی پرورش دیکر مجبور نہیں کیا کہ یہ میرے دین پر چلے۔۔۔۔

نا اسکی عادت دیکھ کر اسے خود سے جدا کیا کہ یہ کسی نیک مسلمان کا خون ھے۔۔۔۔۔

بس یہ بچی میرا لخت جگر بن گئ۔۔۔۔۔۔

اسے دیکھ دیکھ جینے لگا تھا میں۔۔۔۔۔۔

اپنی اولاد سے بھی بڑھ کر چاہا اسے۔۔۔۔۔۔

لیکن اس بات پر میں آپ سب سے معافی کا طلبگار ھوں کہ بختی کو مجھے خود سے جدا کرنا پڑا۔۔۔۔

شاہ جی کو گوپال سارا قصہ سنایا۔۔۔۔۔۔

وہ خود بھی رو رہا تھا اور شاہ جی کو بھی رلائے جا رہا تھا۔۔۔۔

لیکن میرے بھاگ میں میری بچی کا نصیب اچھا نا ھو سکا۔۔۔۔

یہ بھی میری گھر والی کو بختی پر ظلم کی سزا ملی ھے۔۔۔۔۔

شاہ جی سنتا رہا گوپال کو۔۔۔۔

بندیا کو لیکر وہ زار زار رویا۔۔۔۔

میں نے بہت منع کیا تھا اسے شادی نا کر وہ جلاد ھے لیکن یہ اسکی باتوں کے جال میں پوری طرح پھنس چکی تھی۔۔۔۔۔

مجھے مجبور ھو کر اسکی شادی بابو سے کرنی پڑی۔۔۔

جس نے بوٹی بوٹی نوچ لی میری پھول سی بچی کی۔۔۔۔۔

شاہ جی نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسکو حوصلہ دیا۔۔۔۔

گوپال کا گھر آ چکا تھا۔۔۔

گوپال اسے اپنے ساتھ لایا۔۔۔۔

دیوی نے ماتھا چوم کر اسکا استقبال کیا۔۔۔۔۔

بندیا کا چہرہ بھی چمکنے لگا تھا شاہ جی کو دیکھ کر۔۔۔۔۔۔

ان کے بیچ کافی باتیں ھوتی رھیں۔۔۔

شاہ جی نے گوپال سے پوچھا کہ بندیا کے بارے میں آگے کیا سوچا ھے آپ نے؟؟؟

گوپال کے سر کیساتھ اسکے کندھے بھی جھک گئے۔۔۔۔۔ وہ مایوسی کی اتھاگہرائیوں میں ڈوبتی ہوئی آواز میں بولا۔۔۔

جو اوپر والے نے لکھا وہی ھوگا۔۔۔۔۔

شاہ جی گہری سوچ میں پڑ گیا پھر کچھ دیر بعد بولا۔۔۔۔

ماما جی اگر آپ نے بختی میری بہن بابو کے حوالے کی ھوتی تو آج بندیا کیساتھ یہ سب نا ھوتا۔۔۔۔۔

گوپال نے شاہ جی کی بات پر جھرجھری لی۔۔۔

ناشاہ جی نا۔۔۔ میری بوٹی بوٹی نوچ کھاتا وہ تب بھی میں اپنی بخشی اسکے حوالے نا کرتا وہ بچی میرے پاس امانت تھی۔۔۔

بندہ اپنی جان سے جائے پر ایمان سے نا جائے۔۔۔۔۔

شاہ جی نے سگریٹ سلگایا۔۔۔۔

بندیا ندامت سے سر جھکائے اسکے سامنے ہی بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

ماما جی۔۔۔

آپ نے ھماری عزت (رتابہ) کو اپنی عزت قربان کر کے بڑی عزت سے اپنے گھر میں رکھا۔۔۔۔۔

آج میں آپکے گھر کی ذلت کو اپنے گھر کی عزت بنانا چاھتا ھوں۔۔۔۔

کیا مطلب؟؟؟ دیوی اور گوپال حیرت انگیز طور پر بلند آواز میں بولے۔۔۔۔۔

شاہ جی بڑے سادہ لیکن دل آویز لہجے میں بولا۔۔۔۔

میں بندیا سے شادی کرنا چاھتا ھوں اگر وہ اسلام قبول کر سکتی ھے تو۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی کے یہ بولنے کی ہی دیر تھی کہ گوپال اور دیوی اپنی جگہ سے اچھل کر کھڑے ھوئے۔۔۔۔۔

یہ کیا کہہ رہے ھیں آپ؟؟؟؟

شاہ جی نے اپنی بات دوبارہ دوہرائی۔۔۔۔۔۔

تو وہ دونوں اسکے قدموں میں آ بیٹھے۔۔۔۔

شاہ جی نے انھیں اوپر اپنے ساتھ بٹھایا یہ کیا کر رہے ھیں آپ؟؟؟

مجھے گنہگار تو نا کریں۔۔۔۔

گوپال شاہ جی کا ہاتھ اپنے ھونٹوں سے لگا کر رویا۔۔۔۔

شاہ جی بہت بدنام ھے میری بچی۔۔۔۔۔اور بڑے نام والے زمانہ آپکو جینے نہیں دیگا۔۔۔۔۔۔

شاہ جی نے گوپال کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما آپ زمانے کی فکر نا کریں۔۔۔۔۔زمانہ مجھے نہیں بدل سکتا البتہ زمانے کو بدلنے کا ہنر اللہ تعالیٰ نے میری ذات میں رکھا ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ نے غیر مسلم ھو کر اتنی فراخدلی سے کام لیا۔۔۔۔

18 سال گھر والوں سے لڑتے جھگڑتے میری بہن کو اپنی جان سے عزیز تر رکھا۔۔۔۔

پھر چار سال اسکو بچاتے ھوئے ذلت کی ٹھوکریں در بہ در کھاتے رہے اپنی بچی کو بھی قربان کیا۔۔۔۔

کیا غرض تھا آپکو میری بہن سے؟؟؟؟؟ کیا دے سکتی تھی وہ آپکو؟؟؟؟

لیکن آپ نے اسوقت اسکا ساتھ دیا جہان زمانے بھر نے اسکا ساتھ چھوڑا۔۔۔

تو کیا میرا حق نہیں بنتا کہ اب اس مشکل وقت میں آپکا سہارا میں بنوں۔۔۔۔۔

گوپال نے اپنا فیصلہ اسکے حق میں دے دیا۔۔۔۔

دیوی نے بھی اقرار کیا کہ انسانیت سے بڑا کوئ مذہب نہیں۔۔۔اولاد تو ھم سب آدم کی ھیں۔۔۔۔

اور آدم کا جو رب ھے۔۔۔

وہ ھم سب کا رب ھے۔۔۔

دیوی نے بندیا کا ہاتھ شاہ جی کے ہاتھ میں دیتے ھوئے کہا۔۔۔۔

صرف بندیا ہی نہیں ھم بھی تمھارے اس رب پر ایمان لاتے ھیں۔۔۔۔جس نے تمھیں ھمارے گھر ہدایت کا پیامبر بنا کر بھیجا۔۔۔۔

شاہ جی کی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔۔

تم اتنے رحم دل انصاف پسند اور ایماندار ھو۔۔۔پھر جس رب پر تم ایمان لائے وہ کتنا عدل و انصاف والا ھے۔۔۔اس بات کا یقین تمھیں دیکھ کر آیا۔۔۔۔۔

گوپال بندیا اور دیوی نے ایک ساتھ مسلمان ھونے کا اقرار کیا۔۔۔

پائل دروازے پر کھڑی یہ سب دیکھ اور سن رہی تھی۔۔۔۔۔

شاہ جی نے روتے روتے اسطرح کلمہ پڑھا کہ پائل کا دل بھی پسیج گیا۔۔۔۔۔۔۔

ایسا کلمہ شاہ جی نے آج تک نا پڑھا تھا جسکا لفظ لفظ اسکی روح کو نچوڑتا ھوا آنسوؤں کی جھڑی میں اداھو رہا تھا۔۔۔۔

لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ

نہیں کوئ معبود سوااللہ تعالیٰ کے امحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ھیں۔۔۔۔

اسکی تقلید میں ان چاروں نے کلمہ پڑھا۔۔۔۔۔۔

شاہ جی نے گھر آنے سے پہلے مسجد کا رخ کیا۔۔۔

اور اللہ کے حضور سجدہ شکر ادا کیا پھر جب گھر لوٹا تو اسکے چہرے کی چمک دیکھ کر ہر آنکھ اس پر ٹھہر سی گئ۔۔۔۔۔

سبحانہ پوچھے بنا نا رہ سکی۔۔۔

اتنا پر نور چہرہ لیکر کہاں سے لوٹے ھو۔۔۔۔۔۔

وہ سبحانہ کو گلے سے لگا کر بولا۔۔۔

ماں جی کسی بھٹکے ھوئے کو الھادی (ہدایت دینے والا) کا راستہ دکھا کر آیا ھوں۔۔۔

کس کو؟؟؟؟

ماں جی آپکی ھونے والی بہو اور اسکے گھر والوں کو۔۔۔

سب عضد کے گھر ہی موجود تھے۔۔۔۔۔سب کے کان ایک ساتھ کھٹکے۔۔۔۔

شاہ جی پنجوں کے بل رتابہ کے پاس آکر بیٹھا پھر اسکے دونوں ہاتھ چوم کر بولا۔۔۔

جو میری بہن کا لجپال ھے۔۔۔۔۔

رتابہ سمجھ گئی تھی اسکی بات۔۔۔

میرے ماما جی کا کہہ رھے ھو؟؟؟

شاہ نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔

رتابہ نے خوشی سے چھم چھم برستے نینوں سے شاہ جی کی چاند کی طرح روشن پیشانی چومی۔۔۔۔

بندیا کو اپنانا چاھتے ھو؟؟؟

شاہ جی کا ہاں پر علی چونک کر کھڑا ھوا کہ کیا کہہ رھے ھو تم یار۔۔۔۔۔

وہ سب کو اپنی طرف متوجہ کرتے ھوئے اپنی بھاری آواز میں بولا۔۔۔

میں آپ سب کو بتانا چاھتا ھوں ماما جی کا پورا گھرانہ ھم سے متاثر ھو کر اللہ پر ایمان لانا چاھتا ھے۔۔۔۔۔

اور میں بندیا سے شادی کرنا چاھتا ھوں۔۔۔مجھے امید ھے کہ میرے اس فیصلے سے کسی کو اعتراض نہیں ھو گا۔۔۔۔

سکندر کو غصہ آنے لگا۔۔۔یہ تم کیا کہہ رھے ھو برخودار۔۔۔

اسکی حقیقت جانتے ھو؟؟؟

جی ماموں جان سب جانتا ھوں۔۔۔۔اوع یہ بھی جانتا ھوں میری بہن کی عزت بچانے کیلئے اس شخص نے اپنی بیٹی اندھے کنوئیں میں پھینکی۔۔۔

اگر وہ اسے بابو کے حوالے کرتا تو آج بندیا کی جگہ ھمیں رتابہ ملتی۔۔۔

اور ملتی بھی یا نہیں یہ بھی میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔۔۔۔

سبحانہ جیسی نیک عورت کا بیٹا تھا وہ۔۔۔اسکی پاکیزگی شاہ جی کے کردار میں چھلک رہی تھی۔۔۔

علی بھی حیرانی سے بولا۔۔۔یار کمیونٹی میں ھمارا اک مقام۔اک مرتبہ ھے۔۔۔کیا جواب دو گے سب کو؟؟؟؟؟؟

شاہ جی سکون بھرے لہجے میں کہنے لگا۔۔۔جواب تو تب ھو گا جب سوال اٹھے گا۔۔۔یہ ھماری کمیو نٹی میں میرے نام سے جانی جا ئیگی۔۔۔اور کس کی مجال کہ شاہ جی کا نام سن کر سوال کی گستاخی کرے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سبھی نے اعتراض کیا تھا سوانرگس عضد سبحانہ اور رتابہ کے۔۔۔

سکندر بلکل شاہ جی کی بات ماننے کو تیار نا تھا۔۔۔۔۔۔

نرگس یہاں سمجھداری سے کام لیتے ھوئے بولی۔۔۔۔

بھائ صاحب کسی کی بہن بیٹی اس تن فروشی کے کاروبار میں جان بوجھ کر نہیں آتی۔۔۔۔

حالات اور واقعات کی گردشیں اسے یہاں تک کھینچ لاتی ھیں۔۔۔۔

اس رب کی نا شکری نا کریں۔۔۔

آپ سے عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا اک قصہ عرض کرنا چاھو نگی۔۔۔۔

وہ اپنے مریدوں کے ساتہ ایک گلی سے گزرے سامنے ایک شرابی پڑا ہوا تھا وہ کہنے لگا اے عبدالقادر

اللہ قادر ہے کے نہیں؟؟

حضرت عبدالقار جیلانی نے کہا

بیشک اللہ قادر ہے

شرابی نے دوسری بار پوچھا

اے عبدلقادر

اللہ قادر ہے کے نہیں؟؟

حضرت عبدالقادر جیلانی نے کہا

بے شک اللہ قادر ہے

شرابی نے تیسری مرتبہ پوچھا

اے عبدالقادر

اللہ قادر ہے کے نہیں

حضرت عبدلقادر جیلانی سجدے میں گر گئے اور رونے لگے استغفار کیا اور کہنے لگے

بے شک اللہ قادر ہے بے شک اللہ قادر ھے۔۔مریدوں سے فرمایا اس شرابی کو نہلاؤ تیار کرو کھانا کھلاؤ

مریدوں نے آپ سے پوچھا اے اللہ کے پیارے کیا ہمیں بتا سکتے ہیں کے ہوا کیا؟

توآپ نے فرمایا کے جب اس نے پہلی بار پوچھا تو اس کا کہنا تھا کے اللہ معاف کر سکتا ہے کے نہیں

اور دوسری مرتبہ پوچھا تو اس کا کہنا تھا کے اللہ آپ جیسا مجھے بنا سکتا ہے کے نہیں

اور تیسری مرتبہ اس نے پوچھا کے اللہ آپ کو میرے جیسا کر سکتا ہے کے نہیں

تو میرے اندر خوف جگا اور معافی مانگنے لگا میں اپنے آپ پر قابو نا رکھ سکا بے شک اللہ قادر ہے بے شک اللہ ہر چیز پے قادر ہے۔۔۔۔۔۔

نرگس کی بات سن کر سبھی کے سر جھک گ ئے۔۔۔۔

سبحانہ نے شاہ جی کا ساتھ دیتے ھوئے کہا۔۔۔۔

امیہ کے آخری خلیفہ مروان بن محمد کی بیٹی کا قصہ آپ ہی سنایا کرتے تھے ھمیں جو ملکہ خزران کے دربار میں حاظر ھوئ تھی۔۔۔۔دوسروں کو نصیحت کرنا سیدھی راہ دکھانا مشکل نہیں بس منہ کھول کر لب ہی ہلانے پڑتے ھیں۔۔۔۔

لیکن اصل سبق تو وہ ھے جس میں لب نا کھلیں آپکا عمل آپکے کردار کا منہ بولتا ثبوت ھو۔۔۔۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ھے۔۔۔۔

اگر کوئی شخص زمانے کی گردش سے عزت کا درجہ کھو بیٹھے تو اسکی عزت میں فرق نا آنے "

"دو

سکندر کی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔۔

اگر میرے بیٹے کو اللہ نے انکی ہدایت کے لیئے چن لیا ھے تو رب کے اس چناؤ پر میری جان بھی قربان۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہاں بیٹھی نرگس اور سبحانہ نے ملکر سکندر اور باقی سب کو بھی راضی کر ہی لیا۔۔۔۔۔

نمل بھی ان سب کی خوشی میں شامل ھوئی۔۔۔۔

شاہ جی نے دیر نا لگائی۔۔۔۔

کچھ ہی دن میں اس سے نکاح کر کے اپنے گھر لے آیا۔۔۔۔

بندیا دلہن بنی شاہ جی کے کمرے میں موجود تھی۔۔۔۔

کافی دیر تلک وہ شاہ جی کا انتظار کرتی رہی۔۔۔۔۔

وہ نا آیا۔۔۔۔۔

بندیا گھبرا کر جیسے ہی اٹھی وہ ناک دیکر اندر آیا تو بندیا کے اٹھتے قدم وہیں رک گ ئے۔۔۔۔

بلا جیسی خوبصورت لگ رہی تھی وہ۔۔۔۔۔

شاہ جی اسکے پاس آیا۔۔۔۔۔

اور آہستہ سے اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔

بہت خوبصورت لگ رہی ھو۔۔۔۔۔

بندیا کے رسیلے ہونٹوں پر شرمیلی سی مسکان تھی۔۔۔۔

شاہ جی نے اسکا ہاتھ انگوٹھی پہنانے کیلئے اپنے ہاتھوں میں تھاما تو اسکا ہاتھ برف کیطرح ٹھنڈے ھو رھے تھے۔۔۔۔

اور شاہ کے تھامتے ہی کپکپانے لگے۔۔۔۔۔۔۔۔

بیشک کچھ عرصہ پہلے وہ جسم فروش رہی تھی لیکن شرم وحیا عورت کا گہنا ھے۔۔۔۔

اور اپنے تمام گناھوں سے توبہ کر کے اسلام کے دائرے میں شاہ جی کیساتھ داخل ھو کر وہ حیا کا پیکر بن گئ۔۔۔۔۔

شاہ جی نے آہستہ سے اسکے سرخ سفید گالوں کو چھوا تو وہ اپنے آپ میں سمٹ گئ۔۔۔۔۔۔

شاہ جی کے ہاتھوں کا لمس اسکے ھوش اڑانے لگا۔۔۔۔۔

بہت آہستہ سے شاہ جی نے اسکے ھونٹوں پر اپنی انگلی پھیری تو وہ سانس اندر کھینچتے ھوئے واپس لینا بھول ہی گئ۔۔۔۔۔

شاہ جی نے مسکرا کر اپنا ہاتھ پیچھے کیا تو اسکی سانس بحال ھوئ۔۔۔۔۔۔

وہ اسوقت شاہ جی کے سامنے بلکل ایسی تھی جیسی ان کھلی گلاب کی کلی ھو۔۔۔۔

شاہ جی نے اسکے دونوں ہاتھ پھر سے ہاتھوں میں لیکر ہلکے سے جھٹکے سے کھینچا تو وہ شاہ جی کی بانہوں میں آ گئ۔۔۔

وہ اسے اپنے ساتھ لیے لیٹا تو بندیا نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔

شاہ جی نے نرمی سے اسکے لبوں پر اپنے لب رکھے تو ایک سکون کی لہر بندیا کے پورے وجود میں لپکی۔۔۔

کتنا خوبصورت احساس تھا ایک محرم کے چھونے کا۔۔۔

شاہ جی کے لبوں کا لمس اسے رگوپے میں اتر کر اسے بے چین کرنے لگا۔۔۔۔

یہ احساس تو اسے پہلے کبھی محسوس نہیں ھوا تھا۔۔۔

شاہ جی نے اسکی بند آنکھوں کو چوما تو اس نے اپنی آنکھیں کھول کر بے یقینی سے شاہ جی کو دیکھا۔۔۔۔جو اس پر اپنی چاہت کے تمام ارمان لٹا رہا تھا۔۔۔

بندیا اپنی بانہیں شاہ جی کے گلے میں ڈال کر رو پڑی۔۔۔۔

شاہ جی نے اسے پوری قوت سے اپنی بانہوں کے حصار میں لیا۔۔۔۔

کیا ھوا ایمان (بندیا)؟؟؟؟

شاہ جی نے اسلام قبول کرنے کے بعد اسکا نام اپنی پسند سے ایمان رکھا تھا۔۔۔۔

وہ بس روتی چلی گئ۔۔۔۔۔

میری جان یہاں دیکھو میری طرف۔۔۔

اسکے سینے سے ایمان (بندیا) نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔

شاہ جی نے اسکے آنسو اپنے ھونٹوں میں جذب کیے۔۔۔۔

سبحان۔۔۔۔

اس نے شاہ جی کو اسکے اصلی نام سے پکارا۔۔۔۔

جانتے ھو میں نے اپنے ان ھونٹوں کو آج تلک کسی غیر کو چھونے نہیں دیا۔۔۔۔

حتی کے بابو کی اصلیت جان کر اسکو بھی نہیں چھونے دیتی تھی۔۔۔۔

وہ اکثر مجھ سے لڑ پڑتا تھا۔۔۔

اور مجھے مارتا بھی تھا۔۔۔۔

بہت نفرت کرتا تھا مجھ سے۔۔۔۔۔

اپنی انگلیوں سے کچل بھی دیتا تھا میرے ان ھونٹوں سے اسے بہت نفرت ھو گئ تھی۔۔۔۔۔۔۔

وہ کئ کئ مہینے غائب۔۔۔۔۔

شاہ جی نے اسکے ھونٹوں پر اپنے ھونٹوں کی مہر ثبت کرتے ھوئے اسے خاموش کروایا۔۔۔۔۔۔ شششششش یہ رات ان باتوں کی نہیں۔۔۔۔۔

بھول جاؤ اپنی بیتی زندگی کو میری خاطر۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے بڑے پیار سے اسے بہلایا۔۔۔۔۔

اس نے اپنے آنسو پونچھے۔۔۔۔۔

تم بھلانے میں میری مدد کرو گے۔۔۔۔۔

میرا بس نہیں چلتا ورنہ ان سب بھیانک یادوں کو بھیانک قصوں کو تمھارے دل و دماغ سے اکھاڑ پھینکتا۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکے گولڈن ریشمی بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔۔۔۔۔۔

ایمان نے اپنا سر شاہ جی کے سینے پر رکھ کر سکون کا سانس لیا۔۔۔۔

اسکا دل چاہا اب اسکا دم بھی شاہ جی کی بانہوں میں ہی نکلے۔۔۔۔۔۔۔

بابوان مردوں میں سے تھا جو دوسروں کی بہن بیٹیوں کو دیکھ کر اپنا ازار بند ڈھیلا کر لیتے ھیں اور اپنی بدنیتی کی سولی پر انکو لٹکانا اپنا حق اپنا دھرم سمجھتے ھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج اسی ازار بند کو نکال کر اپنا گلہ گھونٹ کر مار دیا خود کو بابو نے۔۔۔۔۔

اسکی لاش برھنہ پڑی تھی جیسے وہ سب کی عزتوں کو برھنہ کرتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

مایا اپنے والدین کیساتھ لندن جا چکی تھی۔۔۔۔۔

جازب کو جب تنہائی میسر آتی وہ اللہ کے حضور گڑگڑا کر روتا اور اپنے کیے کی معافی مانگتا رہتا۔۔۔۔۔

آج اس نے کراچی آنا تھا نمل کو لینے اسکی ھمت ہی نا ھو رہی تھی عضد کے گھر جانے کی۔۔۔۔۔

لیکن مجبوری تھی جانا پڑا۔۔۔۔

رتابہ سب سے پہلے اسکے سامنے آئی۔۔۔۔۔اور سلام کیا۔۔۔۔

جازب کی نظریں زمین پر گڑی ہوئی تھیں۔۔۔۔

عضد بھی اسی وقت آفس سے واپس آیا تھا۔۔۔جو جازب کے پیچھے ہی کھڑا تھا۔۔۔

رتابہ نے آہستہ سے عضد کے آگے ہاتھ جوڑے۔۔۔اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔۔۔۔

اور جازب کو پیچھے سے آواز دی ارے یار ممممم

جازب کا سانس وہی رک گیا۔۔۔۔۔

عضد نے آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگایا۔۔۔۔۔

تو درد کی ٹیس دونوں کے دل سے اٹھی۔۔۔اور آنکھیں بھی نمناک ھوئیں دونوں ہی اپنے احساسات پر قابو پانے لگے۔۔۔۔۔

کہتے ھیں وقت ہر مرہم کی دوا ھے۔۔وقت گزرنے کیساتھ ساتھ انکے زخم بھی کچھ کچھ بھرنے تھے۔۔۔۔۔

شاہ جی کوشش کی کہ رتابہ زیان کے بارے میں کچھ بتائے۔۔۔

تو اس نے حتمی لہجے میں کہا کہ وہ کچھ بھی نہیں جانتی۔۔۔۔

اور شاہ جی سے اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم اٹھوائی کہ وہ اس متعلق کوئی سوال نہیں پوچھیں گے اس سے۔۔۔۔۔

شاہ جی ہر دو دن بعد رتابہ کو دیکھنے آتا تھا۔۔۔۔۔۔

سبحانہ کو نرگس نے اپنے ساتھ ہی روک لیا تھا۔۔۔

کہ بیٹی سے جدائی کی تڑپ سے وہ اچھی طرح واقف تھی۔۔۔۔۔۔

آج بھی شاہ جی آیا تو کچھ دیر سے گھر گیا۔۔۔۔

رتابہ اپنے کمرے میں آئی تو عضد کو سویا ھوا پایا۔۔۔۔۔

عضد کیساتھ لیٹی وہ کہنی تکیے سے ٹکائے ہتھیلی پر اپنا سر رکھے بہت پیار سے اسکے چہرے کے ایک ایک نقش کو نرم و گداز انگلی سے چھو رہی تھی۔۔۔

انگلی کو ماتھے سے ناک اور ناک سے جب وہ ھونٹوں تک لائی تو عضد نے ایک دم سے اسکی انگلی پر چاک کاٹا۔۔۔ عضد کی اس اچانک شرارت پر بوکھلاہٹ کے مارے اسکی چیخ کی نکل گئی۔۔۔۔۔

عضد اسکا سہما ھوا سراپا دیکھ کر بہت زور سے ھنسا۔۔۔۔

رتابہ نے اسکے منہ کھول کر ھنسنے پر سائیڈ ٹیبل پر پڑی الارم کلاک اسکے منہ میں ٹھونسی۔۔

عضد کافی دیر تک ھنستا رہا۔۔۔

رتابہ نے تکیے سے خوب پٹائی کی اسکی۔۔۔۔

اچانک سے ھنستے ھنستے اسے لیبر پین شروع ھو گ ئے۔۔۔۔۔

عضد نے نرگس کو بلایا۔۔۔۔

اور اسکے کہنے پر جلدی سے رتابہ کو گود میں لیے وہ ھو سپٹل پہنچے۔۔۔۔۔۔۔

رتابہ نے ایک بہت پیاری سی بچی کو جنم دیا۔۔۔۔

شاہ جی علی بند یا گوپال سبھی وہاں موجود تھے۔۔۔۔۔

نمل یہ خوشخبری سن کر تو ایک منٹ نا رہ سکی۔۔۔۔

اس نے جازب کی ناک میں دم کر دیا کہ اسے فوراً کراچی جانا ھے۔۔۔۔۔

جازب نے زیان کیساتھ اسے روانہ کر دیا۔۔۔۔۔

ائیر پورٹ پر اسے شاہ جی اور عضد ریسیو کرنے آئے۔۔۔۔

پورے راستے وہ انکا سر کھاتی رہی۔۔۔۔۔کہ جلدی کرو جلدی کرو۔۔۔۔ایک تو اسے رتابہ سے ملنے کی جلدی تھی دوسرا اسے زوروں کی بھوک لگی ھوئی تھی۔۔۔۔۔

موسم ابر آلود تھا۔۔۔۔

ہلکی ہلکی بوندا باندی اب تیز بارش میں بدل گئ۔۔۔۔۔

عضد کی بیٹی بہت نصیبوں والی تھی جو شدید گرمی میں اپنے ساتھ باران رحمت لائ تھی۔۔۔۔

جلدی کرو جلدی کرو۔۔۔ نمل کے شور سے دونوں کے کان پک گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسے سو بار چپ کروا کر تھک گ ئے تھے۔۔۔۔۔۔۔

بارش سے ٹریفک بہت جام ھو گئ تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی اسٹیرنگ پر ہاتھ مار کر بولا۔۔۔۔

شٹ یار ابھی تو اچھا خاصا راستہ باقی ھے۔۔۔شاہ جی کی بات سن کر رتابہ پیٹ پر ہاتھ رکھے بیہوشی کا ناٹک کرنے لگی۔۔۔۔

جلدی عضد کو بھی تھی یار تو آج اس لینڈ کروزر کو جہاز بنادے ورنہ میں سیٹ کورز چبانا شروع کر دونگا۔۔۔۔۔۔

شاہ جی نے حتی الامکان لہجے میں نقاہت سموتے ھوئے کہا۔۔۔۔

اچھاااا پہلے یہ پانی اسکے حلق میں ٹپکا گزر گئ تو ماں جی اور جازب مجھے ہی الزام دیں گے۔۔۔۔

لیکن اس میں تو پٹرول ھے۔۔۔۔۔۔عضد نے منرل واٹر کی بوتل شاہ جی سے لیتے ھوئے بلاارادہ ہی ڈھکن کھول کر اسے سونگھتے ھوئے اعتراف کیا۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی نے عضد کو آنکھ ماری۔۔۔۔

اچھا میں سمجھا پانی ھے۔۔۔ چل خیر ھے۔۔۔۔اسے تو نہیں پتہ ناں تھوڑی دیر مذید چپ رھے گی۔۔۔۔۔۔

عضد اپنی مسکراہٹ دباتے ھوئے بولا۔۔۔۔تو سوچ کتنا سکون ھوگا۔۔۔۔۔شاہ جی نے اسکی بات کی پرزور تائید کی۔۔۔۔۔

واقعی یار تیرا دماغ بہت دوووور تک سوچتا ھے۔۔۔عضد فراخ دلی سے اسکی ذہانت کی تعریف کی اور پچھلی سیٹ کی طرف مڑتے ھوئے بوتل لیٹی ھوئی نمل کے منہ سے لگادی تو وہ چیخ مار کر اٹھی۔۔۔۔۔

قتل" تم لوگ مجھے قتل کرنا چاھتے ھو۔۔۔۔"

نمل نے عضد کے ہاتھ سے بوتل چھینتے ھوئے خوفزدہ ھو کر کہا تو دونوں اتنے زور سے ھنسے کہ نمل نے بوتل گود میں رکھ کر دونوں کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔۔۔۔۔۔۔

عضد نے اسکی گود سے بوتل اٹھا کر اپنے ھونٹوں سے لگالی۔۔۔۔

وہ چلائی بہت بے ایمان خبیث اور دھوکے باز ھو تم دونوں۔۔۔۔۔

مجھے اپنی قوم تک پہنچنے دو پھر بتاؤنگی۔۔۔

نمل نے اپنی کھسیاہٹ مٹانے کے لیئے انہیں پرزور انداز میں دھمکی دی۔۔۔۔۔

وہ دونوں گہری سانس لیکر ایک ساتھ بولے۔۔۔۔

افففففف انکی قوم ان جیسی بدھو اور احمق۔۔ہاہاہاہا۔۔۔۔

دونوں پھر مضحکہ انداز میں ھنس پڑے۔۔۔

نمل کا اور بس نا چلا تو پیچھے سے دونوں کے بال دونوں ہاتھوں میں جکڑ کر زور سے کھینچے اور آگے کو جھٹکا دے کر پچھلی سیٹ میں دھنس گئی۔۔۔اس بار عضد اور شاہ جی با آواز چیخے تھے۔۔۔۔

گھر چل کر نبٹیں گے تم سے۔۔۔۔شاہ جی نے گاڑی ھوسپٹل کے گیٹ سے باہر روکتے ھوئے دھمکی آمیز لہجے میں کہا اور عضد اسکی ہاں میں ہاں ملاتے ھوئے جلدی سے نیچے کودا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ بارش میں بھیگتی ھوئی انکی تقلید میں آگے کو بڑھی۔۔۔

دیکھ لونگی میں بھی تم دونوں کو۔۔۔۔۔۔

اس نے منہ پر ہاتھ پھیر کر کہا۔۔۔۔

شاہ جی اپنی اڈنے والی ھنسی کو بریک لگاتے ھوئے آسمان کیطرف دیکھ کر بولا۔۔۔

جلا جلالہ ھو آئی بلا کو ٹال تو۔۔۔۔

عضد اپنی ھنسی نا روک سکا۔اور بلند آواز میں اسکا قہقہہ نکلا۔۔۔

پبلک پلیس پر سب کے سامنے عضد کو نمل سے پرس کھانے پڑے۔۔۔۔

وہ اپنے بچاؤ کیلئے پیچھے ہٹا تو نمل سلپ ھوتی ھوئ عضد کی بانہوں میں لہرا گئ۔۔۔۔

اس نے بڑی پھرتی سے نمل کو گرنے سے بچایا۔۔۔۔

اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اندر آیا۔۔۔

شاہ جی دو فٹ نمل سے پیچھے ہی رہا۔۔۔۔

عضد نے گردن پیچھے موڑ کر اسے دیکھا۔۔۔اتنا دور کیوں بھاگ رہے ھو۔۔۔۔۔

یار تم نہیں جانتے میڈم صاحبہ ھانڈی کے چمچے سے آو بھگت کرتی ھیں۔۔۔

عضد شرارت سے مسکرایا۔۔۔

لیکن یہاں تو کوئ چمچہ نہیں۔۔۔۔

شاہ جی نے اسکی کمر پر مکا مارتے ھوئے کہا۔۔۔تو ھے نا چممچہ۔۔۔۔

اب کی بار ھنسی میں نمل بھی انکے ساتھ تھی۔۔۔۔۔۔

عضد کی بیٹی رتابہ نے اپنی گود میں کی تو آنسو اسکے گالوں پر لڑھکنے لگے۔۔۔۔۔

عضد اسکی کیفیت سمجھ سکتا تھا۔۔۔۔۔ایک تو وہ ماں نہیں بن سکتی تھی دوسرا جازب کے بیٹے کی حقیقت سے ناواقف تھی۔۔۔۔۔

نمل نے اس بچی کا ماتھا چوما تو عضد نے بے اختیار اسے اپنے سینے سے لگا کر اسکا ماتھا چوما۔۔۔

یہ بھی تمھاری بچی ھے۔۔۔۔۔

لیکن تمھارے اس بھائی کا وعدہ ھے میرا دوسرا بچہ تمھاری گود میں ھوگا۔۔۔۔۔۔

رتابہ گھر آئی تو اپنی بچی کو گود میں دیکھ کر وہ قدرت کے انصاف پر غور و فکر کرنے لگی۔۔۔۔۔۔

کسطرح اس پاک ذات نے اسکی دعائیں قبول کی تھیں۔۔۔

اپنی ماں سے جدا ھو کر اسکا گوپال تک آنا گوپال کا بابو کے ڈر سے اسے خود سے جدا کرنا۔۔۔

اسکا لاھور میں آنا اور جازب کا اسکی زندگی میں داخل ھونا۔۔۔پھر وہاں سے عضد کا زندگی میں آنا عضد سے اسکا علی اور مایا سے ملنا۔۔۔۔مایا اور علی کے ذریعے اسکا بندیا سے ملنا۔۔۔

اور پھر بندیا کی غلطی سے اسکا شاہ جی اور پھر اپنے وارثوں سے ملنا۔۔۔۔۔۔۔

کتنے مراحل سے گزر کر اسکی برسوں سے مانگی دعائیں قبول ہوئ تھیں۔۔۔۔۔

وہ خدا کے بندوں میں اسکی مصلحت میں چھپے بھید دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔

ضروری نہیں اچھے لوگوں سے ہی انسان کی زندگی خوش و خرم ہو۔۔۔۔۔

بعض اوقات برے انسانوں کی برائ میں بھی ھمارے لیے اچھائ ھوتی ھے۔۔۔۔

بابو سے جازب۔۔۔جازب سے مایا۔۔۔مایا سے بندیا ان سب کی برائ میں رتابہ کی زندگی کی خوشیوں کا راز پنہاں تھا۔۔۔

وہ اپنے رب سے اس حال میں بھی راضی رہی تھی۔۔۔

کسی نے خوب کہا ھے۔۔۔۔۔

اے ابن آدم اک تیری چاہت ہے،

اور اک میری چاہت ہے مگر ہوگا وہی جو میری چاہت ہے،

گر تو سپرد کر دے خود کو اس کے جو میری چاہت ہے،

تو پھر میں تجھے وہ بھی دونگا جو تیری چاہت ہے۔۔۔۔۔

کبھی کبھی انسان بے حد ٹوٹ جاتا ھے۔۔جب اسے لگتا ھے کہ اللہ نے اسے وہ چیز نہیں دی جو اس نے اللہ سے مانگی تھی۔۔ مگر یہ وقتی ٹوٹنا کبھی اسے اللہ سے قریب کر دیتا ھے اور کبھی دور۔۔ لیکن وہ رب انسان کو یہ احساس دلاتا ھے کہ۔۔۔

اے میرے بندے تیرے حق میں میرا فیصلہ تیری چاھت سے بہتر ھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور رتابہ نے اللہ کی ذات پر اعتبار کرتے ھوئے پہلے صبر سے کام لیا۔۔۔ پھر معافی سے اور شکر سے کام لیکر اللہ کی چاھت کیساتھ اپنی بھی تمام چاھتیں حاصل کر لی تھیں۔۔۔۔۔

یہاں رتابہ اگر معافی سے کام نا لیتی یا صبر اور خاموشی کا مظاہرہ نا کرتی تو آج وہ کہاں ھوتی اسکا علم اسے خود بھی نا تھا۔۔۔۔

رتابہ اگر بولڈ لڑکی کا کردار اپناتی عاجزی سے کام نا لیتی اور اپنے حق کیلئے لڑتی اپنی زبان کھولتی واویلا مچاتی تو کیا حاصل کرتی؟؟؟؟

وہ یہ سب کر کے جو حاصل تھا اسے بھی گنوا دیتی۔۔۔۔

ایسا سچ جو فساد پھیلائے اس پر خاموش رہنا بہتر ھے۔۔۔اور جو انسان حق پر ھوتے ھوئے بھی اپنے حق سے دستبردار ھو جاتا ھے تو پھر اللہ تعالیٰ اسے مکمل طور اپنی دسترس میں لے لیتا ھے۔۔۔۔۔۔

اور بیشک اللہ سے بڑا کوئی علیم (بہت جاننے والا) اور مھیمن (نگہبان) نہیں۔۔۔۔

انسان کیا ھے ؟؟؟ کیا ھے اسکی اوقات اور حیثیت ؟؟؟

اشرف المخلوقات ؟؟؟؟

کیا ھمارے اندر مرتے ھوئے ضمیر اور دم توڑتی انسانیت کو دیکھ کر کہا جا سکتا ھے کہ ھم اشرف المخلوقات میں سے ھیں ؟؟؟؟

خود کو صحیح ثابت کرنے کیلئے ھم کتنا کچھ غلط کرتے ھیں اور بعض اوقات کسی لاحاصل کو حاصل کرنے کیلئے حیوانیت کی تمام حدیں پار کر جاتے ھیں کیوں ؟؟؟؟؟

کیا ھم یہ بھول چکے ھیں کہ ھمارا رب ھمیں ہر حال میں دیکھ رہا ھے ؟؟؟؟؟ وہ ھمارے من میں چھپی چالوں سے بھی واقف ھے۔۔۔

انسانی فطرت بھی کتنی عجیب ھے ناں۔۔۔جب اس سے کوئی گناہ سرزد ھوتا ھے تو وہ ھمیشہ اپنے گناھوں کی دوسروں سے پردہ پوشی کرتا ھے۔۔۔۔ صرف اس لیئے کہ اسے دوسروں سے شرم آتی ھے۔۔۔۔کہ کسی اور کو میرے ارادوں کا یا گناھوں کا علم ھوا تو وہ کیا سوچے گا؟؟؟؟اسے کیا جواب دونگا؟؟؟؟

بڑے افسوس کی بلکہ بڑے ہی افسوس کی بات ھے کہ اپنے گناھوں کو لیکر ایک انسان دوسرے انسان سے تو خوف کھاتا ھے یا شرم محسوس کرتا ھے لیکن اپنے رب سے خوف نہیں

کھاتا۔۔۔ایک بشر جتنی شرم بھی اس رب سے محسوس نہیں کرتا کہ وہ رب سب دیکھ رہا ھے۔۔۔۔اسے سب علم ھے۔۔۔

جس دن اس ذات نے سوال پوچھا تو میں کیا جواب دونگا/دونگی۔۔۔۔۔

اپنے گناھوں کو لیکر ھمارا ڈر ھماری شرم مخلوق تک محدود ھے اس خلقت کے خالق سے ھمیں اسکے پیدا کیے ھوئے ایک بشر جتنی بھی شرم محسوس نہیں ھوتی۔۔۔۔۔

ھم سب اپنی عاقبت اور آخرت کو بھول کر لوگوں کی زندگی کے احتسابی خدا بنے بیٹھے ھیں کہ کس کو کہاں مرنا چاھیے یا تباہ ھونا چاھیے۔۔۔۔۔

اپنی پھیلائے ھوئ تباہ کاریوں سے ھم جان بوجھ کر انجان بنے بیٹھے ھیں۔۔۔

اور اسی خیال میں مذید تباہ کرتے چلے جارھے ھیں کہ میں تو گنہگار ہی نہیں۔۔۔۔۔

دوسروں کے مکافات پر خوش ھونے والے یہ کیوں بھول جاتے ھیں کہ کل کلاں وہ بھی کسی کے مکافات کا حصہ بنیں گے۔۔۔

سب کو اللہ کی رضا کی خاطر معاف کرنا سیکھیں تاکہ آپکے اپنے ناقابل معافی گناہ بھی معاف کی ئے جا سکیں۔۔۔۔۔۔

بختی اور نرگس کے کردار کو اپنی زندگی میں ڈھالنے کی کوشش کیجئے۔۔۔۔۔۔

کہ عمل سے بنتی ھے زندگی جنت بھی جہنم بھی۔۔۔۔۔۔۔

سوچی ئے گا ضرور۔۔۔۔

آپ سب احباب کی دل سے مشکور ھوں۔۔۔۔۔۔

اس دعا کیساتھ اجازت چاھونگی۔۔۔۔

رب تعالیٰ ھم سب کا دونوں جہانوں میں حامی و ناصر رھے۔۔۔

فی امان اللہ۔۔۔۔۔